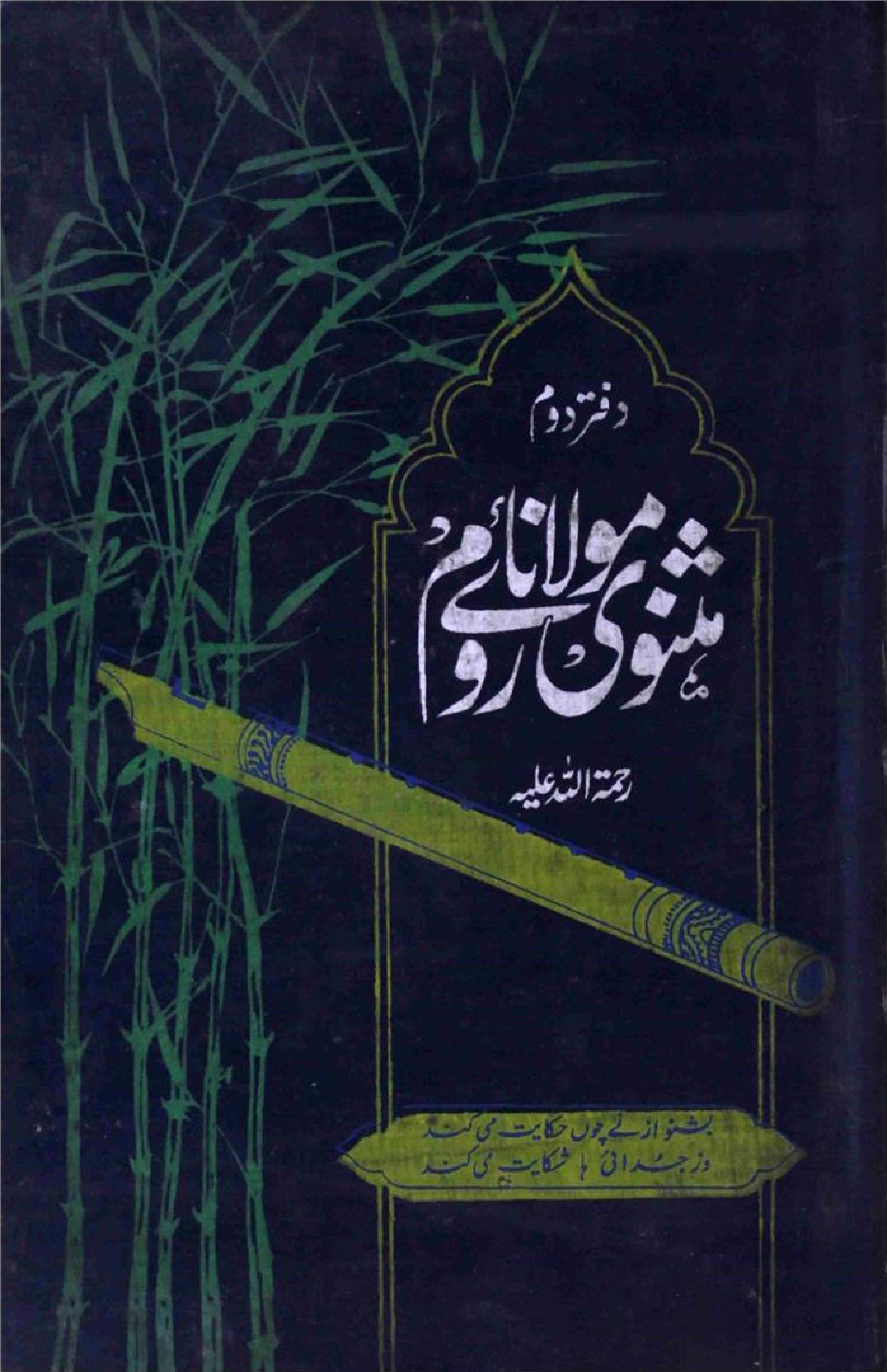
دفتر دوم

مثنوی مولانائے روم

رحمۃ اللہ علیہ



بشنو از نے چوں حکایت می کند
وز جدائی ہا شکایت می کند

باسمہ سبحانہ

دفتر دوم

مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ

ہست قرآں در زبانِ پہلوی

بترجمہ

مولانا قاضی سجاد حسین صاحب

صدر مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری دہلی

ناشر

سب رنگ کتاب گھر دہلی ۶


حضرت مولانا محمد جلال الدین رومی
قدس سره

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمْ

مقدّمہ

دفترِ اوّل کی اِشاعت

جس وقت میں نے مثنوی کی اشاعت کا ارادہ کیا تھا خود بھی مذبذب تھا اور احباب بھی مختلف الرائے تھے۔ کچھ احباب ہمت بندھاتے تھے تو کچھ احباب مخلصانہ طور پر اس اقدام کی مخالفت کرتے تھے لیکن میں نے خدا پر بھروسہ کر کے عواقب و انجام سے قطع نظر کی اور اشاعت کے کاموں میں لگ گیا۔ جب دفترِ اوّل مکمل ہوا تو سوچا کہ اس کا اجرار کسی جلسہ میں کرایا جائے۔ میں اس فکر میں لگا ہوا تھا کہ بعض احباب نے توجہ دلائی کہ اس سال جبکہ مولانائے رومؒ کی سات سَو سالہ یادگار منائی جارہی ہے اور دیگر ممالک میں اس سلسلہ میں بہت سے اجتماعات ہو رہے ہیں ہندوستان میں بھی اس طرح کی تقریب منانی چاہیئے اور اسی میں دفترِ اوّل کے اجرار کی رسم ادا کی جائے۔ میں نے یہ خیال جناب پروفیسر سید نور الحسن صاحب وزیرِ تعلیم حکومت ہند کے سامنے ظاہر کیا تو موصوف نے اس کو پسند فرمایا اور اپنے ہاتھوں دفترِ اوّل کا اجرار کرنا منظور کر لیا۔ چنانچہ ۲۸ر مارچ ۱۹۷۵ء کو غالب اکیڈمی بستی نظام الدین میں جناب حکیم عبد الحمید صاحب صدر غالب اکیڈمی کی زیرِ صدارت جشن ۷۰۰ سو سالہ مولانائے رومؒ کے عنوان سے ایک کامیاب اجتماع ہوا جس میں جناب کوکب دری زاد لطفہٗ کا مجھے بھرپور تعاون حاصل رہا اور جناب مسعود حسن خاں صاحب وائس چانسلر جامعہ ملیہ نے ایک علمی مقالہ پڑھا۔ جناب فتح اللہ صاحب مجتبائی کلچرل کونسلر ایرانی ایمبسی دہلی نے مولانا رومؒ اور مثنوی پر ایک فاضلانہ تقریر کی اور جناب محمد اعظم کامران نے اپنے دلنواز نغمہ سے مولانا رومؒ کی ایک غزل سنائی۔ دہلی کے اکثر علم دوست احباب اس میں شریک ہوئے، بقول بعض احباب کے یہ اجتماع دہلی کے دانشوروں اور اہلِ علم کا ایک قابلِ ذکر اجتماع تھا۔ دہلی کے انگریزی ہندی اور اردو اخبارات نیز آل انڈیا ریڈیو دہلی اور ٹیلی ویژن نے اس اجتماع اور مثنوی کے دفترِ اوّل کے اجرار اور اس کی پسندیدگی پر خوب خوب خبریں شائع کیں۔ محکمہ ٹیلی ویژن نے تو صرف اسی اجتماع کو رونما کرنے پر بس نہ کی بلکہ میری اور مثنوی کی مستقل فلم تیار کر کے اس کو مختلف اسٹیشنوں سے مختلف اوقات میں دکھایا۔ اس کے بعد سے آج تک شاید ہی اُردو کا کوئی موقر اخبار یا رسالہ ایسا ہو گا جس نے دفترِ اوّل پر سیر حاصل تبصرہ نہ کیا ہو اور مثنوی شریف کے پورے دفتروں کی تکمیل کا اصرار نہ کیا ہو۔ میں

مُنعم و وہاب کا کس طرح شکریہ ادا کروں کہ اُس کی رحمتِ بے پایاں سے اُس کی قبولیت دہم وگمان سے بھی زیادہ ہوئی۔ ملک کے اہلِ علم نے بذریعۂ خطوط اُس کی تعریف و توصیف کی اور ملک کے ہر ہر گوشہ سے اُس کی مانگ شروع ہوگئی۔ میں نے اُس کی اشاعت کے بعد فوراً ہی دفترِ دوم پر کام شروع کر دیا، آج جبکہ میں یہ مقدمہ سپردِ قلم کر رہا ہوں یہ دفترِ دوم اِس قابل ہوگیا ہے کہ اُس کی طباعت شروع کرا سکوں اور قریبی عرصہ میں اہلِ علم کی خدمت میں پیش کر سکوں۔ دفترِ اوّل کی اشاعت کے بعد سے بقیہ دفتروں کی اشاعت و تکمیل کے لئے جو سہولتیں میسّر آرہی ہیں اُن کا تفصیلی ذکر تو طویل ہے البتہ اِس سلسلہ میں اگر میں پروفیسر سیّد نور الحسن صاحب وزیرِ تعلیم اور وزارتِ تعلیم ہند کا ذکر نہ کروں تو بڑی ناسپاس گذاری ہوگی۔ میں موصوف اور اُن کی وزارت کا انتہائی شکر گذار ہوں کہ موصوف نے دفترِ اوّل کی بڑی تعداد میں خریداری کرا کر دیگر دفاتر کی اشاعت کو آسان بنا دیا اور صرف یہی نہیں بلکہ بقیہ دفتروں کی اشاعت کے لئے ایک گراں قدر مالی اعانت کرنا بھی منظور کر لیا ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے دفترِ دوم تو عنقریب ہی سامنے آجائیگا، اب میں نے تیسرے دفتر پر کام شروع کر دیا ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ اُس کو نصف کے قریب لکھ چکا ہوں، اب جبکہ بقیہ دفتروں کی اشاعت کی مالی مشکلات سے میں بے نیاز ہو چکا ہوں ناظرین سے استدعا ہے وہ دعا فرمائیں ربّ العزت مجھے وہ طاقت بھی عطا فرمادے کہ میں قلمی اعتبار سے اِس خدمت کی جلد از جلد تکمیل کر سکوں۔ گو سنِ ستّر میں پہنچ گیا ہوں اور اپنی عمر کی ۷۵ ویں منزل طے کر رہا ہوں، قوائے جسمانی بھی انحطاط پذیر ہیں لیکن مولائے کریم سے پُر اُمید ہوں کہ وہ اِس ناکارہ کو وہ طاقت عطا فرمادے گا جس سے میں اپنی اِس تمنا کو پورا کر سکوں گا۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْز۔

مولانائے رومؒ اور مثنوی

دفترِ اوّل کے مقدمہ میں مولانا کے حالات اور مثنوی کے بارے میں کچھ معروضات کی گئی ہیں اُس کی اشاعت کے بعد ماہ مئی، جون، جولائی ۱۹۷۵ء کے رسالہ "جامعہ" کے شماروں میں اِسی موضوع پر مسز انیماری شمیل پروفیسر ہارورڈ یونیورسٹی کے مقالہ کا ترجمہ از سید ضیاء الحسن صاحب ندوی نظروں سے گذرا اُس میں بعض جدید معلومات تھیں۔ موصوفہ مستشرق خاتون ہیں جو مولانائے رومؒ پر ایک سند تسلیم کی جاتی ہیں۔ وہ امسال ماہ ستمبر میں ہندوستان بھی آئیں اور مجھے بھی اُن سے ملنے اور اِس موضوع پر معلومات حاصل کرنے کا موقع ملا۔ مناسب سمجھا گیا کہ اُس کی تلخیص و اقتباس دفترِ دوم کے اِس مقدمہ میں بشکریہ رسالہ جامعہ ہدیۂ ناظرین کروں، اب مطالعہ کرنے والوں سے گذارش ہے کہ اِس تلخیص اور غیر مرتب اقتباس کو دفترِ اوّل کے مقدمہ کے مضمون کے ساتھ ملا کر مطالعہ کریں تاکہ پوری افادیت حاصل ہو سکے۔

مولانا جلال الدین رومیؒ ۱۲۰۷ء میں بلخ میں پیدا ہوئے جو آج کل مملکتِ افغانستان کے زیرِ نگین ہے۔ اِس تاریخ ولادت پر مورخین کا اتفاق ہے لیکن مولانا کی کتاب "فیہ ما فیہ" کی ایک

عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ مولاناؒ خوارزم شاہ کے سمرقند کے محاصرہ کے جو کہ سنہ ۱۲۰۷ء میں ہوا تھا چشم دید واقعات بیان کر رہے ہیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولاناؒ کی پیدائش یقیناً اس سے کم از کم دس بارہ سال قبل ہو چکی تھی۔

بلخ اس دور میں علمی و دینی مرکز تھا، قدیم زمانے میں یہ شہر بودھ مذہب کا بھی مرکز رہ چکا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ تصوف کے قدیم رجحانات میں جھلکنے والے بعض بودھ افکار اسی شہر کی دین ہوں۔ حضرت ابراہیم بن ادھم اسی شہر کی پیداوار ہیں۔ دنیا سے اُن کی بیزاری گوتم بودھ کے زہد و ترکِ دنیا سے بہت ملتی جلتی ہے۔ مولانائے روم نے بچپن میں فلسفی متکلم امام فخر الدین رازی کا زمانہ بھی پایا تھا۔ امام رازی کو سلطان خوارزم کے دربار میں بہت رسوخ تھا اور سلطان کو صوفیوں کے خلاف کر دینے میں اُن کا بہت بڑا حصہ تھا۔ ۱۲۰۹ء میں صوفی مجد الدین بغدادی کے نہر جیحون میں ڈوب کر جان دیدینے کا سبب بھی یہی بنے تھے۔ مولانائے رومؒ کے والد شیخ بہاؤ الدین ولد سے بھی امام کے تعلقات اچھے نہ تھے۔ مولانائے رومؒ بھی دینی معاملات میں عقل و فلسفہ کی مداخلت کو ناپسند کرتے تھے۔ اِن کے دوست اور شیخ شمس الدین تبریزی تو امام فخر الدین رازی کو "الکافر الاحمر" سرخ کافر کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ مولانائے رومی کا یہ شعر

گر باستدلال کارِ دیں بُدے | فخرِ رازی رازدارِ دیں بُدے

اگر دین کا معاملہ دلیل بازی پر موقوف ہوتا | تو فخر الدین رازی دین کے رازدار ہوتے

بھی اِن حالات کی غمازی کرتا ہے۔

شیخ بہاؤ الدین ولد کے بلخ چھوڑنے کی بنیاد امام رازی کی عداوت کو قرار دینا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ امام رازی کی وفات سنہ ۱۲۱۰ء میں ہو گئی تھی جبکہ شیخ بہاؤ الدین نے بلخ ۱۲۱۹-۱۹ء میں چھوڑا ہے۔

شیخ بہاؤ الدین سنہ ۱۲۲۰ء میں وسطِ روم میں پہنچے۔ یہاں سے مولانا جلال الدینؒ کے نام کے ساتھ رومی کی نسبت شروع ہوئی۔ ایک عرصہ تک شیخ بہاؤ الدین "لارندا" میں مقیم رہے۔ مولانائے رومؒ کی والدہ کی یہاں ہی وفات ہوئی۔ لوگ آج بھی اُس قبر اور مسجد کی زیارت کو جاتے ہیں جو مولاناؒ نے اُن کی یادگار میں بنائی تھی مولانائے رومؒ نے یہاں ہی جوہر نامی ایک سمرقندی دوشیزہ سے شادی کی جس سے اُن کے عزیز ترین بیٹے سلطان ولد پیدا ہوئے جو آگے چل کر مولانائے رومؒ کے خلیفہ دوم اور مولاناؒ کے بہترین سوانح نگار اور اُن کی کتابوں کے شارح بنے۔ سلطان علاؤ الدین کیقباد نے شیخ بہاؤ الدین ولد کو قرمان (لارندا) میں بلوا لیا تھا۔ قرمان، قونیہ سے ننو کلومیٹر جنوب مشرق میں واقع ہے۔ سلطان علاؤ الدین نے قلعہ کے قریب ایک ٹیلہ پر ایک عالیشان مسجد تعمیر کرائی۔ قونیہ اُس دور میں پُر رونق مدرسوں اور مسجدوں سے آباد تھا۔ شیخ بہاؤ الدین ولد اور اُن کے خاندان کے آجانے سے اس کی رونق دوبالا ہو گئی۔ ۲۲ جنوری سنہ ۱۲۳۱ء کو شیخ بہاؤ الدین اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔

شیخ بہاؤ الدین کی وفات کے چند سال بعد اُن کے شاگرد رشید برہان الدین محقق ترمذی بھی قونیہ پہنچ گئے۔ مولانا رومؒ نے

انہی سے علوم لدنی، حکمتِ الہامی اور صوفیانہ زندگی کے رموز و اسرار کی معرفت حاصل کی اور پھر انہی کے حکم کی تعمیل میں آپ شام تشریف لے گئے اور وہاں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی، شیخ سعد الدین حموی، شیخ اوحدالدین کرمانی کے حلقے کے بڑے بڑے صوفیوں سے آپ نے ملاقاتیں کیں۔ ہو سکتا ہے کہ ممتاز صوفی شمس الدین تبریزی سے پہلی ملاقات آپ کی یہاں ہی ہوئی ہو۔

برہان الدین محقق ۱۲۴۰ء میں قونیہ چھوڑ کر قیصریہ چلے گئے اور وہاں ہی ان کی وفات ہوئی اور آج بھی ان کی قبر کی زیارت کے لئے لوگ دور دراز علاقوں سے آتے ہیں۔

منگولوں نے ۱۲۴۳ء میں روم کے علاقہ پر قبضہ کر لیا، اناطولیہ بھی اُن کے قبضہ میں آ گیا قیصریہ بھی جلد ہی منگولوں کی لوٹ مار کی نذر ہو گیا۔ انہی حالات میں قونیہ پر منگول کا تسلط ہو چکا تھا، اس سیاسی تاریکی کے باوجود مولانائے رومؒ نے شمس دوام کو اپنے سامنے درخشاں دیکھ لیا تھا۔ جنوری ۱۲۴۴ء کے اواخر میں مولاناؒ کی شمس الدین تبریزی سے ملاقات قونیہ میں ہوئی۔ مولانائے رومؒ اور شمس الدین تبریزی کی پہلی ملاقات کے بارے میں بہت سی روایتیں ہیں اُن میں سب سے زیادہ قرین قیاس وہی روایت ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بایزید بسطامی کے فرقِ مراتب کے سلسلہ میں باہمی گفتگو کی ہے، اس ملاقات کے بعد دونوں بزرگ ایک دوسرے سے ایسے وابستہ ہوئے کہ چھ ماہ تک ایک دوسرے سے جُدا نہ ہوئے۔ صلاح الدین زرکوب کی دوکان تھی اور اُس پر ان دونوں کی مجلس اس طور پر ہوتی تھی کہ نہ کھانے پینے کی فکر ہوتی نہ ضروریاتِ زندگی کی خبر، پورے چھ ماہ اسی عالم میں گذر گئے۔ یہ شمس الدین تبریزی کون تھے جو مولانائے رومؒ کی زندگی میں اس قدر انقلاب کا سبب بنے اُن کے صحیح واقعات تو پردۂ خفا میں ہیں لیکن اس قدر ضرور معلوم ہے کہ اُن کی سخت تنقید سے اُس دور کے صوفیا میں سے کوئی بھی نہ بچ سکا۔ شام و عراق کے بڑے بڑے مشائخ سے شمس الدین نے ملاقاتیں کیں۔ ان کی ملاقاتوں کا سب سے زیادہ دلچسپ قصہ وہ ہے جو اوحدالدین کرمانی کی ملاقات کے دوران پیش آیا۔ اوحدالدین کرمانی ان صوفیوں میں سے تھے جو مخلوق کی صورتوں میں خالق کا جمال دیکھنے اور اس کی پرستش کرتے تھے، انسانی شباب میں انھیں جمالِ خداوندی نظر آتا تھا۔ ایک مرتبہ اوحدالدین نے شمس الدین سے کہا کہ میں چاند کو اس وقت دیکھتا ہوں جبکہ وہ پانی کے پیالے میں عکس ریز ہوتا ہے، شمس الدینؒ نے فوراً ٹوکا اور کہا کہ اگر تمہاری گردن میں کجی نہیں ہے تو تم اس کو آسمان پر ہی کیوں نہیں دیکھتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شمس الدین کی ملاقات محی الدین عربیؒ سے بھی ہوئی ہے۔ شیخ اکبر کے تصنیفی اور علمی شہ پارے اور اُن کے خیالات و افکار بھی شمس الدین کی نگاہِ تنقید سے نہیں بچ سکے ہیں۔ شمس الدین ابنِ عربی کو نوآموز و خام کار سمجھتے تھے۔ وہ مولانائے رومؒ کو موتی سے تشبیہ دیتے تھے تو شیخ محی الدین عربی کو کنکریوں سے۔ شمس الدین صوفیا کے کس سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے یہ ابھی تک واضح نہیں ہو سکا ہے۔ ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ انھیں خواب میں براہِ راست آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم

سے خرقۂ تصوف حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے۔ ہمیں ترک عالم عبدالباقی کی اس رائے سے اتفاق ہے کہ وہ عملاً قلندر اور ایک جہاں گشت درویش تھے شمس الدین کے بعض جملے اور عبارتیں بھی اُس کی تصدیق کرتی ہیں جن میں وہ قلندریت کی مدح سرائی کرتے ہیں۔ اُن کا اپنے بارے میں دعویٰ تھا کہ وہ عاشقیت ہی سے نہیں بلکہ معشوقیت کے مقام سے بھی آگے نکل گئے تھے۔ وہ تمام مراحل طے کر کے قطب المعشوقین کے مقام پر سرفراز تھے۔

سخت حیرت ہے کہ شمس الدین کی چند ماہ کی صحبت سے مولانائے روم نے تمام سماجی ذمہ داریوں بلکہ فرائض اور واجبات کو بھی بالائے طاق رکھ دیا تھا اسی بنیاد پر مولاناؒ کے متعلقین میں غیض و غضب کی وہ آگ بھڑکی کہ شمس الدین کو قونیہ چھوڑنا پڑا۔ اس جدائی کا مولانائے رومؒ پر یہ اثر پڑا کہ اُن کو اپنا غم ہلکا کرنے کے لئے رقص و سرود اور نغمہ موسیقی کی پناہ لینی پڑی۔ ایک مدت کے بعد مولاناؒ کو پتہ چلا کہ شمس الدین شام کے مرغزاروں میں فروکش ہیں تو مولاناؒ نے اپنے بیٹے سلطان ولد کو اُن کو واپس لانے کے لئے روانہ کیا شمس الدین واپس آئے تو مولاناؒ پر سرور و انبساط کا عالم طاری ہوا، دونوں کی ملاقات ہوئی تو یہ تمیز کرنا مشکل تھا کہ اُن میں طالب کون ہے اور مطلوب کون ہے۔ مولاناؒ نے اُن کو قونیہ کا پابند کرنے کے لئے کیمیا نامی ایک دوشیزہ سے اُن کی شادی کرا دی اور پھر دونوں میں ہفتوں بلکہ کئی ماہ مسلسل روحانی اور وجدانی گفتگو میں گزرنے لگے۔ یہ بات پھر مولاناؒ کے عقیدتمندوں پر گراں گذرنے لگی جس سے اُنکے اندر پھر شمس الدین کے خلاف غم و غصہ کے جذبات بھڑک اُٹھے۔ اسی دوران ۱۲۴۷ء میں "کیمیا" کا انتقال ہو گیا تو پھر شمس الدین قونیہ سے ایسے غائب ہوئے کہ ڈھونڈنے سے بھی کبھی نہ ملے۔ شمس الدین کی اس روپوشی کے بارے میں متضاد کہانیاں ملتی ہیں۔ بعض روایات بتاتی ہیں کہ شمس الدین قونیہ سے نامعلوم مقام کی طرف رخصت ہوئے "افلاکی" صراحت کرتے ہیں کہ اُن کو مولاناؒ کے صاحبزادے فخر العلماء علاؤ الدین ولد کی دشمنی کی وجہ سے قتل کر دیا گیا لیکن یہ بات بھی بعید از قیاس ہے کہ ایسے محترم خانوادے کا کوئی فرد قتل عمد جیسے معیوب اور ذلیل جرم کا ارتکاب کرے یا کرائے۔

بہرحال کہا جاتا ہے کہ دسمبر ۱۲۴۷ء کی رات تھی دونوں بزرگ شب کے آخری حصہ تک باہمی گفتگو میں محو تھے کہ کوئی شخص شمس الدین کو باہر بلا کر اُن پر پے در پے قاتلانہ حملے کرنے لگا اور اُن کو قتل کر کے قریب کے ایک اندھے کنوئیں میں ڈال دیا۔ یہ کنواں آج تک موجود ہے جس کی نشاندہی کی جاتی ہے جب مولاناؒ کے بڑے صاحبزادے سلطان ولد کو خبر ملی تو اُنھوں نے اُن کی نعش کو کنوئیں سے نکال کر ایک قبر میں دفن کر دیا۔ اب یہی شمس الدین کی آخری آرامگاہ ہے جس پر ایک یادگاری تختی لگا دی گئی ہے۔ حال ہی میں جو کھدائی کی گئی ہے اُس سے ایک بڑی قبر کا سراغ ملتا ہے جس کا تعلق عہد سلجوقی سے معلوم ہوتا ہے۔ مولاناؒ میوزیم کے ڈائرکٹر سید محمد اوزند، افلاکی کے اس بیان کی تائید

کرتے ہیں۔ مولانائے رومؒ سے اس جانگسل واقعہ کو پوشیدہ رکھا گیا لیکن پھر بھی مولاناؒ کے بعض اشعار بتاتے ہیں کہ اُن کو اس سانحہ کا علم ہو گیا تھا۔ بعض لوگوں نے اُن سے کہا کہ شمس الدین دیارِ شام میں مقیم ہیں تو مولاناؒ وہاں پہنچ گئے اور کہتے تھے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اُس نے شمس الدین کو دیکھا ہے تو اُس سے پوچھو کہ اُس فردوسِ بریں کا راستہ کدھر ہے؟ اس کے بعد مولاناؒ کے اشعار میں شمس الدین کی ایسی چھاپ نظر آتی ہے کہ اُن کو ہر طرف شمس الدین ہی کا جلوہ نظر آتا ہے۔ ایک غزل میں کہتے ہیں

تنہا میں ہی شمس الدین شمس الدین نہیں گاتا رہتا ہوں بلکہ اُدھر بطخیں اور سارس تالابوں میں اور ٹیلوں پر بلبلیں چمن زاروں میں وارفتگی کے عالم میں نغمہ سرا ہیں، اِدھر میں سرِ شام گنگناتا ہوں۔

شمس الدین کانِ جواہر، شمس الدین روز و شب، شمس الدین شام و سحر، شمس الدین جامِ جم، شمس الدین بحرِ بیکراں، شمس الدین دمِ عیسیٰ، شمس الدین یدِ بیضا، شمس الدین جمالِ یوسف۔

مولاناؒ کو اگرچہ جلد ہی شمس الدین کی وفات کا علم ہو گیا تھا لیکن اس کا اعتراف واقرار ان پر سخت گراں تھا۔

اس کے بعد بھی شمس الدین تبریزی کی شخصیت کے بارے میں بہت سے حالات معرضِ خفا میں ہیں حتیٰ کہ بعض محققین اُن کے بارے میں اس درجہ مشکوک ہیں کہ وہ سرے سے اِس جیسی شخصیت کے وجود ہی کا انکار کرتے ہیں لیکن وہ عظیم کلاہِ درویشی جو قونیہ میوزیم میں آج بھی موجود ہے اِس بات کی کھلی دلیل ہے کہ اِس جیسی شخصیت ایک زمانہ میں موجود تھی، آنکھوں نے اُس کو دیکھا ہے اور اُس کے نقوش آج بھی تازہ ہیں۔

اِس میں کوئی شک نہیں مولانائے رومؒ اور شمس تبریزی کی باہمی انوکھی ملاقاتیں، باہمی شیفتگی اور یہ ربط صوفیائے اسلام میں کسی دوسری جگہ نظر نہیں آتا ہے۔

بعض لوگ شمس الدین تبریزی کو سقراط سے تشبیہ دیتے ہیں جس نے اپنے پیچھے تحریری شکل میں کچھ نہ چھوڑا لیکن افلاطون جیسا شاگرد چھوڑا جو اُس کی عظمت کا سبب بنا۔ اسی طرح مولاناؒ ایک چراغ کے مانند تھے اور شمس الدین وہ چنگاری تھے جو اُس چراغ کو روشن کر گئی۔

شمس الدین تبریزی کی جدائی کے بعد مولاناؒ کی روح، الہام وکشف کے ایک نئے سرچشمہ سے مانوس ہونے لگی۔ وہ ایک روز قونیہ میں صرّافہ کے بازار سے گذر رہے تھے وہاں صلاح الدین زرکوب کی دکان پر زرکوبی کی کھٹ کھٹ کی آواز ایک دلکش نغمہ کی طرح مولاناؒ کے کان میں پڑی اور مولاناؒ بے اختیار رقص کرنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد صلاح الدین زرکوب بھی اس رقصِ مستانہ میں شریک ہو گئے۔ اس طرح کچھ دیر دونوں سرِ بازار رقص کرتے رہے، پھر صلاح الدین تو اپنی دکان کے کاموں میں لگ گئے اور مولاناؒ گھنٹوں اسی عالم میں رقصاں رہے۔ صلاح الدین زرکوب مولانا برہان الدین محقق سے فیض یافتہ تھے، زہد و تقشف میں

شیخ و مُرشد کی بولتی تصویر تھے۔ اِسی بنا پر شیخِ محقق نے باوجود اُن کی
ناخواندگی کے اُن کو اپنا روحانی وارث اور اکلوتا خلیفہ قرار دیا تھا۔ شمس الدین
تبریزی کے بعد مولانا کو پھر صلاح الدین زرکوب کی صحبتوں میں وہی پُرانا کیف و
سرور حاصل ہونے لگا، صحبتوں کا سلسلہ طویل ہونے لگا۔ بالآخر اس اتحاد و شیفتگی کا یہ نتیجہ ہوا کہ مولانا نے
اپنے صاحبزادے سلطان ولد کی شادی صلاح الدین زرکوب کی بیٹی فاطمہ سے کر دی۔ ایک وقت آیا کہ صلاح
الدین بیمار ہوئے۔ مولانا اُن کی تیمارداری میں اس قدر منہمک اور مصروف ہوئے کہ اپنے معمولات سے بھی غافل ہے
اور بہت ہی کم صلاح الدین سے جدا ہوتے تھے۔ جب وہ وقت آیا کہ صلاح الدین زرکوب اِس دُنیا سے
رخصت ہوئے اور اُن کی روح عالمِ ارواح کے تصرفات سے لطف اندوز ہونے لگی تو مولانا تدفین سے فارغ
ہو کر گھر واپس آئے۔ مولانا نے اُن کا جو مرثیہ لکھا اُسیں تحریر فرمایا:۔

اے وہ شخص جو زمین و آسمان کو چھوڑ جانے والے پر کبھی روتا تھا تیرے عہدِ زریں کی یاد میں ہوش و حواس اشکبار ہیں اور روح کرب زدہ اور غمگسار ہے، اب کوئی نہیں جو تیری جگہ لے سکے مکان و لامکان تیرا ماتم کر رہے ہیں، جبرئیلِ امین کے پَر تیرے غم میں پیلے پڑ گئے ہیں، اولیا و انبیاء سب کی آنکھیں نم ہیں۔ اے صلاح الدین تم ایک بلند پرواز برق رفتار طائر تھے تم کیا اُڑے کر وہ شاخ بھی اُڑ گئی جس سے کبھی تم تیر کی مانند اُڑتے تھے۔

یہ بتا دینا بھی مناسب ہے کہ مولانا صوفیانہ جذب و کیف اور رقص و سرود میں منہمک رہنے کے باوجود عین اِسی وجدانی کیفیت کے دوران بھی صحیح شرعی رائے یا فتویٰ دینے سے کبھی قاصر نہ رہے۔ سِپہ سالار نے جنھیں برسوں مولانا کی خدمت کا موقع ملا ہے، نماز اور اُس کے آداب سے اُن کے شغف اور اُن کی طویل روزہ کشی کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔

مولانا کا حُسنِ سلوک حُسنِ معاشرت اور شریعت کی غیر معمولی پابندی ہی لوگوں کو اُن کے دَر تک کھینچتی تھی۔ مولانا کے دروازے خواص اور مالداروں سے زیادہ عوام اور غریبوں کے لئے کھلے رہتے تھے۔ مولانا کے معتقدین میں جہاں مَردوں کے انبوہ در انبوہ نظر آتے ہیں وہاں معتقد عورتوں کی بھی ایک بڑی تعداد ہے۔ سلطان غیاث الدین کی بیگم جو قونیہ سے قیصریہ چلی گئی تھیں، جب مولانا کی جُدائی برداشت نہ کر سکیں تو اُنھوں نے ایک بازنطینی آرٹسٹ سے مولانا کی تصویر بنوائی جس کو وہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتی تھیں۔ خود مولانا کی پوتی سلطان ولد کی صاحبزادی ایک عرصہ تک کامیابی کے ساتھ طریقِ مولویت کی نشر و اشاعت کرتی رہیں مولانا کی دوسری بیوی کرا خاتون کو بھی وہ روحانی مقام حاصل تھا کہ مولانا ان کو "سارہ ثانی" اور "مریمِ زمانہ" کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

تیسری شخصیت جو مولانا کے جذب و کشش کا محور بنی وہ
حسام الدین چلپی کی شخصیت ہے۔ حسام الدین بن حسن اخی تُرک قونیہ
کی سوسائٹی میں درمیانی طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حسام الدین

مولاناؒ کی زندگی میں اچانک نمایاں نہیں ہوئے تھے بلکہ وہ برسوں پہلے سے اُن کی صحبت میں رہتے آئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ شمس الدین تبریزی نے اُن کو ہونہاری کی حالت میں دیکھا تھا تو اُن پر اپنی پوری توجہ مبذول کی تھی۔ حسام الدین اس قدر روشن ضمیر تھے کہ وہ دوستوں اور محبت کرنیوالوں کی تکلیف کو خود بخود اس طرح محسوس کر لیا کرتے تھے جیسے کہ وہ تکلیفیں خود اُن کے روح اور جسم میں پائی جاتی ہوں۔ وہ تصوف اور سلوک کے اعلیٰ مدارج پر فائز تھے، مولاناؒ نے اُن کو اپنے بعض خطوط میں "جنید عصر" سے تعبیر فرمایا ہے اور کہتے تھے کہ وہ مجھ سے باپ اور بیٹے کی مانند قریب ہیں اور مجھے وہ نورِ عین کی طرح عزیز ہیں۔ مولاناؒ کے الہامی افکار اور اُن کی حکمت و تعلیمات کی تشریح اور تفسیر کا سہرا حسام الدین ہی کے سر پر ہے جنھوں نے مولاناؒ کے صوفیانہ فلسفہ اور حکمت کو اصل صورت میں محفوظ کر دیا اور مولاناؒ کی تحریروں کو اُن کے عقیدتمندوں اور مریدوں نے یکجا کر دیا۔ مولاناؒ نے انہی کی فرمائش پر اپنا روحانی سرمایہ جس کو مثنوی معنوی کہا جاتا ہے اُن کو املا کرایا۔ چند برس تک حسام الدین مولاناؒ کے ساتھ رہے۔ مولاناؒ کی زبان سے جو شعر نکلتا وہ اُس کو قلمبند کر لیتے۔ سڑک ہو یا گھر، حمام ہو یا بازار، محفلِ سماع ہو یا خلوت خانہ، سایہ کی طرح مولاناؒ کے ساتھ رہتے تھے۔

مثنوی کی ابتداء کی تاریخ متعین کرنا تو دشوار ہے لیکن بقول عبدالباقی کے دفتر اوّل کی بعض حکایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اُس وقت تک بغداد میں عباسی حکومت قائم تھی۔ ۱۲۵۸ء میں جب تاتاریوں نے مستعصم باللہ عباسی خلیفہ کو قتل کیا اُس وقت دفتر اوّل کا املا مکمل ہوا تھا۔ دفتر اوّل کی تکمیل کے بعد حسام الدین کی بیوی کا انتقال ہو گیا تو مولاناؒ کے اشعار کا الہامی سلسلہ جاری نہ رہ سکا اور کافی تاخیر سے دفترِ دوم شروع کیا۔ مولاناؒ جب مرض الموت میں مبتلا ہو گئے تب ہی مثنوی کے املاء کا سلسلہ ختم ہوا۔

۱۲۷۳ء کے موسمِ خزاں میں مولاناؒ کی نقاہت بڑھ گئی۔ طبیب مرض کی تشخیص میں ناکام ہو گئے۔ طبیبوں نے بہر حال یہ محسوس کر لیا کہ مولاناؒ کے پھیپھڑے میں پانی اُتر آیا ہے۔ ۱۷ دسمبر ۱۲۷۳ء کی شام ایک پُر ملال شام تھی جس میں مولاناؒ ہمیشہ کے لئے اس دارِ فانی سے رخصت ہو کر اپنے حقیقی محبوب سے جا ملے۔ اُن کی وفات سے صرف انسان ہی نہیں بلکہ حیوانات بھی متاثر ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ مولاناؒ کی بلی نے بھی اُن کی وفات کے بعد کھانا پینا چھوڑ دیا تھا اور ٹھیک ایک ہفتہ کے بعد وہ اپنی زندگی کی بساط لپیٹ کر چل دی جس کو مولاناؒ کی اہلیہ نے مولاناؒ کے پہلو میں دفن کرا دیا۔

مولانائے رومؒ کی احادیث و تفسیر اور سیرِ صحابہ

اس موضوع پر میں دفتر اوّل کے مقدمہ میں کچھ باتیں لکھ چکا ہوں۔ اس سلسلہ میں آیات کی تفسیر سے متعلق حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ "غایۃ المقال" میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرات صوفیہ بعض آیات کی ایسی تفسیر کرتے ہیں جس پر کوئی نقل شاہد نہیں ہوتی ہے اس پر بعض جہلاء اُن کو کفر کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں لیکن یہ درست نہیں ہے کیونکہ اُن کی

مراد حقیقی تفسیر نہیں ہوتی ہے بلکہ صرف ایک اشارہ مقصود ہوتا ہے۔
امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "التفرقۃ بین الاسلام والزندقہ" میں تحریر فرمایا ہے کہ بعض اصحاب غلبۂ ظن سے بلا دلیل کسی آیت کی تاویل کرنے لگتے ہیں اُن پر کفر کا فتویٰ صادر کرنے میں عجلت سے کام نہ لینا چاہیئے بلکہ غور کرنا چاہیئے اگر اُن کی تفسیر و تاویل اصولی عقائد سے متعلق نہیں ہے تو اُن کی کسی طرح سے تکفیر جائز نہ ہوگی اور ایسی تاویل کے قائل کو مُبتدع اور کافر نہیں کہا جاسکتا ہے۔ جہاں تک احادیث اور سِیَر انبیاء و صحابہ کی بحث ہے اِس کے متعلق بھی میں دفترِ اوّل کے مقدمہ میں کچھ عرض کر چکا ہوں۔ مولانا نے دفترِ دوم میں "سجدہ کردنِ یحییٰ مسیح در شکمِ مادر یک دگر را" کے ماتحت جو کلام فرمایا ہے اُس میں حضرت مسیح اور حضرت یحییٰ کے ماؤں کے پیٹ میں ایک دوسرے کو سجدہ کرنے پر معترضین کے اعتراضات نقل کیے ہیں اور پھر فرمایا ہے:۔

ایں بداند آنکہ اہلِ خاطرست	**غائب از آفاق اُو را حاضرست**
اِس بات کو وہی سمجھ سکتا ہے جو صاحبِ دل ہے	آفاق سے غائب (چیز) اُس کے لئے حاضر ہے
پیشِ مریم حاضر آمد در نظر	**مادرِ یحییٰ کہ دورست از بصر**
حضرت مریمؑ کی نگاہوں کے سامنے آگئی	حضرت یحییٰؑ کی ماں جو نگاہ سے دُور تھی

اور پھر فرمایا:۔

دیدہ بستہ دید یارش نز برون	**از حکایت گیر معنیٰ اے زبوں**
اور اگر مریمؑ نے انکو ظاہری اور باطنی طور پر بھی دیکھا ہو	اے ناقص! اِس حکایت سے معنیٰ اخذ کرلے
نے چناں افسانہا بشنیدہ	**ہمچو شیں بر نقشِ آں چپیدہ**
کیا تو نے ایسے افسانے نہیں سُنے ہیں	تو اُن کے نقش پر شین کی طرح چپکا ہوا ہے

اور پھر فرمایا کہ کلیلہ و دمنہ اور گل و بلبل کے افسانے تم سنتے ہو اور ایسے نتائج اخذ کرتے ہو اِسی طرح مثنوی کے قصص اور حکایات کو سمجھ لو اور اُن سے صحیح نتائج اخذ کرلو۔
مولانا کا یہ فرمانا بالکل صحیح ہے کہ بعض بزرگوں نے افسانوی قصوں سے بہترین نتائج نکالے ہیں۔ شیخ فریدالدین عطار نے "منطق الطیر" لکھی اور پرندوں کی زبانی مسائل کو سمجھایا۔ کلیلہ و دمنہ بھی حکمت و دانائی سے لبریز بہترین کتاب سمجھی گئی ہے لیکن اِس فرق کو بہر حال نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ افسانوں کو حدیث اور سِیَرِ صحابہ کرکے پیش کرنے کی جو مضرتیں ہیں وہ اُن کی افادیت سے زیادہ ہیں۔ اِس سلسلہ میں مَیں نے دفترِ اوّل کے مقدمہ میں جو معروضات پیش کی ہیں وہ بہر حال مثنوی شریف کے مطالعہ میں پیشِ نظر رہنی چاہئیں۔

دفترِ دوم کی تصوّف کی چند اصطلاحیں

فتوح۔ عبادات و مکاشفات اور علم و معارف کا دروازہ کھل جانا۔ **فتح**۔ بندہ پر ذاتِ احدیت کی تجلیات کا نزول شروع ہوجانا۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ میں اِس مقام کی طرف بھی اشارہ ہے۔ **حسِ خفّاش**۔ انسان کے مادّی حواس ظاہرہ اور حواسِ باطنہ۔ **حسِ دُرپاش**۔ روحانی حواس۔ **مراقبہ**۔ غیراللہ سے توجہ ہٹاکر حضورِ دل کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ ہونا۔ **حضورِ یار**۔ معیتِ حق تعالےٰ۔ **ظاہر**۔ صوفیہ کی اصطلاح میں حقیقت کو کہتے ہیں۔ **مُظہر**۔ صورت اور مراٰۃ کو کہتے ہیں مثلاً کوئی شخص آئینہ میں اپنی صورت دیکھتا ہے تو وہ شخص ظاہر ہے اور صورت و آئینہ مظہر ہے۔ **رُوح**۔ صوفیہ کی اصطلاح میں صورتِ نوعیہ کو کہتے ہیں۔ **روحِ اعظم**۔ انواع کی صورِ نوعیہ کے علاوہ جن کو ارواح کہا جاتا ہے۔ صوفیہ ایک اور روح مانتے ہیں: جو ذاتِ باری کسے سب سے پہلے صدور میں آئی ہے اور وہ تمام ارواح کی مربّی ہے اُس کو رُوحِ اعظم کہا جاتا ہے اور یہی روحِ اعظم روحِ محمدی ہے جیسا کہ حدیث اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ (سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا ہے) میں مذکور ہے۔ **لاہوت**۔ ذاتِ باری بلالحاظ اسماء و صفات۔ **جبروت**۔ مرتبۂ صفاتِ باری تعالیٰ۔ **ملکوت**۔ مرتبۂ اسمائے باری تعالےٰ۔ **حظیرہ قدس**۔ وہ مقام ہے جہیں ملاءِ اعلیٰ اور روحِ اعظم کے انوار کا باہمی تداخل ہوتا ہے۔ **ملاءِ اعلیٰ**۔ افضل ملائکہ کی جماعت۔ **علم الیقین**۔ وہ علم ہے جو کسی سچے خبر دینے والے کی خبر سے حاصل ہو جیسے کسی سچے انسان کے کہنے سے آگ کے جلانے کا علم۔ **عین الیقین**۔ وہ علم ہے جو خود اپنی آنکھ کے دیکھنے سے حاصل ہو۔ مثلاً آگ کے جلانے کا علم جبکہ آگ سے کسی چیز کو جلتے ہوئے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ **حق الیقین**۔ وہ علم ہے جو اپنی ذات پر تجربہ کرنے سے حاصل ہو جیسا کہ آگ کے جلانے کا علم جبکہ خود آگ نے اُس کو جلایا ہو۔ **قطب الاقطاب غوثِ اعظم**۔ وہ ولی ہوتا ہے جو تمام عوالم پر فرمانروا ہوتا ہے اور بقائے عالم کا سلسلہ اُس کی بقا سے قائم رہتا ہے اور دوسرے تمام اولیاء اُس کے تابع ہوتے ہیں۔ شیخِ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحاتِ مکیّہ میں فرمایا ہے کہ اُن قطبوں میں سے بعض کو خلافتِ باطنہ کے ساتھ خلافتِ ظاہری بھی حاصل ہوتی ہے جیسے کہ خلفائے اربعہ، امام حسن، حضرت امیر معاویہ، حضرت عمر بن عبدالعزیز۔ اور بعض کو محض خلافتِ باطنی حاصل ہوتی ہے جیسے شیخ احمد سبتی، حضرت بایزید بسطامی وغیرہ۔ مولانا بحرالعلوم نے فرمایا ہے قطبِ حقیقی اور غوثِ ازلی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ مبارک ہے۔ دنیا کے دیگر اقطاب اِس روحِ پاک کے خلیفہ ہیں اور اُن اقطاب میں سے بعض کو تحکّمِ عظیمہ حاصل ہے اور یہ مقام شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھا۔

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ "کلیدِ مثنوی" میں تحریر فرماتے ہیں

کہ سالک پر ابتداءً حق تعالیٰ کے افعال کا ظہور ہوتا ہے اُس کو تجلیِ افعال کہتے ہیں پھر صفات کا ظہور ہوتا ہے اُس کو تجلیِ صفات کہتے ہیں۔

پھر ذاتِ بحت کا اُس کو تجلیِ ذات کہا جاتا ہے۔

شخصیتیں

واصل بن عطا۔ یہ معتزلہ کے فرقہ کا بانی ہے۔ بہت ذہین شخص تھا لیکن اس کے عقائد فلسفۂ یونان سے متاثر تھے۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں اس نے بحث شروع کی اور دعویٰ کیا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب نہ مومن ہے نہ کافر بلکہ بین بین ہے اس پر حضرت حسن رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اِعْتَزَلَ عَنَّا یعنی وہ ہم (اہل سنّت والجماعت) سے کنارہ کش ہو گیا۔ اُس وقت سے اُس کو اور اُس کے ہم عقیدہ لوگوں کو معتزلی کہا جانے لگا۔

سکندر ذوالقرنین۔ یہ ایک خدا پرست اور برگزیدہ بادشاہ تھا، جس کا قصہ قرآن پاک میں مذکور ہے۔ آب حیات کی جستجو اور اُس سے محرومی کا قصہ بھی اسی کی طرف منسوب ہے۔ یہ سکندرِ اعظم (جس کو سکندر رومی بھی کہتے ہیں) کے علاوہ شخصیت ہے، سکندرِ رومی شاہِ یونان تھا جس نے دارا شاہِ ایران کو شکست دی تھی۔ یہ سکندر ذوالقرنین سے صدیوں بعد گذرا ہے۔

نمرود۔ یہ کافر بادشاہ تھا جو خدائی کا مدّعی بنا تھا جس کی سزا میں قدرت نے ایک مچھر اُس پر مسلّط کر دیا تھا جو اُس کے دماغ میں گھس گیا تھا جس کی کلبلاہٹ اور اذیت رسانی اُس وقت تک ختم نہ ہوتی تھی جب تک کہ نمرود کے سر پر جوتے کی دس پندرہ ضربیں نہ پڑیں۔

خضرؑ۔ حضرت خضرؑ کے نسب اور خاندان اور حالات سے متعلق مستند روایات ہمیں کم ملتی ہیں، بہر حال اس قدر ثابت ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اُن سے ملاقات کی تھی اور وہ علم لدنی اور تکوینیات کے بہت بڑے عالم تھے تفسیر خازن میں مذکور ہے کہ اکثر علماء اس بات کے قائل ہیں کہ وہ زندۂ جاوید شخصیت ہیں اور اہلِ معرفت اور صوفیاء اُس عقیدہ پر متفق ہیں۔

جرجیسؑ۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری کے شاگرد تھے فلسطین میں رہتے تھے۔ اُس دَور میں موصل کا بادشاہ بہت بڑا ظالم تھا جو لوگوں کو بُت پرستی پر مجبور کرتا تھا۔ انھوں نے اُس کو نصیحت کی تو اُس نے اُن کے قتل کے احکام جاری کر دیے۔ یہ متعدد بار قتل کئے گئے لیکن قدرتِ الٰہی ہر بار اُن کو زندہ کر دیتی تھی۔ اِس معجزے سے بہت سے لوگ اُن کے پیرو ہو گئے۔ لیکن سرکشوں کی سرکشی ختم نہیں ہوئی اور بالآخر وہ انہی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

سامری۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص گذرا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس وقت کوہ طور پر گئے تو اُس نے قوم میں شرارت پیدا کر دی۔ ایک گئوسالہ بنا کر قوم کو اُس کی پرستش پر لگا دیا۔ جس سے حضرت موسیٰ بہت برہم ہوئے اور اُس کو بد دعائیں دیں جس سے وہ تباہ و برباد ہو گیا۔

برصیصا۔ بنی اسرائیل میں سے ایک عیسائی راہب کا نام ہے جو بہت بڑا عبادت گذار تھا۔ ستر سال تک عبادتِ الٰہی میں مصروف رہا لیکن شیطان نے اُس پر غلبہ حاصل کیا اُس کو ابتدا ءً عملیات سکھائے جس سے اُس کی بہت شہرت ہوئی۔ شاہِ وقت کی ایک لڑکی اس کے پاس دعا کرانے آئی تو اُس سے زنا کر بیٹھا۔

شہزادی حاملہ ہوگئی تو اُس کو قتل کر ڈالا۔ اِس کی پاداشت میں وہ کفر کی حالت میں قتل کیا گیا۔

امام محمد بن عسکری رحمۃ اللہ علیہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں اور یہ اثنا عشری شیعہ صاحبان کے بارھویں امام ہیں اور اُن کے عقیدے کے مطابق اُن کو حضرت خضر کی طرح عمرِ جاوید دی گئی ہے اور وہ اس وقت سُرَّ مَنْ رَأٰی مقام کے ایک غار میں رُوپوش ہیں۔ قیامت کے قریب ان کا ظہور ہوگا اور ان صاحبان کے نزدیک وہی مہدی موعود ہیں۔ جو قیامت کے قریب ظاہر ہو کر دنیا سے ظلم و فساد کو مٹائیں گے۔ اہلِ سنّت ان کی وفات کے قائل ہیں اور مہدی موعود بھی ان کو نہیں کہتے ہیں بلکہ مہدی موعود محمد بن عبداللہ کو مانتے ہیں جو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہوں گے اور قیامت کے قریب ان کا ظہور ہوگا۔

بلعم بن باعور۔ بنی اسرائیل یا قومِ عمالقہ میں سے ایک بہت بڑا زاہد و عابد اور مستجاب الدعوات شخص تھا۔ شیطان نے اس کا اغوا کیا تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مخالف ہوگیا جس کی پاداش میں اس کی تمام برکتیں مسلوب ہوگئیں اور کفر کی حالت میں اس کی موت ہوئی۔

عوج بن عنق۔ قومِ عمالقہ میں سے ایک کافر شخص کا نام ہے۔ جس کے قد اور عمر کے بارے میں مبالغہ آمیز قصے منقول ہیں۔ قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیرِ مظہری میں اُس کے حالات نقل کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ اُس کے حالات بغوی نے بہت مبالغہ آمیز لکھے ہیں جن کو کسی طرح عقل قبول نہیں کرتی ہے اور محدثین بھی اُن کا انکار کرتے ہیں۔ ہاں وہ قوم جبابرہ میں سے ایک بڑے قد اور بڑی طاقت کا آدمی تھا اور یہ قوم بہت قد آور ہیبت ناک تھی۔

ابو عامر راہب۔ یہ مدینہ کا رہنے والا تھا اُس نے آنحضورؐ کی ہجرت سے قبل مسیحیت اختیار کر لی تھی اور توریت و انجیل کا کافی مطالعہ کر رکھا تھا۔ آنحضورؐ کی ہجرت سے قبل نبی آخر الزماں کی بشارتیں لوگوں کو سناتا تھا لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد اُس کو حسد و رشک پیدا ہوگیا اور آنحضورؐ کی مخالفت کرنے لگا۔ آنحضورؐ نے اُس کو فہمائش کی مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ جنگِ بدر کی فتح کے بعد یہ مدینہ طیبہ سے بھاگ کر مکہ معظمہ میں جا بسا اور قریش کو آنحضورؐ کے خلاف بھڑکاتا رہا۔ جنگِ احد میں قریشِ مکہ کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہوا اور اُسی نے مسلمانوں پر سب سے پہلا تیر چلایا۔ پھر جب مکہ فتح ہوگیا تو یہ بھاگ کر ہرقل شہنشاہِ روم کے دربار میں پہنچ گیا اور وہاں بیٹھ کر مسلمانوں اور آنحضورؐ کے خلاف سازشیں کرنے لگا۔ منافقوں نے قبا میں مسجدِ ضرار اسی کے مشورے سے بنائی تھی اور اُن کا ارادہ تھا کہ اُس کو بلا کر اس مسجد میں بٹھائیں اور مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کر دیں۔ آنحضورؐ نے اِس سازش کو کامیاب نہ ہونے دیا اور یہ منافقانہ حالت میں مدینہ نہ پہنچ سکا اور اسی حالت میں روم میں مرا۔

جعفر طرّار۔ یہ ایک بہت بڑا حیلہ ساز اور چالاک شخص تھا جیب تراشی میں بھی ماہر تھا۔ اُس نے دو مصنوعی پر بھی بنوائے تھے جن کے ذریعہ

بہ تنّوروں کی طرح اُچھل کود کر لیتا تھا۔

مذہبی فرقے

مُشبّہہ۔ وہ فرقہ ہے جو خدا کو مخلوقات اور ممکنات سے تشبیہ دیتا ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کلید مثنوی میں فرمایا ہے کہ بعض کامل مشبّہہ ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو ممکنات کی مخصوص صفات کو بھی حضرت حق تعالیٰ کیلئے ثابت کرتے ہیں جیسے شکل وصورت اور مکان اور جسم وغیرہ۔ پھر اُن کامل مشبّہہ میں باہمی اختلاف ہے حق تعالےٰ کے لئے کوئی ایک شکل ثابت کرتا ہے تو دوسرا کوئی دوسری شکل ثابت کرتا ہے۔

منزّہہ۔ یہ وہ فرقہ ہے جو حضرت حق تعالےٰ کو ممکنات کی صفات سے پاک وخالی مانتا ہے۔ اُس میں بھی ایک کامل منزّہ ہیں یہ لوگ وہ ہیں جو ممکنات کے ساتھ مختص اور غیر مختص جملہ صفات سے حضرت حق کو پاک مانتے ہیں حتیٰ کہ صفتِ علم سے بھی۔ **جامعۃ بین التشبیہ والتنزیہ**۔ یہ وہ جماعت ہے جو اللہ تعالےٰ سے اُن صفات کی تو نفی کرتی ہے جو ممکن کے لئے مخصوص ہیں لیکن وہ صفات جو ممکن کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں اُن کو اللہ کے لئے ثابت کرتی ہے پھر اُن میں بھی دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ وہ ہے جو نفسِ صفات کی نفی کرتا ہے مگر صفات کے آثار اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کرتا ہے اور اُن آثار کا منشا ذاتِ باری تعالیٰ کو بتاتا ہے۔ مثلاً وہ کہتا ہے کہ خدا علیم ہے لیکن صفتِ علم اُس کے لئے ثابت نہیں ہے بلکہ انکشاف کا منشا اُس کی ذات ہے۔ اِسی طرح وہ قدیر ہے لیکن صفتِ قدرت اُس کے لئے ثابت نہیں۔ قدرت کے جو آثار ہیں اُن کا منشا بھی اُس کی ذات ہے۔ یہ گروہ معتزلہ کا ہے۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو صفات کو بھی ثابت کرتا ہے۔ پھر اُس دوسرے گروہ میں بھی دو گروہ ہو گئے ہیں۔ ایک تو وہ گروہ ہے جو اِن نصوص کی تاویل کرتا ہے۔ جن میں اللہ کے لئے صفتِ استواء، صفتِ بطش، صفتِ ضحک، ید، وجہ وغیرہ آیا ہے۔ یہ گروہ متکلمین کا ہے۔ دوسرا وہ گروہ ہے جو اِن آیتوں کی تاویل نہیں کرتا لیکن یہ ضرور کہتا ہے کہ اِن صفات کے وہ معنی نہیں ہیں جن معنیٰ کے اعتبار سے یہ ممکنات کے لئے بولی جاتی ہیں اور اِن صفات کی حقیقت کو اللہ کے علم کی طرف مفوض کرتا ہے۔ یہ گروہ محدثین کا ہے۔

معتزلہ۔ یہ فرقہ واصل ابن عطا کا پیرو ہے۔ اِس کی بہت سی شاخیں ہیں جن کے عقائد یہ ہیں قرآن مخلوق ہے۔ بندہ اپنے افعال کا خالق ہے۔ تقدیر کا عقیدہ غلط ہے۔ کبیرہ گناہ کرنے والا مومن نہیں ہے۔ خدا کی صفات نہیں ہیں۔

دہریہ۔ وہ فرقہ ہے جو خدا کو نہیں مانتا ہے اور کہتا ہے کہ عالم کا کاروبار بغیر کسی متصرف کے خود چل رہا ہے اور اسی طرح قدیم سے چلا آ رہا ہے۔ چونکہ یہ خود دہر اور زمانے کو متصرف مانتا ہے اِس لئے اُن کو دہریہ کہا گیا ہے۔

ثنویہ۔ یہ فرقہ دو خداؤں کا قائل ہے۔ ایک کو یزداں کہتا ہے جو خالقِ خیر ہے دوسرے کو اہرمن کہتا ہے جو خالقِ شر ہے

فرقہ اباحیہ۔ یہ فرقہ اِس بات کا قائل ہے کہ اگر انسانی

قلب کا تصفیہ ہو جائے تو پھر اس کے لئے ہر کام جائز ہے۔
پھر اس کے لئے شریعت کے اوامر اور نواہی یکساں ہیں۔
اس سے کسی کبیرہ گناہ کا بھی مواخذہ نہ ہوگا۔

جبریہ۔ اس فرقے کے عقائد ہیں کہ بندہ اپنے افعال میں مجبورِ محض ہے۔ اس فرقہ کے انتہا پسند، بندے کی طرف افعال کی نسبت کرنے کو ایسا ہی مانتے ہیں جیسا کہ جمادات کی طرف کسی فعل کی نسبت کی جائے۔

قدریہ۔ یہ فرقہ تقدیر کا منکر ہے اور بندہ کو اپنے افعال پر قادرِ مطلق مانتا ہے۔

سوفسطائیہ۔ یہ فرقہ توہم پرست فلاسفہ کے ایک گروہ کا پیرو ہے۔ یہ فلاسفہ اشیاء کی حقیقت کے منکر ہیں ان کی کئی شاخیں ہیں۔

عنادیہ۔ یہ فرقہ اشیاء کی حقیقت کا منکر ہے اور کہتا ہے کہ جن کو حقیقتیں سمجھا جاتا ہے وہ محض اوہام اور خیالات ہیں۔

عندیہ۔ یہ فرقہ بھی اشیاء کی حقیقتِ واقعیہ کا منکر ہے اور کہتا ہے کہ جس چیز کی جو حقیقت فرض کر لی جائے وہی اس کی حقیقت ہے۔ جوہر کو اگر جوہر فرض کر لیا جائے تو وہ جوہر ہے اگر اس کو عرض فرض کر لیا جائے تو وہ عرض ہے۔

لاادریہ۔ اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ نہ کسی چیز کے وجود کا علم ممکن ہے نہ عدم کا۔ بلکہ ہر چیز کا عدم و وجود شک ہے اور یہ شک بھی مشکوک ہی ہے۔

سجاد حسین
۱۹ محرم الحرام ۱۳۹۶ھ
یکم فروری ۱۹۷۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُدّتے ایں مثنوی تاخیر شُد
ایک مدت کی اس مثنوی میں تاخیر ہوئی

مُہلتے بایست تا خوں شیر شُد
مُہلت درکار ہے تاکہ خون، دودھ بنے

تا نزاید بختِ تو فرزندِ نو
جب تک تیرا نصیب نیا بچہ نہ جنے

خوں نگردد شیرِ شیریں خوش شنو
خون، شیریں دودھ نہیں بنتا، خوب سُن لے

چوں ضیاء الحق حُسام الدیں عناں
جب ضیاء الحق حسام الدین نے باگ

باز گردانید ز اوجِ آسماں
آسمان کی بلندی سے موڑی

چوں بمعراجِ حقائق رفتہ بُود
چونکہ وہ حقائق کی معراج میں پہنچے ہوئے تھے

بے بہارش غُنچہا ناشگفتہ بُود
اُن کی بہار کے بغیر غُنچے نہ کھلے تھے

چوں ز دریا سوئے ساحل باز گشت
جب وہ دریا سے کنارے کی طرف واپس آئے

چنگِ شعرِ مثنوی با ساز گشت
مثنوی کے اشعار کی سارنگی باساز بن گئی

مثنوی کہ صیقلِ ارواح بُود
وہ مثنوی جو رُوحوں کے لئے صیقل تھی

باز گشتش روزِ استفتاح بُود
اُن کی واپسی (مثنوی کیلئے) روزِ استفتاح ہوئی

مطلعِ تاریخِ ایں سودا و سُود
اس سودے اور نفع کی تاریخ کا مطلع

سالِ ہجرت ششصد و شصت و دو بُود
چھ سو ۶۶۲ باسٹھ ہجری کا سال تھا

لہ مدتے۔ مثنوی کا دوسرا دفتر تاخیر سے شروع ہوا، اس کی کئی وجہیں ہوئیں۔ (۱) مولانا حسام الدین جو مثنوی کی تحریر کا باعث تھے انکو اپنی اہلیہ کے انتقال سے پریشانیاں لاحق ہوئیں۔ (۲) سامعین کی بے التفاتی کو شوق سے بدلنا تھا۔ (۳) مولانا نے دفتر دوم کے مضامین کو ذہن میں جمع کیا۔ بخت۔ نصیبہ خون۔ بچہ پیدا ہونے پر خون دودھ بنکر پستان میں آتا ہے۔ عناں۔ باگ، اوج۔ بلندی۔ معراج۔ سیڑھی، آسمانوں وغیرہ کی سیر جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کرائی گئی تھی۔ بہار یعنی روحانی فیض غنچہا۔ یعنی وہ مضامین عالیہ جن کا دوسرے دفتر میں بیان ہے۔ دریا یعنی عالم ملکوت۔ ساحل۔ دریا کا کنارا یعنی عالم ناسوت۔ چنگ سارنگی باساز۔ باسامان ۲ صیقل قلعی۔ استفتاح۔ کھولنا، یعنی علوم و معارف کا جو دروازہ بند ہو گیا تھا اس کا کھولنا، رجب کی پندرہ تاریخ جسمیں رحمت خداوندی کے دروازے کھلتے ہیں اور خانہ کعبہ کا دروازہ زائرین کے لئے کھول دیا جاتا ہے مطلع تاریخ وہ شعر یا عبارت جس کے حروف سے ابجدی حساب سے تاریخ نکلتی ہے۔ سودا۔ سامانِ تجارت۔ سود۔ نفع۔

بلبلے[۱] زینجا برفت و بازگشت — بہرِ صید ایں معانی بازگشت

بلبل اس جگہ سے گئی اور واپس لوٹی — ان معانی کے شکار کے لئے باز بن گئی

ساعدِ شہ مسکنِ ایں باز باد — تا ابد بر خلق ایں در باز باد

(خدا کرے) اس باز کا ٹھکانا شاہ کی کلائی ہو — قیامت تک مخلوق پر یہ دروازہ کھلا رہے

آفتِ ایں در ہوا و شہوت ست — ورنہ اینجا شربت اندر شربت ست

اس دروازہ کی آفت خواہش نفسانی اور شہوت ہے — ورنہ یہاں پر شربت ہی شربت ہے

ایں دہاں بر بند تا بینی عیاں — چشم بند آں جہاں حلق و دہاں

اس منہ کو بند رکھ تاکہ تو اسرار و معارف کو آنکھ سے دیکھے — اُس جہان (معرفت) کیلئے منہ اور حلق آنکھوں کی پٹی ہیں

اے[۲] دہاں تو خود دہانۂ دوزخی — وے جہاں تو بر مثالِ برزخی

اے منہ! تو دوزخ کا دہانہ ہے — اور اے دنیا! تو برزخ جیسی ہے

نورِ باقی پہلوئے دنیائے دوں — شیرِ صافی پہلوئے جوہائے خوں

ناچیز دنیا کے پہلو میں باقی رہنے والا نور ہے — خون کی نہروں کے پہلو میں صاف ...

چوں درو گامے زنی بے احتیاط — شیرِ تو خوں می شود از اختلاط

اگر تو اس میں ایک قدم بغیر احتیاط کے رکھے گا — خلط ملط ہو کر تیرا دودھ خون بن جائیگا

یک قدم زد آدم اندر ذوقِ نفس — شد فراقِ صدرِ جنت طوقِ نفس

نفس کی خوشی میں آدم ؑ نے ایک قدم رکھا — (تو) جنت کے صدر (مقام) کی جدائی گلے کا طوق بنی

ہمچو دیو از وے فرشتہ می گریخت — بہرِ نانے چند آبِ چشم ریخت

فرشتہ اُن سے ایسا بھاگتا تھا جیسا کہ شیطان — چند روٹیوں کی وجہ سے کس قدر آنسو بہائے

گرچہ[۳] یک مو بد گنہ کو جستہ بود — لیک آں مو در دو دیدہ رستہ بود

اگرچہ وہ گناہ جو انھوں نے کیا بال برابر تھا — لیکن وہ بال گویا دونوں آنکھوں میں اگا تھا

بود آدم دیدۂ نورِ قدیم — موئے در دیدہ بود کوہِ عظیم

آدم ؑ نورِ قدیم کی آنکھ تھے — (لیکن) آنکھ میں بال بڑا پہاڑ ہوتا ہے

فراق۔ یعنی جنت سے جدائی ہو گئی۔ دیو۔ آدم ؑ سے شیطان متنفر تھا اب فرشتے بھاگنے لگے۔
بہرِ نان۔ یعنی گیہوں کے لئے۔

[۳] گرچہ حضرت آدم ؑ کی خطا معمولی تھی لیکن "نزدیکاں را بیش بود حیرانی" کی رو سے اُن پر عتاب ہوگیا
بود آدم ؑ: معمولی خطا حضرت آدم ؑ کے اعتبار سے بڑی سمجھی گئی جیسا کہ آنکھ جیسی شفاف چیز میں معمولی بال بھی بڑا پہاڑ بن جاتا ہے۔

[۱] بلبلے۔ یعنی مولانا حسام الدین ... مضامین عالیہ کا شکار نہیں کر سکتے تھے۔ زینجا یعنی عالم ناسوت۔ برفت۔ یعنی عالم ملکوت میں گئے۔ بازگشت۔ واپس ہوئے۔ باز شاہین یعنی مولانا حسام الدین مضامین عالیہ کا شکار کرنے کے قابل ہو گئے۔ ایں در یعنی مضامین عالیہ کے فیضان کا دروازہ جو مثنوی کے ذریعہ کھلا ہے۔ آفت۔ اس فیض سے وہ بہرہ مند ہوگا جو خواہش اور شہوت نفس سے بچے گا۔ ایں دہاں یعنی حلق اور زبان کی لذتوں سے دست کش ہو جا۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں ؎

اندروں از طعام خالی دار — تا درو نورِ معرفت بینی

دہاں۔ کھانا ہوا۔ چشم بند آنکھوں کی پٹی یعنی حلقوم اور منہ کی لذتیں اسرار معرفت سے مانع ہیں۔

[۲] اے دہاں۔ اگر انسان حرام لقمہ کھاتا ہے تو دوزخ میں پہنچ جاتا ہے۔ برزخ۔ دو متغایر چیزوں کے درمیان آڑ۔ دنیا دنیوی زندگی جنتی اور دوزخی زندگی کے درمیان ہے اس میں جنت اور جہنم دونوں کے آثار ہیں۔ نورِ باقی۔ ابدی روشنی ہدایت۔ شیرِ صافی یعنی اعمال صالحہ۔ جوہائے خوں یعنی معاصی۔ گام۔ قدم۔ احتیاط۔ بچاؤ۔ شیرِ تو یعنی نیکی برائی سے بدل جائیگی۔ ذوقِ نفس خلود کے شوق میں ممنوعہ درخت کھالیا

گر دراں[1] دم او بکردے مشورت
اگر وہ اُس وقت مشورہ کر لیتے

در پشیمانی نگفتے معذرت
(تو) شرمندگی میں معذرت نہ کرتے

زانکہ با عقلے چو عقلے جفت شُد
اسلئے کہ ایک عقل جب دوسری عقل کی شریک بنی

مانعِ بد فعلی و بد گفت شُد
(تو) بُرے کام اور بُری بات سے مانع ہوئی

نفس با نفسِ دگر چوں یار شُد
ایک نفس جب دوسرے نفس کا یار بنا

عقلِ جزوی عاطل و بیکار شُد
ناقص عقل معطل اور بے کار ہوئی

گر ز تنہائی چو ناہیدے شوی
اگر تو تنہائی میں زُہرہ جیسا بنے گا

زیرِ ظلِّ یار خورشیدے شوی
یار (پیر) کے سایہ میں آفتاب بنے گا

رَو بجو یارِ خدائے را تو زُود
جا، خدا کے دوست کی جلد تلاش کر لے

چوں چُناں کردی خدا یارِ تو بُوَد
جب تو نے ایسا کر لیا تو خدا تیرا دوست ہے

آنکہ در خلوت نظر بر دوخت ست
جس نے خلوت کو مطمحِ نظر بنا لیا ہے

آخر آں را ہم ز یار آموخت ست
آخر اُس (خلوت پسندی) کو بھی یار سے سیکھا ہے

خلوت از اغیار باید نے ز یار
گوشہ نشینی غیروں سے چاہیئے نہ کہ یار سے

پوستیں بہرِ دے آمد نے بہار[2]
پوستین ماگھ کے مہینہ کیلئے ہے، نہ کہ موسمِ بہار کیلئے

عقل با عقلِ دگر دوتا شود
عقل، دوسری عقل کے ساتھ ملکر دوگنی ہو جاتی ہے

نور افزوں گشت و رہ پیدا شود
روشنی بڑھ جاتی ہے اور راستہ نمایاں ہو جاتا ہے

نفس با نفسِ دگر دوتا شود
نفس، نفس کے ساتھ مل کر دُگنا ہو جاتا ہے

ظلمت افزوں گشت و رہ پنہاں شود
اندھیرا بڑھ جاتا ہے اور راستہ چھپ جاتا ہے

یار چشمِ تست اے مردِ شکار
اے شکاری! یار، تیری آنکھ ہے

از خس و خاشاک اُو را پاک دار
کوڑے کرکٹ سے اُس کو محفوظ رکھ

ہیں بجاروبِ زباں گردے مکُن
خبردار! زبان کی جھاڑو سے گرد نہ اُڑا

چشم را از خس رہ آوردے مکُن
آنکھ کو تنکے کا تحفہ نہ دے

چونکہ مومن[3] آئینہ مومن بُوَد
جبکہ مومن، مومن کا آئینہ ہوتا ہے

روئے اُو ز آلودگی ایمن بُوَد
اُس کا چہرہ آلودگی سے محفوظ رہنا چاہیئے

---

[1] گردراں۔ گناہ سے بچ جانے کی ترکیب یہ ہے کہ اہلِ علم سے مشورہ کر لیا جائے۔ عقلے۔ یعنی مشورہ کرنیوالے کی عقل اور صاحبِ معرفت کی عقل۔ نفس۔ یعنی امّارہ نفس۔ عقلِ جزوی۔ ناقص عقل لہٰذا بُری صحبت سے بچنا ضروری ہے۔ ناہید۔ زُہرہ ستارہ یار۔ پیر کی صحبت تنہائی کی عبادت سے زیادہ فیض رساں ہے۔ زود۔ اہلُ اللہ کی صحبت اللہ کے قُرب کا سبب ہے۔ خلوت۔ تنہائی۔ نظر بر دوختن۔ کسی کو مطمحِ نظر بنا لینا۔ یار یعنی خلوت پسندی کے فوائد کسی شیخ کی صحبت میں ہی سیکھے ہیں لہٰذا صحبت مفید ہوئی۔ اغیار بیگانے۔ پوستین۔ بال دار کھال کا لباس دے۔ ماگھ کا مہینہ جس میں سخت سردی پڑتی ہے۔

[2] بہار یعنی پھاگن کا مہینہ، ہر خلوت میں فضیلت نہیں ہے۔ اغیار سے خلوت مفید ہے یار کے ساتھ صحبت مفید ہے۔ دوتا۔ دوگونہ۔ نور افزوں گشت۔ شیخ کی صحبت نور افزا ہے اُس سے خلوت اختیار کرنا مفید نہیں ہے نفس۔ بُرے ساتھی سے خلوت مفید ہے۔ یار۔ جبکہ صحبتِ شیخ ضروری ہے تو اُس کے آداب کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ مردِ شکار، شکاری۔ ہیں۔ شیخ کی شان میں بدگوئی نہ ہونی چاہیئے۔ پاک دار۔ شیخ راہِ ہدایت دکھاتا ہے لہٰذا وہ آنکھ کا کام دیتا ہے

[3] مومن۔ حدیث شریف میں ہے۔ اَلْمُؤمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤمِنِ یعنی جس طرح آئینہ عیب دکھا دیتا ہے اور اُس کو مشہور کرتا نہیں پھرتا ہے اسطرح ایک مومن کو دوسرے مومن کے ساتھ معاملہ کرنا چاہیئے۔ ایمن۔ محفوظ۔

یار آئینہ ست جاں را در حزن [1] — در رخِ آئینہ اے جاں دم مزن

غم میں، یار جان کا آئینہ ہے — اے پیارے! آئینہ پر پھونک نہ مار

تا نپوشد روئے خود را از دمت — دم فرو بردن بباید ہر دمت

تاکہ تیری پھونک سے وہ اپنا منہ نہ چھپالے — ہر وقت تجھے سانس گھونٹے رہنا چاہیے

کم ز خاکی! چونکہ خاکے یار یافت — از بہارے صد ہزار انوار یافت

کیا تو مٹی سے بھی کم ہے؟ جب مٹی نے یار کو پایا — ایک بہار سے لاکھوں کلیاں حاصل کر لیں

آں [2] درختے کو شود با یار جفت — از ہوائے خوش ز سر تا پا شگفت

وہ درخت جو یار کا ساتھی بنا — عمدہ ہوا سے سر سے پیر تک کھل گیا

در خزاں چوں دید او یار خلاف — در کشید او زود سر زیرِ لحاف

خزاں کے موسم میں جب اس نے مخالف ساتھی دیکھا — اس نے فوراً سر لحاف کے نیچے کر لیا

گفت یارِ بد بلا آشفتن ست — چونکہ او آمد طریقم خفتن ست

اس نے کہا، برا ساتھی مصیبت ہے — جب وہ آگیا تو میرا شیوہ سونا ہے

پس بخسپم باشم از اصحابِ کہف — بہ ز دقیانوس باشد خوابِ کہف

پس میں سوجاتا ہوں، اصحاب کہف میں ہو جاتا ہوں — غار میں سونا، دقیانوس (کی صحبت) سے بہتر ہے

یقظہ [3] شاں مصروفِ دقیانوس بود — خوابِ شاں سرمایۂ ناموس بود

ان کی بیداری دقیانوس پر صرف ہوتی تھی — ان کا سو جانا عزت کا سرمایہ تھا

خواب بیداریست چوں با دانش ست — وائے بیدارے کہ با ناداں نشست

جو نیند عقلمندی سے ہے، وہ بیداری ہے — اس بیدار پر افسوس ہے جو ناداں کے ساتھ بیٹھا

چونکہ زاغاں خیمہ بر گلشن زدند — بلبلاں پنہاں شدند و تن زدند

چونکہ کوّوں نے باغ میں ڈیرے ڈال دیئے — بلبلیں چھپ گئیں اور چپ ہو گئیں

زانکہ بے گلزار بلبل خامش ست — غیبتِ خورشید بیداری کش ست

جس طرح کہ بغیر چمن کے بلبل چپ ہے — سورج کا غروب بیداری ختم کردینے والا ہے

ہے۔ کوّا یعنی نا اہل لوگ۔ خیمہ زدن۔ مقیم ہوجانا۔ بلبلاں یعنی اہلِ حق۔ تن زدن۔ خاموش ہوجانا۔ گلزار، گلشن۔ یعنی حق کے طالب لوگ۔ غیبتِ خورشید۔ سورج کے غروب کر جانے سے بیداری کے چہچہے ختم ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح طالبین کے غائب ہوجانے سے شیخ پر خاموشی طاری ہوجاتی ہے۔

[1] حزن۔ غم یعنی حالتِ انقباض۔ دم زدن۔ پھونک مارنا۔ پھونک سے آئینہ دھندلا ہوجاتا ہے۔ ہر دمت۔ یعنی کسی وقت بھی شیخ کے سامنے لاف زنی نہ کرنی چاہیے۔ خاک۔ جب زمین اپنے یار موسم بہار سے ہم صحبت ہوتی ہے تو طرح طرح کے پھول اُگا دیتی ہے مرید کو بھی شیخ کی صحبت سے اسی طرح کا استفادہ کرنا چاہیے۔ انوار۔ جمع نور یعنی غنچہ وکلی۔

[2] آں۔ موسم بہار درخت کیلئے یار موافق ہے اسکی صحبت سے درخت شگفتہ ہوجاتا ہے اسی طرح پیر کی صحبت باعث شگفتگی ہوتی ہے۔ در خزاں۔ موسم خزاں درختوں کے لئے یار ناموافق ہے درخت اس کی صحبت پسند نہیں کرتے ہیں لہٰذا سو جاتے ہیں یعنی بد صحبت سے خلوت میں سو جانا بہتر ہے۔ اصحاب کہف۔ ان کا پورا قصہ دفتر اول میں گذر چکا ہے ان کے دور میں دقیانوس ظالم بادشاہ تھا یہ بزرگ لوگ اس سے جدا ہوکر غار کی تنہائی میں جا کر سو گئے تھے۔

[3] یقظہ۔ بیداری۔ مصروف۔ زیر استعمال۔ ناموس۔ عزت۔ خواب۔ وہ سونا جو بہتر مقصد کے پیش نظر ہو اس بیداری سے بہتر ہے جس میں بروں کی صحبت ملے۔ دانش۔ عقل۔ وائے۔ کلمۂ افسوس ہے۔ ناداں۔ عرفانِ حق سے خالی۔ زاغاں۔ زاغ کی جمع

آفتاب[1] ار ترکِ ایں گلشن کُند
سورج اگر اس چمن کو چھوڑتا ہے
تا کہ تحت الارض را روشن کُند
تو اس لئے کہ زمین کے نچلے حصّہ کو روشن کرے

ق
آفتابِ معرفت را نقل نیست
معرفت (خداوندی) کے سورج (پیر) کیلئے منتقل ہونا (نہیں)
مشرقِ او غیرِ جان و عقل نیست
اُس کی مشرق صرف روح اور عقل ہے

خاصہ خورشیدِ کمالِ کاں سَریست
خصوصاً وہ آفتاب کمال جو اُس جانب کا ہے
روز و شب کردارِ اُو روشنگریست
اُس کا کام دن رات روشن کرنا ہے

مطلعِ شمس آی گر اسکندری
اگر تو سکندر ہے تو سورج کے طلوع ہونیکی جگہ پر آ
بعد ازاں ہر جا روی نیکو فری
اس کے بعد جہاں جائے گا نیک بخت ہو گا

بعد ازاں ہر جا روی مشرق بود
اس کے بعد تو جہاں جائے گا مشرق ہوگی
شرقہا بر مغربت عاشق شود
مشرقیں تیری مغرب پر عاشق ہونگی

حسِّ خُفّاشت[2] سوئے مغرب دواں
تیری چمگادڑ والی حسّ مغرب کی طرف دوڑنے والی ہے
حسِّ دُرپاشت سوئے مشرق رواں
تیری موتی برسانے والی حسّ مشرق کی جانب رواں ہے

راہِ حسّ راہِ خران ست اے سوار
اے سوار! حسّ کا راستہ گدھوں کا راستہ ہے
اے خراں را تو مزاحم شرم دار
تو گدھوں سے بھڑتا ہے، شرم کر

پنج حسّے ہست جز ایں پنج حسّ
ان پانچ حواس کے علاوہ پانچ حسّ اور ہیں
آں چو زرِّ سرخ و ایں حسہا چو مس
وہ سُرخ سونے کی طرح ہیں اور یہ حواس تانبے کیطرح ہیں

اندراں بازار کاہلِ محشر اند
جس بازار میں اہلِ محشر ہیں
حسِّ مس را چوں حسِّ زر کے خرند
تانبے کے حسّ کو سونے کے حسّ کی طرح کب خریدتے ہیں؟

حسِّ ابداں قوتِ ظلمت می خورد
بدنوں کی حسّ ظلمت سے روزی حاصل کرتی ہے
حسِّ جاں از آفتابے می چرد
رُوح کی حسّ آفتاب سے غذا حاصل کرتی ہے

اے[3] ببردہ رختِ حسہا سوی غیب
اے (وہ ذات) جو حسّ کے سامان کو غیب کیطرف لے (گئی)
دست چوں موسیٰ برون آور ز جیب
موسیٰؑ کی طرح ہاتھ کو گریبان سے باہر نکال

اے صفاتت آفتابِ معرفت
اے وہ کہ تیری صفات پہچان کے لئے سورج ہیں
و آفتابِ چرخ بندِ یک صفت
اور آسمان کا سورج ایک صفت کا پابند ہے

[1] آفتاب۔ سورج کو فیض رسانی کیلئے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا پڑتا ہے۔ زمین کی فوقانی سطح سے منتقل ہوکر زمین کی تحتانی سطح کے باشندوں کو نور پہنچاتا ہے لیکن شیخ اپنی جگہ رہتا ہے اور زمین کے ہر حصّہ کے باشندوں کو فیض پہنچاتا ہے۔ آفتابِ معرفت۔ شیخ کامل۔ مشرق۔ سورج کے طلوع کرنے کی جگہ، جان۔ شیخ کی توجہ سے روح اور عقل روشنی حاصل کرتی ہے۔ خورشیدِ کمال۔ اللہ تعالیٰ۔ آں سر۔ اُس جانب یعنی ذاتِ باری عالمِ امکان سے وراء ہے۔ روشنگری۔ روشنی پہنچانا۔ اسکندری۔ سکندر ذوالقرنین کا واقعہ قرآن پاک میں مذکور ہے، یہ نیک بادشاہ تھا اور اُس نے مشرق سے مغرب تک اپنی سلطنت کو وسیع کردیا تھا۔ مطلعِ شمس۔ اہل اللہ۔ نیکوفر۔ بااقبال۔ مشرق۔ یعنی مطلعِ انوار۔ مغربت۔ یعنی تیرے وہ حالات جن میں انوار کی کمی ہوگی اُس پر مشرقیں قربان ہوں گی۔
[2] حسِّ خفاشت۔ حواسِ خمسہ ظاہرہ مادی چیزوں کا ادراک کرتے ہیں اور وہ ظلمت کے طالب ہیں۔ حسِّ دُرپاش۔ انسان کے لطائفِ ستہ قلب، روح، نفس، سِر، خفی، اخفیٰ مُراد ہیں جنکے انکشافات پر معرفتِ حق مبنی ہے۔ آں چو زر۔ مادی حواس لطائف کے مقابلہ میں تانبے ہیں۔ بازار۔ آخرت کے بازار میں لطائفِ ستہ کی قیمت اُٹھے گی۔ قوت۔ روزی۔ حسِّ جاں۔ لطائف۔ آفتاب۔ یعنی ذاتِ باری۔ [3] اے۔ یہاں سے مولانا نے مناجات شروع کردی ہے۔ دست چوں موسیٰ۔ حضرت موسیٰؑ کا یدِبیضا تاریکی کو دور کردیتا تھا۔ برون آور۔ تاکہ تیری تجلی نور ہمارے جہل کی تاریکی کو دور کردے۔ صفاتت۔ صفاتِ خداوندی ذات کی معرفت کا ذریعہ ہیں۔ آفتابِ چرخ۔ سورج بھی صفتِ باری کا مظہر ہے۔

گاہ[۱] خورشید و گہے دریا شوی
(تو) کبھی سورج اور کبھی دریا (میں متجلی) ہوتا ہے

گاہ کوہِ قاف و گہ عنقا شوی
کبھی کوہِ قاف (میں)، اور کبھی عنقا (کیطرح بے نشان) ہوجاتا ہے

تو نہ این باشی نہ آں در ذاتِ خویش
اپنی ذات میں تو نہ یہ ہے نہ وہ ہے

اے فزوں از وہمہا و زبیش بیش
اے وہ ذات جو وہموں سے آگے ہے اور آگے سے بھی آگے ہے

روح[۲] با علم ست و با عقل ست یار
روح علم اور عقل کی ساتھی ہے

روح را با تازی و ترکی چہ کار
روح کو ترکی یا عربی سے کیا واسطہ؟

از تو اے بے نقش با چندیں صور
اے بے نقش! اتنے مظاہر کے ہوتے ہوئے تیری وجہ سے

ہم مشبّہ ہم موحّد خیرہ سر
اہلِ تشبیہ بھی اور اہلِ توحید بھی حیران ہیں

گہ مشبّہ را موحّد می کنی
تو کبھی اہلِ تشبیہ کو اہلِ توحید بنا دیتا ہے

گہ موحّد را بصورت رہزنی
کبھی اہلِ توحید کا صورت کی وجہ سے رہزن ہوتا ہے

گہ ترا گوید ز مستی بوالحسن
کبھی مستی میں ابوالحسن تجھے کہتا ہے

یا صغیر السنّ یا رطب البدن
اے کم عمر! اے نازک بدن!

گاہ[۳] نقشِ خویش ویراں می کند
کبھی وہ اپنے نقش کو مٹاتا ہے

از پئے تنزیہ جاناں می کند
تنزیہ کے لئے اپنی جان کھوتا ہے

چشمِ حسّ را ہست مذہب اعتزال
حس کی آنکھ کا مذہب اعتزال ہے

دیدۂ عقل ست سنّی در وصال
وصال کے معاملہ میں عقل کی آنکھ سنّی ہے

سُخرۂ حسّ اند اہلِ اعتزال
حس کے پابند معتزلی ہیں

خویش را سنّی نمایند از ضلال
غلطی سے اپنے آپ کو سنّی ظاہر کرتے ہیں

ہر کہ در حسّ ماند او معتزلی ست
جو حس میں (پھنسا) رہا وہ معتزلی ہے

گرچہ گوید سنّیم از جاہلی ست
اگرچہ وہ کہے "میں سنّی ہوں" نادانی ہے

ہر کہ از حسِّ خدا دید آیتے
جس نے حسِ خداوندی کے ذریعہ کوئی نشانی دیکھ لی

در برِ حق ہست بہر طاعتے
وہ اطاعت کیلئے اللہ (تعالیٰ) کی جناب میں ہے

ہر کہ بیروں شد ز حسّ سنّی وے ست
جو شخص حس سے بالاتر ہوگیا وہ سنّی ہے

اہلِ بینش چشمِ عقلِ خویش بست
اہلِ نظر نے اپنی عقل کی آنکھ بند کرلی ہے

سنّی تو حقیقتاً وہ ہے جو باطنی بصیرت پیدا کرے اور دیدارِ حق کر سکے۔ حسِ خدا۔ حسِ باطن۔ آیت۔ نشانی۔ بر۔ پیش، جناب۔ بہرِ طاعتے۔ اللہ کی کسی نشانی میں اللہ کے جمال کا مشاہدہ کرنا مستقل عبادت ہے۔ اہلِ بینش۔ صاحبِ نظر عقل و حواس سے کام نہیں لیتا ہے وہ بصیرتِ قلبی سے کام لیتا ہے۔

۱ گاہ خورشید۔ یہ تمام چیزیں مظاہرِ قدرت ہیں۔ تو نہ مظاہرِ قدرت عینِ ذاتِ باری نہیں ہیں اس کی ذات وہم سے بھی وراء الوراء ہے۔

۲ روح۔ روح اگرچہ مادی بدن میں متصرف ہے لیکن مادی اثر سے منزّہ ہے۔ مشبّہ۔ وہ لوگ جو خدا کو مخلوقات سے تشبیہ دیتے ہیں۔ موحّد۔ وہ لوگ جو خدا کو ذات و صفات میں یکتا مانتے ہیں۔ خیرہ سر۔ حیران یعنی دونوں گروہوں میں سے اسکی حقیقت تک کوئی نہیں پہنچ سکا۔ گہ مشبّہ۔ مشبّہ حیران ہو کر تنزیہ کا قائل ہوجاتا ہے اور موحّد بیچارہ کبھی موحّد حیران ہو کر تشبیہ کا قائل ہوجاتا ہے۔ ابوالحسن۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی کنیت ہے مراد عارفِ کامل ہے جو کسی بچہ میں جلوہ دیکھ کر مشبّہ کے الفاظ بول جاتا ہے۔ صغیر السنّ۔ کم عمر۔ رطب البدن۔ نازک بدن۔

۳ گاہ۔ موحّد غلبۂ تنزیہ میں اپنے وجود کو ہی معدوم سمجھنے لگتا ہے اور صرف ذاتِ واحد کو موجود مانتا ہے۔ چشمِ حسّ۔ ظاہری آنکھ۔ مذہبِ اعتزال۔ معتزلہ کا عقیدہ کہ حشر میں بھی دیدارِ خدا ناممکن ہے۔ دیدۂ عقل۔ باطنی بصیرت کا تقاضہ ہے کہ دیدارِ حق ہوگا یہ اہلِ سنّت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ سخرۂ حسّ۔ جو سنّی محض حسِ ظاہری رکھتے ہیں وہ بھی حقیقتاً معتزلی ہیں انکو بھی دیدارِ حق میسر نہ آئیگا۔

گر بدیدے حسِ[۱] حیواں شاہ را — پس بدیدے گاؤ و خر اللہ را
اگر حیوانی حِس، شاہ کو دیکھ سکتی — تو گاؤ اور خر بھی، اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتے

گر نبودے حسِ دیگر مر ترا — جز حسِ حیوان بیروں از ہوا
اگر دوسری حِس تیرے لئے مخصوص نہ ہوتی — حیوانی حِس کے علاوہ، خواہشِ نفسانی سے بالاتر

پس بنی آدمؑ مکرّم کے بُدے — کے بہ حسِ مشترک محرم شدے
تو بنی آدم" مکرّم کب ہوتے؟ — مشترک حِس کی وجہ سے محرم (راز) کب ہوتے؟

نا مُصوَّر[۲] یا مُصوَّر گفتنت — باطل آمد بے ز صورت رُفتنت
تیرا (خدا کو) باصورت یا بے صورت کہنا — بے کار ہے جب تک کہ تو صورت سے نہ گزر جائے

نا مُصوَّر یا مُصوَّر پیشِ اوست — کو ہمہ مغز ست و بیروں شد ز پوست
باصورت یا بے صورت تو اُس کے سامنے ہے — جو مجسّم مغز ہے، چھلکے سے بالا ہے

گر تو کوری نیست بر اعمیٰ حرج — ورنہ رَو کالصَّبرُ مفتاحُ الفرج
اگر تو اندھا ہے تو اندھے پر کوئی گناہ نہیں — ورنہ جا "صبر کرنا کشادگی کی کنجی ہے"

پردہائے دیدہ را داروئے صبر — ہم بسوزد ہم بسازد شرحِ صدر
(ظاہری) آنکھ کے پردوں کو داروئے صبر — جلا بھی دیتی ہے اور شرحِ صدر بھی کر دیتی ہے

آئینہ[۳] دل چوں شود صافی و پاک — نقشہا بینی بروں از آب و خاک
دل کا آئینہ جب صاف و پاک ہو جائے گا — تو آب و خاک سے بالاتر نقش دیکھے گا

ہم ببینی نقش و ہم نقّاش را — فرشِ دولت را و ہم فرّاش را
نقش بھی دیکھے گا اور نقاش کو بھی — دولت کے فرش کو اور نیز فرش کرنیوالے کو

چوں خلیلؑ آمد خیالِ یارِ من — صورتش بُت معنیِ اُو بُت شکن
میرے یار کا خیال خلیل (اللہ) کی طرح ثابت ہوا — اُس کا ظاہر بُت اور اُس کی حقیقت بُت شکن ہے

شکرِ یزداں را کہ چوں اُو شد پدید — در خیالِ اُو خیالِ حق رسید
خدا کا شکر ہے کہ وہ جب ظاہر ہوا — اُس کے تصور میں اللہ تعالیٰ کا تصور حاصل ہوا

شکرِ معطی را کہ چوں اُو در رسید — در خیالش جاں خیالِ خود بدید
داتا کا شکر ہے کہ جب وہ خیال میں آیا — اُس کے خیال میں جان نے اپنا خیال دیکھا

---

[۱] حسِ حیواں۔ ظاہری حِس۔ شاہ۔ اللہ تعالیٰ۔ حِسِ دیگر۔ حِسِ باطنی۔ بیروں از ہوا۔ ہوا و ہوس سے بالاتر۔ مکرم۔ قرآن میں ہے لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ "اور البتہ ہم نے بنی آدم کو عزت دی"۔ حِسِ مشترک یعنی وہ حواس جو حیوان اور انسان میں مشترک ہیں۔ محرم۔ رازدار۔

[۲] نا مصوّر۔ یعنی خدا کا باصورت ہونا یا صورت سے منزّہ ہونا اُس شخص کیلئے متحقق ہے جو مجاہدہ کرکے سراپا مغز بن گیا ہو۔ کوری۔ کور ہستی۔ اعمیٰ۔ نابینا۔ حرج۔ تنگی، گناہ۔ ورنہ۔ اگر استعداد ہی مفقود ہے تو مجبوری ہے ورنہ صبر سے مجاہدات کروگے تو یہ مقام حاصل ہو جائے گا۔ سوزد۔ یعنی صبر آنکھوں کے پردے ہٹا دے گا۔

[۳] آئینہ دل۔ بغیر افشانت کے بڑھ جائے۔ آب خاک۔ عالمِ ناسوت۔ نقش یعنی مخلوق۔ نقاش یعنی خالق۔ فرشِ دولت دربار۔ فرّاش یعنی اللہ تعالیٰ۔ خلیل حضرت ابراہیم خلیل اللہ۔ خیالِ یار تصورِ شیخ۔ حضرت ابراہیمؑ نے ستارے کو دیکھ کر ھٰذَا رَبِّیْ "یہ میرا رب ہے" کہا یہ ایک مدعیٰ تھا جو بظاہر بُت پرستی تھی لیکن دراصل اُس کا اثبات اس کے ابطال کیلئے تھا جو بُت شکنی تھی۔ اسی طرح تصورِ شیخ بظاہر بُت پرستی ہے لیکن چونکہ وہ اللہ تک پہنچاتا ہے اسلئے حقیقتاً وہ بُت شکنی ہے۔ شکرِ یزداں۔ تصورِ شیخ نے اللہ تعالیٰ کے تصور تک پہنچا دیا۔ چوں او۔ تصورِ شیخ یعنی شیخ کے تصور کے ذریعہ ہمیں اپنے نفس کی حقیقت معلوم ہوگئی اور اُس کے ذریعہ معرفتِ خداوندی حاصل ہوئی۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ "جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اُس نے خدا کو پہچان لیا"۔

خاکِ درگاہت دلم را می فریفت[1]
تیری درگاہ کی خاک نے میرے دل کو فریفتہ کر لیا
خاک بر وے کو ز خاکت می شگیفت
اُس پر خاک جس نے تیری خاک سے بے نیازی کی

گفتمش ار خوبم پذیرد ایں ازو
میں نے کہا اگر میں اچھا ہوں تو وہ زالہ (اس خوبی) کو اُس دل بخشی
ورنہ خود خندید بر من زشت رُو
ورنہ مجھ بدصورت پر ہنس دے گا

چارہ آں باشد کہ خود را بنگریم
تدبیر یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو دیکھیں
در خورِ آنیم و یا نادر خوریم
ہم اُس کے لائق ہیں یا نالائق ہیں

اُو جمیل ست و یُحِبُّ لِلجَمال
وہ حسین ہے اور حُسن کو پسند کرتا ہے
کے جوانِ نو گزیند پیرہ زال
بوڑھی عورت کو نوجوان کب قبول کرتا ہے؟

طَیِّبات از بہرِ کہ لِلطَّیِّبِین
پاکیزہ عورتیں کس کے لئے ہیں؟ پاک مردوں کے لئے
خوب خوبی را کند جذب ایں یقیں
اچھا، اچھائی کو جذب کرتا ہے یہ یقینی بات ہے

خوب خوبی را کند جذب[2] ایں بداں
اچھا، اچھائی کو جذب کرتا ہے، سمجھ لے
طیبات و طیبین بر وے بخواں
طیبات اور طیبین اُس پر پڑھ دے

در ہر آں چیزے کہ تو ناظر شوی
تو جس چیز کو بھی دیکھے گا
می کُند با جنس سَیر اے معنوی
اے معنی شناس! وہ اپنی ہم جنس کیساتھ چلتی ہے

در جہاں ہر چیز چیزے جذب کرد
دنیا میں ہر ایک چیز نے ایک چیز کو جذب کیا ہے
گرم گرمی را کشید و سرد سرد
گرم نے گرمی کو کھینچا اور سرد نے سردی کو

قسمِ[3] باطل باطلاں را می کشند
باطل اقسام باطلوں کو کھینچتی ہے
باقیاں از باقیاں ہم سر خوش اند
باقی رہنے والے باقی رہنے والوں سے خوش ہیں

ناریاں مر ناریاں را جاذب اند
جہنمی جہنمیوں کو کھینچنے والے ہیں
نوریاں مر نوریاں را طالب اند
نوری، نوریوں کے طالب ہیں

صاف را ہم صافیاں راغب شوند
صاف لوگ صاف کی طرف راغب ہوتے ہیں
دُرد را ہم تیرگاں جاذب بوند
بدباطن، تلچھٹ کو حاصل کرتے ہیں

زنگ را ہم زنگیاں باشند یار
حبشی کے حبشی دوست ہوتے ہیں
روم را با رومیاں افتاد کار
رومی کا، رومیوں سے واسطہ ہے

چشم چوں بستی ترا جاں کندنیست
تو نے جب آنکھ بند کی، تجھے بیقراری ہے
چشم را از نورِ روزن صبر نیست
آنکھ روزن کے نور سے صبر نہیں کر سکتی ہے

[1] فریفتن۔ عاشق بنانا۔ شگیفتن۔ بے نیاز ہونا۔ ازو۔ از دل۔ زشت رو۔ بدصورت۔ چارہ۔ تدبیر۔ درخور۔ لائق۔ پیرہ زال۔ بوڑھی عورت۔ ایں یقیں۔ یہ یقینی بات ہے۔

[2] جذب۔ کشش۔ طیبات۔ قرآن پاک میں ہے۔ اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ "پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں"۔ ناظر۔ دیکھنے والا۔ اے معنوی۔ اے حقیقت بیں۔

[3] قسم۔ فرقہ، گروہ۔ باقیاں۔ اہلِ ہدایت۔ ناریاں۔ جہنمی۔ نوریاں۔ جنتی۔ صافیاں۔ صاف باطن۔ تیرگاں۔ سیاہ باطن۔ زنگ۔ حبشی۔ روم۔ رومی۔ جاں کندنی۔ گھبراہٹ۔ روزن۔ روشندان۔

چشم چوں بستی ترا تاسہ گرفت
جب تو نے آنکھ بند کی تجھے گھبراہٹ نے پکڑا
نورِ چشم از نورِ روزن می شگفت
آنکھ کا نور روزن کے نور سے کھلتا ہے

تاسہ تو جاذبِ نورِ چشم بود
تیری بیقراری آنکھ کے نور کا جذبہ تھی
تا بہ پیوندد بہ نورِ روز زود
تاکہ جلد دن کی روشنی سے وابستہ ہو جائے

چشمِ باز ار تاسہ گیرد مر ترا
کھلی ہوئی آنکھ، اگر تجھے بیقرار کرے
دانکہ چشمِ دل بہ بستی بر گشا
سمجھ لے کہ تو نے دل کی آنکھ بند کی ہے کھول لے

آں تقاضائے دو چشمِ دل شناس
سمجھ لے یہ دل کی دونوں آنکھوں کا تقاضہ تھا
کو ہمی جوید ضیائے بیقیاس
کیونکہ وہ بے اندازہ روشنی چاہتی ہیں

چوں فراقِ آں دو نورِ بے ثبات
جبکہ دو ناپائدار نوروں کی جدائی نے
تاسہ آوردت کشادی چشمہات
تجھے بیقرار کر دیا، تو نے اپنی آنکھیں کھولدیں

چوں فراقِ آں دو نورِ پائدار
تو دو پائدار نوروں کی جدائی
تاسہ چوں آرد مر آں را پاس دار
کیسی بے قراری پیدا کرے گی، اِس کا خیال رکھ

او چو می خواند مرا من بنگرم
وہ جب مجھے بلاتا ہے میں غور کرتا ہوں
لائقِ جذبم و یا بد پیکرم
میں کشش کے قابل ہوں یا بدصورت ہوں

گر لطیفے زشت را در پے کند
اگر کوئی خوبصورت، بدصورت کا پیچھا کرے
تسخرے باشد کہ او بر وے کند
یہ ایک مذاق ہوتا ہے جو وہ اُس سے کرتا ہے

کے ببینم روئے خود را اے عجب
تعجب ہے میں اپنا چہرہ کب دیکھتا ہوں،
ق
تا چہ رنگم ہمچو روزم یا چو شب
جو یہ کہوں کہ میں کس رنگ کا ہوں دن کی طرح ہوں یا رات کی مانند

نقشِ جانِ خویش می جستم بسے
میں نے اپنی جان کا نقش بہت تلاش کیا
ہیچ می ننمود نقشم از کسے
لیکن، میرا نقش کسی سے رونما نہ ہوا

گفتم آخر آئینہ از بہرِ چیست
میں نے کہا آخر آئینہ کس لئے ہوتا ہے
تا بداند ہر کسے کہ جنسِ کیست
(اسی لئے) کہ ہر شخص یہ جان لے کہ وہ کس جنس کا ہو

آئینہ آہن برائے پوستہاست
لوہے کا آئینہ جسموں کے لئے ہے
آئینہ سیمائے جاں سنگیں بہاست
جان کے چہرے کا آئینہ بہت قیمتی ہے

آئینہ جاں نیست الا روئے یار
جان کا آئینہ، یار کے چہرے کے علاوہ نہیں ہے
روئے آں یارے کہ باشد زاں دیار
اُس یار کا چہرہ جو اُس دیار (عالمِ ملکوت) کا ہو

ل تاسہ۔ بیقراری۔ نورِ چشم۔ آنکھ کا نور بیرونی نور کا طالب ہے ورنہ گھبراہٹ پیدا ہوجاتی ہے چشمِ باز۔ آنکھ کھلی ہوئی ہونے پر اگر گھبراہٹ طاری ہو تو سمجھ لے کہ یہ اضطرابِ دل کی آنکھ بند ہونے کی وجہ سے ہے۔
ٹ آں تقاضائے۔ دل کی گھبراہٹ دل کی آنکھیں بند ہونے کی وجہ سے ہوتی جو لا انتہا نور کا مشاہدہ چاہتی ہیں۔ دو نور یعنی دل کی آنکھ کا نور اور لا محدود نور۔ بد پیکر۔ بدصورت۔ گر لطیفے۔ جب یہ طے ہے کہ ہم جنس ہم جنس کا طالب ہوتا ہے تو اگر حسین کسی بدصورت کا طالب بنتا ہے تو وہ محض مذاق کے لئے ہوتا ہے
ٹ اے عجب اس کا تعلق اگلے شعر کے دوسرے مصرع سے ہے۔ ہمچو روز یعنی منور۔ چو شب یعنی سیاہ باطن نقشِ جان۔ شیخ کے ذریعہ مرید کی حقیقی تصویر سامنے آجاتی ہے یعنی میں نے ایسا شیخ تلاش کیا جس کی وجہ سے مجھ پر اپنی حقیقت واضح ہوجائے۔ گفتم۔ آئینہ میں دیکھ کر اپنی خوبصورتی و بدصورتی پہچان لی جاتی ہے۔ آئینہ سیمائے جاں جس آئینہ میں باطن کی خوبصورتی و بدصورتی نظر آتی ہے وہ مرشد و شیخ ہے جو بہت قیمتی چیز ہے۔ روئے یار۔ شیخ کی صحبت میں اپنے نقائص نظر آجاتے ہیں۔ آں دیار یعنی وہ شیخ جس کا تعلق عالمِ ملکوت سے ہو۔

گفتم اے دل آئینۂ[۱] کلی بجو
میں نے کہا اے دل! مکمل آئینہ تلاش کر
رَو بدریا کار بر ناید ز جُو
دریا پر جا، نہر سے کام نہ چلے گا

زیں طلب بندہ بکوئے تو رسید
اس طلب کی وجہ سے خادم تیرے کوچہ میں پہنچا
دردِ مریم را بخرما بُن کشید
مریم کو درد کھجور کے درخت کی طرف لے گیا

دیدۂ تو چوں دلم را دیدہ شد
تیرا نور جب میرے دل کا نور بن گیا
صد دلِ نادیدہ غرقِ دیدہ شد
سینکڑوں نہ دیکھے ہوئے دل دیکھے ہوئے میں سما گئے

آئینۂ کُلّی بر آوردم زِ دود
میں نے دھوئیں سے مکمل آئینہ نکالا
دیدم اندر آئینہ نقشِ تو بود
میں نے دیکھا آئینہ میں تیرا نقش تھا

آئینۂ کُلّی تُرا دیدم اَبد
میں نے تجھے ہمیشہ مکمل آئینہ سمجھا
دیدم اندر چشمِ تو من نقشِ خود
میں نے تیری آنکھوں میں اپنا نقش دیکھا

گفتم[۲] آخر خویش را من یافتم
میں نے کہا بالآخر میں نے اپنے آپ کو پا لیا
در دو چشمش راہِ روشن یافتم
اُس کی دونوں آنکھوں میں روشن راستہ پا لیا

گفت وہمم کاں خیالِ تُست ہاں
میرے وہم نے کہا کہ یہ تیرا خیال ہے، خبردار!
ذاتِ خود را از خیالِ خود بداں
اپنی ذات کو اپنا خیال سمجھ

نقشِ من از چشمِ تو آواز داد
میرے نقش نے تیری آنکھ میں سے آواز دی
کہ منم تو تو منی در اتّحاد
کہ میں تو ہوں، تو میں ہے، یگانگت میں

کاندریں[۳] چشمِ مُنیرِ بے زوال
اس روشن، حقائق سے بے زوال آنکھ میں
از حقائق راہ کے یابد خیال
خیال راستہ کب پا سکتا ہے؟

در دو چشمِ غیرِ من تو نقشِ خود
میرے علاوہ کسی کی دونوں آنکھوں میں اپنا نقش
گر بہبینی آں خیالے داں و رَدّ
اگر تو دیکھے تو اُسکو محض خیال و رد (قابلِ رد) سمجھ

زانکہ سُرمہ نیستی در می کشد
اس لئے کہ وہ نیستی کا سُرمہ لگاتا ہے
بادہ از تصویرِ شیطاں می چشد
اور وہ شیطان کی تصویر سے شراب پیتا ہے

چشمِ او خانہ خیالست و عدم
اُس کی آنکھ عدم اور خیال کا گھر ہے
نیستہا را ہست بیند لاجُرم
لامحالہ وہ معدوم کو موجود دیکھتا ہے

---

[۱] آئینۂ کلی یعنی شیخِ کامل (دریا)۔ یعنی شیخِ کامل۔ جو۔ نہر یعنی ناقص پیر۔ مریم۔ حضرت عیسیٰؑ کی والدہ۔ خرما بن۔ کھجور کا درخت حضرت مریمؑ کے دردِ زہ کا اضطراب کھجور کے سائے، پھل اور ٹھنڈے پانی اور بچّہ کے دیدار سے رفع ہوا تھا۔ صد دلِ نادیدہ۔ میرا دل جو بے معرفت ہونے میں سو دلوں کی برابر تھا۔ بر آوردم ز دود۔ یعنی میں نے نورِ مطلق کو تعینات کے دھوئیں سے جُدا کیا تو اُسمیں تیرا نقش محسوس کیا۔ آئینۂ کلی۔ مکمل آئینہ۔ ابد۔ ہمیشہ۔ چشمِ تو۔ دل کا دیدۂ بصیرت۔

[۲] گفتم۔ شیخ کے آئینۂ دل میں اپنی صورت دیکھ کر اطمینان ہوگیا اور اُس کی وجہ سے مجھے راہِ ہدایت حاصل ہوئی۔ خیال۔ خیالی بات۔ ہاں۔ تنبیہ کا کلمہ ہے۔ ذات۔ نفسُ الامری صورت۔ نقش۔ میری صورت نے بتایا کہ یہ صورت واقعی ہے محض خیالی نہیں ہے۔

[۳] کاندریں چشم۔ یعنی میرے نقش نے یہ بھی کہا کہ شیخ کی چشمِ دل میں جو کہ ہمیشہ حقائق سے وابستہ ہے کوئی غیر واقعی خیالی چیز نہیں سما سکتی۔ در دو چشمِ غیر۔ ناقص کی چشمِ دل میں غیر حقیقی چیز نمودار ہو سکتی ہے۔ نیستی۔ عالمِ فانی۔ بادہ شراب۔ تصویر۔ تخیل۔ می چشد۔ چونکہ وہ ناقص ہے اور اُس کی چشمِ بصیرت عالمِ سفلی میں پھنسی ہوئی ہے وہاں شیطانی تصور رنگ جاتا ہے۔ خانۂ خیال۔ یعنی اُس کی آنکھ میں غیر حقیقی چیزیں گھر کیے ہوئے ہیں۔

چشمِ من چوں سُرمہ دید از ذوالجلال[1] — خانۂ ہستی ست نے خانۂ خیال

میری آنکھ نے جبکہ جلال والے (اللہ) کا سُرمہ دیکھا ہے — وہ موجود کا خانہ ہے، نہ کہ خیال کا

تا یکے مُو باشد از ہستیِ تو — در خیالت گم شود مستیِ تو

جب تک تیری ہستی کا ایک بال بھی رہے گا — تیری مستی تیرے خیال میں گم ہو جائے گی

تا یکے مُو باشد از تو پیشِ چشم — در خیالت گوہرے باشد چو یشم

جب تک تیرا ایک بال بھی آنکھ کے سامنے ہوگا — تیرے خیال میں موتی، سنگِ یشم ہوگا

یشم را آنگہ شناسی از گہر — کز خیالِ خود کُنی کُلّی گذر

تو یشم (پتھر) اور موتی میں اُس وقت تمیز کر سکیگا — جب اپنے خیال سے بالکلیہ گذر جائے گا

یک حکایت بشنوائے گوہر شناس — تا بدانی تو عیاں را از قیاس

اے موتی کو پہچاننے والے! ایک حکایت سُن لے — تاکہ تو مشاہدہ کو قیاس سے (جُدا) جان لے

ہلال پنداشتنِ آں شخص خیال را در عہدِ امیر المومنین عمر رض

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک شخص کا خیال کو چاند سمجھ لینا

ماہِ روزہ[2] گشت در عہدِ عمر رض — بر سرِ کوہے دویدند آں نفر

(حضرت) عمر رض کے زمانے میں رمضان آیا — سب پہاڑ کی چوٹی پر گئے

تا ہلالِ روزہ را گیرند فال — آں یکے گفت اے عمر اینک ہلال

تاکہ روزے کے چاند سے (نیک) فال لیں — ایک شخص بولا، اے عمر رض! چاند یہ ہے

چوں عمر رض بر آسماں مہ را ندید — گفت کایں مہ از خیالِ تو دمید

جب (حضرت) عمر رض نے آسمان پر چاند نہ دیکھا — فرمایا یہ چاند تیرے خیال سے چمکا ہے

ورنہ من بیناترم[3] افلاک را — چوں نمی بینم ہلالِ پاک را

ورنہ میں تو آسمانوں کو زیادہ دیکھنے والا ہوں — پاک چاند کو کیوں نہ دیکھ لوں گا؟

گفت تر کُن دست و برابرو بمال — آنگہاں تو بر نگر سوئے ہلال

فرمایا ہاتھ تر کر اور ابرو پر مَل — پھر تو چاند کی طرف دیکھ

چونکہ اُو تر کرد ابرو مہ ندید — گفت اے شہ نیست مہ شد ناپدید

جب اُس نے ابرو تر کرلی چاند کو نہ دیکھا — بولا، اے شاہ! چاند نہیں ہے، وہ غائب ہو گیا

گفت آرے مُوئے ابرو شد کماں — سُوئے تو افگند تیرے از گماں

فرمایا ہاں ابرو کا بال کمان بن گیا — اُس نے تیری جانب گمان کا تیر چلا دیا

---

[1] ذوالجلال۔ اللہ تعالےٰ کے تصوّر کے ساتھ باطل جمع نہیں ہو سکتا۔ تا یکے مُو۔ یعنی جب تک عالمِ ناسوت سے ادنیٰ تعلق رہے گا۔ مستی تو۔ عالمِ وجد۔ یشم۔ ایک کم قیمت پتھر ہے۔ کُلّی گذر۔ فنا کے بعد حقائق منکشف ہوں گے۔ عیاں۔ مشاہدہ۔ قیاس۔ تخمینی بات۔

[2] ماہِ روزہ۔ رمضان شریف۔ نفر۔ جماعت۔ فال نیک۔ شگون۔ از خیالِ تو یعنی تیرا چاند محض خیالی ہے۔

[3] بیناتر۔ حضرت عمر رض کی نگاہ اُس سے زیادہ تیز تھی یا حضرت عمر رض کا اپنے کشف کی طرف اشارہ تھا۔

چوں یکے مُو کژ شد از ابروئے اُو
جب اُس کی ابرو کا ایک بال ٹیڑھا ہوا

شکلِ ماہے نو نمود آں موئے اُو
اُس کے اُس بال نے نئے چاند کی شکل نمودار کر دی

چوں یکے مُو کژ شد او را راہ[1] زد
جب ایک بال ٹیڑھا ہوا اُس نے گمراہ کر دیا

تا بدعویٰ لافِ دیدِ ماہ زد
یہاں تک کہ دعوے کیساتھ چاند دیکھنے کی ڈینگ ماری

موئے کژ چوں پردۂ گردوں بُود
ٹیڑھا بال جب آسمان کا پردہ بن گیا

چوں ہمہ اَجزات کژ شد چوں بُوَد
جب تیرے تمام اجزاء ٹیڑھے ہوجائیں تو کیا ہوگا؟

راست کُن اَجزات را از راستاں
سچوں کے ذریعہ اپنے اجزا سیدھے کر لے

سَر مکش اے راست رَو زاں آستاں
اے سیدھا چلنے والے اُس چوکھٹ سے سَر نہ ہٹا

ہم ترازو را ترازو راست کرد
ترازو ہی ترازو کو برابر کرتی ہے

ہم ترازو را ترازو کاست کرد
ترازو ہی ترازو کو کم کر دیتی ہے

ہر کہ با ناراستاں ہم سنگ شد
جو گمراہوں کے ساتھ تُلا

در کمی اُفتاد و عقلش دنگ شد
کمی میں مُبتلا ہوا اور اُس کی عقل ماری گئی

رو اَشِدّاء[2] عَلَی الْکُفّار باش
جا، کفار پر بھاری پڑ

خاک بر دلداریِ اغیار پاش
بیگانوں کی دلداری پر خاک ڈال

بر سرِ اغیار چوں شمشیر باش
بیگانوں کے سَر پر تلوار بن

ہیں مکُن روباہ بازی شیر باش
خبردار! مکاری نہ کر، شیر بن

تا ز غیرت از تو یاراں نگسلند
تاکہ غیرت کی وجہ سے تجھ سے یار نہ کٹ جائیں

زانکہ آں خاراں عدوے ایں گُلند
اِسلئے کہ وہ کانٹے (اغیار) اِس گلستان (وحدت) کے دشمن ہیں

آتش[3] اندر زن بگرگاں چوں سپند
کالے دانہ کی طرح اُن بھیڑیوں (اغیار) میں آگ لگا دے

زانکہ ایں گرگاں عدوے یوسف اند
کیونکہ یہ بھیڑیئے یوسفؑ (محبوبِ حقیقی) کے دشمن ہیں

جانِ بابا گویدت ابلیس ہیں
خبردار! شیطان تجھے جانِ پدر کہے گا

تا بہ دَم بفریبدت دیوِ لعیں
تاکہ لعین شیطان تجھے فریب میں پھنسا لے

ایں چنیں تلبیس با بابات کرد
(شیطان نے) تیرے آبا (حضرت آدمؑ) سے ایسی

آدمے را ایں سیہ رُخ مات کرد
(حضرت) آدمؑ کو اُس سیاہ رُو نے ہرا دیا

بر سرِ شطرنج چست ایں غراب
یہ کوّا شطرنج پر چست (ہو کر بیٹھا) ہے

تو مبیں بازی بچشمِ نیم خواب
تو بازی کو اونگھتی آنکھ سے نہ دیکھ

---

[1] راہ زد۔ گمراہ کر دیا۔ لاف۔ بیہودہ دعویٰ۔ اجزات۔ اجزائے تو۔ راستاں۔ عارفین۔ سَر مکش۔ روگردانی نہ کر۔ ترازو۔ یعنی ترازو کا باٹ۔ کاست۔ کم۔ ہم سنگ شدن۔ برابر تُلنا۔ دنگ شدن۔ حیران ہونا۔

[2] اشدّاء۔ شدید کی جمع ہے۔ سخت۔ اغیار۔ غیر کی جمع ہے۔ پاش۔ چھڑک۔ روباہ بازی۔ مکاری۔ تا ز غیرت۔ غیروں سے جڑنا، اپنوں سے ٹوٹنا ہے۔ خاراں۔ یعنی اللہ سے بیگانے۔ گُل۔ ذاتِ خداوندی۔

[3] آتش زدن۔ برباد کرنا۔ گرگاں۔ یعنی اللہ کے دشمن۔ سپند۔ کالا دانہ جو بہت جلد آگ پکڑ لیتا ہے اور نظرِ بد کے دفع کرنے کیلئے اُسکو جلایا جاتا ہے۔ یوسف۔ یعنی محبوبِ حقیقی، حضرتِ یوسفؑ کے بھائیوں نے اپنے باپ حضرت یعقوبؑ سے کہا تھا کہ یوسفؑ کو بھیڑیئے نے کھا لیا، اگرچہ یہ غلط تھا۔ مولانا نے اُن کے قول کے مطابق بھیڑیئے اور حضرت یوسفؑ کی دشمنی کو ذکر کر دیا ہے۔ جانِ بابا۔ نورِ نظر، لاڈلا بیٹا۔ دَم۔ فریب۔ بابات۔ بابائے تو۔ مات۔ شاہِ شطرنج کو مقید کر دینا جس شطرنجی کا شاہ مقید ہو جائے وہ ہار جاتا ہے، لہٰذا "مات کردن" مطلقاً ہرا دینے کے معنیٰ میں مستعمل ہو جاتا ہے۔

زانکہ فرزینؔ[۱] بندہا داند بسے
اِس لئے کہ وہ فرزین کے بہت سے گھراؤ جانتا ہے

کہ بگیرد در گلویت چوں خسے
تاکہ تیرے گلے میں تنکے کی طرح پھنس جائے

در گلو ماند خسِ او سالہا
اُس (شیطان) کا تنکا گلے میں سالہا رہتا ہے

چیست آں خس مہرِ جاہ و مالہا
وہ تنکا کیا ہے؟ رُتبہ اور مال کی محبت

مال خس باشد چو ہست آں بے ثبات
مال چونکہ فانی ہے، وہ تنکا ہے

در گلویت مانعِ آبِ حیات
تیرے گلے میں وہ آبِ حیات سے مانع ہے

گر برد مالت عدوّے پُر فنے
اگر کوئی چالاک دشمن تیرا مال لے جائے

رہزنے را بُردہ باشد رہزنے
ایک ڈاکو، دوسرے ڈاکو کا مال لے گیا

دزدیدنِ مارگیرے مارے را از مارگیرے دیگر
ایک سپنیرے کا دوسرے سپنیرے کے سانپ کو چُرانا

دُزدکےؔ[۲] از مارگیرے مار بُرد
ایک چور، ایک سپنیرے کا سانپ لے گیا

ز ابلہی آں را غنیمت می شمرد
بیوقوفی سے اُس کو (مالِ) غنیمت سمجھ رہا تھا

وارہید آں مارگیر از زخمِ مار
وہ سپنیرا، سانپ کے زخم سے بچ گیا

مار کُشت آں دزد را بس زار زار
سانپ نے اُس چور کو بُری طرح مار ڈالا

مارگیرش دید پس بشناختش
سپنیرے نے اُس کو دیکھا تو پہچان گیا

گفت از جاں مارِ من پرداختش
بولا، اُس کو میرے سانپ نے بے جان کیا ہے

در دُعا می خواستے جانم ازو
دعا میں میری جان اُس کو طلب کرتی تھی

کِش بیابم مار بستانم ازو
کریں اُس کو پکڑ لوں، سانپ اُس سے لے لوں

شُکرِ حق را کاں دُعا مردودؔ[۳] شد
اللہ (تعالیٰ) کا شکر ہے کہ وہ دعا مردود ہو گئی

من زیاں پنداشتم آں سود شد
میں نے نقصان سمجھا تھا وہ نفع ہوئی

بس دُعاہا کاں زیانست و ہلاک
بہت سی دعائیں جو نقصان اور ہلاکت ہیں

از کرم می نشنود یزدانِ پاک
اللہ پاک اُن کو کرم کی وجہ سے قبول نہیں کرتا ہے

مُصلح ست و مصلحت را داند او
وہ مُصلح ہے اور مصلحت کو جانتا ہے

کاں دعا را باز می گرداند او
کہ اُس دعا کو وہ لوٹا دیتا ہے

واں دُعا گوینده شاکی می شود
دعا کرنے والا شاکی ہوتا ہے

مے برد ظنِ بد و آں بد بُود
بُرا گمان کرتا ہے اور یہ بدگمانی بُری ہوتی ہے

۱ه فرزیں۔ شطرنج کے مُہرہ میں بمنزلہ وزیر کے ہوتا ہے جو دو رُخی چال چل سکتا ہے اُس کے گھر جانے سے مات دیدینا آسان ہو جاتا ہے۔ فرزیں بند ایسی چال کو کہا جاتا ہے جس میں فرزیں گھر جائے۔ خس۔ گھاس کا تنکا۔ مِہر۔ محبت۔ جاہ۔ مرتبہ۔ بے ثبات۔ ناپائیدار۔ آبِ حیات۔ وہ پانی جس سے ابدی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔ پُر فن۔ مکار۔ رہزنے۔ مال بھی راہزن ہے، گمراہ کر دیتا ہے۔

۲ه دزدک۔ کمینہ چور۔ مارگیر۔ سپنیرا۔ وارہید۔ نجات پا گیا۔ زخمِ مار۔ سانپ کا ڈسنا۔ زار۔ بُری حالت۔ پرداختن۔ خالی کر دیا۔ در دعا۔ یعنی سانپ کے مِل جانے کی دُعا کرتا تھا۔ کِش۔ کہ اش۔

۳ه مردود۔ نامقبول۔ زیاں۔ نقصان۔ سود۔ فائدہ۔ مُصلح۔ بہتری کرنے والا۔ باز گردانیدن۔ لوٹا دینا۔ شاکی۔ شکوہ کرنے والا۔ بد بود۔ یعنی بدگمانی بُری ہوتی ہے۔

می نداند کہ بلائے خویش خواست | وز کرم حق آں بدو نا وردرست
وہ نہیں سمجھتا کہ اُس نے اپنی مصیبت کی دُعا کی ہے | اور خدا نے کرم کر کے اُس کو قبول نہیں کیا ہے

التماس کردن ہمراہِ عیسیٰ علیہ السلام بر زندہ کردن استخوانہا از عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کا اُن سے ہڈیوں کو زندہ کر دینے کی درخواست کرنا

گشت با عیسیٰؑ یکے ابلہ رفیق | استخوانہا دید در گورے عمیق
ایک بیوقوف حضرت عیسیٰؑ کا سفر کا ساتھی بن گیا | اُس نے ایک گہری قبر میں ہڈیاں دیکھیں

گفت اے ہمراہ نامِ آں سنی | کہ بداں تو مُردہ زندہ می کنی
کہنے لگا کہ اے ساتھی! اُس بلند ذات کا نام | جس کے ذریعہ تم مُردے کو زندہ کرتے ہو

مر مرا آموز تا احساں کنم | استخوانہا را بداں با جاں کنم
مجھے سکھا دو، تاکہ میں اچھا کام کروں | اُس کے ذریعہ ہڈیوں کو جاندار بنا دوں

گفت خامُش کُن کہ آں کارِ تو نیست | لائقِ انفاس و گفتارِ تو نیست
فرمایا چُپ رہ کہ وہ تیرا کام نہیں ہے | تیرے سانسوں اور گفتار کے لائق نہیں ہے

کاں نفس خواہد ز باراں پاک تر | وز فرشتہ در روش چالاک تر
وہ انام! ایسا سانس چاہتا ہے جو بارش سے زیادہ پاک ہو | اور رفتار میں فرشتہ سے زیادہ تیز ہو

عمرہا بایست تا دم پاک شُد | تا امینِ مخزنِ افلاک شُد
عمریں چاہئیں تاکہ سانس پاک ہو | اور آسمانوں کے خزانے کا امین بنے

خود گرفتی ایں عصا در دستِ راست | دست را دستانِ موسیٰ از کجاست
یہ لاٹھی تو نے داہنے ہاتھ میں پکڑلی ہے | ہاتھ میں موسوی اعجاز کہاں ہے؟

گفت گر من نیستم اسرار خواں | ہم تو بر خواں نام را بر استخواں
وہ بولا، اگر میں اسرار کے پڑھنے کے قابل نہیں ہوں | (تو) آپ ہی ہڈیوں پر نام پڑھ دیجئے

گفت عیسیٰؑ یا رب ایں اسرار چیست | میلِ ایں ابلہ دریں گفتار چیست
حضرت عیسیٰؑ نے کہا اے خدا! یہ کیا راز ہے؟ | اس بیوقوف کا میلان اس گفتگو کی طرف کیوں ہے؟

چوں غمِ خود نیست ایں بیمار را | چوں غمِ جاں نیست ایں مُردار را
اِس بیمار کو اپنا غم کیوں نہیں ہے؟ | اِس مُردے کو (اپنی) جان کا غم کیوں نہیں ہے؟

---

۵۱ بدو - با او - نا وردرست - نیا وردراست - مقبول، لہٰذا راضی برضاءِ الٰہی رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول بھی نہ کرے تو یہی سمجھنا چاہیئے کہ بھلائی اسی میں تھی۔ التماس کردن۔ اِس حکایت کا منشا بھی یہی ہے کہ انسان ایک بات کی خواہش کرتا ہے لیکن اُس کی بھلائی اُس میں نہیں ہوتی ہے۔ ابلہ۔ بیوقوف۔ گور۔ قبر۔ بعض نسخوں میں گوئے ہے جو گڑھے کے معنیٰ میں ہے۔

۵۲ سنی - بلند - احسان - اچھا کام کرنا - باجان - جاندار - خامُش کُن - چُپ ہوجا - انفاس - نفس کی جمع، سانس - عصا - لاٹھی - راست - دایاں - دستان - افسوں، اعجاز۔

۵۳ اسرار - راز - نام - اسمِ اعظم - چوں - دوسرے کے لئے اسمِ اعظم کا خواہاں ہے۔

مُردۂ خود را رہا کردست اُو[1] — مُردۂ بیگانہ را جوید رَفو
اُس نے اپنے مُردے کو چھوڑا ہے — غیر کے مُردے کی بھلائی چاہتا ہے

گفت حق اِدبار اگر ادبار جوست — خار روئیدن جزائے کشتِ اوست
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا بد بخت ہے اگر بدبختی کا جویاں ہے — اُس کی کھیتی کا نتیجہ کانٹوں کا اُگنا ہے

آنکہ تخمِ خار را کارد در جہاں — ہاں وہاں او را مجو در گلستاں
جس شخص نے دنیا میں کانٹے کا بیج بو یا — خبردار، خبردار! اُس کو گلستاں میں تلاش کر

گر گُلے گیرد بکف خارے شود — ور سُوئے یارے رود مارے شود
اگر وہ ہاتھ میں پھول لے گا تو وہ کانٹا بنجائیگا — اگر دوست کی طرف جائیگا تو سانپ بنجائیگا

کیمیائے زہرِ مارست آں شقی — بر خلافِ کیمیائے مُتّقی
وہ بدبخت سانپ کے زہر (کی طرح) کی کیمیا ہے — مُتقی کی کیمیا کے بر خلاف

ہیں مکُن بر قول و فعلش اعتمید[2] — کو ندارد میوۂ مانندِ بید
خبردار! اُس کے قول و فعل پر بھروسہ نہ کر — وہ (درخت) بید کی طرح پھل نہیں رکھتا ہے

اندرز کردنِ صوفی خادم را در تیمار داشتِ بہیمہ و لَاحَول گفتنِ آں خادم

صوفی کا خادم کو جانور کی خبر گیری کرنے کی نصیحت کرنا اور اُس خادم کا لاحول پڑھنا

صوفیئے می گشت در دورِ اُفق — تا شبے در خانقاہے شد قنُق
ایک صوفی دنیا کے اطراف میں گشت کرتا تھا — ایک رات ایک خانقاہ میں مہمان ہو گیا

یک بہیمہ داشت در آخر ببست (بانده دیا) — اُو بصدرِ صُفّہ با یاراں نشست
اُس کا ایک چوپایہ (سواری کا) تھا جس کو اصطبل — وہ دوستوں کے ساتھ چبوترے کے صدر مقام پر بیٹھ گیا

پس مُراقب گشت با یارانِ خویش — دفترے باشد حضورِ یار بیش
پھر اپنے دوستوں کے ساتھ مراقبہ کرنے لگا — یار کی صحبت بہت بڑا دفتر ہوتی ہے

دفترِ صوفی سوادِ[3] و حرف نیست — جُز دلِ اِسپید ہمچوں برف نیست
صوفی کا دفتر، سیاہی اور حرف نہیں ہے — برف کی طرح سفید دل کے سوا کچھ نہیں ہے

زادِ دانشمند آثارِ قلم — زادِ صوفی چیست انوارِ قدم
عقلمند کا توشہ قلم کے نشانات ہیں — صوفی کا توشہ کیا ہے، اللہ (تعالیٰ) کے انوار

---

[1] مُردۂ خود یعنی اپنی مُردہ رُوح۔ رَفو۔ سلائی، اِصلاح۔ اِدبار۔ بدبختی، مبالغۃً بدبخت کے معنی میں بولا گیا ہے۔ کشت۔ کھیتی۔ کارد۔ کاشتن بمعنی بونا کا مضارع ہے۔ مارے شود۔ دوست کی صحبت ہلاکت کا سبب بنجائیگی۔ کیمیا۔ وہ فن ہے جس کے ذریعہ چیزوں کی ماہیت بدلتے ہیں، تانبے کو سونا بنا دیتے ہیں۔ شقی یعنی بدبخت سانپ کے زہر کی طرح کی کیمیا ہے جو زندہ کو مردہ کر دیتا ہے۔ مُتّقی۔ یعنی مُتقی شخص بُروں کی ماہیت تبدیل کر کے اُن کو بھلا بنا دیتا ہے۔

[2] اعتمید۔ اِعتماد کا اِمالہ ہے، بھروسہ۔ بید۔ بے ثمر درخت ہے۔ اندرز۔ نصیحت۔ بہیمہ۔ چوپایہ، یعنی سواری کا جانور۔ دورِ افق۔ اطرافِ عالم۔ قنُق۔ ترکی لفظ ہے بمعنی مہمان۔ آخُر۔ اصطبل۔ صدر۔ صدر مقام۔ صُفّہ۔ چبوترہ۔ مراقب۔ مراقبہ کرنے والا یعنی ماسوا اللہ سے توجہ ہٹا کر خدا کی طرف متوجہ ہونے والا۔ حضورِ یار۔ معیتِ حق۔ بیش۔ اکثر، بیشتر۔

[3] سواد۔ سیاہی۔ اِسپید۔ سفید۔ زاد۔ توشہ۔ آثارِ قلم۔ یعنی نوشتۂ قلم۔ انوارِ قدم۔ انوارِ الٰہی۔

ہمچو صیادے[1] سوئے اشکار شُد — گامِ آہو دید و بر آثار شُد
اُس شکاری کی طرح جو شکار کے پیچھے لگا — ہرن کے قدم دیکھے اور نشانِ قدم پر چل پڑا

چند گاہش گامِ آہو در خورست — بعد ازاں خود نافِ آہو رہبرست
اُس کو کچھ دیر ہرن کے قدموں کی ضرورت ہے — اُس کے بعد خود ہرن کا نافہ اُس کا رہنما ہے

چونکہ شُکرِ گام کرد و رہ بُرید — لاجرم زاں گام در کامے رسید
چونکہ اُس نے نشانِ قدم کی قدر کی اور راستہ طے کیا — لامحالہ اُس قدم سے مقصد تک پہنچ گیا

رفتنِ یک منزلے بر بُوئے ناف — بہتر از صد منزلِ گام و طواف
نافہ کی خوشبو پر ایک منزل چلنا — چکر کی سو منزلوں سے بہتر ہے

آں[2] دلے کو مطلعِ مہتابہاست — بہرِ عارف فُتِّحَتْ اَبْوَابُہَاست
وہ دل جو بہت سے سورجوں کا مشرق ہے — عارف کے لئے فُتِّحَتْ اَبْوَابُہَا (کا مصداق) ہے

با تو دیوارست و با ایشاں درست — با تو سنگ و با عزیزاں گوہرست
(وہ دل) تیرے لئے دیوار اور اُن کیلئے دروازہ ہے — تیرے لئے پتھر اور پیاروں کے لئے موتی ہے

آنچہ تو در آئینہ بینی عیاں — پیر اندر خشت بیند پیش ازاں
تو جو کچھ آئینہ میں مشاہدہ کرتا ہے — پیر، لوہے کے ٹکڑے میں اُس سے پہلے دیکھ لیتا ہے

پیر ایشانند کایں[3] عالم نبود — جانِ ایشاں بود در دریائے جود
وہ اُس وقت سے پیر ہیں جبکہ یہ جہان نہ تھا — اُن کی روحیں دریائے حق میں تھیں

پیش ازیں تن عمرہا بگذاشتند — پیشتر از کشت بَر برداشتند
اِس جسم سے پہلے اُنھوں نے عمریں گزاری ہیں — اُنھوں نے کھیتی سے پہلے ہی پھل چُنے ہیں

پیشتر از نقش جاں پذرفتہ اند — پیشتر از بحر دُرہا سُفتہ اند
وہ جسم سے پہلے جان حاصل کر چکے ہیں — دریا سے پہلے ہی وہ موتی پرو چکے ہیں

مشورت کردن خدائے تعالیٰ با فرشتگان در ایجادِ خلق

مخلوق کے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کا فرشتوں سے مشورہ کرنا

---

[1] صیاد، شکاری۔ اِشکار، شکار۔ گام، یعنی نشانِ قدم۔ آثار، اثر کی جمع ہے نشانِ قدم۔ چندگاہ، کچھ دیر، سالک ابتداءً تجلیاتِ افعال کا مشاہدہ کرتا ہے پھر فرطِ شوق میں مطلوبِ حقیقی کے منازلِ قرب طے کرنے لگتا ہے پھر منجانب اللہ جذب و کشش ہوتی ہے تو منازل کی دشواریاں کم ہونے لگتی ہیں اور تجلی صفاتی اور تجلی ذاتی ہو جاتی ہے سلوک کا تعلق سالک کی ذاتی سعی اور کوشش سے ہے اور اُسمیں غلطی کا امکان ہے، جذب منجانب اللہ ہے لہٰذا اُسمیں شیطانی مداخلت ممکن نہیں ہے اِسی وجہ سے مجرّد سالک سے مجذوب سالک بدرجہا افضل ہے۔ بوئے ناف۔ نافۂ ہرن کی خوشبو یعنی منجانب اللہ جذب۔ بہتر، کسی بزرگ نے کہا ہے۔ جَذْبَۃٌ رَبَّانِیَّۃٌ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ اللہ کی جانب سے ایک کشش جن و انس کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔

[2] آن دلے۔ پہلے کہا تھا صوفی کیلئے اُس کا دل دفتر ہے۔ اب کہتے ہیں کہ اُس دل کے ذریعہ معارف کے دروازے کھلتے ہیں فُتِّحَتْ اَبْوَابُہَا۔ قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ جنتیوں کے لئے جنت کے دروازے پہلے سے کھولدیئے جائینگے۔ شعر میں ضرورت کی وجہ سے فُتِّحَتْ کی پہلی تاء کو مشدّد اور ابوابُہا کی دوسری باء کو ساکن پڑھنا پڑیگا۔ با تو۔ عامی انسان دفترِ دل سے کچھ نہیں پڑھ سکتا لہٰذا اُس کے لئے بمنزلہ دیوار کے ہے۔ عزیزان۔ گرامی قدر لوگ۔ خشت۔ مراد وہ لوہے کا ٹکڑا ہے جس کو صیقل کرکے آئینہ بنایا جاتا تھا۔

[3] ایں عالم۔ عالمِ ناسوت۔ اولیاء کی روحیں عالمِ ارواح میں وہ سب کچھ حاصل کرتی ہیں جو عوام کو عالمِ ناسوت میں آنے کے بعد حاصل ہوگا۔ کشت۔ عالمِ ناسوت کے اعمالِ صالحہ۔ بَر، پھل یعنی اجر۔ نقش۔ یعنی جسمِ عنصری۔ بحر۔ یعنی عالمِ ناسوت۔ دُر۔ یعنی اعمالِ صالحہ کے نتائج۔

مشورت می رفت[1] در ایجادِ خَلق
مخلوق کے پیدا کرنے میں مشورہ ہو رہا تھا

جانِ شاں در بحرِ قدرت تا بحَلق
اُنکی روح گلے گلے تک قدرت کے سمندر میں ڈوبی ہوئی تھی

چوں ملائک مانعِ آں می شدند
جب فرشتے اُس کے لئے مانع بنے

بر ملائک خفیہ خنبک می زدند
اُنھوں نے فرشتوں پر چپکے سے تالی پیٹی

مُطّلع بر نقشِ ہر چہ ہست شد
وہ ہر اُس چیز سے باخبر تھے جو وجود میں آئی

پیش ازاں کیں نقشِ گل پابست شد
اُس سے پہلے کہ یہ صورت مٹی کی پابند ہو

پیشتر[3] ز افلاک کیواں دیدہ اند
اُنھوں نے آسمانوں سے پہلے زحل کو دیکھا ہے

پیشتر از دانہا ناں دیدہ اند
اُنھوں نے دانوں سے پہلے روٹی دیکھی ہے

بے دماغ و دل پُر از فکرت بُدند
وہ دماغ اور دل کے بغیر غور و فکر سے پُر تھے

بے سپاہ و جنگ بر نُصرت زدند
اُنھوں نے بغیر لشکر اور جنگ کے (شیطان پر) فتح حاصل

آں[2] عیاں نسبت بایشاں فکرت ست
وہ مشاہدہ اُن کے اعتبار سے (بمنزلہ) فکر کے ہے

ورنہ خود نسبت بدُوراں رویت ست
ورنہ دور والوں کے اعتبار سے (وجود ہونے کے بعد مشاہدہ ہوگا)

فکرت از ماضی و مُستقبل بود
فکر (کا تعلق)، ماضی اور مستقبل سے ہوتا ہے

چوں ازیں دو رست مُشکل حل شود
جبکہ اُن کا فکر اِس (ماضی و مستقبل) سے متعلق نہیں مسئلہ حل ہو گیا

دیدہ چوں بے کیف ہر با کیف را
چونکہ اُنھوں نے ہر باکیف کو بے کیف دیکھ لیا ہے

دیدہ پیش از کاں صحیح و زیف را
اُنھوں نے کان (کے وجود) سے پہلے ہی کھرے کھوٹے

پیشتر[3] از خلقتِ انگورہا
انگوروں کی پیداوار سے پہلے ہی

خوردہ میہا و نمودہ شورہا
اُنھوں نے شرابیں پی لی ہیں اور مستیاں کھائی ہیں

در تموزِ گرم می بینند دے
وہ ساون میں، ماگھ کو دیکھتے ہیں

در شعاعِ شمس می بینند فے
وہ سورج کی شعاع میں، سایہ دیکھتے ہیں

در دلِ انگور مے را دیدہ اند
اُنھوں نے انگور کے دل میں شراب کو دیکھا ہے

در فنائے محض شیٔ را دیدہ اند
اُنھوں نے عدمِ محض میں وجود کو دیکھا ہے

رُوح از انگور مے را دیدہ ست
روح نے انگور کے اندر شراب کو دیکھا ہے

رُوح از معدوم شیٔ را دیدہ ست
رُوح نے معدوم سے موجود کو دیکھا ہے

[1] می رفت۔ می آمد۔ ایجاد۔ آفرینش۔ تا بحلق یعنی غریق۔ مانع۔ فرشتوں نے ایجادِ انسان اور اُس کی خلافت کے خلاف مشورہ دیا تھا۔ خنبک زدن۔ تالی بجانا، چونکہ اولیا کی ارواح کو مصالح کا علم تھا لہٰذا فرشتوں کی رائے پر از راہ بے تکلفی ہنسی اُڑائی۔ نقش۔ جسم عنصری۔ کیواں۔ زحل ستارہ بلندی میں مشہور ہے۔ پیشتر۔ یعنی اعمال کے نتائج کا اُن کو علم تھا۔ بے دماغ۔ اُن کو ازل میں قوتِ علمیہ حاصل تھی۔ بے سپاہ۔ اُن کو ازل میں نصرت حاصل تھی۔

[2] آں عیاں۔ عالمِ ناسوت کی خلق سے قبل جو کچھ اُس کی چیزوں کا مشاہدہ اولیاء کو ہوا وہ اُن کے علوم میں بمنزلہ فکر کے ہے جس کے ذریعہ ادنیٰ درجہ کا علم حاصل ہوتا ہے۔ عوام کو یہی مشاہدہ اگر حاصل ہوگا تو بمنزلہ رویت کہلاتا ہے جس کے ذریعہ اعلیٰ درجہ کا علم حاصل ہوتا ہے اسلئے کہ عوام کے علوم میں اِس سے زیادہ اعلیٰ کوئی علم نہیں ہے۔ دُوراں۔ وہ لوگ جو تجلّیِ حق سے دُور ہیں۔ فکرت۔ فکر کا تعلق ماضی اور مستقبل سے ہوتا ہے حل شود۔ چونکہ اولیاء کے سامنے سب حاضر ہے لہٰذا اُن کا فکر، فکر نہیں ہے بلکہ مشاہدہ ہے۔ بے کیف۔ وہ حقائق جو مادی نہیں ہیں، ذاتِ باری۔ زیف۔ کھوٹا۔

[3] پیشتر۔ ممکنات کے وجود سے پہلے ہی وہ اُن کی کیفیات حاصل کر چکے تھے۔ تموز۔ ماگھ، ساون کے بعد آتا ہے۔ شعاع۔ سورج ڈھلے سایہ نمودار ہوتا ہے۔

آسماں در دورِ ایشاں جرعہ[1] نوش | آفتاب از جودِ شاں زربفت پوش
آسمان ان کے دور (جام) میں جرعہ نوش ہے | سورج ان کی سخاوت سے زربفت پوش ہے

چوں از ایشاں مجتمع بینی دو[2] یار | ہم یکے باشند و ہم شش صد ہزار
جب تو اُن میں سے دو یاروں کو اکٹھا دیکھے | وہ ایک ہوں گے اور چھ لاکھ (بھی)

بر مثالِ موجہا اعدادِ شاں | در عدد آوردہ باشد بادِ شاں
اُن کی شمار موجوں جیسی ہے | جن کو ہوا گنتی میں لے آئی ہے

مفترق شد آفتابِ جانہا | در درونِ روزنِ ابدانہا
روحوں کا سورج جدا جدا ہو گیا ہے | جسموں کے سوراخوں میں

چوں نظر در قُرص داری خود یکیست | آنکہ شد محجوبِ ابداں در شکیست
جب تو سورج کی ٹکیہ کو دیکھے تو وہ ایک ہے | جو بدنوں کے حجاب میں ہے وہ شک میں ہے

تفرقہ در روحِ[2] حیوانی بود | نفسِ واحد روحِ انسانی بود
تعدد، حیوانی روح میں ہوتا ہے | انسانی روح ایک جان ہوتی ہے

روحِ انسانی کنفسٍ واحد ست | روحِ حیوانی سفالِ جامد ست
انسانی روح ایک نفس کی طرح ہے | حیوانی روح جامد ٹھیکرا ہے

گفت حق رَشَّ عَلَیْھِمْ نُوْرَہٗ | مفترق ہرگز نہ گردد نورِ اُو
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا اُن پر اپنا نور چھڑک دیا ہے | اُس کا نور متعدد نہیں ہو سکتا ہے

عقلِ جزو[3] از رمز ایں آگاہ نیست | واقفِ ایں سِرّ بجز اللہ نیست
ناقص عقل اِس راز سے آشنا نہیں ہے | اِس راز سے اللہ کے علاوہ کوئی واقف نہیں ہے

عقل را اندر چنیں سودا چہ کار | کرّ مادر زاد را سرنا چہ کار
اِس معاملے میں عقل کا کیا کام؟ | پیدائشی بہرے کو شہنائی سے کیا واسطہ؟

یک زماں بگذار اے ہمرہ ملال | تا بگویم وصفِ خالے زاں جمال
اے ساتھی تھوڑی دیر کیلئے ملال کو چھوڑ دے | تاکہ میں تجھ سے اُس حُسن کے ایک تل کی تعریف کروں

در بیاں ناید جمالِ حالِ اُو | ہر دو عالم چیست عکسِ خالِ اُو
اُس کی خوبی کا حسن بیان نہیں کیا جا سکتا | دونوں جہان کیا ہیں؟ اُس کے تل کا عکس

چونکہ من از خالِ خوبش دم زنم | نطق می خواہد کہ بشگافد تنم
جب میں اُس کے حسین تل کا بیان کرتا ہوں | گویائی چاہتی ہے کہ میرے جسم کو پھاڑ ڈالے

[1] جرعہ گھونٹ۔ زربفت۔ ایک قسم کا ریشمین سنہرا کپڑا۔
[2] چوں از ایشاں۔ روحِ اعظم میں سب کا اشتراک ہے لہٰذا تمام اولیا حقیقت میں متحد اور ایک ہیں۔ ہم شش صد ہزار۔ تشخص کے اعتبار سے اُن میں دوئی ہے اور باطنی قوت کے اعتبار سے وہ [illegible] چھ لاکھ کے ہیں۔ بر مثال موج۔ موجوں کا تعدد ہوا کی وجہ سے ہے ورنہ حقیقت میں سب سمندر ہیں۔ مفترق سورج کا تعدد مختلف روزنوں کی وجہ سے ہے ورنہ حقیقت میں وہ ایک ہے۔
[2] روحِ حیوانی۔ اُس کا خاصہ درندگی اور شہوت ہر جو تفرقہ کا سبب ہے۔ روحِ انسانی۔ تعدد کے باوجود حقیقت میں متحد ہے۔ نورِ او۔ خدا کے نور میں تفرقہ ممکن نہیں ہے۔
[3] عقلِ جزو۔ ناقص عقل، عام انسانی عقل۔ رمز۔ اشارہ، بھید کی بات۔ کر۔ بہرا۔ مادرزاد۔ پیدائشی۔ سرنا۔ شہنائی۔ خال۔ تل، مراد روحِ اعظم ہے۔ بشگافد تنم۔ جوش کے اظہار کے لئے صرف زبان کافی نہیں ہوتی، بدن پھٹ پڑنا چاہتا ہے۔

چون کُنم لب را کشادن نیست راہ
میں کیا کروں لب کشائی کا موقع نہیں ہے
فکر تے کُن تا نماید رہ اِلٰہ
تدبیر کر تاکہ خدا رہنمائی کر دے

ہمچو مورے[1] اندریں خرمن خوشم
اس ڈھیر میں، میں چیونٹی کی طرح خوش ہوں
تا فزوں از خویش بارے میکشم
اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ اُٹھا رہا ہوں

بستہ شدنِ تقریرِ معنیٔ حکایت بسبب میلِ مُستمع باستماعِ
حکایت کے معنی کی تقریر کا بند ہو جانا چونکہ سننے والے کا رجحان

صورتِ ظاہرِ حکایت وغیرآں
حکایت کے ظاہر کی طرف ہے وغیرہ

کے گذارد آنکہ رشکِ روشنی ست
(اسرار کی) وضاحت پر رشک (کرنے والی ذات) کب موقع دیتی ہے؟
تا بگویم آنچہ فرض و گفتنی ست
کہ میں فرض اور کہنے کی بات کہوں

بحر کف پیش آرد و سدّے کُند
سمندر سامنے جھاگ لے آتا ہے اور بندش کر دیتا ہے
جر کُند وز بعدِ جر مدّے کُند
کھینچ کرتا ہے اور کھینچ کے بعد ڈھیل دے دیتا ہے

ایں زماں بشنو چہ مانع شد، مگر
اب سُن کہ مانع کیا پیش آیا، شاید
مُستمع را رفت دل جائے دگر
سننے والے کا دل دوسری جگہ پہنچ گیا

خاطرش[2] شد سوئے صوفیِ قنق
اُس کا دل مہمان صوفی کی طرف چلا گیا
اندراں سودا فرو شد تا عُنق
اس معاملہ میں وہ گردن تک ڈوب گیا

لازم آمد باز رفتن زیں مقال
اس گفتگو سے پلٹنا ضروری ہو گیا
سُوئے آں افسانہ بہرِ وصفِ حال
اُس افسانہ کی طرف، حال بیان کرنے کیلئے

صوفیِ صورت مپندار اے عزیز
اے عزیز! ظاہری صوفی نہ سمجھنا
ہمچو طفلاں تا کے از جوز و مویز
بچوں کی طرح اخروٹ اور منقیٰ سے کب تک دلچسپی؟

جسمِ ما جوز و مویز ست اے پسر
اے بیٹا! ہمارا جسم اخروٹ اور منقیٰ ہے
گر تو مردی زیں دو چیز اندر گذر
اگر تو مرد ہے تو ان دونوں چیزوں سے گزر جا

ور تو[3] اندر نگذری اِکرامِ حق
اگر تو خود نہ گذر سکے گا تو اللہ (تعالیٰ) کا کرم
بگذراند مر ترا از نہ طبق
تجھے نو آسمانوں سے گزار دے گا

بشنو اکنوں صورتِ افسانہ را
اب افسانہ کی صورت سن لے
لیک ہیں از کہ جدا کن دانہ را
لیکن خبردار! بھُس سے غلّہ کو جدا کر لینا

[1] مور-چیونٹی-خرمن- انبار-فزوں-زیادہ-بار- بوجھ-رشکِ روشنی-اللہ تعالےٰ جو اسرار کے افشار سے روکتا ہے-بحر-سمندر- کف-جھاگ-سد-روک- جر-کھینچنا-مد-پھیلانا- مستمع-سننے والا-

[2] خاطر-طبیعت، دل- قنق-ترکی لفظ ہے مہمان- عنق-گردن-مقال-بات چیت-صوفیِ صورت- ظاہری صوفی-جوز-اخروٹ- مویز-منقیٰ-جسم-مادی جسم کی مشغولیت طفلانہ حرکت ہے-

[3] ور تو-اگر انسان ذاتی کوشش سے روح کے منازل طے نہیں کر پاتا ہے تو خدا کی مدد شامل حال ہو جاتی ہے-نہ طبق-نو آسمان یعنی ملاءِ اعلیٰ-دانہ را-یعنی قصہ کی روح کو سمجھ لے-

التزام کردنِ خادم تعہدِ بہیمہ را و تخلّف نمودن
خادم کا چوپائے کی نگرانی اپنے ذمّہ لینا اور وعدہ خلافی کرنا

حلقۂ آں صوفیانِ مُستفید[1] — چونکہ در وجد و طرب آخر رسید
استفادہ کرنے والے صوفیوں کا حلقہ — جب وجد اور طرب میں ختم ہوا

خواں بیاوردند بہرِ میہماں — از بہیمہ یاد آورد آں زماں
وہ مہمان کے لئے خوان لائے — تب اُس نے چوپائے کو یاد کیا

گفت خادم را کہ در آخُر برو — راست کُن بہرِ بہیمہ کاہ و جَو
خادم سے کہا اصطبل میں جا — چوپائے کے لئے گھاس اور جَو تیار کر

گفت لاحول ایں چہ افزوں گفتن ست — از قدیم ایں کارہا کارِ من ست
اُس نے کہا لاحول یہ کیا زیادہ کہنے کی بات ہے — یہ کام تو میرے ہمیشہ کے کام ہیں

گفت تر کُن آں جَوش را از نخست[2] — کاں خرک پیرست و دندانہاش سست
اُس نے کہا اُس کے جَو کو پہلے بھگو لینا — کیونکہ گدھا بوڑھا ہے اور اُسکے دانت کمزور ہیں

گفت لاحول ایں چہ می گوئی مہا — از من آموزند ایں ترتیب ہا
اُس نے کہا لاحول، یہ جناب کیا فرماتے ہیں؟ — یہ باتیں لوگ مجھ سے سیکھتے ہیں

گفت پالانش فرو نہ پیش پیش — دارُوئے منبل بنہ بر پشتِ ریش
اُس نے کہا اُس کا فوراً پالان اُتار دے — زخمی کمر پر منبل دوا اَمل دینا

گفت لاحول آخر ایں حکمت گذا — جنسِ تو مہمانم آمد صد ہزار
اُس نے کہا لاحول اِس حکمت کو رہنے دے — تجھ جیسے ہزاروں مہمان میرے یہاں آئے ہیں

جملہ راضی[3] رفتہ اند از پیشِ ما — ہست مہماں جانِ ما و خویشِ ما
ہمارے پاس سے سب خوش گئے ہیں — مہمان تو ہمارا اپنا اور جان ہے

گفت آبش دہ ولیکن شیر گرم — گفت لاحول از توام بگرفت شرم
اُس نے کہا اُس کو پانی پلادے لیکن نیم گرم — اُس نے کہا لاحول میں تو تجھ سے شرمندہ ہورہا ہوں

گفت اندر جَو تو کمتر کاہ کُن — گفت لاحول ایں سخن کوتاہ کن
اُس نے کہا جَو میں گھاس کم ملانا — اُس نے کہا لاحول، بات مختصر کر

گفت جایش از بروب از سنگ و پُشک — ور بود تر ریز بر وے خاکِ خشک
اُس نے کہا اُس کا تھان کنکر اور لید سے صاف کر دینا — اگر گیلا ہو خشک مٹی ڈال دینا

---

[1] مُستفید۔ فائدہ حاصل کرنے والا۔ وجد۔ کیفیتِ وجد یہ جو صوفیا پر طاری ہوتی ہے۔ خوان۔ کھانے کی سینی۔ بہیمہ۔ چوپایہ یعنی صوفی کا گدھا۔ آخر۔ اصطبل، چراگاہ۔ کاہ۔ گھاس۔ افزوں گفتن۔ زیادہ کہنا۔

[2] نخست۔ ابتدا۔ خرک۔ معمولی گدھا۔ تھا۔ بزرگ، بڑا۔ پالان۔ گدھے کا چارجامہ۔ منبل۔ ایک دوا کا نام ہے جو زخموں پر لگائی جاتی ہے۔ ریش۔ زخم، زخمی۔ صد ہزار۔ لاکھ۔

[3] راضی۔ چونکہ میں نے اچھی خدمات انجام دی ہیں۔ شیر گرم۔ نیم گرم۔ بگرفت شرم۔ آپ کی غیر ضروری باتوں سے شرمندہ ہو رہا ہوں۔ پُشک۔ مینگنی، لید۔

گفت لاحول اے پدر لاحول کُن
اُس نے کہا لاحول، اے باوا! لاحول پڑھ

با رسولِ[۱] اہل کمتر کُن سخن
لائق قاصد سے بات کم کر

گفت بستاں شانہ پُشت خرِ بخار
اُس نے کہا کھریرا لے، گدھے کی کمر پر پھیر دے

گفت لاحول اے پدر شرمے بدار
اُس نے کہا لاحول اے باوا! شرم کر

گفت دُم افسار را کوتہ بہ بند
اُس نے کہا پچھاڑی چھوٹی کر کے باندھ

تا ز غلطیدن نیفتد اُو بہ بند
تاکہ لوٹنے میں اُس میں نہ پھنس جائے

گفت لاحول اے پدر چندیں منال
اُس نے کہا لاحول، اے باوا! اِس قدر نہ رو

بہرِ خر چندیں مَرو اندر جُوال
گدھے کے لئے اِس قدر پریشان نہ ہو

گفت بر پُشتش فگن جُل[۲] زودتر
اُس نے کہا کہ اُس کی کمر پر جلد جُھول ڈال دے

زانکہ شب سرماست اے کانِ ہُنر
اے ہُنر مند! چونکہ سردی کی رات ہے

گفت لاحول اے پدر چندیں مگو
اُس نے کہا لاحول، اے باوا! اِس قدر باتیں نہ کر

استخواں در شیر چوں نبوَد مجو
دودھ میں ہڈی نہیں ہوتی ہے، تلاش نہ کر

من ز تو اُستاترم[۳] در فنِ خود
میں اپنے فن میں تجھ سے زیادہ اُستاد ہوں

میہماں آید مرا از نیک و بد
میرے پاس اچھے اور بُرے مہمان آتے رہتے ہیں

لائقِ ہر میہماں خدمت کُنم
میں مہمان کے مناسب خدمت کرتا ہوں

من ز خدمت چوں گُل و چوں سوسنم
میں خدمت ہی کی وجہ سے پھول اور سوسن کی طرح ہوں

خادم ایں گفت و میاں را بست چُست
خادم نے یہ کہا اور کس کر کمر باندھی

گفت رفتم کاہ و جَو آرم نخُست
بولا، جاتا ہوں پہلے گھاس اور جَو لاؤں

رفت و ز آخُر نکرد اُو ہیچ یاد
وہ چلا گیا! اصطبل کی کوئی بات یاد نہ رکھی

خوابِ خرگوشے بداں صوفی فتاد
اُس صوفی کو غفلت کی نیند آگئی

رفت خادم جانبِ اوباش[۳] چند
خادم چند آواروں کے پاس پہنچا

کرد بر اَندرزِ صوفی رِیشخند
صوفی کی نصیحت کی مذاق اُڑائی

صوفی از رہ ماندہ بود و شد دراز
صوفی راستہ کا تھکا ہوا تھا، لیٹ گیا

خوابہا می دید با چشمِ فراز
بند آنکھوں سے خوابیں دیکھ رہا تھا

کاں خرش در چنگ گرگے ماندہ بود
کہ وہ گدھا ایک بھیڑیے کے پنجے میں ہے

پارہا از پشت و رانش می ربود
وہ اُس کی کمر اور ران کے ٹکڑے اُڑا رہا ہے

[۱] رسولِ اہل۔ سمجھدار قاصد۔ شانہ۔ یعنی کھریرا۔ دُم افسار۔ پچھاڑی۔ غلطیدن۔ لوٹنا۔ منال۔ نزرو۔ جُوال۔ صاحبِ غیاث نے بمعنی بورا جس میں غلہ یا گھاس بھر کر گھوڑے گدھے پر لادا جاتا ہے نیز بمعنی جسم لکھا ہے۔ بعض شارحین نے در جُوال رفتن کے معنی دھوکا کھانا اور پریشان ہونا لکھا ہے ہم نے اِسی اعتبار سے ترجمہ کر دیا ہے۔

[۲] جُل۔ جُھول۔ استخوان۔ دودھ میں ہڈی ڈھونڈنا فضول کام ہے۔ اُستا۔ استاد۔ سوسن۔ آسمانی رنگ کا ایک خوشبودار پھول ہے۔ خوابِ خرگوش۔ کچھوے اور خرگوش کی دوڑ کی بازی کے مشہور قصہ کی طرف اشارہ ہے، یعنی خوابِ غفلت۔

[۳] اوباش۔ فارسی میں مُفرد سمجھا جاتا ہے، کمینہ، آوارہ۔ رِیشخند۔ مذاق، دل لگی۔ شد دراز۔ لمبے پیر کر کے سو گیا۔ بعض نسخوں میں شب دراز ہے یعنی شب دراز بود۔

گفت لاحول ایں چہ مالیخولیاست[١] ‏— اے عجب آں خادمِ مشفق کجاست
بولا، لاحول، یہ کیا دیوانگی ہے؟ ہائے تعجب! وہ مہربان نوکر کہاں ہے؟

باز میدید آں خرش در راہ رو ‏— گہ بچاہے می فتاد و گہ بہ گو
پھر اُس نے دیکھا کہ اُس کا وہ گدھا راستہ چلتے میں کبھی کنوئیں میں گرتا تھا، کبھی گڑھے میں

گوناگوں می دید ناخوش واقعہ ‏— فاتحہ می خواند با القارعہ
قسم قسم کے ناخوشگوار واقعات دیکھتا تھا سورۂ الحمد مع سورۂ القارعہ کے پڑھتا تھا

گفت چارہ چیست یاراں خستہ اند ‏— رفتہ اند و جملہا در بستہ اند
اُس نے کہا تدبیر کیا ہو دوست تھکے ہوئے ہیں سب چلے گئے ہیں اور دروازہ بند کر لیا ہے؟

باز می گفت اے عجب آں خادمک ‏— نے کہ با ما گشت ہم نان و نمک
پھر کہتا ہائے تعجب، وہ نالائق نوکر کیا ہمارا ہم پیالہ و ہم نوالہ نہیں بنا ہے

من نکردم با وے الا لطف و لیں ‏— اُو چرا با من کند بر عکس کیں
میں نے تو اُسکے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی برتی وہ کیوں برعکس کینہ کرتا ہے؟

ہر عداوت را سبب باید سند ‏— ورنہ جنسیت وفا تلقیں کند
دشمنی کی بنا کے لئے کوئی سبب ہونا چاہیئے ورنہ ہم جنس ہونا، وفاداری سکھاتا ہے

باز می گفت[٢] آدم با لطف و جود ‏— کے بر آں ابلیس جورے کردہ بود
پھر کہتا کہ مہربانی اور کرم کرنیوالے آدم نے کب اُس شیطان پر ظلم کیا تھا؟

آدمی مر مار و کژدم را چہ کرد ‏— کو ہمیخواہند او را مرگ و درد
آدمی نے سانپ اور بچھو کے ساتھ کیا کیا ہے؟ کہ وہ اُس کی تکلیف اور موت کے خواہاں ہیں

گرگ را خود خاصیت بدریدن است ‏— ایں حسد در خلق آخر روشن است
بھیڑیئے کی اپنی خاصیت پھاڑ ڈالنا ہے مخلوق میں یہ حسد کرنا کھلا ہوا ہے

باز میگفت ایں گمانِ بد خطاست ‏— بر برادر ایں چنیں ظنم چراست
پھر کہتا یہ بدگمانی بُری ہے بھائی کے بارے میں یہ میرا گمان کیوں ہے؟

باز گفتے حزم سوء الظن تست ‏— ہر کہ بدظن نیست کے ماند درست
پھر کہتا بدگمانی تیری پختہ کاری ہے جو بدظن نہیں ہے وہ کب بچتا ہے؟

صوفی اندر وسوسہ و آں خر چناں ‏— کہ چناں[٣] بادا جزائے دشمناں
صوفی وسوسوں میں، اور وہ گدھا اس حال میں کہ دشمنوں کی یہ سزا ہو

---

١ مالیخولیا۔ جنون کی ایک قسم ہے۔ گو۔ گڑھا۔ گوناگوں۔ قسم قسم۔ فاتحہ۔ سورۂ الحمد، القارعہ۔ یہ دونوں سورتیں مصیبت کے دفع کرنے کے لئے پڑھی جاتی ہیں۔ خستہ۔ تھکا ماندہ۔ خادمک۔ کاف تحقیر کا ہے۔ لُطف۔ مہربانی۔ لِین۔ نرمی۔ کِین۔ کینہ وری۔ سَنَد۔ ٹیک، بنیاد۔ جنسیت۔ ہم جنس ہونا۔ تلقین۔ پڑھانا، سکھانا۔

٢ باز می گفت۔ پہلے سوچا کہ بدی کرنے کا کوئی سبب ہوتا ہے، پھر خیال آیا کہ بُرائی کرنے والے بلاوجہ بھی بُرائی کرتے ہیں۔ جور۔ ظلم۔ کژدم۔ بچھو۔ شعر

نیشِ عقرب نہ از پئے کینست
مقتضائے طبیعتش اینست

حَسَد۔ اپنے ذاتی حسد کی وجہ سے انسان دوسرے کے ساتھ بلاوجہ بُرائی کرتا ہے۔ برادر۔ یعنی خادم۔ سوءالظن۔ بدگمانی۔ حزم۔ پختہ کاری، احتیاط۔

٣ کہ چناں۔ گدھا ایسی مصیبت میں مبتلا تھا کہ دشمن کو نصیب ہو۔

آں خرِ مسکیں میانِ خاک و سنگ
وہ بیچارہ گدھا پتھر اور مٹی میں
کژ شدہ پالاں دریدہ پالہنگ [1]
پالان ٹیڑھا اور باگ ڈور شکستہ

خستہ از رہ جملہ شب بے علف
راستہ کا تھکا ماندہ، تمام رات بغیر گھاس کے
گاہ در جاں کندن و گہ در تلف
کبھی جاں کنی میں، اور کبھی ہلاکت میں

خر ہمہ شب ذکر می کرد اے الٰہ
گدھا تمام رات کہتا تھا، اے خدا!
جو رہا کردم کم از یکمشت کاہ
میں نے جَو چھوڑے، ایک مُٹھی گھاس ہی مل جائے

بازبانِ حال می گفت اے شیوخ
زبان حال سے کہتا تھا، اے بزرگو!
رحمتے کُن سوختم زیں خامِ شوخ
رحم کرو میں اس ناتجربہ کار بے شرم کے ہاتھوں جل گیا

آنچہ آں خر دید از رنج و عذاب
جو رنج اور عذاب اُس گدھے نے دیکھا
مُرغِ خاکی بیند اندر سیلِ آب
خشکی کا پرندہ پانی کے بہاؤ میں دیکھتا ہے

بس بہ پہلو گشت آں شب تا سحر
رات سے صبح تک بہت پہلو بدلتا رہا
آں خرِ بیچارہ از جوع البقر [2]
وہ بیچارہ گدھا، بھوک کی شدت سے

نالہ می کرد از فراقِ کاہ و جَو
گھاس اور جَو کی جدائی میں روتا تھا
مُستمند از اشتیاقِ کاہ و جَو
گھاس اور جَو کے شوق میں غمزدہ تھا

ہمچنیں در محنت و در درد و سوز
درد و سوزش اور تکلیف میں اسی طرح
نالہا می کرد آں شب تا بروز
اُس رات (میں) دن تک روتا رہا

روز شد خادم بیامد بامداد [3]
دن ہوا، خادم صبح کو آیا
زود پالاں جُست بر پشتش نہاد
بہت جلد اُس کی کمر پر پالان کس دیا

خر فروشانہ دو سہ زخمش بزد
گدھے بیچنے والوں کی طرح دو تین چوٹیں لگائیں
کرد با خر آنچہ زاں سگ می سزد
گدھے سے وہ کیا جو کتے کے لائق ہوتا ہے

خر جہندہ گشت از تیزیِ نیش
چوٹ کی تیزی سے گدھا کودنے لگا
کو زباں تا خر بگوید حالِ خویش
زبان کہاں تھی کہ گدھا اپنی حالت بتاتا؟

گمان بُردنِ کاروانیاں کہ بہیمۂ صوفی رنجور ست

قافلہ والوں کا گمان کرنا کہ صوفی کا گدھا بیمار ہے

چونکہ صوفی بر نشست و شد رواں
جب صوفی بیٹھا، اور روانہ ہوا
خر برو افتادن آمد در زماں
اُس وقت گدھا مُنہ کے بل گرنے لگا

---

[1] پالہنگ۔ باگ ڈور۔ علف۔ گھاس، چارہ۔ جاں کندن۔ نزع، جان نکلنا۔ تلف۔ ہلاکت۔ ذکر یعنی گدھا دعا کرتا تھا کہ جَو نہ سہی ایک مُٹھی گھاس ہی مل جائے۔ خام یعنی ناتجربہ کار، مالک جس نے خادم پر بھروسہ کر لیا تھا۔ شوخ۔ شریر۔ مرغ خاکی۔ خشکی کا پرندہ۔ سیل۔ بہاؤ۔

[2] جوع البقر۔ بیل کی سی بھوک، ایک مرض ہے جب انسان اس میں مبتلا ہوجاتا ہے ہر وقت کھاتا ہے کسی وقت بھوک بند نہیں ہوتی۔ مستمند۔ رنجیدہ۔

[3] بامداد۔ صبح۔ زخم۔ چوٹ۔ بزد۔ تاکہ وہ تیز چلنے لگے۔ آنچہ یعنی مارنا، ڈانٹنا۔ جہندہ۔ کودنے والا۔ نیش۔ یعنی ڈنڈے کی چوٹ۔ بہیمہ یعنی گدھا۔ رنجور۔ بیمار۔ بر رو افتادن۔ منہ کے بل گرنا۔

ہر زمانش خلق[1] می برداشتند — جملہ رنجورش ہمی پنداشتند

ہر موقع پر لوگ اُس کو اُٹھا دیتے — سب ہی نے اُس کو بیمار سمجھا

آں یکے گوشش ہمی پیچید سخت — واں دگر در زیر گامش جُست لخت

کوئی اُس کا کان، سخت مروڑتا — کوئی دوسرا اُس کے قدم کے نیچے کنکر تلاش کرتا

واں دگر در نعلِ اُو می جست سنگ — واں دگر در چشمِ اُو می دید رنگ

کوئی اُس کے کھُر میں پتھر ڈھونڈتا — کوئی اُس کی آنکھ کی رنگت دیکھتا

باز می گفتند اے شیخ ایں ز چیست — دی ہمی گفتی کہ شکر ایں خر قویست

پھر کہتے اے شیخ! اِس کو کیا ہوا ہے؟ — کل تو کہتا تھا کہ (خدا کا) شکر ہے یہ گدھا مضبوط ہے

گفت آں خر کو بشب لاحول خورد — جز بدیں شیوہ نداند راہ برد

اُس نے کہا وہ گدھا جس نے رات کو لاحول کھائی ہے — اس طریقہ کے علاوہ راستہ طے نہیں کر سکتا ہے

چونکہ قوتِ خر بشب لاحول بود — شب مسبّح بود و روز اندر سجود

چونکہ رات کو گدھے کی خوراک لاحول تھی — رات کو تسبیح خواں تھا اور دن میں سجدہ میں ہے

چوں ندارد کس غمِ تو ممتحن[2] — خویش کارِ خویش باید ساختن

اے مُبتلا! جب کسی کو تیری فکر نہ ہو — اپنا کام خود کر لینا چاہیئے

آدمی خوار اند اغلب مردماں — از سلام علیک شاں کم جُو اماں

اکثر لوگ مردم خور ہیں — اُن کی سلام علیک سے مطمئن نہ ہو

خانۂ دیو ست دلہائے ہمہ — کم پذیر از دیوِ مردم دمدمہ

سب کے دل شیطان کا مسکن ہیں — انسانی شیطان سے فریب نہ کھا

از دمِ دیو آنکہ اُو لاحول خورد — ہمچو آں خر در سر آید در نبرد

جو شیطان کے افسوں سے دھوکا کھا گیا — معرکہ میں وہ گدھے کی طرح سر کے بل گر یگا

ہر کہ در دنیا خورد تلبیسِ[3] دیو — وز عدوِّ دوست روتعظیم ریو

جو دنیا میں شیطان کا دھوکا کھاتا ہے — اور دوست نما دشمن سے تعظیم (پر پھولتا) اور فریب کھاتا ہے

در رہِ اسلام بر پولِ صراط — در سر آید ہمچو آں خر از خباط ق

اسلامی طریقہ کے مطابق پل صراط پر — حماقت کی وجہ سے اُس گدھے کی طرح سر کے بل گریگا

عشوہائے یارِ بد منیوش ہیں — دام بیں ایمن مرو تو بر زمیں

خبردار! شریر دوست کے نخرے نہ سہہ — جال کو دیکھ! زمین پر بے پروا ہو کر نہ چل

---

[1] خلق۔ لوگ۔ پنداشتند۔ اُس کے گرنے سے اُس کو بیمار سمجھنے لگے۔ گام۔ قدم۔ لخت۔ یعنی کوئی سخت ٹکڑا۔ در چشمِ اُو۔ جانور کی آنکھوں کے رنگ سے بیماری کی شناخت کی جاتی ہے۔ ز چیست۔ گرنے کا کیا سبب ہے۔ دی۔ کل گذشتہ۔ کو۔ کہ او۔ لاحول خورد۔ یعنی اُس گدھے نے چارے کے بجائے خادم کی لاحول کھائی ہے۔ شیوہ۔ طریقہ۔ راہ بردن۔ چلنا۔ مسبّح۔ تسبیح پڑھنے والا۔ سجود۔ مُنہ کے بل گرنے کو سجدے سے تعبیر کیا ہے۔

[2] ممتحن۔ مبتلائے آزمائش۔ آدمی خوار۔ مردم خور۔ اغلب۔ اکثر۔ کم۔ نفی کے معنی میں ہے۔ دیو۔ شیطان۔ دیوِ مردم۔ شیطان سیرت انسان۔ دمدمہ۔ فریب۔ لاحول خوردن۔ دھوکے میں آجانا۔ در سر آمدن۔ سر کے بل گرنا۔

[3] تلبیس۔ فریب۔ ریو۔ مکر۔ پول۔ پل۔ خباط۔ دیوانگی، بیوقوفی۔ عشوہ۔ ناز و انداز، فریب۔ منیوش۔ نہ سُن۔ دام۔ جال۔ ایمن۔ مطمئن۔

صد ہزار ابلیس لاحول[۱] آر بیں
لاحول پڑھنے والے لاکھوں شیطانوں کو مدِنظر رکھ

آدما! ابلیس را در مار بیں
اے آدمؑ! شیطان کو سانپ میں دیکھ

دم دہد گوید ترا اے جانِ دوست
دھوکا دے گا، تجھے "اے جانِ دوست" کہے گا

تا چو قصابے کشد از گوشت پوست
تاکہ قصاب کی طرح گوشت سے کھال کھینچ لے

دم دہد تا پوستت بیروں کشد
وہ فریب دے گا تاکہ تیری کھال کھینچ لے

وائے آں کز دشمناں افیوں چشید
اس پر افسوس ہے جو دشمنوں سے افیون کھائے

سر نہد بر پائے تو قصاب وار
قصائی کی طرح تیرے پیر پر سر رکھتا ہے

دم دہد تا ریزدت خوں زار زار
فریب دیتا ہے تاکہ خوب تیرا خون بہا دے

ہمچو شیراں صیدِ خود را خویش کن
شیر کی طرح اپنے لئے خود شکار کر

ترکِ عشوہ اجنبی و خویش کن
اپنے اور غیر کے مکر سے بچ

ہمچو خادم داں مراعاتِ خساں
کمینوں کی رو رعایت خادم جیسی سمجھ

بیکسی بہتر ز عشوۂ ناکساں
نالائقوں کی ناز برداری کرنے سے بیکسی بہتر ہے

در زمینِ مردماں خانہ مکن
دوسروں کی زمین میں گھر نہ بنا

کارِ خود[۲] کن کارِ بیگانہ مکن
اپنے کام میں لگ جا بیگانے کے کام کو چھوڑ

کیست بیگانہ تنِ خاکیِ تو
بیگانہ کون ہے تیرا خاکی جسم ہے

کز برائے اوست غمناکیِ تو
جس کے لئے تو فکر مند ہے

تا تو تن را چرب و شیریں می دہی
جب تک تو جسم کو تر اور میٹھے (لقمے) دیتا ہے

جوہرِ جاں را نہ بینی فربہی
روح کے جوہر میں تو موٹاپا نہ پائے گا

گر میانِ مشک تن را جا شود
اگر جسم کی جگہ مشک میں (بھی) ہو گی

روزِ مردن گندِ او پیدا شود
موت کے دن اس میں بدبو پیدا ہو جائیگی

مشک[۳] را بر تن مزن بر دل بمال
مشک کو جسم پر نہ مل، دل پر مل

مشک[۳] چہ بود نامِ پاکِ ذوالجلال
مشک کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا اسمِ گرامی ہے

آں منافق مشک بر تن می نہد
منافق جسم پر مشک ملتا ہے

روح را در قعرِ گلخن می نہد
روح کو بھٹی میں جھونکتا ہے

بر زبان نامِ حق و در جانِ او
زبان پر اللہ (تعالیٰ) کا نام اور اسکی روح میں

گندہا از کفرِ بے ایمانِ او
بے ایمان کفر کی گندگیاں ہیں

---

[۱] لاحول آر یعنی لاحول پڑھنے والے۔ آدما۔ اے آدمؑ! ابلیس در مار۔ مشہور ہے کہ جنت میں حضرت آدمؑ کو دھوکا دینے کیلئے شیطان سانپ کے پیٹ میں چھپ کر گیا تھا۔ جانِ دوست۔ دھوکا دینے کے لئے جانِ من کہتا ہے اور محبت کا اظہار کرتا ہے۔ دم دہد۔ دھوکا دیتا ہے۔ افیوں چشیدن۔ کسی کی باتوں سے دھوکا کھا جانا۔ زار زار۔ بُری طرح۔ عشوہ۔ نازو انداز۔ خادم۔ یعنی خانقاہ والا خادم۔ مراعات۔ رعایتیں۔ خساں۔ کمینے لوگ۔ ناکس۔ نالائق۔

[۲] کارِ خود۔ تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو۔ کیست۔ لوگ بیگانہ صرف غیر آدمی کو سمجھتے ہیں لیکن جسمِ خاکی بھی بیگانہ ہے جو ساتھ نہ دیگا۔ تا تو تن۔ تن پروری بھی بیگانے کے کام میں لگنا ہے۔ جوہرِ جاں۔ تن پروری سے روح کمزور ہوتی ہے۔ گر میان۔ گل سڑ جانے والی چیز کی نگہداشت زیادہ مناسب نہیں ہے۔

[۳] مشک۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روح معطر ہوتی ہے۔ قعر۔ گہرائی۔ گلخن۔ بھٹی، دوزخ۔ بر زباں۔ منافق بظاہر خدا کا نام لیتا ہے لیکن اس کے دل میں گندگی ہے۔

ذکر[1] با او ہمچو سبزہ گُلخن ست — بر سرِ مبرز گُلست و سوسن ست

اُس کا ذکر (و فکر) کوڑی کے سبزہ کی طرح ہے — پاخانہ پر پھول اور سوسن ہے

آں نبات آنجا یقین عاریت ست — جائے آں گُل مجلس ست و عشرت ست

وہ سبزہ اُس جگہ پر یقیناً عارضی ہے — اُس پھول کی جگہ مجلس اور (مقام) عشرت ہے

طیبات آمد برائے طیبین — لِلْخَبِیْثَاتُ الْخَبِیْثِیْنَ ست ہیں

اچھی چیزیں اچھوں کے لئے ہیں — ہاں، بُرائیاں بُروں کے لئے ہیں

کیں مدار آنہا کہ از کیں گمرہند — گورِ شاں پہلوئے کیں داراں نہند

کینہ وری نہ کر، وہ لوگ جو کینہ کی وجہ سے گمراہ ہیں — اُن کی قبر کینہ وروں کے پہلو میں بنائیں گے

اصلِ کینہ دوزخ ست[2] و کین تو — جزوِ آں کُلست و خصمِ دینِ تو

کینہ کی اصل دوزخ ہے اور تیرا کینہ — اُس کُل کا جُز ہے اور تیرے دین کا دشمن ہے

چوں تو جزوِ دوزخی پس ہوش دار — جزو سُوئے کُلِ خود گیرد قرار

چونکہ تو دوزخ کا جُز ہے، لہٰذا سمجھ لے — جُز اپنے کُل کی جانب ہی قرار پکڑتا ہے

در تو جزوِ جنتی اے نامدار — عیشِ تو باشد ز جنت پائدار

اے نامور! اگر تو جنت کا جُز ہے — تیری زندگی جنت کی وجہ سے پائیدار ہوگی

تلخ با تلخاں یقیں مُلحق شود — کے دمِ باطل قرینِ حق شود

یقیناً کڑوا، کڑوؤں کے ساتھ مل جاتا ہے — باطل بات، حق (بات) کے ساتھ کب مل سکتی ہے؟

اے برادر[3] تو ہمیں اندیشۂ — ما بقی تو استخوان و ریشۂ

اے بھائی! تو فقط غور (و فکر) ہی ہے — باقی تو ہڈیاں اور رگیں ہیں

گر گُل ست اندیشۂ تو گلشنی — ور بود خارے تو ہیمہ گلخنی

اگر تیرا فکر پھول ہے تو تو گلزار ہے — اور اگر کانٹا ہے تو تو بھٹی کا ایندھن ہے

گر گلابی بر سر و جیبت زنند — ور تو چوں بولی برونت افگنند

اگر تو گلاب ہے تو سر اور گریبان پر ملیں گے — اگر تو پیشاب ہے تو تجھے باہر پھینک دیں گے

طبلہا در پیشِ عطاراں ببیں — جنس را با جنسِ خود کردہ قریں

عطار کے سامنے ڈبیوں کو دیکھ — جنس کو جنس کے ساتھ ملا رکھا ہے

جنسہا با جنسہا آمیختہ — زیں تجانس زینتے انگیختہ

ہم جنسوں کو ہم جنسوں میں ملائے ہوئے ہے — اِس جنسی مناسبت سے رونق بڑھائی ہے

---

[1] ذکر۔ ذکرِ خداوندی کا مقام منافق نہیں ہے۔ گلخن۔ یعنی کوڑی۔ مَبرز۔ بیت الخلاء۔ سوسن۔ مشہور خوشبودار پھول ہے۔ نبات۔ اُگنے والی چیز۔ عاریت۔ مانگی ہوئی چیز۔ عشرت۔ عیش و راحت۔ کیں مدار۔ کینہ وری نہ کر۔ یہ پاکیزہ بننے کی ترکیب ہے۔

[2] دوزخ۔ شعر
کینہ دل کا اک بڑا آزار ہے
کینہ کیا ہے اک عذاب النار ہے
خصم۔ دشمن۔ حدیث شریف میں ہے کینہ ور جنت میں نہ جائیگا۔ جُزوِ دوزخی جبکہ کینہ کی اصل دوزخ ہے تو کینہ ور دوزخ کا جزو ہے۔

[3] اے برادر۔ جنتی اور دوزخی ہونے کا مدار خیالات اور اعتقادات پر ہے اور یہی انسان کی خصوصیت ہے ورنہ گوشت و پوست تو دیگر حیوانات میں بھی ہے۔ گُل۔ اعمالِ صالحہ۔ خار۔ یعنی بُرے اعمال۔ گلابی۔ نیک کاموں کی وجہ سے اگر تو بمنزلہ گلاب کے ہے۔ بول۔ پیشاب۔ طبلہ۔ ڈبہ، ڈبیہ۔ عطار۔ عطر فروش۔ قرین۔ ساتھی۔ تجانس۔ دو چیزوں کا ہم جنس ہونا۔

تو رہائی جو ز ناجنساں بجد [1]
تو کوشش کر کے ناجنسوں سے رہائی حاصل کر لے
صحبت ناجنس گورست و لحد
ناجنس کی صحبت قبر اور لحد ہے

گر در آمیزند عود و شکرش
اگر اس کی شکر اور عود گڈ مڈ ہو جائیں
برگزیند یک بیک از دیگرش
ایک کو دوسرے سے چھانٹ لے گا

طبلہا بشکست و جانہا ریختند
ڈبیاں ٹوٹیں اور روحیں بکھر گئیں
نیک و بد درہمدگر آمیختند
اچھی اور بری آپس میں رل گئیں

حق فرستاد انبیاء را باورق
اللہ (تعالیٰ) نے انبیاء کو کتابیں دیکر بھیجا
تا گزید ایں دانہا را بر طبق
یہاں تک کہ ان دانوں کو (مختلف) طبق پر چن لیا

حق فرستاد انبیاء را بہر دیں
اللہ (تعالیٰ) نے انبیاء کو اسلئے بھیجا ہے
تا جدا گردد ز ایشاں کفر و دیں
تاکہ ان کی وجہ سے کفر اور دین جدا ہو جائے

مومن و کافر مسلمان و جہود
مومن اور کافر، مسلمان اور یہودی
پیش از ایشاں جملہ یکساں می نمود
ان سے پہلے سب یکساں نظر آتے تھے

پیش از ایشاں ما ہمہ یکساں بدیم
ان سے پہلے ہم سب یکساں تھے
کس ندانستہ کہ ما نیک و بدیم
کوئی نہیں جانتا تھا کہ ہم نیک ہیں یا برے

قلب و نیکو در جہاں بود روان [2]
کھوٹا اور کھرا دنیا میں چالو تھا!
چوں جہاں شب بود و ما چوں شب رواں
چونکہ دنیا رات تھی اور ہم رات کے مسافروں کی طرح تھے

تا بر آمد آفتاب انبیاء
یہاں تک کہ نبیوں کا آفتاب طلوع ہوا
گفت اے غش دور شو صافی بیا
اس نے کہا اے کھوٹ تو دور ہو (اور اے) صاف تو آ

چشم داند فرق کردن رنگ را
آنکھ رنگ میں فرق کرنا جانتی ہے
چشم داند لعل را و سنگ را
آنکھ لعل اور پتھر کو جانتی ہے

چشم داند گوہر و خاشاک را
آنکھ موتی اور تنکے کو جانتی ہے
چشم راز آں می خلد خاشاکہا
اسی لئے آنکھ میں تنکا کھٹکتا ہے

دشمن روزند ایں قلابگاں [3]
یہ کھوٹے سکے ڈھالنے والے، دن کے دشمن ہیں
عاشق روزند آں زرہائے کاں
کان کے سونے، دن کے عاشق ہیں

زانکہ روز ست آئینہ تعریف را
اس لئے کہ دن پہچاننے کا آئینہ ہے
تا بہ بیند اشرفی تشریف را
تاکہ اشرف بلند رتبے کو دیکھ لے

---

[1] جد۔ کوشش۔ صحبت ناجنس۔ شعر
یار بد مار بد ایں قدر زندان
کہ بود ہم طویلۂ رنداں
عود۔ اگر۔ طبلہا۔ یعنی عالم ارواح میں نیک بد روحیں جداگانہ تھیں عالم ناسوت میں نیک و بد مل جل گئے۔ ورق۔ یعنی آسمانی صحیفے۔ طبق بعض شارحین نے بمعنی مطابقت لکھا ہے، بعض نے طباق کے معنیٰ میں لیا ہے۔ ایشاں۔ انبیاء۔ مومن۔ یہ تقسیم انبیاء کی بعثت کے بعد ہوئی ہیں۔
[2] قلب۔ کھوٹا سکہ۔ رواں۔ رائج۔ شب رواں۔ رات کے مسافروں میں باہمی امتیاز نہیں ہوتا ہے۔ غش۔ کھوٹ۔ صافی۔ خالص۔ چشم داند انبیاء بمنزلہ آنکھ کے ہیں جو اچھے برے کو پہچان لیتے ہیں۔ می خلد۔ آنکھ کو تنکا اسی لئے ستاتا ہے کہ وہ اس کی قدر گھٹا دیتی ہے۔
[3] قلابگاں۔ کھوٹا سکہ بنانے والے، یہ لوگ اندھیرے میں اپنا کام چلاتے ہیں۔ زرہائے۔ چونکہ وہ خالص ہے اور دن میں اس کی قدر بڑھتی ہے۔ اشرفے۔ زیادہ شریف، بعض نسخوں میں اشرفی ہے جو کہ ایک سونے کا سکہ ہے۔ تشریف۔ اعلیٰ منزلت۔ بلند مرتبہ۔

حق قیامتؔ را لقب زاں روز کرد — روز بنماید جمالِ سُرخ و زرد
اللہ (تعالیٰ) نے قیامت کا لقب اسی وجہ سے دن بنایا ہے کہ دن سُرخ اور زرد کا حُسن دکھا دیتا ہے

پس حقیقت روزِ سِرّ اولیاست — روز پیشِ مہرِ شاں چوں سایہ‌ہاست
پس (اُس) روزِ (قیامت) کی حقیقت اولیاء کا باطن ہے — اُنکے چاند کے مقابلہ میں دن سایوں کی طرح ہے

عکسِ رازِ مردِؔ حق دانید روز — عکسِ ستّاریش شامِ چشم دوز
دن کو مردِ حق کے باطن کا عکس سمجھو — آنکھ کو بند کر دینے والی شام اُنکی ستّاری کا عکس ہے

زاں سبب فرمود یزداں والضُّحیٰ — والضُّحیٰ نورِ ضمیرِ مصطفیٰؐ
اسی وجہ سے اللہ (تعالیٰ) نے (قسم ہے) ضحیٰ کی فرمایا ہے — اور ضحیٰ مصطفیٰؐ کے دل کا نور ہے

قولِ دیگر کایں ضحیٰ را خواست دوست — ہم برائے آنکہ ایں ہم عکسِ اوست
دوسرا قول یہ ہے کہ یہ چاشت کا وقت دوست (خدا) — وہ بھی اِسلئے کہ یہ (چاشت کا وقت) اُنکے (دل کے نور) کا عکس ہے

ورنہ بر فانی قسم گفتن خطاست — خود فنا چہ لائقِ گفتِ خداست
ورنہ فانی چیز پر قسم کھانے کو کہنا غلطی ہے — کیا فنا (کا ذکر) اللہ تعالیٰ کے قول کے مناسب ہے؟

از خلیلے لا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن — پس فنا چوں خواست ربُّ العالمین
خلیل (اللہ) نے فرمایا میں غروب کر جانیوالوں کو پسند (نہیں کرتا) — تو فانی کو رب العالمین نے کیسے پسند فرما لیا؟

لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن گفت آں خلیل — کے فنا خواہد ازیں ربِّ جلیل
میں غروب کر جانیوالوں کو پسند نہیں کرتا خلیل نے فرمایا — ربِّ جلیل فنا کو کب پسند کرے گا؟

باز وَاللَّیْل ست ستّاریِ او — واں تنِ خاکیِ زنگاریِ او
پھر "وَاللَّیْل" آنحضورؐ کی ستّاری ہے — اور آپ کا زنگاری، خاکی جسم ہے

آفتابش چوں برآمد زاں فلک — با شبِ تن گفت ہیں ما وَدَّعَک
اُن (آنحضورؐ) کا آفتاب (اللہ تعالیٰ) جب فلک — جسم کی رات کو فرمایا خبردار! اُسنے تمھیں چھوڑا نہیں ہے

وصل پیدا گشت از عینِ بلا — زاں حلاوت شد عبارت ما قلیٰ
خود ابتلاء سے وصل پیدا ہو گیا — "اُس نے کینہ وری نہیں کی" کی تعبیر شیرینی ہوئی

اش۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ فلک۔ یعنی آسمانِ الوہیت۔ شبِ تن۔ رات کی طرح جسم بھی نور کے لئے ساتر ہے۔ ما ودّعک۔ اُس خدا نے تجھے چھوڑا نہیں ہے۔ عینِ بلا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہود نے روح کی حقیقت کا سوال کیا آنحضورؐ نے بتانے کا وعدہ کیا لیکن انشاء اللہ کہنا بھول گئے۔ اس پر بطور تنبیہ کچھ دن کیلئے وحی منقطع ہو گئی اور پھر سورۂ والضحیٰ نازل ہوئی جسمیں فرمایا گیا خدا نے تمھیں چھوڑا نہیں ہے یعنی تمھیں وصل حاصل ہے لہٰذا اُنھیں ابتلاء سے وصل کی بشارت ملی۔

لہ قیامت۔ قرآن میں قیامت کو دن بتایا گیا ہے۔ حقیقت۔ صوفیاء کی اصطلاح میں ظاہر کو حقیقت اور مظاہر کو صورت کہا جاتا ہے، تمام کائنات اسماءِ الٰہی کا مظہر ہے اور اسماءِ الٰہی ظاہر و حقیقت ہیں اور تمام کائنات میں انسان مظہرِ اتم ہے قیامت کے دن کی حقیقت اولیاء کا باطن ہے چونکہ وہ اسمِ مُقسط کا مظہر ہے تو کھوٹے کھرے کو جدا کرنے کا مظہر قیامت کا دن ہے اور اُس کی حقیقت اولیاء کا باطن ہے۔

لہ مردِ حق۔ اولیاء کے قلوب میں کھرے کھوٹے کو جدا کر دینے کی صلاحیت ہے اور پردہ پوشی کی بھی۔ لہٰذا دن اور رات اُن کے قلوب کا عکس ہیں۔ والضحیٰ۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اِس سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کا نور مراد ہے جس کی قسم خدا نے کھائی ہے۔ اگر دیگر مفسرین کے قول کے مطابق ضحیٰ کے معنی چاشت کے وقت کے لئے جائیں تب بھی اُس کی قسم اسی بنیاد پر ہے کہ وہ نورِ مصطفوی کا مظہر ہے ورنہ محض چاشت کا وقت ایک فانی چیز ہے جو خدا کی قسم کی لائق نہیں ہے واللیل۔ خدا نے جو رات کی قسم کھائی ہے اُس سے آنحضورؐ کی ستّاری اور جسدِ عنصری مراد ہے جس میں نور پنہاں ہے۔

سہ آفتاب۔ ذاتِ خداوندی

ہر عبارت[1] خود نشانِ حالتیست　　حال چوں دست و عبارت آلتیست

ہر عبارت ایک حالت کی علامت ہے　　حال بمنزلہ ہاتھ کے اور عبارت بمنزلہ آلہ کے ہے

آلتِ زرگر بدستِ کفش گر　　ہمچو دانہ کشت کردہ ریگ در

سُنار کا اوزار موچی کے ہاتھ میں　　ایسا ہی ہے جیسے ریتے میں بویا ہوا دانہ

و آلتِ اسکاف پیشِ برزگر　　پیشِ سگ کہ استخواں در پیشِ خر

اور موچی کا اوزار کاشتکار کے سامنے　　کتے کے سامنے گھاس اور گدھے کے سامنے ہڈی ڈالنا ہو

بود اَنَا الْحَق در لبِ منصور نور　　بود اَنَا اللہ در لبِ فرعون زور

اَنَا الْحَق منصور کے لب پر نور تھا　　"میں خدا ہوں" فرعون کے لب پر جھوٹ تھا

شُد عصا[2] اندر کفِ موسیٰؑ گوا　　شُد عصا اندر کفِ ساحر ہبا

لاٹھی موسیٰؑ کے ہاتھ میں گواہ بنی　　جادوگر کے ہاتھ میں لاٹھی بیکار ہوئی

زیں سبب عیسیٰؑ بداں ہمراہِ خود　　در نیاموزید آں اسمِ احد

اِسی وجہ سے (حضرت) عیسیٰؑ نے اپنے ساتھی کو　　اللہ کا نام (اسمِ اعظم) نہ سکھایا

کو نداند نقص بر آلت نہد　　سنگ بر گِل زن تو آتش کے جہد

کیونکہ وہ (اپنا) نقص سمجھے گا آلہ پر (الزام) دھرے گا　　تو چقماق کو مٹی پر رگڑ شعلہ کب دے گا؟

دست و آلت ہمچو سنگ و آہن ست　　جُفت باید جُفت شرطِ زادن ست

ہاتھ اور آلہ، چقماق اور لوہے کی طرح ہے　　جوڑا چاہیئے جننے کے لئے جوڑا شرط ہے

آنکہ[3] بے جُفتست و بے آلت یکیست　　در عدد شک ست و آں یک بے شکیست

جو (ذاتِ خدا) بے جوڑے کے اور بے آلے کے ہے وہ ایک ہے　　(اُسکے) چند ہونے میں شک ہے اور اُسکا ایک ہونا بے شک ہے

آنکہ دو گفت و سہ گفت و بیش ازیں　　متفق باشند در واحد یقیں

جنھوں نے (اسکو) دو کہا اور تین کہا اور اس سے زیادہ کہا　　یقیناً وہ ایک (کے وجود) میں متفق ہیں

اَحولی چوں دفع شد یکساں شوند　　آں دو سہ گویاں یکے گویاں شوند

بھینگاپن جب جاتا رہا، یکساں ہو جائیں گے　　دو تین کہنے والے ایک کہنے والے ہو جائیں گے

گر یکے گوئی تو در میدانِ او　　گِرد بر میگرد از چوگان او

اگر تو (خدا کو) ایک کہتا ہے تو اُس کے میدان میں　　اُس کے بلّے پر چکر کاٹ

در عدد - چند خدا ہونا ثابت نہیں ہیں۔ دو گفت - چند خداؤں کے ماننے والے بھی ایک خدا کے قائل ہوئے۔ اَحول - بھینگاپن جس کی وجہ سے ایک کے چند نظر آتے ہیں۔ گر یکے - موحّد کے لئے ضروری ہے کہ اُس کا تابع فرمان بنے۔

[1] ہر عبارت - عبارت کے ذریعہ کسی حالت کو بیان کیا جاتا ہے اور اُن دونوں کی وہی نسبت ہے جو ہاتھ اور کاریگر کے اوزار کی ہے۔ اگر ہاتھ اور اوزار میں مناسبت ہے، تو کام ٹھیک ہوگا ورنہ غلط۔ اسی طرح عبارت اگر حال کے مطابق ہوگی تو صحیح ہے ورنہ غلط ہے۔ آلتِ زرگر۔ ہر آلہ ہر ہاتھ میں کام نہیں کرتا ہے ہاتھ اور آلہ میں تناسب ضروری ہے۔ پیشِ سگ۔ کتا گھاس نہیں کھا سکتا نہ گدھا ہڈی چبا سکتا ہے۔ خر۔ گدھا گھاس کھا سکتا ہے نہ کہ ہڈی۔ منصور۔ حلاج نے اپنے آپ کو فنا کرکے اَنَا الْحَق کہا تھا۔ عبارت اور حال میں مطابقت تھی۔ فرعون۔ نے خدائی کی نفی کے لئے کہا جو جھوٹ تھا عبارت اور حال میں مطابقت نہ تھی۔

[2] عصا۔ حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ میں ہاتھ کی لکڑی اژدہا بنی جو معجزہ ہونے کی وجہ سے حالت کی گواہ بنی، آلہ اور ہاتھ میں مناسبت تھی۔ ساحر۔ ہار گئے اور انکی لاٹھیاں بیکار ہو گئیں۔ زیں سبب۔ جب ہاتھ کام کا نہ ہو تو اوزار کام نہ کریگا۔ کو۔ اپنا قصور نہ سمجھے گا اسمِ اعظم کو غلط کہے گا۔ سنگ۔ یعنی چقماق۔ جُفت۔ جوڑے سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔

[3] آنکہ۔ صحیح نتیجہ کیلئے جوڑا اور صحیح آلہ ہونا ضروری ہے لیکن یہ انسانوں کیلئے ہے خدا جوڑے اور آلہ سے پاک ہے۔

گوئی آنگہ راست و بے نقصاں شود — کو ز زخمِ دستِ شہ رقصاں شود

گیند اُس وقت صحیح اور بے عیب ہوتی ہے — جبکہ وہ بادشاہ کے ہاتھ کی ضرب سے ناچے

گوش دار اے احول اینہا را بہوش — دارُوئے دیدہ بکش از راہِ گوش

اے بھینگے! اس کو ہوش سے سُن لے — کان کے راستہ سے آنکھ کی دوا لگالے

پس کلامِ پاک در دلہائے کور — می نپاید می رود تا اصلِ نور

بہت سے پاک کلام ہیں جو اندھے دلوں میں — نہیں ٹھہرتے ہیں، اصل نور کی طرف چلے جاتے ہیں

واں فسونِ دیو در دلہائے کژ — می رود چوں کفشِ کژ در پائے کژ

شیطان کے منتر ٹیڑھے دلوں میں — اتر جاتے ہیں جیسے ٹیڑھی جوتی ٹیڑھے پیر میں

گرچہ حکمت را بہ تکرار آوری — چوں تو نا اہلی شود از تو بری

اگرچہ دانائی کی باتوں کو تو دُہرائے — جبکہ تو نا اہل ہے، وہ تجھ سے علیحدہ رہیگی

ورچہ بنویسی نشانش می کنی — ورچہ می لافی بیانش می کنی

اگرچہ تو لکھ لے، اُس کی پہچان بنالے — اگرچہ تو ڈینگے مارے اُس کو بیان کرے

اُو ز تو رُو در کشد اے پُر ستیز — بند ہا را بگسلد بہرِ گریز

اے جھگڑالو! وہ (باتیں) تجھ سے مُنھ پھیر لیں گی — بھاگنے کے لئے پھندے توڑ دیں گی

ورنہ خوانی و ببیند سوزِ تو — علم باشد مُرغِ دست آموزِ تو

اگر تو (علم ظاہری) نہ پڑھے اور وہ (خدا) تیرے شوق کو دیکھے — علم تیرے ہاتھ کا پلا ہوا پرند ہوگا

اُو نپاید پیشِ ہر نا اوستا — ہمچو بازِ شہ بخانہ رُوستا

وہ بے اُستادے کے پاس نہیں ٹھہرتا ہے — جیسے کہ شاہی باز دیہاتی کے گھر میں

یافتن بادشاہ بازِ گم کردہ را بخانہ پیر زن

بادشاہ کا گم شدہ باز کو بوڑھی عورت کے گھر میں پا لینا

علم آں باز یست کو از شہ گریخت — گندہ پیر از جہل پیشش کاہ ریخت

علم، وہ باز ہے جو بادشاہ سے بھاگا — بوڑھی نے نادانی سے اُسکے سامنے گھاس ڈالی

علم بازے داں کہ اُو از شہ گریخت — سوئے آں کمپیر کو می آرد بیخت

علم کو وہ باز سمجھ جو بادشاہ سے بھاگا — اُس بوڑھی کے پاس جو آٹا چھانتی تھی

تاکہ تتماجے پزد اولاد را — دید آں بازِ خوش خوش زاد را

تاکہ بچوں کے لئے حریرہ پکائے — اُس نے اُس خوبصورت، اچھی نسل کے باز کو دیکھا

لہ گوئی۔ صحیح گیند وہی ہے جو بلّے کی مار کے مطابق حرکت کرے۔ مُوحّد کو بھی چوگانِ قضا کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔ راہِ گوش۔ نصیحت سُن کر صحیح عقیدہ قائم کرلے۔ پس نصیحت اُسی پر اثر کرتی ہے جو دل کا اندھا نہ ہو۔ فسونِ شیطانی باتوں کو بھی دل قبول کرتا ہے چونکہ وہ باتیں بھی ٹیڑھی ہیں۔ گرچہ حکمت۔ علم سیکھنے کے لئے مناسبت شرط ہے۔

ےلہ ورچہ۔ علم حاصل کرنے کی سب تدبیریں کرے۔ لاف۔ لافیدن۔ شیخی بگھارنا۔ رُو کشیدن۔ مُنہ موڑنا۔ پُرستیز۔ جھگڑالو۔ ورنہ خوانی۔ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا، معارف کا سرچشمہ ہے۔ نپاید۔ پائیدار نہیں ہوتا۔ رُوستا۔ دیہاتی۔

سلہ گندہ پیر۔ بوڑھی۔ جہل۔ یعنی باز کی خوراک سے ناواقف۔ کمپیر۔ بوڑھی۔ می آرد بیخت۔ آرد می بیخت۔ تتماج۔ حریرہ۔ خوش۔ خوبصورت۔ خوش زاد۔ اعلیٰ نسل والا۔

پایکش[1] بست و پرش کوتاه کرد | ناخنش ببرید و قوتش کاه کرد

اُس کے نازک پیر باندھے اور اُس کے پر کاٹے | اُسکے ناخن چھانٹے اور اُس کو گھاس کا چارہ دیا

گفت نااہلاں نکردندت بساز | پر فزود از حدّ و ناخن شد دراز

بولی، نااہلوں نے تجھے درست نہ کیا | پر حد سے بڑھ گئے، اور ناخن لمبے ہو گئے

دستِ ہر نااہل بیمارت کند | سوئے مادر آکہ تیمارت کند

ہر نااہل کا ہاتھ تجھے بیمار کر دے گا | ماں کے پاس آ، تاکہ تیری خبر گیری کرے

مہرِ جاہل را چنیں داں اے رفیق | کژ رود جاہل ہمیشہ در طریق

اے دوست! جاہل کی محبت کو ایسا ہی سمجھ | جاہل راستہ میں ہمیشہ ٹیڑھا چلتا ہے

جاہل ار با تو نماید ہمدلی | عاقبت زخمت زند از جاہلی

جاہل اگر تجھ سے ہمدردی ظاہر کرے | نادانی سے آخر کار تجھے زخمی کر دے گا

روزِ شہ در جستجو[2] بیگاہ شد | سوئے آں کمپیر و آں خرگاہ شد

بادشاہ کا دن تلاش میں بیکار گیا | (بالآخر) اُس بڑھیا اور اُسکے خیمہ کی طرف روانہ ہوا

دید ناگہ باز را در دود و گرد | شہ برو بگریست زار و نوحہ کرد

اچانک باز کو دھوئیں اور غبار میں دیکھا | بادشاہ اس پر رو پڑا اور نوحہ کرنے لگا

گفت ہر چند ایں جزائے کارِ تست | کہ نباشی در وفائے ما درست

بولا، درحقیقت تیرے کام کی یہی سزا ہے | کیونکہ تو ہماری وفاداری پر قائم نہ رہا

چوں کنی از خلد در دوزخ فرار | غافل از لَا یَسْتَوِیْ اَصْحٰبُ نَارْ

تو جنت سے دوزخ میں ٹھکانا کیوں کرتا ہے؟ | اے لَا یَسْتَوِیْ اَصْحٰبُ النَّارِ سے غافل

ایں سزائے آنکہ از شاہِ خبیر[3] | خیرہ بگریزد بخانہ گندہ پیر

یہی اُس کی سزا ہے جو جانکار بادشاہ سے | شوخی سے بھاگ کر بوڑھی عورت کے گھر جائے

گندہ پیرِ جاہل ایں دنیا دنی ست | ہر کہ مائل شد بدو خوار و غبی ست

جاہل، بوڑھی یہ کمینی دنیا ہے | جو اُس کی طرف جھکا، ذلیل اور بیوقوف ہے

ہست دنیا جاہل و جاہل پرست | عاقل آں باشد کزیں جاہل برست

دنیا جاہل اور جاہل پرست ہے | عقلمند وہ ہے جو اُس جاہل سے نجات پالے

ہر کہ با جاہل بود ہمراز باز | آں رسد با او کہ با آں شاہ باز

جو جاہل کا ہمراز ہوگا بالآخر | اُس کو وہ ملے گا جو اُس شاہباز کو

---

[1] پایکش۔ پایک اش کاف تصغیر کے لئے ہے۔ کوتاہ کرد۔ کاٹ کر چھوٹے کردئے۔ قوت۔ خوراک۔ کاہ۔ گھاس۔ ساز۔ ساخت پرداخت۔ دست۔ نااہل کے ہاتھوں بُری گت بنتی ہے۔ مادر۔ بڑھیا نے محبت میں اپنے آپ کو باز کی ماں کہا ہے۔ تھہر شعر۔ بود محبت ناداں بلاکہ یوسف کے طرب سرائے زلیخا تمام زنداں است

[2] در جستجو۔ باز کے ڈھونڈنے میں۔ بیگاہ۔ ضائع، بیکار۔ خرگاہ۔ خیمہ۔ دود۔ بڑھیا کے چولھے کا دھواں۔ کار یعنی بے وفائی۔ لا یستوی۔ قرآن پاک میں ہے "دوزخی اور بہشتی برابر نہیں ہوسکتے ہیں بہشتی نجات پانیوالے ہیں"۔

[3] خبیر۔ باخبر حق شناس۔ گندہ پیر۔ بوڑھی عورت۔ دنی۔ کمینہ۔ بدو۔ باو۔ غبی۔ کند ذہن۔ جاہل پرست۔ دنیا جاہلوں کی زیادہ قدرداں ہے۔ باز۔ پھر، بالآخر۔

باز می مالید پر بر دستِ شاہ
باز، بادشاہ کے ہاتھ پر بازو ملتا تھا
بے زباں[۱] می گفت من کردم گناہ
بغیر زبان کے کہتا تھا کہ میں نے خطا کی

پس کجا زارد کجا نالد لئیم
کمینہ کہاں زاری کرے، کہاں روئے؟
گر تو نپذیری بجز نیک اے کریم
اے کریم! اگر تو نیک کے علاوہ کسی کی (دعا) قبول نہیں کرتا ہے

سر کجا بنہد ظلومِ شرمسار
ظالم، شرمندہ سر کہاں جھکائے؟
جز بدرگاہِ تو اے آمرزگار
تیری درگاہ کے سوا، اے بخشنے والے!

لطفِ شہ جاں را جنایت جو کند
شاہ کی مہربانی، جان کو گناہ پر آمادہ کر دیتی ہے
زانکہ شہ ہر زشت را نیکو کند
کیونکہ شاہ ہر برائی کو بھلائی کر دیتا ہے

رو مکن زشتی کہ نیکیہائے ما
گناہ کا رخ نہ کر، کیونکہ ہماری نیکیاں (بھی)
زشت آید پیشِ آں زیبائے ما
اُس ہمارے محبوب کے سامنے بُری (نظر) آتی ہیں

خدمتِ[۲] خود را سزا پنداشتی
تو نے اپنی عبادت کو اچھا سمجھا
تو لوائے جرم ازاں افراشتی
اِسلئے تُو نے خطاکاری کا جھنڈا بلند کر دیا

چوں ترا ذکر و دعا دستور شد
چونکہ تجھے ذکر اور دعا کی عادت ہوگئی ہے
زاں دعا کردن دلت مغرور شد
اِس دُعا سے تیرا دل مغرور ہوگیا ہے

ہم سخن دیدی تو خود را با خدا
تو نے اپنے آپ کو خدا سے ہمکلام سمجھا
اے بسا کو زیں گماں افتد جدا
بہت سے لوگ اِسی گمان کی وجہ سے دور جا پڑے ہیں

گرچہ[۳] با تو شہ نشیند بر زمیں
اگرچہ بادشاہ تیرے ساتھ زمین پر بیٹھ جائے
خویشتن بشناس و نیکوتر نشیں
اپنے آپ کو پہچان، اور سلیقے سے بیٹھ

باز گفت اے شہ پشیماں می شوم
باز نے کہا، اے شاہ! میں شرمندہ ہوں
توبہ کردم نو مسلماں می شوم
میں نے توبہ کی، از سرِ نو مسلمان ہوتا ہوں

آنکہ تو مستش کنی و شیر گیر
جس کو تو مست اور نیم مست کرے
گر ز مستی کژ رود عذرش پذیر
اگر مستی کی وجہ سے ٹیڑھا چلے تو اُس کا عذر قبول فرما

گرچہ ناخن رفت چوں باشی مرا
اگرچہ ناخن جاتے رہے (لیکن) جب تو میرا ہوگا
بر کنم من پرچمِ خورشید را
میں سورج کا جھنڈا اکھاڑ دوں گا

ور چہ پرّم رفت چوں بنوازیم
اگرچہ میرے پر جاتے رہے (لیکن) جب تو مجھے نوازے
چرخ بازی کم کند در بازیم
آسمان مجھ سے گردش میں بازی نہیں لے سکتا

۱؎ بے زباں یعنی زبانِ حال۔ زارد۔ زاریدن کا فعلِ ماضی ہے۔ لئیم۔ کمینہ، گنہگار۔ ظلوم۔ بہت ظلم کرنے والا۔ جنایت جو۔ خطا کار۔ نیکو کند۔ برائیوں کو بھلائیوں میں بدل دیتا ہے۔ رو مکن۔ خدا کی رحمت کے بھروسے پر گناہ کرنا مناسب نہیں ہے۔ نیکیہائے ما۔ ہماری نیکیاں بھی اُس کے شایانِ شان نہیں ہیں۔

۲؎ خدمت۔ یعنی عبادت۔ سزا یعنی خدا تعالےٰ کے لائق۔ لوا۔ جھنڈا۔ جرم۔ گناہ۔ مغرور شد۔ ہماری دعا قبولیت کے لائق کہاں ہے۔ زیں گمان۔ عبادت کا گھمنڈ، ہلاکت کا سبب ہے۔

۳؎ گرچہ۔ بڑے کی بے تکلفی سے انسان کو گستاخ نہ ہونا چاہیئے۔ باز۔ یہاں سے پھر باز کی گفتگو ہے۔ نو مسلماں۔ از سرِ نو فرمانبردار۔ شیر گیر۔ وہ مست جو اپنی گفتار و رفتار پر قابو رکھتا ہو۔ کژ۔ کج۔ ناخن رفت۔ بوڑھی نے ناخن تراش دیئے تھے۔

گر کمر بخشیم کُہ را بر کنم ۱ — گردہی کِلکم عَلَمہا بشکنم

اگر تو میرے پٹکا باندھ دے پہاڑ کو اُکھاڑ دوں — اگر تو مجھے (قلم کا) پورا دیدے میں جھنڈے گرا دوں

آخر از پشّہ نہ کم باشد تنم — مُلکِ نمرودی بپر برہم زنم

آخر میرا جسم مچھر سے کم نہ ہوگا — نمرودی سلطنت کو پَر سے زیر و زبر کر دوں

در ضعیفی تو مرا بابیل گیر — ہر یکے خصمِ مرا چوں پیل گیر

کمزوری میں مجھے ابابیل سمجھ — میرے ہر مقابل کو ہاتھی جیسا سمجھ

قدرِ فُندق افگنم بُندق خریق — بُندقم در فعلِ صد چوں منجنیق

فندق کی بقدر پھاڑنے والا غلہ پھینکوں گا — میرا غلہ کام میں تو گوپھنوں کی طرح ہوگا

گرچہ سنگم ہست مقدارِ نخود — لیک در ہیجا نہ سَر ماند نہ خود

اگرچہ میرا پتھر چنے کی بقدر ہے — لیکن جنگ میں نہ سَر بچے گا نہ خود

رفت موسیٰؑ در وغا بایک عصاش ۲ — زد بر اں فرعون و بر شمشیر ہاش

موسیٰؑ جنگ میں ایک لاٹھی لے کر گئے — اُس کو فرعون اور اُس کی تلواروں پر چلایا

ہر رسولے یک تنہ کاں در زدست — بر ہمہ آفاق تنہا بر زدست

ہر پیغمبر جو تنہا اُس جنگ میں داخل ہوا ہے — تمام جہان پر تنہا غالب آیا ہے

نوحؑ چوں شمشیر در خواہید ازو — موجِ طوفاں گرد حق شمشیرِ اُو

نوحؑ نے جب اُس (اللہ) سے تلوار چاہی — اللہ (تعالیٰ) نے طوفان کی موج کو اُنکی تلوار بنا دیا

احمدا ۲ خود کیست اِسپاہِ زمیں — ماہ بیں بر چرخ و بشگافش جبیں

اے احمدؐ! یہ زمین کے سپاہی کیا ہیں؟ — آسمان پر چاند کو دیکھ اور اُس کی پیشانی چیر دے

تا بداند سَعد و نحسِ بے خبر — دور دورِ تُست نے دورِ قمر

تاکہ نیک بخت اور جاہل بد بخت جان لے — یہ تیرا دَور دورہ ہے نہ کہ قمر کا

دورِ تُست ایرا کہ موسیٰؑ کلیم — آرزو می بُرد زیں دورت مقیم ۳

یہ تیرا دَور ہے اسی لئے موسیٰؑ کلیم (اللہ) — تیرے اس دَور میں مقیم ہونے کی آرزو کرتے تھے

چونکہ موسیٰؑ رونقِ دورِ تو دید — کاندرو صبحِ تجلّی می دمید

چونکہ موسیٰؑ نے تیرے دَور کی رونق دیکھی — کہ اُس میں تجلّی کی صبح چمکتی ہے

گفت یا رب ایں چہ دَورِ رحمت ست — آں گذشت از رحمت اینجا رویت ست

کہا، اے خدا یہ کیسا رحمت کا دور ہے؟ — وہ تو رحمت سے (بھی) بڑھ گیا اِس جگہ تو دیدار ہے

۱ کمر۔ پٹکا۔ بخشیم۔ بخشی مرا۔ کِلک۔ قلم کا پورا (قلم)۔ عَلَم۔ جھنڈا۔ پشّہ۔ مچھر۔ نمرود ایک ظالم بادشاہ تھا جو خدائی کا مدعی تھا، ایک مچھر اُسکی ناک میں گھس گیا جو اُسکی ہلاکت کا سبب بنا۔ بابیل۔ ابرہہ نے خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے ہاتھیوں کے لشکر سے حملہ کیا، چھوٹے چھوٹے پرندوں کے جھرمٹ نے اُس لشکر پر حملہ کیا اور معمولی کنکریاں اپنے پنجوں کے ذریعہ اُن پر گرا کر اُن کو ہلاک کر دیا۔ خصم۔ مقابل، دشمن۔ پیل۔ ہاتھی۔ فُندق۔ عناب کی وضع کا ایک پھل ہے، چھوٹی گیند۔ بُندق۔ غلہ۔ خریق۔ پھاڑنے والا۔ نخود۔ چنا۔ ہیجا۔ جنگ۔ خود۔ لوہے کی ٹوپی جو جنگ میں اوڑھی جاتی ہے۔

۲ موسیٰؑ ساحروں کے مقابلہ میں حضرت موسیٰؑ عصا لیکر گئے تھے۔ وغا۔ جنگ۔ یک تنہ۔ تنہا۔ دَر۔ دروازہ۔ زد۔ داخل ہوا، تاراج کیا۔ نوحؑ۔ حضرت نوحؑ کے طوفان کی موجوں نے وہ کام کیا جو تلواریں کرتی ہیں۔ احمدا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ اِسپاہ۔ سپاہ۔ ماہ۔ آنحضورؐ سے شق القمر کا معجزہ ظاہر ہوا۔ نے دورِ قمر۔ ستاروں اور چاند کی پرستش کا زمانہ ختم ہو گیا ہے۔

۳ مقیم۔ ابو نعیمؒ نے کتاب حلیہ میں ایک حدیث نقل کی ہے جسمیں حضرت موسیٰؑ کی اس تمنا [illegible]

غوطہ خور موسیٰؑ اندر بحار — وز میانِ دورِ احمدؐ سر بر آر

اے موسیٰؑ! سمندروں کے اندر غوطہ لگا — اور احمدؐ کے دَور کے درمیان سر اُبھار دے

گفت یا موسیٰؑ بداں بنمودمت — راہِ آں خلوت بداں بکشودمت

(اللہ نے) فرمایا اے موسیٰؑ اِسی لئے میں نے تمہیں دکھایا ہے — اِس خلوت کا راستہ تم پر اِسی لئے کھولا ہے

گر تو زاں دوری دریں دورا[1] کلیم — پا بکش زیرا دراز است ایں گلیم

اے کلیم! اگرچہ تو اس دَور سے دُور ہے (لیکن) اِسی میں — پیر پھیلا دے اس لئے کہ یہ کمبلی دراز ہے

من کریمم ناں نمایم بندہ را — تا بگریاند طمع آں زندہ را

میں کریم ہوں، بندہ کو روٹی دکھا دیتا ہوں — تاکہ اُس زندہ کو لالچ رُلا دے

بینیِ طفلے بمالد مادرے — تا شود بیدار و واجوید خورے

ماں بچّے کی ناک ملتی ہے — تاکہ جاگ جائے، اور کھانا مانگے

کو گرسنہ خفتہ باشد بے خبر — واں دو پستاں می چکد از مِہر در

کہ وہ بھوکا بے خبر سویا ہوا ہوتا ہے — اور دونوں پستان محبت سے دودھ ٹپکاتے ہیں

کُنتُ[2] کنزاً رحمۃً مخفیۃ — فابتعثتُ اُمّۃً مھدیۃ

میں رحمت کا ایک چھپا ہوا خزانہ تھا — تو میں نے ایک ہدایت یافتہ اُمّت پیدا کی

ہر کراماتے کہ میجوئی بجاں — اُو نمودت تا طمع کردی دراں

جن عطاؤں کو تو جان (و دل) سے چاہتا ہے — اُس نے وہ تجھے دکھا دیں تاکہ تو اُن کا لالچ کرے

چند بُت بشکست احمدؐ در جہاں — تا کہ یارب گوی گشتند اُمّتاں

احمدؐ نے دنیا میں چند بُت توڑے — تو اُمّتیں یارب کہنے والی بن گئیں

گر نبودے کوششِ احمدؐ تو ہم — می پرستیدی چو اجدادت صنم

اگر احمدؐ کی کوشش نہ ہوتی، تو بھی (اے مخاطب) — اپنے باوا دادا کی طرح بُت پوجتا

ایں سرت وارست[3] از سجدہ صنم — تا بدانی حقِ اُو را بر اُمم

تیرا یہ سر بُت کو سجدہ کرنے سے بچ گیا — خبردار، اُمتوں پر اُن کے حق کو سمجھ لے

گر بگوئی شکرِ ایں رستن بگو — کز بُتِ باطن ہمت بر ہاند اُو

اگر تو اس کا شکر یہ ادا کرنا چاہتا ہے تو کر — تاکہ اندرونی بُت سے بھی تجھے چھٹکارا دلائے

مر سرت را چوں رہانید از بتاں — ہم بداں قوّت تو دل را وارہاں

جس طرح اُس نے تیرے سر کو بُتوں سے آزاد کرایا — اسی طاقت کے ذریعہ سے تو دل کو (بُت پرستی سے) آزاد کر

[1] گر تو۔ اگرچہ تیرا زمانہ دَورِ احمدیؐ سے دُور ہے لیکن تو اُس سے متمتع اور نفع اندوز ہے گلیم۔ چادر یعنی آنحضورؐ کا زمانہ۔ من کریم۔ میں دینا چاہتا ہوں اور بندوں کو اپنی نعمتوں کی جھلک دکھا دیتا ہوں تاکہ وہ اُن کی خواہش میں گریہ وزاری کریں اور میرا دریائے رحمت جوش میں آجائے، حضرت موسیٰؑ کو دَورِ احمدیؐ کی جھلک اِسی لئے دکھائی گئی۔ مادرے۔ ماں سوئے ہوئے بچّے کو بیدار کرتی ہے تاکہ وہ روئے اور پستان سے دودھ جوش مار کر نکلے اور وہ اُس کو پلائے۔

[2] کُنتُ۔ حدیث شریف ہے۔ کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ" میں چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا"۔ اُمّۃً مَھْدِیَّۃً ہدایت یافتہ اُمّت یعنی اُمّتِ محمدی جس کو معرفتِ ذات و صفات کا پورا علم عطا کیا گیا ہے۔ احمدؐ آنحضورؐ کی بعثت بھی اِنہی عطیات میں سے ہے جس کی نمائش کی وجہ سے اشرف المخلوقات نے اپنا مقام پالیا ورنہ اپنے سے ادنیٰ کے سامنے سربسجود تھا۔

[3] وارست چھوٹ گیا۔ بگو۔ اُس کا شکر یہ مزید نعمت کا سبب بنے گا اور انسان باطنی بُت سے بھی نجات پائیگا۔ قوت یعنی آنحضورؐ کے اتباع کی قوت

سرِ زشکرِ دیں ازاں برتافتی[1] | کز پدر میراثِ ارزاں یافتی

دین کے شکریہ سے تونے اِس لئے منھ موڑا ہے | کہ تونے باپ سے سستی میراث پالی ہے

مردِ میراثی چہ داند قدرِ مال | رستمے جاں کند مجاں یافت زال

وراثت پانے والا انسان مال کی قدر کیا جانے؟ | رستم نے جان کھپائی، بوڑھی نے مفت حاصل کرلیا

چوں بگریانم بجوشد رحمتم | آں خروشندہ نبوشد نعمتم

جب میں رُلاتا ہوں میری رحمت جوش مارتی ہے | وہ رونے والا سُن لیتا ہے "میں نعمت ہوں"

گر نخواہم داد خود ننمایمش | چونش کردم بستہ دل بکشایمش

اگر میں دینا نہ چاہوں تو اُس کو نہ دکھاؤں | جب میں اُسکو تنگدل بناتا ہوں تو اُس دل کو کشادہ کردیتا ہوں

رحمتم موقوفِ آں خوش گریہ ہاست | بعد ازاں از بحرِ رحمت موج خاست

میری رحمت خوب رونے پر موقوف ہے | اُس کے بعد رحمت کے دریا سے موج اٹھتی ہے

تا نگرید[2] طفل کے جوشد لبن | تا نگرید ابر کے خندد چمن

جب تک بچہ نہ روئے، دودھ کب جوش مارتا ہے؟ | جب تک ابر نہ روئے چمن کب ہنستا ہے؟

حلوا خریدنِ[3] شیخ احمد خضرویہ از جہتِ غریماں بالہامِ حق تعالےٰ

اللہ تعالےٰ کے اِلہام سے شیخ احمد خضرویہ کا قرض خواہوں کے لئے حلوا خریدنا

بود شیخے دائماً اُو وام دار | از جوانمردی کہ بود اُو نامدار

ایک شیخ ہمیشہ قرض دار رہتے تھے | اُس سخاوت کی وجہ سے جس میں وہ مشہور تھے

دہ ہزاراں وام کردے از مِہاں | خرچ کردے بر فقیرانِ جہاں

وہ مالداروں سے ہزاروں قرض لیتے تھے | دنیا بھر کے فقیروں پر خرچ کردیتے تھے

ہم بوام اُو خانقاہے ساختہ | جان و مال و خانقہ در باختہ

اُنھوں نے قرض ہی سے خانقاہ بنائی تھی | گھر بار اور خانقاہ (قرض میں) کھو چکے تھے

احمدِ خضرویہؒ بودے نامِ اُو | خدمتِ عشاق بودے کامِ اُو

اُن کا نام احمد خضرویہؒ تھا | (خدا کے) عاشقوں کی خدمت اُن کا کام تھا

وام اوراحق ز ہر جا می گذارد | کرد حق بہرِ خلیلؑ از ریگ[4] آرد

اللہ تعالےٰ اُن کے قرض کہیں نہ کہیں سے اُتار دیتا تھا | خدا (تعالےٰ) نے (حضرت) ابراہیمؑ کیلئے ریت سے آٹا کردیا

---

[1] سرِ زشکر۔ نسلی مسلمان کو نعمتِ اسلام کی قدر نہیں ہے۔ انسان جس قدر ذاتی کمائی کی قدر کرتا ہے میراثِ پدر کی اتنی قدر نہیں کرتا۔ میراثی۔ جس کو ورثہ میں مال مل گیا ہو۔ رستم۔ یعنی کمانے والا بہادری اور محنت سے مال کماتا ہے وارث اُس کو اُڑا ڈالتے ہیں۔ زال۔ یعنی وارث۔ چوں۔ یہاں سے پھر پہلے مضمون کو شروع کیا ہے کہ گریہ وزاری سے میری رحمت کو جوش آتا ہے۔ نعمتم۔ یعنی نعمتِ خداوندی پکارتی ہے کہ میں موجود ہوں۔ گر نخواہم۔ جس کو دینا مقصود نہیں ہوتا ہے اُسکو نعمت کی جھلک بھی نہیں دکھاتا ہوں۔ چونش۔ جب وہ شوق کی وجہ سے دل گرفتہ ہوتا ہے تو اُسکو دلگیر خوش کردیتا ہوں۔

[2] تا نگرید۔ اِس سنت اللہ کا مشاہدہ کائنات میں کرلو۔ بچہ کے رونے سے ماں کے پستان میں دودھ جوش مارتا ہے اَبر کے رونے اور پانی برسانے سے باغ شگفتہ ہوتا ہے۔

[3] حلوا خریدن۔ اِس قصّہ کا مقصد بھی گریہ کی فضیلت اور اُس پر نعمتوں کے نزول کا بیان ہے۔ خضرویہ۔ فارسی والے یا پر زبر ہا، کو ساکن کرکے پڑھتے ہیں۔ وام قرض۔ جوانمردی۔ سخاوت۔

[4] ریگ آرد۔ مشہور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے خادم کو مہمانوں کی خاطر گیہوں قرض لینے بھیجا وہاں اُس کو قرض نہ ملا تو واپسی پر شرمندگی سے بچنے کے لئے اُس نے اونٹ پر ریت لادلیا۔ جب گھر واپس آیا تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا گیہوں کی بجائے آٹا لائے ہو۔ اب اُس خادم نے دیکھا تو وہ ریت نہ تھا بلکہ آٹا تھا۔

گفت پیغمبر کہ در بازارہا — دو فرشتہ می کنند از دل دعا[1]

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ بازاروں میں — دو فرشتے دل سے دعا کرتے ہیں

کاے خدا تو منفقاں را دہ خلف — اے خدا تو ممسکاں را دہ تلف

کہ اے خدا تو خرچ کرنے والوں کو عوض دیدے — اے خدا تو بخیلوں کو ہلاکت دیدے

خاصہ آں منفق کہ جاں انفاق کرد — حلقِ خود قربانیِ خلاق کرد

خصوصاً وہ خرچ کرنیوالا جس نے جان خرچ کی — اپنے گلے کو اللہ (تعالیٰ) کی قربانی بنایا

حلق پیش آورد اسماعیلؑ وار — کارد بر حلقش نیارد کردگار

(حضرت) اسماعیلؑ کی طرح اس نے گلا پیش کر دیا — خدا اس کے گلے پر چھری نہ چلائے گا

پس شہیداں زندہ زیں رویند و خوش — تو بداں قالب بمنگر گبر وش

پس شہید اسی لئے زندہ اور خوش ہیں — تو ان کے (خاکی) قالب کو کافر کی طرح نہ دیکھ

چوں خلف دادستشاں جانِ بقا — جانِ ایمن از غم و رنج و شقا

چونکہ انکو (اللہ تعالیٰ نے) باقی رہنے والی جان عوض — وہ جان جو غم اور رنج اور بدبختی سے محفوظ ہے

شیخ وامی[2] سالہا ایں کار کرد — می ستد می داد ہمچوں پائمرد

قرض لینے والے شیخ نے سالوں یہ کام کیا — مستقل مزاج کی طرح لیتے دیتے رہے

تخمہا می کاشت تا روزِ اجل — تا بود روزِ اجل میرِ اجل

مرنے کے دن تک (نیکیوں کی) تخم ریزی کرتے رہے — تاکہ موت کے دن بڑے سردار بنیں

چونکہ عمرِ شیخ در آخر رسید — در وجودِ خود نشانِ مرگ دید

جب شیخ کی آخری عمر آ گئی — انھوں نے اپنے جسم میں موت کے آثار دیکھے

وام خواہاں گرد او بنشستہ جمع — شیخ بر خود خوش گدازاں ہمچو شمع

قرض خواہ اُن کے گرد جمع ہو کر بیٹھ گئے — شیخ شمع کی طرح اپنے آپ میں پگھل رہے تھے

وام خواہاں گشتہ نومید و ترش — دردِ دلہا یار شد با دردِ شش

قرض خواہ نا امید اور ناراض تھے — دلوں کا درد پھیپھڑے کے درد کا ساتھی ہو گیا تھا

شیخ گفت ایں بدگماناں[3] را نگر — نیست حق را چار صد دینار زر

شیخ نے فرمایا اِن بدگمانوں کو دیکھ — (کیا) اللہ کے پاس سونے کی چار سو اشرفیاں نہیں ہیں

کودکے حلوا ز بیروں بانگ زد — لافِ حلوا بر امیدِ دانگ زد

ایک لڑکے نے باہر سے حلوے کی آواز لگائی — پیسے کی امید پر حلوے کی تعریف کی

[1] دعا۔ یعنی فرشتے ندا دیتے ہیں۔ مُنفق۔ یعنی اللہ کے لئے خرچ کرنے والے۔ خلف۔ یعنی خرچ کا بدل۔ مُمسک۔ بخیل۔ تلف۔ ہلاکت۔ حلق۔ حلقوم۔ خلاق۔ اللہ تعالیٰ۔ اسماعیلؑ۔ حضرت ابراہیمؑ کی خواب کے مطابق حضرت اسماعیلؑ اپنے آپ کو ذبح کرانے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ قالب۔ شہداء کو اُخروی حیاتِ ابدی ملی ہے اُن کے جسمِ خاکی کو دیکھ کر کافر اس کا منکر بنتا ہے۔ جانِ بقا۔ باقی رہنے والی جان۔

[2] وامی۔ قرض لینے کا عادی۔ پائمرد۔ مستقل مزاج۔ اَجل۔ موت کا وقت۔ اُجل۔ بزرگ۔ نشان۔ علامت۔ شمع۔ شیخ شمع کی طرح پگھل رہے تھے۔ تُرش۔ بدمزاج۔ شُش۔ پھیپھڑا یعنی دلوں کے درد کے ساتھ پھیپھڑے کے درد کا بھی اضافہ ہو گیا۔

[3] بدگماناں۔ قرض خواہ جو قرض کی ادائیگی میں بدگمان تھے۔ چار صد۔ شیخ کے ذمہ چار سو اشرفیوں کا قرض تھا۔ دینار۔ سونے کا ایک سکہ ہے جس کا وزن مثقال کی برابر یعنی ساڑھے چار ماشے کا ہوتا ہے۔ لاف۔ شیخی بگھارنا۔ دانگ۔ چھ رتی کا ہوتا ہے۔

شیخ اشارت کرد خادم را بسر [١]
شیخ نے خادم کو سر سے اشارہ کیا
کہ برو آں جملہ حلوا را بخر
کہ جا تمام حلوا خرید لے

تا غریماں چونکہ آں حلوا خورند
کیونکہ قرض خواہ جب وہ حلوا کھا لیں گے
یک زمانے تلخ در من ننگرند
تھوڑی دیر تیکھی نظر سے مجھے نہ دیکھیں گے

[٢] درزماں خادم بروں آمد زدر
فوراً خادم دروازے سے باہر آیا
تا خرد آں جملہ حلوا زاں پسر
تاکہ سارا حلوا لڑکے سے خرید لے

گفت او را جملۂ حلوا بچند
(خادم نے) اس سے پوچھا سب حلوا کتنے کا ہے؟
گفت کودک نیم دینار ست و اند
لڑکے نے کہا کہ آدھے دینار سے کچھ زائد کا ہے

گفتش از صوفیاں افزوں مجو
اس نے کہا صوفیوں سے زیادہ نہ مانگ
نیم دینارت دہم افزوں مگو
تجھے آدھا دینار دوں گا زیادہ نہ بول

او طبق بنہاد اندر پیش شیخ
اس نے اندر جا کر طباق شیخ کے سامنے رکھ دیا
تو ببیں اسرار سر اندیش شیخ
(اب) تو راز کو سوچنے والے شیخ کے اسرار کو دیکھ

کرد اشارت با غریماں کیں نوال [٣]
(شیخ نے) قرضخواہوں کو اشارہ کیا کہ یہ عطا ہے،
نک تبرک خوش خورید ایں را حلال
یہ تبرک ہے اس کو حلال سمجھ کر خوب کھاؤ

بہر فرماں جملگی حلقہ زدند
حکم کے مطابق سب نے حلقہ باندھ لیا
خوش ہمی خوردند حلوائے چو قند
قند جیسے حلوے کو خوب کھایا

چوں طبق خالی شد آں کودک ستد
جب طباق خالی ہو گیا اس لڑکے نے اٹھا لیا
گفت دینارم بدہ اے پر خرد
بولا، اے دانشمند میرا دینار دے

شیخ گفتا از کجا آرم درم
شیخ نے فرمایا، درہم کہاں سے لاؤں؟
وام دارم میروم سوئے عدم
میں مقروض ہوں۔ (ملکِ) عدم کی طرف جا رہا ہوں

کودک از غم زد طبق را بر زمیں
لڑکے نے غم کے مارے طباق زمین پر پٹخ دیا
نالہ و گریہ بر آورد و حنین
رونا اور چیخنا شروع کر دیا

بانگ می کرد و فغان و ہائے ہائے
شور کرتا اور روتا اور ہائے ہائے کرتا تھا
کاے مرا اشکستہ بودے سر دو پائے
کہ میرے دونوں پاؤں ٹوٹ گئے ہوتے

کاشکے من گرد گلخن گشتمے
کاش میں بھٹی کے گرد ہی چکر لگاتا
بر در ایں خانقاہ نگذشتمے
اس خانقاہ کے دروازے سے نہ گزرتا

[١] بسر۔ سر سے اشارہ کیا، بولنے کی طاقت نہ رہی تھی۔ غریماں۔ غریم کی جمع ہے، قرضخواہ۔ تلخ یعنی غصہ۔

[٢] درزماں۔ فوراً۔ بچند۔ کس قیمت کا ہے۔ آند۔ مبہم عدد کے لئے بولا جاتا ہے جس کا اطلاق ایک سے نو تک ہوتا ہے۔ افزوں مگو۔ زیادہ نہ بول۔ اسرار۔ سر کی جمع ہے، راز۔ سر اندیش۔ راز کو سوچنے والا۔

[٣] نوال۔ عطیہ۔ نک۔ اینک کی تخفیف ہے بمعنی اینست واکنوں۔ درم۔ درہم۔ ایک سکہ ہے جس کا وزن ساڑھے تین ماشے کا ہوتا ہے۔ حنین۔ رونا چلانا۔ گلخن۔ بھٹی یعنی حلوا پکانے کی بھٹی۔

صوفیانِ طبلِ[1] خوارِ لقمہ جو ــ سگ دلاں، ہمچو گربہ روئے شو
پیٹو صوفی، لقمہ ڈھونڈنے والے ــ کتوں کا دل رکھنے والے، بلی کی طرح منہ دھونے والے

از غریو کودک آنجا خیر و شر ــ گرد آمد گشت بر کودک حشر
لڑکے کے شور وغل سے اس جگہ بھلے اور برے ــ جمع ہو گئے، لڑکے پر بھیڑ لگ گئی

پیشِ شیخ آمد کہ اے شیخِ درشت[2] ــ تو یقیں داں کہ مرا استاد کشت
شیخ کے سامنے آیا، کہ اے سنگدل شیخ! ــ تو یقین کرلے کہ استاد نے مجھے مار ہی ڈالا

گر روم من پیشِ او دستِ تہی ــ او مرا بکشد اجازت میدہی
اگر میں اس کے سامنے خالی ہاتھ جاؤں ــ وہ مجھے مار ڈالے گا، تو روا رکھتا ہے؟

واں غریماں ہم بانکار و جحود ــ رو بشیخ آوردہ کایں بازی چہ بود
قرضخواہ بھی تردید اور انکار کے ساتھ ــ شیخ کی طرف متوجہ ہوئے کہ یہ کیا تماشہ تھا!

مالِ ما خوردی مظالم می بری ــ از چہ بود ایں ظلمِ دیگر برسری
ہمارا مال مارا، حقوق لے جا رہا ہے ــ علاوہ ازیں یہ کیا ظلم تھا؟

تا نمازِ دیگر آں کودک گریست ــ شیخ دیدہ بست و در وے ننگریست
عصر کی نماز تک وہ لڑکا روتا رہا ــ شیخ نے آنکھیں بند کرلیں اور اسکی طرف دیکھا بھی نہیں

شیخ فارغ از جفا و از خلاف ــ در کشیدہ روی چوں مہ در لحاف
شیخ ظلم اور جھگڑے سے فارغ (البال) تھے ــ چاند جیسا چہرہ لحاف میں چھپائے ہوئے تھے

با ازل خوش با ابد خوش شادکام ــ فارغ از تشنیع و طعنِ خاص و عام
ازل (مقدر) سے خوش ابد (آخرت) سے خوش اور مسرور! ــ خاص و عام کے لعن طعن سے بے نیاز تھے

آنکہ[3] جاں در روئے او خندد چو قند ــ از ترش روئیِ خلقش چہ گزند
جس کی جان اسکے سامنے قند کی طرح (میٹھی) مسکرا رہی ہو ــ اس کو مخلوق کی بد مزاجی سے کیا نقصان؟

آنکہ جاں بوسہ دہد بر چشمِ او ــ کے خورد غم از فلک و ز خشمِ او
جس کی آنکھوں پر جان بوسہ دے ــ وہ آسمان اور اس کے غصہ کا غم کب کرتا ہے؟

در شبِ مہتاب مہ را بر سماک ــ از سگاں و عوعوِ ایشاں چہ باک
چاندنی رات میں چاند کو سماک پر ــ کتوں اور ان کے بھونکنے سے کیا خوف؟

سگ وظیفہ خود بجا می آورد ــ مہ وظیفہ خود برخ می گسترد
کتا اپنا کام کر رہا ہے ــ چاند اپنا کام (روشنی) رخ پر ڈال رہا ہے

---

[1] طبل خوار۔ طبل، ڈھول یعنی کھا کر ڈھول سا پیٹ پھلانے والے۔ گربہ۔ بلی اپنا زہد دکھانے کے لئے اپنا منہ اپنے لعاب سے صاف کرتی رہتی ہے۔ غریو۔ شوروغل۔ خیر وشر۔ بھلے برے لوگ۔ حشر۔ مجمع۔

[2] درشت۔ یعنی سنگدل۔ استا۔ استاد۔ کشت۔ ارتے ارتے مار ڈالے گا۔ دستِ تہی۔ خالی ہاتھ۔ جحود۔ دیدہ و دانستہ انکار۔ بازی۔ تماشہ۔ مظالم۔ حقوق، مطالبات۔ برسری۔ علاوہ۔ نماز دیگر۔ نماز اول ظہر، دوسری نماز عصر۔ دیدہ۔ آنکھ۔ فارغ۔ خالی۔ جفا۔ ظلم۔ خلاف۔ لڑائی جھگڑا۔ ازل۔ یعنی مقدر۔ ابد۔ یعنی انجام۔ تشنیع۔ لعنت ملامت کرنا۔

[3] آنکہ۔ جس کی روح اس کے سامنے مسکرائے کسی کا منہ بنانا اس کے لئے مضر نہیں ہے۔ شبِ مہتاب۔ چاندنی رات۔ سماک۔ قمر کی منزلوں میں سے چودھویں منزل ہے۔ عوعو۔ کتوں کے بھونکنے کی آواز۔ وظیفہ۔ معمول۔

کارکِ[۵۱] خود می گذارد ہر کسے
ہر شخص اپنا کام کرتا ہے

آب نگذارد صفا بہرِ خسے
تنکے کی وجہ سے پانی اپنی صفائی نہیں چھوڑتا ہے

خس خسانہ می رود بر روئے آب
تنکا کینوں کی طرح پانی کے اوپر جارہا ہے

آب صافی می رود بے اضطراب
صاف پانی بغیر پریشانی کے بہہ رہا ہے

مصطفیٰؐ مہ می شگافد نیم شب
(حضرت) مصطفیٰؐ، آدھی رات چاند کو شق کر رہے ہیں

ژاژ می خاید ز کینہ بولہب
کینہ کی وجہ سے ابولہب بکواس کر رہا ہے

آں مسیحا مردہ زندہ می کند
(حضرت) عیسیٰؑ مردے کو زندہ کر رہے ہیں

واں جہود از خشم سبلت می کند
یہودی غصہ میں اپنی مونچھیں نوچ رہے ہیں

بانگ سگ ہرگز رسد در گوشِ ماہ
کتوں کی آواز کبھی چاند کے کان میں پہنچی ہے؟

خاصہ ماہے کو بود خاصِ اِلٰہ
خصوصاً وہ چاند جو اللہ (تعالیٰ) کا مخصوص ہو

مے خورد شہ بر لبِ جو تا سحر
بادشاہ نہر کے کنارے صبح تک مے نوشی کرتا ہے

در سماع از بانگِ چغزاں بیخبر
گانے میں مینڈکوں کی آواز سے بے خبر

ہم شدے توزیع[۵۲] کودک دانگ چند
لڑکے کے چند پیسے چندہ بھی ہو سکتے تھے

ہمتِ شیخ آں سخا را کرد بند
شیخ کی باطنی توجہ نے اُس سخاوت کو روک دیا

تا کسے ندہد بکودک ہیچ چیز
تا کہ کوئی شخص لڑکے کو کچھ نہ دے

قوّتِ پیراں ازیں بیش ست نیز
بزرگوں کی قوت اِس سے بھی بڑھ کر ہے

شد نمازِ دیگر[۵۳] آمد خادمے
عصر کی نماز ختم ہوئی تو ایک خادم آیا

یک طبق بر کف ز پیشِ حاتمے
ایک طباق ہاتھوں پر دھرے کسی سخی کے پاس سے

صاحبِ مالے و حالے پیشِ پیر
ایک صاحبِ مال و حال نے پیر کی خدمت میں

ہدیہ بفرستاد کز وے بد خبیر
ہدیہ بھیجا کیونکہ وہ اُس کی حالت سے باخبر تھا

چار صد دینار بر گوشہ طبق
طباق کے کنارے پر چار سو دینار

نیم دینارِ دگر اندر ورق
آدھا دینار اور، کاغذ میں

خادم آمد شیخ را اِکرام کرد
خادم آیا، شیخ کی تعظیم کی

واں طبق بنہاد پیشِ شیخ فرد
اور اُس طبق کو یگانہ (زمانہ) شیخ کے سامنے رکھدیا

چوں طبق را از عطا بکشود زود
جب فوراً عطیہ کے طباق کو کھولا

خلق دیدند آں کرامت بے جحود
لوگوں نے وہ کرامت اقرار کے ساتھ دیکھی

---

[۵۱] کارک: معمولی کام۔ خس: تنکا۔ خسانہ: کینہ پن۔ اضطراب: پریشانی دریا کا جوش۔ مصطفیٰ: آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ شق القمر کی طرف اشارہ ہے۔ ژاژ خائیدن: بکواس کرنا۔ ابولہب: آنحضورؐ کا چچا جو آپکی دشمنی میں مشہور ہے۔ مسیحا: حضرت عیسیٰؑ جن کا معجزہ مردے کو زندہ کرنا تھا۔ جہود: یہودی لوگ۔ سُبلت: مونچھ۔ مے خوردن: شراب می نوشد۔ بر لبِ جو: دریا کے کنارے شراب نوشی مزید لطف کا سبب ہوتی ہے۔

[۵۲] توزیع: تقسیم چندہ مراد ہے۔ آں سخا: لوگوں کے چندہ دینے میں شیخ کی باطنی توجہ مانع بنی۔ کودک: یعنی حلوا بیچنے والا لڑکا۔ قوت: باوجود دوسرے قرضخواہوں کے لڑکے کے قرض کی ادائیگی دوسروں سے پسندنہ کی اسلئے کہ بزرگوں کی قوت باطنی کے مقابلہ میں یہ سب قرض ہیچ تھا۔

[۵۳] نمازِ دیگر: عصر کی نماز، اوّل نماز ظہر کی کہلاتی ہے چونکہ فرضیت نماز کے بعد امامت جبرئیل میں پہلی نماز ظہر کی ادا ہوئی ہے۔ حاتم: یعنی سخی۔ بُد خبیر: وہ سخی شیخ کے مقروض ہونے سے واقف تھا۔ نیم دینار: جس کا حلوا خریدا تھا۔ فرد: یکتائے زمانہ۔ کرامت: بزرگوں سے جو بات غیبی نظام کے ماتحت عام سنت اللہ کے خلاف ظاہر ہو وہ کرامت کہلاتی ہے۔

آہ و افغاں از ہمہ برخاست زُود | کاے سرِ[1] شیخان و شاہاں ایں چہ بود
فوراً سب کی آہ و فغاں بلند ہوئی | کہ اے بزرگوں اور بادشاہوں کے سردار یہ کیا تھا؟

ایں چہ سرست اینچہ سلطانیست باز | اے خداوندِ خداوندانِ راز
یہ کیا راز ہے؟ اور یہ کیسی شہنشاہی ہے؟ | اے راز داروں کے آقا!

ما ندانستیم مارا عفو کن | بس پراگندہ کہ رفت از ما سخن
ہم نہ سمجھے، ہمیں معاف کر دیجئے | وہ بہت بیہودہ باتیں جو ہم سے ہوئیں

ما کہ کورانہ عصاہا می زنیم | لاجرم قندیلہا را بشکنیم
ہم جو اندھا دُھند لاٹھی گھماتے ہیں | یقیناً قندیلوں کو توڑ دیتے ہیں

ما چو کرّاں ناشنیدہ یک خطاب | ہرزہ گویاں از قیاسِ خود جواب
ہم بہروں کی طرح ہیں ایک بات سُنے بغیر | اپنے اندازے سے بیہودہ جواب دیتے ہیں

ما ز موسیٰؑ پند نگرفتیم کو | گشت از انکارِ خضرؑ زرد رُو
ہم نے (حضرت) موسیٰؑ (کے واقعہ) سے نصیحت حاصل نہ کی | (حضرت) خضرؑ پر اعتراض کر کے شرمندہ ہوئے

با[2] چناں چشمے کہ بالا می شتافت | نورِ چشمش آسماں را می شگافت
ایسی آنکھوں کے ذریعہ جو عالمِ (بالا) کی طرف جاتی تھیں | انکی آنکھوں کا نور آسمان کو چاک کرتا تھا

کردہ با چشمت تعصّب موسیا | از حماقت چشمِ موشِ آسیا
اے موسیٰ! (شیخ خضرویہ) تیری آنکھوں کے ساتھ تعصب برتتا | حماقت کیوجہ سے (ہماری) چکّی کے چوہے (جیسی) آنکھ نے

شیخ فرمود آں ہمہ انکار و قال | من بحل کردم شمارا آں جدال
شیخ نے فرمایا وہ سب انکار اور گفتگو | وہ لڑائی جھگڑا میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے

سرِّ آں ایں بود کز حق خواستم | لاجرم بنمود راہِ راستم
اُس کا راز یہ تھا کہ میں نے اللہ (تعالیٰ) سے دُعا کی | لامحالہ اُس نے سیدھا راستہ مجھے دکھا دیا

گفت[3] ایں دینار اگرچہ اندک ست | لیک موقوفِ غریوِ کودک ست
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا کہ یہ اگرچہ تھوڑے سے دینار ہیں | لیکن بچّہ کے رونے پر موقوف ہیں

تا نگرید کودکِ حلوا فروش | بحرِ بخشش در نمی آید بجوش
جب تک حلوہ فروش کا لڑکا نہ روئے | بخشش کا دریا جوش میں نہ آئے گا

اے برادر طفلِ طفلِ چشمِ تست | کام خود موقوفِ زاری داں نخست
اے بھائی! بچّہ تیری آنکھ ہے | پہلے اپنے مقصد کو رونے پر موقوف سمجھ لے

[1] سر۔ سردار۔ بہتر۔ راز۔ خداوند۔ آقا۔ قندیلہا۔ یعنی بزرگوں کے روشن دل۔ ما چو کرّاں۔ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ عوام بزرگوں کی بات کی تہ تک نہیں پہنچتے ہیں اور اپنے قیاس سے اٹکل پچو باتیں بنانے لگتے ہیں۔ موسیٰ۔ حضرت موسیٰؑ حضرت خضرؑ کے کاموں کی تہ تک نہ پہنچے تھے اور اعتراضات کر کے شرمندہ ہوئے تھے۔

[2] با چناں چشمے۔ اولیاء کی چشمِ بصیرت آسمانوں کو پار کر جاتی ہے۔ تعصّب۔ بیجا حمایت۔ موسیا۔ یعنی شیخ خضرویہ۔ موش۔ چوہا۔ آسیا۔ چکّی۔ انکار۔ یعنی وہ تمام بیہودہ باتیں جو ان لوگوں نے کی تھیں۔ بحل کردم۔ میں نے معاف کر دیں۔ جدال۔ لڑائی جھگڑا۔

[3] گفت۔ یعنی میری دعا پر اللہ نے فرمایا۔ غریو۔ شور و غل۔ اے برادر۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ جس طرح بخشش کا دروازہ حلوا فروش بچے کے رونے سے کھلا اسی طرح تو بھی اپنے معاملہ کو سمجھ۔

کارِ خود موقوفِ زاریِ دل ست
اپنا مقصد دل کے رونے پر موقوف ہے
بے تضرع[1] کامیابی مشکل ست
گڑگڑائے بغیر کامیابی مشکل ہے

گر ہمی خواہی کہ مشکل حل شود
اگر تو چاہتا ہے کہ مشکل حل ہو جائے
خارِ محرومی بگُل مُبدل شود
محرومی کا کانٹا پھول میں بدل جائے

گر ہمی خواہی کہ آں خلعت رسد
اگر تو چاہتا ہے کہ وہ پوشاک تجھے مل جائے
پس بگریاں طفلِ دیدہ بر جسد
تو آنکھ کے بچے کو جسم (کی ضرورت) پر رُلا

ترسانیدنِ شخصے زاہدے را کہ کم گری تا کور نہ شوی

ایک شخص کا ایک زاہد کو ڈرانا کہ کم رویا کرتا کہ تو اندھا نہ ہو جائے

زاہدے را گفت یارے در عمل
عمل (تصوف) کے ایک ساتھی نے ایک زاہد سے کہا
کم گری تا چشم را ناید خلل
کم رویا کر تاکہ آنکھ کو نقصان نہ پہنچے

گفت زاہد از دو بیروں نیست حال
زاہد نے کہا حال دو صورتوں سے خالی نہیں ہے
چشم بیند یا نہ بیند آں جمال
اُس حُسن کو آنکھیں دیکھیں گی یا نہ دیکھیں گی

گر بہ بیند نورِ حق خود چہ غم[2] ست
اگر وہ اللہ (تعالیٰ) کے نور کو دیکھ لیں گی تو پھر کیا غم ہے؟
در وصالِ حق دو دیدہ کے کم ست
اللہ (تعالیٰ) کے وصال میں دو آنکھیں کیا کم ہیں

ور نہ خواہد دید از حق نور و ضو
اور اگر وہ اللہ (تعالیٰ) کے نور اور روشنی کو نہ دیکھ سکینگی
ایں چنیں چشمِ شقی گو کور شو
تو کہہ دو ایسی آنکھیں اندھی ہو جائیں

غم مخور از دیدہ کاں عیسیٰ ترا ست
آنکھوں کی فکر نہ کر، عیسیٰ (خدا) تیرا ہے
چپ مرو تا بخشدت دو چشمِ راست
ٹیڑھا نہ چل تاکہ وہ تجھے صحیح آنکھیں بخش دے

عیسیِ روحِ تو با تو حاضر ست
تیری روح کا عیسیٰ (خدا) تیرے پاس موجود ہے
نصرت از وے خواہ کو خوش ناصر ست
مدد اُس سے مانگ وہ بہترین مددگار ہے

لیک بیگارِ تنِ پُر استخواں
لیکن ہڈیوں بھرے جسم کی بیگار
بر دلِ عیسیٰ منہ تو ہر زماں
کسی وقت (بھی)، عیسیٰ (خدا) کے دل پر نہ رکھ

ہمچو آں ابلہ[3] کہ اندر داستاں
اُس بیوقوف کی طرح جس کا قصہ میں
ذکرِ اُو کردیم بہرِ راستاں
اہلِ حق کے لئے ہم نے اُس کا ذکر کیا ہے

زندگیِ تن مجو از عیسیت
اپنے عیسیٰ (خدا) سے جسم کی زندگی کا طالب بن
کامِ فرعونی مخواہ از موسیت
اپنے موسیٰ (خدا) سے فرعونی مقصد نہ چاہ

---

[1] تضرع۔ عاجزی، گڑگڑانا۔ خارِ محرومی۔ یعنی مصیبتیں نعمتوں میں تبدیل ہو جائیں۔ خلعت۔ شاہی لباس۔ یک در عمل۔ یارِ طریقت، ہم مشرب۔ کم گری۔ گریستن سے صیغہ امر ہے۔ خلل۔ نقصان۔ گفت۔ یعنی زاہد نے جواب میں کہا میں اللہ کی یاد میں رو کر آنکھیں خراب کر رہا ہوں تو اب دو صورتیں ہیں یا تو اس رونے کے نتیجہ میں میری آنکھیں برباد ہونگی اور مجھے دیدارِ حق میسر آ جائیگا۔ تو پھر مجھے ان جسمانی آنکھوں کی بربادی کی کوئی پروا نہیں اور اگر دیدارِ حق میسر نہ آئے تو پھر ایسی آنکھوں کا برباد ہو جانا ہی بہتر ہے جو دیدارِ حق سے محروم ہوں۔

[2] چہ غم۔ یعنی جسمانی آنکھوں کی بربادی کا کوئی رنج نہیں ہے۔ دو دیدہ۔ جو آنکھیں دیدارِ حق کیلئے ملیں گی۔ عیسیٰ۔ یعنی وہ خدا جو مُردوں کو زندہ کرتا ہے۔ چپ مرو۔ کجروی نہ اختیار کر۔ راست۔ درست۔ عیسیِ روح۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو روحوں کو زندہ کرتا ہے۔ نصرت۔ مدد۔ بیگار۔ بے مزدوری کا کام۔ بر دلِ عیسیٰ۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے روح کی زندگی چاہو۔

[3] ابلہ۔ حضرت عیسیٰؑ کا وہ بیوقوف ساتھی جس نے ہڈیوں کو زندہ کرنے پر اصرار کیا۔ کامِ فرعونی۔ یعنی تن پروری لذاتِ جسمانی۔ موسیٰ۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔

بر دلِ خود کم نہ اندیشہ معاش[1]
اپنے دل پر معاش کی فکر کم کر
عیش کم ناید تو بر درگاہ باش
معاش کم نہ رہے گی تو دربار میں حاضر رہ

ایں بدن خرگاہ آمد رُوح را
یہ جسم روح کا خیمہ ہے
یا مثالِ کشتیٔ مر نوحؑ را
یا کشتی جیسا ہے، نوحؑ کے لئے

تُرک چوں باشد بیابد خرگہے
سپاہی جب (ملازم) ہوتا ہے اُسکو خیمہ ملجاتا ہے
خاصہ چوں باشد عزیزِ درگہے
خصوصاً جبکہ وہ دربار میں باعزت ہو

تمامیٔ قصۂ زندہ شدنِ استخوانہا بدُعائے عیسیٰ علیہ السّلام

(حضرت) عیسیٰ علیہ السّلام کی دُعا سے ہڈیوں کے زندہ ہوجانے کے قصہ کی تکمیل

چونکہ عیسیٰؑ دید آں ابلہ رفیق
جب (حضرت) عیسیٰؑ نے اُس بیوقوف ساتھی کو دیکھا
جز کہ استیزہ نمیداند طریق
کہ جھگڑے کے سوا کوئی طریقہ نہیں جانتا ہے

می نگیرد پند را از ابلہی
بیوقوفی کی وجہ سے نصیحت قبول نہیں کرتا ہے
بُخل می پندارد اُو از گمرہی
نادانی کی وجہ سے (اسمِ اعظم نہ پڑھنے کو) بُخل سمجھتا ہو

خواند عیسیٰؑ نامِ حق[2] بر استخواں
(حضرت) عیسیٰؑ نے ہڈیوں پر اسمِ اعظم پڑھ دیا
از برائے التماسِ آں جواں
اُس جوان کے اصرار کی وجہ سے

حُکمِ یزداں از پئے انجامِ مرد
اللہ (تعالیٰ) کے حکم نے (اُس) انسان کے انجام کیلئے
صورتِ آں استخواں را زندہ کرد
اُن ہڈیوں کے ڈھانچہ کو زندہ کر دیا

از میاں برجست یک شیرِ سیاہ
درمیان سے ایک کالا شیر کودا
پنجہ زد کرد نقشش را تباہ
اُس (شیر) نے پنجہ مارا اور اُس کے نقش کو مٹا دیا

کلّہ اش برکند و مغزش ریخت زود
اُسکی کھوپڑی اُکھاڑ دی اور جلد اُس کا بھیجا بکھیر دیا
ہمچو جوزے کاندرے مغزے نبود
اُس اخروٹ کی طرح جس میں گری نہ تھی

گر وُرا مغزے بُدے ز اشکستنش
اگر اُس میں گودا ہوتا، اُس کے ٹوٹنے سے
خود نبودے نقص اِلّا بر تنش
محض اُس کے جسم کو نقصان پہنچتا

گفت[3] عیسیٰؑ چوں تتابش کوفتی
حضرت عیسیٰؑ نے اُس (شیر) سے فرمایا تو نے اِسقدر جلد [illegible]
گفت زاں رُو کہ تو زو آشوفتی
اُس نے کہا اِس لئے کہ تم اُس سے پریشان ہوئے

گفت عیسیٰؑ چوں نخوردی خونِ مرد
(حضرت) عیسیٰؑ نے فرمایا تو نے اُسکا خون کیوں نہ پیا؟
گفت در قسمت نبودم رزقِ خود
اُس نے کہا میری قسمت میں اپنی روزی نہ تھی

---

[1] معاش یعنی جسمانی زندگی کا گذارا۔ درگاہ یعنی بارگاہِ خداوندی۔ خرگاہ خیمہ یعنی اصل روح ہے اور جسم محض اُس کی قیامگاہ ہے۔ کشتی۔ اصل حضرت نوحؑ کی ذات تھی اور کشتی محض اُنکی نشست گاہ تھی۔ تُرک یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کے وفادار سپاہی بنوگے تو وہ خود تمہارا بندوبست فرمادے گا۔ عزیز۔ باعزت۔ اِستیزہ۔ لڑائی جھگڑا۔ طریق۔ راستہ۔ پند یعنی حضرت عیسیٰؑ کی نصیحت۔ بُخل۔ حضرت عیسیٰؑ کے اسمِ اعظم نہ پڑھنے کو اُن کے بُخل پر محمول کر رہا تھا۔

[2] نامِ حق یعنی اسمِ اعظم۔ جواں۔ یعنی حضرت عیسیٰؑ کا بیوقوف ساتھی۔ از میاں۔ یعنی گڑھے کے اندر سے یا فوراً۔ شیرِ سیاہ۔ کالا شیر خوفناک شیر۔ نقش۔ یعنی ہستی۔ ہمچو۔ یعنی کھوپڑی خالی اخروٹ کی طرح رہ گئی۔ مغزے بُدے یعنی عقل ہوتی۔

[3] گفت عیسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ نے شیر سے کہا۔ آشوفتی۔ اُس نے بے جا سوال کرکے حضرت عیسیٰؑ کو پریشان کیا تھا۔ در قسمت۔ شیر اپنی مقدر روزی کھا کر طبعی موت مرا تھا۔

اے بسا کس ہمچو آں شیر ژیاں ¹ — صید خود ناخوردہ رفتہ از جہاں
اے (مخاطب) بہت سے لوگ اس غضبناک شیر کی طرح — دنیا سے اپنا شکار بغیر کھائے چلے گئے

قسمتش کاہے نہ و حرصش چو کوہ — جستہ بے وجہے وجوہ از ہر گروہ
انکی قسمت میں ایک تنکا نہیں اور انکی حرص پہاڑ جیسی ہے — ہر گروہ سے بے طریقہ آمدنیوں کا جویاں ہے

جمع کردہ مال و رفتہ سوئے گور — دشمناں در ماتم او کردہ سور
مال کو جمع کیا، اور قبر میں چلا گیا — دشمنوں نے اس کے ماتم میں جشن منایا

اے میسر کردہ بر ما در جہاں — سخرہ و بیگار ما را وارہاں
اے (وہ ذات) تو نے دنیا کو ہمارے لئے آسان کر دیا ہے — فرمانبرداری اور بیگار سے ہمیں نجات دے

طعمہ بنمودہ بما واں بودہ شست — آنچناں بنما بما آں را کہ ہست
ہمیں چارہ نظر آیا اور وہ مچھلی کا کانٹا تھا — ہمیں اسی طرح دکھا دے جس طرح سے وہ ہے

گفت آں شیر اے مسیحا ایں شکار — بود خالص از برائے اعتبار
اس شیر نے کہا، اے مسیحا! یہ شکار — محض عبرت کے لئے تھا

گر مرا روزی بدے اندر جہاں — خود چہ کارستے مرا با مردگاں ²
اگر دنیا میں میرا رزق ہوتا — میرا مُردوں سے کیا واسطہ ہوتا؟

ایں سزائے آنکہ یابد آب صاف — ہمچو خر در جو بمیزد از گزاف
یہ اس کی سزا ہے جو صاف پانی پائے — بیہودگی سے گدھے کی طرح اس میں پیشاب کردے

گر بداند قیمت آں جوئے خر — او بجائے پا نہد در جوئے سر
اگر گدھا اس نہر کی (قدر و) قیمت جانتا — وہ نہر میں پیر کی جگہ سر رکھتا

او بیابد آنچناں پیغمبرے — میر آب زندگانی پرورے
وہ ایسا پیغمبر پائے — جو زندگی کے پرورش کرنے والے پانی (آب حیات) کا سردار ہے

چوں نمیرد پیش او از امر کن ³ — اے امیر آب مارا زندہ کن
(بلفظ) کُن کے حکم سے ایسی کے سامنے جان کیوں نہ دے — اے آب حیات کے سردار ہمیں زندہ کر دے

ہیں سگ ایں نفس را زندہ مخواہ — کو عدو جان تست از دیرگاہ
خبردار! اپنے نفس کتے کی زندگی نہ چاہ — کیونکہ وہ مدت سے تیری جان کا دشمن ہے

خاک بر سر استخوانے را کہ آں — مانع ایں سگ بود از صید جاں
ان ہڈیوں پر خاک، جو کہ — اس کتے کو جان کا شکار کرنے سے روکیں

---

¹ اے بسا کس، یہاں سے مولانا نے نصیحت شروع کی ہے۔ کاہ، تنکا، معمولی مال۔ کوہ، پہاڑ، بڑی چیز۔ بے وجہ، نامعروف۔ وجوہ، آمدنیاں۔ ماتم، سوگ۔ سور، محفل نشاط، جشن، مسرت۔ سخرہ، بیگار، بغیر اجرت کی مزدوری۔ طعمہ، خوراک۔ شست، مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ خالص، محض۔ اعتبار، عبرت پکڑنا یعنی تاکہ وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو بزرگوں کو لا حاصل سوال کر کے پریشان کرتے ہیں۔

² مردگاں، یعنی میں مر کر مُردوں میں شامل نہ ہوتا۔ بمیزد، میزیدن یعنی پیشاب کرنا کا فعل مضارع ہے۔ گزاف، بیہودگی، اس بیوقوف کو حضرت عیسیٰ کی ذات گرامی میسر آئی جو بمنزلہ صاف پانی کے تھے، ان کے ذریعہ اس کو اپنی روح کی پاکیزگی کرنی چاہئے تھی لیکن اس نے گدھے کی طرح ان کا غلط استعمال کیا۔

³ امر کن، یعنی خدائی حکم۔ امیر آب، یعنی آب حیات کے سردار۔ عدو، حدیث میں آیا ہو تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا وہ نفس ہے جو تیرے دونوں پہلوؤں کے درمیان میں ہے۔ استخواں، یعنی جسم انسانی۔ جاں، یعنی روحانی کمالات۔

سگ[۵۱] نہٗ بر استخواں چوں عاشقی
تو کتا نہیں ہے ہڈیوں پر کیوں عاشق ہے؟

دیو چہ وار از چہ بر خوں عاشقی
جونک کی طرح خون پر تو کس وجہ سے عاشق ہے؟

آں چہ چشمست آنکہ بینا ئیش نیست
وہ بھی کیا آنکھ ہے جس میں بینائی نہیں ہے

زامتحانہا جز کہ رسوا ئیش نیست
امتحانوں میں رسوائی کے سوا اُس کیلئے کچھ نہیں ہے

سہو باشد ظنّہا را گاہ گاہ
گمانوں میں کبھی کبھی بھول ہوتی ہے

اینچہ ظنّ ست اینکہ کور آمد براہ
یہ کیا گمان ہے جو راستہ سے اندھا ہو!

گردہٗ بر دیگراں نوحہ گری
تو دوسروں پر رویا ہے

مدّتے بنشیں و بر خود می گری
کچھ عرصہ بیٹھ اور اپنے اوپر رُو

زابرِ گریاں شاخ سبز و تر شود
رونے والے ابر سے شاخ سبز و تازہ بنتی ہے

زانکہ شمع از گریہ روشن تر شود
جیسا کہ شمع، رونے سے اور زیادہ روشن ہو جاتی ہے

ہر کجا نوحہ کنند آنجا نشیں
جہاں نوحہ کریں وہاں بیٹھ

زانکہ تو اولیٰ تری اندر حنیں
کیونکہ رونا تیرے لئے زیادہ بہتر ہے

زانکہ ایشاں[۵۲] در فراقِ فانی اند
کیونکہ وہ فنا ہونیوالے (مُردے) کے فراق میں (مبتلا) ہیں

غافل از لعلِ بقائے کانی اند
بقا کی کان کے لعل سے غافل ہیں

زانکہ بر دل نقشِ تقلیدست بند
کیونکہ دل پر تقلید کا نقش رُکاوٹ ہے

رَو بآبِ چشم بندش را بَرند
جا، آنسوؤں سے اُس رکاوٹ کو صاف کر دے

زانکہ تقلید آفتِ ہر نیکو یست
کیونکہ تقلید ہر نیکی کی تباہی ہے

کہ بُود تقلید گر کوہِ قوی ست
تقلید اگر مضبوط پہاڑ (بھی) ہے تو وہ تنکا ہے

گر ضریرے[۵۳] لمترست و تیز خشم
اگر کوئی اندھا موٹا اور غصیل ہے

گوشت پارہ اش داں کہ اُو را نیست چشم
اُسکو گوشت کا ٹکڑا سمجھ کیونکہ اُس کے آنکھ نہیں ہے

گر سخن گوید زمُو باریک تر
اگر وہ بال سے زیادہ باریک بات کہے

آں سَرش را زاں سخن نبود خبر
اُس کے دماغ کو اُس بات کا پتہ نہیں ہے

مستیِ دارد ز گفتِ خود و لیک
اپنی گفتگو سے مست ہے لیکن

از برِ وے تا بمَے راہست نیک
اُس سے شراب تک بڑا لمبا راستہ ہے

۵۱ سگ نہٗ۔ انسانی جسم ہڈیوں اور خون کا مجموعہ ہے۔ ہڈی کتّے کی خوراک ہے اور خون جونک کی خوراک ہے۔ دیو چہ۔ جونک، دیمک۔ آں چہ۔ اگر تمہاری نگاہ میں چھلکے اور مغز میں کوئی فرق نہیں تو تمہاری آنکھیں بیکار ہیں امتحان کے وقت رُسوا ہوں گی۔ سہو۔ اگر انسان لذائذِ جسمانی اور اُخروی نعمتوں میں فرق نہیں کر سکتا ہے تو قابلِ معافی بھول نہیں ہے یہ تو اندھا پن ہے۔ بر دیگراں یعنی دوسروں کے عیب۔ بر خود۔ یعنی اپنے مصائب پر رونا چاہیئے۔ زابرِ گریاں۔ جس طرح بارش سے نباتات کا فروغ ہے اسی طرح اپنے مصائب پر رونے سے روح کا فروغ ہوتا ہے۔ از گریہ۔ موم پگھل کر آنسوؤں کی صورت میں ٹپکتا ہے۔ نوحہ۔ مُردے پر رونا۔ حنیں۔ رونا چلّانا۔
۵۲ ایشاں۔ مردے پر رونے والے۔ فانی۔ یعنی مرنے والا انسان۔ لعلِ کانی۔ معدنی لعل یعنی ابدی زندگی۔ زانکہ۔ نوحہ اسلئے ممنوع ہے کہ وہ دیکھا دیکھی کا رونا ہے اس ممانعت کو پُرخلوص رونے سے ختم کرو۔ بَرند۔ صاف کر دے رندیدن بمعنی ستردن سے امر کا صیغہ ہے۔ تقلید۔ یعنی اندھا دھند کسی کی پیروی کرنا۔ کہ بود۔ تقلیدی کام خواہ بڑا ہو اس کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔
۵۳ ضریرے۔ ناقص، اندھا۔ لمتر۔

فربہ، موٹا۔ تیز خشم۔ غضبناک۔ سخن یعنی باریک نکتے۔ سَرش۔ جب تک حال نہ ہو قال بیکار ہے۔ از برِ وے۔ میں نے لفظ بر کو زیادہ مان کر ترجمہ کیا ہے۔ مے۔ یعنی عشقِ خداوندی کا نشہ۔

ہمچو[1] جُوئیست اُو نہ آبے میخورد — آب ازو بر آب خواراں بگذرد

اُس کی مثال نہر کی سی ہے، جو پانی نہیں پیتی — اُس کا پانی، پانی پینے والوں تک چلا جاتا ہے

آب در جُوزاں نمی گیرد قرار — زانکہ آں جُو نیست تشنہ و آب خوا

پانی اِس وجہ سے نہر میں نہیں ٹھہرتا — کہ وہ نہر پیاسی اور پانی پینے والی نہیں ہے

ہمچو نائے نالۂ وزاری کُند — لیک بیگارِ خریدارے کُند

جیسا کہ بانسری نالہ وزاری کرتی ہے — لیکن وہ خریدار کی بیگار کرتی ہے

نوحہ گر[2] باشد مُقلّد در حدیث — جُز طمع نبوُد مرادِ آں خبیث

نوحہ گر بات میں مُقلّد ہوتا ہے — اُس خبیث کا لالچ کے علاوہ کوئی مقصد نہیں ہے

نوحہ گر گوید حدیثِ سوزناک — لیک کو سوزِ دل و دامانِ چاک

نوحہ گر دردناک بات کہتا ہے — لیکن دل کی جلن اور پھٹا ہوا دامن کہاں ہے؟

از مُقلّد تا مُحقّق فرقہاست — کیں چو داؤد ست وآں دیگر صداست

مُقلّد اور مُحقّق میں بہت فرق ہے — یہ داؤدؑ کی طرح ہے اور وہ صدائے بازگشت ہے

مَنبعِ گفتارِ ایں سوزے بُود — واں مقلّد کہنہ آموزے بُود

اُسکی بات کا سرچشمہ سوز ہوتا ہے — اور وہ مقلّد کہنہ آموز ہوتا ہے

ہیں مشو غرّہ[3] بداں گفتِ حزیں — بار بر گاو ست بر گردوں حنیں

اُس غمناک بات سے دھوکے میں نہ پڑنا — بوجھ بیلوں پر ہے گاڑی میں چوں چوں ہے

ہم مُقلّد نیست محروم از ثواب — نوحہ گر را مُزد باشد در حساب

مُقلّد بھی ثواب سے محروم نہیں ہے — نوحہ گر کی مزدوری بھی حساب میں لگتی ہے

کافر و مومن خدا گویند ولیک — در میانِ ہر دو فرقے ہست نیک

کافر و مومن (یا) خدا کہتے ہیں، لیکن — دونوں میں بہت فرق ہے

آں گدا گوید خدا از بہرِ ناں — مُتّقی گوید خدا از عینِ جاں

بھکاری (یا) خدا روٹی کے لئے کہتا ہے — مُتّقی (دل و) جان سے خدا کہتا ہے

اَللہ اَللہ می زنی از بہرِ ناں — بے طمع پیش آ و اللہ را بخواں

تو روٹی کے لئے اللہ اللہ کی ضرب لگاتا ہے — لالچ کے بغیر آگے بڑھ اور اللہ اللہ کہہ

گر بدانستے گدا از گفتِ خویش — پیشِ چشم او نہ کم ماندے نہ بیش

اگر بھکاری اپنی بات کی (قدر) جانتا — اُس کی نظر میں (دنیا کا) کم و بیش نہ رہتا

---

[1] ہمچو۔ یعنی واعظِ بے عمل اور مقلّدِ بے بصر کی مثال نہر اور بانسری کی سی ہے، نہر خود نفع نہیں اٹھاتی بانسری کے دل میں سوز نہیں ہے۔

[2] نوحہ گر۔ وہ عورت یا مرد جو اُجرت پر رونے کا پیشہ کرے۔ مقلّد۔ نوحہ گروں میں سے ایک کچھ کہتا ہے دوسرے اُسی کو دُہراتے ہیں۔ خبیث یعنی نوحہ گر۔ محقّق۔ وہ شخص جو اپنی تحقیق سے بات کی تہ تک پہنچے۔ داؤدؑ۔ مشہور نبی ہیں جن کا لحن و لہجہ بڑا پُراثر تھا انسانوں کے علاوہ حیوانات تک وجد کرنے لگتے تھے۔ صدا۔ آوازِ بازگشت۔

[3] غرّہ۔ مغرور، دھوکے میں پڑا ہوا۔ حزیں۔ غمناک۔ گردوں۔ گاڑی، چھکڑا۔ مقلّد۔ اچھے کام کی تقلید بھی باعثِ ثواب ہے۔ مُزد۔ مزدوری۔ در حساب۔ طے شدہ۔ خدا گویند۔ خدا کا نام لیتے ہیں یا خدا کے قائل ہیں۔ بہرِ ناں۔ روٹی کمانے کے لئے۔ عینِ جاں۔ یعنی تہِ دل۔ گفتِ خویش۔ یعنی اللہ کا نام۔

سالہا گوید خدا آں نان[1] خواہ — ہمچو خر مصحف کشد از بہر کاہ
روٹی مانگنے والا سالوں (یا)، خدا کہتا ہے — گدھے کی طرح گھاس کے لئے قرآن اُٹھاتا ہے

گر بدل در تافتے گفتِ لبش — ذرہ ذرہ گشتہ بودے قالبش
اگر اُس کے ہونٹ کی بات دل پر چمکتی — تو اُس کا جسم ذرہ ذرہ ہو جاتا

نامِ دیوے رہ بُرد در ساحری — تو بنامِ حق پشیزے می بَری
جادو گری میں شیطان کا نام کام کرتا ہے — تو اللہ کے نام کے ذریعہ دمڑی حاصل کرتا ہے

خاریدن روستائی در تاریکی شیر را بہ ظنِ آنکہ گاوِ ست

ایک دیہاتی کا شیر کو سہلانا اِس خیال سے کہ وہ گائے ہے

روستائی[2] گاوٗ در آخُر بہ بست — شیر گاوش خورد و بر جایش نشست
ایک دیہاتی نے گائے کو سال میں باندھ دیا — شیر نے اُس کی گائے کھالی اور اُسکی جگہ بیٹھ گیا

روستائی شد در آخُر سوئے گاوٗ — گاوٗ را می جُست شب آں کنجکاوٗ
دیہاتی سال میں گائے کے پاس گیا — وہ تلاش کنندہ رات میں گائے کو ڈھونڈتا تھا

دست می مالید بر اعضائے شیر — پشت و پہلو گاہ بالا گاہ زیر
شیر کے اعضا، پر ہاتھ پھیرتا تھا — کمر اور کروٹ پر، کبھی اوپر، کبھی نیچے

گفت شیر ار روشنی افزوں[3] بُدے — بردریدے زہرہ اش دل خوں شُدے
شیر نے کہا اگر روشنی تیز ہوتی — اُس کا پتا پھاڑ دیتے اُس کا دل خون بنجاتا

ایں چنیں گستاخ زاں می خاردم — کو دریں شب گاوٗ می پندار دم
اِس طرح نڈر ہوکر مجھے سہلا رہا ہے — کیونکہ وہ رات میں مجھے گائے سمجھ رہا ہے

حق ہمی گوید کہ اے مغرورِ کور — نے زِ نامم پارہ پارہ گشت طور
اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے اے دھوکے میں مبتلا اندھے! — کیا میرے نام سے (کوہ) طور ریزہ ریزہ نہیں ہوا؟

کہ لَوْ اَنْزَلْنَا کِتَابًا لِلْجَبَلْ — لَانْصَدَعْ ثُمَّ انْقَطَعْ ثُمَّ ارْتَحَلْ
کہ اگر ہم (اپنی) کتاب پہاڑ پر اُتارتے — تو وہ پھٹ جاتا پھر ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا پھر جگہ سے ہل جاتا

از من ار کوہِ اُحد واقف بُدے — پارہ گشتے و دلش پُرخوں شُدے
اگر اُحد پہاڑ مجھ سے واقف ہوتا — ٹکڑے ہوجاتا اور اُس کا دل پُرخون ہوجاتا

از پدر و ز مادر ایں بشنیدۂ — لاجرم غافل ازیں پیچیدۂ
تو نے ماں باپ سے یہ سُنا ہے — لامحالہ تو غفلت سے اِس میں لگا ہوا ہے

---

[1] نان خواہ ۔ روٹی کا بھکاری۔ ہمچو خر۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے ان لوگوں کی مثال جو تورات کے حامل بنائے گئے اور پھر اُنھوں نے اُس پر عمل نہ کیا اُس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ قالبش۔ اُس کا جسم اُسکے نام کی تجلی سے . . . پارہ پارہ ہوجاتا۔ نامِ دیو۔ سِفلیات میں جادوگر شیطان کے نام سے کام لیتے ہیں۔ پشیز۔ دمڑی۔

[2] روستائی ۔ دیہاتی۔ آخُر۔ جانوروں کے باندھنے کی جگہ۔ کنج کاوٗ۔ کونے کونے کو کھودنے والا، کنج گوشہ۔ کاوٗ، کاویدن سے بنا ہے، کھودنے والا۔

[3] افزوں۔ رات کی تاریکی کی وجہ سے وہ شیر کو گائے سمجھ کر اُس پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔ زہرہ۔ پتا۔ گستاخ۔ نڈر۔ حق ہمی گوید۔ جس طرح سے ناواقفیت کی وجہ سے شیر پر ہاتھ پھیرنے کے باوجود اُس دیہاتی کا دل شق نہ ہوا۔ اِسی طرح اللہ تعالیٰ کی کما حقہٗ معرفت نہ ہونے سے اُس کے نام کا تحمل ہوجاتا ہے ورنہ کوہِ طور کی طرح جسمِ انسانی پارہ پارہ ہوجائے۔ کہ۔ قرآن پاک میں ہے کہ اگر ہم اِس قرآن کو ایک پہاڑ پر نازل کرتے تو تم اسکو دیکھتے کہ وہ خدا کے خوف سے جھک جاتا اور پھٹ جاتا۔ اُحُد۔ مدینہ منورہ کا مشہور پہاڑ ہے۔ از پدر۔ ماں باپ سے جو ملتا ہے انسان اُس کی زیادہ قدر نہیں کرتا ہے۔ لاجرم۔ لامحالہ۔

گر تو بے تقلید ازیں واقف شوی
اگر بغیر تقلید کے تو اس سے واقف ہو جائے
بے نشاں از لطف چوں ہا[1] تف شوی
ہاتف کی طرح لطافت کی وجہ سے بے نشان ہو جائے

بشنو ایں قصہ پئے تہدید را
تنبیہ کے لئے یہ قصہ سن لے
تا بدانی آفت تقلید را
تاکہ تو تقلید کی ہلاکت کو سمجھ لے

فروختن صوفیاں بہیمہ صوفی مسافر را جہت سماع
سماع کی خاطر صوفیوں کا ایک مسافر صوفی کی سواری کو بیچ ڈالنا

صوفیِ در خانقاہ از رہ رسید
ایک صوفی (سفر کے) راستے سے ایک خانقاہ میں پہنچا
مرکبِ خود برد و در آخر کشید
اپنی سواری کو لے گیا اور اصطبل میں باندھ دیا

آبکش داد و علف از دستِ خویش
اپنے ہاتھ سے اس کو تھوڑا سا پانی اور چارا دیا
نے چو آں صوفی کہ ما گفتیم پیش
اس صوفی کی طرح نہیں جس کا ہم نے پہلے ذکر کیا ہے

احتیاطش کرد از سہو و خباط
اس (صوفی) نے اس (سواری) کی بھول اور بیوقوفی
چوں قضا آید چہ سود ست احتیاط
جب قضا آتی ہے تو احتیاط سے کیا فائدہ؟

صوفیاں درویش بودند و فقیر
صوفی درویش اور فقیر تھے
کَادَ فَقْرٌ اَنْ یَّکُنْ کُفْراً کَبِیْر
قریب ہے کہ فقر بڑا کفر بن جائے

اے تونگر تو کہ سیری[2] ہیں مخند
اے مالدار تو کہ پیٹ بھرا ہے، نہ ہنس
بر کژیِ آں فقیرِ دردمند
اس دکھی فقیر کی کج روی پر

از سرِ تقصیر آں صوفی رمہ
اس صوفی گروہ نے غلط کاری سے
خر فروشی درگرفتند آں ہمہ
سب نے خر فروشی شروع کر دی

کز ضرورت ہست مرداری مباح
کیونکہ ضرورت کی وجہ سے مردار جائز ہے
بس فسادے کز ضرورت شد صلاح
بہت سی خرابیاں ہیں جو ضرورت میں جائز ہو جاتی ہیں

ہمدراں دم آں خرک[3] بفروختند
فوراً ہی انھوں نے وہ گدھیا بیچ دی
لوت آوردند و شمع افروختند
مزیدار کھانا لائے اور شمع روشن کی

ولولہ افتاد اندر خانقہ
خانقاہ میں غل مچ گیا
کامشباں لوت و سماع ست و ولہ
کہ آج رات لذیذ کھانا ہے، سماع ہے، مستی ہے

چند ازیں صبر و ازیں سہ روزہ چند
کب تک یہ صبر اور کب تک یہ تین دن کا فاقہ!
چند ازیں زنبیل و زیں دریوزہ چند
کہاں تک یہ کشکول اور کہاں تک بھیک!

[1] ہاتف۔ وہ فرشتہ جس کی آواز سنائی دے اور نظر نہ آئے۔ تہدید۔ دھمکی، تنبیہ۔ فروختن۔ اس قصہ کا مقصد یہ ہے کہ سنی سنائی بات کو رٹ لینا اور حقیقت پر غور نہ کرنا بہت مُضر ہوتا ہے۔ مرکب یعنی گدھا۔ آبکش۔ تھوڑا پانی کے۔ پہلے جس صوفی کا ذکر گذرا ہے اس نے خود اپنے گدھے کو چارہ پانی نہ دیا تھا خادم پر بھروسہ کر لیا تھا۔ سہو۔ بھول۔ خباط۔ خبط، دیوانگی۔ کَادَ فَقْرٌ۔ حدیث میں ہے قریب ہے کہ افلاس کفر بنجائے یعنی مُفلس کا ایمان ڈگمگا جاتا ہے۔

[2] سیر پیٹ بھرا۔ کژی۔ کجروی۔ رمہ۔ بکریوں کا ریوڑ، یہاں صوفیوں کا گروہ مراد ہے۔ خر فروشی یعنی انھوں نے اس مسافر کے گدھے کے بیچنے کا معاملہ کر ڈالا۔ کز ضرورت۔ شرعی اصول ہے مجبوریاں ممنوعات کو جائز کر دیتی ہیں۔ بس۔ ضرورت کے وقت مردار کھانا جائز ہے۔

[3] خرک۔ معمولی گدھا۔ لوت۔ لذیذ کھانا۔ سماع۔ سننا یعنی قوالی سننا۔ ولہ۔ مستی، جوشِ عشق۔ سہ روزہ۔ اسمیں یا نسبت کی ہے اور اس کا موصوف محذوف ہے یعنی فاقہ۔ زنبیل۔ چمڑے کا تھیلا جس میں فقراء اپنے کھانے کی چیزیں رکھتے ہیں۔ دریوزہ۔ بھیک مانگنا۔

ماہم از خلقیم جاں داریم ما — دولت امشب میہماں داریم ما
ہم بھی مخلوق ہیں، ہم بھی جان رکھتے ہیں — آج رات دولت ہماری مہمان ہے

تخمِ[1] باطل را ازاں می کاشتند — کانکہ آں جاں نیست جاں پنداشتند
باطل کا بیج انھوں نے اس لئے بویا — کہ جو جان نہیں ہے اس کو انھوں نے جان سمجھا

واں مسافر نیز از راہِ دراز — خستہ بود و دید آں اقبال و ناز
وہ (صوفی) مسافر، طویل راستہ کی وجہ سے — تھکا ہوا تھا اور اس نے توجہ اور مہربانی دیکھی

صوفیانش یک بیک بنواختند — نردِ خدمتہاش خوش می باختند
ایک ایک صوفی نے اس کو نوازا — اس کی خدمتگزاری کی اچھی چالیں چل رہے تھے

آں یکے پایش ہمی مالید و دست — واں یکے پرسیدش از جا نشست
ایک اس کے ہاتھ پیر دبا رہا تھا — ایک اس کی نشست گاہ کو دریافت کرتا تھا

واں یکے افشاند گرد از رختِ او — واں یکے بوسید دستش را و رو
ایک اس کے سامان کی گرد کو جھاڑتا تھا — دوسرا اس کے ہاتھ اور منہ کو چومتا تھا

گفت چوں می دید میلان شاں بوے — گر طرب امشب نخواہم کرد کے
جب اس نے ان کا جھکاؤ اپنی طرف دیکھا تو کہا — اگر آج (عیش و) طرب نہ کرونگا تو کب کرونگا؟

لوت خوردند و سماع آغاز کرد — خانقہ تا سقف شد پر دود و گرد
سب نے کھانا کھایا اور سماع شروع ہوا — خانقاہ، چھت تک دھوئیں اور گرد سے بھر گئی

دودِ[2] مطبخ، گردِ آں پاکوفتن — ز اشتیاق و وجدِ جاں آشوفتن
دھواں مطبخ کا، گرد رقص کی — شوق اور وجد کی وجہ سے جان کا پریشان ہونا

گاہ دست افشاں قدم می کوفتند — گہ بسجدہ صُفّہ را می روفتند
کبھی بھاؤ دکھاتے ہوئے رقص کرتے تھے — کبھی سجدوں سے چبوترہ پر جھاڑو دیتے تھے

دیر یابد صوفی آز از روزگار — زاں سبب صوفی بود بسیار خوار
صوفی زمانہ سے مراد دیر میں پاتا ہے — اسی لئے صوفی پُر خور ہوتا ہے

جز[3] مگر آں صوفیٔ کز نورِ حق — سیر خورد و فارغ ست از ننگ و دق
مگر سوائے اس صوفی کے جو اللہ کے نور سے — پیٹ بھرا ہوا اور ذلت اور (دروازہ) پیٹنے سے بے نیاز ہو

از ہزاراں اند کے زیں صوفی اند — باقیاں در دولتِ آں می زیند
ہزاروں میں بہت تھوڑے ایسے صوفی ہیں — باقی ان کی بدولت جیتے ہیں

---

[1] تخمِ باطل۔ یعنی بُرے اعمال کا تخم۔ انھوں نے نفسِ امّارہ کو روح سمجھ کر اس کی پرورش شروع کر دی۔ اقبال۔ متوجہ ہونا۔ ناز۔ مہربانی۔ یک بیک۔ باتّصال کے لئے ہے جیسے دربدر۔ نواختن۔ نوازنا۔ نرد باختن۔ چال چلنا، دھوکا دینا۔ پرسید یعنی کھانے کیلئے جائے نشست کے بارے میں پوچھتا تھا یا قیام گاہ کو پوچھتا تھا۔ رخت۔ سامان۔ گفت یعنی مسافر صوفی نے دل میں کہا۔ میلان۔ توجہ۔ طرب۔ مستی، وجد میں رقص کرنا۔

[2] دود۔ دھواں یعنی مطبخ کا دھواں۔ گرد۔ یعنی رقص کی۔ پاکوفتن۔ رقص کرنا۔ دست افشاندن۔ ہاتھ نچاتے ہوئے یعنی بھاؤ دکھاتے ہوئے۔ گہ بسجدہ۔ کبھی سجدہ ریز ہو کر چبوترے پر پیشانی گھستے تھے گویا کہ پیشانیوں سے چبوترے پر جھاڑو دے رہے ہیں۔ آز۔ حرص، مقصد۔ زاں سبب۔ بھوک کا زیادہ کھاتا ہے۔

[3] جز۔ یعنی حقیقی صوفی کسی حالت میں بھی بسیار خور نہیں ہوتا ہے۔ ننگ۔ یعنی بھیک مانگنے کی ذلت۔ دق۔ کوٹنا یعنی دروازہ کھٹکھٹانا۔ در دولت۔ بناوٹی صوفی بھی حقیقی صوفیوں کے بدولت کھا کما لیتے ہیں۔

چوں سماع آمد ز اوّل تا کراں[1] | مُطرب آغازید یک ضربِ گراں
جب سماع (کا سامان) اوّل تا آخر ہو گیا | گویّے نے ایک مؤثر گت شروع کی

خر برفت و خر برفت آغاز کرد | زیں حرارہ جملہ را انباز کرد
"گدھا چلا گیا گدھا چلا گیا" (کی دھن) کو شروع کیا | اس گرمی نے سب کو (دھن میں) شریک کر دیا

زیں حرارہ پائے کوباں تا سحر | کف زناں خر رفت و خر رفت اے پسر
اس گرم جوشی میں صبح تک رقص کرتے ہوئے | تالیاں بجاتے ہوئے اے لڑکے گدھا چلا گیا گدھا چلا گیا

از رہِ تقلید آں صوفی ہمیں | خر برفت آغاز کرد اندر حنیں
بطور تقلید کے (مسافر) صوفی نے (بھی) یہی | روتے ہوئے "گدھا چلا گیا" (گانا) شروع کر دیا (روتے ہوئے)

چوں گذشت آں نوش و جوش و آں سماع | روز گشت و جملہ گفتند اَلوداع
جب وہ (کھانا) پینا اور جوش اور سماع ختم ہوا | دن نکل آیا اور سب رخصت ہو گئے

خانقہ خالی شد و صوفی بماند | گرد از رخت آں مسافر می فشاند
خانقاہ خالی ہو گئی اور (مسافر) صوفی رہ گیا | وہ (صوفی) مسافر سامان سے گرد جھاڑنے لگا

رخت از حجرہ بروں آورد او | تا بخر بندد آں ہمراہ جو
اس نے حجرے سے سامان باہر نکالا | تاکہ وہ ساتھیوں کو تلاش کرنے والے (صوفی) گدھے پر (لاد دیں)

تا رسد در ہمرہاں[2] خوش می شتافت | رفت در آخر خرِ خود را نیافت
بہت جلدی کر رہا تھا تاکہ ساتھیوں سے جا ملے | اصطبل میں گیا (تو) اپنا گدھا نہ پایا

گفت آں خادم بآبش بردہ است | زانکہ خر دوش آب کمتر خوردہ است
(دل میں) کہا کہ خادم اس کو پانی پلانے لے گیا ہے | اس لئے کہ گدھے نے کل رات پانی کم پیا تھا

خادم آمد گفت صوفی خر کجاست | گفت خادم ریش بیں[3] جنگے بخاست
خادم آیا (تو) صوفی نے کہا گدھا کہاں ہے؟ | خادم نے کہا اپنی داڑھی کا خیال کر (اس پر دونوں میں) جھگڑا

گفت من خر را بتو بسپردہ ام | من ترا بر خر موکّل کردہ ام
(صوفی نے) کہا میں نے گدھا تیرے سپرد کیا ہے | میں نے تجھے گدھے کا محافظ بنایا ہے

بحث با توجیہ کن حجت میار | وانچہ من بسپردمت واپس سپار
معقول بات کر، حجت بازی نہ کر | جو میں نے تیرے سپرد کیا ہے، واپس دے

از تو خواہم انچہ من دادم بتو | باز دہ انچہ کہ بسپردم بتو
جو میں نے تجھے دیا ہے تجھ سے (لینا) چاہتا ہوں | جو میں نے تیرے سپرد کیا ہے، واپس کر

[1] گراں۔ کنارہ، آخری حد۔ مُطرب۔ گویّا، قوّال۔ ضربِ گراں بھاری چوٹ، ایسی گت جو بے چین کر دے۔ حرارہ گرمی۔ انباز۔ شریک کار۔ پاکوبیدن۔ رقص کرنا۔ کف زناں۔ تالیاں بجاتے ہوئے۔ تقلید۔ دیکھا دیکھی۔ حنین۔ آہ و بکا۔ اَلوداع۔ رخصت کرنا۔

[2] ہمرہاں۔ یعنی سفر کے وہ ساتھی جو پہلے روانہ ہو گئے تھے۔ دوش۔ گزشتہ رات، گذشتہ دن کے معنی صحیح نہیں ہیں۔

[3] ریش بیں۔ یعنی اپنی داڑھی کا خیال کر اور مجھ سے غلط سوال نہ کر۔ موکّل کیں، محافظ۔ بحث۔ گفتگو، توجیہ۔ دلیل پیش کرنا۔ حجت۔ دلیل۔

گفت پیغمبر[1] کہ دستت ہرچہ برد — بایدش در عاقبت واپس سپرد

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ ہاتھ جو کچھ لے — اُس کو آخر میں واپس کرنا چاہیئے

ورنہ از سرکشی راضی بدیں — نک من و تو خانۂ قاضی دیں

اور اگر سرکشی سے تو اس پر راضی نہیں ہے — ابھی میں ہوں اور تو ہے اور خبر لیجئے قاضی کا گھر ہے

گفت من مغلوب بودم صوفیاں — حملہ آوردند و بودم بیمِ جاں

(خادم نے) کہا، میں مجبور تھا، صوفیوں نے — حملہ کر دیا، اور مجھے جان کا خوف تھا

تو جگر بندے[2] میانِ گربگاں — اندر اندازی و جوئی زاں نشاں

تو کلیجہ کو بلیوں میں — پھینکتا ہے اور اُس کا نشان ڈھونڈتا ہے

در میانِ صد گرسنہ گردۂ — پیشِ صد سگ گربۂ پژمردۂ

سَو بھوکوں میں ایک روٹی — مری بلی سَو کتوں کے سامنے

گفت گیرم کز تو ظلماً بستدند — قاصدِ خونِ منِ مسکیں شدند

(صوفی نے) کہا مانتا ہوں تجھ سے وہ ظلماً چھین کر لے گئے — مجھ غریب کے خون کے درپے ہوئے

تو نیائی و نگوئی مر مرا — کاں خرت را می برند اے بینوا

تو نہیں آتا اور مجھ سے نہیں کہتا ہے — کہ اے مفلس! وہ تیرا گدھا لئے جا رہے ہیں

تا خر از ہر کہ برد من واخرم[3] — ورنہ توزیعے کنند ایشاں زرم

تاکہ جس نے گدھا لیا میں اس سے واپس لیتا — ورنہ وہ چندہ کر کے میری قیمت دیدیتے

صد تدارک بود چوں حاضر بدند — ایں زماں ہر یک باقلیمے شدند

جب وہ تھے تو سَو بندوبست ہو سکتے تھے — اب تو ہر ایک، ایک ملک کو روانہ ہو گیا

من کرا گیرم کرا قاضی برم — ایں قضا خود از تو بر آمد سرم

میں کس کو پکڑوں؟ کس کو قاضی کے پاس لیجاؤں؟ — یہ مصیبت تیری وجہ سے میرے سر پر آئی ہے

چوں نیائی و نگوئی کاے غریب — پیش آمد ایں چنیں ظلمِ مہیب

تو کیوں نہ آیا اور نہیں کہا کہ اے بے وطن! — ایسا خوفناک ظلم پیش آیا ہے

گفت واللہ آمدم من بارہا — تا ترا واقف کنم زیں کارہا

(خادم نے) کہا، خدا کی قسم میں کئی بار آیا — تاکہ تجھے اِن کارناموں سے واقف کردوں

تو ہمی گفتی کہ خر رفت اے پسر — از ہمہ گویندگاں باذوق تر

تو کہتا تھا اے بیٹا! گدھا چلا گیا — سب کہنے والوں سے زیادہ ذوق سے

---

۱ گفت۔ حدیث میں ہے۔ عَلَی الْیَدِ مَا اَخَذَتْ "ہاتھ جو کچھ لے اُس کا ادا کرنا ضروری ہے"۔ ورنہ، یعنی ور بہ راضی۔ مغلوب۔ عاجز۔ بیم جان۔ جان کا خوف۔

۲ جگر بند۔ جگر، پھیپھڑے اور دل کا مجموعہ۔ گربگان۔ گربہ کی جمع یعنی بھوکے صوفی۔ گرسنہ۔ بھوکا۔ گردہ۔ روٹی، بہیلی، خیمہ۔ گیرم۔ میں مانتا ہوں۔

۳ واخرم۔ میں لوٹا لیتا۔ توزیع۔ تقسیم، چندہ۔ زر یعنی گدھے کی قیمت۔ تدارک۔ فوت شدہ چیز کو حاصل کر لینا۔ اقلیم۔ ملک، ولایت۔ قضا۔ مصیبت یعنی گدھے کا بک جانا۔ غریب۔ مسافر، بے وطن۔ مہیب۔ خوفناک۔ کارہا یعنی صوفیوں کے کارنامے۔ باذوق تر یعنی دوسرے صوفیوں سے بھی زیادہ ذوق سے کہتا تھا۔

باز می گشتم کہ اُو خود واقف ست ۔۔۔ زیں قضا راضیست مردِ عارف[1] ست

میں واپس ہوجاتا تھا کہ وہ تو واقف ہے ۔۔۔ اِس مصیبت پر راضی ہے، عارف انسان ہے

گفت آنرا جملہ می گفتند خوش ۔۔۔ مر مرا ہم ذوق آمد گفتنش

(صوفی نے) کہا وہ سب اُسکو ذوق سے گارہے تھے ۔۔۔ اُن کے کہنے سے میرے اندر بھی ذوق پیدا ہوگیا

مر مرا تقلیدِ شاں بر باد داد ۔۔۔ کہ دو صد لعنت برآں تقلید باد

مجھے اُن کی تقلید نے برباد کیا ۔۔۔ ایسی تقلید پر دو سو لعنتیں ہوں

خاصہ تقلیدِ چنیں بے حاصلاں ۔۔۔ کابرو را ریختند از بہرِ ناں

خصوصاً ایسے بیہودہ لوگوں کی تقلید ۔۔۔ جنھوں نے روٹی کی خاطر آبرو لُٹا دی

عکسِ ذوقِ آں جماعت میزدے ۔۔۔ ویں دلم از عکس ذوقیں می شدے

اُس جماعت کے ذوق کا عکس پڑرہا تھا ۔۔۔ میرا دل عکس سے صاحبِ ذوق بن رہا تھا

عکس چنداں باید از یارانِ خوش ۔۔۔ کہ شوی از بحرِ بے عکس[2] آب کش

اچھے دوستوں کا عکس اس قدر درکار ہے ۔۔۔ کہ تو بے عکس سمندر سے سیراب ہو

عکس کاوّل زد تو آں تقلید داں ۔۔۔ چوں پیاپے شد بود تحقیق آں

شروع میں جو عکس پڑے تو اُس کو تقلید سمجھ ۔۔۔ جب پے در پے ہو تو وہ تحقیق ہوگی

تا نشد تحقیق از یاراں مبُر ۔۔۔ از صدف مگسل نگشتہ قطرہ دُر

جبتک تحقیق (کا درجہ حاصل) نہ ہو دوستوں سے نہ کٹ ۔۔۔ جب تک قطرہ موتی نہ بنے سیپ سے جُدا نہ ہو

صاف خواہی چشمِ عقل و سمع را ۔۔۔ بر دراں تو پردہائے طمع را

اگر تو عقل کی آنکھ اور کان کو صاف رکھنا چاہتا ہے ۔۔۔ تو لالچ کے ۔۔۔۔ پردوں کو چاک کردے

زانکہ[3] آں تقلیدِ صوفی از طمع ۔۔۔ عقلِ اُو بر بست از نور و لمع

اسلئے کہ لالچ کی وجہ سے اُس صوفی کی تقلید نے ۔۔۔ اُس کی عقل کو نور اور چمک سے روکدیا

زانکہ صوفی را طمع بُردش ز راہ ۔۔۔ ماند در خسران و شد کارش تباہ

کیونکہ صوفی کو لالچ نے گمراہ کیا ۔۔۔ ٹوٹے میں پڑا اور اُس کا کام برباد ہوگیا

طمعِ لوت و طمعِ آں ذوقِ سماع ۔۔۔ مانع آمد عقلِ اُو را ز اطلاع

مزیدار کھانے کا لالچ اور سماع کے ذوق کا لالچ ۔۔۔ اُس کی عقل کے لئے باخبر ہونے سے مانع بنگیا

گر طمع در آئینہ برخاستے ۔۔۔ در نفاق آں آئینہ چوں ماستے

لالچ، اگر آئینہ میں پیدا ہوجائے ۔۔۔ نفاق میں وہ آئینہ بھی ہم جیسا ہوجائے

---

[1] مردِ عارف۔ باخدا انسان۔ تقلید۔ یعنی اندھا دھند بغیر سوچے سمجھے پیروی کرنا۔ بہرِ ناں۔ یعنی شکم پُری کے لئے اُن صوفیوں نے خیانت کی۔ عکس۔ یعنی اُن لوگوں کے ذوق نے میرے اندر بھی ذوق پیدا کردیا۔ یارانِ خوش۔ اچھے دوست یعنی مُرشدینِ کاملین۔ یہ اچھی تقلید کا بیان ہے۔

[2] بحرِ بے عکس۔ ذاتِ ہمتا، اللہ تعالیٰ۔ عکس کاوّل۔ سالک ابتداءً مرشدِ کامل کی تقلید کرتا ہے اور کمال حاصل ہوجانے پر یہ مُقلد محقق بن جاتا ہے۔ مبُر۔ منقطع نہ ہو تاکہ وہ شیخِ کامل تربیت کرتا رہے۔ صدف۔ سیپ یعنی شیخ۔ دُر۔ موتی۔ صاف خواہی۔ شیخ سے مستفیض ہونے کے لئے بُرے اخلاق کا ترک ضروری ہے۔

[3] زانکہ۔ اس لئے کہ۔ طمع۔ لالچ۔ لمع۔ چمک۔ ز اطلاع۔ یعنی صوفیوں کی سازش کی خبر۔ آئینہ۔ آئینہ حقیقتِ حال کو صحیح طور پر واضح کردیتا ہے۔ لہٰذا وہ صاف گوئی میں ضرب المثل ہے۔

گر ترازو را طمع بودے بمال
اگر ترازو کو مال کا لالچ ہوتا

راست کے گفتے ترازو وصفِ حال
(تو) ترازو سچی حالت کب بتاتی؟

گفت گیرم از طمع قاروں شوی
(ترازو نے) کہا میں مانتی ہوں لالچ سے تو قارون بنجائیگا

آخر الامر اندریں ہاموں شوی
انجام کار اسی جنگل (قبرستان) میں پہنچے گا

ہر نبی می گفت با قوم از صفا
ہر نبی اپنی قوم سے اخلاص سے کہتا تھا

من نخواہم مزدِ پیغام از شما
میں تم سے پیغام (دہی) کی مزدوری نہیں چاہتا ہوں

من دلیلم حق شمارا مشتری
میں راہ نما ہوں اور تمہارا خریدار اللہ (تعالیٰ) ہے

داد حق دلّالیم ہر دو سری
اللہ (تعالیٰ) نے مجھے دونوں طرف کی دلّالی دیدی ہے

ہست مزدِ کار مر دلّال را
ہر دلّال کی کام اجرت ہوتی ہے

مزد باید داد تا گوید سزا
اُجرت دیدینی چاہیئے تاکہ وہ ٹھیک بات کہے

چیست مزدِ کارِ من دیدارِ یار
میرے کام کی اُجرت کیا ہے؟ یار کا دیدار

گرچہ خود بوبکر بخشد چل ہزار
اگرچہ ابوبکرؓ خود چالیس ہزار دے دیں

چل ہزارِ او نباشد مزدِ من
اُن کے چالیس ہزار میری مزدوری نہیں ہوسکتے

کے بود شبہ شبہ درِّ عدن
پوتھ، عدن کے موتی کی طرح کب ہوتا ہے؟

یک حکایت گویمت بشنو بہوش
میں تجھے ایک قصہ سناتا ہوں ہوش سے سن لے

تا بدانی کیں طمع شد بندِ گوش
تاکہ تو سمجھ جائے کہ یہ لالچ کان کی ڈاٹ ہے

ہر کرا باشد طمع الکن شود
جس میں لالچ ہوتا ہے وہ گونگا ہوجاتا ہے

با طمع کے چشمِ دل روشن شود
لالچ کے ہوتے ہوئے دل کی آنکھ کب روشن ہوتی ہے

پیشِ چشمِ او خیالِ جاہ و زر
اُس کی آنکھ کے سامنے رتبے اور مال کا خیال

ہمچناں باشد کہ موئی اندر بصر
ایسا ہوتا ہے کہ جیسا کہ آنکھ میں بال

جز مگر مستے کہ از حق پر بود
ہاں سوائے اُس مست کے کہ جو حق سے بھرا ہو

گرچہ بدہی گنجہا او حر بود
اگرچہ تو اُس کو خزانے بخشدے وہ آزاد ہوتا ہے

ہر کہ از دیدار برخوردار شد
جو دیدارِ (خداوندی) سے بہرہ ور ہوگیا

ایں جہاں در چشمِ او مردار شد
یہ دنیا اُس کی نظر میں مُردار ہوگئی

لیک آں صوفی زمستی دور بود
لیکن وہ صوفی مستی سے دُور تھا

لاجرم از حرصِ خود بے نور بود
لامحالہ اپنے لالچ کی وجہ سے بے نور تھا

لہ ترازو - ترازو بھی کم و بیش کو صحیح صحیح بتادیتی ہے۔ قارون - حضرت موسیٰؑ کے زمانہ کا مشہور مالدار بخیل ہے۔ ہاموں - جنگل یعنی قبرستان جہاں مالدار اور فقیر یکساں ہیں۔ ہر نبی - حضرت نوحؑ، حضرت ہودؑ وغیرہ سب نے قوم سے یہی کہا تھا۔ دلیل - راستہ بتانے والا۔ دلّال۔ مشتری - خریدار۔ ہر دو سری - دونوں جانب، دلّال دونوں جانب سے دلّالی وصول کرتا ہے۔ سزا - مناسب، دلّال کو دلّالی ملجاتی ہے تو ٹھکانے کی بات کرتا ہے۔

لہ من - یعنی پیغمبر آنحضورؐ نے فرمایا۔ بوبکر - حضرت ابوبکرؓ نے آنحضورؐ پر اپنی تمام دولت صرف کرڈالی۔ بعض روایات میں ہے کہ جس وقت وہ مسلمان ہوئے اُن کی ملکیت میں چالیس ہزار دینار تھے۔ شبہ - شین کے زیر کے ساتھ یعنی مثل اور شین کے زبر کے ساتھ یعنی پوتھ۔

لہ بندِ گوش - یعنی لالچ میں پڑکر انسان کسی نصیحت کو قبول نہیں کرتا ہے۔ الکن - ہکلا یعنی لالچی آدمی صحیح بات کہنے پر قادر نہیں رہتا۔ چشم - مال و جاہ کا لالچ انسان کو بے بصیرت بنادیتا ہے۔ حر بود - جو حق کا مست ہے وہ آزاد ہوتا ہے کسی کا بے جا دباؤ قبول نہیں کرتا ہے۔ ایں جہاں - دنیا۔ مردار - حدیث شریف میں ہے دنیا مردار ہے اُس کے

صد حکایت بشنود مدہوشِ حرص — در نیاید نکتۂ در گوشِ حرص

حرص سے مدہوش سَو قصے سنتا ہے — لیکن حرص کے کان میں ایک نکتہ بھی نہیں آتا ہے

تعریف[1] کردنِ منادیانِ قاضی مفلس را گردِ شہر

قاضی کے اعلانچیوں کی شہر کے چاروں طرف ایک مفلس کی تشہیر کرنا

بود شخصے مفلسے بے خان و مان — ماند در زندان و بندِ بے اماں

ایک شخص مفلس اور خانہ خراب تھا — جو قید خانہ اور بے اماں قید میں تھا

لقمۂ زندانیاں خوردے گزاف — بر دلِ خلق از طمع چوں کوہِ قاف

خواہ مخواہ قیدیوں کا کھانا کھا جاتا — لالچ کی وجہ سے وہ لوگوں کے دلوں پر کوہِ قاف کی طرح (بھاری) تھا

زہرہ نے کس را کہ او لقمہ خورد — زانکہ آں لقمہ رُبا چابک بَرد

کسی کا پتہ نہ تھا کہ وہ لقمہ کھائے — کیونکہ وہ لقمہ اُچک لینے والا فوراً (اُڑا) لے جائے گا

ہر کہ دور از رحمتِ رحماں بود — او گدا چشم ست گر سلطاں بود

جو رحمان کی رحمت سے دُور ہو — اگرچہ وہ بادشاہ ہو اُسکی آنکھ بھکاری کی ہے

مر مروّت را نہادہ زیرِ پا — گشت زندان دوزخے زاں ناں رُبا

اُس نے مروّت کو پامال کر رکھا تھا — اُس روٹی اُچکے سے قید خانہ دوزخ بن گیا تھا

گر گریزی بر امیدِ راحتے — زاں طرف ہم پیشت آید آفتے

اگر تو راحت کی تمنا میں بھاگے گا — اُس طرف سے بھی تیرے سامنے کوئی مصیبت آئیگی

ہیچ کنجے بے دد[2] و بے دام نیست — جز بخلوتگاہِ حق آرام نیست

کوئی گوشہ درندے اور چرندے کے بغیر نہیں ہے — حق کی خلوت گاہ کے سوا کہیں راحت نہیں ہے

کنجِ زندانِ جہانِ ناگزیر — نیست بے پامزد و بے دق الحصیر

دنیا کے جبری قید خانہ کا گوشہ — محنت اور بھاگ دوڑ سے خالی نہیں ہے

واللہ ار سوراخِ موشے در روی — مبتلائے گربہ چنگالے شوی

خدا کی قسم اگر تو کسی چوہے کے سوراخ میں گھسے گا — کسی بلی کے پنجے میں پھنسے گا

آدمی[3] را فربہی ہست از خیال — گر خیالاتش بود صاحب جمال

خیالات کی وجہ سے آدمی کی فربہی ہے — اگر اُس کے تصورات حسین ہوں

ور خیالاتش نماید ناخوشے — می گدازد ہمچو موم از آتشے

اگر اُس کے خیالات ناخوشگواری ظاہر کریں — آگ (پر) کے موم کی طرح پگھل جائے گا

[1] تعریف کردن۔ تشہیر کرنا۔ خان و مان۔ خان، خانہ مان گھر سامان، یعنی بے گھر بے در۔ گزاف۔ بیہودہ۔ کوہِ قاف۔ ایران کا مشہور پہاڑ ہے۔ زہرہ۔ پِتّا۔ چابک۔ تیزی، جلدی۔ گدا چشم۔ فقیر کی آنکھ والا، لالچی۔

[2] دد۔ درندہ۔ دام۔ چرندہ۔ زندانِ جہاں۔ پہلے رسمی قید خانہ کے مصائب کا ذکر تھا اب دنیا جو ایک مومن کا قید خانہ ہے اُسکے مصائب کا ذکر ہے۔ ناگزیر۔ دنیوی زندگی میں اِس جہان سے چھٹکارا نہیں ہے۔ پامزد۔ محنت، فرد وری۔ دق الحصیر۔ دق، کوٹنا حصیر بوریا، جم کر بیٹھنے اور مشقت کا کام کرنے سے نیچے کا بوریا جلد ٹوٹ جاتا ہے۔ لہٰذا اس کے معنی محنت مشقت لے آتے ہیں۔

[3] آدمی۔ پہلے اشعار میں انسان کے خارجی مصائب میں مبتلا ہونے کا بیان تھا۔ اب اِن اشعار میں اُن مصائب کا ذکر ہے جن کے اسباب خود انسان کے اندر ہیں۔ صاحب جمال۔ اچھے خیالات انسان کی ترو تازگی کا سبب ہیں۔ ناخوشے۔ اگر انسانی خیالات کوئی ناخوشگوار تصور بندھا دیتے ہیں تو انسان موم کی طرح پگھل جاتا ہے۔

درمیانِ[1] مار و کژدم گر ترا
اگر تجھے سانپ اور بچھوؤں کے درمیان

با خیالاتِ خوشاں دارد خدا
عمدہ تصورات کے ساتھ خدا رکھے

مار و کژدم مر ترا مونس شود
سانپ بچھو تیرے غم خوار ہو جائیں گے

کاں خیالات کیمیائے مس شود
کیونکہ تیرے وہ خیالات تانبے کیلئے کیمیا ہو جائینگے

صبر شیریں از خیالِ خوش شدست
اچھے خیال سے صبر، شیریں بنا ہے

کاں خیالاتِ فرح پیش آمدست
کیونکہ وہ خوشی کے خیالات پیش آئے ہیں

آں فرح آید ز ایماں در ضمیر
دل میں خوشی، ایمان سے آتی ہے

ضعفِ ایماں نا امیدی و زحیر
ایمان کی کمزوری ناامیدی اور ناخوشی ہے

صبر از ایماں بیابد سر کلہ
صبر نے ایمان کا تاج پہنا ہے

حَیْثُ لَا صَبْرَ فَلَا اِیْمَانَ لَهٗ
جس کو صبر (نصیب) نہیں اُس کا ایمان نہیں ہے

گفت پیغمبر خدا اش ایماں نداد (صلی اللہ علیہ وسلم)
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا خدا نے اسکو ایمان نہیں دیا

ہر کرا صبرے نباشد در نہاد
جس کی فطرت میں صبر (کرنا) نہ ہو

آں یکے[2] در چشمِ تو باشد چو مار
ایک شخص تیری نظر میں سانپ ہوتا ہے

ہم وے اندر چشمِ آں دیگر نگار
وہی دوسرے کی نظر میں محبوب ہوتا ہے

زانکہ در چشمت خیالِ کفرِ اوست
اس لئے کہ تیری نظر میں اُس کے کفر کا خیال ہے

واں خیالِ مومنی در چشمِ دوست
دوست کی نگاہ میں اُس کے (مومن ہونے کا) خیال ہے

کاندریں[3] یک شخص فعلِ ہر دو ہست
ایک شخص میں دونوں کے کارنامے ہیں

گاہ ماہی باشد او گاہے شست
کبھی وہ مچھلی ہوتا ہے کبھی مچھلی (پکڑنے) کا کانٹا

نیمِ او مومن بود نیمیش گبر
اُس کا نصف مومن ہوتا ہے، نصف کافر

نیمِ او حرص آوری نیمیش صبر
اُس کا نصف حرص پسندی، نصف صبر ہوتا ہے

گفت یزدانت فَمِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ
تیرے خدا نے فرمایا ہے پس تم میں سے مومن ہیں

باز مِنْکُمْ کَافِرٌ گبرِ کہن
پھر فرمایا، تم میں سے کافر ہیں پُرانے کافر

ہمچو گاوے نیمہ جلدش سیاہ
اُس بیل کی طرح جس کی آدھی کھال کالی ہے

نیمہ دیگر سپید و ہمچو ماہ
اور دوسری آدھی چاند کی طرح سفید ہے

ہر کہ ایں نیمہ بہ بیند رد کند
جو اس آدھے کو دیکھتا ہے اُس کو ٹھکرا دیتا ہے

ہر کہ آں نیمہ بہ بیند کد کند
جو اُس آدھے کو دیکھتا ہے (خریداری کی) کوشش کرتا ہے

لہ درمیانِ مار۔ انسان اچھے خیالات کی بنا پر دشمنوں میں بھی راحت سے زندگی گزار لیتا ہے۔ مس یعنی اچھے خیالات دشمنوں کو دوست بنا دیتے ہیں۔ خیالِ خوش۔ یعنی صبر کے ثواب کا خیال۔ فرح۔ خوشی۔ ز ایماں۔ مومن کا ایمان ہوتا ہے کہ صبر کا ثواب ملے گا۔ سر کلہ۔ کلاہِ سر۔ نداد۔ حدیث شریف میں ہے صبر ایمان کا ایک حصہ ہے۔ ضمیر۔ دل۔ زحیر۔ پیچش، ناخوشی۔

٢ہ آں یکے۔ خیالات جس طرح اثرات کے اعتبار سے مختلف ہیں اسی طرح اپنی ذات کے اعتبار سے بھی مختلف ہیں، ایک ہی انسان کے بارے میں ایک انسان کا خیال ہوتا ہے کہ وہ ڈسنے والا سانپ ہے دوسرا اُس کو اپنا دوست خیال کرتا ہے۔

زانکہ۔ سانپ سمجھنے والے کی نظر میں اُس کی برائیاں ہیں دوست سمجھنے والے کے خیال میں اُس کی بھلائیاں ہیں۔

٣ہ کاندریں۔ ہر شخص میں نفس الامر میں بُرے اور بھلے اخلاق ہوتے ہیں۔ شست۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ نیمِ او۔ ہر انسان میں کافرانہ صفات بھی ہوتی ہیں، مومنانہ صفات بھی۔ ہمچو گاوے۔ انسان کی مثال چتکبرے بیل کی طرح ہے۔ ہمچو۔ ایں نیمہ یعنی کالا حصہ۔ آں نیمہ۔ یعنی سفید حصہ۔

از جمالِ یوسفؑ[1] اخواں بس نفور — لیک اندر دیدۂ یعقوبؑ نور

یوسف (علیہ السلام) کے حُسن سے بھائی سخت متنفّر — لیکن وہ یعقوب (علیہ السلام) کے نورِ چشم تھے

از خیالِ بد مر اُو را زِشت دید — چشمِ فرع و چشمِ اصلی ناپدید

(بھائیوں نے) بُرے خیال کی وجہ سے اُنکو بدشکل دیکھا — (اُنکی) فرعی آنکھ تھی اور اصلی آنکھ ناپید تھی

چشمِ ظاہر سایۂ آں چشم داں — ہر کہ آں بیند بگردد ایں بداں

ظاہری آنکھ کو اُس آنکھ کا پرتو سمجھ — جو وہ (دل کی آنکھ) دیکھے گی یہ اِسی طرف گھوم جائیگی

سایۂ اصل ست فرع امّا کجا — سایہ با خورشید دارد پا بجا

فرع، اصل کا سایہ ہے، لیکن کہاں — ٹھہرتا ہے سایہ سورج کے سامنے؟

تو مکانی[2] اصلِ تو در لامکاں — ایں دکاں بر بند و بکشا آں دکاں

تو مکانی ہے، تیری اصل لامکان میں ہے — یہ دکان بند کردے وہ دکان کھول لے

شش جہت مگریز زیرا در جہات — ششدرست و ششدرہ مات ست مات

چاروں طرف بھاگ اِس لئے کہ تمام جانبوں میں — پھنساؤ کی جگہ ہے اور پھنساؤ والے کیلئے ہار ہی ہار ہے

ایں سخن را نیست حد، زندانیاں — مُضطر اند از دستِ آں خر قلتباں

اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے، قیدی — اُس دیّوث، گدھے سے پریشان ہیں

شکایت کردنِ اہلِ زنداں پیشِ وکیلِ قاضی از دستِ آں مفلس

قیدیوں کا اُس مُفلس کی قاضی کے وکیل سے شکایت کرنا

با وکیلِ قاضیِ ادراک مند — اہلِ زنداں در شکایت آمدند

عقلمند، قاضی کے وکیل سے — قیدی شکایت کرنے لگے

کہ سلامِ ما بقاضی بر[3] کنوں — باز گو آزارِ ما زیں مردِ دوں

کہ اب ہمارا سلام قاضی کو پہنچا — پھر اُس کمینہ انسان سے جو تکلیف ہمیں پہنچ رہی ہے وہ

کاندریں زنداں بماند او مُستمر — یاوہ تاز و طبل خوارست و مُضر

وہ ہمیشہ اِس قیدخانہ میں رہتا ہے — فضول گشت کرنے والا، پُرخور اور تکلیف دہ ہے

مردِ زندانی نیابد لقمۂ — ور بصد حیلت کشاید طُعمۂ

قیدی کو (اوّل تو) روٹی ملتی نہیں ہے — اگر سَو تدبیروں سے وہ کھانا کھولتا ہے

در زماں پیش آید آں دوزخ گلو — حُجّتش اینکہ خدا گفتہ کُلُو

وہ جہنم (جیسے) حلق والا فوراً آجاتا ہے — اُس کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ خدا نے فرمایا ہے کھاؤ

---

[1] یوسفؑ۔ اپنے باپ حضرت یعقوبؑ کے نورِ نظر تھے اور اُنکو اُن کے بھائی بُرا سمجھتے تھے۔ از خیال۔ چونکہ اُن کے بھائیوں کے خیالات بُرے تھے اُن کو یوسفؑ بُرے نظر آئے۔ چشمِ اصلی۔ دل کی آنکھ۔ چشمِ ظاہر۔ جسم کی آنکھ۔ آں چشم۔ دل کی آنکھ۔ ہر کہ۔ جسمانی آنکھ، دل کی آنکھ کے تابع ہے۔ اصل یعنی دل کی آنکھ۔ فرع یعنی جسمانی آنکھ۔

[2] تو مکانی۔ انسان میں اصل روح ہے اور اُس کا مسکن عالمِ بالا ہے لہٰذا انسان کو عالمِ ارواح کے کاروبار میں لگنا چاہیئے۔ شش جہت۔ چھ جانبیں، دائیں، بائیں، آگے، پیچھے، اوپر، نیچے۔ ششدر۔ وہ جگہ جس سے رہائی مشکل ہو، وہ چھ خانے جس میں نرد کا مہرہ پھنس کر مشکل سے بچتا ہے۔ ششدرہ۔ نرد کا وہ مہرہ جو ششدر میں پھنس جائے۔ مات۔ شاہِ شطرنج کا گرفتار ہوجانا جس کی وجہ سے بازی میں ہار ہوجاتی ہے۔

[3] بر۔ بُردن سے امر کا صیغہ ہے۔ آزار۔ تکلیف۔ دوں۔ کمینہ۔ مستمر۔ ہمیشہ۔ یاوہ تاز۔ بیکار پھرنے والا، آوارہ گرد۔ طبل خوار۔ کھا کر پیٹ کو ڈھول کی طرح بنا لینے والا۔ طعمہ۔ خوراک۔ دوزخ گلو۔ وہ شخص جس کا گلا ہر وقت کھانا مانگے۔ کلوا۔ تم کھاؤ۔

چوں مگس حاضر شود بر ہر طعام
ہر کھانے پر مکھی کی طرح گرتا ہے
از وقاحت[۱] بے صلاح و بے سلام
بے شرمی سے بغیر بلائے اور بغیر سلام کے

پیشِ او ہیچست لوتِ شصت کس
اُس کے لئے ساٹھ آدمیوں کا کھانا کچھ بھی نہیں ہے
کر کند خود را اگر گوئیش بس
اگر اُس کو بس کہو تو اپنے آپ کو بہرا بنا لیتا ہے

زیں چنیں قحطِ سہ سالہ داد داد
اِس تین سال قحط سے فریاد ہے، فریاد ہے
ظلِّ مولانا ابد پاینده باد
جناب کا سایہ ہمیشہ قائم رہے

گو ز زنداں تا رود ایں گاومیش
حکم دیدیجئے کہ یہ بھینسا قید خانہ سے چلا جائے
یا وظیفہ کن ز وقفے لقمہ ایش
یا اُس کے کھانے کا کسی وقف سے وظیفہ مقرر کر دیجئے

اے ز تو خوش ہم ذکور[۲] و ہم اناث
اے وہ کہ تجھ سے سب مرد و زن راضی ہیں!
داد کن اَلمُستَغاث اَلمُستَغاث
انصاف کیجئے اَلمدد اَلمدد

سوئے قاضی شد وکیلِ با نمک
خوش مزاج وکیل، قاضی کے پاس گیا
گفت با قاضی شکایت یک بیک
ایک ایک کر کے قاضی سے شکایتیں کر دیں

خواند از زنداں ورا قاضی بہ پیش
قاضی نے اُس کو قید خانہ سے (اپنے) سامنے بلایا
پس تفحص کرد از اعیانِ خویش
اور اپنے لوگوں سے تحقیق کی

گشت ثابت پیشِ قاضی آں ہمہ
وہ سب کچھ قاضی کے سامنے ثابت ہو گیا
کہ نمودند از شکایت آں رمہ
جو شکایت میں اُس جماعت نے ظاہر کیا تھا

گفت قاضی خیز زیں زنداں برو
قاضی نے کہا، اُٹھ اس قید خانہ سے چلا جا
سوئے خانہ مُردہ[۳] ریگِ خویش شو
اپنے موروثی گھر کی جانب (روانہ) ہو

گفت خان و مانِ من احسانِ تست
اُس نے کہا میرا گھر بار تو تیرا احسان ہے
ہمچو کافر جنّتم زندانِ تست
کافر کی طرح میری جنت تیرا قید خانہ ہے

گر ز زندانم برانی تو بَرَد
اگر تو دھکے دے کر مجھے قید خانہ سے نکال دیگا
خود بمیرم من ز درویشی و کد
میں مفلسی اور مشقت سے مر جاؤں گا

ہمچو ابلیسے کہ می گفت اے سلام
شیطان کی طرح کہ کہتا تھا اے خدا!
رَبِّ اَنْظِرْنِی اِلٰی یَوْمِ الْقِیَام
مجھے قیامت تک مہلت دیدے

کاندریں زندانِ دنیا من خوشم
کہ اِس دنیا کے قید خانہ میں مَیں خوش ہوں
تا کہ دشمن زادگاں را می کشم
تا کہ دشمن کی اولاد کو ہلاک کروں

---

[۱] وقاحت۔ بے شرمی۔ صلاح۔ نیکی، کھانے کیلئے بلانا۔ کر کند یعنی اگر اُسے کھانا کھانے سے روکو تو بہرا بن جاتا ہے۔ قحطِ سہ سالہ۔ وہ پیٹو شاید تین سال سے جیل خانہ میں تھا۔ گاومیش بھینس۔

[۲] ذکور۔ ذکر کی جمع، مرد۔ اناث۔ اُنثیٰ کی جمع، عورت۔ اَلمُستَغاث۔ وہ شخص جس سے مدد مانگی جائے۔ بانمک۔ خوش مزاج، بامذاق۔ یک بیک۔ ایک ایک۔ تفحص۔ جستجو۔ اعیان۔ سردار۔ رمہ۔ جماعت، گروہ۔

[۳] مُردہ ریگ۔ موروثی چیز۔ ہمچو۔ حدیث میں ہے "دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے"۔ کد۔ محنت مشقت۔ ربّ۔ قرآن پاک میں شیطان کا مقولہ مذکور ہے "اے میرے پروردگار مجھے روزِ قیامت تک مہلت دے"۔ دشمن زادگان۔ بنی آدم، حضرت آدمؑ سے شیطان کی دشمنی ہے۔

ہر کہ اُو را قُوتِ[۱] ایمانے بود
جس کے پاس ایمان کی روزی ہو
وز برائے زادِ رہ نانے بود
اور توشہ کے لئے روٹی ہو

می ستانم گہ بمکر و گہ بریو
(اُس سے) کبھی مکر سے کبھی دھوکے سے چھین لونگا
تا بر آرند از پشیمانی غریو
تاکہ شرمندگی سے چیخنے لگے

گہ بدرویشی کنُم تہدیدِ شاں
کبھی اُن کو افلاس سے ڈراؤں
گہ بزلف و خال بندم دیدِ شاں
کبھی اُن کی نگاہ زُلف اور تل میں پھنساؤں

قُوتِ[۲] ایمانی دریں زنداں کم ست
اِس قید خانہ میں ایمان کی روزی کم ہے
وانکہ ہست از قصدِ ایں سگ در خم ست
جو ہے وہ اِس کتے کی وجہ سے پیچ و خم میں ہے

از نماز و صوم و صد بیچارگی
نماز اور روزہ اور سَو قسم کے عجز سے
قُوتِ ذوق آید بُرد یکبارگی
ذوق میسّر آتا ہے، جس کو وہ ایکدم لے بھاگتا ہے

اَسْتَعِیْنُ اللہَ مِنْ شَیْطَانِہٖ
میں اللہ سے اُس کے شیطان سے پناہ چاہتا ہوں
قَدْ ھَلَکْنَا آہ مِنْ طُغْیَانِہٖ
آہ، ہم اِس کی سرکشی سے ہلاک ہوگئے ہیں

یک سگ ست و در ہزاراں می رود
ایک کتا ہے اور ہزاروں میں گھس جاتا ہے
ہر کہ در وے رفت اُو آں می شود
جس میں وہ گھستا ہے وہ وہی بن جاتا ہے

ہر کہ[۳] سردت کرد میداں کو درست
جو تجھے (اللہ کی عبادت میں) سُست بنائے سمجھ لے
دیو پنہاں گشت اندر زیرِ پوست
کھال کے اندر شیطان چھپا ہے

چوں نیابد صورت آید در خیال
جب (اپنی) صورت میں نہ آئے تو تصور میں آجائیگا
تا کشاند آں خیالت در وبال
تاکہ وہ تصور تجھے وبال میں ڈال دے

از خیالاتِ تو می آید بلا
تیرے خیالات سے مصیبت آتی ہے
چوں خیالت فاسد آمد جا بجا
چونکہ تیرا خیال ہر جگہ فاسد ہوتا ہے

گہ خیالِ فرجہ و گاہے دُکاں
کبھی کشادگی کا خیال اور کبھی دُکان (کا خیال)
گہ خیالِ علم و گاہے خان و ماں
کبھی علم کا خیال اور کبھی گھر در (کا خیال)

گہ خیالِ مکسب و سوداگری
کبھی پیشے اور سوداگری کا خیال
گہ خیالِ تاجری و داوری
کبھی تاجر ہونے اور عہدہ کا خیال

گہ خیالِ نقرہ و فرزند و زن
کبھی زر اور اولاد اور بیوی کا خیال
گہ خیالِ بُوالفُضول و بُوالحَزَن
کبھی بکواسی اور غمزدہ کا خیال

۱۔ قُوت۔ خوراک۔ رَاہ۔ یعنی راہِ آخرت۔ نانے۔ یعنی کوئی نیک عمل۔ می ستانم۔ یعنی میں اُس کی زادِ راہ چھین لیتا ہوں۔ رَیو۔ مکر و فریب۔ غریو۔ شور و غل۔ گہ بدرویشی۔ قرآنِ پاک میں ہے "شیطان تمھیں افلاس کے احتمال میں مبتلا کر دیتا ہے اور تم کو بے حیائی کی ترغیب دیتا ہے"

۲۔ قُوت۔ اِس دنیا کے قید خانہ میں مؤمن اور شیطان کی وہی صورت ہے جو دوسرے قیدیوں کی تھی اور اِس پیٹو مفلس کی تھی۔ از نماز۔ عبادات سے جو روزی حاصل ہوتی ہے اُس کو شیطان اُڑا دیتا ہے۔ یک سگ۔ ابلیس ایک ہے اُس کی ذرّیت بہت سے شیاطین ہیں۔ شیطانی اثر سے انسان بھی شیطان بن جاتا ہے۔

۳۔ ہر کہ۔ ہر وہ چیز جو انسان کی عبادت کی سرگرمیوں کو سُرد کردے اُس میں شیطانی اثر سمجھو۔ چوں۔ شیطان کی تباہ کاری کے لئے اُس کا مُجسّم ہو کر سامنے آنا ضروری نہیں ہے وہ انسانی خیالات میں شیطنت ملا دیتا ہے جو تباہی کا سبب بنجاتے ہیں۔ از خیالات۔ انسان کی تباہی اُس کے فاسد خیالات سے ہوتی ہے۔ گہ خیال۔ اِن تمام چیزوں میں فاسد خیالات کی آمیزش تباہی کا سبب ہے۔ بُوالفضول۔ بیہودہ انسان۔ بُوالحزن۔ غمگین۔

گہ خیالِ آشیا[۵۱] و باغ و راغ
کبھی چکی اور باغ اور جنگل کا خیال
گہ خیالِ میغ و ماغ و لیغ و لاغ
کبھی ابر اور کہر اور بدلی اور شوخی کا خیال

گہ خیالِ آشتی و جنگہا
کبھی صلح اور لڑائیوں کا خیال
گہ خیالِ نامہا و ننگہا
کبھی نام آوریوں اور ذلتوں کا خیال

گہ خیالِ کالہ و گاہے قماش
کبھی سامان کا خیال کبھی عمدہ چیزوں کا
گہ خیالِ مفرش و گاہے فراش
کبھی فرش بچھانے کی جگہ کا خیال اور کبھی فرش کا

ہیں بروں کن از سر ایں تخییلہا
خبردار! ان خیالات کو سر سے نکال دے
ہیں برو بِ از دل چنیں بد حیلہا
خبردار! اِن بُری تدبیروں کو دل سے نکال دے

ہاں[۵۲] بگو لاحولہا در ہر زماں
خبردار! ہر وقت لاحول پڑھ
از زباں تنہا نہ بل از عین جاں
صرف زبان ہی سے نہیں بلکہ دل سے

تتمۂ قصۂ آں مفلس
اُس مفلس کے قصہ کا بقیہ

گفت قاضی مفلسی را وانما
قاضی نے کہا، مفلسی کو ثابت کر
گفت اینک اہلِ زندانت گواہ
اُس نے کہا یہ قیدی آپ کے (سامنے) گواہ ہیں

گفت ایشاں متہم[۵۳] باشند چوں
(قاضی نے) کہا وہ متہم ہوں گے کیونکہ
می گریزند از تو می گریند خوں
وہ تجھ سے گریزاں ہیں تیری وجہ خون کے آنسو بہا رہے ہیں

وز تو می خواہند تا ہم وارہند
وہ چاہتے ہیں کہ تجھ سے چھٹکارا حاصل کریں
زیں غرض باطل گواہی می دہند
اس وجہ سے غلط گواہی دیں گے

جملہ اہلِ محکمہ گفتند ما
محکمہ کے سب لوگوں نے کہا کہ ہم
ہم بر ادبار و بر افلاسش گوا
بھی اُس کی نحوست اور مفلسی کے گواہ ہیں

ہر کرا پرسید قاضی حالِ او
قاضی نے جس سے بھی اُس کا حال پوچھا
گفت مولا دست ازیں مفلس بشو
اُس نے کہا جناب! اس سے دستبردار ہو جائیں

گفت قاضی کش بگردانید فاش
قاضی نے کہا اس کو علی الاعلان گھماؤ
گرد شہر ایں مفلس ست و ہم قلاش
شہر کے چاروں طرف کہ یہ مفلس اور کنگال ہے

کو بکو او را منادیہا کنید
کوچہ بکوچہ اُس کے بارے میں اعلانات کر دو
طبلِ افلاسش عیاں جا جا زنید
علی الاعلان اسکے افلاس کا ہر جگہ ڈھول پیٹ دو

[۵۱] آشیا۔ چکی۔ راغ۔ جنگل۔ میغ۔ بادل۔ ماغ۔ کہر، غبار۔ لیغ۔ بدلی۔ لاغ۔ شوخی۔ کالا۔ سامان۔ قماش۔ ریشمین کپڑا، گھر کا ساز و سامان۔ مفرش۔ فرش بچھانے کی جگہ۔

[۵۲] ہاں۔ اِن فاسد خیالات کے دفعیہ کی یہی صورت ہے کہ انسان دل و جان سے لاحول پڑھتا رہے۔ و آنما اگر مفلس کا افلاس ثابت ہو جاتا ہے تو اُس کو قید نہیں رکھا جا سکتا ہے۔ گواہ یعنی قیدی افلاس ثابت کر دینگے۔

[۵۳] متہم۔ اگر گواہی میں گواہ کی غرض ثابت ہو جاتی ہے تو اُس کی گواہی معتبر نہیں رہتی ہے۔ غرض۔ صاحبِ غرض کی گواہی معتبر نہیں ہوتی۔ کش۔ کراش۔ قلاش۔ مفلس، کنگال۔

دہ[1] منادیگر بلند آوازیاں ۔۔۔ تُرک و کُرد و رومیان و تازیاں

دس بلند آواز منادی کرنے والے ۔۔۔ تُرک، اور کُرد، اور رومی، اور عرب

جملگاں آوازہا برداشتہ ۔۔۔ کایں ہمہ تخم جفاہا کاشتہ

سب چیختے تھے ۔۔۔ کہ اس نے سب بدمعاملگیوں کا بیج بویا ہے

مفلس ست و ایں ندارد ہیچ چیز ۔۔۔ تاکس اُو را قرض ندہد یک پشیز

یہ مفلس ہے اس کے پاس کچھ نہیں ہے ۔۔۔ ہرگز اس کو کوئی ایک دمڑی قرض نہ دے

ظاہر و باطن ندارد حبّۂ ۔۔۔ مفلسے قلبے دغائے دبّۂ

کھلا ڈھپا اُس کے پاس ایک حبّہ نہیں ہے ۔۔۔ مفلس ہے کھوٹا ہے دغا باز ہے مٹی کا ڈھیر ہے

بینوائے بدادائے[2] بے وفا ۔۔۔ ناں رُبائے نرگدائے بے حیا

مفلس ہے، نادہند ہے، بے وفا ہے ۔۔۔ روٹی کا اُچکا ہے ننگا بھکاری ہے، بے شرم ہے

ہاں وہاں باُو حریفی کم کنید ۔۔۔ چونکہ گاز آرد گرہ محکم زنید

خبردار! خبردار! اُس کے ساتھ معاملہ نہ کرنا ۔۔۔ چونکہ قینچی رکھتا ہے اسلئے مضبوط گرہ لگالو

ور بحکم آرید ایں پژمردہ را ۔۔۔ من نخواہم کرد زنداں مُردہ را

اس موئے کو اگر تم عدالت میں لاؤ گے ۔۔۔ میں مُردے کو قید نہ کروں گا

خوش دم ست و آں گلوش بس فراخ ۔۔۔ باشعارِ نو دثارِ شاخ شاخ

بت بنا، باتونی، اور اس کا حلق بہت پھیلا ہوا ہے ۔۔۔ اوپر کا لباس نیا ہے اندرونی تار تار ہے

گر بپوشد[3] بہرِ مکر آں جامہ را ۔۔۔ عاریہ است آں تا فریبد عامہ را

اگر مکاری کے لئے وہ کوئی کپڑا پہنے ۔۔۔ وہ مانگا ہوا ہے تاکہ عوام کو فریب دے

حرفِ حکمت بر زبانِ ناحکیم ۔۔۔ حُلّہائے عاریت داں اے سلیم

نادان کی زبان پر دانائی کی بات ۔۔۔ اے عزیز! مانگی ہوئی پوشاک سمجھ

گرچہ دُزدے حُلّۂ پوشیدہ است ۔۔۔ دست تو چوں گیرد آں بریدہ دست

اگرچہ ایک چور نے پوشاک پہن لی ہے ۔۔۔ (مصافحہ میں) وہ تیرا ہاتھ کیسے پکڑے کہ اس کا ہاتھ کٹا ہوا ہے

چوں شبانگہ از شتر آمد بزیر ۔۔۔ کُرد گفتش منزلم دور ست و دیر

رات کو جب وہ (مفلس)، اونٹ سے نیچے اُترا ۔۔۔ کُردی نے اُس سے کہا میرا مکان دور ہے اور دیر ہو گئی ہے

بر نشستی اُشترم را از پگاہ ۔۔۔ جَو رہا کردم کم از اخراجِ کاہ

تو صبح سے میرے اونٹ پر بیٹھا ہے ۔۔۔ جَو میں نے چھوڑے کم از کم گھاس کا خرچہ دے

[1] دہ - دس آدمی مختلف زبانوں میں منادی کر رہے تھے۔ پشیز - تانبے کا سکہ، پیسہ، دھیلا۔ حبّہ - دانہ، رتی بھر چاندی کا سکہ۔ قلب - کھوٹا۔ دبّہ - دال کے زیر کے ساتھ، مٹی کا ڈھیر دال کے ضمہ کے ساتھ ریچھنی۔

[2] بدادا - نادہند، بدمعاملہ۔ نر - ننگا۔ حریفی - معاملہ۔ چونکہ یہ گرہ کٹ ہے، جیب کی حفاظت رکھو۔ حکم یعنی محکمۂ قضا۔ خوش دم - چرب زبان، باتونی۔ شعار - اوپری لباس۔ دثار - اندرونی لباس، یعنی بظاہر بھلا معلوم ہوتا ہے لیکن بباطن بُرا شخص ہے۔

[3] گر بپوشد - مانگ کر اچھا لباس پہن کر لوگوں کو دھوکا دیتا ہے۔ حرفِ حکمت - بیوقوف شخص دانائی کی بات کہتا ہے تو وہ بھی کسی اور کی کہی ہوئی ہوتی ہے۔ گرچہ - چور کا عموماً ہاتھ کٹا ہوا ہوتا ہے اگر وہ چھپانے کے لئے دراز آستین قمیص بھی پہن لے تو مصافحہ کے وقت راز کھل جاتا ہے، یہی بیوقوف کا حال ہے۔ شبانگہ - رات کے وقت۔ آمد - یعنی وہ مفلس اترا۔ پگاہ - صبح۔ رہا کردم - میں نے جو معاف کئے۔

گفت تا اکنوں چہ میکردیم پس
(مفلس نے) کہا ہم نے اب تک کیا کیا ہے؟

ہوشِ تو کو[۵۱] نیست اندر خانہ کس
تیرے ہوش کہاں ہیں ؟ بے وقوف !

چرخ افلاسم شنید اے پُر طمع
اے لالچی! میرے افلاس (کی بات) آسمان نے سُن لی

تو نہ بشنیدی بگوشِ بے لمع
پھوٹے کان سے تو نے نہ سُنی

طبلِ[۵۲] افلاسم بچرخِ سابعہ
میرے افلاس کا ڈھنڈورا ساتویں آسمان تک

رفت و تو نشنیدۂ ایں واقعہ
پہنچ گیا اور تو نے یہ واقعہ نہ سُنا

گوشِ تو پُر بودہ است از طمعِ خام
تیرا کان بیہودہ لالچ سے پُر ہے

پس طمع کر می کند گوش اے غلام
اے لڑکے! لالچ کان کو بہرا بنا دیتا ہے

تا کلوخ و سنگ بشنید ایں بیاں
یہ بیان اینٹ اور پتھر تک نے سُن لیا

مُفلسست و مُفلسست ایں قلتباں
(کہ) یہ دیّوث مُفلس ہے، مُفلس ہے

تا بشب گفتند و در صاحبِ شتر
وہ (منادی کرنیوالے) رات تک کہتے رہے اور اونٹ والے پر اثر نہ کیا کیونکہ وہ لالچ سے بھرپور تھا

بر نزد کو از طمع پُر بود و پُر

ہست بر سمع و بصر مُہرِ خدا
کان اور آنکھ پر خدا کی مُہر ہے

در حُجب بس صورتست و بس صدا
بہت سی صورتیں اور بہت سی آوازیں پردوں میں ہیں

آنچہ[۵۳] اُو خواہد رساند آں بہ چشم
جس کو وہ چاہتا ہے آنکھ تک پہنچا دیتا ہے

از جمال و از کمال و از کرشم
(یعنی) حُسن اور کمال اور کرشمہ (کو)

وانچہ اُو خواہد رساند آں بگوش
جس کو وہ چاہتا ہے کان تک پہنچا دیتا ہے

از سماع و از بشارت و زخروش
(یعنی) قوالی اور خوشخبری اور شور (کو)

گرچہ تو ہستی کنوں غافل ازاں
اگرچہ تو اب اس سے غافل ہے

وقتِ حاجت حق کند آنرا عیاں
ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ اُنکو ظاہر کر دیگا

گفت پیغمبرؐ کہ یزدانِ مجیدؒ
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے

از پئے ہر درد درماں آفرید
ہر درد کا علاج پیدا فرمایا ہے

گرچہ درماں جوئی و گوئی بجاں
اگرچہ تو علاج تلاش کرے اور دل سے کہے

کاے خدا درمانِ کارِ من رساں
کہ اے خدا میرے کام کا علاج کر دے!

لیک زاں درماں نبینی رنگ و بو
لیکن تو اس علاج کا رنگ و بو نہیں دیکھے گا

بہرِ دردِ خویش بے فرمانِ اُو
اُس کے حکم کے بغیر اپنے درد کے لئے

---

۵۱ کو۔ کجا۔ نیست اندر خانہ کس۔ گھر میں کوئی لائق آدمی نہیں ہے، یہ محاورہ اُس شخص کے لئے بولا جاتا ہے جس پر کوئی نصیحت اثر نہ کرے۔ چرخ۔ آسمان۔ لمع۔ نور، روشنی، قوتِ سماعت مراد ہے۔

۵۲ طبل۔ ڈھول۔ سابعہ۔ ساتواں۔ طمعِ خام۔ بیہودہ لالچ۔ کر۔ بہرا۔ قلتبان۔ دیّوث، بھڑوا۔ حُجب۔ حجاب کی جمع ہے، پردہ۔ بس۔ بہت۔

۵۳ آنچہ۔ تمام تاثیرات اللہ تعالیٰ کی اجازت پر موقوف ہیں۔ کرشم۔ ناز و انداز۔ بگوش۔ آنکھ، کان وغیرہ اپنا کام جب کرتے ہیں جب خدا چاہتا ہے۔ وقت۔ قیامت کے روز سب باتیں عیاں ہو جائیں گی۔ درماں آفرید۔ حدیث شریف میں ہے خدا نے جو بیماری پیدا کی ہے اُس کی دوا بھی پیدا کی ہے، لہٰذا حق و باطل میں امتیاز نہ کر سکنے کے مرض کی بھی دوا ضرور ہے۔ لیکن۔ اِس مرض کی دوا بھی بتائیدِ خداوندی حاصل ہو سکے گی۔

چشم را اے چارہ جو در لامکاں[1] — ہیں بنہ چوں چشم کشتہ سوئے جاں

اے علاج کی جستجو کرنیوالے! آنکھ کو لامکاں میں — لگائے رکھ جس طرح مقتول کی آنکھ جان کیطرف (لگی رہتی ہے)

کون پر چارہ است و ہیچت چارہ نے — تا کہ نکشاید خدایت روزنے

دنیا علاج سے پر ہے اور تیرا کوئی علاج نہیں ہے — جب تک خدا تیرے لئے راہ نہ کھول دے

ایں جہاں از بے جہت پیدا شدست — کہ ز بے جائے جہاں را جا شدست

یہ جہان، بے جہت (خدا) سے پیدا ہوا ہے — لامکاں (خدا کی قدرت) نے دنیا کو (عالم وجود میں)

باز گرد از ہست سوئے نیستی — گر تو از جاں طالب مولیستی

ہستی سے نیستی کی طرف لوٹ — اگر تو (دل و) جان سے مولا کا طالب ہے

جائے دخل ست ایں عدم از وے مرم — جائے خرج ست ایں وجود بیش و کم

یہ نیستی آمدنی کی جگہ ہے اس سے گریز نہ کر — یہ گھٹنے بڑھنے والا وجود خرچ کی جگہ ہے

کارگاہِ صنعِ حق چوں نیستی ست — جز معطّل در جہانِ ہست کیست

(اللہ تعالٰے) کی کاریگری کا محل نیستی ہے — عالمِ ہستی میں بیکار کے علاوہ کچھ نہیں ہے

فی المناجات

اے خدائے پاک بے انباز[2] و یار — دست گیر و جرمِ ما را در گذار

اے خدائے پاک جو لاشریک اور مددگار سے مستغنی ہے — دست گیری فرما اور ہماری خطا سے درگذر فرما

یاد دہ ما را سخنہائے رقیق — کہ ترا رحم آورد آں اے رفیق

ہمیں رقت آمیز باتیں سکھا دے — اے مہربان! جو تیرے رحم کا سبب بنیں

ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو — ایمنی از تو مہابت ہم ز تو

دعا (کی توفیق) بھی تیری جانب سے ہے اور قبولیت بھی — اطمینان تیری طرف سے ہے، ڈر بھی تجھی سے ہے

گر خطا گفتیم اصلاحش تو کن — مصلحی تو اے تو سلطانِ سخن

اگر ہم غلط بات کہیں تو اس کی اصلاح کر دے — اے کہ تو کلام کا بادشاہ ہے تو ہی اصلاح کرنیوالا ہے

کیمیا[3] داری کہ تبدیلش کنی — گرچہ جوئے خوں بود نیلش کنی

تیرے پاس کیمیا ہے تو اس کو تبدیل کر سکتا ہے — اگر خون کی نہر ہو تو اسکو دریائے نیل بنا دیتا ہے

ایں چنیں میناگریہا کارِ تست — ایں چنیں اکسیرہا اسرارِ تست

ایسی میناکاری تیرا کام ہے — ایسی کیمیائیں تیرے بھید ہیں

---

[1] لامکاں۔ عالمِ ملکوت۔ چوں چشمِ کشتہ۔ مقتولوں کی آنکھیں عموماً پھیلی رہ جاتی ہیں تو گویا وہ اپنی جان کو دیکھ رہا ہو تو بھی درد کے علاج کے لئے عالمِ ملکوت پر نظر رکھ۔ ایں جہاں۔ اس عالمِ کون و مکان کو ذاتِ بے جہت اور لامکان نے پیدا کیا ہے تو اسی کی طرف نظر رکھ اور جہت و مکان سے نگاہ ہٹا لے۔ عدم۔ یعنی لامکان عالمِ ملکوت۔ مرم۔ رمیدن سے نہی کا صیغہ ہے۔ کارگاہ۔ اللہ تعالٰے نیست سے ہست کرتا ہے تو اس کی ایجاد کا تعلق نیستی سے ہے لہٰذا اپنے آپ کو نیست بنا لے۔

[2] انباز۔ شریک، ساتھی، یار، مددگار۔ ہم دعا۔ خدا ہی ایسی دعا کی توفیق عطا فرماتا ہے جس کو وہ قبول کرے۔ ایمنی۔ خدا کی غفاریت سے اطمینان ہے اور اس کی قہاریت سے ڈر ہے۔ گر خطا۔ دعا میں اگر کوئی غلط بات نکلے تو اس کی اصلاح فرما دے۔

[3] کیمیا۔ جس طرح کیمیا تانبے کو سونا بنا دیتی ہے اللہ تعالٰے بھی سیئات کو حسنات میں تبدیل فرما دیتا ہے۔ میناگری۔ کسی چیز میں آبگینے جڑنا یعنی خطا کو صواب بنا دینا۔ اکسیرہا یعنی گناہوں کو نیکیاں بنا دینا۔

آب را و خاک را برہم زدی | ز آب و گل نقشِ تنِ آدم زدی
تو نے پانی اور مٹی کو ملایا | پانی اور مٹی سے آدم کے جسم کی صورت بنادی

نسبتش دادی بجفت و خال و عم | با ہزار اندیشۂ شادی و غم
(پھر) تو نے اسکے ساتھ شوہر اور ماموں اور چچا ہونے کی | مع ہزاروں شادی اور غمی کے خیالات کے

باز بعضے را رہائی دادہ | زیں غم و شادی جدائی دادہ
پھر تو نے بعض کو چھٹکارا دے دیا | اس غم اور خوشی سے جدا کر دیا

بردہ از خویش و پیوند و سرشت | کردۂ در چشمِ او ہر خوب زشت
(اس کو) اپنے دوستوں عزیزوں اور سرشت سے نکال لیا | اس کی نظر میں ہر لبھانے والی چیز کو برا بنا دیا

ہر چہ محسوس ست او ردمی کند | وانچہ ناپیداست مسند می کند
وہ ہر محسوس چیز کو رد کردیتا ہے | جو غیر محسوس ہے اس کو سہارا بناتا ہے

عشقِ او پیدا و معشوقش نہاں | یار بیروں فتنۂ او در جہاں
اس کا عشق ظاہر ہے اور اس کا معشوق پوشیدہ ہے | یار (کائنات سے) باہر ہے جہان میں اسکا فتنہ ہے

ہیں رہا کن عشقہائے صورتی | نیست بر صورت نہ بر روئے ستی
خبردار! صورت کے عشقوں کو چھوڑو | وہ (عشق) بیوی کے چہرہ اور صورت پر نہیں ہے

آنچہ معشوق ست صورت نیست آں | خواہ عشقِ اینجہاں خواہ آنجہاں
جس سے عشق ہے وہ صورت نہیں ہے | خواہ اس جہان (عالم ناسوت) کا عشق ہو یا اس جہان (کا)

آنچہ بر صورت تو عاشق گشتۂ | چوں بروں شد جاں چرایش ہشتۂ
جس کی صورت پر تو عاشق ہو رہا ہے | جب (اسکی) جان نکل گئی تو اسکو کیوں چھوڑ رہا ہے

صورتش برجاست ایں سیری ز چیست | عاشقا واجو کہ معشوقِ تو کیست
اس کی صورت موجود ہے، یہ دل بھرنا کیوں ہے؟ | اے عاشق! ڈھونڈ کہ تیرا معشوق کون ہے؟

آنچہ محسوس ست گر معشوقہ است | عاشقستے ہر کہ او را حس ہست
اگر محسوس چیز ہی معشوق ہے | تو جس میں بھی حس ہے وہ عاشق ہوتا

چوں وفا آں عشق افزوں می کند | کے وفا صورت دگرگوں می کند
جب وفاداری عشق کو بڑھاتی ہے | (تو) وفا صورت میں کب تغیر کرتی ہے؟

لے آب۔ جب اللہ تعالیٰ پانی اور مٹی سے اشرف المخلوقات بنا دیتا ہے تو بزرگوں کو علائق میں تبدیل کرنا معمولی بات ہے۔ نسبتش۔ معمولی آب و گل میں نسبتیں بھی پیدا فرمادیں اور اس کو ایسا ذی حس بنا دیا کہ اس میں غم و شادی کے جذبات ہیں۔ باز۔ پھر انھی انسانوں میں سے بعض کو تمام دنیا سے بے نیاز کرکے اپنا بنا لیا۔ پیوند۔ تعلقات۔ سرشت۔ بناوٹ۔ خمیر۔ ہر خوب۔ یعنی وہ چیزیں جو خدا سے غافل بنائیں۔ محسوس۔ یعنی دنیاوی چیزیں۔ ناپید۔ یعنی حواس ظاہر سے غیر محسوس، اللہ تعالیٰ۔ مسند۔ بھروسہ کی چیز، معتمد علیہ۔ بیروں۔ یعنی دنیا و عقبیٰ سے باہر۔ فتنہ۔ یعنی اس کے عشق میں جہان مبتلا ہے۔

ےے ہیں۔ پہلے اشعار میں عشقِ حقیقی کا ذکر تھا۔ یہاں عشقِ مجازی سے پرہیز کرنے کی ہدایت ہے۔ اینجہاں یعنی عالمِ ناسوت کا عشق۔ آنجہاں یعنی عالمِ ملکوت کا عشق۔ آنچہ۔ اگر معشوق در اصل صورت ہے تو مر جانے کے بعد بھی تو وہ صورت باقی ہے اب اس سے عشق کیوں نہیں ہے۔ یہ صورت کے معشوق نہ ہونے کی پہلی دلیل ہے۔

ےے محسوس۔ صورت کے معشوق نہ ہونے کی دوسری دلیل ہے یعنی صورت جس کا حواس سے ادراک ہوتا ہے اگر وہی معشوق ہے تو جانوروں کو بھی اس سے عشق ہونا چاہیئے تھا، کیوں کہ صورت کو تو وہ بھی دیکھتے ہیں۔ چوں وفا۔ یہ صورت کے معشوق نہ ہونے کی تیسری دلیل ہے معشوق کی وفا سے عشق میں اضافہ ہوتا ہے حالانکہ صورت وہی ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ عشق کا تعلق صورت سے نہیں ہے۔

پرتوِ خورشید[1] بر دیوار تافت — تابشِ عاریتے دیوار یافت

آفتاب کا عکس دیوار پر پڑا — (تو) عارضی چمک دیوار نے حاصل کرلی

بر کلوخے دل چہ بندی اے سلیم — واطلب اصلی کہ اُو تابد مُقیم

اے سادہ لوح! ڈھیلے سے کیا دل لگاتا ہے — اصلی کو طلب کر جو ہمیشہ چمکتا ہے

اے کہ تو ہم عاشقی بر اصلِ خویش — خویش بر صورت پرستاں دیدہ بیش

اے وہ کہ تو بھی (اپنے زعم میں) اصل پر عاشق ہے — اپنے آپ کو صورت پرستوں سے زیادہ (افضل) سمجھتا ہے

پرتوِ عقل ست آں بر حسِّ تو — عاریت میداں ذہب بر مسِّ تو

تیرے (اس) احساس پر عقل کا سایہ پڑ گیا ہے — اپنے تانبے پر سونے کو عارضی سمجھ

چوں زر اندود[2] ست خوبی در بشر — ورنہ چوں شد شاہدِ تو پیرِ خر

انسان کا حُسن مُلمّع کی طرح کا ہے — ورنہ تیرا معشوق بوڑھے گدھے کی طرح کیوں ہوا؟

چوں فرشتہ بود ہمچوں دیو شُد — کاں ملاحت اندرو عاریہ بُد

فرشتہ جیسا تھا، بھوت جیسا بن گیا — کیونکہ اُس میں حُسن عارضی تھا

اندک اندک می ستاند آں جمال — اندک اندک خُشک می گردد نہال

(اللہ تعالیٰ، اُس حسن کو تھوڑا تھوڑا واپس لیتا رہتا ہے) — آہستہ آہستہ (ہرا بھرا) پودا خشک ہوجاتا ہے

رو نُعَمِّرْهُ[3] نُنَكِّسْهُ بخواں — دل طلب کُن دل مَنہ بر استخواں

جا نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ کو پڑھ — دل کی طلب کر، ہڈی سے دل نہ لگا

کاں جمالِ دل جمالِ باقی ست — دو لبش از آبِ حیواں ساقی ست

کیونکہ دل کا حسن باقی رہنے والا حُسن ہے — اُس کے دونوں ہونٹ آبحیات کے ساقی ہیں

خود ہم اُو آب ست و ہم ساقی و مست — ہر سہ یک شد چوں طلسمِ تو شکست

خود وہی پانی ہے وہی پلانے والا ہے اور مست ہے — جب تیرا طلسم ٹوٹا تینوں ایک ہوئے

آں یکے را تو ندانی از قیاس — بندگی کُن ژاژ کم خا ناشناس

تو اکیلے (خدا) کو عقل سے نہ سمجھے گا — اے جاہل! عبادت کر، بکواس نہ کر

معنیِ تو صورت ست و عاریہ — بر مناسب شادی و بر قافیہ

تیری اصل (بھی) صورت (ہی) ہے اور عارضی ہے — متناسب (اعضاء) اور موزونیت پر تو خوش ہے

---

[1] خورشید یعنی اللہ تعالیٰ اصل جمال، جمالِ حق ہے اور ممکنات پر اُس کا پرتو ہے لہٰذا اس سے عشق کا تعلق ہے، جب یہ حال ہے تو پھر عشق اصل ہی سے کرنا چاہیئے۔ کلوخ یعنی جس پر اصل جمال کا پرتو پڑا ہے۔ اے کہ تو۔ بعض لوگ مجازی معشوق کو معشوقِ حقیقی کا مظہر قرار دے کر اُس سے عشق کرتے ہیں اور اپنے آپ کو صورت پرستوں سے افضل سمجھتے ہیں یہ محض اُن کے عقلی ڈھکوسلے ہیں اور یہ اُن کی مُلمّع سازی ہے عقلی دلائل کے زور سے حقیقت نہیں بدلتی ہے۔

[2] زر اندود۔ مُلمّع کیا ہوا۔ شاہد۔ معشوق یعنی حسین معشوق بھی بڑھاپے میں بوڑھے گدھے جیسا نظر آنے لگتا ہے۔ اندک اندک۔ اللہ تعالیٰ اپنے جمال کو انسان سے واپس لے لیتا ہے اور سرسبز شاداب چیز جھاڑ بن جاتی ہے

[3] نُعَمِّرْهُ۔ قرآنِ پاک میں ہے۔ وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ "اور جس کو ہم بڑی عمر دیتے ہیں اُسکو بناوٹ میں اُلٹا گھٹاتے ہیں"۔ دل۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ استخواں یعنی ممکنات۔ جمالِ دل۔ اللہ تعالیٰ کا حسن۔ دو لبش۔ اُس کے دونوں ہونٹ، بعض نسخوں میں دولتش ہے یعنی اُس کا عشق۔ خود ہم اُو۔ جب انسان کی خودی مِٹ جاتی ہے تو تمام ممکنات میں

اسکو وجودِ واحد ہی نظر آتا ہے۔ یکے یعنی ذاتِ احد۔ قیاس یعنی عقلی دلائل۔ بندگی یعنی ذاتِ خداوندی کو مجاہدات کے ذریعہ پہچانا جاسکتا ہے۔ ژاژ۔ ایک کڑوی اور خاردار گھاس ہے جسکو اونٹ بھی نہیں کھاسکتا ہے اسی سے ژاژ خائیدن یعنی بکواس کرنا بنا ہے۔ معنیِ تو یعنی جسکو تو حقیقت سمجھ کر عاشق ہوا ہے وہ بھی محض صورت ہے اور تیرا عشق

آں[1] بود معنیٰ کہ بستاند تُرا — بے نیاز از نقش گرداند تُرا

اصل تو وہ ہوتی ہے جو تیری خودی کو ختم کردے — تجھے صورت سے بے نیاز بنادے

نبود آں معنیٰ کہ کور و کر کُند — مر تُرا بر نقش عاشق تر کُند

اصل وہ نہیں ہے جو اندھا اور بہرا بنائے — تجھے صورت پر زیادہ عاشق کردے

کور را قسمت خیالِ غم فزاست — بہرۂ چشم ایں خیالاتِ فناست

اندھے کا حصہ غم بڑھانے والے خیالات ہیں — (ظاہری) آنکھ کا حصہ فانی خیالات ہیں

حرفِ قرآں را ضریراں[2] معدنند — خر نہ بینند و بپالاں بر زنند

اندھے، قرآن کے حروف کی کان ہیں — گدھے کو نہیں دیکھتے ہیں اور پالان کو ٹوٹتے ہیں

چوں تو بینائی پئے خر رو کہ جست — چند ازیں پالاں گری اے تن پرست

اگر تو بینا ہے، گدھے کا پیچھا کر جو کود گیا — اے تن پرست! یہ پالان گری کب تک؟

خر چو ہست آید یقیں پالاں تُرا — کم نگردد ناں چو باشد جاں تُرا

جب گدھا ہے تو تجھے پالان یقیناً مل جائے گا — جب تک تیری جان ہے رزق ناپید نہ ہوگا

خر چو باشد کم نیاید اے عمو — خود بہ پشتش رو نہد پالانِ او

اے چچا! جب گدھا ہوگا پالان کی کمی نہ ہوگی — خود بخود اس کی کمر پر اس کا پالان آجائے گا

پشتِ خر دکانِ مال و مکسب است — جانِ تو سرمایۂ صد قالب است

گدھے کی کمر، مال اور کمائی کی جگہ ہے — تیری جان سو قالبوں کا سرمایہ ہے

خر برہنہ[3] بر نشیں اے بو الفضول — خر برہنہ نے کہ راکب شد رسول

اے بکواسی! ننگی پشت والے گدھے پر چڑھ جا — کیا ننگی پشت والے گدھے پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سوار

النّبیّ قد رکب معروریا — والنّبیّ قیل سافر ماشیا

نبی اصلی اللہ علیہ وسلم، ننگے پشت (گدھے) پر سوار ہوئے — کہا گیا ہے نبی اصلی اللہ علیہ وسلم نے پیدل سفر کیا

بلکہ آں شہ ہم پیادہ رفتہ است — بارِ ایں و آں بسے بر رفتہ است

بلکہ وہ شاہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدل بھی چلے ہیں — اِس کا اور اُس کا بوجھ بہت اٹھایا ہے

شد خرِ نفسِ تو بر میخش بہ بند — چند بگریزد ز کار و بار چند

تیرا خرِ نفس (قبضہ سے) نکل گیا اُسکو کھونٹے سے باندھ — تو کاروبار سے کب تک گریز کرے گا؟

بارِ صبر و شکر او را بُردنیست — خواہ در صد سال خواہی سی و بیست

صبر اور شکر کا بوجھ اُس کو اُٹھانا ہے — خواہ سو سال میں خواہ تیس اور بیس سال میں

[1] آں بود حقیقت کا عشق انسان کی خودی مٹاتا ہے اور صورت پرستی سے بے نیاز بنا دیتا ہے۔ کور و کر: یعنی حقیقت سے۔ کور را: یعنی حقیقت بینی سے محروم شخص۔

[2] ضریر۔ اندھا۔ معدن۔ کان۔ خر نہ بینند۔ چشم بصیرت کے اندھے حقیقت کو چھوڑ کر مجاز پر فریفتہ ہیں۔ چوں تو بینائی صاحب بصیرت کو اصل مقصود کے درپے ہونا چاہیے فروعات میں نہ پھنسنا چاہیے۔ خر چو ہست۔ جب مقصود حاصل ہو جاتا ہے تو اُس کے لوازم بھی مہیا ہو جاتے ہیں۔ پشتِ خر۔ ایک چیز ایک چیز کے اعتبار سے مقصود بالذات ہوتی ہے اور دوسری چیز کے اعتبار سے وہ اصل مقصد نہیں ہوتی ہے گدھا، پالان کے اعتبار سے مقصود ہے لیکن کمائی کے اعتبار سے اصل مقصد نہیں ہے بلکہ گدھے سے کما کر کھانا اصل مقصد ہے۔

[3] خر برہنہ۔ اصل مقصد سے سروکار رکھنا چاہیے خواہ فروع نہ حاصل ہوں اگر پالان نہ بھی ہو تو گدھے پر سوار ہو جانا چاہیے اور اگر گدھا بھی نہ ہو تو منزل تک پیدل ہی چلنا چاہیے۔ شد خرِ نفس۔ نفسِ امارہ کو قابو میں رکھنا چاہیے اور اسکی حیلہ جوئی کی وجہ سے مجاہدات سے باز نہ رہنا چاہیے۔ بارِ صبر۔ انسان کو لامحالہ اپنے فرائض انجام دینے ہیں۔

ہیچ وازر ۱؎ وزرِ غیرے بر نداشت
کسی بوجھ اُٹھانے والے نے دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھایا

ہیچکس ندرود تا چیزے نکاشت
کسی نے نہ کاٹا جب تک کہ کچھ نہ بویا

طمعِ خام ست آں مخور خام اے پسر
خام لالچ ہے اے صاحبزادے! تو کچا نہ کھا

خام خوردن علت آرد در بشر
کچا کھانا انسان میں بیماری پیدا کر دیتا ہے

کاں فلانے یافت گنجے ناگہاں
کہ فلانے نے اچانک خزانہ پا لیا

من ہم آں خواہم چرا جویم دکاں
میں بھی ایسا ہی چاہتا ہوں تو دکان کی جستجو کیوں کروں؟

کارِ بخت ست آں وآں ہم نادرست
یہ مقدر کی بات ہے اور وہ بھی بہت نادر ہے

کسب باید کرد تا تن قادرست
جب تک بدن میں جان ہے کمائی کرنی چاہیئے

کسب ۲؎ کردن گنج را مانع کے ست
کمائی خزانہ کے لئے کب رکاوٹ ہے؟

پا مکش از کار آں خود در پے ست
کام سے قدم نہ ہٹا وہ (تیرے) پیچھے ہے

تا نگردی تو گرفتارِ اگر
تو اگر مگر میں ہرگز نہ پھنس

کہ اگر ایں کردمے یا آں دگر
کہ اگر میں یہ کرتا یا وہ کرتا

کز اگر گفتن رسولِ با وفاق
باتوفیق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اگر کہنے سے

منع کرد و گفت ہست آں از نفاق
منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ وہ نفاق ہے

کاں منافق در اگر گفتن بمرد
کیونکہ منافق اگر مگر میں ہی مر گیا

وز اگر گفتن بجز حسرت نبرد
اور اگر مگر کہنے سے سوائے افسوس کے کچھ حاصل نہ کیا

اے بسا کس مردہ در بوک ۳؎ و مگر
بہت سے انسان "شاید کہ ہو" اور "اگر" میں مر گئے

از نہالِ عاقبت ناخوردہ بر
آخرت کے درخت کا پھل چکھے بغیر

ور نمی یابی تو نقصانِ اگر
اگر تو "اگر مگر" کے نقصان کو نہیں سمجھا

ایں مثل بشنو کہ دریابی مگر
تو یہ قصہ سن لے شاید تو سمجھ جائے

حکایت در معنیٔ ایں بیت اگر را با مگر ہم جفت کردند
اِس شعر کے معنیٰ سے متعلق قصہ انھوں نے اگر اور مگر کی شادی کر دی اُن سے

از ایشاں بچہ آمد کاشکے نام
"کاشکے" نامی بچہ پیدا ہوا

یک غریبے خانہ می جست از شتاب
ایک مسافر جلدی میں گھر تلاش کر رہا تھا

دوستے بردش سوئے خانہ خراب
ایک دوست اُس کو گرے ہوئے گھر کے پاس لے گیا

۱؎ وازر۔ بوجھ اُٹھانے والا۔ وزر۔ بوجھ۔ ہیچکس بغیر عمل کے کوئی پھل نہیں ملتا ہے۔ طمعِ خام۔ بے بنیاد لالچ۔ خام۔ کچا۔ علت۔ بیماری۔ کاں فلانے۔ یہ بے بنیاد لالچ ہے۔ کسب باید۔ شیخ چلی کی باتوں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے جب تک انسان میں طاقت ہے کام کرنا چاہیئے۔

۲؎ کسب کردن۔ انسان جس غیبی خزانے کے لالچ میں پڑا ہے، کما کر کھانا اُس کیلئے کب مانع ہے، اگر ملنا ہے تو وہ بھی خود مل جائیگا۔ تا نگردی۔ اگر مگر میں پھنسنا، کسب و عمل سے مانع بنتا ہے اور اُس سے سوائے افسوس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ کز۔ اگر مگر میں پھنسنا یقین کے منافی ہے اور یقین عینِ ایمان ہے لہٰذا اگر مگر میں پھنسا ہوا انسان مومن نہیں ہے۔ منع کرد۔ آنحضورؐ نے فرمایا اِنّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّیْطَانِ۔ اگر مگر کا خیال شیطانی کام کا دروازہ کھولتا ہے۔

۳؎ بوک۔ یہ "بود کہ" کا مخفف ہے یعنی شاید کہ یہ جملہ بھی شکی انسان بولتا ہے۔ اگر یعنی لفظ اگر کہنے کا نقصان۔ اگر را با مگر۔ "اگر" اور "مگر" کا نکاح کیا اُس سے "کاشکہ" بچہ پیدا ہوا۔ خانہ خراب۔ ڈھیا ہوا گھر۔

گفت او ایں را اگر سقفے بُدے | پہلوئے من مر ترا مسکن شُدے

اُس (دوست) نے کہا کہ اگر (اُس گھر پر) چھت ہوتی | میرے پڑوس میں تیرے رہنے کی جگہ ہوتی

ہم عیالِ[1] تو بیا سودے اگر | در میانہ داشتے حجرہ دگر

تیرے بال بچوں کو بھی آرام ملتا، اگر | دوسرا حجرہ درمیان میں ہوتا

ور رسیدے میہماں روزے ترا | ہم بیاسودے اگر بودیت جا

اگر کسی روز تیرا مہمان آ جاتا | وہ بھی آرام پاتا اگر تجھے جگہ مل جاتی

کاشکے معمور بودے ایں سرا | خانۂ تو بودے ایں معمورِ ما

کاش یہ مکان آباد ہوتا | تو ہمارا یہ آباد گھر تیرا گھر ہوتا

گفت آرے پہلوئے یاراں خوش ست | لیک اے جاں در اگر نتواں نشست

(مسافر نے) کہا بیشک دوستوں کا پڑوس اچھا ہے | لیکن اے جانِ (من) "اگر" میں سکونت نہیں ہو سکتی ہے

ایں ہمہ عالم طلبگارِ خوش اند | وز خوشِ تزویر اندر آتش اند

یہ تمام جہان اچھائی کا طلبگار ہے | لیکن بناوٹی اچھائی سے آگ میں ہیں

طالبِ زر گشتہ جملہ پیر و خام | لیک قلب از زر نداند چشمِ عام

تمام بوڑھے اور نوجوان سونے کے طلبگار ہیں | لیکن عام آنکھ (کھرے) سونے کو کھوٹے سے نہیں پہچانتی ہے

پرتوے[2] بر قلب زد خالص ببیں | بے محک زر را مکن از ظن گزیں

دیکھ خالص نے کھوٹے کو چمکا دیا ہے | بغیر کسوٹی کے (محض) اندازے سے سونا نہ لے

گر محک داری گزیں کن ورنہ رو | نزدِ دانا خویشتن را کن گرو

اگر تو کسوٹی رکھتا ہے لے ورنہ جا | اپنے آپ کو کسی دانا کے سپرد کر دے

پس محک[3] باید میانِ جانِ خویش | ور نداری رہ مرو تنہا بہ پیش

کسوٹی اپنے اندر ہونی چاہیئے | اگر تیرے پاس نہیں ہے تو تنہا آگے نہ بڑھ

بانگِ غولاں ہست بانگِ آشنا | آشنائے کو کشد سوئے فنا

چھلاووں کی آواز دوست کی آواز ہے | (لیکن) ایسا دوست جو ہلاکت کی طرف کھینچتا ہے

بانگ می دارد کہ ہاں اے کارواں | سوئے من آئید نک راہ و نشاں

وہ (چھلاوا) پکارتا ہے کہ خبردار اے قافلے! | میری جانب آؤ یہ راستہ اور نشان (منزل) ہے

نامِ ہر یک می برد غول اے فلاں | تا کند آں خواجہ را از آفلاں

چھلاوا ہر ایک کا نام پکارتا ہے اے فلانے! | تاکہ اُن صاحب کو ہلاک شدگان میں (شامل) کر دے

---

[1] عیال۔ بال بچے۔ معمور۔ آباد۔ آرے۔ ہاں۔ در اگر۔ اگر مگر کا جو خیالی مکان ہے اُس میں رہائش نہیں ہو سکتی ہے۔ ایں ہمہ عالم۔ سب یہ چاہتے ہیں کہ آخرت کی کامیابی حاصل ہو لیکن شیطان اُن کو گمراہ کر دیتا ہے اور وہ آتش حسرت میں جلتے ہیں جیسا کہ اس مسافر کے ساتھ اُس دوست نے کیا۔ طالب زر۔ ہر انسان نیک عمل چاہتا ہے لیکن شیطان نے جو ملمع سازی کی وہ نہیں پہچان سکتا ہے۔

[2] پرتوے۔ شیطان بُرے اعمال کو مزین کر کے دکھاتا ہے اگر کوئی ایسا صاحبِ باطن ہو کہ خود اُس فریب کو سمجھ سکے تو امتیاز کر کے عمل کرے ورنہ اپنے آپ کو کسی شیخ کامل کے سپرد کر دے تاکہ وہ شیطانی اور رحمانی عمل میں امتیاز کر دے۔

[3] محک۔ کسوٹی، یعنی بُرے بھلے میں تمیز کرنے کا نورِ فراست۔ غولاں۔ چھلاوے جو مسافر کو راستہ سے بھٹکا دیتے ہیں۔ آشنا۔ دوست۔ نک۔ اینک، اینت۔ نشاں۔ یعنی نشانِ منزل۔ آفلاں۔ آفل کی جمع ہے، غائب ہونے والا۔

چوں رسد آنجا بہ بیند گرگ و شیر
وہ جب اُس جگہ پہنچتا ہے بھیڑیا اور شیر دیکھتا ہے

عمر ضائع راہ دور و روز دیر
عمر برباد (ہوئی)، راستہ دور (رہ گیا)، اور دن بے وقت (ہو گیا)

چہ[1] بُود آں بانگِ غُول اے نیکخو
اے نیک مزاج! چھلاوے کی آواز کیا ہوتی ہے؟

مال خواہم جاہ خواہم آبرو
مال چاہتا ہوں، رتبہ چاہتا ہوں، آبرو (چاہتا ہوں)

اندرونِ خویش ایں آوازہا
اپنے اندر سے اِن آوازوں کو

منع کُن تا کشف گردد رازہا
روک دے تا کہ راز کھلیں

ذکرِ حق کُن بانگِ غُولاں را بسوز
اللہ کا ذکر کر، چھلاووں کی آواز کو پھونک دے

چشم چوں نرگس ازیں کرگس بدوز
نرگس جیسی آنکھ اِس گدھ سے بند کر لے

صبحِ کاذب را ز صادق واشناس
صبحِ صادق کو صبحِ کاذب سے پہچان

رنگِ مے را باز داں از رنگِ کاس
شراب کے رنگ کو پیالے کے رنگ سے علیحدہ کر

تا بُود کز دیدگانِ[2] ہفت رنگ
ہو سکتا ہے کہ سات پردوں والی آنکھوں کی بجائے

دیدۂ پیدا کند صبر و درنگ
صبر اور استقلال، ایک آنکھ پیدا کر دے

رنگہا بینی بجُز ایں رنگہا
اِن رنگوں کے علاوہ تو اور رنگ دیکھے

گوہراں بینی بجائے سنگہا
سنگریزوں کی بجائے تو موتی دیکھے

گوہرے چہ بلکہ دریائے شوی
موتی کیا بلکہ تو دریا بن جائے

آفتابِ چرخ پیمائی شوی
آسمان کو طے کرنے والا سورج بن جائے

کارکُن در کارگاہ باشد نہاں
کاریگر، کارخانہ میں چھپا ہوتا ہے

تو برو در کارگہ بینش عیاں
تو جا، کارخانہ میں اُس کا مشاہدہ کر لے

کار[3] چوں بر کارکُن پردہ تنید
کام نے جبکہ کارکن پر پردہ ڈال رکھا ہے

کارکُن بر کارگہ باشد پدید
کاریگر کارخانہ میں رونما ہو گا

خارجِ ایں کار نتوانیش دید
کام سے علیحدہ تو اُس کو نہ دیکھ سکے گا

منتظر در کارگہ آید پدید
جس کا انتظار ہے وہ کارخانہ میں ظاہر ہو گا

کارگہ چوں جائے باشِ عامل ست
جبکہ کارخانہ کاریگر کا ٹھکانا ہے

آں کہ بیروں ست ازو غافل ست
جو اُس (کارخانہ) سے باہر ہے وہ اُس سے غافل ہے

---

۱ چہ بُود۔ چھلاوے کی آواز انسان کے اپنے اندرونی جذبات ہیں جو مال اور جاہ اور آبرو سے متعلق ہیں۔ رازہا۔ یعنی حقیقت کے اسرار۔ چشم چوں نرگس۔ نرگس کی آنکھ بے نور اور حسین ہونے میں ضرب المثل ہے یہاں دونوں معنی مراد لئے جا سکتے ہیں۔ کرگس۔ گدھ مردہ خوری میں مشہور ہے۔ صبح۔ آسمان کے مشرقی کنارے پر پہلے سفیدی آتی ہے وہ صبح کاذب کہلاتی ہے اِس لئے کہ اُس کے بعد پھر تاریکی آجاتی ہے اُس تاریکی کے بعد کی سفیدی کو صبح صادق کہا جاتا ہے جو دراصل صبح ہے، یعنی اصل کو عارضی چیز سے جدا کر لینے کی استعداد پیدا کر۔

۲ دیدگانِ ہفت رنگ۔ انسان کی آنکھ میں سات پردے ہیں جن کو ہفت رنگ کہا ہے۔ دیدہ۔ یعنی صبر و استقلال دل کی آنکھ کھول دے گا۔ رنگہا۔ جب قلب کی آنکھ کھل جائیگی تو اصل حقیقت واضح ہو جائیگی۔ گوہرے۔ یعنی صرف گوہر کو دیکھنا ہی نہیں بلکہ تو ایسا سمندر بن جائیگا جس میں موتی پیدا ہوتے ہیں اور عالم بالا کی سیر کرنے لگے گا۔ کارکن۔ اللہ تعالیٰ کو اُس کی مصنوعات و مخلوقات میں دیکھا جا سکتا ہے، مصنوع سے صانع کے وجود پر استدلال کیا جاتا ہے۔

۳ کار۔ اللہ کی صنعت اُس کے لئے پردہ پوش ہے تو اب اُس کو کارگاہِ عالم ہی میں دیکھا جا سکتا ہے۔ کارگہ۔ کاریگر کارخانہ میں ہوتا ہے اُس کو باہر تلاش کرنا بے وقوفی ہے۔

پس در آدر کارگہ یعنی عدم [1]
لہٰذا کارخانہ یعنی عدم میں آ
تا بہ بینی صُنع و صانعِ را بہم
تاکہ تو کام اور کاریگر کو اکٹھا دیکھے

کارگہ چوں جائے روشن دیدگیست
کارخانہ چونکہ کھلے طور پر دیکھنے کی جگہ ہے
پس برونِ کارگہ پوشیدگیست
پس کارخانہ کے باہر پوشیدگی ہے

رُو بہ ہستی داشت فرعونِ [2] **عنود**
سرکش فرعون (اپنے) وجود کی طرف متوجہ ہوا
لاجرم از کارگاہش کور بود
لامحالہ اُس کے کارخانہ سے اندھا تھا

لاجرم میخواست تبدیلِ قدر
یقیناً وہ تقدیر کو بدلنا چاہتا تھا
تا قضا را باز گرداند ز در
تاکہ اللہ (تعالیٰ) کے فیصلہ کو دروازہ سے الٹا لوٹا دے

خود قضا بر سُبلت آں حیلہ مند
فیصلہ (خداوندی) اُس حیلہ گر کی مونچھوں پر
زیرِ لب می کرد ہر دم ریشخند
ہر وقت زیرِ لب مُسکرا رہا تھا

صد ہزاراں طفل کُشت اُو بے گناہ
اُس نے لاکھوں معصوم بچّے قتل کر ڈالے
تا بگردد حُکم و تقدیرِ الٰہ
تاکہ (اللہ تعالیٰ کا) فیصلہ اور تقدیر ٹل جائے

تاکہ موسیٰؑ نبی نا ید بروں
تاکہ موسیٰؑ نبی ظاہر نہ ہوں
کرد در گردن ہزاراں ظلم و خوں
اُس نے (اپنی) گردن پر ہزاروں ظلم اور خون لے لئے

آں ہمہ خوں کرد موسیٰؑ زادہ شُد
اُس نے بہت (کشت و) خون کیا اور موسیٰؑ پیدا ہو گئے
وز برائے قہرِ اُو آمادہ شُد
اور اُس کی سرکوبی کے لئے آمادہ ہو گئے

گر بدیدے کارگاہِ لایزال
اگر وہ (خدائے) لایزال کا کارخانہ دیکھ لیتا
دست و پایش خُشک گشتے ز احتیال
حیلہ گری سے اُس کے ہاتھ پیر خشک ہو جاتے

اندرونِ خانہ اش موسیٰؑ معاف
اُس کے گھر میں موسیٰؑ آرام سے تھے
وز بروں می کُشت طفلاں را گزاف
وہ باہر خواہ مخواہ بچّوں کو قتل کر رہا تھا

ہمچو صاحبِ [3] **نفس کو تن پرورد**
اُس نفسانی (انسان) کی طرح جو تن پروری کرے
بر دگر کس ظنِ حقدے می برد
دوسرے پر دشمنی کا گمان کرے

کایں عدو و آں حسود و دشمن ست
کہ یہ دشمن، اور وہ حاسد اور مخالف ہے
خود حسود و دشمنِ اُو آں تن ست
(حالانکہ) اُس کا حاسد اور دشمن خود وہ جسم ہے

کی سی ہے کہ اصل دشمن موسیٰؑ کو پال رہا تھا اور بے قصور بچّوں کو قتل کرا رہا تھا۔ آں تن ست۔ تن پروری روح کی موت کا سبب ہے تو اصل دشمن انسان کا تن ہے۔

[1] یعنی عدم۔ اپنے وجود اور ہستی کو فنا کرنے کے بعد ہی وجودِ واحد کا مشاہدہ ہو سکتا ہے۔ کارگہ۔ کارخانۂ عالم۔ ہستی کو ختم کر کے مشاہدۂ حق کرنے کا مقام ہے جب تک انسان اپنی ہستی کا قائل ہے وہ مشاہدہ سے محروم ہے۔

[2] فرعون۔ فرعون اپنی ہستی کی طرف متوجہ تھا لہٰذا وہ کارگاہِ عدم سے اندھا تھا۔ تبدیلِ قدر۔ مقدر یہ ہو چکا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اُس کی سلطنت کو زیر و زبر کر دیں گے۔ سُبلت۔ مونچھ۔ بر سُبلت کسے خندیدن کے معنی ہیں کسی کو بنظرِ حقارت دیکھنا۔ ریشخند۔ مذاق اُڑانا۔ طفل۔ بنی اسرائیل کے نومولود لڑکوں کو قتل کرا دیتا تھا۔ تاکہ موسیٰؑ۔ فرعون کو اُس کی ایک خواب کی تعبیر میں بتایا گیا تھا کہ بنی اسرائیل کا کوئی لڑکا اُس کی سلطنت کے زوال کا سبب بنے گا۔ کارگاہِ لایزال۔ اللہ تعالیٰ کا کارخانۂ قدرت۔ احتیال۔ قضاءِ الٰہی سے بچنے کے لئے بنی اسرائیل کے لڑکوں کا قتل۔ اندرونِ خانہ۔ حضرت موسیٰؑ کی پرورش فرعون کے گھر میں ہو رہی تھی اور باہر اُس نے قتلِ عام کا بازار گرم کر رکھا تھا۔

[3] ہمچو صاحب نفس۔ جو انسان تن پروری کر رہا ہے اور دوسروں پر دشمنی کا گمان کر رہا ہے اُس کی مثال فرعون

اُو[1] چو موسیٰؑ و تنش فرعونِ اُو
وہ موسیٰؑ کی طرح ہے اور اُس کا جسم اُسکا فرعون ہے

اُو بہ بروں می دود کہ کو عدو؟
وہ باہر بھاگا پھرتا ہے، کہ دشمن کہاں ہے؟

نفسِ اندر خانۂ تن نازنیں
نفس جسم کے گھر میں نازوں میں پل رہا ہے

بر دگر کس دست می خاید بکیں
وہ دوسروں پر کینہ سے ہاتھ چبا رہا ہے

ملامت کردنِ مردم شخصے را کہ مادر را کشت بہ تہمت

لوگوں کا ایک شخص کو ملامت کرنا جس نے ماں کو تہمت کی وجہ سے قتل کر ڈالا

آں یکے از خشم مادر را بکُشت
ایک شخص نے غصہ میں ماں کو مار ڈالا

ہم بزخمِ خنجر و ہم زخمِ مُشت
خنجر کے زخم اور گھونسوں کی مار سے

آں یکے گفتش کہ از بدگوہری
ایک شخص نے اُس سے کہا کہ بدذاتی کی وجہ سے

یاد ناوردی تو حقِّ مادری
تو نے ماں کا حق یاد نہ کیا

ہے چرا کُشتی وُرا اے زشت رُو
افسوس! اے بدرُو تو نے اُسکو کیوں مار ڈالا؟

می نگوئی اُو چہ کرد آخر بتو
کیوں نہیں بولتا؟ آخر اُسنے تیرے ساتھ کیا کیا تھا؟

ہیچ کس کُشتست مادر اے عنود
اے سرکش! کسی نے ماں کو بھی قتل کیا ہے؟

می نگوئی کو چہ کرد آخر چہ بُود
کیوں نہیں بولتا کہ اُسنے کیا کیا؟ آخر کیا بات تھی؟

گفت کارے[2] کرد کاں عارِ ویست
اُس نے کہا، اُس نے وہ کام کیا جو اُسکے لئے عار تھا

کُشتمش کاں خاک ستّارِ ویست
میں نے اُسکو قتل کر دیا کیونکہ مٹی ہی، اُسکی پردہ پوشی کرنیوالی ہے

مُتّہم شد با یکے زاں کُشتمش
وہ ایک کیساتھ مُتّہم ہوئی اسلئے میں نے اُسکو قتل کر دیا

غرقِ خوں در خاکِ گور آغشتمش
خون میں نہلا کر میں نے قبر کی مٹی میں اُسکو ملا دیا

گفت آں کس را بکش اے مُحتشم
اُس نے کہا، ارے بھلے اُس شخص کو قتل کر

گفت پس ہر روز مردے را کُشم
اُس نے کہا تو پھر ہر روز ایک مرد کو قتل کروں

کُشتمش اُو رستم از خونہائے خَلق
میں نے اُس کو قتل کر دیا، لوگوں کے خون سے چھٹکارا ہے

نائے اُو بُرّم بہ است از نائے خَلق
اُس کا گلا کاٹوں یہ اُس سے بہتر ہے کہ لوگوں کا گلا

نفسِ[3] تُست آں مادرِ بد خاصیت
وہ بد عادت ماں تیرا نفس ہے

کہ فسادِ اُوست در ہر ناحیت
کہ ہر جانب اِسی کا فساد ہے

ہیں بکش اُو را کہ بہرِ آں دَنی
آگاہ! اُسی کو قتل کر اُس کینے کی وجہ سے

ہر دمے قصدِ عزیزے می کُنی
تو ہر وقت کسی عزیز کی (جان لینے) کا قصد کرتا ہے

---

[1] او۔ یعنی اُس کی روح۔ نفس اندر تن۔ یعنی نفسِ اَمّارہ۔ نازنین۔ نازوں سے پلا ہوا۔ ملامت کردن۔ اِس حکایت کا اشارہ یہ ہے کہ بُرائی کی جڑ کو ختم کرنا چاہیئے نفسِ اَمّارہ ہی سب بُرائیوں کی جڑ ہے۔ زخمِ مُشت۔ گھونسوں کی چوٹ۔ بدگوہری۔ اِس میں یا ر کو مصدری اور خطاب کے لئے مان کر دو طرح ترجمہ کیا جا سکتا ہے۔ عنود۔ سرکش۔

[2] کارے۔ یعنی وہ ایک اجنبی سے ملوث تھی۔ خاک۔ یعنی قبر کی مٹی ہی اُس کی پردہ پوش ہے۔ آں کس۔ یعنی جس کے ساتھ وہ مُتّہم ہوئی تھی۔ خونہائے خلق۔ یعنی آج جس سے مُتّہم ہے اُس کو قتل کروں کل کو کسی دوسرے سے مُتّہم ہو تو اُس کو قتل کروں۔

[3] نفس۔ انسان کی تمام بُرائیاں نفسِ اَمّارہ کی وجہ سے ہیں۔ ناحیت۔ گوشہ، جانب۔ آں دنی۔ کمینہ نفس۔

از وے[1] ایں دنیا خوش بر تست تنگ
اسی کی وجہ سے یہ بھلی دنیا تجھ پر تنگ ہے

از پئے او با حق و با خلق جنگ
اسی کے لئے (اللہ تعالیٰ) اور مخلوق سے جنگ ہے

نفس کشتی باز رستی ز اعتذار
اگر تونے نفس کو مار ڈالا عذر خواہی سے چھوٹ جائیگا

کس ترا دشمن نہ ماند در دیار
دنیا میں تیرا کوئی دشمن نہ رہے گا

گر شکال آرد کسے بر گفت ما
اگر ہماری بات پر کوئی اشکال (اعتراض) کرے

از برائے انبیا و اولیا
انبیاء اور اولیاء کی وجہ سے

کانبیا را نے کہ نفس کشتہ بود
کہ نبیوں کا نفس کیا مرا ہوا نہ تھا

پس چرا شاں دشمناں بود و حسود
تو اُن کے حاسد اور دشمن کیوں تھے؟

گوش نہ تو اے طلبگارِ صواب
اے بھلی بات کے طالب! کان دھر

بشنو ایں اشکال و شبہت را جواب
اِس اشکال اور شُبہ کا جواب سُن لے

دشمن[2] خود بودہ اند آں منکراں
وہ منکر خود اپنے دشمن تھے

زخم بر خود می زدند ایشاں چناں
اِس طرح وہ اپنے ہی کو زخمی کر رہے تھے

دشمن آں باشد کہ قصدِ جاں کند
دشمن تو وہ ہوتا ہے جو جان (لینے) کا ارادہ کرے

دشمن آں نبود کہ خود جاں می کند
دشمن وہ نہیں ہوتا جو خود دم توڑ دے

نیست خفاشک عدوِ آفتاب
چمگادڑ، سورج کی دشمن نہیں ہے

او عدوِ خویش آمد در حجاب
وہ در پردہ اپنی ہی دشمن ہے

تابشِ خورشید او را می کُشد
سورج کا نُور اُس کو مارے ڈالتا ہے

رنج او خورشید ہرگز کے کشد
اُس کی تکلیف سورج کب برداشت کرتا ہے؟

دشمن آں باشد کزو آید عذاب
دشمن وہ ہوتا ہے جس سے تکلیف پہنچے

مانعِ آید لعل را از آفتاب
لعل کے لئے آفتاب سے مانع بنے

مانعِ خویش اند جملہ کافراں
تمام کافر اپنے لئے روک ہیں

از شعاعِ جوہرِ پیغمبراں
پیغمبروں کے گوہر کی شُعاع سے

کے حجاب[3] چشم آں فرد اند خلق
لوگ اُس یکتا کی آنکھ کا حجاب کب ہیں؟

چشمِ خود را کور و کژ کردند خلق
لوگوں نے اپنی آنکھ کو اندھا اور اپنے آپ کو بھینگا بنا لیا ہے

چوں غلامِ ہندوی کو کیں کشد
ہندوستانی غلام کی طرح کہ وہ کینہ رکھتا ہے

از ستیزِ خواجہ خود را می کُشد
آقا کی دشمنی میں اپنے آپ کو مار ڈالتا ہے

---

[1] از وے۔ اِس نفس کی وجہ سے۔ اِعتذار۔ عذر خواہی ایک دوسرے سے دشمنی کرتا ہے اور پھر اُس کو معذرت بھی کرنی پڑتی ہے، جب دشمنی ختم ہو جائیگی تو معذرت کی ضرورت نہ رہیگی۔ کانبیا۔ یہ اِشکال کی وضاحت ہے کہ انبیا اور اولیا نے تو اپنے نفسِ امارہ کو مار دیا تھا پھر اُنسے دشمنی اور حسد کیوں تھا۔

[2] دشمنِ خود۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء و اولیاء کے دشمن اُنکے دشمن نہ تھے بلکہ اپنے دشمن تھے کیونکہ دشمنی کے نقصانات خود اُن کو پہنچتے تھے۔ قصدِ جاں یعنی روح اور اُس کے مراتب کو نقصان پہنچائے۔ می کند خود مخالفوں کی روح تباہ ہوئی۔ خفاشک۔ ذلیل چمگادڑ خود ہی آفتاب کے نور سے محروم ہے اُس کے نور میں خلل انداز نہیں ہے۔ عذاب۔ یعنی دشمن تو وہ ہے جس کی دشمنی سے منافع کو نقصان پہنچے۔ لعل لعل آفتاب سے فیض حاصل کرتا ہے۔

[3] کے حجاب۔ اپنے زمانہ کے یکتا کے ساتھ دشمنوں کی دشمنی اُنکی آنکھ کا حجاب نہیں بن سکتی ہے بلکہ دشمن خود اپنے آپ کو اندھا اور بہرہ بنالیتے ہیں۔ کیں۔ کینہ۔ ستیز۔ لڑائی جھگڑا۔

سرنگوں می افتد از بامِ سرا
کوٹھے پرسے اوندھا گر جاتا ہے
تا زیانے کردہ باشد خواجہ را[1]
تاکہ آقا کو نقصان پہنچائے

گر شود بیمار دشمن با طبیب
اگر بیمار، طبیب کا دشمن ہوجائے
ور کند کودک عداوت با ادیب
اگر بچہ اُستاد سے عداوت کرے

در حقیقت دشمنِ جانِ خود اند
درحقیقت وہ خود اپنی جان کے دشمن ہیں
راہِ عقل و جانِ خود را خود زدند
اپنی عقل اور جان کا راستہ خود کاٹتے ہیں

گازرے[2] گر خشم گیرد ز آفتاب
دھوبی اگر سورج پر غصہ کرے
ماھیے گر خشم می گیرد ز آب
مچھلی اگر پانی سے دشمنی کرتی ہے

ق

تو نکو بنگر کرا دارد زیاں
تو غور کر، نقصان کس کا ہے
عاقبت کہ بود سیاہ اختر ازاں
آخرکار اُس سے زیادہ بدنصیب کون ہوگا؟

گر ترا حق آفریند زشت رُو
اگر تجھے اللہ (تعالیٰ) نے بدصورت پیدا کیا ہے
ہاں مشو ہم زشت رو ہم زشت خُو
خبردار، بدصورت اور بدعادت نہ بن

ور بود کفشت مرو در سنگلاخ
اگر تیرے پاس جوتا ہے تو پتھریلی زمین میں چل
ور دو شاخ ستت مشو تو چار شاخ
اگر تیرے دو شاخیں ہیں چار شاخوں والا نہ بن

تو حسودی[3] کز فلاں من کمترم
تو اس پر حاسد ہے کہ میں فلاں سے کم ہوں
می فزاید کمتری در اخترم
وہ میرے نصیب میں کمتری بڑھا رہا ہے

خود حسد نقصان و عیبِ دیگرست
خود حسد ایک دوسرا عیب اور نقصان ہے
بلکہ از جملہ بدیہا بدترست
بلکہ تمام برائیوں سے بُرا ہے

آں بلیس از ننگ و عارِ کمتری
شیطان نے کمتری کی ذلت اور عار سے
خویشتن افگند در صد ابتری
اپنے آپ کو سینکڑوں تباہیوں میں پھنسا دیا

از حسد می خواست تا بالا بُوَد
اُس نے حسد کی وجہ سے چاہا کہ اُونچا بنے
خود چہ بالا بلکہ خوں پالا بُوَد
اُونچا تو کیا بنتا، بلکہ خون آلود ہوگیا

آں ابو جہل از محمدؐ ننگ داشت
ابوجہل کو محمدؐ سے ذلت محسوس ہوئی
و ز حسد خود را ببالا می فراشت
اور حسد کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو اونچا کرتا

بُو الحکم نامش بُد و بُوجہل شد
اُس کا نام بُوالحکم تھا، بُوجہل ہوگیا
اے بسا اہل از حسد نا اہل شد
بہت سے لوگ حسد کی وجہ سے نا اہل بنے

---

[1] خواجہ را۔ خواجہ کو نقصان کیا پہنچتا دشمنی میں خود اُس نے اپنے آپ کو ہلاک کرلیا۔ راہِ عقل۔ نہ عقل کی تکمیل ہوگی نہ جان کی بالیدگی ہوگی۔

[2] گازر۔ دھوبی کو کپڑے سکھانے کیلئے دھوپ کی ضرورت ہے۔ ماھیے۔ مچھلی کو اپنی زندگی کے لئے پانی کی ضرورت ہے۔ سیاہ اختر۔ بدنصیب۔ گر ترا۔ ایک عیب ہے تو انھیں اضافہ نہ کرنا چاہیے۔ انبیا اور اولیاء کے دشمنوں میں جہل تو تھا ہی دشمنی کرکے اور اپنے آپ کو تباہ کرلیا۔ ور کبود۔ پیادہ پا جوتے پہن کر چلنا ایک مصیبت ہے۔ اسکو پتھریلی زمین میں چل کر دوگنا نہ کر۔ شاخ سینگ، ٹہنی، ٹکڑا۔ مشو یعنی اپنی مصیبت میں اضافہ نہ کر۔

[3] تو حسودی۔ حسد کی بنیاد دوسرے کے مال وجاہ کی زیادتی ہے، حاسد کا مال تو کم ہی ہوتا ہے حسد کرکے اور مصائب میں اضافہ کرتا ہے۔ ابلیس۔ شیطان نے حضرت آدمؑ پر حسد کیا اور سَو مصیبتوں میں اپنے آپ کو پھنسا دیا۔ از حسد۔ حسد کی وجہ سے بلندی تو کیا ملتی تباہ ہوگیا۔ ابوجہل۔ آنحضورؐ کے چچا عمر بن ہشام کو ابوالحکم کہا جاتا تھا وہ سب کے فیصلے کرتا تھا حسد میں مبتلا ہوا تو ابوجہل یعنی نادان لقب پڑا۔

من ندیدم در جہانِ جستجو — **ہیچ اہلیت بہ از خوئے[1] نکو**
میں نے تگ و دَو کی دنیا میں نہیں دیکھی — کوئی اہلیت نیک عادت سے بہتر

انبیا را واسطہ زاں کرد حق — **تا پدید آید حسد ہا در فلق**
اللہ (تعالیٰ) نے انبیاء کا واسطہ اسی سے بنایا ہے — تاکہ حسد، روشنی میں نمایاں ہوجائے

در گذر از فضل و ز جِستی و فن — **کار خدمت دارد و خُلقِ حَسَن**
بڑائی اور چالاکی اور ہنر سے درگزر کر — خدمت اور اچھے اخلاق کام کے ہیں

زانکہ[2] کس را از خدا عارے نبود — **حاسدِ حق ہیچ دیّارے نبود**
اس لئے کہ خدا سے تو کسی کو عار نہ تھی — کوئی باشندہ اللہ (تعالیٰ) کا حاسد نہ تھا

آں کسے کش مثلِ خود پنداشتے — **زاں سبب با اُو حسد برداشتے**
جس شخص کو تو اپنا جیسا سمجھتا ہے — اُس سے اسی وجہ سے تو حسد کرتا ہے

چوں مقرر شد بزرگیِ رسولؐ — **پس حسد ناید کسے را از قبول**
جب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بڑائی طے ہوگئی — تو کسی (مؤمن) کو ماننے میں حسد نہیں آتا

پس[3] بہر دورے ولیّ قائم ست — **تا قیامت آزمائش دائم ست**
ہر زمانے میں ایک ولیِ قائم ہے — قیامت تک دائمی آزمائش ہے

ہر کرا خوئے نکو باشد برست — **ہر کسے کو شیشہ دل باشد شکست**
جس کی اچھی عادت ہوگی وہ نجات پا گیا — جس کا دل شیشے کا ہوگا وہ ٹوٹ گیا

پس امامِ حیّ و قائم آں ولی ست — **خواہ از نسلِ عمرؓ خواہ از علیؓ ست**
زندہ اور قائم امام وہ ولی ہے — خواہ (حضرت) عمرؓ کی نسل سے ہو یا (حضرت) علیؓ کی

مہدی و ہادی وے ست اے نیکخو — **ہم نہان و ہم نشستہ پیشِ رو**
اے نیک بخت! مہدی اور ہادی وہی ہے — چھپا ہوا بھی ہے اور سامنے بیٹھا ہوا بھی ہے

اُو چو نور ست و خرد جبرئیلِ اُو — **آں ولیِ کم از و قندیلِ اُو**
وہ نور کی طرح ہے اور عقل اس کا جبرئیل ہے — اُس سے کم (درجہ کا) ولی اُس کا قندیل ہے

امامِ حیّ و قائم ہے مہدی بھی وہی ہے اور ہادی بھی وہی ہے، اُس کی یہ خوبیاں مخفی ہوتی ہیں اور وہ لوگوں کی نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے۔ شیعہ صاحبان کے عقیدہ کے مطابق وہ لوگوں کی نگاہوں سے سُرّ مَن رَّای کے غار میں پوشیدہ ہیں۔ خرد جبرئیلِ او۔ اُس کی عقل اُس کے لئے منجانب اللہ پیغام رساں ہے۔ قندیلِ اُو۔ دوسرے اولیاء اُس کے ہی نور سے فیض پہنچاتے ہیں۔

---

[1] خوئے نیکو۔ نیک خصلت ہونا سب سے بڑی خوبی ہے۔ انبیاء۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور بندوں کے درمیان انبیاء کو واسطہ اسی لئے بنایا ہے تاکہ حاسدین کا مخلصوں سے امتیاز ہوجائے۔ کارِ خدمت گذاری اور خوش خلقی ہی کام کی چیزیں ہیں۔

[2] زانکہ۔ اگر اللہ تعالیٰ نے رسولوں کا واسطہ نہ بنایا تو حاسدوں کا حسد ظاہر نہ ہوتا۔ اللہ کو کوئی بھی اپنے برابر کا تصور کر کے حسد نہ کرتا۔ آں کسے۔ انسان کے حسد کی بنیاد یہی ہے کہ وہ دوسرے کو اپنے برابر کا سمجھتا ہے پھر اُس کی بڑائی پر حسد کرتا ہے۔

[3] پس۔ رسولوں کا سلسلہ ختم ہوجانے سے حاسدوں کے حسد کے اظہار کا موقع ختم نہیں ہوا اب اولیاء اللہ کی ذات بھی حاسدوں کو پرکھنے کی کسوٹی ہے۔ ولیِ قائم۔ قطب الاقطاب جو تمام عوام پر فرمانروا ہوتا ہے اور بقاءِ عالم اُسکی بقا سے ہے۔ ہر کرا۔ اچھی عادت والے اُسکی اتباع کر کے نجات حاصل کرلیں گے تنگ مزاج محروم رہیں گے۔ امامِ حیّ و قائم۔ شیعہ حضرات بارھویں امام محمد مہدیؓ کو زندہ اور قائم مانتے ہیں چونکہ اُن کے نزدیک امام صرف اہلِ بیت میں سے ہی ہوسکتا ہے مولانا فرماتے ہیں کہ امام کے لئے نسلی کوئی خصوصیت نہیں ہے ہر دور کا قطب الاقطاب

[1] وآنکہ زیں قندیل کم مشکوٰۃِ ماست
اور جو اُس قندیل سے کم (درجہ کا) ہے وہ ہمارا طاقچہ ہے
نور را در مرتبہ ترتیبہاست
مرتبہ میں نور کی ترتیبیں ہیں

زانکہ ہفصد پردہ دارد نورِ حق
اسلئے کہ اللہ (تعالیٰ) کا نور سات سو پردے رکھتا ہے
پردہائے نور داں چندیں طبق
تو ان مراتب کو نور کے پردے سمجھ

از پسِ ہر پردہ قومے را مقام
ہر پردے کے پیچھے ایک جماعت کا مقام ہے
صف صف اند ایں پردہاشاں تا امام
اُن کے یہ پردے امام تک صف بہ صف ہیں

[2] اہلِ صفِ آخریں از ضُعفِ خویش
آخری صف والے، اپنی کمزوری کی وجہ سے
چشمِ شاں طاقت ندارد نورِ بیش
اُنکی آنکھ زیادہ چمک کی طاقت نہیں رکھتی ہے

واں صفِ پیش از ضعیفیِ بصر
اگلی صف، نگاہ کی کمزوری کی وجہ سے
تاب نارد از شعاعِ بیش تر
زیادہ چمک کی طاقت نہیں رکھتی ہے

روشنی کو حیاتِ اول ست
وہ روشنی جو پہلی (صف) کی زندگی ہے
رنج جان و فتنۂ ایں احول ست
اِس کمزور آنکھ والے کی جان کیلئے مصیبت و آفت ہے

احولیہا اندک اندک کم شود
اِس کی کمزوری تھوڑی تھوڑی کم ہوتی ہے
چوں ز ہفصد بگذرد او یم شود
جب سات سو پردوں سے گزر جاتا ہے "میں وہ ہوں" ہوجاتا ہے

[3] آتشے کاصلاحِ آہن یا زرست
وہ آنچ جو لوہے یا سونے کی (باعثِ) اصلاح ہے
کے صلاحِ آبی و سیبِ ترست
تازہ سیب اور بہی کی (باعثِ) اصلاح کب ہے؟

سیب و آبی خامیٔ دارد خفیف
سیب اور بہی تھوڑا سا کچاپن رکھتے ہیں
نے چو آہن تابشے خواہد لطیف
لوہے جیسا نہیں، (اسلئے) ہلکی گرمی چاہتے ہیں

لیکن آہن را لطیف آں شعلہاست
لیکن لوہے کے لئے وہ شعلے ہلکے ہیں
کو جذوبِ تابشِ آں اژدہاست
کیونکہ وہ گرمی کے اُن اژدہوں کو خوب جذب کرنے والا ہے

ہست آں آہن فقیرِ سخت کش
سختی کو برداشت کرنے والا درویش وہ لوہا ہے
زیرِ پُتک و آتش ست اُو سرخ و خوش
ہتھوڑے اور آگ کے نیچے وہ سرخ اور خوش ہے

حاجبِ آتش بود بے واسطہ
وہ بلا واسطہ آگ کی روک بنتا ہے
در دلِ آتش رود بے رابطہ
بغیر کسی ذریعہ آگ کے درمیان گھس جاتا ہے

شعلے۔ فقیرِ سخت کش۔ وہ درویش جو مجاہدات کی بھٹی میں تپتا ہے اس کی حالت لوہے کی طرح ہے۔
حاجب۔ وہ اُس آگ کو براہِ راست بدن پہ لے لیتا ہے۔

[1] وآنکہ۔ قُطب الاقطاب نور ہے جو اولیاء اُس سے مُستفید ہیں وہ بمنزلہ قندیلوں کے ہیں دیگر بزرگ جو اُن اولیاء سے منور ہیں اُن کی مثال طاقچہ کی سی ہے جو قندیل سے منور ہوتا ہے۔ ہفصد۔ یعنی بہت سے طبق۔ یعنی اولیاء کے طبقات۔ از پس۔ اولیاء کے مختلف طبقات ہیں جو قطب الاقطاب پر جاکر ختم ہوجاتے ہیں۔

[2] اہلِ صف۔ آخری صف والے زیادہ تجلی کے متحمل نہیں ہوسکتے ہیں۔ صفِ پیش یعنی آخری صف سے اگلی صف والے۔ شعاع۔ یعنی نورِ خداوندی۔ حیاتِ اول۔ یعنی وہ تجلی جو صفِ اول کے لئے باعثِ حیات ہے۔ احول۔ بھینگا، کمزور نگاہ والا۔ احولیہا۔ دوسرے تیسرے درجہ کے اولیاء بھی مجاہدات کے ذریعہ ترقی کرکے اور حجابات طے کرکے عارفِ کامل بن جاتے ہیں۔ او یم۔ میں وہ ہوں، وحدت کی طرف اشارہ ہے۔

[3] آتشے۔ یعنی جس طرح محسوسات میں ہر آگ کو ہر چیز برداشت نہیں کرسکتی اسی طرح ہر تجلی کا ہر شخص متحمل نہیں ہوسکتا ہے۔ اگر وہ آنچ جو لوہے کیلئے مفید ہے سبزی پر ڈال دی جائے تو وہ جل کر خاک ہوجائیگی۔ آبی۔ بہی۔ آں شعلہا۔ جو سخت آنچ لوہے کیلئے درکار ہے لوہے کے لئے وہی لطیف ہے۔ اژدہا یعنی

بے حجابے آب و فرزندانِ آب[1] — پختگی ز آتش نیابند و خطاب
پانی اور پانی کی پیداوار بغیر آڑ کے — آگ سے نہیں پکتی ہے اور نام نہیں پاتی ہے

واسطہ دیگے بُود یا تابۂ — ہمچو پارا در روش پا تابۂ
دیگ کا واسطہ ہو، یا توے کا — جس طرح چلنے میں پیر کے لئے جوتا

یا مکانے در میاں تا آں ہوا — میشود سوزاں و می آرد نما
یا درمیان میں الگ جگہ ہو تاکہ وہ ہوا — گرم ہو، اور بڑھائے

پس فقیر آنست کُو بے واسطہ ست — شعلہا را با وجودش رابطہ ست
درویش وہ ہے جو بغیر واسطہ کے ہے — شعلوں کو اُس کی وجود سے تعلق ہے

پس دلِ عالم ویست ایرا کہ تن — می رسد از واسطہ ایں دل بفن
وہ درویش عالَم کیلئے (بمنزلہ) دل ہے کیونکہ جسم — اسی دل کے واسطے سے فن (ہنر) تک پہنچتا ہے

دل نباشد تن چہ داند گفتگو — دل نہ جوید تن چہ داند جستجو
اگر دل نہ ہو جسم گفتگو کیا جانے؟ — دل جستجو نہ کرے تو جسم جستجو کرنا کیا جانے؟

پس نظرگاہِ شعاع آں آہن ست — پس نظرگاہِ خدا دل نے تن ست
لہٰذا شعلے کا منظورِ نظر، لوہا ہے — خدا کا منظورِ نظر دل ہے، نہ کہ جسم

باز ایں دلہائے جزوی چوں تن ست — بادلِ صاحبدلے کو معدن ست
پھر یہ جزوی دل جسم کی طرح ہیں — صاحبِ دل کے دل کے مقابلے میں جو کان ہے

بس مثال و شرح خواہد[2] ایں کلام — لیک ترسم تا نہ لغزد فہم عام
یہ کلام بہت سی مثالیں اور شرح چاہتا ہے — لیکن میں ڈرتا ہوں کہ عوام کی سمجھ لغزش نہ کھا جائے

تا نہ گردد نیکوئیِ ما بدی — ایں کہ گفتم ہم نہ بُد جز بیخودی
تاکہ ہماری نیکی، بدی نہ بن جائے — یہ بھی جو کچھ میں نے کہہ دیا سوائے بیخودی کے نہ تھا

پائے کژ را کفشِ کژ بہتر بُود — مر گدا را دستگہ بر در بُود
ٹیڑھے پیر کے لئے ٹیڑھا جوتا بہتر ہوتا ہے — گداگر کی جگہ دروازے پر ہوتی ہے

امتحانِ[3] بادشاہ بآں دو غلام کہ نو خریدہ بُود
بادشاہ کا اُن دو غلاموں کا امتحان کرنا جن کو نیا خریدا تھا

بادشاہے دو غلام ارزاں خرید — تا یکے زاں دو سخن گفت و شنید
ایک بادشاہ نے دو سستے غلام خریدے — ان دونوں میں سے ایک سے بات کہی اور سُنی

---

[1] فرزندانِ آب۔ پانی کی پیداوار۔ خطاب۔ یعنی ان کو خشکا روٹی، پلاؤ وغیرہ نہیں کہا جاتا۔ تابہ۔ توا۔ آٹا جب توے کے واسطے سے آگ پر پکے گا تب اُس کو روٹی کہا جائیگا۔ پاتابہ۔ جوتہ جتا۔ گرم ہوا سے درخت وغیرہ نشوونما پاتے ہیں۔ پس فقیر۔ عارفِ کامل براہِ راست کسبِ فیض کرتا ہے۔ ویست۔ قطبُ الاقطاب عالَم کے لئے بمنزلہ دل کے ہے۔ دل نباشد۔ جسم کے سارے کمالات دل کی وجہ سے ہیں۔ نظرگاہِ خدا دل خدا کا منظورِ نظر قطبُ الاقطاب ہوتا ہے۔ دلہائے جزوی یعنی اُس دور کے دیگر اولیاء۔ بادلِ صاحب دلے۔ قطبُ الاقطاب دیگر اولیاء کو فیض پہنچاتا ہے۔

[2] ایں کلام۔ اولیاء کے مراتب کی وضاحت کے لئے مفصل کلام درکار ہے جس کا مآل وحدت الوجود کا مسئلہ ہے جو عوام کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ تا نہ گردد۔ نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق نہ ہو جائے۔ پائے کژ۔ عوام کے ذہن کے مطابق عوام سے بات کرنی چاہیئے، باریک مسائل اُن کے سامنے بیان کرنا مناسب نہیں ہے۔ مر گدا را۔ فقیر دروازے پر سے بھیک مانگے گا تو کچھ مل جائیگا گھر میں گھسے گا تو گت بن جائے گی۔

[3] امتحان پہلے کہا گیا تھا کہ ہر شخص کے مناسب حال اس سے بات کرنی چاہیئے اسی ذیل میں یہ حکایت ہے۔ ارزاں سستی چیز کو خریدتے وقت زیادہ نہیں پرکھا جاتا ہے اسلئے بادشاہ نے خریدنے کے بعد انکو آزمایا۔

یافتش زیرک دل و شیریں جواب
اُس نے اُس کو ذہین اور شیریں جواب پایا
از لبِ[۱۱] شکّر چہ زاید شکّر آب
حسین ہونٹوں سے کیا ٹپکتا ہے؟ شربت

آدمی مخفیست در زیرِ زباں
انسان زبان میں پوشیدہ ہے
ایں زباں پردہ است بر درگاہِ جاں
یہ زبان جان کے دربار کا پردہ ہے

چونکہ بادے پردہ را در ہم کشید
جب ہوا نے پردہ ہٹا دیا
سرِّ صحنِ خانہ شُد بر ما پدید
گھر کے صحن کا راز ہم پر کھُل گیا

کاندراں خانہ گہر[۱۲] یا گندم ست
کہ اُس گھر میں موتی ہیں، یا گیہوں
گنجِ زر یا جملہ مار و کژدم ست
سونے کا خزانہ ہے یا سب سانپ اور بچھو ہیں

یا درو گنجست و مارے برکراں
یا اُس میں خزانہ ہے اور کنارے پر سانپ ہے
زانکہ نبود گنجِ زر بے پاسباں
اِسلئے کہ سونے کا خزانہ محافظ کے بغیر نہیں ہوتا ہے

بے تأمّل اُو سخن گفتے چناں
وہ بے تأمّل ایسی باتیں کرتا
کز پسِ پانصد تأمّل دیگراں
جو دوسرے پانچسو بار غور کرکے (کرتے)

گفتے در باطنش دریاستے
گویا اُس کے اندر ایک دریا ہے
جملہ دُر یا گوہر گویاستے
جو موتی ہی موتی ہے یا وہ (غلام) بولتا موتی ہے

نورِ ہر گوہر کزو تاباں شُدے
[۱۳] ہر موتی (بات) کا نور جو اُس سے چمکتا
حق و باطل را ازاں فرقاں شُدے
حق اور باطل اُس سے الگ الگ ہو جاتا

نورِ فرقاں فرق کردے بہرِ ما
قرآن کا نور ہمارے لئے جدا کر دیتا
ذرّہ ذرّہ حق و باطل را جُدا
حق اور باطل کے ذرّے ذرّے کو علیحدہ

نورِ گوہر نورِ چشمِ ما شُدے
موتی کا نور ہماری آنکھ کا نور ہو جاتا
ہم سوال و ہم جوابِ ما بُدے
ہمارا سوال بھی ہمارا جواب بھی ہو جاتا

چشم کژ کردی دو دیدی قرصِ ماہ
تو نے آنکھ کو ٹیڑھا کر لیا، چاند کی ٹکیا کو دو دیکھا
چوں سوال ست ایں نظر در اشتباہ
اِشتباہ (کے معاملہ) میں یہ ٹیڑھی نظر سوال (اعتراض) جیسی ہے

راست گرداں چشم را در ماہتاب
چاند (کو دیکھنے) میں اپنی آنکھ سیدھی کرلے
تا یکے بینی تو مہ را اِنک جواب
تاکہ تو چاند کو ایک دیکھے، یہ جواب ہے

---

[۱۱] لب شکر۔ شیریں دہن۔ زیرِ زباں۔ عربی کا مشہور محاورہ ہے۔ اَلْمَرْءُ مَخْبُوْءٌ تَحْتَ لِسَانِہٖ آدمی اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے چونکہ۔ جب آدمی بول پڑا تو زبان کا پردہ ہٹ گیا۔ صحن خانہ یعنی انسان کا باطن۔

[۱۲] گہر۔ یعنی اچھی خصلتیں۔ گندم۔ یعنی معمولی خصلتیں۔ مار و کژدم۔ یعنی بُری خصلتیں۔ یا درو۔ یعنی اُس میں اچھی اور بُری دونوں خصلتیں ہیں۔ زانکہ۔ عموماً اچھوں میں بھی کوئی نہ کوئی عیب ہوتا ہی ہے۔ بے تأمّل۔ وہ برجستہ ایسی بات کہتا تھا کہ دوسرا سینکڑوں بار سوچ کر بھی نہ کہہ سکے۔ تاباں۔ چمکنے والا۔ فرقاں۔ الگ الگ نظر آنا

[۱۳] نورِ فرقاں۔ پہلے اشعار میں مولانا نے اُس غلام کی باتوں کے بارے میں فرمایا کہ اُس سے حق و باطل میں اِمتیاز ہو جاتا تھا اِس پر شبہ ہوا کہ یہ صفت تو قرآن میں بھی نہیں ہے ورنہ دنیا میں کوئی گمراہ نہ رہتا۔ اِن اشعار میں مولانا نے اِس شبہ کا جواب دیا ہے کہ بیشک قرآن میں اپنی جگہ یہی خوبی ہے لیکن دیکھنے والے کی آنکھ کی کجی بیچ میں آڑے آجاتی ہے۔ فرقان۔ کلام اللہ کا نام ہے چونکہ وہ حق و باطل میں اِمتیاز پیدا کر دیتا ہے۔ گوہر۔ یعنی قرآن کی آیتیں۔ ہم سوال۔ جو شبہ پیدا ہوتا اُس کا جواب خود قرآن میں مِل جاتا۔ چشمِ کژ۔ بھینگے کو صحیح حقیقت نظر نہیں آتی ہے۔ اِنک جواب۔ جواب یہی ہے کہ تو اپنی نظر کو صحیح کرلے قرآن کی فرقانیت واضح ہو جائے گی۔

فکرتت را راست کن نیکو نگر — ہست[ف۱] ہم نور و شعاعِ آں گہر

اپنی فکر کو سیدھا کر لے، اچھی طرح دیکھ — وہ بھی اسی موتی کا نور اور شعاع ہے

ہر جوابے کاں ز گوش آید بدل — چشم گفت از من شنو آں را بہل

جو جواب کان کے ذریعہ سے دل میں پہنچتا ہے — چشمِ (بصیرت) کہتی ہے مجھ سے سُن، اُس کو چھوڑ

گوش دلّالست و چشم اہلِ وصال — چشم صاحب حال و گوش اصحابِ قال

کان (تو) دلّال ہے اور چشم (بصیرت خود) صاحبِ وصل ہے — چشم (بصیرت) صاحبِ حال ہے اور کان زبانی بات کرنے والوں میں سے ہے

در شنیدِ[ف۲] گوش تبدیلِ صفات — در عیانِ دیدہا تبدیلِ ذات

کان سے سننے میں صفات کی تبدیلی ہے — مشاہدوں سے ذات کی تبدیلی ہے

ز آتش ار علمت یقیں شد لے سخن — پختگی جُو در یقیں منزل مکُن

بلاشبہ اگر آگ کا تجھے علم الیقین ہو گیا ہے — یقین میں پختگی طلب کر، ٹکاؤ نہ کر

تا نسوزی نیست آں عین الیقیں — ایں یقیں خواہی در آتش نشیں

جب تک آگ تجھے جلا نہ دے عین الیقین نہیں ہے — تو یہ یقین چاہتا ہے، تو آگ میں بیٹھ

گوش چوں ناقد بود دیدہ شود — ورنہ قُل در گوش پیچیدہ شود

کان اگر پرکھنے والا ہو تو چشمِ (بصیرت) بن جاتا ہے — ورنہ بات کان میں لپٹ (کر رہ) جاتی ہے

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد — تا کہ شہ با آں غلامانش چہ کرد

یہ بات انتہا نہیں رکھتی ہے، واپس لوٹ — دیکھ، بادشاہ نے اپنے غلاموں سے کیا کیا؟

رواں کردن بادشاہ یکے را ازاں دو غلام و ازیں دیگر حال پرسیدن

بادشاہ کا اُن دو غلاموں میں سے ایک کو روانہ کر دینا اور دوسرے سے حالات دریافت کرنا

آں غلامک[ف۳] را چو دید اہلِ ذکا — آں دگر را کرد اشارت کہ بیا

جب اُس (شاہ) نے اُس پیارے غلام کو ذہین سمجھا — دوسرے کو اشارہ کیا کہ آجا

کافِ رحمت گفتمش تصغیر نیست — جد چو گوید طفلکم تحقیر نیست

میں نے (غلامک میں) کاف محبت کیلئے بولا ہے تحقیر کا — دادا جب میرا بچو نگڑا کہتا ہے تو تحقیر نہیں ہے

چوں بیامد آں دوم در پیشِ شاہ — بود او گندہ دہاں دنداں سیاہ

جب وہ دوسرا بادشاہ کے سامنے آیا — وہ گندہ دہن اور کالے دانتوں والا تھا

ف۱ ہست۔ صحیح فکر خدا کی دین ہے۔ گہر۔ یعنی ذاتِ باری۔ ہر جوابے۔ کسی شبہ کا حقیقی جواب صحیح فکر سے حاصل ہوتا ہے۔ دوسروں کا جواب سُن لینے سے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ گوش۔ سنی سنائی بات اور صحیح فکر سے حاصل شدہ بات میں وہی نسبت ہے جو ایک دلال اور محبوبہ میں ہے۔ صاحبِ حال۔ جو کسی کیفیت میں خود مبتلا ہو۔ اصحابِ قال۔ وہ لوگ جنھوں نے اُس کیفیت کو دوسروں سے سُنا ہو۔

ف۲ در شنید۔ کسی بُری بات کے نتیجہ کو سُن کر انسان اُس سے پرہیز کرتا ہے جس میں یہ ممکن ہوتا ہے کہ اُس بُرائی کو پھر کر بیٹھے لیکن انجام بد میں مبتلا ہو کر ایسی نصیحت حاصل ہوتی ہے کہ اُس بُرائی کا ارتکاب ممکن نہیں رہتا ہے۔ یقین۔ آگ کے جلا دینے کی اگر کوئی مخبرِ صادق خبر دے اُس سے جو یقین آگ کے جلانے پر حاصل ہوا وہ علم الیقین ہے۔ کسی کو آگ میں جلتے دیکھ کر جو اُس کے جلانے پر یقین حاصل ہو وہ عین الیقین ہے۔ خود اپنا ہاتھ آگ میں جلنے سے جو آگ کے جلانے پر یقین حاصل ہو وہ حق الیقین ہے۔ گوش۔ کان کو اگر کمال حاصل ہو جاتا ہے تو وہ بھی آنکھ کا کام کرنے لگتا ہے اور سننا بھی دیکھنے کے قائم مقام بن جاتا ہے۔

ف۳ غلامک۔ اِس میں کاف تصغیر کا ہے یعنی جس میں یہ لگایا جاتا ہے اُس کو چھوٹا کر کے ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ اب یہ چھوٹا ظاہر کرنا کبھی اُس چیز کی ذلت ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے، بندے اور پیار کے اظہار کے لئے۔

گرچه شه ناخوش شد از گفتارِ او — جستجوئے کرد ہم ز اسرارِ او[1]

بادشاہ اگرچہ اُس کی گفتگو سے (مُنہ کی بدبُو سے) ناخوش ہوا — (تاہم) اُس کے بھیدوں کی جُستجو کی

گفت با ایں شکل و گندہ دہاں — دور بنشیں مرکبِ ایں سو تر مراں

اُس (بادشاہ) نے کہا اِس شکل اور مُنہ کی بدبُو ہوتے ہوئے — پَرے ہو کر بیٹھ، سواری اِس جانب زیادہ نہ بڑھا

کہ تو زاہلِ نامہ و رُقعہ بُدی — نے جلیس و یار و ہم بُقعہ بُدی

کیونکہ تو نامہ و پیام کے لائق ہے — نہ کہ ہم نشین اور ہم مجلس دوست ہونے کے

تا علاجِ آں دہانِ تو کنیم — تو حبیب و ما طبیبِ پُرفنیم

جبتک کہ ہم تیرے مُنہ کا علاج کریں — تو پیارا ہے اور ہم ہُنرمند طبیب ہیں

بہرِ کیکے نو گلیمے سوختن — نیست لائق از تو دیدہ دوختن

ایک پسّو کی وجہ سے نئی گدڑی کو جلانا (مناسب نہیں) — (اسی طرح) تجھ سے آنکھیں بند کر لینا مناسب نہیں ہے

لیک قابل تر بُدی زاں یارِ خود — نزدِ ما آ کہ تو بہ زاں یارِ بد

لیکن تو اپنے دوست سے زیادہ قابل ہے — ہمارے پاس آجا کیونکہ تو اُس بُرے دوست سے بہتر ہے

با ہمہ بنشیں دو سہ دستاں بگو — تا بہ بینم صورتِ عقلت نکو

سب کچھ ہوتے ہوئے بیٹھ جا دو تین قصے سُنا — تاکہ میں تیری عقل کی حالت اچھی طرح دیکھ لوں

آں ذکی[2] را پس فرستاد او بکار — سوئے حمّامے کہ رو خود را بخار

پھر اُس ذہین کو اُس نے کام کیلئے بھیج دیا — حمام کی جانب کہ جا اپنے آپ کو مل دَل

ویں دگر را گفت تو چہ زیرکی — صد غلامی در حقیقت نے یکی

اُس دوسرے سے کہا تو کتنا سمجھدار ہے — درحقیقت تو سَو غلام (کی برابر) ہے نہ کہ ایک کے

آں نہ کاں خواجہ تاشِ تو نمود — از تو ما را سرد کرد آں حسود

تو ایسا نہیں ہے جیسا کہ تیرے ساتھی نے ظاہر کیا — اُس حاسد نے ہمیں تجھ سے برگشتہ کیا ہے

گفت کو دزد و کژ ست و کژ نشیں — حیز و نامرد و چناں ست و چنیں

اُس نے کہا ہے کہ وہ (تو) چور اور بد چلن ہے اور بد صحبت (ہے) — کم ہمت (ہے) اور نامرد ہے) اور ایسا ہے اور ویسا (ہے)

گفت[3] پیوستہ بُدست او راست گو — راست گوئے من ندیدستم چو او

اُس نے کہا، وہ ہمیشہ سے سچا ہے — اُس جیسا سچا میں نے نہیں دیکھا

راستی و نیک خوئی و حیا — حلم و دینداری و احسان و سخا

سیدھا پن، اور نیک خصلتی اور شرم — بُردباری، اور دینداری اور احسان اور سخاوت

---

[1] اسرار۔ بھید۔ مرکب یعنی دُور تو بیٹھ لیکن اِس قدر دُور نہیں کہ بات ہی نہ سُن سکے۔ کہ تو۔ چونکہ تو گندہ دہن ہے اس لئے تو ہم مجلس تو نہ بنے گا لیکن تجھ سے نامہ و پیام کا کام لیا جائیگا یا تجھ سے آمنے سامنے بات نہ کی جائیگی بلکہ نامہ و پیام کے ذریعہ تجھ سے کام لیا جائیگا۔ بہرِ کیکے۔ جس طرح ایک پسّو کی وجہ سے گدڑی جلا دینا حماقت ہے اِسی طرح محض گندہ دہنی کی وجہ سے تجھ سے جدائی مناسب نہیں ہے۔ لیک۔ چونکہ راز معلوم کرنا تھا اِس لئے اِس طرح کی گفتگو شروع کی۔ یارِ بد۔ یعنی دوسرا غلام۔ با ہمہ۔ یعنی گندہ دہنی وغیرہ کے ہوتے ہوئے۔ دستاں۔ داستان۔

[2] ذکی۔ ذہین، روشن طبع۔ بخار۔ یعنی بدن مل کر غسل کرلے۔ زیرکی۔ زیرک ہستی۔ غلامی۔ غلام ہستی۔ یکی۔ یک ہستی۔ خواجہ تاش۔ آقا شریک ہم نوکراں۔ برگشتہ بنانا۔ کژ۔ ٹیڑھا، بدچلن۔ کژ نشیں۔ آوارہ، بدصحبت۔ حیز۔ مخنث، نامرد۔

[3] گفت۔ یعنی مخاطب بدصورت غلام نے جواب میں کہا۔ بُدست۔ بودہ است۔ راستی۔ سچائی۔ حیا۔ شرم۔ حلم۔ بُردباری۔

راستی[۱] گوئی در نہادش خلقتست — **ہر چہ گوید من نگویم تہمت ست**
(اور) سچائی اس کے مزاج میں پیدائشی ہے — وہ جو کچھ کہتا ہے میں نہیں کہتا ہوں کہ (وہ) تہمت ہے

کژ ندانم آں نکو اندیش را — **مُتّہم دارم وجودِ خویش را**
میں اس نیک خیال کو ٹیڑھا نہیں سمجھتا ہوں — اپنے آپ کو ملزم ٹھہراتا ہوں

باشد او در من بہ بیند عیبہا — **من نہ بینم در وجودِ خود شہا**
ہو سکتا ہے کہ وہ مجھ میں عیبوں کو دیکھتا ہو — اے بادشاہ! میں اپنے اندر نہیں دیکھتا ہوں

ہر کسے گر عیبِ خود دیدے ز پیش — **کے بُدے فارغ وے از اصلاحِ خویش**
ہر شخص اگر پیشگی اپنا عیب دیکھ لیتا — اپنی اصلاح سے کب فارغ ہوتا؟

غافل اند ایں خلق از خود اے پدر — **لاجرم گویند عیبِ ہمدگر**
اے بابا! یہ لوگ اپنے آپ سے غافل ہیں — لامحالہ ایک دوسرے کے عیب بیان کرتے ہیں

من نہ بینم روئے خود را اے شمن[۲] — **من بہ بینم روئے تو تو روئے من**
اے صورت پرست! اپنا چہرہ نہیں دیکھتا ہوں — میں تیرا چہرہ دیکھتا ہوں، تو میرا چہرہ

آں کسے کہ او بہ بیند روئے خویش — **نورِ او از نورِ خلقاں ست بیش**
جو شخص اپنا چہرہ دیکھتا ہے — اس کا نور لوگوں کے نور سے بڑھا ہوا ہے

گر بمیرد نورِ او باقی بود — **زاں کہ دیدش دیدِ خلاقی بود**
اگر وہ مر (بھی) جائے اس کا نور باقی رہتا ہے — کیونکہ اس کی نظر خدائی نظر ہوتی ہے

نورِ حسی نبود آں نورے کہ او — **روئے خود محسوس بیند پیشِ رو**
وہ نورِ حسی نہیں ہوتا جو کہ وہ — اپنے چہرے کو آمنے سامنے محسوس کرے

گفت[۳] تو ہم عیبِ او گو مو بمو — **آنچناں کہ گفت او از عیبِ تو**
(اس نے کہا)، تو بھی اسکے عیب ایک ایک کرکے کہہ دے — جس طرح اس نے تیرے عیب کہے ہیں

تا بدانم کہ تو غمخوارِ منی — **کدخدائے مملکت یارِ منی**
تاکہ میں سمجھ جاؤں کہ تو میرا غمخوار ہے — سلطنت کا منتظم اور میرا دوست ہے

گفت اے شہ من بگویم عیبہاش — **گرچہ ہست او مرا خوش خواجہ تاش**
اس (غلام) نے کہا اے شاہ! میں اسکے عیب بیان کروں گا — اگرچہ وہ میرا اچھا ساتھی ہے

عیبِ او مہر و وفا و مردمی — **خوئے او صدق و ذکا و ہمدمی**
اس کا عیب محبت اور وفاداری اور انسانیت ہے — اسکی خصلت سچائی اور ذہانت اور ہمدردی ہے

---

۱ راستی گوئی - سچ بولنا۔ نہاد - طبیعت۔ ہر چہ گوید - وہ جو کچھ بھی میرے بارے میں کہتا ہے۔ مُتّہم - تہمت زدہ، بدنام۔ باشد - ہو سکتا ہے، ممکن ہے۔ شہا - اے شاہ۔ ہر کسے - یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ بُدے - بودے۔ لاجرم - لامحالہ۔

۲ شمن - بت پرست، عابد۔ مردی - مُتّہ، یعنی عیب۔ خلقاں - مخلوق۔ باقی بود - خدائی نور باقی رہنے والا ہے۔ روئے خود - اپنے عیوب اس کو ایسے صاف نظر آتے ہیں جیسا کہ دوسرے کے۔

۳ گفت - یعنی بادشاہ نے اسے ابھار کر دوسرے غلام کی بابت پوچھا۔ کدخدا - مہتمم، منتظم۔ مملکت - سلطنت۔ عیبِ او - یہ اس طریقہ پر تعریف ہے جو بظاہر عیب جوئی ہے۔ مردمی - انسانیت۔ ذکا - ذہانت۔ ہمدمی - غمخواری۔

کمترین عیبش جوانمردی و داد[1] — آں جوانمردی کہ جاں راہم بداد

اُس کا سب سے چھوٹا عیب، سخاوت اور بخشش ہے — ایسی سخاوت جو جان بھی بخش دے

صد ہزاراں جان خدا کردہ پدید — چہ جوانمردی بود کاں را ندید

خدا نے لاکھوں جانیں پیدا فرمائی ہیں — جس نے انکو نہ دیکھا اُس (جان کی) سخاوت کیا ہوگی

ور بدیدے کے بجاں بخلش بدے[2] — بہر یک جاں کے چنیں غمگیں شدے

اگر (اُن جانوں کو) دیکھ لیتا (اپنی) جان پر کب بخل کرتا؟ — (اپنی) ایک جان کی وجہ سے کب ایسا غمگین ہوتا؟

بر لبِ جو بخلِ آب آں را بود — کو ز جوئے آب نابینا بود

نہر کے کنارے پر پانی کا بخل اُس میں ہوگا — جو نہر کے پانی سے اندھا ہوگا

گفت پیغمبرؐ کہ ہر کس از یقیں — داند او پاداشِ خود در یوم دیں

پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے کہ جو شخص یقینی طور پر — قیامت کے دن کے اپنے بدلے کو جان لے گا

ق ہر یکے را دہ عوض می آیدش — ہر زماں جُودے دگر گوں زایدش

کہ اُس کو ایک کے بدلے میں دس ملیں گے — اُس سے ہر وقت نئی قسم کی سخاوت صادر ہوگی

جُودِ جملہ از عوضہا دیدن ست — پس عوض دیدن ضدِ ترسیدن ست

سب کی سخاوت بدلوں کو دیکھ لینے کی وجہ سے ہے — بدلے کو دیکھ لینا (فقر سے) ڈرنے کی ضد ہے

بخل[3] نادیدن بود اعواض را — شاد دارد دیدِ دُر غواص را

بدلوں کو نہ دیکھنا بخل (کا سبب) ہوتا ہے — موتی کی دید، غوطہ خور کو خوش رکھتی ہے

پس بعالم ہیچکس نبود بخیل — زانکہ کس چیزے نبازد بے بدیل

(اگر بدلے کی دید ہر شخص کو حاصل ہو جائے) تو دنیا میں کوئی بخیل نہ ہو — اِس لئے کہ بدلے کے بغیر کوئی کچھ نہیں دیتا ہے

پس سخا از چشم آمد نے ز دست — دید دارد کار جز بینا نرست

تو سخاوت کا تعلق آنکھ سے ہوا نہ کہ ہاتھ سے — معاملہ دیکھنے پر ٹھہرا دیکھ لینے والے کے سوا کسی نے بخل سے نجات حاصل نہ کی

عیب دیگر آنکہ خود بیں نیست او — ہست در ہستی خود او عیب جو

(اُس غلام میں) دوسرا عیب یہ ہے کہ وہ خود بیں نہیں ہے — وہ اپنے اندر عیوب کو تلاش کرنے والا ہے

عیب گوی و عیب جوی خود بدست — باہمہ نیکو و با خود بد بدست

وہ خود اپنا عیب گو اور عیب جو ہے — سب کیساتھ بھلا اور اپنے لئے بُرا ہے

---

[1] جوانمردی۔ شجاعت، سخاوت۔ داد۔ بخشش۔ آں جوانمردی۔ سخاوت کا انتہائی درجہ ہے کہ اپنی جان بھی ضرورت مند کو دیدے۔ صد ہزاراں۔ اِس شعر کا ایک مطلب تو وہ ہے جو ترجمہ سے ظاہر ہے کہ جان دینے اور شہادت کا شوق اُس شخص کو ہوگا جس کے مدِ نظر وہ جانیں ہوں گی جو اُس ایک جان کو اللہ کے راستہ میں لٹا دینے سے حاصل ہونگی دوسرا مطلب بعض صاحبان نے یہ لکھا کہ بدلے میں جو جانیں ملیں گی وہ مدِ نظر نہ ہوں بلکہ صرف مولیٰ کی رضا مدِ نظر ہو تو اِس صورت میں دوسرے مصرع کا ترجمہ یہ ہوگا۔ وہ سخاوت کیا ہی اعلیٰ ہے جس میں بدلے کی جانیں پیشِ نظر نہ ہوں۔ اِن دونوں مطلبوں کے اعتبار سے آئندہ چند شعروں کا مطلب بیان کرنا ہوگا۔

[2] ور بدیدے۔ اگر ایک جان کے بدلے میں بہت سی ابدی جانیں مل جانے کا یقین ہو تو جان دینے میں کوئی بھی بخل نہ کرے۔ بر لبِ جو۔ نہر کے کنارے پر پانی پر وہی بخل کرے گا جو نہر کا پانی نہ دیکھ رہا ہو۔ پاداش۔ جزا، بدلہ۔ یوم دین۔ بدلہ کا دن، روز قیامت۔ ہر یکے۔ حدیث شریف ہے کُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ بِعَشْرَةِ اَمْثَالِهَا۔ انسانوں کو ہر عمل کا بدلا دس گنا ملیگا "ترسیدن۔

شیطان فقر سے ڈرا کر سخاوت سے روکتا ہے۔ [3] بخل۔ انسان بخل جب ہی کرتا ہے جبکہ آخرت کے بدلوں پر اسکو عین الیقین نہ ہو۔ اعواض۔ عوض کی جمع بدلہ۔ غواص۔ غوطہ خور۔ از چشم۔ بدلہ کا عین الیقین سخاوت کا سبب ہے۔ نے ز دست۔ ہاتھ محض آلۂ کار ہے۔ نرست۔ بخل سے وہی چھٹکارا پائیگا جسکو بدلہ نظر آرہا ہو۔ بدست۔ بودہ است۔

ماہ بحر جس سے انسان بخیل نظر آتا ہے۔ آنکہ خود بیں نیست۔ خود عیب نہیں ہے

گفت شہ جلدی مکن در مدحِ یار — **مدحِ[1] خود در ضمنِ مدحِ اُو میار**

بادشاہ نے کہا دوست کی تعریف میں جلدی نہ کر — اُس کی تعریف کے ضمن میں خود ستائی نہ کر

زانکہ من در امتحاں آرم ورا — **شرمساری آیدت در ماجرا**

اِس لئے کہ میں اُس کو آزماؤں گا — (اِس) قصہ میں تجھے شرمندگی ہوگی

قسمِ غلام در صدق و وفائے یارِ خود از طہارتِ ظنِّ خود نزدیکِ شاہ

بادشاہ کے سامنے غلام کا اپنے دوست کی سچائی اور وفاداری کی اپنے گمان اور پاکیزگی کی وجہ سے قسم کھانا

گفت[2] لے وَاللہِ بِاللہِ العظیم — **مَالِکِ المُلکِ و رحمٰن و رحیم**

اُس (غلام) نے کہا نہیں خدا کی قسم اُس خدا کی قسم جو بزرگ ہے — سلطنت کا مالک ہے اور مہربان ہے اور رحم والا ہے

آں خدائے کہ فرستاد انبیا — **نے بحاجت بل بفضل و کبریا**

وہ خدا جس نے نبی بھیجے — مجبوری سے نہیں بلکہ (اپنی) بڑائی اور فضل سے

آں خداوندیکہ از خاکِ ذلیل — **آفرید اُو شہسوارانِ جلیل**

وہ خدا جس نے حقیر مٹی سے — بڑے بڑے (روحانی) شہسوار پیدا فرمائے

پاک شاں کرد از مزاجِ خاکیاں — **بگذرانید از تگِ افلاکیاں**

اُن کو خاکیوں کے مزاج سے پاک کر دیا — آسمان والوں کی دوڑ سے آگے کر دیا

برگرفت از نار و نورِ صاف ساخت — **وانگہ او بر جملۂ انوار تاخت**

آگ سے اُن کو علیحدہ کر دیا اور صاف نور بنایا — تب وہ (نور)، تمام نوروں سے بازی لے گیا

آں سنا[3] برقے کہ بر ارواح تافت — **تاکہ آدمؑ معرفت زاں نور یافت**

وہ روشن برق جو روحوں پر چمکی — یہانتک کہ (حضرت) آدمؑ نے اُس نور سے معرفت پائی

آں کز آدمؑ رُست و دستِ شیثؑ چید — **پس خلیفہ اش کرد آدمؑ کاں بدید**

وہ (نور)، کہ (حضرت) آدمؑ سے چھوٹا اور اُسکو حضرت شیثؑ نے چنا — جب اُس (نور) کو حضرت آدمؑ نے دیکھا تو اُن حضرت شیثؑ کو خلیفہ بنا دیا

نوحؑ از آں گوہر چو برخوردار شد — **در ہوائے بحرِ جاں دُربار شد**

جب حضرت نوحؑ اُس موتی (نور) سے نفع اندوز ہوئے — جان کے سمندر کے تموج سے موتی برسانے لگے

جانِ ابراہیمؑ از آں انوار زفت — **بے حذر در شعلہائے نار رفت**

انہی عالیقدر نوروں کی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ کی جان — بلا جھجک آگ کے شعلوں میں گھس گئی

---

[1] مدحِ خود - انسان بسا اوقات دوسروں کی تعریف اس لئے کرتا ہے کہ لوگ اُسکی نیکی کے قائل ہو جائیں۔ ماجرا۔ جو ہوا واقعہ۔

[2] گفت لے یعنی جو میں تعریف کرتا ہوں غلط نہیں ہے۔ واللہ۔ یہاں سے قسم شروع ہوتی ہے اور سینتالیس[47] شعروں تک قسم کا ہی مضمون ہے اور اڑتالیسویں[48] شعر "کر درصفاتِ خواجہ تاش" جوابِ قسم ہے۔ نے بحاجت یعنی خدا انبیا کو بھیجنے میں مجبور نہ تھا بلکہ انبیا کی رسالت بھی اُس کا کرم ہے۔ شہسواراں یعنی انبیا اور اولیا۔ خاکیاں عنصری مخلوق۔ تگ۔ رفتار۔ افلاکیاں آسمانی مخلوق۔ نار۔ آگ۔ بر۔ خلاق۔ تاخت۔ چڑھ دوڑا۔

[3] سنا۔ روشنی۔ حدیث شریف میں ہے کہ ازل میں اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں کو جمع کر کے اُنپر نور برسایا جس پر وہ نور پڑ گیا وہ ہدایت پا گیا جس پر نہ پڑا وہ گمراہ ہو گیا۔ معرفت۔ خدائی عرفان۔ شیثؑ حضرت آدمؑ کے صاحبزادے ہیں جو حضرت آدمؑ کے بعد نبی ہوئے اور حضرت آدمؑ نے اپنی زندگی میں اُن کو اپنا جانشین بنایا۔ نوحؑ حضرت آدمؑ کی وفات کے ایک سو چالیس[140] سال بعد حضرت نوحؑ کی ولادت ہوئی جوان ہوتے ہی رسول بنا دیے گئے۔ ابراہیمؑ نمرود کا زمانہ تھا جس وقت حضرت ابراہیمؑ ستائیس[27] سال کے تھے انکو نمرود نے آگ میں جلا دینا چاہا۔

چونکہ اسماعیلؑ[1] در جویش فتاد
چونکہ (حضرت) اسماعیلؑ اُس (نور) کی نہر میں گھُسے
پیشِ دشنہ آبدارش سر نہاد
اور اُس کے تیز خنجر کے سامنے سر رکھ دیا

جانِ داؤدؑ از شعاعش گرم شد
(حضرت) داؤدؑ کی جان اُس (نور) کی شعاع سے گرم ہوئی
آہن اندر دست بافش نرم شد
لوہا اُن کے بُننے والے ہاتھ میں نرم ہوگیا

چوں سلیمانؑ بُد وصالش را رضیع
چونکہ (حضرت) سلیمانؑ اُس (نور) کے وصال سے شیر خوار تھے
دیو گشتش بندہ فرمان و مطیع
دیو (اور پری) اُن کے حکم کے غلام اور فرمانبردار ہوگئے

در قضا یعقوبؑ چوں بنہاد سر
(حضرت) یعقوبؑ نے جب (نور کے اثر سے) خدائی حکم کے آگے
چشم روشن کرد از بوئے پسر
تو بیٹے کی خوشبو سے آنکھوں کو روشن کیا

یوسفؑ[2] مہ رو چو دید آں آفتاب
چاند سے مکھڑے والے (حضرت) یوسفؑ نے جب اُس نور کا
شد چناں بیدار در تعبیرِ خواب
تو خواب کی تعبیر دینے میں بہت بیدار (مغز) ہوگئے

چوں عصا از دستِ موسیٰؑ آب خورد
جب لاٹھی (حضرت) موسیٰؑ کے ہاتھ سے سیراب ہوئی
مملکتِ فرعون را یک لقمہ کرد
فرعون کی سلطنت کو ایک لقمہ بنا لیا

جانِ جرجیسؑ از فرش چوں راز یافت
(حضرت) جرجیسؑ کی جان نے جب اُس (نور) کی عظمت
ہفت نوبت جاں فشاند و باز یافت
سات مرتبہ جان نثار کی اور پھر پالی

چونکہ زکریاؑ ز عشقش دم زدے
(حضرت) زکریاؑ نے (اُس نور کیوجہ سے) اُسکے عشق کا دم بھرا
کرد در جوفِ درختش جاں فدے
اُس کے درخت کے بیچ میں جان قربان کردی

چونکہ یونسؑ[3] جرعۂ زاں جام یافت
چونکہ (حضرت) یونسؑ نے اُس (نور کے) جام سے ایک
در درونِ ماہی او آرام یافت
مچھلی کے (پیٹ کے) اندر انھوں نے آرام کیا

چونکہ یحییٰؑ مست گشت از ذوقِ او
چونکہ (حضرت) یحییٰؑ اُس (نور) کے ذوق سے مست ہوگئے
سر بطشتِ زر نہاد از شوقِ او
اُس کے عشق میں سونے کے طشت میں سر دیدیا

چوں شعیبؑ آگاہ شد زیں ارتقا
جب (حضرت) شعیبؑ اُس (نور کیوجہ سے) عروج سے آگاہ ہوگئے
چشم را در باخت از بہرِ لقا
ملاقات کے لئے آنکھیں ہار دیں

---

[1] اسماعیلؑ۔ حضرت ابراہیمؑ کو خواب میں حکم ہوا کہ اپنے بیٹے اسماعیلؑ کی قربانی دو چنانچہ حضرت اسماعیلؑ قربان ہونے کیلئے فوراً تیار ہوگئے۔ داؤدؑ۔ حضرت شموئیلؑ اور اس دَور کے بادشاہ طالوت کے بعد بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے رسول بنائے گئے اور زبور اُن پر نازل ہوئی اُن کا معجزہ تھا کہ لوہا اُن کے ہاتھ میں موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا جس سے وہ زرہیں بناتے تھے۔ سلیمانؑ حضرت داؤدؑ کے فرزند ہیں اور اپنے والد کی طرح سلطنت اور نبوت کے جامع تھے۔ آپکی سلطنت جن اور انس پر تھی۔ رضیع۔ شیر خوار۔ دیو جن بھی فرمانبردار تھے۔ یعقوبؑ اپنے بیٹے یوسفؑ کے فراق میں اس قدر روئے کہ بینائی جاتی رہی پھر حضرت یوسفؑ کی قمیص کی خوشبو سے بینائی لوٹی۔

[2] یوسفؑ۔ حُسن اور خواب کی تعبیر میں عدیم النظیر تھے جس کا قرآن میں ذکر ہے۔ عصا۔ نباتات میں پانی زندگی کا سبب ہے خشک لکڑی حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ کی وجہ سے زندہ ہو کر سانپ بنی تو گویا اُسنے حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ سے پانی حاصل کیا۔ مملکت۔ مملکت لقمہ کرد حضرت موسیٰؑ کا معجزہ سلطنت کے زوال کا سبب بنا۔ جرجیسؑ۔ حضرت عیسیٰؑ کے حواری کے صاحبزادے اور پیغمبر ہیں ان کی قوم نے انکو کئی مرتبہ ہلاک کیا لیکن وہ زندہ ہوگئے۔ زکریاؑ۔ یہ خدا کے پیغمبر حضرت سلیمانؑ کی اولاد میں ہیں قوم نے ستایا تو انھوں نے ایک درخت میں پناہ لی جسکو قوم نے آرے سے چیر کر انکو شہید کر دیا۔

[3] یونسؑ۔ آپ نینوا میں مبعوث ہوئے، قوم کو سمجھایا انکی نافرمانی سے ناراض ہو کر اس خیال سے کہ اب انپر عذاب نازل ہوگا مع اہل و عیال کے اُس بستی سے نکل کر چلے گئے عذاب نازل نہ ہوا تو شرمندگی کیوجہ کسی اور طرف چل دیئے اسپر انپر عتاب ہوا جس کشتی میں سوار ہوئے وہ نہ چلی تو دریا میں پھینکے گئے اور مچھلی نے انکو نگل لیا۔ توبہ کی تو مچھلی کے پیٹ سے زندہ برآمد ہوئے۔ یحییٰؑ۔ مردوس نامی بادشاہ کے دَور میں مبعوث ہوئے اُسنے ایک عورت کی سازش سے انکو قتل کرایا اور سونے کے طشت میں انکا سر رکھ کر اُس عورت کو پیش کر دیا۔ شعیبؑ۔ اہل مدین اور اصحاب ایکہ کیلئے مبعوث ہوئے لیکن نافرمانی کیوجہ وہ لوگ صاحبِ اقتدار

شکر کرد ایوب[۵۱] صابر ہفت سال ۔ در بلا چوں دید آثارِ وصال
(حضرت) ایوب صابر نے (اُس نور کی بدولت) سات سال شکر ادا کیا ۔ مصیبت میں جبکہ وصال کے آثار دیکھے

خضرؑ و الیاسؑ ازیش چوں دم زدند ۔ آبِ حیواں یافتند و کم زدند
(حضرت) خضرؑ اور الیاسؑ نے جب اُس (نور) کی شراب کا گھونٹ پیا ۔ اُنھوں نے آبِ حیات پالیا اور پروا نہ کی

نردبانش عیسیٰؑ مریمؑ چو یافت ۔ بر فرازِ گنبدِ چارم شتافت
(حضرت) عیسیٰؑ ابنِ مریم نے جب اُس (نور) کی سیڑھی پالی ۔ چرخِ چہارم کی بلندی پر چڑھ گئے

چوں محمدؐ یافت آں مُلک و نعیم ۔ قرصِ مہ را کرد اندر دم دو نیم
جب (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس نور کی) وہ دولت ۔ فوراً چاند کی ٹکیہ کے دو ٹکڑے کردیئے

چوں ابوبکرؓ آیتِ توفیق شد ۔ باچناں شہ صاحب و صدیق شد
جب (حضرت) ابوبکرؓ (نور کی بدولت) توفیقِ (خداوندی) کے ۔ ایسے بادشاہ کے ساتھی اور تصدیق کرنے والے ہوئے

چوں عمرؓ شیدائے آں معشوق شد ۔ حق و باطل را زدل فاروق شد
جب (حضرت) عمرؓ اُس معشوق (نور) کے شیدا بنے ۔ دل سے حق اور باطل میں امتیاز کرنے والے ہو گئے

چونکہ عثمانؓ آں عیاں را عین گشت ۔ نورِ فائض بودہ ذوالنورین[۵۲] گشت
چونکہ (حضرت) عثمانؓ اُس (نور) مشاہدہ کی آنکھ بنے ۔ نور فیضان رساں تھا وہ ذوالنورین بن گئے

چوں ز نورش مرتضیٰؓ شد دُرفشاں ۔ گشت اُو شیرِ خدا در مرجِ جاں
جب اُسکے نور سے (حضرت علی) مرتضیٰؓ موتی برسانے والے بنے ۔ تو وہ جان کے جنگل میں شیرِ خدا ہو گئے

روشن از نورش چو سبطینؓ آمدند ۔ عرش را دُرّیں و قُرطین آمدند
چونکہ حسنین رضؓ اُس کے نور سے روشن (پیدا) ہوئے ۔ عرش کے لئے دو موتی اور دو بالے بن گئے

آں یکے[۵۳] از زہر جاں کردہ نثار ۔ واں سرافگندہ براہش مست وار
اُس ایک نے زہر سے جان نثار کردی ۔ اور اُس (دوسرے) نے مستانہ وار اُسکی راہ میں سر دیدیا

چونکہ سبطینؓ از سرش واقف بُدند ۔ گوشوارِ عرشِ ربانی شدند
چونکہ حسنینؓ اُس (نور) کے راز سے واقف تھے ۔ خدا کے عرش کے گوشوارے بن گئے

سبطِ پاکش ہم حسینؓ و ہم حسنؓ ۔ گوشوارِ عرشِ حیِّ ذوالمنن
اُن کی پاک اولاد حسینؓ بھی اور حسنؓ بھی ۔ حیّ ذوالمنن کے عرش کے گوشوارے ہیں

چوں جنیدؒ از جندِ او دید آں مدد ۔ خود مقاماتش فزوں شد از عدد
جب (حضرت) جنیدؒ نے اُس (نور) کے لشکر کی مدد دیکھی ۔ اُن کے مرتبے شمار سے (آگے) بڑھ گئے

۵۱ ایوبؑ۔ اُنکی طرح طرح سے آزمائش ہوئی۔ مال و اولاد تباہ ہوئی جسم پھوٹنے لگا لیکن اُن کے صبر و شکر میں فرق نہ آیا۔ خضرؑ و الیاسؑ: حضرت الیاسؑ بنی اسرائیل میں نبی بناکر بھیجے گئے لیکن قوم نے اُن کا کہنا نہ مانا تو حضرت الیسعؑ کو قائم مقام بناکر روپوش ہو گئے اُن کو اور حضرت خضرؑ کو روئے زمین پر زندہ مانا جاتا ہے۔ عیسیٰؑ صحیح یہ ہے کہ وہ دوسرے آسمان پر زندہ ہیں، اُن کا چوتھے آسمان پر ہونا عوام میں مشہور ہے۔ قرص۔ شق القمر کا معجزہ آنحضورؐ سے مکہ میں ظاہر ہوا۔ صاحب۔ ساتھی۔ صدّیق۔ راست گو، تصدیق کنندہ۔ فاروق۔ جُدا کرنے والا۔

۵۲ ذوالنورین۔ دو نوروں والا حضرت عثمانؓ کی شادی حضورؐ کی دو صاحبزادیوں حضرت رقیہ رضؓ اور حضرت ام کلثوم رضؓ سے یکے بعد دیگرے ہوئی، اسلئے اُن کا یہ لقب پڑا۔ مرتضیٰ۔ حضرت علی رضؓ۔ دُرفشاں۔ موتی برسانے والا۔ مرج۔ چراگاہ، جنگل۔ سبطین۔ دو بیٹے، حسن حسین رضی اللہ عنہما۔ دُرّین۔ دو موتی۔ قرطین۔ دو گوشوارے۔

۵۳ آں یکے۔ حضرت حسنؓ کو زہر دیدیا گیا جس سے اُنکی شہادت ہو گئی۔ واں۔ حضرت حسینؓ کو دشتِ کربلا میں شہید کر دیا گیا۔ جنیدؒ مشہور بزرگ ہیں تصوف میں صاحبِ تصانیف ہیں شریعت و طریقت کے جامع [illegible]

بایزیدؒ[1] اندر مزیدش راہ دید — نامِ قطب العارفین از حق شنید
(حضرت) بایزیدؒ نے اُس (نور) کی زیادتی میں راستہ پایا — خدا سے قطب العارفین کا لقب سُنا

چونکہ کرخیؒ کرخ او را شد حرس — شد خلیفہ حق و ربانی نفس
چونکہ (حضرت) کرخیؒ اُس کے کرخ کے محافظ بنے — خدا کے خلیفہ اور خدائی سانس والے بن گئے

پور ادہمؒ[2] مرکب آں سو راند شاد — گشت او سلطانِ سلطانانِ داد
ادہمؒ کے بیٹے نے خوشی سے اُس طرف سواری ہانکی — تو انصاف کے بادشاہوں کے بادشاہ بن گئے

واں شقیقؒ از شقِ آں راہِ شگرف — گشت او خورشید رائے و تیز طرف
(حضرت) شقیقؒ اُس عجب راستہ کو طے کرنیکی وجہ سے — آفتاب جیسی رائے والے اور تیز نگاہ بن گئے

شد فضیلؒ از رہزنی رہ پیرِ راہ — چوں بلحظِ لطف شد ملحوظِ شاہ
(حضرت) فضیلؒ راستہ کی رہزنی سے راہ (طریقت) کے — جب شاہ کی مہربانی سے منظورِ نظر بنے

بشر حافیؒ را مبشر شد ادب — سر نہاد اندر بیابانِ طلب
بشرِ حافیؒ کے لئے ادب بشارت دینے والا بنا — تو وہ طلب کے بیابان میں چل پڑے

چونکہ ذوالنونؒ[3] از غمش دیوانہ شد — مصرِ جاں را ہمچو شکر خانہ شد
چونکہ (حضرت) ذوالنونؒ اُس کے غم میں دیوانہ بنے — روح کی بستی کے لئے شکر خانہ جیسا بنگئے

چوں سریؒ بے سر شد اندر راہِ او — بر سریرِ سروراں شد جاہِ او
جب سریؒ اُس کے راستہ میں فنا ہو گئے — شاہوں کے تخت پر اُن کی جگہ ہو گئی

رحمت و رضوانِ حق در ہر زماں — باد بر جان و روانِ پاکِ شاں
ہر زمانہ میں اللہ (تعالیٰ) کی رضامندی اور رحمت — اُن کی پاک جان اور روح پر رہے

ق
صد ہزاراں بادشاہانِ مہاں — سرفرازانند زاں سوئے جہاں
لاکھوں بڑے بڑے شاہِ (طریقت) — جو اُس عالم کی جانب سے سرفراز ہیں

نامِ شاں از رشکِ حق پنہاں بماند — ہر گدائے نامِ شاں را بر نخواند
اُن کا نام اللہ تعالیٰ کے رشک کی وجہ سے — کسی درویش نے بھی اُن کا نام ظاہر نہ کیا

[1] بایزیدؒ۔ بسطامی کہلاتے ہیں اُن کا لقب قطب العارفین ہے۔ کرخیؒ۔ کرخ کا رہنے والا۔ کرخ بغداد یا بلخ کا ایک گاؤں ہے۔ یہ حضرت معروفؒ کا لقب ہے۔ حرس۔ نگہبان۔ چوں کہ حضرت معروفؒ مقام کرخ میں رات بھر بیداری اور گریہ زاری میں مصروف رہتے اسلئے اُن کو کرخ کا نگہبان کہا ہے۔

[2] پورِ ادہمؒ۔ ادہم کا بیٹا، یعنی حضرت ابراہیمؒ شاہی خاندان سے تھے بلخ کی سلطنت چھوڑ کر فقیری اختیار کر لی تھی۔ امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد اور جامعِ طریقت و شریعت تھے۔ شقیقؒ۔ بلخ کے رہنے والے مشہور تاجر تھے پھر سب کچھ خیرات کر کے فقیری اختیار کر لی تھی امام ابو یوسفؒ کے شاگرد تھے فضیلؒ۔ ابتدائی زندگی میں ڈاکو تھے لیکن بھیس صوفیا کا بنائے رکھتے تھے نماز باجماعت کے پابند تھے بالآخر ہدایت ملی اور اولیاء کاملین میں سے ہو گئے۔ بشرِ حافیؒ ننگے پیر رہنے والے بشر یہ بڑے عالم تھے اور پھر بہت بڑے ولی ہوگئے مبشر شد ادب بشر نے ایک کاغذ پر بسم اللہ لکھی ہوئی پڑی پائی، ادب سے اسکو اٹھایا اور خوشبو لگا کر ایک طاق میں رکھا اُن کا یہ ادب اُن کے روحانی عروج کا سبب بنا اور اولیاء کاملین میں شمار ہوئے۔

[3] ذوالنونؒ مصری مشہور بزرگ ہیں۔ ملامتیہ فرقہ میں آپ کا شمار ہے۔ سریؒ۔ بوزن علی مشہور بزرگ ہیں۔ آپ کے نام کے ساتھ سقطی بھی لگایا جاتا ہے کیونکہ آپ کباڑ فروشی بھی کرتے تھے، معروف کرخیؒ کے خلیفہ اور حضرت جنید بغدادیؒ کے ماموں ہیں۔ بے سر شد یعنی خود کو فنا کر دیا یا اپنے سر سے انانیت کو نکال دیا۔ صد ہزاراں۔ لاکھوں اولیاء اللہ کو ایسے محبوب ہیں کہ خدا رشک کی وجہ سے اُن کو مخفی رکھتا ہے اور اِس کو گوارا نہیں کرتا ہے کہ دوسرے اُنکو پہچانیں۔

حقِ آں نور و حقِ نورانیاں
قسم ہے اُس نور کی اور قسم ہے اُن نور والوں کی

کاندراں بحر اند ہمچو ماہیاں[۱]
جو اُس (نور کے) سمندر میں مچھلیوں کی طرح ہیں

بحرِ جان و جانِ بحر ار گویمش
اگر میں اُس (نور کے سمندر) کو جان کا سمندر اور سمندر کی

نیست لائق نامِ نو می جویمش
مناسب نہیں ہے، اِسکے لئے نیا نام تلاش کرونگا

حقِ آں آنے کہ این و آں ازوست
اُس ملکیت کی قسم کہ یہ اور وہ اُسی سے ہے

مغزہا نسبت بدو باشند پوست
اُسکے اعتبار سے مغز (بمنزلہ) چھلکے کے ہیں

کہ صفاتِ[۲] خواجہ تاش و یارِ من،
کہ ساتھی اور میرے یار کی خوبیاں

ہست صد چنداں کہ ایں گفتارِ من
میرے اِس بیان سے سَو گنا ہیں

آنچہ می دانم ز وصفِ آں ندیم
اُس دوست کی خوبی جو میں جانتا ہوں

باورت ناید چہ گویم اے کریم
اے صاحب کرم! میں کیا بتاؤں آپ یقین نہیں

شاہ گفت اکنوں از آنِ خود بگو
شاہ نے کہا، اب اپنی بات کہہ

چند گوئی آنِ این و آنِ او
اِس کی اور اُس کی کب تک کہے گا؟

تو چہ داری وچہ حاصل کردہٗ
تیرے پاس کیا ہے؟ اور تو نے کیا حاصل کیا ہے؟

از تگِ دریا چہ دُر آوردہٗ
دریا کی تہہ سے کیا موتی لایا ہے؟

روزِ مرگ ایں حسِّ تو باطل شود
مرتے وقت تیری یہ حِس تو بیکار ہو جائے گی

نورِ جاں داری کہ یارِ دل شود
تیرے پاس روح کا نور بھی ہے جو دل کا رفیق بنے

در لحد[۳] کیں چشم را خاک آگند
قبر میں اِس آنکھ کو مٹی بھر دے گی۔

ہست آنچہ گور را روشن کند
وہ کچھ بھی ہے جو قبر کو روشن کرے

نورِ دل از جاں بود اے یارِ غار
اے جگری دوست! دل کا نور روح سے ہوتا ہے

مُستعار آں را مداں اے مستِ عار
اے مغرور! اُس کو مانگی ہوئی چیز نہ سمجھ

آں زماں کیں دست و پایت بر دَرد
جس وقت تیرے یہ ہاتھ پیر ریزہ ریزہ ہو جائینگے

پرّ و بالت ہست تا جاں بر پَرد
بال و پر ہیں کہ روح پرواز کرے

آں زماں کیں جانِ حیوانی نماند
جس وقت یہ حیوانی روح نہ رہے گی

جانِ باقی بایدت بر جا نشاند
اُس کی جگہ باقی رہنے والی جان بٹھانی چاہیئے

شرطِ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنِ نے کردن است
"جو شخص نیکی لایا" کی شرط نیکی کرنا نہیں ہے

بل حسن را سوئے حضرت بُردن است
بلکہ نیکی کو دربار میں لے جانا ہے

۱۔ ہمچو ماہیاں۔ اولیاء کاملین کی تشبیہ مچھلیوں سے دی جاتی ہے کیونکہ جس طرح مچھلی بغیر پانی زندہ نہیں رہ سکتی اسی طرح وہ لوگ تقربِ الٰہی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے۔ نیست لائق۔ خدا کی پوری صفات اُس کا کوئی نام ظاہر نہیں کر سکتا۔ مغزہا۔ اور ملکیتیں خواہ کتنی ہی مضبوط ہوں وہ ملکیتِ خداوندی کی بہ نسبت ہیچ ہیں۔

۲۔ کہ صفات۔ یہ شعر اوپر کی قسموں کا جواب ہے۔ ندیم۔ ہم مجلس ہم پیالہ۔ باور یقین۔ کریم۔ سخی، بزرگ۔ آن۔ طرز و انداز۔ تگ۔ تہ۔ ایں حس۔ قوائے ظاہری۔ نورِ جاں یعنی قوائے باطنی۔

۳۔ لحد۔ قبر میں روشنی نیک اعمال سے ہوگی۔ پرّ و بال یعنی روحانی کمالات۔ جانِ حیوانی۔ حیوانی روح موت پر فنا ہو جاتی ہے۔ جانِ باقی۔ روحِ انسانی مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنِ۔ قرآنِ پاک میں ہے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا۔ "جو ایک نیکی لایا تو اُس کے لئے دس گنا اجر ہے۔" مولانا فرماتے ہیں کہ اِس شرطیہ جملہ میں مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ کا مطلب محض نیکی کرنا نہیں ہے بلکہ نیکی کو خدا کے دربار میں پیش کرنا ہے۔

جوہرے داری[1] ز انساں یا خری
تو انسانیت کا جوہر رکھتا ہے یا نرا گدھا ہے

ایں عرضہا کہ فنا شد چوں بری
یہ اعراض جبکہ فنا ہوگئے (انکو) کیسے لیجائیگا؟

ایں عرضہائے نماز و روزہ را
یہ نماز، روزہ عرض

چونکہ لا یبقیٰ زمانین انتفا
جبکہ دو زمانوں میں باقی نہیں رہتے ہیں، ناپید ہوگئے

نقل نتواں کرد مر اعراض را
اعراض کو منتقل نہیں کیا جاسکتا ہے

لیک از جوہر برند امراض را
ہاں (یہ اعراض)، جوہر سے امراض خارج کردیتے ہیں

تا مبدل گشت جوہر زیں عرض
ان اعراض سے جوہر میں تبدیلی ہوجاتی ہے

چوں ز پرہیزے کہ زائل شد مرض
جیسا کہ پرہیز سے مرض جاتا رہتا ہے

گشت پرہیز عرض جوہر بجہد
کوشش سے پرہیز (عرض) جوہر (کو ختم کرنیوالا) ہوگیا

شد دہان تلخ از پرہیز شہد
کڑوا منہ پرہیز سے میٹھا بن گیا

از زراعت[2] خاکہا شد سنبلہ
کھیتی کرنے سے مٹی بال بن گئی

دارو ئے مو کرد مو را سلسلہ
بالوں کی دوا نے بالوں کو بڑھا دیا

آں نکاح زن عرض بد شد فنا
عورت سے نکاح کرنا عرض تھا جو فنا ہوگیا

جوہر فرزند حاصل شد زما
فرزند جوہر، ہم سے برآمد ہوگیا

جفت کردن اسپ و اشتر را عرض
گھوڑے اور اونٹ کی جفتی کرانا عرض ہے

جوہر کرہ بزائیدن غرض
مقصود بچہ جوہر جننا ہے

ہست[3] آں بستاں نشاندن ہم عرض
باغ لگانا بھی عرض ہے

گشت جوہر میوہ اش اینک عرض
اس کا پھل جوہر بن گیا یہ مقصود ہے

ہم عرض داں کیمیا بردن بکار
کیمیاگری کو بھی عرض سمجھ

جوہرے زاں کیمیاگر شد بیار
کیمیاگر کے پاس سے جوہر دست کے پاس آگیا

صیقلی کردن عرض باشد شہا
اے شاہ! صیقل کرنا عرض ہوتا ہے

زیں عرض جوہر ہمی زاید صفا
یہ عرض جوہر میں صفائی پیدا کردیتا ہے

پس مگو کہ من عملہا کردہ ام
تو یہ نہ کہہ میں نے عمل کیے ہیں

دخل آں اعراض را بنما مرم
ان اعراض کی پیداوار دکھا، بھاگ نہیں

سے جو سونا بنتا ہے وہ جوہر اور مقصود ہے۔ صیقلی، صیقل کرنا، عرض ہے اس سے جو چیز صاف ہوجاتی ہے وہ جوہر اور مقصود ہے۔ پس گو بادشاہ کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کی عبادات وغیرہ سب اعراض ہیں جو ناقابل انتقال ہیں اور دربار خداوندی میں پیش نہیں کیجائینگی بلکہ روح پیش ہوگی جو جوہر ہے اور عبادات وغیرہ سے اس کی نشو و نما

1 جوہر: موتی، ہنر، اصطلاح میں وہ چیز جوہر کہلاتی ہے جو اپنے وجود میں کسی دوسری چیز کی محتاج نہ ہو بلکہ بالذات قائم ہو۔ خری: خر پستی۔ عرض: وہ چیز جو خود قائم نہ ہو بلکہ اپنے وجود میں کسی دوسری چیز کی محتاج ہو جیسے رنگ وغیرہ نماز و روزہ۔ حرکات اور اقوال کا مجموعہ ہے جن کا وجود آنی ہو زمانۂ وجود کے بعد دوسرے زمانہ میں اُن کا وجود نہیں رہتا ہے۔ اعراض عرض کی جمع ہے عرض ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہیں کیا جاسکتا ہے۔ جوہر: روح۔ اعراض یعنی برے اخلاق پر پرہیز عرض ہے اس کے ذریعہ امراض دور ہو جاتے ہیں اور انسان میں تبدیلی آجاتی ہے۔ وہ آپ مثلاً مریض پرہیز کرتا ہے تو منہ کی کڑواہٹ چلی جاتی ہے اور مٹھاس پیدا ہوجاتی ہے۔

2 زراعت: کھیتی کرنا عرض ہے خاکہا: زمین کی مٹی جو جوہر ہے تبدیل ہوکر اناج کی بال بن جاتی ہے۔ دارو: دوا کرنا عرض ہے مو: بال جوہر ہے جس میں درازی آئی۔ نکاح: عرض ہے جس سے بچہ جو جوہر ہے پیدا ہوا۔ جفت کردن: گھوڑے یا اونٹ کی جفتی کرانا عرض ہے۔ بچہ جوہر ہے۔

3 ہست: باغ کا لگانا عرض ہے اس کا پھل جوہر ہے جو مقصود ہے۔ ہم عرض داں۔ کیمیاگری ایک عرض ہے اس

ایں صفت کردن[۱] عرض باشد خمش
اسی طرح "کرنا" عرض ہوگا، چپ رہ
سایۂ بُز را پئے قرباں مکش
قربانی کے لئے بکری کے سایہ کو ذبح نہ کر

گفت شاہا بے قنوطِ عقل نیست
اس (غلام) نے کہا اے شاہ عقل کیلئے مایوسی کے سوا
گر تو فرمائی عرض را نقل نیست
اگر آپ یہ کہیں کہ عرض منتقل نہیں ہوتا ہے

بادشاہا جز کہ یاسِ بندہ نیست
اے شاہ! (یہ بات) بندہ کی مایوسی کے سوا کچھ نہیں ہے
ہر عرض کاں رفت باز آئندہ نیست
(کہ) ہر عرض چلا گیا واپس آنے والا نہیں ہے

گر نبودے مر عرض را نقل و حشر
اگر عرض کیلئے نقل ہونا اور جمع ہونا نہیں ہے
فعل بودے باطل و اقوال قشر
"کرنا" باطل ہوگا اور "کہنا" چھلکا ہوگا

ایں عرضہا نقل شد لونِ دگر
یہ اعراض دوسری طرح منتقل ہوں گے
حشر ہر فانی بود کونِ دگر
ہر فانی کا حشر دوسری ہستی میں ہوگا

نقل ہر چیزے بود ہم لائقش
ہر چیز کا منتقل ہونا اس کے مناسب ہوگا
لائقِ[۲] گلہ بود ہم سائقش
گلہ بان، گلہ کے مناسب ہوتا ہے

وقتِ محشر ہر عرض را صورتیست
حشر کے وقت ہر عرض کی ایک صورت ہوگی
صورتِ ہر یک عرض را نوبتیست
ہر عرض کی صورت کیلئے ایک نوبت (معین) ہے

بنگر اندر خود کہ تو بودی عرض
تو خود اپنے اندر غور کر، تو عرض تھا
جنبشِ جُفتے بہ جُفتے با غرض
ایک جوڑے کی جوڑے کیساتھ حرکت خواہش کیساتھ تھی

بنگر اندر خانہ و کاشانہا
محلوں اور گھر کو دیکھ
در مُہندس بود چوں افسانہا
انجینیر (کے ذہن) میں خیالات کی طرح تھے

کاں فلاں خانہ کہ ما دیدیم خوش
کہ فلاں گھر جو ہم نے دیکھا ہے بہت خوبصورت تھا
بود موزوں صُفّہ[۳] و سقف و درش
اسکا دالان اور چھت اور دروازہ بہت موزوں تھا

از مُہندس آں عرض و اندیشہا
انجینیر کا وہ عرض اور خیالات
آلت آورد و ستوں از بیشہا
آلہ اور جنگلوں سے ستون لائے

چیست اصل و مایۂ ہر پیشہ
ہر پیشہ کی اصل اور سرمایہ کیا ہے؟
جز خیال و جز عرض و اندیشہ
سوائے خیال اور عرض اور سوچ کے

---

۳ صُفّہ۔ ایسا مسقف حصہ جس پر چہار دیواری نہ ہو۔ سقف۔ چھت۔ بیشہا۔ جنگلات۔ ہر پیشہ۔ صرف انجینیری میں ہی نہیں بلکہ ہر پیشہ میں کاریگر ایک تصور قائم کرتا ہے جو عرض ہے اور پھر وہ تصور جوہری صورت اختیار کرلیتا ہے۔

۱ کردن یعنی انسان کا فعل جزء۔ بکری جوہر ہے اس کا سایہ عرض ہے بکری کی قربانی تقرب کا سبب بنے گی نہ کہ سایہ کی قربانی۔ گفت۔ غلام کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر عبادات کو اعراض کہہ کر ناقابلِ انتقال کہا جائیگا تو عبادات کی اہمیت ختم ہو جائے گی اور عابدوں میں مایوسی پیدا ہوگی اور یہ کہنا کہ عبادات اعراض ہیں انکو دربارِ خداوندی میں دنیا سے کیسے منتقل کیا جا سکتا ہے جب صحیح ہے کہ یہ اعراض اعراض رہیں لیکن اگر ان اعراض کی تبدیلی بصورتِ جواہر کردی جائے تو پھر اُن کے منتقل ہونے میں کوئی عقلی اشکال نہیں ہے اور شریعت نے بتایا ہے کہ انسان کی ہر عبادت اور عمل ایک خاص جوہری شکل اختیار کریگا اور دربارِ خداوندی میں پیش ہوگا۔

۲ لائقِ گلہ۔ اونٹوں کا چرواہا اور ہوتا ہے اور بکریوں کا چرواہا اور ہوتا ہے۔ نوبتیست۔ عرض مختلف جواہر کی صورت اختیار کریگا جس کے لئے وقت مقرر ہے۔ بنگر۔ یہ ایسی مثالیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عرض جوہری صورت اختیار کرلیتا ہے۔ جنبش۔ ماں باپ کی ہمبستری عرض ہے اسی نے بچہ کی جوہری صورت اختیار کرلی۔ مُہندس۔ انجینیر کا ذہنی خاکہ عرض ہے جو مکان کی جوہری صورت اختیار کرلیتا ہے۔

جملہ اجزائے جہاں را بے غرض
دنیا کے تمام اجزاء کو بے غرض (ہو کر)
درنگر حاصل نشد جز از غرض
دیکھ سوائے عرض کے اور کچھ حاصل نہیں ہے

اوّل[۱] فکر آمد آخر در عمل
پہلے فکر آیا، پھر عمل
بنیت عالم چناں دان از ازل
ایسے ہی عالم کی بنا از ازل میں (سمجھ)

میوہا در فکرِ دل اوّل بود
پھل، اوّل دل کے خیال میں ہوتے ہیں
در عمل ظاہر بآخر می شود
آخر میں عملی طور پر ظاہر ہوتے ہیں

چوں عمل کردی شجر بنشاندی
جب تو نے عمل کیا، شجر کاری کی
اندر آخر حرفِ اوّل خواندی
(گویا) آخر میں پہلا حرف پڑھا

گرچہ شاخ و برگ و بیخش اوّل است
اگرچہ اُس (درخت) کی شاخ اور پتے اور جڑ پہلے ہے
آں ہمہ از بہرِ میوہ مرسل ست
وہ سب میوے کے لئے بھیجے ہوئے ہیں

پس سرے کہ مغزِ ایں افلاک بود
پس وہ سردار جو ان آسمانوں کا مغز تھا
اندر آخر خواجۂ[۲] لولاک بود
آخر میں صاحبِ لولاک ہوا

نقلِ اعراض ست ایں[۳] بحث و مقال
یہ بحث اور گفتگو اعراض کی نقل ہے
نقلِ اعراض ست ایں شیر و شگال
یہ شیر اور گیدڑ اعراض کی نقل ہے

جملہ عالم خود عرض بودند تا
تمام عالم خود عرض تھا۔ یہاں تک
اندریں معنی بیامد هَلْ اَتٰی
کہ اسی مقصد کے لئے هَلْ اَتٰی (قرآن میں) آیا ہے

ایں عرضہا از چہ زاید از صُوَر
یہ اعراض (دنیا) کس چیز سے پیدا ہوئے صُورِ (مثالی) سے
ویں عرض ہم از چہ زاید از فکر
اور یہ عرض (صورِ مثالی) کس چیز سے پیدا ہوا فکر (صُورِ علمیہ) سے

ایں جہاں یک فکرت ست از عقلِ کُل
یہ دنیا ایک عقلِ کُل (اللہ) کا ایک علم ہے
عقل چوں شاہ است و فکر تہا رُسُل
عقل (اللہ) گویا بادشاہ ہے اور فکر (صُورِ علمیہ) قاصد ہیں

عالمِ اوّل جہانِ امتحاں
پہلا عالم امتحان کی دنیا ہے
عالمِ ثانی جزائے این و آں
دوسرا عالم اِس اور اُس کا بدلہ ہے

چاکرت شاہا خیانت می کند
اے شاہ! آپ کا نوکر بد دیانتی کرتا ہے
آں عرض زنجیر و زنداں می شود
وہ عرض زنجیر اور قید خانہ بن جاتا ہے

---

۱ اوّل فکر مشہور مقولہ ہے۔ اَوَّلُ الْفِکْرِ آخِرُ الْعَمَلِ یعنی پہلے تجویز پھر عمل۔ در ازل جملہ اجزائے عالم ازل میں صُورِ علمیہ تھے پھر اُن کا وجود خارج میں ہوا۔ میوہا۔ باغ لگانے کا نقشہ ذہنی ہوتا ہے اور اُسکے پھل پھول سب تصوراتی ہوتے ہیں، آخر میں عملی صورت وجود میں آتی ہے۔ اندر آخر تصور کا ابتدائی نقشہ عمل کے آخر میں وجود میں آتا ہے۔ گرچہ۔ شاخ و برگ اصلی مقصد نہیں ہے مقصود پھل ہے جو آخر میں وجود میں آتا ہے۔

۲ خواجۂ لولاک۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم، ایک حدیث قدسی ہے۔ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ یعنی اے محمد اگر تمہارا وجود پیش نظر نہ ہوتا تو میں عالم کو نہ پیدا کرتا، عالم کی پیدائش سے اصل مقصود حضور کی ذاتِ گرامی ہے اسی لئے سب سے آخر میں ظہور پذیر ہوئے محدثین کے نزدیک مضمون تو صحیح ہے لیکن یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

۳ ایں بحث۔ اعراض کے منتقل ہونے نہ ہونے کی یہ بحث بھی عرض ہی کو منتقل کرنا ہے۔ ابتداءً تصورات تھے بعد کو بصورت جوہر وجود میں آگئے شیر و شگال۔ شیر گیدڑ وغیرہ کے افسانے پہلے اُن کا تصور کیا جاتا ہے پھر لکھے جاتے ہیں شگال، شغال، گیدڑ هَلْ اَتٰی قرآن مجید میں ہے "بیشک انسان پر ایسا وقت آیا جبکہ وہ کچھ بھی نہ تھا" اِس سے معلوم ہوا کہ عالم عدم کے بعد وجود میں آیا ہے۔

۴ از صُوَر یعنی مثالی صورتیں جو عالمِ شہود سے پہلے عالمِ مثال میں تھیں۔ ویں عرض یعنی یہ مثالی صورتیں اللہ تعالیٰ کی صُورِ علمیہ سے پیدا ہوئی ہیں۔

۵ عقلِ کُل۔ ذاتِ باری تعالیٰ۔ عالمِ اوّل۔ دنیا۔ عالمِ ثانی۔ آخرت۔ خیانت۔ نوکر کی چوری ایک عرض ہے وہ بصورتِ زنجیر قید خانہ بن جائے گی۔

بندہ اَت چوں خدمتِ[1] شائستہ کرد — آں عَرض نے خلعتے شد در نبرد
آپ کے غلام نے جب اچھی خدمت کی — وہ عَرض کیا معرکہ میں خلعت نہیں بنی؟

ایں عَرض با جوہر آں بیضہ است و طیر — ایں ازاں و آں ازیں زاید بہ سیر
اِس عَرض (کی نسبت) جوہر کیساتھ انڈے اور پرندکی ہے — یہ اُس سے اور وہ اِس سے مسلسل پیدا ہوتا ہے

گفت[2] شاہنشہ چنیں گیر المُراد — ایں عَرضہائے تو یک جوہر نزاد
شاہنشاہ نے فرمایا، مطلب یہی سمجھو — تیرے اِن اعراض نے ایک جوہر نہ بنایا

گفت مخفی داشت ہست آں را خِرد — تا بُوَد غیب ایں جہانِ نیک و بد
اُس (غلام) نے کہا عقل (اللہ) نے اُسکو پوشیدہ رکھا ہے — تاکہ یہ جہانِ نیک و بد، پوشیدہ رہے

زانکہ گر پیدا شدے اَشکالِ فکر — کافر و مومن نگفتے جُز کہ ذکر
اِس لئے کہ اگر خیالات کی شکلیں ظاہر ہوجاتیں — (تو) کافر اور مومن سوائے ذکرِ (خداوندی) کے زبان پر نہ لاتا

پس عیاں بودے نہ غیب اے شاہِ دیں — نقشِ دین و کفر بودے بر جبیں
اے دین کے بادشاہ! مشاہدہ ہوجاتا نہ کہ غیب — پیشانی پر دین اور کفر کا نشان ہو جاتا

کے دریں عالم بُت و بُتگر بُدے — چوں کسے را زہرۂ تسخر بُدے
اِس عالم میں بُت اور بُتگر کب ہوتے؟ — کس طرح کسی کو مذاق اُڑانے کا حوصلہ ہوتا؟

پس قیامت بودے ایں دنیائے ما — در قیامت[3] کے کُند جرم و خطا
ہماری یہ دنیا حشر بن جاتی — (اور) حشر میں جرم و خطا (کوئی) کب کرسکتا ہے؟

گفت شہ پوشید حق پاداشِ بد — لیک از عامہ نہ از خاصانِ خود
بادشاہ نے فرمایا اللہ (تعالیٰ) نے بُرائی کی سزا پوشیدہ رکھی ہے — لیکن عام انسانوں سے نہ کہ اپنے خواص سے

گر بدامے افگنم من یک امیر — از امیراں خفیہ دارم نز وزیر
اگر میں (سزا کے) جال میں کسی ایک سردار کو ڈالوں — سرداروں سے مخفی رکھوں گا نہ کہ وزیر سے

حق بمن بنمود پس پاداشِ کار — وز صُوَرہائے عَملہا صد ہزار
اللہ (تعالیٰ) نے عملوں کا بدلہ میرے لئے نمودار کر دیا ہے — لاکھوں عملوں کی صورتوں کے ذریعہ

تو نشانے دِہ کہ من دانم تمام — ماہ را ابرِ من نمی پوشد غمام
تو (اپنے اعمال کی) نشاندہی کر میں سب جان جاؤنگا — ابر چاند کو میرے سامنے نہیں چھپا سکتا

وزیر کی مثال خاصانِ خدا کی ہے۔ حق بمن بنمود۔ شاہ، عارف کامل تھا اور خاصانِ خدا میں سے تھا۔
تو نشانے دہ۔ تو اپنے عمل کی صورت بتا میں سمجھ لوں گا کہ وہ اچھا ہے یا بُرا۔

---

[1] خدمت۔ خدمت کرنا عَرض ہے وہ بصورت خلعت ظاہر ہوتا ہے جو جوہر ہے۔ ایں عَرض۔ عَرض اور جوہر کی وہی نسبت ہے جو انڈے اور مُرغی کی ہے، انڈے سے مُرغی مُرغی سے انڈا بنتا رہتا ہے، اِسی طرح عَرض سے جوہر اور جوہر سے عَرض صادر ہوتا رہتا ہے لہٰذا یہ کہنا کہ عَرض ناقابلِ انتقال ہے یا عَرض کا جوہر میں تبدیل ہونا ممکن نہیں ہے، غلط بات ہے۔

[2] گفت شاہنشہ۔ بادشاہ نے کہا کہ چلو یہی صحیح کہ عَرض جوہر بن جاتا ہے تو تمہارا کوئی عمل جوہر بنا۔ گفت۔ غلام نے کہا کہ عَرض بصورتِ جوہر دنیا میں نمایاں نہیں کیا جاتا ہے قدرت کو یہی منظور ہے ورنہ دنیا آزمائش کی جگہ نہ رہے گی۔ اَشکالِ فکر یعنی اَعراض بشکلِ جواہر نمودار ہوجائیں۔ پس۔ مومن کے اَعمال اچھی صورتوں میں اور کافر کے اَعمال بُری صورتوں میں نمایاں ہوجاتے تو۔ نہ کوئی کافر ہوتا اور نہ دین کا مذاق اُڑانے والا۔ پس قیامت۔ تو یہ دنیا محشر بن جاتا جس میں اعمال اپنی شکلوں میں ظاہر ہونگے۔

[3] در قیامت۔ محشر میں سب مطیع و فرمانبردار ہوں گے۔ گفت شہ۔ بیشک عمل کی جزا پوشیدہ ہے لیکن عوام کے لئے، خاصانِ خدا کی نظروں کے سامنے ہے۔ یک امیر امراء کی مثال عوام کی ہے اور

گفت[1] پس از گفتِ من مقصود چیست
اُس (غلام) نے کہا پھر میرے کہنے کا کیا فائدہ ہے؟

چوں تو میدانی کہ آں چہ بود چیست
جبکہ آپ جانتے ہیں کہ جو (عمل) تھا وہ کیسا ہے

گفت شہ حکمت دَرِ اظہارِ جہاں
شاہ نے فرمایا دنیا کو پیدا کرنے کی حکمت

آنکہ دانستہ بروں آید عیاں
یہ ہے کہ (اللہ کا) جانا ہوا مشاہدہ میں آجائے

آنچہ می دانست تا پیدا نکرد
جبتک (اللہ تعالٰی نے) اُسکو پیدا نہ کردیا جسکو وہ جانتا تھا

بر جہاں ننہاد رنجِ طلق و درد
دنیا پر دردِ زِہ اور تکلیف کو مسلط نہیں کیا

یک زماں بیکار نتوانی نشست
تو تھوڑی دیر (بھی) بیکار نہیں بیٹھ سکتا ہے

تا بدی یا نیکیٔ از تو نجست
جب تک کہ کوئی بدی یا نیکی تجھ سے سرزد نہ ہو

ایں[2] تقاضا ہائے کار از بہرِ آں
کام کے یہ تقاضے اِس لئے

شد مؤکّل تا شود سرت عیاں
مسلط ہوئے تاکہ تیرا بھید کھل جائے

ورنہ کے گیرد کلابہ تن قرار
ورنہ (یہ کیوں ہے کہ) بدن کا چرخہ کب قرار پکڑتا ہے؟

چوں ضمیرت می کشد او را بکار
چونکہ تیرا دل اُس کو کام کی طرف کھینچتا ہے

پس کلابہ تن کجا ساکن شود
جسم کا چرخہ کہاں ٹھہرتا ہے؟

چوں سرِ رشتہ ضمیرش می کشد
جبکہ دل کا دھاگا اُس کو چلاتا ہے

تا سہ[3] تو شد نشانِ آں کشش
اُس کشش کی علامت تیری بے چینی ہے

بر تو بیکاری بُود چوں جاں کنش
بیکاری تیرے لئے جان کنی ہے

تا سہٗ تو آں کشش را شد نشاں
تیری بے قراری اُس کشش کی علامت ہے

ہست بیکاری چو جاں کندن عیاں
ظاہر ہے کہ بیکاری جان کنی کی طرح ہے

ایں جہان و آں جہاں زاید ابد
یہ جہاں اور وہ جہاں ہمیشہ (نتائج) پیدا کرتا ہے

ہر سبب مادر اثر از وے ولد
ہر سبب ماں ہے مسبّب اُس کا بچہ ہے

چوں اثر زائید آں ہم شد سبب
جب مسبّب پیدا ہوا وہ بھی سبب بن گیا

تا بزاید زد اثرہائے عجب
یہاں تک کہ اُس نے عجب مسبّبات پیدا کئے

ایں سببہا نسل بر نسل ست لیک
یہ اسباب نسل در نسل ہیں لیکن

دیدۂ باید منوّر نیک نیک
بہت روشن آنکھ چاہیئے

---

[1] گفت۔ غلام نے کہا کہ جب آپ کا کشف اس قدر بڑھا ہوا ہے تو مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں۔ گفت شہ سنت اللہ یہی ہے کہ وہ زبان سے کہلواتا ہے ورنہ اُس کے علم میں سب کچھ ہے اسی لئے اُس نے عالم کو بنایا ہے اور پھر اُس کو عالمِ تکلیف قرار دیا ہے۔ یک زماں۔ انسان بیکار نہیں بیٹھ سکتا لامحالہ اچھا یا بُرا کام کرتا ہے۔

[2] ایں تقاضائے کار۔ انسان کو کام پر اسی لئے مجبور کیا ہے تاکہ اُس کی پوشیدہ نیکی اور بدی وجود اور مشاہدہ میں آجائے۔ ورنہ یعنی اگر تجھے یہ تسلیم نہیں ہے کہ پوشیدہ بُرائی بھلائی کو عالمِ وجود میں لانا تھا تو یہ بتا کہ انسانی بدن کا چرخہ ہر وقت کیوں گھومتا ہے اور اُس کو قرار کیوں نہیں ہے۔ کلابہ۔ چرخہ، آٹی۔

[3] تاسہ۔ بے چینی۔ بیکاری میں انسان کی بے چینی اس کی دلیل ہے کہ اُس کا قلبی تقاضا ہے کہ وہ عمل کرے۔ جاں کنش۔ جاں کنی۔ ایں جہاں۔ دنیا کو عالمِ اسباب بنایا اور ہر سبب کا ایک نتیجہ اور اثر متعین کیا جو اُس سے وجود میں آجاتا ہے یہ سب اسی لئے ہے کہ اللہ کو اپنی معلومات کا خارجی وجود پیدا کرنا تھا۔ چوں اثر۔ ایک سبب کی وجہ سے ایک مسبّب وجود میں آتا ہے پھر وہ مسبّب سبب بن کر کسی دوسرے مسبّب کو موجود کر دیتا ہے۔ باپ سبب بنا بیٹے کے وجود کا اور بیٹا مسبّب ہوا۔ پھر یہ بیٹا سبب بن گیا پوتے کے وجود کا۔ یہی سلسلہ نسل در نسل چلتا ہے۔

شاہ[1] با او در سخن اینجا رسید — تا بدید از وے نشانے یا ندید

بادشاہ اُس کے ساتھ گفتگو میں یہاں تک پہنچا — (نہ معلوم) اُس (غلام کے عمل) کا کوئی نشان دیکھا یا نہیں دیکھا

گر بدید آں شاہِ جویا دُور نیست — لیک ما را ذکرِ آں دستور نیست

اگر جستجو کرنیوالے بادشاہ نے دیکھ لیا ہو تو بعید نہیں — لیکن اُس کا ذکر کرنا ہمارا شیوہ نہیں ہے

چوں ز گرمابہ بیامد آں غلام — سوئے خویشش خواند آں شاہِ ہُمام

جب وہ غلام حمام سے آیا — تو مَلِکِ معظم نے اُس کو اپنی طرف بُلایا

بازپرسیدن حالِ آں غلام

پھر اُس غلام کی حالت پوچھنا

گفت صحّاً[2] لک نعیمٌ دائمٌ — بس لطیفی و ظریف و خوبرُو

اُس (بادشاہ) نے کہا خدا کرے تو تندرست رہے (اور تیرے لئے) ہمیشہ — تو بہت پاکیزہ اور خوش طبع اور خوبصورت ہے

پس سوئے کارے فرستاد آں دگر — تا ازیں دیگر شود او باخبر

پھر اُس دوسرے (غلام) کو ایک کام کیلئے بھیج دیا — تاکہ اُس دوسرے سے وہ باخبر بنے

پیش بنشاندش بصد لُطف و کرم — بعد ازاں گفت اے چو ماہ اندر ظُلَم

بڑی مہربانی اور کرم سے اُس کو سامنے بٹھایا — اُس کے بعد کہا، اے تاریکی کے چاند جیسے!

ماہ روئی جعد موئی مُشکبُو — نیک خُوئی نیک خُوئی نیک خُو

تیرا چاند جیسا مکھڑا ہے تو گھنگریالے بال والا ہے مشک کی سی خوشبو — تو نیک خو ہے، تو نیک خو ہے، نیک خو ہے

اے دریغا گر نبودے در تو آں — کہ ہمی گوید برائے تو فلاں

ہائے افسوس! اگر تجھ میں وہ باتیں نہ ہوتیں — جو فلاں نے تیرے بارے میں کہی ہیں

ق

شاد گشتے ہر کہ رویت دیدئیے — دیدنت مُلکِ جہاں ارزیدئیے

جو بھی تیرا چہرہ دیکھتا خوش ہوتا — تیرا دیکھنا دنیا کی سلطنت کی قیمت کا ہوتا

گفت رمزے[3] زاں بگو اے بادشا — کز برائے من چہ گفت آں دین تباہ

اُس (غلام) نے کہا، اے شاہ! انہیں سے کچھ بتایئے — اُس بے ایمان نے میرے بارے میں کیا کہا ہے؟

گفت اوّل وصفِ دو رُوئیت کرد — کاشکارا تو دوائی خفیہ درد

اُس (شاہ) نے کہا پہلے تو اُسنے تیرے دو رُخے ہونے کی — کہ بظاہر تو دوا ہے، بباطن درد ہے

خُبثِ یارش را چو از شہ گوش کرد — در زماں دریائے خشمش جوش کرد

جب اُسنے بادشاہ سے اپنے دوست کی خباثت سُنی — فوراً ہی اُس کے غصہ کا دریا جوش میں آگیا

---

[1] شاہ با او۔ غلام اور بادشاہ کی گفتگو یہاں تک ہوئی کہ بادشاہ نے غلام کے اعمال کی صورتیں دیکھنے کا ذکر کیا کہ صورتیں دیکھیں یا نہیں دیکھیں یہ بات ضرورت سے زیادہ ہے لہٰذا ہم اس کا ذکر مناسب نہیں سمجھتے ہیں۔ دور نیست۔ چونکہ بادشاہ عارف کامل تھا لہٰذا وہ بذریعہ کشف دیکھ بھی سکتا تھا۔ گرمابہ۔ حمام۔ ہمام۔ معظم۔

[2] صحّاً۔ تصح صحاً جملہ دعائیہ ہے خدا تجھے تندرست رکھے۔ لک نعیم دائم۔ یہ بھی جملہ دعائیہ ہے، خدا کرے تجھے باقی رہنے والی نعمت حاصل ہو۔ لطیف۔ پاکیزہ۔ ظریف۔ خوش مزاج۔ آں دگر۔ گندہ دہن غلام از زیں۔ وہ غلام جو نہا کر آیا تھا۔ ماہ اندر ظلم۔ چاند کا حسن رات کی تاریکی میں ہی نمایاں ہوتا ہے دن میں اس کی قدر و قیمت نہیں ہے۔ جعد مو۔ گھنگریالے بال۔ فلاں یعنی گندہ دہن غلام۔ دیدئیے۔ دیدے یائے تمنائی ہے اس میں ایک یا زیادہ لگادی گئی ہے۔

[3] رمزے۔ اشارہ۔ دین تباہ۔ بے دین، فاسق۔ دو روئی۔ دوغلا پن منافقت۔ کاشکارا۔ کہ آشکارا۔ دوائی۔ دوا ہستی مجبش۔ بدباطنی۔ گوش کرد سنا۔ در زماں فوراً

کفِ[1] بر آورد آں غلام و سُرخ گشت
وہ غلام مُنہ میں جھاگ بھر لایا اور سُرخ ہو گیا

تا کہ موجِ ہجوِ او از حد گذشت
یہاں تک کہ مذمّت کرنے کا جذبہ حد سے گزر گیا

کو ز اوّل دم کہ با من یار بود
کہ وہ شروع ہی سے جب سے کہ میرا دوست تھا

ہمچو سگ در قحط بس گیں خوار بود
قحط میں کتّے کی طرح گوبر کھانے والا تھا

چوں دمادم کرد ہجوش چوں جرس
جب اُس نے اُس کی گھنٹے کی طرح دمادم مذمّت کی

دست بر لب زد شہنشاہش کہ بس
شہنشاہ نے اُس کے ہونٹ پر ہاتھ رکھ دیا کہ بس

گفت دانستم ترا از وے بداں
اُس (بادشاہ) نے فرمایا میں تجھے اور اُسے سمجھ گیا، سمجھ لے

از تو جاں گند ست از یارت دہاں
تیری روح گندی ہے اور اُس کا مُنہ گندہ ہے

پس نشیں اے گندہ جاں[2] از دور تو
بس اے گندہ رُوح! تو دُور بیٹھ

تا امیر اُو باشد و مامور تو
تاکہ وہ حاکم بنے اور تو محکوم (بنے)

بہرِ ایں گفتند اکابر در جہاں
اِسی لئے دنیا بھر کے بزرگوں نے کہا ہے

رَاحَۃُ الْاِنْسَانِ فِیْ حِفْظِ اللِّسَان
انسان کی راحت زبان کی حفاظت میں ہے

در حدیث آمد کہ تسبیح از ریا
حدیث (شریف) میں آیا ہے کہ ریاکاری کیساتھ تسبیح

ہمچو سبزہ گولخن داں اے کیا
اے عقلمند! کوڑی کا سبزہ سمجھ

پس بداں کہ صورتِ خوب نکو
پس سمجھ لے بھلی، اچھی صورت

با خصالِ بد نیرزد یک تسُو
بُری عادتوں کے ہوتے ہوئے چار جَو کے لائق نہیں ہے

ور[3] بُوَد صورت حقیر و ناپذیر
اگر صورت حقیر اور نہ بھانے والی ہو

چوں بُوَد خُلقش نکو در پاش میر
جب اُسکے اخلاق اچھے ہوں تو اُسکے قدموں میں جان دیدے

صورتِ ظاہر فنا گردد بداں
سمجھ لے، ظاہری صورت فنا ہو جائے گی

عالمِ معنیٰ بماند جاوداں
باطن کا عالم ہمیشہ (باقی) رہے گا

چند باشی عاشقِ صورت بگو
بتا، صورت کا عاشق کب تک (بنا) رہے گا؟

طالبِ معنیٰ شو و معنیٰ بجو
سیرت کا طلبگار بن اور باطن کی تلاش کر

چند بازی عشق با نقشِ سبُو
ٹھلیا کے نقش سے عشق بازی کب تک؟

بگذر از نقشِ سبو و آب جُو
ٹھلیا کے نقش (و نگار) کو چھوڑ اور پانی تلاش کر

صورتش دیدی ز معنیٰ غافلی
تو نے اُس کی صورت دیکھی اُسکی سیرت سے غافل ہے

از صدف دُر را گزیں گر عاقلی
سیپ میں سے موتی چُن اگر تو عقلمند ہے

---

[1] کف۔ جھاگ۔ ہجو۔ مذمّت۔ ہمچو۔ سگ خود ذلیل جانور ہے اور اُسکی دنائت ہے کہ بھوک میں نہ کھانے کی چیز کھا جاتا ہے۔ دمادم۔ دم بدم جرس، گھنٹا، اُس کی آواز ... تی ہے۔ لب۔ ہونٹ، یعنی خود اپنے ہونٹ پر یا غلام کے ہونٹ پر دانستم۔ یعنی میں تیرے اور اُس کے فرق کو جان گیا۔ بداں۔ دانستن کا صیغۂ امر ہے۔ دہان۔ وہ گندہ دہن تھا۔

[2] گندہ جاں۔ گندی روح والے۔ از دور۔ از زائدہ ہے۔ راحۃ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے "مَنْ سَکَتَ نَجٰی وَرَاحَۃُ الْاِنْسَانِ فِیْ حِفْظِ اللِّسَانِ" جو خاموش رہا بچا اور انسان کی راحت زبان کی نگہداشت میں ہے۔ در حدیث۔ خلاصہ یہ ہے کہ اصل خوبی باطن کی ہے حسنِ صورت معتبر نہیں ہے۔ گولخن۔ گلخن، آگ کی بھٹی، کوڑی۔ پس۔ خوبصورت غلام چونکہ بدسیرت تھا لہٰذا اُس کی کوئی قیمت نہ تھی۔

[3] ور بود۔ صورت کی نہیں بلکہ سیرت کی قدردانی ہونی چاہیئے۔ در پاش۔ در پائے او۔ صورت۔ جسم خاک میں مل جاتا ہے اچھے اخلاق دنیا میں باقی رہتے ہیں۔ معنی۔ سیرت، اخلاق، حقیقت۔ نقشِ سبو یعنی ظاہر آب۔ یعنی سیرت اور باطن۔ از صدف دُر۔ سیپ ظاہر ہے موتی باطن ہے۔

این صد فہائے قوالب در جہاں
جسموں کے یہ سیپ، دنیا میں

گرچہ جملہ زندہ اند از بحرِ جاں[1]
اگرچہ سب جان کے سمندر (اللہ تعالیٰ) سے زندہ ہیں

لیک اندر ہر صدف نبود گہر
لیکن ہر سیپ میں موتی نہیں ہوتا ہے

چشم بکشا در دلِ ہر یک نگر
آنکھ کھول اور ہر ایک کے اندر دیکھ لے

کانچہ دارد ویں چہ دارد می گزیں
اُس میں کیا ہے، اِس میں کیا ہے، چُن

زانکہ کم یاب ست آں دُرِ ثمیں
کیونکہ قیمتی موتی نایاب ہے

گر بصورت می روی کوہے بشکل
اگر تو صورت پر جاتا ہے تو پہاڑ شکل میں

در بزرگی ہست صد چنداں کہ لعل
بڑائی میں لعل سے کئی سو گنا زیادہ ہے

ہم بصورت دست و پا و پشمِ تو
نیز تیرے ہاتھ اور پیر اور بال

ہست صد چنداں کہ نقشِ چشمِ تو
تیری آنکھوں کے وجود سے کئی سو گنا بڑے ہیں

لیک پوشیدہ نباشد بر تو ایں
لیکن یہ تجھ سے پوشیدہ نہ رہے

کز ہمہ اعضا دو چشم آمد گزیں
کہ تمام اعضاء میں دو آنکھیں فائق ہیں

از یک اندیشہ[2] کہ آید در درون
ایک خیال جو دل میں آتا ہے اُس سے

صد جہاں گردد بیک دم سرنگوں
سو جہان فوراً اوندھے ہو جاتے ہیں

جسمِ سلطاں گر بصورت یک بود
بادشاہ کا جسم اگرچہ بظاہر ایک ہوتا ہے

صد ہزاراں لشکرش در پے دود
(لیکن) اُس کے پیچھے ہزاروں کا لشکر دوڑتا ہے

باز شکل و صورتِ شاہِ صفی
پھر (اُسی) منتخب بادشاہ کی صورت

ہست محکومِ یکے فکرِ خفی
ایک مخفی خیال کے تابع ہے

خلقِ بے پایاں ز یک اندیشہ[3] بیں
دیکھ (اللہ تعالیٰ کے) ایک ارادہ سے لاانتہا مخلوق

گشتہ چوں سیلے روانہ بر زمیں
زمین پر بہاؤ کی طرح روانہ ہو گئی ہے

ہست آں اندیشہ پیشِ خلق خُرد
(اگرچہ) وہ ارادہ لوگوں کی رائے میں چھوٹا ہے

لیک چوں سیلے جہاں را خورد و بُرد
لیکن بہاؤ کی طرح اُس نے دنیا کو خورد بُرد کر دیا

خلقِ عالم چوں رمہ ست و حق شباں
دنیا والے ریوڑ کی طرح ہیں اور اللہ (تعالیٰ) چرواہا

میدواند جملہ را روز و شباں
شب و روز سب کو دوڑا رہا ہے

چرواہا۔ شباں۔ خلافِ قیاس شب کی جمع ہے۔

---

[1] بحرِ جاں۔ جان کا سمندر یعنی ذاتِ حق تعالیٰ بعض نسخوں میں از بہرِ جاں ہے تو ترجمہ ہوگا جان کی حفاظت کیلئے۔ لیک۔ ہر انسان میں روح ہے لیکن ہر روح پاکیزہ نہیں ہے۔ کانچہ۔ ہر روح میں خوبیاں نہیں ہیں جسمیں خوبیاں ہوں اُس کو پسند کرو۔ دُرِ ثمین۔ قیمتی موتی۔ گر بصورت۔ جسم کی بڑائی اور خوبی کوئی چیز نہیں ورنہ پہاڑ، لعل سے افضل ہوتا۔ ہم بصورت۔ انسان کا باقی بدن اُس کی آنکھوں سے چند گنا لیکن شرافت آنکھوں کو حاصل ہے۔ گزیں۔ برگزیدہ۔

[2] اندیشہ۔ فکر و خیال بھی ایک معنوی چیز ہے جو صد جہاں (ظاہر) کو زیر و زبر کر ڈالتا ہے۔ ایک شاہی ارادہ و خیال سے سینکڑوں ملک تباہ ہو جاتے ہیں۔ جسمِ سلطان۔ بادشاہ کا ایک جسم لشکریوں کے ہزاروں جسموں پر حکمراں محض اپنی باطنی خوبیوں کی وجہ سے ہے۔ باز۔ پھر بھی حکمراں کا جسم اُس کے خیال اور فکر کا فرمانبردار ہے تو فضیلت کا مدار معنی اور باطن پر ہے۔

[3] اندیشہ یعنی اللہ تعالیٰ کا ارادہ قرآن پاک میں ہے۔ اللہ تم جب کسی بات کا ارادہ فرماتے ہیں تو کلمہ کُن سے وہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اندیشہ۔ اللہ تعالیٰ نے جب کسی قوم کو تباہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو فوراً تباہ ہو جاتی ہے۔ رمہ۔ ریوڑ۔ شباں۔

پس[1] چو می بینی کہ از اندیشۂ
پس جب تو دیکھے کہ ایک ارادہ سے

قائم ست اندر جہاں ہر پیشۂ
ہر چیز دنیا میں قائم ہے

خانہا و قصرہا و شہرہا
مکانات، محلات اور شہر

کوہہا و دشتہا و نہرہا
پہاڑ اور جنگل اور نہریں

ہم زمین و بحر ہم مہر و فلک
زمین اور دریا بھی، سورج اور آسمان بھی

زندہ از وے ہمچو از دریا سمک
اُسی کی وجہ سے زندہ ہیں جیسا کہ مچھلی دریا سے

پس چرا از ابلہی پیشِ تو کور
تو تجھ اندھے کے سامنے حماقت سے

تن سلیمانؑ ست و اندیشہ چو مور
جسم سلیمانؑ جیسا ہے اور ارادہ چیونٹی جیسا

می نماید پیشِ چشمت کہ بزرگ
تیری نگاہ کے سامنے پہاڑ بڑا ہے

ہست اندیشہ چو میش و کوہ گرگ
ارادہ بھیڑ کی مانند ہے اور پہاڑ بھیڑیا

عالم[2] اندر چشمِ تو ہول و عظیم
جہاں، تیری نظر میں خوفناک اور بڑا ہے

ز ابر و برق و ز رعد داری لرز و بیم
ابر، بجلی اور کڑک سے تو لرزتا اور ڈرتا ہے

وز جہانِ فکرتی اے کم ز خر
اور اے گدھے سے کم (عقل)! تو عالمِ فکر سے

ایمن و غافل چو سنگِ بے خبر
بے علم، پتھر کی طرح غافل اور مطمئن ہے

زانکہ نقشی و ز خرد بے بہرۂ
کیونکہ تو ایک تصویر ہے اور عقل سے بیگانہ ہے

آدمی خو نیستی خر کُرّۂ
تو آدمی خصلت نہیں ہے، گدھے کا بچہ ہے

جہلِ محضی و ز خرد بیگانۂ
تو خالص جہل ہے اور عقل سے بیگانہ ہے

بو نداری از خدا دیوانۂ
خدا کی تجھ میں بو بھی نہیں ہے تو پاگل ہے

سایہ را تو شخص می بینی ز جہل
نادانی سے تو سایہ کو وجود سمجھتا ہے

شخص از آں شد نزدِ تو بازی و سہل
اسی لئے وجود تیرے نزدیک کھیل اور بے وقعت ہے

تک ز غیبت[3] یک نمودار آتش ست
دیکھ، آگ عالمِ غیب کا ایک نمونہ ہے

کز لطافت چوں ہوائے دلکش ست
جو لطافت میں دلکش ہوا کی طرح ہے

تا بجسمے در نمی پیچد کثیف
جب تک کسی کثیف جسم میں نہ لگے

آگہی نبود بصر را زاں لطیف
اُس لطیف کا آنکھ کو پتہ نہیں چلتا ہے

---

1 پس چو می بینی۔ تو غور کریگا تو دنیا کی تمام کائنات اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے قائم ہے اور تمام چیزوں کی بقا اللہ کے ارادے سے وابستہ ہے جس طرح مچھلی کی زندگی دریا سے وابستہ ہے۔ پس چرا جبکہ اتنی مثالوں سے یہ سمجھا دیا گیا کہ اصل خوبی باطن کی ہے نہ کہ ظاہر کی تو جسم کو حضرت سلیمانؑ جیسا اور فکر و خیال کو چیونٹی جیسا سمجھنا حماقت اور بے وقوفی ہے۔ کُہ۔ کوہ کا مخفف ہے یعنی جسم کی بڑائی کی وجہ سے پہاڑ کی عظمت کا خیال حماقت ہے۔ اندیشہ۔ خیال اور ارادہ کو بکری اور پہاڑ کو بھیڑیا سمجھنا غلطی ہے۔

2 عالم۔ تو اجسام سے ڈرتا ہے ابر، بجلی اور کڑک کی تباہی سے خوفزدہ ہے۔ وز جہانِ فکر۔ فکر اور خیال سے جو تباہیاں آتی ہیں اُس سے بے خبر اور مطمئن ہے۔ نقشی۔ تو تصویر ہے جو عقل سے کوری ہوتی ہے۔ آدمی خو۔ انسان کی فضیلت عقل و خرد اور فکر کی وجہ سے ہے جو معرفتِ حق پیدا کرتی ہے۔ سایہ۔ تو نے غیر مقصود کو مقصود اور مقصود کو غیر مقصود بنا رکھا ہے۔

3 ز غیبت۔ انسان غیر مقصود کو مقصود اسلئے بناتا ہے کہ حقیقت بیں نظر سے محروم ہوتا ہے لیکن ایک وقت وہ آئے گا جب صحیح حقیقت سامنے آجائیگی۔ غائب از نظر حقیقت کو آگ کی مثال سے سمجھایا ہے۔ آگ ایک لطیف عنصر ہے جو نظروں سے غائب ہے، نظر جب آتی ہے جب وہ کسی کثیف جسم میں لگ جاتی ہے۔

بازا فزون ست ہنگامِ اثر — از ہزاراں[1] تیشہ و تیغ و تبر

پھر تاثیر کے وقت وہ بڑھی ہوئی ہے — ہزاروں تیشوں اور تلواروں اور تبر سے

باش تا روزیکہ آں فکر و خیال — بر کشاید بے حجابے پرّ و بال

اُس دن تک ٹھہر جب کہ وہ فکر اور خیال — کھلم کھلا بال و پر نکالے

کوہہا[2] بینی شدہ چوں پشمِ نرم — نیست گشتہ ایں زمینِ سرد و گرم

تو پہاڑوں کو نرم اُون کی طرح دیکھے گا — یہ سرد و گرم زمین نابود ہو جائے گی

نے سما بینی نے اختر نے وجود — جز خدائے واحدِ حی وَدُود

تو نہ آسمان دیکھے گا نہ ستارے نہ وجود — ایک خدا، حی اور ودود کے علاوہ

یک فسانہ راست آید یا دروغ — تا دہد مر راستیہا را فروغ

ایک قصہ خواہ سچا ہو یا جھوٹا (ذکر کیا جاتا ہے) — تاکہ وہ سچائیوں کو فروغ دے

حسد کردنِ حَشَم بر غلامِ خاص

غلاموں کا مخصوص غلام پر حسد کرنا

پادشاہے بندہ را از کرم — برگزیدہ بود بر جملہ حَشَم

ایک بادشاہ نے کرم کر کے ایک غلام کو — تمام غلاموں میں سے پسند کر لیا تھا

جامگی او وظیفہ چل امیر — دہ یکے قدرش ندیدہ صد وزیر

اُس کی تنخواہ چالیس سرداروں کی تنخواہ (کی برابر) تھی — سو وزیروں نے بھی اسکے مرتبہ کا دسواں حصہ نہ دیکھا تھا

از کمالِ طالع[3] و اقبال و بخت — اُو ایازے بود و شہ محمودِ وقت

نچھتر اور اقبال اور نصیبہ کے کمال کی وجہ سے — وہ ایاز تھا اور بادشاہ محمودِ دوراں (تھا)

روحِ اُو با روحِ شہ در اصلِ خویش — پیش ازیں تن بودہ ہم پیوند و خویش

اُسکی روح شاہ کی روح کے ساتھ اپنی اصل میں — اُس جسم سے پہلے جڑی ہوئی اور یگانہ تھی

کار آں دارد کہ پیش از تن بدست — بگذر از اینہا کہ نو حادث شدست

(اصل) معاملہ وہی ہے جو جسم سے پہلے ہوا ہے — ان (تعلقات) کو چھوڑ دے کہ یہ نئے پیدا ہوئے ہیں

چشمِ عارف راست گو نے احول است — چشمِ او بر کشتہائے اوّل است

عارف کی آنکھ ٹھیک دکھانے والی ہے نہ کہ بھینگی — اُس کی نظر پہلی کھیتیوں پر ہے

چشمِ راست گو۔ صحیح دکھانے والی آنکھ۔ اَحول۔ بھینگا جس کو ایک کے دو نظر آتے ہیں۔ کشتہائے اول۔ تقدیر ازلی۔

[1] از ہزاراں۔ آگ جنگلوں کو اس درجہ تباہ کر دیتی ہے کہ ہزاروں تیغ و تبر بھی اُس کو اس قدر تباہ نہیں کر سکتے ہیں۔ باش۔ ارادۂ الٰہی جو نظروں سے مخفی ہے اُس کی تاثیرات بھی ایک دن ظاہر ہونگی۔

[2] کوہہا۔ ارادۂ الٰہی سے قیامت کے دن بڑے سے بڑا وجود حقیر اور لاشئی ہو جائیگا۔ پشم۔ اُون۔ سما۔ آسمان۔ حی۔ زندہ، اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ وَدود۔ محبت کرنے والا، اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کے غیبی ارادہ سے غافل ہے اِس قصہ کے ضمن میں بھی اسی امر کو واضح کیا ہے کہ دوسرے غلام شاہ کے فکر اور ارادہ سے غافل تھے یہی حسد کی وجہ ہوتی ہے۔ جامگی۔ وظیفہ۔ تنخواہ، راتب۔ وظیفہ۔ روزینہ۔ چل چہل، چالیس۔ دہ یک۔ ایک دسواں، دسواں حصہ۔

[3] طالع۔ ستارۂ قسمت۔ بخت۔ نصیبہ۔ ایاز سلطان محمود غزنوی کا محبوب غلام تھا، دونوں کا باہمی تعلق ضرب المثل ہے۔ سلطان محمود کی وفات ۴۲۱ھ میں ہوئی اور غزنی میں دفن ہوئے۔ اصل یعنی علمِ الٰہی یا عالمِ روح۔ کار آں دارد۔ اہمیت انہی باتوں کی ہے جو جسم عنصری کے قبل پیش آئی ہیں۔ اینہا جو معاملات عالمِ اجسام میں پیش آتے ہیں۔ نو حادث۔ تازہ وقوع میں آنے والا۔ عارف۔ وہ جس کو معرفتِ خداوندی حاصل ہو گئی ہے۔

آنچہ گندم[1] کاشتندش وآنچہ جَو
جو اُنھوں نے گیہوں بویا ہے اور جَو

چشمِ اُو آنجاست روز و شب گرو
اُس کی نظر شب و روز اُس طرف لگی ہے

آنچہ آبست ست شب جُز آں نزاد
رات جس سے حاملہ بنی ہے اُسکے سوا اُسنے نہیں جَنا

حیلہا و مکرہا جُملہ ست باد
حیلے اور تدبیریں سب بیکار ہیں

کے شود دل خوش بحیلتہائے گش
چالو حیلوں سے وہ شخص کب دل خوش ہوتا ہے

آنکہ بیند حیلۂ حق بر سرش
جو اللہ تعالےٰ کی تدبیر کو اپنے سر پر (مسلّط) دیکھتا ہے

او درونِ دام[2] و دامے می نہد
وہ جال میں ہے اور ایک جال اور بچھاتا ہے

جانِ تو نے آں جہد نے ایں جہد
تیری جان کی قسم نہ اِس سے نکلتا ہے نہ اُس سے نکلتا ہے

گر بروید ور بریزد صد گیاہ
اگر سینکڑوں گھاسیں اُگیں یا اُگائے

عاقبت بر روید آں کِشتہ اِلٰہ
انجام کار اللہ (تعالےٰ) کا بویا ہوا اُگے گا

کِشتِ نو کارید بر کِشتِ نخست
پُرانی کھیتی پر تو نے نئی کھیتی بو دی

ایں دوم فانیست و آں اوّل درست
دوسری فنا ہونے والی ہے، پہلی ٹھیک ہے

تخمِ اوّل کامل و بگزیدہ است
پہلا بیج مکمل اور منتخب ہے

تخمِ ثانی فاسد و پوسیدہ است
دوسرا بیج خراب اور سڑا ہوا ہے

افگن[3] ایں تدبیر خود را پیشِ دوست
اپنی اِس تدبیر کو دوست کے سامنے ڈالدے

گرچہ تدبیرت ہم از تدبیرِ اوست
اگرچہ تیری تدبیر بھی اُسی کی تدبیر کی وجہ سے ہے

کار آں دارد کہ حق افراشت ست
اہم کام وہی ہے جو خدا نے قائم کیا ہے

آخر آں روید کہ اوّل کاشت ست
آخر میں وہی اُگے گا جو پہلے بویا ہے

ہرچہ کاری از برائے اُو بکار
جو بوئے اُس کے لئے بو

چوں اسیرِ دوستی اے دوستدار
اے دوست! جبکہ تو دوست کا پابند ہے

گِردِ نفسِ دُزد و کارِ اُو مپیچ
چور نفس کے گرد اور اُس کے کام میں نہ لگ

ہرچہ آں نے کارِ حق ہیچست و ہیچ
جو اللہ (تعالیٰ) کا کام نہیں ہے وہ ہیچ در ہیچ ہے

پیش ازاں کہ روزِ دیں پیدا شود
اِس سے قبل کہ قیامت کا دن ظاہر ہو

نزدِ مالک دُزدِ شب رُسوا شود
مالک کے سامنے رات کا چور رُسوا ہو

رختِ دُزدیدہ بتدبیر و فنش
تدبیر اور اُسکے ہُنر سے چُرایا ہوا مال

ماندہ روزِ داوری در گردنش
انصاف کے دن اُس کی گردن پر ہوگا

---

[1] گندم۔ یعنی اعلیٰ اعمال۔ کاشتند۔ کارکنانِ قضا و قدر نے جو لکھ دیا ہے۔ جو۔ یعنی گھٹیا اعمال۔ شب۔ یعنی جو مقدر میں مکتوب ہے وہی سامنے آئیگا۔ گش۔ خوب۔ حیلۂ حق۔ اللہ کی قدرت۔

[2] دام۔ یعنی تقدیرِ الٰہی کا جال۔ دامے۔ یعنی اپنی تدبیر کا جال۔ صد گیاہ۔ یعنی سینکڑوں تدبیریں۔ کشتۂ اِلٰہ۔ یعنی جو خدا نے مقدر کر دیا ہے۔ کشتِ نو۔ یعنی تدبیر۔ کشتِ نخست۔ یعنی تقدیر۔ ایں دوم۔ یعنی تدبیر۔ تخمِ اوّل۔ تقدیر کے تدبیر پر غلبہ کی توجیہ ہے۔

[3] افگن۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ تقدیر تدبیر پر غالب ہے تو معاملہ تقدیر کے سپرد کر دینا چاہیئے۔ ہرچہ کاری۔ جب خدا سے دوستی کا دعویٰ ہے تو اُس کی شریعت پر عمل کرنا چاہیئے اور اُس کے لئے مخلصانہ عمل کرنا چاہیئے۔ نفس۔ یعنی اَمّارہ۔ ہرچہ۔ نفسِ اَمّارہ کے کام اللہ کی مرضی کے مطابق نہیں ہیں۔ پیش ازاں۔ قیامت کے دن شیطانی کاموں سے علیحدگی بے معنی بات ہوگی۔ داوری۔ دادرسی، منصفی۔

صد[1] ہزاراں عقل با ہم بر جہند
لاکھوں عقلیں مل کر کوشش کرتی ہیں

تا بغیرِ دامِ اُو دامے نہند
تاکہ اسکے (تقدیر کے) جال کے سوا کوئی (تدبیر کا) جال بچھائیں

دامِ خود را سخت تر یابند و بس
اپنی (تقدیر کے) جال کو اور سخت پاتے ہیں اور بس

کے نماید قوّتے با بادِ خس
تنکا، آندھی کے مقابلے میں کیا طاقت دکھائے؟

ور نداری باور از من رو ببیں
اگر میری بات کا تجھے یقین نہیں ہے، جا دیکھ

در نُبی وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْن
قرآن میں ہے، "اور اللہ سب سے اچھا داؤ کرنیوالا ہے"

گر[2] تو گوئی فائدہ ہستی چہ بُود
اگر تو کہے ہستی (عالمِ تدبیر) کا کیا فائدہ تھا

در سوالت فائدہ ہست اے عنود
اے سرکش! کیا تیرے (اس) سوال میں فائدہ ہے؟

گر ندارد ایں سوالت فائدہ
اگر تیرے اِس سوال میں فائدہ نہیں ہے

چہ شنوم ایں را عبث بے عائدہ
(تو) میں اُس کو بیکار بے نتیجہ کیوں سنوں؟

ور سوالت فائدہ دارد یقیں
اگر تیرے سوال میں یقیناً فائدہ ہے

پس جہاں بے فائدہ نبوُد ببیں
تو غور کر عالمِ (تدبیر) بے فائدہ نہ ہوگا

از سوالت ار بود بس فائدہ
اگر تیرے سوال سے بہت سے فائدے ہیں

چوں نجوید در جہاں کس فائدہ
تو عالمِ (تدبیر) میں کوئی شخص فائدہ کیوں تلاش کریگا؟

ور سوالت را بسے فائیدہاست
اگر تیرے سوال میں بہت سے فائدے ہیں

پس جہاں بے فائدہ آخر چراست
تو عالمِ (تدبیر) آخر بے فائدہ کیوں ہے؟

ور[3] جہاں از یک جہت بے فائدہ است
اگر عالمِ (تدبیر) ایک اعتبار سے بے فائدہ ہے

از جہت ہائے دگر پر عائدہ است
دوسری جہتوں سے فائدہ سے پُر ہے

فائدہ تو گر مرا فائیدہ نیست
اگر تیرا فائدہ میرا فائدہ نہیں ہے

مر ترا چوں فائدہ است از وے مایست
چونکہ وہ تیرا فائدہ ہے اُس سے باز نہ رہ

فائدہ تو گر مرا نبوُد مُفید
اگر تیرا فائدہ میرے لئے مفید نہیں ہے

چوں ترا شد فائدہ گیر اے مُرید
چونکہ وہ تیرا فائدہ ہے اے مرید! تو اُسے اختیار کر

ور منم زاں فائدہ حُر ابن حُر
اگر میں اِس فائدہ سے آزاد ہوں

مر ترا چوں فائدہ است از وے مبُر
چونکہ وہ تیرا فائدہ ہے اُس سے نہ کٹ

حُسنِ یوسفؑ عالمے را فائدہ
یوسفؑ کے حسن میں عالم کا فائدہ تھا

گرچہ بر اخواں عبث بُد زائدہ
اگرچہ وہ بھائیوں کے لئے بیکار عبث تھا

[1] صد ہزاراں۔ تقدیر کے خلاف عقلاء کی تدبیریں بالکل بیکار رہیں۔ با بادِ خس۔ باد تقدیرِ الٰہی ہے اور خس تدبیرِ عقلاء۔ واللہ۔ تو اچھے داؤ کے بالمقابل ناقص داؤ کیا کرسکتا ہے۔

[2] گر تو گوئی۔ اعتراض کا حاصل یہ ہے کہ جب تقدیر کے مقابلہ میں تدبیر بیکار ہے تو خدا کا عالمِ تدبیر کو پیدا کرنا بے فائدہ ہے۔ در سوالت۔ الزامی جواب ہے کہ تیرے اس اعتراض میں کوئی فائدہ ہے یا نہیں اگر بے فائدہ ہے تو بے فائدہ سوال کے جواب کی ضرورت نہیں ہے اور اگر تیرا سوال مفید ہے اور عبث نہیں تو اللہ کا عالمِ تدبیر کو پیدا کرنا کیسے بے فائدہ ہوسکتا ہے۔ ور سوالت جب ایک انسان کا فعل عبث نہیں تو حکیم و علیم کا فعل کیسے عبث ہوسکتا ہے۔

[3] ور جہاں۔ ہر چیز کا ہر حیثیت سے مفید ہونا ضروری نہیں ہے۔ اگر عالمِ تدبیر بمقابلہ تقدیر بے فائدہ ہے تو اس میں دوسری حیثیت سے بہت سے فائدے ہیں۔ فائدۂ تو۔ یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ ہر چیز ہر شخص کے لئے مفید ہو ایک چیز ایک کے لئے بیکار ہے تو دوسرے کے لئے مُفید ہوتی ہے۔ حُسنِ یوسفؑ۔ حضرت یوسفؑ کے حسن کی افادیت سب کے لئے تھی لیکن بھائیوں کیلئے نہ تھی۔

لحنِ[۱] داؤدی چناں محبوب بُود
داؤدی نغمہ کس قدر محبوب تھا

لیک بر محروم نامطلوب بُود
لیکن محروم (منکر) کے لئے ناپسندیدہ تھا

آبِ نیل از آبِ حیواں بُد فزوں
نیل کا پانی آبِ حیات سے بھی بڑھا ہوا تھا

لیک بر قبطیِ مُنکر بود خوں
لیکن مُنکرِ قبطی (فرعون) پر خون تھا

ہست بر مومن شہیدی زندگی
مُومن کے لئے شہادت زندگی ہے

بر مُنافق مُردنست و ژندگی
منافق کے لئے موت اور تباہی ہے

چیست[۲] در عالم بگو یک نعمتے
بتا دنیا میں کونسی نعمت ہے؟

کہ نہ محروم اند از وے اُمّتے
کہ اُس سے کچھ لوگ محروم نہیں ہیں

گاؤ و خر را فائدہ چہ در شکر
گدھے اور بیل کے لئے شکر میں کیا فائدہ ہے؟

ہست ہر جاں را یکے قُوتے دگر
ہر جاندار کی جُداگانہ غذا ہے

لیک گر آں قُوت بر وے عارضیست
لیکن اگر وہ اُس کی عارضی غذا ہے

پس نصیحت کردن او را رائضی ست
تو نصیحت کرنا، اُس کو سدھانا ہے

چوں[۳] کسے کو از مرض گِل داشت دوست
جب کوئی کسی مرض کی وجہ سے مٹی (کھانا) پسند کرے

گرچہ پندارد کہ آں گِل قُوتِ اوست
اگرچہ وہ سمجھ رہا ہو کہ مٹی اُسکی (اصل) غذا ہے

قُوتِ اصلی را فرامش کردہ است
(لیکن) اُس نے اصلی غذا کو بھلا دیا ہے

روئے در قُوتِ مرض آوردہ است
بیماری کی غذا کی طرف رُخ کر لیا ہے

نوش را بگذاشتہ سم خوردہ است
شہد کو چھوڑ کر زہر کھایا ہے

قُوتِ علّت ہمچو چوبش کردہ است
بیماری کی غذا نے اُس کو لکڑی جیسا بنا دیا ہے

قُوتِ اصلیِ بشر نورِ خداست
انسان کی اصل غذا خدا کا نور ہے

قُوتِ حیوانی مر او را ناسزاست
حیوانی غذا اُس کے لئے مناسب نہیں ہے

لیک از علّت دریں افتاد دل
لیکن بیماری کیوجہ سے (اُس کا) دل اِسمیں پڑا ہے

کہ خورد او روز و شب از آب و گِل
کہ شب و روز وہ پانی مٹی (کی پیداوار) کھائے

روئے زرد و پا سُست و دل سُبک
چہرہ زرد، پیر سُست، اور دل کمزور۔

کو غذائے وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكْ
کہاں راستوں والے آسمان کی غذا؟

---

۱ لحنِ داؤدی۔ حضرت داؤدؑ کا نغمہ ہر ذی روح کے لئے مفید تھا لیکن کافروں کیلئے مفید نہ تھا۔ آبِ نیل۔ دریائے نیل کا پانی مخلوقِ خدا کیلئے مفید تھا فرعون کیلئے مُہلک بنا۔ شہیدی۔ شہادت مُومن کیلئے مفید ہے کافر کیلئے مُضر ہے۔

۲ چیست۔ دنیا کی ہر نعمت کا یہی حال ہے کہ کچھ انسانوں کیلئے وہ مُفید ہے اور محروم انسانوں کیلئے مفید نہیں ہے۔ در شکر۔ اللہ تعالےٰ نے ہر نعمت ہر ایک کیلئے نہیں پیدا فرمائی ہے، شکر انسانوں کے لئے نعمت اور غذا ہے، حیوانوں کیلئے نہیں ہے۔ لیک۔ بعض اصل غذا کو چھوڑ کر دوسری غذا کے عادی ہو جاتے ہیں تو نصیحت اُن کیلئے کارگر ہوتی ہے اور وہ اصل غذا حاصل کرنے لگتے ہیں۔ رائضی۔ گھوڑے کو سدھانا۔

۳ چون کسے۔ بعض لوگ مرض کی حالت میں مٹی کو غذا بنا لیتے ہیں اور اُس کو اپنی غذا سمجھتے ہیں۔ نوش۔ اصل غذا شہد کی طرح مُفید ہوتی ہے اور بیماری کیوجہ سے جس چیز کو اُس نے غذا سمجھ لیا ہے وہ اُسکے لئے مضر اور زہر ہوتی ہے جو اُس کو فربہ کرنے کی بجائے لکڑی جیسا خشک بنا دیتی ہے۔ نورِ خدا۔ نورِ معرفتِ خداوندی۔ قوتِ حیوانی جسمانی لذتیں اور نفسانی شہوتیں۔ از آب و گل۔ یعنی مٹی پانی کی پیداوار گوشت، ترکاریاں، پھل وغیرہ۔ روئے زرد۔ یہ غذائیں اُس کی رُوح میں کمزوری کی علامتیں پیدا کر دیتی ہیں۔ ذَاتِ السَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ۔ سورۂ والذاریات کی یہ آیت ہے یعنی قسم ہے راستوں والے آسمان کی۔

آں غذائے خاصگانِ دولت است[1] | خوردنِ آں بے گلو و آلت است
وہ دربار کے مخصوص لوگوں کی غذا ہے | اُس کا کھانا بغیر حلق اور برتنوں کے ہے

شد غذائے آفتاب از نورِ عرش | مر حسود و دیو را از دودِ فرش
آفتاب کی غذا عرش کا نور ہے | حاسد اور شیطان کی (غذا) زمین کا دھواں ہے

در شہیداں یُرزَقُون فرمود حق | آں غذا را نے دہاں نے طبق
اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کے بارے میں یُرزَقُون فرمایا ہے | اُس غذا کے لئے نہ منہ ہے نہ طباق

دل زہر یارے غذائے می خورد | دل زہر علمے صفائے می برد
دل ہر محبوب چیز سے غذا حاصل کرتا ہے | دل ہر علم سے صفائی حاصل کرتا ہے

صورتِ ہر آدمی چوں کاسہ ایست[2] | چشم از معنیِ او حسّاسہ ایست
ہر آدمی کی صورت پیالے کی طرح ہے | آنکھ اُس کے باطن کا ادراک کرنے والی ہے

از لقائے ہر کسے چیزے خوری | وز قرانِ ہر قریں چیزے بری
تو ہر شخص کی ملاقات سے کچھ حاصل کریگا | تو ہر ساتھی کے ملنے سے کچھ حاصل کرے گا

چوں ستارہ با ستارہ شد قریں | لائق ہر دو اثر زاید یقیں
جب ایک ستارہ دوسرے ستارہ سے ملتا ہے | یقیناً دونوں کے مناسب اثر بڑھتا ہے

از قرانِ مرد و زن زاید بشر | وز قرانِ سنگ و آہن ہم شرر
مرد اور عورت کے ملنے سے انسان پیدا ہوتا ہے | اور پتھر اور لوہے کے ملنے سے چنگاریاں (نکلتی ہیں)

وز قرانِ خاک با بارانہا | میوہا و سبزہا ریحانہا
مٹی اور بارشوں کے ملنے سے | میوے اور سبزے (اور) خوشبودار گھاس (پیدا ہوتی ہیں)

وز قرانِ سبزہا با آدمی[3] | دل خوشی و بے غمی و خُرّمی
انسان کے ساتھ سبزوں کے جمع ہونے سے | دل خوشی اور بے غمی اور سرور (پیدا ہوتا ہے)

وز قرانِ خُرّمی با جانِ ما | می بزاید خوبی و احسانِ ما
ہماری جان کے ساتھ خوشی کے ملنے سے | خوبی اور کمالات پیدا ہوتے ہیں

قابلِ خوردن شود اجسامِ ما | چوں بر آید از تفرّج کامِ ما
ہمارے جسم (کھانا) کھانے کے قابل ہوجاتے ہیں | جبکہ تفریح سے ہمارا مقصد پورا ہوتا ہے

---

[1] آں غذا - آسمانی غذا اللہ (تعالیٰ) کے مخصوص بندوں کی غذا ہے جس کے کھانے کے لئے عالمِ ناسوت کے وسائل اور ذرائع کی ضرورت نہیں ہے۔ دودِ فرش - عالمِ ناسوت کی غذا۔ یُرزَقُون - قرآن پاک میں شہیدوں کیلئے فرمایا گیا ہے۔ بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ "بلکہ وہ اپنے خدا کے پاس زندہ ہیں جن کو غذا دیجاتی ہے"۔ آں غذا جنت کی یہ غذا بغیر مادی ذرائع اور وسائل کے کھائی جاتی ہے۔ دل۔ جس طرح دنیاداروں اور اہل اللہ کی غذا میں اور دنیا اور آخرت کی غذا میں فرق ہے اسی طرح انسان کے مختلف اعضا کی مختلف غذائیں ہیں۔ دل کی غذا، دوست کی ملاقات اور حصولِ علم ہے۔

[2] صورت۔ چشمِ بصیرت کی غذا انسان کے باطنی اوصاف ہیں۔ از لقائے۔ ہر چیز ایک دوسرے سے ملکر کچھ نہ کچھ غذا اور قوت حاصل کرتی ہے۔ چوں ستارہ - اب مولانا نے چند مثالیں پیش فرمائی ہیں جن سے ثابت کیا ہے کہ ہر چیز دوسری چیز سے مل کر کوئی غذا اور طاقت حاصل کرلیتی ہے قرانِ السعدین اور قرانِ النحسین سے ہر ستارہ ایک دوسرے سے تقویت اور غذا حاصل کرلیتا ہے اور تاثیر بڑھ جاتی ہے۔ از قرانِ مرد و زن - میاں بیوی کی ہمبستری سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ وز قرانِ - پتھر اور لوہے کو ملا کر رگڑا جائے تو چنگاریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ریحان - ہر خوشبودار گھاس۔

[3] آدمی - انسان چمنوں کی سیر کرتا ہے تو سرور حاصل ہوتا ہے۔ خُرّمی - انسان کو خوشی میسر آتی ہے تو قوائے باطنی میں اضافہ ہوتا ہے اور بھوک لگتی ہے جو صحت کو بڑھاتی ہے۔ تفرّج - سیر و تفریح۔ کام - مقصد۔

سُرخروئی[1] از قرانِ خوں بُوَد — خوں زخورشیدِ خوشی گلگوں بُوَد

خون کے ملنے سے سُرخروئی حاصل ہوتی ہے — خوشی کے آفتاب سے خون سُرخ ہوتا ہے

بہترین رنگہا سُرخی بود — واں زخورشید ست از وے میرسد

رنگوں میں بہترین رنگ سُرخی ہوتی ہے — وہ سورج کی وجہ سے ہے اور اسی سے حاصل ہوتی ہے

ہر زمینے کو قرینِ شُد بازُحل — شورہ گشت و کِشت را نبوَد محل

جو زمین زُحل (ستارہ) کی متعلق ہوئی — وہ شوریلی بنی اور کھیتی کی جگہ نہیں رہتی

قوّت اندر فعل آید ز اتّفاق — چوں قرانِ دیو با اہلِ[2] نفاق

متفق ہو جانے سے کام میں قوّت آجاتی ہے — جیسا کہ شیطان کا منافقوں سے مل جانا

ایں معانی راست از چرخِ نہم — بے ہمہ طاق و طُرُم طاقِ طرُم

ان معانی کے لئے نویں آسمان — بغیر شان وشوکت والے سے شان وشوکت ہے

خلق[3] را طاق و طُرُم عاریت است — امر را طاق و طُرُم ماہیت است

عالم کی شان و شوکت عارضی ہے — (عالم) امر کی شان و شوکت ذاتی ہے

از پئے طاق و طُرُم خواری کشند — بر اُمیدِ عزّ در خواری خوشند

شان و شوکت کے لئے ذلّت برداشت کرتے ہیں — عزّت کی اُمید پر ذلّت میں خوش ہیں

بر امیدِ عزّ دہ روزہ خدوک — گردنِ خود کردہ اند از غم چو دوک

دس روزہ عزّت کی اُمید پر پریشان ہیں — فکر میں اپنی گردن کو تکلا جیسا بنائے ہوئے ہیں

چوں نمی آیند ایں جا کہ منم — کاندریں عزّ آفتابِ روشنم

اِس جگہ کیوں نہیں آتے جہاں میں ہوں — کہ میں اِس عزّت میں روشن سورج ہوں

مشرقِ خورشید بُرجِ قیرگوں — آفتابِ ماز مشرقہا بروں

سورج کی مشرق، سیاہ بُرج ہے — ہمارا سورج مشرقوں سے بالا ہے

مشرقِ اُو نسبتِ ذرّاتِ اُو — نے برآمد نے فرو شد ذاتِ اُو

اُس کی مشرق ذرّوں کے ساتھ اُسکی نسبت ہے — نہ اُس کی ذات طلوع کرتی ہے نہ غروب کرتی ہے

ماکہ واپس ماندہ ذرّاتِ وئیم — در دو عالم آفتابِ بے فئیم

ہم جو کہ اُس کے ذرّات میں سے پسماندہ ہیں — دونوں جہانوں میں بغیر سایہ کا سورج ہیں

مشرقِ او۔ ذاتِ باری کیلئے جب ہم لفظ مشرق بولتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ذرّات یعنی اولیا ءاللہ اُس وقت اُس سے کسبِ نور کر رہے ہیں جو دائمی نہیں ہے بلکہ بسا اوقات کسبِ نور میں حجابات حائل ہو جاتے ہیں ورنہ اللہ کیلئے نہ مشرق ہے نہ مغرب اُسکی ذات ہر وقت نور فشاں ہے۔ واپس ماندہ ذرّات یعنی ہم اُسکا دیدار میں بہت کم

[1] سُرخروئی۔ رخساروں میں خون دوڑتا ہے تو چہرہ سُرخ ہو جاتا ہے۔ گلگوں۔ خوشی سے خون میں سُرخی پیدا ہوتی ہے۔ واں۔ سُرخی سورج کی تاثیر سے پیدا ہوتی ہے۔ زُحل۔ ایک ستارہ ہے جس کو نحسِ اکبر بھی کہا جاتا ہے اُس کی یہ تاثیر ہے کہ جس زمین کی طرف اُس کا رُخ ہو وہاں قحط اور جس طرف اُس کی پشت ہو وہاں وبا پھیل جاتی ہے۔

[2] اہلِ نفاق۔ منافقوں کا شیطان سے ملاپ اُنکے شر میں اضافہ کر دیتا ہے۔ چرخِ نہم۔ شرع میں اسی کو عرش کہا جاتا ہے اور حکما اسکو فلک الافلاک اور فلکِ اطلس کہتے ہیں جو بالکل سادہ ہے اُسمیں کوئی ستارہ نہیں ہے، صوفیاء کے نزدیک علوم و معارفِ ربّانی کا نزول اسی فلک سے ہوتا ہے چونکہ باہمی میل جول سے کوئی نہ کوئی چیز حاصل ہوتی ہے لہٰذا انسان کو علوم و معارف سے وابستہ ہونا چاہیئے جن میں بڑی شان و شوکت ہے۔

[3] خلق۔ عالمِ مادیات۔ امر۔ عالمِ مجرّدات جس میں علوم و معارفِ الٰہی بھی داخل ہیں۔ عزّ یعنی دنیا کی عزّت۔ خدوک۔ غصّہ پریشانی۔ دوک۔ تکلا۔ اینجا یعنی مقامِ معرفتِ خداوندی۔ قیرگوں۔ سیاہ۔ آفتابِ ما۔ ہم جس سے نور حاصل کرتے ہیں وہ ذاتِ باری ہے جو مشرق و ... وراء الورا ہے

۱ باز گردِ شمس میگردم عجب — ہم ز فرِّ شمس باشد ایں سبب
تعجب ہے میں پھر بھی سورج کے چاروں طرف گردش کرتا ہوں — یہ سبب بھی سورج کی شان و شوکت کی جانب سے ہے

شمس باشد بر سببہا مُطّلع — ہم ازو حبلِ سببہا منقطع
اسباب سے سورج باخبر ہوتا ہے — اسباب کی رسّی کا ٹوٹنا بھی اسی کی جانب سے ہے

۲ صد ہزاراں بار ببریدم امید — از کہ؟ از شمس ایں شما باور کنید
میں نے لاکھوں بار اُمید منقطع کی — کس سے؟ سورج سے! اِس کا تم یقین کرو

تو مرا باور مکن کز آفتاب — صبر دارم من و یا ماہی ز آب
تو میرا یقین نہ کر، کہ سورج سے — میں صبر کر سکتا ہوں اور یا مچھلی پانی سے (صبر کر سکتی ہے)

ور شوم نومید نومیدیِ من — عینِ صُنعِ آفتاب ست اے حسن
اگر میں نااُمید ہوں، میری نااُمیدی — بالکل سورج کا کام ہے، اے پیارے!

عینِ صُنع از نفسِ صانع چوں بُرد — عینِ ہست از غیرِ ہستی چوں چرد
بعینہٖ کام، کام کرنے والے کی ذات سے کیسے جدا ہو سکتا ہے؟ — خود موجود غیر موجود سے کیسے غذا (وجود) حاصل کر سکتا ہے؟

۳ جملہ ہستیہا ازیں روضہ چرند — گر بُراق و تازیاں ور خود خرند
تمام موجودات اِسی باغ سے غذا (وجود) حاصل کرتے ہیں — خواہ بُراق اور عربی گھوڑے ہوں یا خود گدھے ہوں

لیک اسپِ کور کورانہ چرد — می نہ بیند روضہ را زاں ست رد
لیکن اندھا گھوڑا، اندھے پن سے چرتا ہے — وہ باغ کو نہیں دیکھتا ہے، اِس لئے مردود ہے

وانکہ گردشہا ازاں دریا ندید — ہر دم آرد رُو بمحرابِ جدید
اور جس نے گردشوں کو اُس دریا سے نہ سمجھا — ہر آن مُنہ، نئی محراب کی طرف کرتا ہے

اُو ز بحرِ عذب آبِ شور خورد — تا کہ آبِ شور اُو را کور کرد
اُس نے شیریں دریا سے کھارا پانی پیا — یہاں تک کہ کھارے پانی نے اُسکو اندھا کر دیا

بحر می گوید بدستِ راست خور — ز آبِ من اے کور تا یابی بصر
دریا کہتا ہے کہ داہنے ہاتھ سے پی — میرا پانی اے اندھے! تاکہ تو بینائی حاصل کرے

ہست دستِ راست اینجا ظنِّ راست — کو بداند نیک و بد را کز کجاست
داہنے ہاتھ (سے مُراد) یہاں صحیح عقیدہ ہے — تاکہ وہ جان لے کہ نیک و بد کہاں سے ہے

۱ باز۔ یعنی میں باوجود آفتاب ہو جانے کے پھر بھی مزید تقرب حاصل کرنے کیلئے اُس شمس کو پٹتا ہوا ہوں اور یہ میرا پٹنا اور چکر جو تقرب کا سبب ہے یہ بھی اُسی شمس کا عطا کردہ ہے۔ ایں سبب۔ ہم ز فرِ شمس باشد۔ یعنی میری گردش جو کہ تقرب کا سبب ہے اُس کی ہی پیدا کردہ ہے، جس طرح نتائج قبضۂ قدرت میں ہیں اسی طرح اُن کے اسباب بھی قبضۂ قدرت میں ہیں۔ شمس۔ اسباب کا مہیا ہونا اور نہ ہونا قدرتِ خداوندی کے تابع ہے۔
۲ صد ہزاراں۔ وصول الی اللہ کی سعی میں لاکھوں بار مایوسیاں پیدا ہوتی ہیں۔ تو مرا۔ لیکن مایوسی، ترکِ سعی کا سبب نہیں بنتی۔ صبر دارم۔ مایوس ہو کر صبر کر کے بیٹھ جاؤں یہ ممکن نہیں ہے۔ ماہی۔ مچھلی پانی سے صبر کر کے نہیں بیٹھ سکتی تڑپ تڑپ کر جان دے دیتی ہے۔ ور شوم۔ مایوس کرنا بھی اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ عینِ صنع۔ جبکہ مایوس کرنا بھی اللہ کا فعل ہے تو وہ اللہ کے ساتھ مزید تعلق پیدا کرتا ہے۔ عینِ ہست۔ مایوسی جو موجود ہے وہ غیر موجود کا فعل کب ہو سکتی ہے ولا موجود الا اللہ لہٰذا وہ اللہ ہی کی پیدا کردہ ہے۔
۳ جملہ ہستیہا۔ اچھے ہوں یا بُرے سب نے وجود اسی ذات سے حاصل کیا ہے۔ اسپ کور۔ جن کو بصیرت حاصل نہیں ہوتی وہ اُس

طرف دھیان نہیں دیتے ہیں اور مردودِ بارگاہ ہو جاتے ہیں۔ گردشہا۔ جو لوگ اسباب کو منجانب اللہ نہیں سمجھتے وہ اسباب کو قبلہ گاہ بنا لیتے ہیں۔ دریا۔ بحرِ حقیقت، اللہ تعالےٰ۔ او ز بحر۔ منکرین کی کج فطرتی اُن کو تباہ کر دیتی ہے۔ بحرِ عذب۔ شیریں پانی کا دریا۔ بدستِ راست یعنی حقائق کو صحیح طور پر دیکھ۔ ظنِ راست یعنی تمام

نیزہ گردانے[1] ست اے نیزہ کہ تو
اے نیزے! کوئی نیزے کو گھمانے والا ہے کہ تو
راست می گردی گہ و گاہے دوتو
کبھی سیدھا ہو جاتا ہے اور کبھی دوھرا

ما ز عشقِ شمسِ دیں بے ناخنیم
ہم دین کے شمس کے عشق کی وجہ سے معذور ہیں
ورنہ ما آں کور را بینا کنیم
ورنہ ہم اُس اندھے کو بینا کر دیتے

ہاں ضیاء الحق[2] حسام الدیں تو زود
ہاں ضیاء الحق حسام الدیں تو جلد
دارویش کُن کوریِ چشمِ حسود
اُسکا علاج کر دے، حاسد کے اندھے پن کے باوجود

جُملہ کوراں را دوا کُن اے قمر
اے چاند! سب اندھوں کا علاج کر دے
اے نہالِ میوہ دار افشاں ثمر
اے پھلدار درخت! پھل گرا

توتیائے کبریائی تیز فعل
زود اثر خدائی سُرمہ
دار وئے ظلمت کُش استیز فعل
تاریکی کو دُور کرنے والی دوا، اُکھاڑ کرنیوالی

آنکہ گر بر چشمِ اعمیٰ بر زند
وہ کہ اگر اندھے کی آنکھ میں ڈال دیں
ظلمتِ صد سالہ را زو بر کَند
سَو سالہ تاریکی کو اُس سے دُور کر دے

جُملہ کوراں را دوا کُن جُز حسود
حاسد کے علاوہ سب اندھوں کا علاج کر
کز حسودی بر تو می آرد جحود
جو حَسَد کی وجہ سے تیرا اِنکار کرتا ہے

مر حسودت[3] را اگرچہ آں منم
اپنے حاسد کو خواہ وہ میں ہی ہوں
جاں مدہ تا ہمچنیں جاں میکنم
جان عطا نہ کر تاکہ اِسی طرح جان توڑتا رہوں

آنکہ اُو باشد حسودِ آفتاب
جو کہ سورج کا حاسد ہوتا ہے
کور می گردد ز بُودِ آفتاب
سورج کے وجود سے اندھا ہو جاتا ہے

اِیْنَت دردِ بے دوا کور است آہ
عجب اُس کا لا علاج مرض ہے! افسوس
اِیْنَت افتادہ ابد در قعرِ چاہ
عجب، یہ ہمیشہ کے لئے کنوئیں کی گہرائی میں گرا ہوا ہے

نفیِ خورشیدِ ازل بایستِ اُو
اُس نے ازلی سورج کا عدم چاہا
کے بر آید ایں مُرادِ اُو بگو
بتا اُس کی یہ تمنّا کیسے پوری ہو؟

باز آں باشد کہ باز آید بشاہ
باز وہی ہے جو شاہ کے پاس واپس آجائے
بازِ کور ست آنکہ شد گم کردہ راہ
جو راستہ سے بھٹک گیا وہ اندھا باز ہے

---

[1] نیزہ گرداں۔ برچھی گھمانے والا۔ نیزہ۔ یعنی انسانی قد۔ دوتو۔ دُھرا۔ شمسِ دیں۔ یعنی شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ بے ناخن۔ مجبور، معذور، مولانا کی تصرفات سے معذوری یا فنائیت کی بنا پر تھی یا تصرف سے محجوب تھے یا ماذون تو تھے لیکن تشبہ بالانبیاء کی بنا پر تصرف کرنا پسند نہ کرتے تھے۔ کورِ را بسا اوقات اولیاء اللہ ایسا تصرف کر دیتے ہیں کہ منکر قدموں پر آگرتا ہے۔

[2] ضیاء الحق۔ مولانا کے خلیفہ ہیں جن سے مولانا فرماتے ہیں کہ تو گمراہوں پر تصرف کر کے راہِ راست پر لا۔ اے قمر۔ ضیاء الحق جن کا دل چاند کی طرح روشن ہے۔ توتیا۔ سرمہ۔ استیز فعل جس کا کام مرض کو دفع کرنا ہے۔ اعمیٰ۔ یعنی جو عرصہ سے منکر ہے۔ جز حسود۔ حسد کی بنا پر منکر کی شفا نا ممکن ہے۔

[3] مر حسود۔ حاسد کسی طرح فیضیاب نہیں ہو سکتا ہے۔ کور می گردد۔ آفتاب کا کام روشنی پہنچانا ہے لیکن حاسد آنکھیں بند کر لینے کی وجہ سے اور اندھا بنتا ہے۔ اینت۔ زہے۔ درد۔ حسد کا کوئی علاج نہیں ہے۔ خورشید ازل۔ اولیاء اللہ یا ذاتِ خداوندی۔ باز آں باشد۔ یعنی طالب تو وہ ہے کہ اگر کسی وقت فیض حاصل بھی نہ ہو تو منکر نہ بنے بلکہ کوشش جاری رکھے پھر مناسبت پیدا ہوگی اور فیض حاصل ہونے لگے گا منکر بن گیا تو تباہی ہے۔

گرفتار شدن باز میانِ چغداں بویرانہ ؎۱

ویرانہ میں باز کا چغدوں میں پھنس جانا

باز در ویراں بر چغداں فتاد — راہ را گم کرد و در ویراں فتاد

باز ویرانے میں الوؤں میں جا گرا — راستہ بھول گیا اور ویرانے میں جا اترا

او ہمہ نور ست از نورِ رضا — لیک کورش کرد سرہنگِ قضا

وہ خوشنودیٔ (حق) کے نور سے سراپا نور ہے — لیکن اس کو قضا (خداوندی) کے سپاہی نے اندھا کر دیا

خاک در چشمش زد و از راہ برد — در میانِ چغد و ویرانش سپرد

(قضا نے) اس کی آنکھوں میں دھول جھونک دی اور راستے سے ہٹا دیا — اس کو الوؤں اور ویرانے میں ڈال دیا

بر سری چغدانش بر سر می زنند — پرّ و بالِ نازنینش می کنند

علاوہ ازیں الو اس کے سر پر (ٹھونگیں) مارتے تھے — اس کے ناز پروردہ پر و بال اکھاڑتے تھے

؎۲ ولولہ افتاد در چغداں کہ ہا — باز آمد تا بگیرد جائے ما

الوؤں میں شور مچا کہ خبردار! — باز آیا ہے تاکہ ہماری جگہ پر قبضہ کرے

چوں سگانِ کوی پر خشم و مہیب — اندر افتادند در دلقِ غریب

گلی کے ہیبت ناک اور غضبناک کتوں کی طرح — مسافر کی گدڑی کو لپٹ گئے

باز گوید من چہ در خوردم بچغد — صد چنیں ویراں رہا کردم بچغد

باز کہتا ہے مجھے الوؤں سے کیا لگاؤ؟ — ایسے سو ویرانے میں نے الوؤں کیلئے چھوڑ دیئے ہیں

؎۳ من نخواہم بود اینجا می روم — سوئے شاہنشاہ راجع می شوم

میں اس جگہ نہیں رہنا چاہتا، میں جاتا ہوں — شاہ کی طرف واپس جاتا ہوں

خویشتن مکشید اے چغداں کہ من — نے مقیمم می روم سوئے وطن

اے الوؤ! اپنے آپ کو نہ مارے مرو کیونکہ میں — میں مقیم نہیں ہوں، وطن کی طرف جاتا ہوں

ایں خراب آباد در چشمِ شماست — ورنہ ما را ساعدِ شہ باز جاست

یہ ویرانہ تمہاری نظر میں آباد ہے — ورنہ ہمارے لئے تو شاہ کی کلائی واپسی کی جگہ ہے

چغد گفتا باز حیلت می کند — تا ز خان و ماں شما را بر کند

ایک الو بولا، باز مکاری کرتا ہے — تاکہ تمہیں گھر بار سے اکھاڑ دے

خانہائے ما بگیرد او بمکر — بر کند ما را ز سالوسی ز وکر

مکاری سے ہمارے گھروں پر قبضہ کرلے — چالاکی سے ہمارے گھونسلوں سے ہکوا جاڑ دے

؎۱ گرفتار شدن۔ اس حکایت کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ باز شاہ کی کلائی سے محروم ہو گیا تھا لیکن برابر طلب میں لگا رہا اور کامیاب ہوا۔ باز۔ اس سے مراد نبی و عارف ہے چغداں۔ الوؤں سے مراد منکرین اور محجوبین ہیں اور اس حکایت میں شاہ سے ذاتِ حق اور زنداں سے دنیاوی لذتیں مراد ہیں۔ او ہمہ نور۔ عارفین کی بھی کبھی آزمائش ہو جاتی ہے اور وہ قضائے الٰہی سے راہ گم کر بیٹھتے ہیں۔ بر سری۔ علاوہ ازیں۔ می زنند یعنی باز کے سر پر ٹھونگیں مارتے تھے۔ نازنین۔ ناز پروردہ۔

؎۲ ولولہ۔ واویلا کرنا، جوش و خروش۔ تا بگیرد۔ انبیا کے بارے میں منکرین یہ بھی کہتے تھے۔ یُرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَکُمْ مِّنْ اَرْضِکُمْ۔ یعنی وہ چاہتا ہے کہ تم کو تمہاری سرزمین سے نکالکر اس پر قبضہ جمائے۔ دلق۔ گدڑی۔ غریب۔ اجنبی، مسافر۔ باز گوید۔ انبیاء اور اولیاء نے منکرین سے اکثر یہی کہا ہے۔

؎۳ من نخواہم۔ شعر

خرم آں روز کزیں منزلِ ویران بروم
راحتِ جاں طلبم وز پئے جاناں بروم
نذر کردم کہ گر آید بسر ایں غم روزے
تا درِ میکدہ شاداں و غزل خواں بروم

شاہنشاہ۔ ذاتِ حق۔ وطن یعنی دارِ آخرت۔ ساعدِ شہ یعنی اللہ (تعالےٰ) کا قرب۔ حیلت۔ حیلہ بازی۔ خان و ماں۔ گھر بار۔ سالوسی۔ فریب، مکاری۔ وکر۔ گھونسلا۔

منمایدسیری[1] ایں حیلت پرست
یہ مکار سیر چشمی دکھاتا ہے
واللہ از جملہ حریصاں بدتر است
خدا کی قسم تمام لالچیوں سے بدتر ہے

او خورد از حرص طیں را ہمچو دِبس
وہ لالچ میں مٹی، انگور کے شیرے کی طرح چاٹتا ہے
دُنبہ مسپارید اے یاران بخرس
اے دوستو! دُنبہ ریچھ کے سپرد نہ کرو

لاف از شہ می زند وز دستِ شاہ
بادشاہ، اور بادشاہ کی کلائی کی ڈینگیں مارتا ہے
تا بَرَد او ما سلیماں را زِ راہ
تاکہ ہم بھولوں کو گمراہ کردے

خود چہ جنسِ[2] شاہ باشد مرغکے
ذلیل پرند بادشاہ کے کیا مناسب ہوگا؟
مشنوش گر عقل داری اندکے
اگر تم تھوڑی سی بھی عقل رکھتے ہو، اِس کی نہ سُنو

جنسِ شاہ است او و یا جنسِ وزیر
وہ بادشاہ کے لائق ہے یا وزیر کے لائق ہے؟
ہیچ باشد لائقِ لوزینہ سیر
کبھی لہسن، بادام کے حلوے کے لائق ہوتا ہے؟

آنچہ می گوید ز مکر و فعل و فن
وہ جو مکاری اور فریب کاری اور چالاکی سے یہ کہتا ہے
ہست سلطاں با حشم جویائے من
(کہ) بادشاہ مع فوج کے میری تلاش میں ہے

اینت مالیخولیائے ناپذیر
عجب! ناقابلِ قبول پاگل پن ہے
ق
اینت لافِ خام و دامِ گول گیر
عجب! بے بنیاد شیخی اور بیوقوفوں کو پھانسنے کا جال ہے

ہر کہ ایں باور کند او ابلہ است
جو یہ یقین کرے وہ احمق ہے
مرغکِ لاغر چہ درخوردِ شہ است
کمزور ذلیل پرند، بادشاہ کے کیا لائق ہے؟

کمترین[3] چغد ار زند بر مغزِ او
چھوٹے سے چھوٹا اُلو اگر اُس کے بھیجے پر (ٹھونگ) مار دے
مر ورا یاری گری از شاہ کو
اُس کی بادشاہ سے دوستی کہاں ہے؟

گفت باز ار یک پرِ من بشکنید
باز نے کہا، اگر میرا ایک پر (بھی) تم توڑ دو
یاز غم برگِ گُلے بر من زنید
یا غصہ سے ایک پھول کی پنکھڑی میرے مار دو

بیخِ چغدستاں شہنشہ بر کند
بادشاہ بوستان کی بیخ کنی کر دے گا
خانہا تاں جملگی بر سر زند
تم سب کے گھونسلے اُجاڑ دے گا

چغد خود چہ بود اگر بازے مرا
اُلو کیا ہوتا ہے؟ اگر کوئی باز (بھی) میرا
دل برنجاند کند بر من جفا
دل رنجیدہ کرے (اور) مجھ پر ظلم کرے

شہ کند تودہ بہر شیب و فراز
بادشاہ ہر نشیب و فراز میں ڈھیر لگا دے
صد ہزاراں خرمن از سرہائے باز
بازوں کے سروں کے لاکھوں کھلیان

---

۱ سیری، پیٹ بھرا پن۔ طین، مٹی۔ دبس، انگور کا شیرہ۔ خرس، ریچھ۔ لاف یعنی یہ اُس کی بکواس ہے کہ اُس کی شاہ سے دوستی ہے اور وہ اُسکی کلائی پر بیٹھتا ہے۔ سلیماں سلیم کی جمع ہے، بھولا انسان۔ از راہ بردن، دھوکا دینا، گمراہ کرنا۔

۲ جنس، ہم جنس، مناسب۔ مرغک، حقیر پرند۔ لوزینہ، بادام کا حلوا۔ سیر، لہسن۔ اینت، زہے، عجب۔ مالیخولیا، جنون کی ایک قسم ہے۔ ناپذیر، ناقابلِ قبول۔ لافِ خام، بے بنیاد شیخی۔ گول، بالضم و وادِ مجہول، احمق، ابلہ۔

۳ کمترین، اکثر منکروں نے بھی اس طرح دھمکیاں دی ہیں۔ گفت، انبیاء اور اولیاء کو ستانے پر بستیاں ویران کر دی گئی ہیں۔ اگر باز، اولیاء کو ستانے سے عوام تو درکنار بڑے بڑے لوگ صاحبِ علم و ہنر برباد ہوئے ہیں۔ شیب، نشیب کا مخفف ہے، پست زمین۔

پاسبانِ[1] من عنایاتِ وے ست
اُس کی مہربانیاں میری نگہبان ہیں
ہر کجا کہ می روم شہ در پے ست
میں جہاں جاتا ہوں بادشاہ پیچھے ہوتا ہے

در دلِ سلطاں خیالِ من مُقیم
بادشاہ کے دل میں میرا خیال جما ہوا ہے
بے خیالِ من دلِ سلطاں سقیم
میرے خیال کے بغیر بادشاہ کا دل رنجیدہ ہے

چوں بپرّاند مرا شہ در رَوِش
جب بادشاہ مجھے کسی رَوِش میں اُڑاتا ہے
یا بم اندر اَوجِ جاں خوش پرورش
میں جان کی بلندی میں اچھی بالیدگی محسوس کرتا ہوں

ہمچو ماہ و آفتابے می پَرَم
میں چاند اور سورج کی طرح اُڑتا ہوں
پَردہائے آسماں را بر دَرَم
آسمان کے پردے چاک کر دیتا ہوں

روشنیِ[2] عقلہا از فکرتم
عقول کی روشنی میرے فکر (کے نور) سے ہے
اِنفطارِ آسماں از فطرتم
آسمانوں کا شق ہونا میری پیدائش کی وجہ سے ہے

بازم و حیراں شود در من ہما
میں باز ہوں اور میرے معاملہ میں ہما حیران ہوتا ہے
چُغد کہ بُوَد تا بداند سرِّ ما
اُلّو کیا ہوتا ہے کہ ہمارا راز سمجھے؟

شہ برائے من ز زنداں یاد کرد
شاہ نے میری وجہ سے قید خانہ کو یاد کیا
صد ہزاراں بستہ را آزاد کرد
لاکھوں قیدیوں کو آزاد کر دیا

یک دمم با چغدہا دمساز کرد
(مجھے) تھوڑی دیر کے لئے اُلّوؤں کا ساتھی بنایا
از دمِ من چغدہا را باز کرد
میرے دم بدم سے اُلّوؤں کو باز بنا دیا

اے خنک[3] چغدے کہ در پروازِ من
وہ اُلّو خوش قسمت ہے جو کہ میری پرواز میں
فہم کرد از نیک بختی رازِ من
نیک بختی سے میرا راز سمجھ گیا

در من آویزید تا بازاں شوید
مجھ سے متعلق ہو جاؤ تاکہ باز بن جاؤ
گرچہ چغدانید شہبازاں شوید
اگرچہ تم اُلّو ہو باز بن جاؤ

آنکہ باشد با چنیں شاہے حبیب
جو ایسے بادشاہ کا محبوب ہو
ہر کجا افتد چرا باشد غریب
جہاں بھی جا پڑے اجنبی کیوں ہو؟

ہر کہ باشد شاہ دردش را دوا
بادشاہ جس کے درد کی دوا ہو
گر چو نے نالد نباشد بینوا
اگرچہ وہ بانسری کی طرح نالہ کرے بے سازوساماں نہیں ہوتا

---

[1] پاسبان۔ خدا نے انبیاء کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ مُقیم۔ جاگزیں۔ سقیم۔ بیمار۔ یابم۔ یعنی جب خدا مجھے روحانی عروج عطا فرماتا ہے تو مجھے روح کی ترقی میں اچھی پرورش حاصل ہوتی ہے۔ می پرم۔ انبیاء کو معراج جسمانی اور اولیاء کو معراج روحانی حاصل ہو جاتی ہے۔

[2] روشنیِ عقلہا یعنی فرشتوں کو نور میری وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ اِنفطار۔ آسمانوں میں شگاف ہونا۔ فطرتم میری پیدائش کی وجہ سے ہے، آسمانوں کا انفطار انبیاء کی معراجوں یا بارشوں کے نزول کے لئے ہے۔ ہما۔ یعنی ملائکہ، افضلِ بشر، افضلِ ملائکہ سے افضل ہے۔ صد ہزاراں۔ بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم۔ یک دم۔ کفار، انبیاء کی صحبت سے اور محجوبین اولیاء کی صحبت سے کامل بن جاتے ہیں۔

[3] خنک۔ ٹھنڈا، خوش نصیب۔ پرواز۔ یعنی مرتبہ کمال۔ نیک بختی۔ سعادتِ ازلی۔ رازِ من۔ یعنی حُسنِ عقیدت رکھے۔ آویزید۔ یعنی تعلق پیدا کرو۔ شہباز۔ ایک بڑی قسم کا باز ہے۔ شوید۔ انبیاء اور اولیاء کے اتباع سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ حبیب۔ محبوب۔ غریب۔ مسافر، اجنبی۔ ہر کہ۔ مقربین کا رونا عشق کی وجہ سے جو مراتب کی بلندی پیدا کرتا ہے۔

مالکِ مُلکم[1] نیَم من طبل خوار
میں سلطنت کا مالک ہوں پیٹو نہیں ہوں

طبلِ بازم می زند شہ از کنار
کنارے سے بادشاہ میری واپسی کا طبل بجاتا ہے

طبلِ بازِ من ندائے اِرجِعی
میری واپسی کا طبل "واپس آجا" کی آواز ہے

حق گواہِ من برغمِ مُدّعی
مخالف کی ذلت کے ساتھ اللہ تعالیٰ میرا گواہ ہے

من نیَم جنسِ شہنشہ دُور ازو
میں بادشاہ کا ہم جنس نہیں ہوں اُس سے جدا ہوں

لیک دارم در تجلّی نور ازو
لیکن تجلّی میں اُس کا نور رکھتا ہوں

نیست جنسیّت ز روئے شکل و ذات
ہم جنس ہونا صورت اور ذات (ہی) کی وجہ سے نہیں ہے

آب جنسِ خاک آمد در نبات
زمین کی پیداوار میں پانی، مٹی کی جنس ہو گیا

بادِ[2] جنسِ آتش آمد در قوام
بناوٹ میں ہوا، آگ کی جنس ہو گئی

طبع را جنس آمدست آخر مُدام
شراب (آدمی کی) طبیعت کی جنس ہو گئی

جنسِ ما چوں نیست جنسِ شاہِ ما
ہماری جنس چونکہ ہمارے شاہ کی جنس نہیں ہے

مائے ما شد بہرِ مائے اُو فنا
ہماری ہستی اُس کی ہستی میں فنا ہو گئی ہے

چوں فنا شد مائے ما اُو ماند فرد
جب ہماری ہستی فنا ہو گئی وہ اکیلا رہ گیا

پیش پائے اسپِ اُو گردم چو گرد
اُس کے گھوڑے کے پیر کے سامنے میں گرد کی طرح ہو گیا

خاک شد جان و نشانہائے اُو
ہماری جان خاک ہو گئی اور اُس کی نشانیاں

ہست بر خاکش نشانِ پائے اُو
اِس (جان) کی خاک پر اُسکے پاؤں کے نشان ہو گئے

خاکِ پایش شو برائے ایں نشاں
اِس نشان کے لئے اُسکے پاؤں کی خاک بن جا

تا شوی تاجِ سرِ گردن کشاں
تاکہ تو عالیشان لوگوں کے سر کا تاج بن جائے

تا کہ نفریبد شمارا شکلِ من
ہرگز میری (ظاہری) صورت تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے

نُقلِ[3] من نوشید پیش از نقلِ من
میرے مرنے سے پہلے میرا نقل چکھ لو

اے بسا کس را کہ صورت راہ زد
اے (مخاطب) بہت سے لوگوں کو صورت نے گمراہ کیا

قصدِ صورت کرد و بر اللہ زد
اُنہے صورت کو ستانے کا ارادہ کیا (اور) اللہ پر حملہ کیا

---

[1] مالکُ المُلک۔ بادشاہی کا مالک۔ طبل خوار۔ حریص۔ طبلِ باز۔ واپسی کا نقارہ، باز جب شکار کر چکتا ہے اُس کو واپس بلانے کیلئے نقارہ بجایا جاتا ہے۔ کنار۔ کنارہ۔ اِرجِعی۔ تو واپس آجا، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی پاک روحوں کو واپس بلانے کے لئے فرماتا ہے، اللہ کا یہ فرمانا طبلِ باز ہے۔ رغم مدعی۔ مخالف کی ذلت۔ من نیم۔ الّووں نے اعتراض کیا تھا کہ باز شاہ اور وزیر کی جنس نہیں ہے لہٰذا اُنسے کیا تعلق، اس کا جواب ہے کہ میں ہم جنس تو نہیں ہوں لیکن اُنکے نور کی تجلی مجھ پر پڑ گئی ہے۔ جنسیت یعنی جنسیت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہم شکل و صورت ہو بلکہ تعلق اور مناسبت کی وجہ سے ہم جنس بنجاتا ہے۔ آب۔ زمین کی پیداوار میں پانی اور مٹی کا باہم تعلق ہو حالانکہ دونوں کی شکل و صورت جدا جدا ہے۔

[2] باد۔ چند مثالیں دیکر سمجھایا ہے کہ باہمی تعلق شکل و صورت کے اتحاد پر موقوف نہیں ہے ہوا آگ کی حقیقت میں داخل ہے اور اُس سے متعلق ہے اگر ہوا نہ ہو تو آگ فوراً بجھ جاتی ہو، طبیعتِ انسانی اور شراب میں تعلق ہے۔ شراب پی کر طبیعت میں چستی آجاتی ہے۔ مائے۔ انانیت، ہستی۔ فنا یعنی ہم اللہ کے ہم جنس تو نہیں ہیں لیکن ہم نے اپنی ہستی کو اُس کیلئے فنا کر دیا ہے۔ خاک۔ ہم نے اپنے آپ کو مٹی میں ملا دیا اور اُس مٹی پر اُس کے نقشِ قدم ہیں۔ گردن کشاں۔ عالیجاہ لوگ۔

[3] نُقل۔ بضمِ میوہ وغیرہ جو شراب کے ساتھ کھایا جائے۔ بالفتح نقلِ مکانی، انتقال یعنی محض صورتِ ظاہری پر نظر کر کے تحقیر نہ کرنی چاہیئے اور استفاضہ سے محروم نہ رہنا چاہیئے۔ بسا کس۔ کافر انبیاء کو صورتاً اپنا جیسا دیکھ کر منکر بنتے تھے اور مخالفت کرتے تھے جو دراصل اللہ کی مخالفت ہوتی تھی۔

آخر[1] ایں جاں با بدن پیوستہ است
آخر یہ جان، بدن کے ساتھ ملی ہوئی ہے

ہیچ ایں جاں با بدن مانستہ است
کہیں یہ جان، بدن سے مشابہ ہے؟

تابِ نورِ چشم با پیہ است جُفت
آنکھ کے نور کی چمک آنکھ کی چربی سے ملی ہوئی ہے

نورِ دل در قطرۂ خونے نہفت
دل کا نور، خون کے ایک قطرے میں چھپا ہوا ہے

شادی اندر گُردہ و غم در جگر
خوشی گُردے میں اور غم جگر میں (ہے)

عقل چوں شمعے درونِ مغزِ سر
عقل شمع کی طرح سر کے مغز میں (ہے)

رائحہ در انف و منطق در لسان
خوشبو ناک میں، اور گویائی زبان میں (ہے)

لہو در نفس و شجاعت در جنان
کھیل کود نفس میں اور بہادری قلب میں (ہے)

ایں تعلقہا نہ بے کیف ست و چوں
کیا یہ تعلقات ناقابلِ بیان اور ناقابلِ خیال نہیں ہیں؟

عقلہا در دانشِ چونی زبوں
عقلیں (ان کی) کیفیت کے سمجھنے سے قاصر ہیں

جانِ[2] کُل با جانِ جُزو آسیب کرد
جانِ کل نے جانِ جزو پر اثر ڈالا

جاں ازو دُرّے ستد در جیب کرد
جانِ (جزو) نے اس سے موتی لیا اور جیب میں ڈال لیا

ہمچو مریمؑ جاں ازاں آسیبِ جیب
(حضرت) مریمؑ کی طرح جان اس دل کی تاثیر سے

حاملہ شد از مسیحِ دلفریب
حسین مسیح سے حاملہ ہو گئی

آں مسیحے نے کہ بر خشک و تر ست
وہ مسیح نہیں جو بحر و بر پر ہے

آں مسیحے کز مساحت برتر ست
وہ مسیح جو ناپ تول سے بالا ہے

پس ز جانِ[3] جاں چو حامل گشت جاں
تو جب جان، جانِ جاں سے حاملہ ہو گئی

از چنیں جانے شود حامل جہاں
ایسی جان سے جہاں پُر ہو جاتا ہے

پس جہاں زاید جہانِ دیگرے
تو جہان دوسرا جہان جنم دیتا ہے

ایں حشر را وا نماید محشرے
یہ گروہ (جہانِ دیگر) اس گروہ کا محشر نمایاں کر دیتا ہے

تا قیامت گر بگویم بشمرم
قیامت تک اگر میں بتاؤں (اور) گنوں

من ز شرحِ ایں قیامت قاصرم
میں اس قیامت کی تشریح سے عاجز ہوں

تا قیامت ایں قیامت را اگر
قیامت تک اس قیامت کی اگر

شرح گویم قاصر آیم اے پسر
میں شرح کروں اے صاحبزادے! میں عاجز آجاؤں

---

[1] آخر: جسم اور روح میں باہمی تعلق ہے اور ایک دوسرے کے مشابہ نہیں ہے تو منکرین صورت کی عدمِ مشابہت سے تعلق کا کیوں انکار کرتے ہیں۔ تابِ نور جب آنکھ کی چربی نورِ چشم کا مظہر اور دل کا قطرۂ خون نور کا مظہر ہو سکتے ہیں تو ایک انسان کے نورِ حق سے متجلی ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ شادی۔ گردہ اور خوشی میں، غم اور جگر میں، عقل اور مغز میں صورۃً مشابہت نہیں ہے لیکن باہمی تعلق ظاہر ہے۔ رائحہ۔ خوشبو۔ انف۔ ناک۔ جناں۔ دل۔ ان چیزوں میں صورۃً مشابہت نہیں اور تعلق ظاہر ہے۔ ایں تعلقہا ئے۔ پہلے جن چیزوں کا باہمی تعلق بتایا ہے اس تعلق کو پوری طرح سمجھنا مشکل ہے لہٰذا تعلق مع اللہ کی کیفیت بیان کرنا بھی ممکن نہیں ہے۔

[2] جانِ کُل۔ ذاتِ حق، یہ انسان سے خدا کے تعلق کا بیان ہے۔ جانِ جزو۔ انسان۔ آسیب۔ اثر۔ ہمچو مریمؑ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل کو متاثر کیا اور وہ حاملِ امانت ہو گیا جس طرح حضرت مریمؑ کے گریبان میں پھونک ماری اور وہ حضرت مسیحؑ سے حاملہ ہو گئی تھیں۔ جیسے حضرت مریمؑ تو ایک انسان مسیحؑ سے حاملہ ہوئیں مومن کا قلب تجلیاتِ رب کا حامل ہو گیا۔ خشک و تر۔ بحر و بر۔ مساحت۔ ناپنا۔

[3] جانِ جاں۔ روح الارواح، ذاتِ حق۔ حاملِ حق۔ شیخ کے قلبی انتہا مشکل ہے۔

نور سے تمام دنیا مستفید ہوتی ہے۔ ایں حشر۔ بزرگوں سے فیض حاصل کرنے والے اپنے پہلے بزرگوں کی شہرت اور نمود کا سبب بنتے ہیں۔ محشر۔ قیامت میں سب کے وجود ظاہر ہو جائیں گے اسی طرح مستفیدین بزرگوں کے وجود کو نمایاں کرتے ہیں۔ تا قیامت۔ پھر مستفیدین اور مستفیدین سے مستفیدین کا سلسلہ قیامت تک جاری رہیگا۔ تا قیامت۔ جبکہ بزرگوں کا سلسلہ قیامت تک جاری ہے تو اس کی

۱؎ اِیں سخنہا خود بمعنی یاربے ست
خود یہ باتیں یارب کے معنیٰ میں ہیں

حرفہا دامِ دمِ شیریں لبے ست
(انکے) حرف شیریں لب (محبوب) کی گفتگو کا جال ہیں

چوں کُند تقصیر پس چوں تن زند
کوتاہی کیوں کرے اور خاموش کیوں رہے؟

چونکہ لبیکش زیارب می رسد
جبکہ یارب کی وجہ سے اسکے پاس لبیک کی آواز پہنچ رہی ہے

ہست لبیکے کہ نتوانی شنید
وہ ایسی لبیک ہے جو سُنی نہیں جاسکتی

لیک سرتا پائے بتوانی چشید
ہاں سر سے پیر تک تو چکھ سکتا ہے

۲؎ یک مثل آوردمت تا پے بری
میں تیرے لئے ایک مثال بیان کرتا ہوں تاکہ تجھے پتہ چل جائے

وزچنیں لبیک پنہاں برخوری
اور اس طرح کی پوشیدہ لبیک سے پھل کھالے

کلوخ انداختنِ تشنہ از سرِ دیوار در جوئے آب
پیاسے کا دیوار پر سے پانی کی نہر میں مٹی کے ڈھیلے پھینکنا

برلبِ جو بُود دیوارے بُلند
ایک نہر کے کنارے پر ایک اونچی دیوار تھی

برسرِ دیوار تشنہ دردمند
دیوار پر مصیبت زدہ پیاسا (بیٹھا تھا)

تشنہ مستسقی زار و نزار
پیاسا، پانی کا طلبگار، بدحال اور لاغر

عاشقِ مستِ غریبِ بے قرار
عاشق، مست، پردیسی بے قرار (تھا)

مانعش از آب آں دیوار بُود
وہ دیوار اُس کے لئے پانی سے روک تھی

از پئے آب اُو چو ماہی زار بُود
پانی کے لئے وہ مچھلی کی طرح بے تاب تھا

شُد حجابِ آب آں دیوارِ اُو
اُس کی وہ دیوار پانی کی آڑ بنی

برفلک می شد فغانِ زارِ اُو
اُس کی دردناک فریاد آسمان پر پہنچتی تھی

ناگہاں انداخت اُو خشتے درآب
اچانک اُس نے ایک اینٹ پانی میں پھینکی

بانگِ آب آمد بگوشش چوں خطاب
اُس کے کان میں پانی کی آواز پکار کی طرح آئی

۳؎ چوں خطابِ یارِ شیریں و لذیذ
دوست کی میٹھی اور لذیذ گفتگو جیسی

مست کرد آں بانگِ آبش چوں نبیذ
اُسکو پانی کی اِس آواز نے شراب کیطرح مست کردیا

از صفائے بانگِ آب آں ممتحن
وہ مصیبت زدہ پانی کی آواز کی صفائی کیوجہ سے

گشت خشت انداز وزانجا خشت کن
اینٹ پھینکنے والا اور اُس جگہ سے اینٹ کھاڑنے والا ہوگیا

آب می زد بانگ یعنی ہے ترا
پانی پکارتا تھا یعنی ارے تجھے

فائدہ چہ زیں زدن خشتے مرا
میرے اینٹ مارنے سے کیا فائدہ ہے؟

۱؎ ایں سخنہا۔ یہ نصیحت کی باتیں، جو بزرگ اللہ تعالیٰ کی جانب سے لوگوں کی اصلاح پر مامور ہوتے ہیں اُن کا وعظ و نصیحت کرنا ذکرِ الٰہی کے ہم معنیٰ ہوتا ہے۔ یارب۔ یعنی ذکرِ خداوندی۔ حرفہا ذکر اور نصیحت ہے۔ خدا سے شرفِ ہمکلامی حاصل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی جانب سے لبیک کی صدا آتی ہے تو گویا یارب کہنا اللہ تعالیٰ کی گفتگو کے لئے جال اور سبب ہے۔ چوں کند جبکہ ذکر سے شرف ہمکلامی حاصل ہوتو کون بدنصیب ہوگا جو ذکر کرنے سے باز آئے گا۔ لبیک میں حاضر ہوں یہ پکارنے والے کے جواب میں کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ جواب شنیدنی نہیں ہے بلکہ ذوقی ہے۔

۲؎ یک مثل۔ ذکر کرنیوالے کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو لبیک کی آواز آتی ہے وہ شنیدنی نہیں ہے بلکہ ذوقی ہے اس کو اِس قصہ سے سمجھاتا ہے کہ پیاسے کے لئے پانی کی آواز بھی ایک ذوقی چیز ہے جو پیاسا نہ ہو وہ اس آواز سے کوئی لطف حاصل نہیں کرسکتا ہے۔ مستسقی۔ پانی کا طلبگار۔ زار۔ بدحال۔ نزار۔ لاغر۔ عاشق۔ یعنی پانی کا عاشق۔ مست۔ یعنی پانی کے عشق سے۔

۳؎ خطاب۔ یعنی ڈلا گرنے سے جو پانی میں آواز پیدا ہوئی وہ پیاسے کے لئے ایسی ہی تھی جیسے ذاکر کے لئے لبیک کی آواز۔ نبیذ۔ شراب۔ ممتحن۔ آزمائش میں

گرنار خشت کن۔ اینٹ اکھاڑنے والا۔ بانگ یعنی پانی نے زبانِ حال سے کہا۔

تشنہ گفت آبا[1] مرا دو فائدہ ست
پیاسے نے کہا، اے پانی میرے دو فائدے ہیں

من ازیں صنعت ندارم ہیچ دست
میں اس کام سے کبھی دست بردار نہ ہوں گا

فائدہ اول سماعِ بانگِ آب
پہلا فائدہ تو پانی کی آواز کا سننا ہے

کو بود مر تشنگاں را چوں سحاب
جو پیاسوں کے لئے ابر کی طرح ہوتی ہے

بانگِ او چوں بانگِ اسرافیل شد
اس کی آواز اسرافیلؑ کی آواز کی طرح ہے

مردہ را زیں زندگی تحویل شد
مردے (کو) اس سے زندگی حاصل ہوجاتی ہے

یا چو بانگِ رعد ایامِ بہار
یا موسم بہار میں بادل کی گرج کی آواز کی طرح ہے

باغ می یابد ازو چندیں نگار
جس سے باغ بہت سے نقش ونگار حاصل کر لیتا ہے

یا چو بر درویش[2] آوازِ زکات
یا (ایسی ہے) جیسی فقیر کیلئے زکات (دینے والے) کی آواز

یا چو بر محبوس پیغامِ نجات
یا (ایسی ہے) جیسے قیدی کے لیے رہائی کا پیغام

یا دمِ رحمٰن بود کاں از یمن
یا اللہ (تعالیٰ) کی وہ گفتگو تھی جو یمن سے

می رسد سوئے محمدؐ بے دہن
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بغیر منہ کے پہنچتی ہے

یا چو بوئے احمدِ مرسل بود
یا رسول (اللہ) احمدؐ کی خوشبو تھی

کاں بعاصی در شفاعت می رسد
جو ایک گنہگار کو شفاعت (کے وقت) میں پہنچے گی

یا چو بوئے[3] یوسفِ خوب لطیف
یا حسین پاکیزہ یوسفؑ کی خوشبو کی طرح

می زند بر جانِ یعقوبِ نحیف
جو لاغر (حضرت) یعقوبؑ کی جان پر اثر کرتی ہے

یا نسیمِ روضۂ دار السلام
یا بہشت کے باغ کی خوشگوار ہوا ہے

سوئے عاصی می رسد بے انتقام
جو بخشے ہوئے گنہگار کو پہنچتی ہے

یا سوئے مسِ سیہ از کیمیا
یا کالے تانبے کے پاس کیمیا کی جانب سے

می رسد پیغام کاے ابلہ بیا
پیغام پہنچتا ہے کہ اے بیوقوف آ (اسکی طرح ہے)

یا ز لیلیٰ بشنود مجنوں کلام
یا (جس طرح کہ) لیلیٰ کی جانب سے مجنوں کلام سنتا ہے

یا فرستد ویس رامیں را پیام
یا ویس (معشوقہ)، رامین (عاشق) کو پیغام بھیجتی ہے

فائدہ دیگر کہ ہر خشتے کزیں
دوسرا فائدہ (یہ ہے) کہ ہر اینٹ جو اس میں سے

بر کنم آیم سوئے ماءِ معیں
میں اکھاڑتا ہوں صاف پانی کی جانب آجاتا ہوں

---

[1] آبا۔ اے پانی۔ ندارم۔ نہ بردارم۔ سحاب۔ پیاسا جس طرح ابر کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے پانی کی آواز سن کر بھی خوش ہوتا ہے۔ اسرافیلؑ۔ حضرت اسرافیلؑ کے صور سے مُردے زندہ ہوجائیں گے۔ مُردہ یعنی جو پیاس سے مر رہا ہے پانی کی آواز سے اس کو ایک نئی زندگی مل جاتی ہے۔ رعد۔ گرج۔ باغ موسم بہار میں بادل کی گرج سے بشارت حاصل کرتا ہے۔

[2] درویش۔ فقیر جب زکوٰۃ دینے والے کی آواز سنتا ہے تو انھیں نشاط پیدا ہوجاتا ہے۔ دمِ رحمٰن۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا مجھے خدائی سانس یمن کی جانب سے پہنچتا ہے۔ بے دہن۔ خدا کا کلام اور سانس دہن سے منزہ ہے۔ بوئے احمدؐ۔ شفاعت کے وقت آنحضورؐ کی خوشبو گنہگار کے لئے جانفزا ہوگی۔

[3] بوئے یوسفؑ۔ حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کے کُرتے کی خوشبو بہت دُور سے محسوس کرلی تھی جو اُن کے نشاط کا سبب بنی۔ نحیف۔ کمزور، لاغر۔ نسیم۔ ہلکی خوشگوار ہوا۔ روضہ۔ باغ۔ دار السلام۔ بہشت کے آٹھ طبقوں میں سے ایک طبقہ کا نام ہے۔ بے انتقام۔ یعنی وہ گنہگار جس کو گناہوں کی سزا نہ ملی ہو۔ از کیمیا۔ کیمیا کی آواز سونے کے لئے ایسی ہی روح فزا ہے جیسے پیاسے کے لئے پانی کی آواز تھی۔ ویس۔ عرب کی مشہور معشوقہ ہے جیسا کہ لیلیٰ۔ رامیں۔ عرب کا مشہور عاشق ہے جیسا کہ مجنوں۔ فائدہ دیگر۔ اینٹ اکھاڑنے کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ دیوار کم ہورہی ہے اور پانی کا قرب بڑھ رہا ہے۔

کز کمیِ[۱] خشت دیوارِ بلند — پست تر گردد بہر دفعہ کہ کند

اِسلئے کہ اونچی دیوار ایک اینٹ کی کمی سے — جتنی مرتبہ اُکھڑتی ہے، زیادہ نیچی ہوجاتی ہے

پستیِ دیوار قربے می شود — فصلِ اُو درمانِ وصلے می شود

دیوار کی نیچائی ایک نزدیکی بن جاتی ہے — اُس (اینٹ) کا جدا ہونا وصل کا سبب ہوجاتا ہے

پستی آمد کندنِ خشتِ لزِب — مُوجبِ قربت کہ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ

چپکی ہوئی اینٹ کا اُکھاڑنا پستی (کا سبب) بنا — (یہ) قرب کا سبب ہے (جیسا) کہ سجدہ کر اور قریب ہوجا

تا کہ ایں دیوارِ عالی گردن ست — مانعِ ایں سَر فرود آوردن ست

جب تک یہ دیوار اونچی گردن والی ہے — یہ سَر جھکانے سے مانع ہے

سجدہ نتواں کرد بر آبِ[۲] حیات — تا نیابی زیں تنِ خاکی نجات

آبِ حیات پر سجدہ نہیں کیا جا سکتا — جبتک کہ تو اِس مٹی کے جسم سے نجات نہ پائیگا

بر سَرِ دیوار ہر کو تشنہ تر — زُود تر اُو میکند خشت و مَدر

جو شخص دیوار پر زیادہ پیاسا (بیٹھا) ہوگا — وہ اینٹ اور ڈھیلا جلدم اکھاڑے گا

ہر کہ عاشق تر بود بر بانگِ آب — اُو کلوخ زفت بر کند از حجاب

جو پانی کی آواز پر زیادہ عاشق ہوگا — وہ آڑ کے بڑے بڑے ڈھیلے اُکھاڑیگا

اُو ز بانگِ آب پُر مے تا عُنُق — نشنود بیگانہ جُز بانگِ بُلُق

وہ پانی کی آواز سے گلے تک شراب سے پُر ہے — بیگانہ سوائے "گڑپ" کی آواز کے کچھ نہیں سنتا ہے

اے خنک[۳] آں را کہ اُو ایامِ پیش — مُغتنم دارد، گذارد وامِ خویش

اے (مخاطب) خوش نصیبی ہے جو شروع کے زمانے کو — غنیمت سمجھے، (اور) اپنا قرض ادا کر دے

اندراں ایام کش قدرت بُود — صحت و زورِ دل و قوت بُود

اُس زمانے میں جبکہ اُس کو قدرت ہوتی ہے — صحت اور دل کی طاقت اور قوت ہوتی ہے

واں جوانی ہمچو باغِ سبز و تر — می رساند بے دریغے بار و بَر

اور وہ جوانی سرسبز و شاداب باغ کی طرح — بے دریغ پھل اور میوے دیتی ہے

چشمہائے قوت و شہوت رواں — سبز می گردد زمینِ تن بداں

قوت اور شہوت کے چشمے جاری ہیں — جسم کی زمین اُن سے سرسبز ہوتی ہے

خانہ معمور سقفش بس بلند — معتدل ارکان بے تخلیط و بند

گھر آباد ہے، اُس کی چھت اونچی ہے — بغیر گڑبڑ اور رکاوٹ کے ستون ٹھیک ہیں

[۱] کز کمی پیاسے کا جس قدر پانی سے فاصلہ تھا وہ اینٹ کے اُکھڑنے سے کم ہو رہا تھا۔ فصلِ اُو۔ اینٹ کا اُکھڑنا پیاسے کے پانی سے وصل کو قریب کر رہا تھا۔ پستی آمد جس طرح سے دیوار کا پست ہونا قربت اور وصل کا سبب تھا اِسی طرح انسان کا پست ہونا اور سجدہ میں گرنا قربِ خداوندی کا سبب ہے جیسا کہ قرآن کی آیت میں کہا گیا ہے۔ لزِب۔ چپکنے والا۔ تا کہ جب تک انسان تن پروری کریگا اور اپنی گردن کو اونچا رکھے گا وہ دیوار ہے جو پانی کے وصل سے مانع تھی۔

[۲] آبِ حیات۔ ذاتِ خداوندی کا سجدہ اور قرب جب حاصل ہوگا جب تنِ خاکی کی اینٹیں تم اکھاڑ دوگے۔ تشنہ تر۔ جو وصل کا زیادہ پیاسا ہوگا وہ وصل کے اسباب جلد حاصل کریگا۔ زفت۔ موٹا، مضبوط۔ حجاب۔ پردہ۔ مُو۔ اِس پیاسے کو پانی کی آواز سے شراب کا سانشہ حاصل ہو رہا تھا۔ بیگانہ۔ جس کو پانی کی حاجت نہیں ہے۔ بلق۔ پانی میں کسی چیز کے گرنے کی آواز۔

[۳] اے خنک۔ جوانی کی عبادت اور مجاہدہ بہت افضل ہے۔ وام۔ قرض یعنی اللہ کے حقوق۔ اندراں ایام یعنی جوانی کا زمانہ۔ جوانی۔ جوانی کے مجاہدات بہت جلد مثمر ہوتے ہیں۔ سبز و تر۔ تر و تازہ زمین میں تخم ریزی بہتر پیداوار کرتی ہے۔ معمور۔ آباد۔ ارکان۔ عناصر، ستون۔

نورِ چشم[۵۱] و قوّتِ ابدان بجا
آنکھوں کی روشنی اور جسموں کی طاقت بحال ہے

قصرِ محکم خانہ روشن پُر صفا
قلعہ مضبوط ، گھر روشن صفا سُتھرا ہے

ہیں غنیمت دان جوانی اے پسر
اے صاحبزادے ! خبردار جوانی کو غنیمت سمجھ

سر فرود آور بکَن خشت و مدر
سر جُھکا لے ، اینٹ اور ڈھیلا اکھاڑ دے

پیش ازاں کایامِ پیری در رسد
اس سے پہلے کہ بڑھاپے کا زمانہ آئے

گردنت بندد بحبلِ مّن مَسَد
تیری گردن مونج کی رسّی سے بندھ جائے

خاکِ شورہ گردد و ریزان و سُست
مٹّی شوریلی اور جھڑنے والی اور سُست ہوجائے

ہرگز از شورہ نباتِ خوش نرُست
شوریلی زمین میں کبھی اچھی گھاس نہیں اُگی ہے

آبِ زور و آبِ شہوت منقطع
طاقت کا پانی اور شہوت کا پانی مُنقطع ہوجائے

او ز خویش و دیگران نامنتفع
وہ اپنے آپ ، اور دوسروں سے نفع نہ اٹھاسکے

ابرواں چوں پاردُم[۵۲] زیر آمدہ
ابروئیں دُمچی کی طرح لٹکی ہوئی

چشم را نم آمدہ تاری شدہ
آنکھ میں موتیا اُترا ہوا دھندلائی ہوئی

از تشنج رُو چو پشتِ سُوسمار
جُھرّیوں سے چہرہ گوہ کی کمر کی طرح

رفتہ نُطق و طعم و دندانہا زکار
گویائی اور ذائقہ ختم ، اور دانت بیکار

پُشت دوتا گشتہ دل سُست و تپاں
کمر دوہری ، دل سُست اور لرزاں

تن ضعیف و دست و پا چوں ریسماں
جسم کمزور ، ہاتھ پیر دھاگا جیسے

بر سرِ رہ زاد کم مرکوب سُست
راستہ پر ، توشہ ندارد ، سواری سُست

غم قوی و دل تُنک تن نادرست
غم بھاری ، دل کمزور ، جسم بگڑا ہوا

خانہ ویراں کار بے ساماں شدہ
گھر تباہ ، کام بے سہارا

دل ز افغاں ہمچو نائی انبان[۵۳] شدہ
دل فریاد سے مشک والی بین کی طرح

عمر ضائع سعی باطل راہ دُور
عمر برباد ، کوشش بیکار ، راستہ دراز

نفس کاہل دل سیہ جاں ناصبور
نفس سُست ، دل کالا ، جان بے صبر

مُوئے بر سر ہمچو برف از بیمِ مرگ
موت کے ڈر سے سر پر بال برف جیسے

جملہ اعضا لرز لرزاں ہمچو برگ
تمام اعضاء پتّے کی طرح سخت لرزاں

روز بے گہ لاشہ لنگ و رہ دراز
دن بے وقت ، گدھا لنگڑا اور راستہ دراز

کارگہ ویراں عمل رفتہ ز ساز
کارخانہ ویران ، عمل ناکارہ

۵۱ نورِ چشم ۔ جوانی میں حواسِ ظاہری اور حواسِ باطنی سب صحیح حالت میں ہوتے ہیں۔ بکَن خشت و مدر یعنی بُرے اخلاق زائل کردے۔ گردنت بندد یعنی بڑھاپے میں عبادت نہ ہوسکے گی۔ مسَد کھجور کے ریشے یا مونج کی رسّی۔ خاکِ شورہ۔ بڑھاپے میں عبادت اور ریاضت کے عمدہ ثمرات حاصل نہیں ہوتے ہیں۔ بڑھاپے کا بدن شوریلی زمین کی طرح ہے جو بارآور نہیں ہوتی ہے۔ آبِ زور۔ جس زمین کی آبپاشی نہیں ہوتی اُس کی پیداوار اچھی نہیں ہوتی ہے۔ او ز خویش۔ بڑھاپے میں انسان نہ اپنے لائق رہتا ہے نہ مہمان کے لائق رہتا ہے۔

۵۲ پاردُم ۔ دُمچی۔ زیر آمدہ۔ بڑھاپے میں بھنویں لٹک کر آنکھوں پر آجاتی ہیں۔ چشم۔ بڑھاپے میں موتیابند ہوجاتا ہے اور آنکھوں میں دُھند پیدا ہوجاتی ہے۔ تشنج۔ اینٹھن، پٹھے سکڑتے ہیں تو کھال میں جُھرّیاں اور سلوٹیں پڑجاتی ہیں۔ سُوسمار۔ گوہ جس کی کمر کھُردری ہوتی ہے۔ نُطق۔ گویائی۔ طعم۔ ذائقہ۔ دوتا۔ دوہرا۔ ریسماں۔ دھاگا، رسّی۔ زاد۔ توشہ۔ مرکوب۔ سواری۔ تُنک۔ تنگ، پریشان۔

۵۳ نائی انبان ۔ مشک والی بین۔ مشک کو بین سے جوڑ دیا جاتا ہے اور اس میں ہوا بھر دی جاتی ہے جس سے بین بجتی رہتی ہے۔ ہمچو برف یعنی سفید۔ لاشہ۔ کمزور حیوان یا انسان، گدھا۔ کارگہ۔ کارخانہ۔

بیخہائے[1] خوئے بد محکم شدہ | قوت بر کندن آں کم شدہ
بری عادتوں کی جڑ مضبوط | اُس کے اکھاڑنے کی طاقت کم

فرمودن والی شخص را کہ خاربن کہ نشاندۂ از سر راہ مردماں برکن و عذر آوردن او

حاکم کا ایک شخص سے کہنا کہ کانٹوں کا جھاڑ جو تو نے بویا ہے لوگوں کے راستہ سے اکھاڑ دے اور اُس کا عذر کرنا

ہمچو آں شخص درشت خوش سخن | درمیان رہ نشاند او خاربن
اُس باتونی، سنگدل، انسان کی طرح | جس نے راستہ میں کانٹوں کا جھاڑ بویا

رہ گذریانش ملامت گر شدند | پس بگفتندش بکن آنرا نکند
راستہ چلنے والے اُس کو ملامت کرتے | اس نے کہا، اُس کو اکھاڑ، اُس نے نہ اکھاڑا

ہر دمے آں خاربن افزوں شدے | پائے خلق از زخم آں پرخوں شدے
ہر وقت وہ جھاڑ بڑھتا رہا | لوگوں کے پیر اُس کے زخم سے خون آلود ہوتے

جامہائے خلق بدریدے زخار | پائے درویشاں بخستے زار زار
کانٹوں سے لوگوں کے کپڑے پھٹتے | غریبوں کے پیر خوب زخمی ہوتے

چونکہ حاکم را خبر شد زیں حدیث | یافت آگاہی ز فعل آں خبیث
جب حاکم کو اس بات کی خبر ہوئی | اُس خبیث کے کام سے واقف ہوگیا

چوں بجد[2] حاکم بدو گفت ایں بکن | گفت آرے برکنم روزیش من
جب حاکم نے تاکید سے اُس سے کہا اسکو اکھاڑ دے | بولا، ہاں کسی دن میں اُس کو اکھاڑ دونگا

مدتے فردا و فردا وعدہ داد | شد درخت خار او محکم نہاد
ایک زمانہ تک کل اور کل کا وعدہ کرتا رہا | وہ خاردار درخت مضبوط جڑ کا ہوگیا

گفت روزے حاکمش اے وعدہ کژ | پیش آ در کار ما واپس مغژ
ایک روز حاکم نے اُس سے کہا اے وعدہ خلاف! | ہمارے (دیکھے ہوئے) کام میں پیشقدمی کر واپس نہ جا

گفت الایام[3] باعد بیننا | گفت عجل لا تماطل دیننا
بولا، زمانہ نے ہم میں دوری پیدا کردی | اُس (حاکم) نے کہا جلدی کر ہمارا قرض مت ٹال مٹول کر

تو کہ می گوئی کہ فردا ایں بداں | کہ بہر روزے کہ می آید زماں
تو جو کہتا ہے کہ "کل" یہ سمجھ لے | کہ ہر دن جو وقت بھی آتا ہے

[1] بیخہائے بد۔ بڑھاپے میں بری عادتیں اور راسخ ہوجاتی ہیں اور اُن کو چھوڑنے کی طاقت کمزور ہوجاتی ہے۔ فرمودن۔ اس حکایت کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ بدخصلتوں کا اگر ازالہ نہ کیا جائے تو وہ اور جڑ پکڑ جاتی ہیں۔ درشت۔ سنگدل۔ خوش سخن۔ باتونی۔ خاربن۔ کانٹوں والا درخت۔ رہ گذریاں۔ راستہ چلنے والے۔ حدیث۔ بات۔ فعل یعنی راستہ میں کانٹے بونا۔

[2] بجد۔ یعنی تاکید اور سختی سے۔ فردا۔ کل۔ نہاد۔ جڑ۔ بنیاد۔ وعدہ کژ۔ وعدہ خلاف۔ مغژ۔ ژیدن سے نہی کا صیغہ ہے، گھٹنوں کے بل نہ چل۔

[3] الایام۔ دن۔ زمانہ۔ باعد۔ دوری پیدا کردی ہے بیننا۔ ہمارے درمیان۔ عجل۔ تو جلدی کر۔ لا تماطل۔ ٹال مٹول نہ کر۔ دیننا۔ ہمارا قرض۔ کہ فردا۔ یعنی کل کو کاٹ دونگا۔

آں درختِ بد جواں تر می شود
وہ خراب درخت زیادہ جوان ہوتا جاتا ہے
ویں کَنَندہ پیر و مُضطر می شود
اور یہ اکھاڑنے والا بوڑھا اور مجبور ہوتا جاتا ہے

خاربُن در قُوّت و بَرخاستن[1]
خاردار درخت قوّت اور بلند ہونے میں ہے
خارکَن در سُستی و در کاستن
کانٹے اکھاڑنے والا سُستی اور گھٹاؤ میں ہے

خاربُن ہر روز و ہر دم سبز و تَر
خاردار درخت ہر دن اور ہر وقت سبز و تازہ ہے
خارکَن ہر روز زار و خشک تَر
کانٹے اکھاڑنے والا ہر دن کمزور اور زیادہ خشک ہوتا جاتا ہے

اُو جواں تر می شود تو پیر تَر
وہ زیادہ جوان ہو رہا ہے اور تو زیادہ بوڑھا
زود باش و روزگارِ خود مبر
جلدی کر، اور اپنا وقت ضائع نہ کر

خاربُن داں ہر یکے خوئے بَدَت
اپنی ہر بُری عادت کو خاردار درخت سمجھ
بارہا در پائے خار آخر زَدَت
بارہا کانٹا تیرے پیر میں چُبھا ہے

بارہا بر فعلِ خود نادِم شدی
تو بارہا اپنے فعل پر نادم ہوا ہے
بر سرِ راہِ تحیُّر آمدی
تو حیرانی کے راستہ پر آیا ہے

بارہا از خوئے[2] خود خستہ شدی
تو بارہا اپنی عادت سے زخمی ہوا ہے
حِس نداری سخت بے حِس آمدی
تجھے احساس نہیں ہے تو سخت بے حِس ثابت ہوا ہے

گر زخستہ کردنِ دیگر کساں
اگر دوسروں کو زخمی کرنے سے
کہ ز خُلقِ زشتِ تو ہست آں رساں
جو کہ تیرے بُرے اخلاق سے (وہ زخم) لگے ہیں

ق

غافلی بارے ز زخمِ خود نہ
تو غافل ہے لیکن اپنے زخم سے تو (غافل) نہیں ہے
تو عذابِ خویش و بر بیگانہ
تو اپنے لئے اور دوسروں کے لئے عذاب ہے

یا تبر گیر و بہ بُن مردانہ زن؟
یا کلہاڑا لے اور بہادروں کی طرح (جڑ پر) مار
تو علیؓ وار ایں درِ خیبر بکَن
تو علیؓ کی طرح خیبر کے اِس دروازہ کو اکھاڑ دے

ورنہ[3] چوں صدیق و فاروقؓ مہیں
ورنہ (حضرت) صدیقؓ اور بزرگ فاروقؓ کی طرح
ہیں طریقِ دیگراں را برگزیں
خبردار! دوسروں کا طریقہ اختیار کر

یا بگلبن وصل کُن ایں خار را
یا اِس کانٹے کو بوٹے کے ساتھ مِلا لے
وصل کُن با نار نُورِ یار را
آگ کو دوست کے نور کے ساتھ وابستہ کر دے

تا کہ نورِ اُو کُشد نارِ تُرا
تاکہ اُس کا نور تیری آگ کو بجھا دے
وصلِ اُو گلشن کُند خارِ تُرا
اُس کا ملنا تیرے کانٹے کو گلستاں بنا دے

---

[1] برخاستن- اٹھنا اونچا ہونا۔ کاستن- گھٹنا، کم ہونا۔ تر- پہلے مصرع میں بمعنی تر و تازہ اور دوسرے میں بمعنی زیادہ ہے۔ خاربُن داں یعنی خاردار درخت اپنی بُری عادت کو سمجھ۔ بارہا- بُری عادتوں سے انسان کو تکلیف پہنچتی ہے۔ تحیُّر- حیران ہونا۔

[2] خوئے- یعنی بدعادت۔ خُلقِ زشت- بُرے اخلاق۔ غافلی- غافل ہستی۔ نہ- نیستی۔ بر بیگانہ- بر بیگانہ ہستی۔ تبر- کلہاڑا- یعنی اخلاقِ ردیہ خود اپنے مجاہدات سے دُور کر دے۔ علی وار- حضرت علی کی طرح حضرت علیؓ کا مسلک مسلکِ ہدایت تھا جس میں مخلوق سے علیحدہ رہ کر مجاہدات کے ذریعہ مقامات طے کئے جاتے ہیں۔ خیبر- ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ طیبہ سے دو سو میل ہے وہاں یہود قلعہ بند ہو گئے تھے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے قلعہ کا دروازہ اکھاڑ دیا تھا جو اس قدر بھاری تھا کہ اُس کو سات آدمیوں نے اور ایک روایت کے مطابق چالیس آدمیوں نے اُٹھانا چاہا تو وہ نہ اُٹھ سکا۔

[3] ورنہ- حضرات شیخین کا مسلک مسلکِ نبوت تھا جس میں متوجہ بمخلوق للحق رہتے ہیں۔ یا بگلبن- تیسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی شیخ کی خدمت میں لگے رہو۔ نار- یعنی مرید کے اخلاقِ ذمیمہ۔

تو شالِ[1] دوزخی اُو مُومن ست
تو دوزخ جیسا ہے، وہ مُومن ہے

کُشتنِ آتش بمُومن ممکن ست
مُومن کے ذریعہ آگ بجھانا ممکن ہے

مصطفیٰؐ فرمود از گفتِ جحیم
مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دوزخ کی گفتگو نقل فرمائی ہے

کو بمُومن لابہ گر گردد ز بیم
کہ وہ خوف سے مُومن کی خوشامد کرے گی

گویدش بگذر ز من اے شاہ زود
اُس سے کہے گی اے شاہ! میرے پاس سے جلد چلا جا

ہیں کہ نورت سوزِ نارم را ربود
دیکھ! تیرے نور نے میری آگ کی گرمی ختم کر دی

پس ہلاکِ نار نورِ مُومن ست
تو مُومن کا نور، آگ کی تباہی ہے

زانکہ بے ضد دفعِ ضد لا یمکن ست
کیونکہ مقابل کے بغیر مقابل کا دفع کرنا ناممکن ہے

نار ضدِّ نور باشد روزِ عدل
انصاف کے دن آگ، نور کی ضد ہو گی

کاں ز قہر انگیختہ شد ویں ز فضل
اس لئے کہ وہ غضب سے پیدا کی ہوا اور یہ مہربانی

گر ہمی خواہی تو دفعِ شرِّ[2] نار
اگر تو آگ کے شر کو دفع کرنا چاہتا ہے

آبِ رحمت بر دلِ آتش گمار
تو رحمت کا پانی آگ میں ڈال دے

چشمۂ آں آبِ رحمت مُومن ست
اُس آبِ رحمت کا چشمہ مُومن ہے

آبِ حیواں روحِ پاکِ محسن ست
محسن کی پاک روح آبِ حیوان ہے

بس گریزان است نفسِ تو از و
تیرا نفس اُس سے بہت بھاگتا ہے

زانکہ تو از آتشی اُو ز آبِ جُو
اسلئے کہ تو آگ کا (بنا ہوا) ہے وہ نہر کے پانی سے

ز آبِ آتش زاں گریزاں می شود
آگ، پانی سے اِسی لئے بھاگتی ہے

کآتشش از آب ویراں می شود
کہ اُس کی سوزش پانی سے برباد ہو جاتی ہے

حسِّ[3] و فکرِ تو ہمہ از آتش ست
تیرا حس اور فکر سب آگ سے (بنا) ہے

حسِّ شیخ و فکرِ او نورِ خوش ست
شیخ کا حس اور اُس کا فکر عمدہ نور سے (بنا) ہے

آبِ نورِ او چو بر آتش چکد
اُس کے نور کا پانی جب آگ پر سے ٹپکتا ہے

چلچک از آتش بر آید بر جہد
آگ سے بھڑ بھڑ کی آواز آتی ہے اور وہ غائب ہو جاتی ہے

چوں کُند چلچک تو گویش مرگ و درد
جب بھڑ بھڑ کرے تو اُس سے کہہ (تجھے) موت اور درد

تا شود ایں دوزخِ نفسِ تو سرد
تاکہ تیرے نفس کی یہ دوزخ ٹھنڈی ہو جائے

تا نسوزد اُو گلستانِ ترا (نعیب ہو)
تاکہ وہ تیرے چمن کو نہ جلا دے

پست نکند عدل و احسانِ ترا
تیرے عدل اور احسان کو نہ گھٹا دے

---

[1] تو شالِ دوزخی: پہلے شعر میں کہا تھا نورِ نار کو بجھا دیتا ہے اب اُس کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ بمُومن۔ نور کی ہوتا ہے۔ جحیم۔ دوزخ۔ کو۔ یعنی دوزخ۔ لابہ۔ خوشامد۔ بیم خوف۔ بے ضد جن دو چیزوں سے تضاد کی نسبت ہوتی ہے وہ ایک دوسری کو ختم کر دیتی ہیں نار اور نور ایک دوسری کی ضد ہیں۔ قہر۔ قہر اور مہر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ نار قہر کا مظہر ہے اور نور مہر کا مظہر ہے لہٰذا وہ بھی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

[2] شرِّ نار۔ اخلاقِ رذیلہ کے اثرات۔ آبِ رحمت یعنی شیخ کی صحبت۔ مُومن۔ یعنی شیخ۔ محسن۔ یعنی شیخ۔ بس گریزاں۔ بُرے بھلوں کی صحبت سے اسی لئے گریز کرتے ہیں کہ بُروں کا مزاج ناری ہے اور بھلوں کا آبی۔ ز آب۔ شیخ ترکِ لذات کا حکم دیتا ہے، عوام گریز کرتے ہیں۔

[3] حس و فکر۔ عوام کے احساسات اور افکار اخلاقِ رذیلہ کی پیداوار ہیں۔ آبِ نور۔ شیخ کی صحبت سے جب اخلاقِ رذیلہ کا ازالہ ہوتا ہے تو مُرید خود اُس کی کیفیت محسوس کرتا ہے۔ چلچک۔ آگ پر پانی ڈالنے سے جو آواز پیدا ہوتی ہے۔ چوں کند۔ اخلاقِ رذیلہ کے ازالے سے اگر نفس میں بے چینی ہو تو اُس سے پریشان نہ ہونا چاہیئے۔ تا نسوزد۔

[illegible]

یک [1] شرر از وے ہزاراں گلستاں — از یکے نے نام بینی نے نشاں
اُس کی ایک چنگاری سے ہزاروں چمن ایسے ہیں — کہ تو ایک کا بھی، نام و نشان نہ دیکھے گا

بعد ازاں چیزے کہ کاری بر دہد — لالہ و نسرین و سیسن بر دہد
اُس کے بعد تو جو بوئے گا نفع دے گا — لالہ اور سیوتی اور سیسن اُگائے گا

باز پہنا می رویم از راہِ راست — باز گرد اے خواجہ راہِ ما کجاست
پھر ہم کشادہ اور سیدھے راستہ پر چلتے ہیں — اے جناب! واپس لوٹیئے ہمارا راستہ کدھر ہے؟

اندریں تقریر بودیم اے خسور — کہ خرت لنگ ست و منزل دور دور
ہم یہ کہہ رہے تھے، اے ٹوٹے میں پڑے ہوئے! — کہ تیرا گدھا لنگڑا ہے اور منزل بہت دور ہے

بارِ تو باشد گراں در راہ چاہ — کج مرو، رو راست اندر شاہ را
تیرا بوجھ بھاری ہوگا، راستہ میں کنواں ہے — ٹیڑھا نہ چل، چوڑی سڑک پر سیدھا چل

سال شصت آمد کہ در شستت [2] کشد — راہ دریا گیر تا یابی رَشد
ساٹھ سال ہوگئے تاکہ تجھے کانٹے میں جکڑ لیں — دریا میں، کا راستہ اختیار کرتا کہ تو ہدایت حاصل کرے

آنکہ عاقل بود در دریا رسید — شد خلاص از دام و از آتش رہید
جو (مچھلی) سمجھدار تھی دریا (کی تہ) میں پہنچی — جال سے خلاصی ہوئی اور آگ سے چھٹ گئی

چونکہ بیگہ گشت و آں فرصت گذشت — مُردہ گرد و رو سوئے دریا ز دشت
چونکہ بے وقت ہوگیا، اور وہ موقع نکل گیا — مُردہ بن جا اور جنگل سے دریا کی جانب نکل جا

ورنہ در تابہ شوی بریاں بسے — ایں چنیں بر خود کند ہرگز کسے
ورنہ تو توے پر خوب بھُنے گا — ایسا اپنے لئے کوئی نہیں کرتا ہے

حالِ آں سہ ماہی و آں جوئبار — گفتہ شد اینجا برائے اعتبار
اُن تین مچھلیوں اور اُس نہر کا قصہ — یہاں عبرت کے لئے کہا گیا ہے

فَانْتَبِہْ ثُمَّ اعْتَبِرْ ثُمَّ انْتَصِبْ — وَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ ثُمَّ اجْہَدْ تُصِبْ
پس بیدار ہوجا پھر عبرت پکڑ پھر سیدھا ہوجا — اللہ سے مدد چاہ پھر کوشش کر، پالے گا

سال [3] بے گہ گشت و وقتِ کِشت نے — جز سیہ روئی و فعلِ زشت نے
سال بے وقت ہوگیا بونے کا وقت نہیں ہے — سوائے کالا مُنہ ہونے کے اور بُرے کام کے کچھ نہیں ہے

کرمِ در بیخِ درختِ تن فتاد — بایدش بر کند و بر آتش نہاد
جسم کے درخت کی جڑ میں دیمک لگ گئی ہے — اُس کو دور کرنا اور آگ پر رکھ دینا چاہیئے

[1] یک شرر۔ بعض گناہ ایسے ہیں کہ اُنسے تمام نیکیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ بعد ازاں۔ نفس کی اصلاح کے بعد اعمال کے سب اچھے ثمرات مرتب ہوتے ہیں۔ نسترین۔ سیوتی۔ سیسن۔ ایک خوشبودار گھاس ہے جس کی خوشبو پودینہ اور نعناع کی سی ہوتی ہے۔ پہنا۔ چوڑا یعنی راستہ از راہ راست اِس کا بیان ہے۔ مولانا فرماتے ہیں ہم نے کچھ دقیق مسائل بیان کرنے شروع کر دیئے تھے اب ہم پھر وعظ و نصیحت شروع کرتے ہیں۔ خسور۔ ٹوٹا اٹھانے والا۔ شاہ راہ۔ صراطِ مستقیم۔

[2] شست۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ مولانا نے ایک قصہ نقل کیا ہے کہ تین مچھلیاں تالاب میں تھیں ایک عاقل، ایک نیم عاقل، ایک بیوقوف، شکاری جال لیکر آیا عقلمند تو فوراً دریا کی تہہ میں چلی گئی اور نجات پاگئی بقیہ دو پھنس گئیں جو نیم عاقل تھی اُسنے کچھ عقل سے کام لیا اپنے آپ کو مُردہ بنالیا شکاری نے اُس کو مُردہ سمجھ کر پھر دریا میں پھینک دیا وہ بھی بچ گئی تیسری بیوقوف نے جال میں بھی اچھل کود کی۔ شکاری نے اُس کے کباب بنائے، تو ساٹھ سال کی عمر ایک جال ہے اُس سے بچنے کی صورت ایک تو یہ ہے کہ ساٹھ سال سے پہلے ہی دریائے حقیقت میں غوطہ لگا دیا جائے ورنہ اِس عمر میں پہنچ کر ہی نجات کی تدبیر کی جائے ورنہ پھر آگ میں بھُننا پڑیگا۔ [3] سال۔ ساٹھ سال تک بھی نیکی نہ کی ہو تو بڑی رسوائی کی بات ہے۔ کرم یعنی برے افعال کے جراثیم۔

ہین وہین اے راہ رو بیگاہ شد
خبردار اور خبردار! اے مسافر بے وقت ہوگیا ہے

آفتاب عمر سوئے چاہ[1] شد
زندگی کا سورج کنوئیں کی جانب (روانہ) ہوگیا ہے

ایں دو روزک را کہ زورت ہست زود
ان دو دنوں میں جبکہ طاقت ہے، جلد

پیر افشانی بکن از راہ جود
از راہ کرم بڑھاپے میں جوانی کا کام کرلے

ایں قدر تخمیکہ ماندستت بکار
اتنا ہی بیج جو بچ گیا ہے، بودے

تا در آخر بینی آں را برگ و بار
تاکہ آخرت میں تو اس کے پھل اور پتے دیکھ لے

ایں قدر عمرے کہ ماندستت بباز
جس قدر تیری عمر باقی رہی ہے اسکو بازی پر لگادے

تا بروید زیں دو دم عمر دراز
تاکہ ان دو سانسوں سے بڑی عمر اگ آئے

تا نہ مردست ایں چراغ با گہر
جب تک یہ جواہردار چراغ بجھا نہیں ہے

ہین فتیلہ اش ساز و روغن زود تر
خبردار بہت جلد اس کے لئے بتی اور تیل مہیا کرلے

آفت تاخیر خیرات بفردا
اچھے کاموں کو کل پر مؤخر کرنے کی آفت

ہین مگو فردا[2] کہ فرداہا گذشت
خبردار "کل" نہ کہہ کیونکہ بہت سے کل گزر گئے

تا بکلی نگذرد ایام کشت
کہیں کھیتی کا زمانہ بالکلیہ نہ گذر جائے

پند می بشنو کہ تن بند قویست
میری نصیحت سن لے، کہ جسم مضبوط قید ہے

کہنہ بیروں کن گرت میل نویست
پرانے کو چھوڑدے اگر نئے کی خواہش ہے

لب ببند و کف پر زر بر گشا
ہونٹ بند کر، سونے سے بھری مٹھی کھول دے

بخل تن بگذار پیش آور سخا
جسم کا بخل چھوڑدے، سخاوت اختیار کر

ترک لذتہا و شہوتہا سخاست
لذتوں اور شہوتوں کا چھوڑنا، سخاوت ہے

ہر کہ در شہوت فرو شد بر نخاست
جو شخص شہوت میں ڈوبا، نہ ابھرا

ایں سخا شاخیست از سرو بہشت
یہ سخاوت جنت کے سرو کی شاخ ہے

وائے او کز کف چنیں شاخے بہشت
اس پر افسوس ہے جو ایسی شاخ کو چھوڑدے

عروۃ الوثقیٰ[3] ست ایں ترک ہوا
خواہش نفسانی کو چھوڑنا، مضبوط رسّہ ہے

بر کشد ایں شاخ جاں را بر سما
جان کی شاخ کو آسمان پر کھینچ لے جاتا ہے

تا برد شاخ سخا اے خوب کیش
اے خوش خصلت! تاکہ سخاوت کی شاخ

مر ترا بالا کشاں تا اصل خویش
تجھے اوپر اور پر کھینچ کر اپنی اصل تک لے جائے

---

[1] چاہ۔ یعنی قبر کا کنواں۔ دو روزک یعنی بڑھاپے کی چند روزہ زندگی۔ پیر افشانی بڑھاپے میں جوانوں جیسے کام کرنا۔ شعر [illegible]

بکار، بووے، کاشتن سے امر کا صیغہ ہے۔ آخر، آخرت۔ بباز، باختن سے امر کا صیغہ ہے۔ عمر دراز، جاودانی عمر۔ چراغ یعنی چراغ زندگی۔ فتیلہ، چراغ کی بتی۔

[2] مگو فردا یعنی کار امروز را بفردا مگذار۔ ایام کشت یعنی عمل کا وقت۔ تن، روح کے اعمال کے لئے جسم مانع ہے۔ لب بر بند یعنی باتوں سے کام نہ چلے گا۔ بر گشا یعنی سخاوت اور خیرات کر۔ بخل تن یعنی جسمانی ریاضت سے بچنا۔ سخا یعنی بدن کی سخاوت یہ ہے کہ جسمانی لذتوں اور شہوتوں سے پرہیز کیا جائے اور اس کو عبادات میں صرف کیا جائے۔ ایں سخا۔ حدیث شریف میں ہے سخاوت بہشت کا ایک درخت ہے جو شخص سخی ہے اسنے اس درخت کی ایک شاخ کو پکڑ رکھا ہے وہ شاخ اسکو نہیں چھوڑتی جبتک کہ اسکو بہشت میں داخل نہیں کر دیتی ہے

[3] عروۃ۔ دست آویز، دستہ، ہر وہ چیز جو مضبوطی سے پکڑی جائے۔

[illegible]

یوسفِ[۱] حُسنی وایں عالَم چو چاہ
تو حُسن کا یوسفؑ ہے اور یہ جہاں کنواں جیسا ہے

ویں رَسن صبرست بر امرِ آلہٰ
اور یہ رَسی خدا کے حکم پر صبر کرنا ہے

یوسفا آمد رسن درزن دو دست
اے یوسفؑ! رَسی آگئی ہے دونوں ہاتھ سے پکڑلے

از رَسن غافل مشو بیگہ شدست
رَسی سے غافل نہ ہو، بے وقت ہوگیا ہے

حمدُ لِلّٰہ کایں رَسن آویختند
الحمد للہ کہ یہ رَسی لٹکادی ہے

فضل و رحمت را بہم آمیختند
فضل اور رحمت کو باہم ملادیا ہے

در رسن زن دست بیروں رَو زِچاہ
رَسی پکڑلے، کنویں سے نکل آ

تا بہ بینی بارگاہِ بادشاہ
تاکہ بادشاہ کے دربار کو دیکھے

تا بہ بینی عالَمِ جانِ جدید
تاکہ تو جان کے نئے عالَم کو دیکھ لے

عالَمے بس آشکار و ناپدید
وہ عالَم جو بہت واضح اور پوشیدہ ہے

ایں جہانِ نیست چوں ہستاں شدہ
معدوم جہان، موجودات کی طرح ہوگیا ہے

واں جہانِ ہست بس پنہاں شدہ
وہ موجودہ جہان بہت پوشیدہ ہوگیا ہے

خاک[۲] بر بادست و بازی می کند
ہوا پر گرد ہے، اور وہ ناچ رہی ہے

کژ نمائی پردہ سازی می کند
غلط نمائش اور پردہ پوشی کررہی ہے

خاک ہمچوں آلتے در دستِ باد
ہوا کے ہاتھ میں گرد ایک آلہ کی طرح ہے

باد را داں عالی و عالی نژاد
ہوا کو برتر اور برتر اصل والا سمجھ

چشمِ خاکی را بخاک اُفتد نظر
مٹی کی آنکھ کی، گرد پر نظر پڑتی ہے

باد بیں چشمے بود نوعِ دگر
ہوا دیکھنے والی آنکھ دوسری قسم کی ہوتی ہے

آنکہ[۳] بر کارست بیکارست و پوست
یہ جو (جہان) کام میں لگا ہے وہ بیکار اور چھلکا ہے

وانکہ پنہان ست مغز و اصل اوست
وہ جو پوشیدہ ہے مغز اور اصل ہے

اسپ داند اسپ را کو ہست یار
گھوڑے کو گھوڑا جانتا ہے کیونکہ وہ دوست ہے

ہم سوارے داند احوالِ سوار
سوار بھی سوار کے احوال کو جانتا ہے

چشمِ حس اسپ ست و نورِ حق سوار
ظاہری آنکھ گھوڑا ہے، اللہ کا نور سوار ہے

بے سوار ایں اسپ خود ناید بکار
سوار کے بغیر یہ گھوڑا تنہا کام میں نہیں آتا ہے

پس ادب کُن اسپ را از خوئے بد
تو گھوڑے کو بُری عادت سے (چھڑاکر) مؤدب بنا

ورنہ پیشِ شاہ باشد اسپ رَد
ورنہ شاہ کے سامنے گھوڑا مردود ہوگا

---

[۱] یوسف۔ حضرت یوسفؑ کو بھائیوں نے کنویں میں ڈال دیا تھا۔ یوسفا۔ اے یوسف یعنی ہر وہ شخص جو دنیا کے کنویں میں گرا ہوا ہے۔ حمدُ للہ۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے نجات کا ذریعہ بنادیا ہے جو توبہ و استغفار ہے۔ بارگاہ۔ توبہ و استغفار کے ذریعہ خدا کے مقربوں میں ہوجاؤگے۔ عالَمِ جاں۔ عالَمِ ارواح۔ ایں جہاں۔ یعنی عالَمِ شہادت جو فانی ہے۔ آنجہاں۔ عالَمِ ارواح جو دائمی ہے۔

[۲] خاک بر باد۔ جب بگولا اُٹھتا ہے تو گرد و غبار نظر آتا ہے اور ہوا جو اصل ہے وہ نگاہوں سے مخفی رہتی ہے انسان اس کو دیکھ کر سمجھتا ہے کہ گرد خود حرکت کررہی ہے خاک۔ عالَمِ شہود میں بھی در اصل عالَمِ غیب کام کررہا ہے۔ باد را داں۔ اصل عالَمِ غیب کو سمجھو۔ چشمِ خاکی۔ حواسِ ظاہر عالَمِ شہود کو دیکھتے ہیں۔ نوعِ دگر۔ اہل اللہ کی آنکھ عالَمِ غیب کو دیکھتی ہے۔

[۳] آنکہ۔ عالَمِ شہادت کی جو موجودات مصروفِ عمل ہیں وہ محض چھلکا ہیں اصل محرک عالَمِ غیب ہے جو نظروں سے پوشیدہ ہے۔ اسپ داند۔ ہم جنس ہم جنس کو جان سکتا ہے حسی نظر تو عالَمِ شہود کی چیز ہے لہٰذا وہ عالَمِ شہود کی چیزوں کو ہی جان سکتی ہے۔ چشمِ حس۔ ظاہری آنکھ کا سوار اللہ کا نور ہے اسکے بغیر یہ آنکھ کسی کام کی نہیں

چشمِ اسپ از چشمِ شہ رہبر[۵۱] بُود
گھوڑے کی آنکھ شاہ کی آنکھ کی وجہ سے رہبر ہوتی ہے
چشمِ اُو بے چشمِ شہ مُضطر بُود
اُس کی آنکھ شاہ کی آنکھ کے بغیر معذور ہے

چشمِ اسپاں جُز گیاہ و جُز چرا
گھوڑوں کی آنکھ کو گھاس اور چراگاہ کے سوا
ہر کجا خوانی بگوید نے چرا
جہاں تو بلائے گا وہ کہے گی نہیں، اُس لئے؟

نورِ حق بر نورِ حسّ راکب شود
حسّی نور پر اللہ کا نور سوار ہوتا ہے
وانگہے جاں سوئے حق راغب شود
تب جان اللہ (تعالیٰ) کی جانب راغب ہوتی ہے

اسپ بے راکب چہ داند رسم و راہ
گھوڑا سوار کے بغیر رسم و راہ کو کیا جانے؟
شاہ باید تا بداند شاہراہ
شاہ چاہیے، تاکہ وہ شاہراہ کو سمجھے

سوئے حسّے رَو کہ نورش راکب ست
اُس حس کی جانب جا جس پر نور سوار ہے
حسّ را آں نور نیکو صاحب ست
حِس کے لئے وہ نور، بہتر ساتھی ہے

نورِ حسّ را نورِ حق تزئیں بُود
حِسّی نور کے لئے اللہ کا نور باعثِ زینت ہے
معنئے نُورٌ علیٰ نُور ایں بُود
نور بالائے نور کے یہی معنی ہیں

نورِ حسّی[۵۲] می کشد سوئے ثریٰ
حسّی نور مٹی کی طرف کھینچتا ہے
نورِ حقش می برد سوئے علیٰ
اللہ (تعالیٰ) کا نور اُس کو بلندی کی طرف لیجاتا ہے

زانکہ محسُوسات دُوں تر عالمے ست
کیونکہ (عالم) محسوسات نچلے درجہ کا عالم ہے
نُورِ حق دریا و حسّ چوں شبنمے ست
اللہ (تعالیٰ) کا نور دریا اور حسّ شبنم کی طرح ہے

لیک پیدا نیست آں راکب[۵۳] برو
لیکن وہ سوار (نورِ حق) اُس (نورِ چشم) پر نظر نہیں آتا ہے
جُز بہ آثار و بہ گفتارِ نکو
سوائے اچھی نشانیوں اور اچھی گفتگو کے

نورِ حسّی کو غلیظ ست و گراں
حسّی نور جو کہ کثیف اور بھاری ہے
ہست پنہاں در سوادِ دیدگاں
وہ (بھی) آنکھوں کی سیاہی میں چھپا ہوا ہے

چونکہ نورِ حسّ نمی بینی بہ چشم
جبکہ حسّی نور کو بھی تو آنکھ سے نہیں دیکھتا ہے
چوں بہ بینی نورِ آں غیبی بچشم
تو اُس غیبی نور کو آنکھ سے کیسے دیکھے گا؟

نورِ حسّ با آں غلیظی مختفی ست
حسّی نور با وجود کثافت کے پوشیدہ ہے
چوں خفی نبوُد ضیائے کاں صفی ست
تو وہ روشنی جو شفاف ہے پوشیدہ کیسے نہ ہوگی؟

کیسے نظر آسکتا ہے۔ مُختفی۔ خفی، پوشیدہ۔
صَفی۔ منتخب، صاف شفاف۔

۵۱ رہبر بود۔ اصل رہبری سوار کی آنکھ کرتی ہے چشمِ اسپاں۔ گھوڑے کے مدِ نظر صرف گھاس اور چراگاہ ہوتی ہے، اسی طرح حسّی آنکھ کے پیشِ نظر صرف لذائذ دنیوی ہیں۔ نورِ حق جب نورِ بصر پر نورِ حق سوار ہوتا ہے تب اسکو آخرت کی نعمتیں نظر آتی ہیں۔ چہ داند۔ نورِ بصیرت کے بغیر محض نورِ بصارت سے وصول الی الحق ممکن نہیں ہے۔ شاہ۔ یعنی نورِ حق۔ نورِ حسّ۔ نورِ بصارت کی زیب و زینت نورِ بصیرت ہی سے ہے قرآن پاک میں "نورٌ علیٰ نور" سے یہی مراد ہے۔

۵۲ نورِ حسّی۔ ظاہری بصارت دنیا کی طرف مائل کرتی ہے اور نورِ بصیرت انسان کو ملاءِ اعلیٰ کی رہبری کرتا ہے۔ زانکہ۔ نورِ حسّی انسان کو دنیا کی طرف اسلئے لے جاتا ہے کیونکہ اسکے جملہ محسوسات عالمِ اسفل کے ہیں۔ نورِ حق۔ نورِ حق اور نورِ چشم کی مثال دریا اور شبنم کی سی ہے۔

۵۳ راکب یعنی نورِ حق۔ جز بہ آثار۔ جن لوگوں کو نورِ حق حاصل ہو جاتا ہے، اُن کی باتوں اور بھلے کاموں سے سمجھ لیا جاتا ہے کہ اُن کو نورِ حق حاصل ہے۔ چونکہ۔ جبکہ نورِ بصارت بھی نظر نہیں آتا حالانکہ وہ مادّی چیز ہے تو نورِ بصیرت اور نورِ ایمانی جو کہ غیبی چیز ہے

[1] ایں جہاں چوں خس بدستِ بادِ غیب
یہ جہان غیبی ہوا کے ہاتھ میں تنکے کی طرح ہے
عاجزی پیشہ گرفت از دادِ غیب
اُس نے (عالمِ) غیب کی مہربانی سے عاجزی کا پیشہ اختیار کر لیا ہے

گہ بلندش می کند گاہیش پست
وہ (ہوا) اُس کو کبھی اونچا کرتی ہے، کبھی نیچا
گہ درستش می کند گاہے شکست
کبھی اُس کو درست کر دیتی ہے، کبھی شکستہ

گہ یمینش می برد گاہے یسار
کبھی اُس کو دائیں جانب لیجاتی ہے، کبھی بائیں جانب
گہ گلستانش کند گاہیش خار
کبھی اُس کو چمن بنا دیتی ہے، کبھی کانٹا

گہ بہ بحرش می برد گاہیش بر
کبھی اُس کو سمندر میں لیجاتی ہے، کبھی خشکی میں
گاہ خشکش می کند گاہیش تر
کبھی اُس کو خشک کر دیتی ہے، کبھی تر

دستِ پنہان و قلم بیں خط گذار
ہاتھ پوشیدہ ہے اور قلم کو خط کھینچنے والا دیکھ
اسپ در جولان و ناپیدا سوار
گھوڑا دوڑ میں ہے اور سوار ظاہر نہیں ہے

تیر پراں بیں و ناپیدا کماں
تیر کو آتا ہوا دیکھ اور کمان ظاہر نہیں ہے
جانہا پیدا و پنہاں جانِ جان
جانیں ظاہر ہیں اور جانوں کی جان پوشیدہ ہے

[2] تیر را مشکن کہ ایں تیرِ شہی ست
تیر کو نہ توڑ کیونکہ یہ شاہی تیر ہے
نیست پرتابی ز شستِ آگہی ست
آٹکل پچو نہیں ہے واقفیت کے نشانہ سے ہے

ما رمیت اذ رمیت گفت حق
اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا
کارِ حق بر کارہا دارد سبق
اللہ تعالیٰ کا فعل (بندوں کے) کاموں پر سبقت رکھتا ہے

خشمِ خود بشکن تو مشکن تیر را
اپنے غصہ کو ختم کر دے تو تیر کو نہ توڑ
چشمِ خشمت خوں شمارد شیر را
تیرے غصہ کی آنکھ دودھ کو خون سمجھتی ہے

بوسہ دہ بر تیر و پیشِ شاہ بر
تیر کو چوم لے، اور بادشاہ کے سامنے لے جا
تیرِ خوں آلودہ از خونِ تو تر
خون آلود تیر جو تیرے خون سے تر ہو

[3] آنچہ پیدا عاجز و بستہ زبوں
جو ظاہر ہے وہ عاجز اور بندھا ہوا اور کمزور ہے
وانچہ ناپیدا چنیں تند و حروں
جو پوشیدہ ہے وہ ایسا تند اور زور آور ہے

ما شکاریم ایں چنیں دامے کراست
ہم شکار ہیں، ایسا جال کس کا ہے؟
گوئے چوگانیم و چوگانے کجاست
ہم بلّے کی گیند ہیں اور بلا کہاں ہے؟

می درد می دوزد ایں خیاط کو
پھاڑتا ہے، سیتا ہے، یہ درزی کون ہے؟
می دمد می سوزد ایں نفاط کو
پھونکتا ہے، جلاتا ہے، یہ مشعلچی کون ہے؟

---

[1] ایں جہاں - عالمِ شہادت۔ بادِ غیب - عالمِ غیب۔ عاجزی - یعنی عالمِ شہادت اسی تصرف کو قبول کر لیتا ہے جو عالمِ غیب اُس میں کام کرتا ہے۔ گہ - عالمِ غیب، عالمِ شہادت میں ہر طرح کے تصرفات کرتا رہتا ہے۔ دستِ پنہاں - کوئی قلم بغیر کاتب کے ہاتھ کے نہیں لکھتا نہ کوئی گھوڑا بغیر سوار کے گھڑ دوڑ میں دوڑتا ہے تو ظاہر ہے کہ عالم کے جملہ تصرفات کا کوئی کرنیوالا ہے۔ جانِ حق - ذاتِ حق۔

[2] تیرِ شہی - قضا و قدر کے جس قدر تیر ہیں وہ علیم و قدیر کے چلائے ہوئے ہیں لامحالہ اُن میں حکمت پوشیدہ ہے۔ ما رمیت - جنگِ بدر میں آنحضور ؐ نے ایک مٹھی خاک دشمنوں کی طرف پھینکی جس نے آندھی کے گرد و غبار کی طرح اُن کی آنکھوں کو متاثر کیا اس پر یہ آیت آئی۔ کارِ حق مصرعِ اوّل کی توجیہ۔ خشمِ خود - اگر کوئی تیر آکر لگے تو اُس کو قضا و قدر سے سمجھ اُس پر غم و غصہ نہ کر غصہ کی حالت غلط بینی کا باعث ہوتی ہے۔ بوسہ دہ - انسان کو قضا پر راضی رہنا چاہیے۔

[3] آنچہ پیدا - عالمِ شہادت مجبورِ محض ہے قضا و قدر کے سامنے بے بس ہے۔ ما شکاریم - قضا و قدر کے پھندے میں ہم مرغِ اسیر ہیں ہمارے کام چوگانِ قدر کے تابع ہیں۔ می درد - جو ذات حقیقتاً متصرف ہے وہ

ساعتے[1] کافر کند صدّیق را — **ساعتے زاہد کند زندیق را**
کبھی تصدیق کرنے والے کو کافر بنا تا ہے — کبھی بے دین کو زاہد بنا تا ہے

زانکہ مُخلِص در خطر باشد مُدام — **تا ز خود خالص نگردد اُو تمام**
(اپنے آپ کو) خالص بنانیوالا ہمیشہ خطرے میں ہوتا ہے — جب تک کہ وہ خودی سے پورا خالص نہ ہوجائے

زانکہ در راہست و رہزن بیحد ست — **اُو رہد کو در امانِ ایزد ست**
چونکہ وہ راستے میں ہے اور ڈاکو بہت ہیں — نجات وہی پائے گا جو خدا کی امان میں ہے

آئینۂ خالص نگشت اُو مُخلِص ست — **مُرغ را نگرفتہ است اُو مُقتنِص ست**
آئینہ صاف نہیں ہوا ہے، وہ صاف کر رہا ہے — پرندہ کا شکار نہیں کیا ہے وہ پھنسا رہا ہے

چونکہ[2] مُخلِص گشت مُخلَص باز رَست — **در مقامِ امن رفت و بُرد دست**
جب صاف کرنے والا مصفّی ہوگیا، نجات پاگیا — امن کے مقام میں پہنچ گیا اور بازی جیت گیا

ہیچ آئینہ دگر آہن نہ شُد — **ہیچ نانِ گندمی خرمن نہ شُد**
کوئی آئینہ پھر لوہا نہیں ہوا ہے — کوئی گیہوں کی روٹی کھلیان نہیں بنی ہے

ہیچ انگورے دگر غورہ نہ شُد — **ہیچ میوہ پُختہ باکورہ نہ شُد**
کوئی (پکا) انگور پھر کچا نہیں ہوا ہے — کوئی پختہ میوہ کچا نہیں ہوا ہے

پُختہ گرد و از تغیّر دُور شو — **رَو چو بُرہانِ[3] مُحقّق نور شو**
پختہ بن جا اور تغیّر سے دُور ہو جا — جا بُرہان (الدین) مُحقّق کی طرح نور بن جا

چوں ز خود رستی ہمہ بُرہاں شُدی — **چونکہ گفتی بندہ اَم سُلطاں شُدی**
جب تو نے خودی سے نجات پالی تو مجسّم بُرہان الدینؒ ہوگیا — جب تو نے کہا کہ میں غلام ہوں، بادشاہ بن گیا

ور عیاں خواہی صلاح الدین نمُود — **دیدہا را کرد بینا و کشود**
تو اگر مشاہدہ چاہتا ہے۔ صلاح الدینؒ نے دکھا دیا ہے — آنکھوں کو بینا کر دیا ہے اور کھول دیا ہے

فقر را از چشم و از سیمائے اُو — **دید ہر چشمے کہ دارد نورِ ہُو**
فقر کو اُن کی آنکھوں اور پیشانی سے — ہر اُس آنکھ نے دیکھ لیا ہے جو خدا کا نور رکھتی ہے

شیخ فعّالست بے آلت چو حق — **با مُریداں دادہ بے گفتے سبق**
پیر اللہ (تعالیٰ) کی طرح بغیر کسی آلہ کے تصرّف کرنیوالا ہے — بغیر بولے مُریدوں کو سبق پڑھاتا ہے

[1] ساعتے۔ انسان کا دل قبضۂ قدرت میں ہے ایک آن میں الٹ پلٹ دیتی ہے۔ صدّیق۔ صدیقیت کا مرتبہ نبوّت سے کم اور ولایت سے بڑھا ہوا ہے۔ زندیق۔ بیدین، کافر۔ مُخلِص۔ سالک جو مجاہدات کر رہا ہے۔ زانکہ۔ سالک کو راہِ سلوک میں بہت خطرے لاحق ہوتے ہیں۔ آئینہ۔ سالک کو بہت سے مراتب طے کرنے ہوتے ہیں۔

[2] چونکہ۔ سالک مراتب طے کرنے کے بعد مقامِ امن پر پہنچتا ہے۔ ہیچ آئینہ۔ کمال حاصل کر لینے کے بعد خطرات کا ازالہ ہوجاتا ہے اور پھر نقصان کی طرف نہیں لوٹتا ہے۔ صوفیاء کا مقولہ ہے اَلْفَانِی لَا یُرَدُّ۔ یعنی سالک مقامِ فنا میں پہنچکر پھر مردود نہیں ہوتا ہے۔ آہن۔ قدیم زمانہ میں آئینہ لوہے سے بنایا جاتا تھا۔ غورہ۔ انگور کا کچا خوشہ۔ باکورہ۔ درخت کا جو سب سے پہلا پھل اُترے یہاں کچا پھل مراد ہے۔

[3] بُرہان۔ مولانا رومؒ شروع میں مولانا بُرہان الدینؒ محقق سے بیعت ہوئے تھے پھر شمس تبریزیؒ سے بیعت ہوئے ہیں۔ ہمہ بُرہان یعنی مجسّم بُرہان الدین ثانی بن جاؤ گے۔ بندہ۔ کامل عبدیت کے بعد سلطانی حاصل ہوجاتی ہے صلاح الدینؒ۔ زرکوب مولانا کے پیر بھائی ہیں لیکن مولانا انکی تعظیم بہت کرتے ہیں اور

ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جیسا کہ پیروں کے لئے کئے جاتے ہیں۔ فقر۔ بزرگ کے جسم پر بزرگی کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ شیخ۔ پیر باطنی طور پر تصرّف کرتا ہے۔

کو حمیت تا زِ تیشہ وز کلند [1]
غیرت کہاں ہے تاکہ کلہاڑے اور پھاوڑے سے

این چنیں کہ را بکلّی بر کنند
ایسے پہاڑ کو بالکل کھود دیں

بو کہ بر اجزائے او تابد مہے
ہو سکتا ہے کہ اُس کے اجزا پر چاند چمک جائے

بو کہ در وے تاب خور یابد رہے
ہو سکتا ہے کہ اُس میں سورج کی شعاع راہ یاب ہو جائے

چوں قیامت کوہ ہا را بر کند
جب قیامت پہاڑوں کو اکھاڑ دے گی

پس قیامت این کرم را کے کند
پھر قیامت یہ کرم کہاں کرے گی؟

ایں قیامت زاں قیامت کے کم ست
یہ قیامت اُس قیامت سے کب کم ہے؟

آں قیامت زخم و ایں چوں مرہم ست
وہ قیامت زخم اور یہ مرہم جیسی ہے

ہر کہ دید آں مرہم [2] از زخم ایمن ست
جس نے وہ مرہم دیکھ لیا، زخم سے مطمئن ہے

ہر بدے کایں حُسن دید او محسن ست
جس بُرے نے یہ خوبی دیکھ لی وہ خوبیوں والا ہے

اے خنک زشتے کہ خوبش شد حریف
اے مخاطب! وہ بدصورت قابلِ مبارکباد ہے حسین جس کا ساتھی ہو گیا

وائے گلرویکہ جفتش شد خریف
افسوس ہے اُس خوبصورت پر جس کا ساتھی موسم خریف بنا

نانِ مردہ چوں حریفِ جاں شود
بے جان روٹی جب جان کی ساتھی بنتی ہے

زندہ گردد نان عینِ آں شود
روٹی زندہ ہو جاتی ہے بعینہ وہ وہی ہو جاتی ہے

ہیزمِ تیرہ حریفِ نار شد
تاریک ایندھن آگ کا ساتھی بنا

تیرگی رفت و ہمہ انوار شد
تاریکی ختم ہو گئی اور مجسم نور بن گیا

در نمکسار ار خرِ مردہ فتاد
نمک کی کان میں اگر مردہ گدھا گرا

آں خری و مردگی یکسو نہاد
اُس نے گدھا پن اور مُردار پن کو علیحدہ کر دیا

صِبْغَةُ اللهِ [3] ہست رنگِ خم ہو
اللہ کے مٹکے کا رنگ "صِبْغَةُ اللهِ" ہے

پیسہا یکرنگ گردد اندرو
اُس میں چتکبرے یک رنگ ہو جاتے ہیں

چوں دراں خم افتد و گوئیش قم
جب وہ اُس مٹکے میں گر جائے اور تو اُس سے کہے کھڑا ہو جا

از طرب گوید منم خم لا تلم
مستی سے وہ کہیگا میں مٹکا ہوں ملامت نہ کر

آں منم خم خود انا الحق گفتن ست
اُس کا میں خود مٹکا ہوں "انا الحق" کہنا ہے۔

رنگ آتش دارد الا آہن ست
آگ کا رنگ رکھتا ہے لیکن لوہا ہے

[1] کلند۔ پھاوڑا۔ کوہ۔ یعنی بدن کو مجاہدات کے تیشہ سے اکھاڑ پھینکا جائے۔ بو کہ۔ ہو کہ۔ مہے۔ یعنی نورِ معرفت کا ادنیٰ درجہ۔ تابِ خور۔ یعنی نورِ معرفت کا اعلیٰ درجہ۔ قیامت۔ قیامت میں پہاڑ اکھڑ جائیں گے لیکن قیامت سے فیض حاصل نہ ہوگا اور مجاہدہ کے ذریعہ بدن کے پہاڑ کو اکھاڑنے سے فیض حاصل ہوگا۔ ایں قیامت یعنی مجاہدہ کے ذریعہ کوہِ جسم کو اکھاڑنا مطلب یہ کہ مجاہدہ کے ذریعہ سے اِس قیامت کے زخموں کو مندمل کیا جا سکتا ہے۔

[2] مرہم۔ یعنی مقامِ فنا۔ زخم۔ یعنی قیامت کے مصائب۔ ہر بدے۔ خواہ ابتدائی زندگی خراب ہو اگر وہ مجاہدات سے مقامِ فنا حاصل کریگا تو اُس کو مقامِ احسان حاصل ہو جائیگا۔ زشت۔ یعنی بُرے اعمال والا۔ خوب۔ یعنی جمالِ روحانی۔ حریف۔ شریکِ پیشہ، ساتھی۔ جفت۔ جوڑا۔ خریف۔ موسمِ خزاں۔ نانِ مردہ۔ چند مثالوں سے بُرے کے بھلے کے ساتھ ہم صحبت ہونے کے برکات کو سمجھایا ہے۔ ہیزم۔ ایندھن۔ نمکسار۔ نمک کی کان۔ یکسو نہاد۔ اب اُس کا کھانا بھی جائز ہے۔

[3] صِبْغَةُ اللهِ۔ قرآن پاک میں ہے صِبْغَةَ اللهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللهِ صِبْغَةً۔ اللہ کا رنگ اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ

بہتر ہو گا۔ ہو۔ ذاتِ حق تعالیٰ۔ پیسہا۔ وہ شخص جس کے بدن پر برص وغیرہ کے داغ ہوں۔ قم۔ اُٹھ کھڑا ہو۔ لا تلم۔ ملامت نہ کر یعنی مقامِ فنا پر فائز ہو جانیوالا کسی کی ملامت پسند نہیں کرتا۔ منم خم۔ مقامِ فنا میں پہنچکر جب خدائی رنگ میں رنگا جاتا ہے تو اپنے آپ کو خم کہہ دیتا ہے یہی صورت شیخ منصور حلاج کی تھی وہ مقامِ فنا میں پہنچکر انا الحق کہہ گزرے۔

رنگِ آہن محوِ رنگِ آتش ست[1] — ز آتشی می لافد و خامش وش ست

لوہے کا رنگ آگ کے رنگ میں محو ہو گیا — آتشی ہو جانے کی شیخی مارتا ہے اور خاموش جیسا ہے

چوں بسرخی گشت ہمچوں زرِ کاں — پس اَنا النّار ست لافش بے زباں

جب وہ لوہا سرخی کی وجہ سے کان کے سونے کی طرح ہو گیا — تو "میں آگ ہوں" اس کا بغیر زبان کے شیخی بگھارنا ہے

شد ز رنگ و طبع آتش محتشم — گوید او من آتشم من آتشم

وہ (لوہا)، رنگ اور طبیعت سے شاندار آگ بن گیا — تو وہ کہتا ہے میں آگ ہوں، میں آگ ہوں

آتشم من گر ترا شک ست و ظن — آزموں کن دست را بر من بزن

میں آگ ہوں، اگر تجھے شک اور (بد) گمانی ہے — آزما لے، میرے اوپر ہاتھ رکھ دے

آتشم من بر تو گر شد مشتبہ — روئے خود بر روئے من یکدم بنہ

میں آگ ہوں، اگر تجھ پر مشتبہ ہے — تھوڑی دیر کے لئے اپنا چہرہ میرے اوپر رکھ دے

آدمی[2] چوں نور گیرد از خدا — ہست مسجودِ ملائک ز اجتبا

انسان جب خدا کا نور حاصل کر لیتا ہے — وہ برگزیدہ ہو جانے کی وجہ سے فرشتوں کا مسجود بنجاتا ہے

نیز مسجودِ کسے کو چوں ملک — رستہ باشد جانش از طغیان و شک

نیز اُس شخص کا مسجود بن جاتا ہے فرشتہ کی طرح — جس کی جان سرکشی اور شک سے نجات پا گئی ہو

آتشے چہ آہنے چہ لب بہ بند — ریشِ تشبیہِ مشبہ بر مخند

کیسی آگ، کیسا لوہا، خاموش رہ — مشبہ کی تشبیہ کی ہنسی نہ اُڑا

پائے در دریا منہ کم گو ازاں — بر لبِ دریا خمش کن لب گزاں

دریا میں قدم نہ رکھ اس کی بات نہ کر — ہونٹ کاٹتے ہوئے دریا کے کنارے خاموشی اختیار کر

گرچہ صد چوں من ندارد تابِ بحر — لیک[3] می نہ شکیبم از غرقابِ بحر

اگرچہ مجھ جیسے سینکڑوں بھی دریا کی تاب نہیں لا سکتے ہیں — لیکن میں دریا میں ڈوبے بغیر صبر نہیں کر سکتا ہوں

جان و عقلِ من فدائے بحر باد — خونبہائے عقل و جاں ایں بحر داد

دریا پر میری جان اور عقل قربان ہو — عقل و جان کے خون کا معاوضہ اس سمندر نے ادا کر دیا

تا کہ پایم می رود رانم درو — چوں نماند پا چو بطّانم درو

جب تک میرے پیر چلتے ہیں ان کو اس میں چلاتا رہوں گا — جب پیر کام نہ دینگے تو میں اس میں بطخ کی طرح ہوں

[1] رنگ آتش۔ انا الحق کہنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ صفات خداوندی سے متصف ہو گئے تھے جس طرح سے لوہا آگ میں آگ کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور وہ بظاہر انگارہ نظر آتا ہے لیکن آگ آگ ہے اور لوہا لوہا ہے بے زبان۔ لوہا سرخ ہو کر زبانِ حال سے اپنے آگ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ شد۔ لوہا آگ میں پڑ کر آگ کا رنگ اور مزاج حاصل کر لیتا ہے اور آگ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ محتشم، شاندار، بارعب یعنی آتشم۔ اہل اللہ بھی جب اخلاقِ خداوندی حاصل کر لیتے ہیں تو وحدت کے مدعی ہو جاتے ہیں۔

[2] آدمی۔ انسان میں جب اخلاقِ خداوندی پیدا ہو جاتے ہیں تو اس میں مسجود ہونے کی صفتِ خداوندی پیدا ہو جاتی ہے۔ نیز۔ صالحین کا بھی وہ مسجود بنجاتا ہے۔ آتشے چہ۔ پہلے اشعار میں ذاتِ حق کو آگ سے تشبیہ دی گئی جو بعض سمجھانے کے لئے تھی لیکن پھر بھی خالق کو مخلوق کے مشابہ قرار دینا چونکہ مشبہ کا مسلک ہے اسلئے اپنے آپ کو خاموش ہو جانے کا حکم دیتے ہیں تاکہ تشبیہ کا شبہ نہ پیدا ہو جائے۔ پائے در دریا۔ ذات و صفات کی بحثیں ناپیدا کنار سمندر ہیں اُن میں نہ گھسنا چاہیے۔ گرچہ۔ یعنی مولانائے روم جیسے سینکڑوں عالم بھی مل جائیں تو ان بحثوں کو نہ سلجھا سکیں گے۔

[3] لیک۔ فرماتے ہیں بیشک نازک مقام ہے لیکن میں بغیر صفات و ذات کے ذکر کے صبر بھی نہیں کر سکتا ہوں۔ بحر یعنی ذات و صفاتِ خداوندی۔ خونبہا جبکہ مجھے جان و عقل کا خونبہا مل چکا ہے تو اس کے قربان کرنے میں کوئی دریغ نہیں ہے۔ چو بطانم بطخ اپنے آپ کو دریا کے سپرد کر دیتی ہے کہ جس طرف چاہے بہا لے جائے۔

بے ادب[1] حاضر ز غائب خوشتر ست — حلقہ گرچہ کژ بود نے بر در ست

حاضر اناڑی، غائب سے بہتر ہے — حلقہ اگرچہ ٹیڑھا ہو (کیا)، در پر نہیں ہے؟

اے تنِ آلودہ بگردِ حوض گرد — پاک کے گردد برونِ حوض مرد

اے گندے جسم والے حوض کے گرد چکر لگا — انسان حوض سے باہر کب پاک ہوا ہے؟

پاک کو از حوض مہجور او فتاد — او ز طُہرِ خویش ہم دور اوفتاد

وہ پاک، جو حوض سے دُور ہو گیا ہے — وہ اپنی پاکی سے بھی دُور ہو گیا ہے

پاکیِ ایں حوض بے پایاں بُوَد — پاکیِ اَجسام کم میزاں بُوَد

اس حوض کی پاکی بے انتہا ہوتی ہے — (عام) جسموں کی پاکی کم وزن کی ہوتی ہے

زانکہ دل حوضیست لیکن در کمیں — سوئے دریا راہِ پنہانی دارد ایں

اس لئے کہ دل ایک حوض ہے لیکن پوشیدہ طور پر — یہ دریا کی طرف چھپا ہوا راستہ رکھتی ہے

پاکیِ محدودِ تو خواہد مَدَد — ورنہ اندر خرچ کم گردد عدد

تیری محدود پاکی مدد چاہتی ہے — ورنہ خرچ ہونے میں عدد گھٹتا ہے

مثلِ[2] خواندنِ آب آلودگاں را بپاکی

پانی کی نا پاکوں کو پاکی کی طرف بُلانے کی مثال

آب گفت آلودہ را در من شتاب — گفت آلودہ کہ دارم شرم زآب

ایک گندے کو پانی نے کہا میرے اندر آجا — گندے نے کہا مجھے پانی سے شرم آتی ہے

گفت آب ایں شرم بے من کے رود — بے من ایں آلودہ زایل کے شود

پانی نے کہا میرے بغیر یہ شرم کیسے رفع ہو گی؟ — میرے بغیر یہ گندگی کب دور ہو سکتی ہے؟

زآب ہر آلودہ کو پنہاں شود — اَلْحَیَاءُ[3] یَمْنَعُ الْاِیْمَان بُوَد

اگر ہر ناپاک، پانی سے چھپے گا — تو شرم ایمان کے لئے مانع ہے، ہو جائے گا

دل ز پایہ حوضِ تن گلناک شُد — تن ز آبِ حوضِ دلہا پاک شُد

دل، جسم کے حوض کے زینہ سے مٹی میں سَن گیا ہے — جسم، دلوں کے حوض کے پانی سے پاک ہو گیا ہے

گردِ پایہ حوض گردی اے پسر — ہاں ز پایہ حوضِ تن می کُن حذر

اے بیٹا! حوض کے زینہ کے چاروں طرف چکر لگا — خبردار! جسم کی حوض کے زینہ سے بچ

---

[1] بے ادب - ذات و صفات کے ذکر میں غلبۂ حال میں کبھی سوئے ادب ہو جاتا ہے لیکن ذکر کرنا ذکر نہ کرنے سے بہرحال بہتر ہے۔ حلقہ - زنجیر کا حلقہ اگرچہ ٹیڑھا ہے لیکن در پر تو ہے۔ اے تن آلودہ - مولانا دریائے حق سے استفادہ کی ترغیب دیتے ہیں۔ حوض یعنی شیخ۔ طُہرِ خویش - فی الحال نفس پاک صاف ہے لیکن بُرائی کا امکان ہے، اگر شیخ سے دور ہے اور اپنی ذاتی طہارت نہ رہی تو طہارت ممکن نہ ہو گی۔ ایں حوض - شیخ کا دریائے باطن۔ اجسام - یعنی عوام کی ذاتی نیکی۔ زانکہ - شیخ کے باطن کا اتصال ذات باری سے ہے۔ پاکیِ محدود - نیک لوگوں کو بھی شیخ کا دامن تھامنا چاہیئے ورنہ اُن کی محدود پاکی کسی دن ختم ہو جائیگی۔

[2] مثلِ خواندن - اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ناپاک کو پانی سے شرم اور گریز نہ چاہیئے یعنی باطنی طہارت حاصل کرنے میں شیخ سے شرم یا گریز مناسب نہیں ہے۔ ایں شرم - یہ ناپاکی کی شرم۔

[3] اَلْحَیَاءُ - حدیث شریف میں ہے - اَلْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ. حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے تو پھر حیاء کو ایمان کیلئے مانع نہ بنانا چاہیئے۔ حوضِ تن - انسان کے بدن میں گویا دو حوض ہیں ایک تو وہ جو بُرے خصائل کا مخزن ہے دوسرا وہ جو مخزن ہے بھلائیوں کا، برائیوں کا مخزن حوضِ تن ہے اور بھلائیوں کا مخزن حوضِ دل ہے۔

پایہ - درجہ، زینہ - حذر - یعنی بُرے اخلاق سے پرہیز کرنا۔

بحرِ تن بر بحرِ دل برہم زنان[۱] — درمیاں شاں برزخٌ لا یبغیان

جسم کا دریا، دل کے دریا سے بلا جلا ہے — اُنکے درمیان آڑ ہے ایک دوسرے پر نہیں چڑھتے ہیں

گر تو باشی راست ور باشی تو کژ — پیشتر می غژ و تو واپس مغژ

خواہ تو سیدھا ہو، خواہ تو ٹیڑھا ہو — آگے کو کھسک اور واپس نہ کھسک

پیشِ شاہاں گر خطر باشد بجاں — لیک نشکیبند عالی ہمتاں

بادشاہوں کے حضور میں اگرچہ جان کا خطرہ ہوتا ہو — لیکن بلند ہمت والے اس سے صبر نہیں کر سکتے

شاہ[۲] چوں شیریں تر از شکر بُود — جاں بشیرینی رود خوشتر بُود

بادشاہ چونکہ شکر سے بھی زیادہ میٹھا ہوتا ہے — مٹھاس کے بدلے جان چلی جائے تو بہتر ہے

اے ملامت گو سلامت مر ترا — اے سلامت جو توئی واہی العریٰ

اے ملامت گر! تجھے سلامتی مبارک ہو — اے سلامتی کی جستجو کرنیوالے! تو کمزور دستہ والا ہے

جانِ من کورہ ست و با آتش خوش ست — کورہ را ایں بس کہ خانۂ آتش ست

میری جان تو بھٹی ہے اور آگ سے خوش ہے — بھٹی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ آگ کا گھر ہے

ہمچو کورہ عشق را سوزیدنی ست — ہر کہ اُو زیں کور باشد کودنی ست

بھٹی کی طرح عشق کا کام جلانا ہے — جو اس سے اندھا ہو وہ احمق ہے

برگِ[۳] بے برگی ترا چوں برگ شُد — جانِ باقی یافتی و مرگ شُد

سامانِ بے سامانی جب تیرا سامان ہو گیا — تو نے باقی رہنے والی جان حاصل کرلی اور موت ختم ہوئی

چوں زغم شادیت افزودن گرفت — روضۂ جانت گُل و سوسن گرفت

جب غم سے تیری خوشی میں اضافہ ہوا — تو تیری جان کے باغ میں گُل اور سوسن اُگے

آنچہ خوفِ دیگراں آں امنِ تُست — بط قوی از بحر و مرغِ خانہ سُست

جو دوسروں کا ڈر ہے وہ تیرا اطمینان ہو گیا — بطخ سمندر سے قوی ہوتی ہے اور پالتو پرند سُست ہوتا ہے

باز دیوانہ شدم من اے طبیب — باز سودائی شدم من اے حبیب

اے طبیب! میں پھر دیوانہ ہو گیا — اے دوست! میں پھر پاگل ہو گیا

حلقہائے سلسلہ تو ذو فنوں — ہر یکے حلقہ دہد دیگر جنوں

تیری زنجیر کے حلقے فنون سے بھرے ہوئے ہیں — ہر ایک حلقہ ایک نیا جنون پیدا کرتا ہے

دادِ ہر حلقہ فنونِ دیگر ست — پس مرا ہر دم جنونِ دیگر ست

ہر حلقہ کی دین ایک دوسرا ہی جنون ہے — تو میرے لئے ہر وقت ایک نیا جنون ہے

---

۱ برہم زنان۔ دونوں قسم کے اخلاق کے مخزن ملے جلے ہیں۔ گر تو باشی۔ سلوک میں کوئی غلطی بھی ہوجائے تب بھی منازل طے کرنے میں توقف نہ چاہیئے۔ غژ۔ امر کا صیغہ ہے، غژیدن، کھسکنا، گھٹنوں کے بل چلنا۔ پیشِ شاہاں مشہور مقولہ ہے: "نزدیکان رابیش بُود حیرانی"۔

۲ شاہ۔ دربارِ حق کی حاضری شکر سے بھی زیادہ شیریں ہے اگر اسکے حصول میں جان بھی چلی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ملامت گو۔ عشقِ الٰہی کے سلسلہ میں ملامت کرنیوالے کا سہارا خود کمزور ہے۔ کورہ۔ بھٹی۔ عشق۔ عشق بھی وہی کام کرتا ہے جو آگ کی بھٹی کام کرتی ہو۔ کودن۔ احمق، نااہل۔

۳ برگ۔ سامان یعنی فنا کے بعد بقا حاصل ہوتی ہے۔ غم۔ غمِ عشق جاں گداز نہیں ہے بلکہ جاں فزا ہے۔ آنچہ۔ دوسرے کے لئے غم خوف کا سبب ہے، عاشق کے لئے موجبِ اطمینان ہے، سمندر پالتو مرغ کے لئے ہلاکت اور بطخ کے لئے باعثِ مسرت ہے۔ باز۔ عشق و معشوق کے ذکر سے مولانا پر ایک کیفیت طاری ہوئی جس کا اظہار کر رہے ہیں۔ حلقہائے زنجیرِ عشق کا ہر حلقہ ایک نئی قسم کا جنون پیدا کرتا ہے۔

پس[1] فنوں باشد جنوں ایں شد مثل — خاصہ در زنجیر ایں میرِ اجل
تو جنون کی بہت سی قسمیں ہیں یہ ضرب المثل بنگئی ہے — خاص طور پر ہمارا بڑے آقا کی زنجیر میں

آنچناں دیوانگی بگسست بند — کہ ہمہ دیوانگاں پندم دہند
دیوانگی نے ایسی بیڑیاں توڑیں — کہ سب دیوانے مجھے نصیحت کرنے لگے

آمدنِ دوستاں بہ بیمارستاں جہتِ پرسشِ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ

دوستوں کا شفاخانہ میں ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی مزاج پرسی کے لئے آنا

ایں چنیں ذوالنون[2] مصری را فتاد — کاندرو شور و جنونِ نو بزاد
اسی طرح ذوالنون مصری کے لئے ہوا — کہ اُن میں ایک نیا جنون اور ولولہ پیدا ہوا

شور چنداں شد کہ تا فوقِ فلک — میرسد از وے جگرہا را نمک
انھیں ایسی شورش ہوئی کہ آسمان کے اوپر تک — اُن کی وجہ سے جگروں پر نمک پاشی ہوئی

ہیں مَنِہ تو شورِ خود اے شورہ خاک — پہلوئے شورِ خداوندانِ پاک
خبردار! اے شور یلی مٹی کے تو اپنے عشق کو نہ رکھ — پاک صاحبوں کے عشق کے برابر

خلق را تابِ جنونِ او نبود — آتشِ او ریشہاشاں می ربود
لوگوں میں اُن کے جنون (کے برداشت) کی طاقت نہ تھی — اُن کی آگ اُن کی داڑھیوں کا صفایا کر رہی تھی

چونکہ در ریشِ عوام آتش فتاد — بند کردندش بزنداں المراد
چونکہ عوام کی داڑھیوں میں آگ لگی — اُن کو قید خانہ میں بند کر دیا مقصد یہ ہے

نیست[3] امکانِ واکشیدن ایں لگام — گرچہ زیں رہ تنگ می آیند عوام
اِس لگام کو کھینچنا ممکن نہیں ہے — اگرچہ اِس طریقہ سے عوام تنگ ہوں

دیدہ ایں شاہاں ز عامہ خوفِ جاں — کایں گرہ کورند و شاہاں بے نشاں
اِن شاہوں نے عوام سے جان کا خطرہ محسوس کیا ہے — کیونکہ یہ گروہ اندھا ہے اور شاہوں میں کوئی علامت نہیں ہے

چونکہ حکم اندر کفِ رنداں بود — لاجرم ذوالنون در زنداں بود
جبکہ فیصلہ رندوں کے ہاتھ میں ہوگا — لامحالہ ذوالنون قید خانہ میں ہو گئے

یک سوارہ می رود شاہِ عظیم — در کفِ طفلاں چنیں دُرِّ یتیم
عظیم بادشاہ تنہا جا رہا ہے — ایسا نایاب موتی بچوں کے ہاتھ میں پڑا ہے

اس بارے میں مجبور تھے۔ دیدہ۔ عوام کی جانب سے ذوالنونؒ کو تو صرف قید خانہ کی تکلیف برداشت کرنی پڑی دوسرے بزرگوں کی تو جان کو خطرے لاحق ہوئے ہیں۔ بے نشاں۔ عوام بزرگوں کے باطن کو نہیں سمجھ سکتے ہیں اُن کے ظاہر پر بزرگی کی کوئی نشانی نہیں ہوتی ہے۔ زنداں یعنی ذوالنونؒ کی بزرگی کے لشکر شاہِ عظیم

---

[1] پس۔ مثل مشہور ہے۔ "اَلْجُنُوْنُ فُنُوْنٌ" جنون کی بہت قسمیں ہیں۔ میرِ اجل۔ بڑا سردار، اللہ تعالٰے۔ پندم دہند۔ یعنی دوسرے دیوانے کہتے کہ جنون میں اس قدر بیخودی نہ چاہئے۔ آمدنِ دوستاں۔ اس حکایت [illegible] ی بھی ہے کہ جنون [illegible] قید خانہ ہوتا ہے۔ بیمارستان یعنی پاگلوں کا شفاخانہ۔

[2] ذوالنون۔ مچھلی والا، یہ حضرت ثوبان بن ابراہیمؒ کا لقب پڑ گیا جو بہت بڑے بزرگ تھے اُس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک سفر میں کسی کشتی میں سوار تھے اُس کشتی میں ایک تاجر کا موتی چوری ہو گیا لوگوں نے اُن کو متہم کر دیا انھوں نے عاجز آکر دعا شروع کی تو سینکڑوں مچھلیاں اپنے اپنے مُنھ میں اُسی جیسا موتی لئے ہوئے نمودار ہوئیں انھوں نے ایک مچھلی سے موتی لیکر اُس تاجر کو دیدیا۔ ہیں منہ۔ مولانا فرماتے ہیں میں نے اپنے جنونِ عشق کے سلسلے میں ذوالنونؒ کے عشق کا قصہ ذکر کیا لیکن اِس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں اپنے عشق کو اُن کے عشق جیسا سمجھتا ہوں اُن کا عشق بہت بلند تھا۔ ریشہا۔ وہ جنونِ عشق میں ریاکاروں کا پردہ فاش کرتے تھے جس سے وہ شرمندہ ہوتے تھے۔

[3] نیست۔ عوام میں فتنہ پیدا کرنا ممنوع ہے لیکن ذوالنونؒ

در چہ[1] دریائے نہاں در قطرۂ
موتی کیا ہوتا ہے، اِک قطرہ میں پوشیدہ دریا
آفتابے درج اندر ذرۂ
(دیا)، ایک سورج ذرے میں

آفتاب خویش را ذرہ نمود
اُس نے اپنے سورج کو ذرہ دکھایا
و اندک اندک روئے خود را بر کشود
اور تھوڑا تھوڑا اپنا مُنہ کھولا

جملہ ذرات در وے محو شد
تمام ذرے اُس میں محو ہو گئے
عالم از وے مست گشت و صحو شد
دنیا اُس سے مست ہو گئی اور ہوش جاتا رہا

چوں قلم در دست غدارے بود
جب قلم کسی غدار کے ہاتھ میں ہو گا
لاجرم منصور بر دارے بود
تو لامحالہ منصور سولی پر ہو گا

چوں سفیہاں راست ایں کار و کیا
جب اختیار اور اقتدار بے عقلوں کو حاصل ہو
لازم آمد یقتلون الانبیا
ضروری ہو گا کہ وہ نبیوں کو قتل کریں

انبیا را گفتہ قوم راہ گم[2]
گم گشتہ راہ قوم نے نبیوں سے کہا
از سفہ، انا تطیرنا بکم
حماقت سے، کہ ہم تمھیں منحوس سمجھتے ہیں

جہل ترسا بیں اماں انگیختہ
نصرانیوں کی نادانی دیکھ، امن کے طالب ہیں
زاں خداوندے کہ گشت آویختہ
اُس آقا سے جو انکے عقیدہ میں، سولی پر لٹکا دیا گیا

چوں بقول اوست مصلوب یہود
جب اُنکے بقول یہودیوں نے انکو سولی پر چڑھا دیا ہو
پس مر او را امن کے تاند نمود
تو وہ اُن کو نجات کب دے سکتے ہیں؟

چوں دل[3] آں شاہ ز ایشاں خوں بود
جبکہ اُس (ذوالنونؒ) شاہ کا دل اِسطرح خون ہو
عصمت و انت فیہم چوں بود
تو "انت فیہم" کا بچاؤ کیسے (حاصل) ہو؟

زر خالص را و زرگر را خطر
خالص سونے، اور سنار کو خطرہ
باشد از قلاب خائن بیشتر
زیادہ ہوتا ہے، خائن جعلساز سے

یوسفاں از رشک زشتاں مخفی اند
بہت سے یوسف، بدصورتوں کے رشک کیوجہ سے پوشیدہ رہتے ہیں
کز عدو خوباں در آتش می زیند
کیونکہ حسین دشمن کیوجہ سے انگاروں پر لوٹتے ہیں

---

[1] در چہ۔ ذوالنونؒ کو دُرِ یتیم کہا تھا۔ اب فرماتے ہیں موتی نہیں بلکہ وہ لاکھوں موتیوں والا سمندر ایک قطرہ میں اور معرفت کا آفتاب ایک ذرہ میں ہیں۔ آفتاب۔ ذوالنونؒ مصری۔ ذرات۔ یعنی عوام۔ مست گشت۔ عقلیں کھو بیٹھا۔ صحو شد۔ یعنی انکی بزرگی کو نہ سمجھ سکے۔ غدار۔ یعنی شاہِ وقت کا وزیر جس نے علماء کو ظاہر پر فتویٰ دینے پر مجبور کیا۔ منصور یعنی حسین بن منصور حلاج رح۔ کار و کیا۔ معاملہ کا اختیار۔۔۔ یقتلون الانبیاء۔ سورۂ آلِ عمران کی طرف اشارہ ہے جس میں مذکور ہے کہ وہ لوگ انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں۔

[2] راہ گم۔ گمراہ۔ سفہ۔ بیوقوفی۔ انا تطیرنا بکم۔ سورۂ یٰسین میں ہے کہ گاؤں والوں نے رسولوں کو کہا ہم تمہارے وجود سے بدفالی لیتے ہیں۔ جہل ترسا۔ اوپر جاہلوں کی دشمنی کا ذکر تھا۔ اب جاہلوں کی محبت کا ذکر ہے یعنی یہ جہالت کہ انکے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کو سولی دے دی گئی اور وہ اپنے آپ کو نہ بچا سکے اور یہ انکے ذریعہ اپنی نجات کے قائل ہیں۔ مصلوب۔ سولی پر چڑھا ہوا۔

[3] چوں دل۔ قرآن پاک میں ہے مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ۔ آنحضورؐ کو خطاب ہے کہ جب تک تم اُن میں موجود ہو اُن پر عذاب نہ آئیگا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ "تم اُن میں موجود ہو" کا مطلب یہ ہے کہ جب تک قوم تمھیں نہ ستائے، تو محض موجود ہونا عذاب کے دفع کرنے کے لئے کافی نہیں ہے اسی طرح محض اولیاء اللہ کا وجود دفعِ عذاب نہ کر سکے گا۔ اور چونکہ ذوالنونؒ کو قوم نے ستایا لہٰذا قوم کا بچاؤ نہ ہو سکے گا۔ زرِ خالص۔ خالص سونا اور سُنار جعلساز کو رسوا کر دیتا ہے لہٰذا جعلساز کی دشمنی سے وہ خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ یہی حال انبیاء اور اولیاء کا عوام کے ساتھ ہے۔ یوسفاں یعنی نیک لوگ۔ زشتاں۔ بُرے لوگ۔ در آتش۔ بُروں کی وجہ سے بھلوں کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے۔

یوسفاں[1] از مکرِ اخواں در چہ اند — کز حسد یوسف بگرگاں می دہند

بہت سے یوسف بھائیوں کی مکاری کی وجہ سے کنویں میں ہیں — کیونکہ وہ حسد کی وجہ سے یوسف کو بھیڑیوں کو دیدیتے ہیں

از حسد بر یوسفِ مصری چہ رفت — ایں حسد اندر کمیں گرگیست زفت

حسد کی وجہ سے مصری یوسف پر کیا گذری؟ — یہ حسد چھپا ہوا موٹا بھیڑیا ہے

لاجرم زیں گرگ یعقوبؑ حلیم — داشت بر یوسفؑ ہمیشہ خوف و بیم

لامحالہ اس بھیڑیئے کی وجہ سے بُردبار یعقوبؑ — یوسفؑ کے معاملہ میں خوف و خطر محسوس کرتے تھے

گرگ ظاہر گرد یوسف خود نگشت — ایں حسد در فعل از گرگاں گذشت

ظاہری بھیڑیا یوسفؑ کے پاس بھی نہ آیا — یہ حسد کارنامہ میں بھیڑیوں سے بھی بڑھ گیا

زخم کرد ایں گرگ وز عذرِ لبق — آمدہ کانا ذہبنا نستبق

اس بھیڑیئے نے زخمی کیا اور چکنا چپڑا عذر لے کر — (حضرت یعقوبؑ کے پاس) آیا کہ ہم دوڑ لگا رہے تھے

صد ہزاراں گرگ را ایں مکر نیست — عاقبت رسوا[2] شود ایں گرگ بایست

لاکھوں بھیڑیوں کو بھی یہ مکاری حاصل نہیں ہے — ٹھہر جا، بالآخر یہ بھیڑیا رسوا ہوگا

زانکہ حشرِ حاسداں روزِ گزند — بیگماں بر صورتِ گرگاں کنند

کیونکہ حشر کے دن حاسدوں کا حشر — یقیناً بھیڑیوں کی صورت میں کریں گے

حشر[3] پُر حرص سگِ مُردار خوار — صورتے خوکے بُود روزِ شمار

مُردار خوار، حریص کتے کا حشر — قیامت کے دن سُور کی صورت میں ہوگا

زانیاں را گندہ اندام نہاں — خمر خواراں را بُود گندہ دہاں

(قیامت کے دن) زناکاروں کی شرمگاہیں گندی ہونگی — شراب نوشوں کے منہ بدبودار ہونگے

گندِ مخفی کاں بدلہا می رسید — گشت اندر حشر محسوس و پدید

چھپی ہوئی گندگی جو دلوں میں پہنچتی ہے — وہ قیامت میں محسوس اور ظاہر ہوگی

بیشہ آمد وجودِ آدمی — بر حذر شو زیں وجود ار آدمی

انسان کا وجود ایک بن ہے — اگر تو انسان ہے تو اس وجود سے احتیاط برت

ظاہر و باطن اگر باشد یکے — نیست کس را در نجاتِ او شکے

اگر ظاہر و باطن یکساں ہو — اس کی نجات میں کسی کو شک نہیں ہے

در وجودِ ما ہزاراں گرگ و خوک — صالح و ناصالح و خوب و خسوک

ہمارے وجود میں ہزاروں بھیڑیئے اور سُور ہیں — نیک اور بد، اور اچھے اور بُرے

[1] یوسفاں۔ حضرت یوسفؑ کو بھائیوں نے حسد کی وجہ سے کنویں میں گرا دیا تھا۔ بگرگاں۔ حسد کی وجہ سے حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے انکو بھیڑیئے کے بھاڑنے کا افسانہ گھڑا تھا۔ گرگ۔ یعنی حسد، حضرت یوسفؑ کو بھیڑیئے نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا یا بھائیوں کا حسد تکلیف کا سبب بنا۔ نستبق۔ یعنی بھائیوں کا یہ کہنا کہ ہم دوڑ لگا رہے تھے اور یوسفؑ کو بھیڑیا لے گیا۔ صد ہزاراں۔ یہ مکاری جس کا سبب حسد ہوا سو بھیڑیوں سے بھی ممکن نہ تھی۔

[2] رسوا شود۔ چنانچہ بھائیوں کو حضرت یوسفؑ کی بڑائی کا رسوا ہوکر مجبوراً اقرار کرنا پڑا اور آخرت کی رسوائی یہ ہوگی کہ عام حاسدوں کا حشر بھیڑیوں کی شکل میں ہوگا۔ حضرت یوسفؑ کے بھائی تو تائب ہوگئے تھے اور ان میں سے ہر ایک کو مقامِ نبوت حاصل ہوا تھا۔ ان کا حشر بھیڑیوں کی صورت میں نہ ہوگا۔

[3] حشر۔ حرام خور کا حشر خنزیر کی صورت میں ہوگا۔ زانیاں۔ زناکاروں کا حشر اس حالت میں ہوگا کہ انکی شرمگاہیں سڑتی ہونگی، شرابیوں کے منہ سڑتے ہوں گے۔ مخفی۔ دلوں میں چھپی ہوئی گندگیاں نمایاں ہو جائینگی۔ بیشہ۔ بن اور جھاڑیوں میں موذی جانور رہتے ہیں اسی طرح انسان کے وجود میں موذی خصلتیں ہیں۔ ظاہر یعنی باطن میں بھی عیوب ہوں۔ در وجود۔ انسانی وجود میں سینکڑوں بری خصلتیں پوشیدہ ہیں۔ خوک۔ سؤر۔ خسوک۔ شریر، برا۔

حکمِ آں خو راست کو غالب تر است ۱
حکم اُس خصلت کے مطابق ہے جو غالب ہے

چونکہ زر بیش از مس آمد آں زر است
جب سونا تانبے سے زیادہ ہے تو وہ سونا ہے

سیرتے کاں در وجودت غالب است
وہ خصلت جو تیرے وجود میں غالب ہے

ہم براں تصویر حشرت واجب است
اُسی صورت پر تیرا حشر ضروری ہے

ساعتے گرگی در آید در بشر
ایک وقت میں انسان میں بھیڑیا پن آتا ہے

ساعتے یوسف رُخی ہمچوں قمر
ایک وقت میں چاند جیسی یوسف رُخی آتی ہے

می رود از سینہا در سینہا
سینوں سے سینوں میں جاتے ہیں

از رہِ پنہاں صلاح و کینہا
پوشیدہ طور پر نیکی اور کینے

بلکہ خود از آدمی در گاؤ و خر
بلکہ انسان سے بیل اور گدھے میں

می رود دانائی و علم و ہنر
سمجھ اور علم اور ہنر پہنچتا ہے

اسپِ سکسک می شود رہوار و رام
کم رفتار گھوڑا، تیز رفتار اور فرمانبردار ہو جاتا ہے

خرس بازی می کند بز ہم سلام
ریچھ کھیلتا ہے، بکری بھی سلام کرتی ہے

رفت ۲ در سگ ز آدمی حرص و ہوس
انسان سے حرص و ہوس کتے میں پہنچی

یا شباں شد یا شکاری یا حرس
چرواہا، یا شکاری، یا محافظ بنا

در سگِ اصحاب خوئے زاں رقود
(اصحابِ کہف) کے کتے میں اُن سونے والوں کی فضیلت

رفتہ تا جویائے اللہ گشتہ بود
پہنچی یہاں تک کہ وہ اللہ کا طالب بن گیا

ہر زماں در سینہ نوعے سر کند
ہر زمانہ میں سینہ میں ایک خاص نوعیت ظاہر ہوتی ہے

گاہ دیو و گہ ملک گہ دام و دد
کبھی شیطان اور کبھی فرشتہ (اور) کبھی چرندہ اور درندہ (بنجاتا)

زاں عجب بیشہ کہ ہر شیر آگہ است
اُس عجیب جنگل سے جس کو ہر شیر جانتا ہے

تا بہ بام سینہا پنہاں رہ است
سینوں کی بلندی تک مخفی راستہ ہے

دُزدی ۳ کُن از دُر و مرجانِ جاں
جان کا موتی، اور مونگا چرا لے

اے کم از سگ از درونِ عارفاں
عارفوں کے دل میں سے اے کتے سے کمتر!

چونکہ دُزدی دُزد آں دُرِّ لطیف
جبکہ تو چور ہے، تو پاکیزہ موتی چرا

چونکہ حامل می شوی بارِ شریف
جبکہ تو بوجھ اٹھاتا ہے تو بھلا بوجھ (اٹھا)

فہم کردنِ مریداں کہ ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ دیوانہ نشد متعمدًا ایں صورت کردہ

مریدوں کا سمجھنا کہ ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ پاگل نہیں ہوئے ہیں قصدًا یہ صورت بنائی ہے

ل حکم آں خو۔ جو خصلت غالب ہوگی اُسی پر حشر ہوگا، اشرفی میں تھوڑا سا تانبہ ضرور ہوتا ہے لیکن وہ سونے کی کہلاتی ہے۔ ساعتے کسی وقت انسان میں اخلاقِ ذمیمہ کا غلبہ ہوتا ہے کسی وقت اخلاقِ حمیدہ کا۔ می رود۔ صحبت سے انسان میں اچھے بُرے اخلاق اُبھرتے ہیں بلکہ حیوانات انسان کی صحبت سے متاثر ہوتے ہیں۔ سکسک۔ کم رفتار گھوڑا۔ رہوار۔ تیز رفتار گھوڑا۔ رام۔ مطیع۔ خرس۔ ریچھ۔ بز۔ بکرا۔

۲ رفت۔ انسان کی صحبت سے کتے میں کام کرنیکی حرص و ہوس آجاتی ہے تو وہ بکریوں کا چرواہا یا شکاری یا نگہبان بن جاتا ہے۔ در سگ۔ قطمیر نامی اصحاب کہف کا کتا جنت میں جائیگا۔ رقود سونے والے، راقد کی جمع ہے۔ خو۔ یعنی اخلاق کی کوئی قسم۔ دام۔ چرندہ۔ دد۔ درندہ۔

۳ دزدی کن۔ پہلے اشعار میں بتایا تھا کہ ایک سینہ سے دوسرے سینہ میں خیالات منتقل ہوتے ہیں اب فرماتے ہیں جبکہ خفیہ راستہ سے کچھ حاصل کرنا ہے تو عارفوں کے دل کے پاکیزہ خیالات حاصل کر۔ متعمدًا۔ جان بوجھ کر۔

چونکہ ذوالنُّونؔ سوئے زنداں رفت شاد
جب ذوالنُّونؔ خوشی خوشی قید خانہ کی طرف چلے

بند بر پا دست بر سر زافتقادؔ[1]
پا بزنجیر، (ڈھکے) گم کرنے کی وجہ سے سر کو پکڑے ہوئے

ق

دوستاں از ہر طرف بنہادہ رُو
دوستوں نے ہر جانب سے رُخ کیا

سُوئے زنداں بہرِ پُرسش نزدِ او
قید خانہ کی جانب اُن کے پاس حال دریافت کرنے کیلئے

دوستاں در قصۂ ذوالنُّوں شدند
دوست ذوالنُّون کے معاملہ میں روانہ ہوئے

سوئے زنداں و دراں رائے زدند
قید خانہ کی جانب، اور اُس میں رائے زنی کی

کایں مگر قاصد کُند یا حکمتے ست
کہ یہ (مجنونانہ حرکتیں) بالقصد کرتے ہیں یا کوئی راز ہے

اُو دریں رہ قبلہ است و آیتے ست
کیونکہ وہ اِس راستہ میں قبلہ ہیں اور نشانی ہیں

دُور دُور از عقلِ چوں دریائے اُو
اُن کی دریا جیسی عقل سے بہت بعید ہے

تا جنوں باشد سَفہ فرمائے اُو
کہ جنوں اُن سے بیوقوفی (کی باتیں) کرائے

حاش للہ از کمالِ جاہِ اُو
خدا بچائے! اُن کے مرتبہ کے کمال کی وجہ سے

کابرِ بیماری بپوشد ماہِ اُو
کہ بیماری کا ابر اُن کے چاند کو چھپائے

او ز شرِ عامۂ[2] اندر خانہ شُد
وہ عوام کے شر کی وجہ سے قید خانہ میں گئے ہیں

او ز ننگِ عاقلاں دیوانہ شُد
وہ عقلمندوں کے عیب کی وجہ سے دیوانے بن گئے ہیں

او ز عارِ عقلِ کُندِ تن پرست
وہ تن پرست کُند عقل کی ذلّت کی وجہ سے

قاصداً رفت است و دیوانہ شدست
جان کر (قید خانہ میں) گئے ہیں اور دیوانے بنے ہیں

کہ بہ بندم اے فتیٰ وز سازِ گاؤ
کہ اے جوان (سپاہی) مجھے باندھ دے اور ساٹا

بر سر و پُشتم بزن وایں را مکاؤ
میرے سَر اور کمر پر مار اور اُس میں کنج کاؤ نہ کر

تا ز زخمِ لختِ یابم من حیات
تاکہ (چمڑے کے) ٹکڑے کی چوٹ سے میں زندگی حاصل کروں

چوں قتیل از گاؤِ موسیٰؑ اے ثقاتؔ
اے معتبر لوگو! جیسا کہ موسیٰؑ کی گائے سے مقتول نے زندگی پائی

تا ز زخمِ[3] لختِ گاوے خوش شوم
تاکہ گائے کے (چمڑے کے) ٹکڑے سے میں خوش ہو جاؤں

ہمچو کُشتۂ گاوِ موسیٰؑ گش شوم
(حضرت) موسیٰؑ کی گائے کے مقتول کی طرح شاداں ہو جاؤں

زندہ شد کُشتہ ز زخمِ دُمِّ گاؤ
گائے کی دُم کی چوٹ سے مقتول زندہ ہو گیا

ہمچو مِس از کیمیا شُد زرِ ساؤ
جیسے تانبا کیمیا سے خالص سونا بن گیا

کُشتہ برجست و بگفت اسرار را
مقتول اُٹھ بیٹھا، اور راز بتائے

وانمود آں زُمرۂ خونخوار را
اور قاتل جماعت کو ظاہر کر دیا

---

[1] اِفتقاد۔ گم کرنا یعنی چونکہ اُنھوں نے حضرت ذوالنُّون کو گم کر دیا تھا۔ رائے زدند۔ یعنی ذوالنُّونؔ کی دیوانگی کے بارے میں مختلف رایوں کا اظہار کرنے لگے۔ کایں۔ بعض لوگوں کی رائے ہوئی کہ جان کر دیوانہ بنے ہیں۔ حکمتے۔ یعنی خدا نے دیوانہ بنا دیا ہے اسمیں اللہ کی کوئی حکمت ہوگی۔ رہ۔ معرفت کی راہ۔ آیتے۔ خدا کی پہچان کی علامت۔ دُور دُور۔ بعض لوگوں نے کہا یہ ممکن نہیں کہ اُن جیسے عقلمند سے دیوانگی بیوقوفی کے کام کرا سکے۔ ابر یعنی دیوانگی۔ ماہ یعنی عقل۔

[2] شرِ عامۂ۔ عوام کی شرارت۔ ننگ۔ چونکہ عقلمند لوگ باعثِ ننگ کام کرنے لگے ہیں اِسلئے اُنھوں نے اپنے آپ کو دیوانہ بنا کر اپنے آپ کو اُن کے زمرے سے خارج کر لیا ہے۔ عقلِ کُند۔ وہ عقل جس میں ذہانت نہ ہو۔ تن پرست۔ وہ عقل جو روحانیت کی تربیت نہ کرے۔ قاصداً۔ بالارادہ۔ کہ۔ یعنی وہ قصداً قید خانہ میں گئے ہیں اور دیوانوں کی طرح اپنے آپ کو گائے کے چمڑے کے انتر سے پٹوا رہے ہیں۔ سازِ گاؤ۔ چمڑے کا تسمہ جس سے جانوروں کو سدھاتے ہیں۔

[3] تا ز زخم۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں ایک بھتیجے نے اپنے چچا کو قتل کر ڈالا تھا قاتل کا پتہ نہ چلتا تھا حضرت موسیٰؑ نے ایک گائے ذبح کرائی اور اُس کا چمڑہ لیکر مُردے پر مارا تو مُردہ زندہ ہو گیا اور اُس نے قاتل کا پتہ بتا دیا تھا۔ گش۔ خوش۔

زرِ ساؤ۔ خالص سونا۔ یعنی جس میں کھوٹ نہ ہو۔ زمرہ۔ جماعت۔

گفت روشن کایں جماعت کشتہ اند
واضح طور پر کہا کہ اِس جماعت نے قتل کیا ہے
تخمِ ایں آشوب ایشاں کشتہ اند
اِس فساد کے بیج انھوں نے بوئے ہیں

چونکہ[۱] کشتہ گردد ایں جسمِ گراں
جب یہ بھاری جسم مُردہ ہو جاتا ہے
زندہ گردد، ہستیِ اسرار داں
رازداں وجود زندہ ہو جاتا ہے

جانِ او بیند بہشت و نار را
اُس کی جان دوزخ اور جنت کو دیکھتی ہے
باز داند جملہ اسرار را
(اور) تمام رازوں کو جان لیتی ہے

وا نماید خونیانِ دیو را
قاتل شیطانوں کو ظاہر کر دیتی ہے
وا نماید دامِ خدعہ و ریو را
مکر اور دھوکے کے جال کو واضح کر دیتی ہے

گاو[۲] کشتن ہست از شرطِ طریق
گائے کو ذبح کرنا، معرفت کی شرط ہے
تا شود از زخمِ دُمش جاں مُفیق
تاکہ جان اُسکی دُم کی چوٹ سے ہوش میں آجائے

گاوِ نفسِ خویش را زوتر بکش
بہت جلد اپنے نفس کی گائے کو ذبح کر دے
تا شود روحِ خفی زندہ بہُش
تاکہ مخفی روح ہوش کے ساتھ زندہ ہو جائے

ایں سخن را مقطع و پایاں مجو
اِس بات کی ابتدا اور انتہا نہ تلاش کر
حالِ ذوالنونؒ با مُریداں باز گو
ذوالنونؒ کا مُریدوں کے ساتھ معاملہ سُنا

رجوع کردن بحکایتِ ذوالنونؒ رحمۃ اللہ علیہ
ذوالنونؒ رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت کی طرف رجوع کرنا

چوں رسیدند آں نفر نزدیکِ او
جب وہ لوگ اُن کے پاس پہنچے
بانگ بر زد ہے کیانید اِتَّقُوا
وہ چیخے خبردار تم کون ہو؟ بھاگو

با ادب گفتند ما از دوستاں
انھوں نے ادب سے کہا، ہم دوستوں میں سے ہیں
بہرِ پُرسش آمدیم اینجا بجاں
ہم دل و جاں سے (آپکو) پوچھنے آئے ہیں

چونی اے دریائے عقلِ ذو فنون[۳]
اے عجائب والی عقل کے دریا! آپ کیسے ہیں؟
ایں چہ بُہتان ست بر عقلت جنون
آپ کی عقل پر جنون کا یہ کیسا الزام ہے؟

دُودِ گلخن کے رسد در آفتاب
بھٹی کا دُھواں آفتاب تک کب پہنچتا ہے؟
چوں شود عنقا شکستہ از غراب
عنقا کوّے سے کب شکست کھاتا ہے؟

وا مگیر از ما بیاں کُن ایں سخن
ہم سے نہ چھپائیے، یہ بات بتائیے
ما مُحبانیم با ما ایں مکُن
ہم دوست ہیں، ہم سے یہ نہ کیجئے

---

۱ چونکہ جس طرح اُس مقتول کی روح نے اسرار کا انکشاف کر دیا اسی طرح جب انسان اپنی ہستی کو فنا کر دیتا ہے تو اُس پر اسرار منکشف ہونے لگتے ہیں۔ جانِ او بمقامِ فنا پہنچ کر اسرارِ آخرت منکشف ہو جاتے ہیں۔ وا نماید۔ انسان کو محسوس ہو جاتا ہے کہ شیاطین اُسکے قاتل ہیں اور اُنکے مکر و فریب پہچان جاتا ہے۔

۲ گاو کُشتن یعنی مادّی جسم کو فنا کرنا۔ طریق یعنی طریقِ معرفت۔ مُفیق۔ ہوشمند۔ بہُش۔ بہ ہوش۔ مریداں یعنی ذوالنونؒ کے وہ مرید جو پاگل خانہ میں گئے تھے۔ نفر۔ جماعت۔ اِتَّقُوا۔ تم ڈرو، تم بھاگو۔ پُرسش یعنی احوال کی دریافت۔ عیادت

۳ فنون۔ فن کی جمع ہے۔ بُہتان۔ جھوٹا الزام۔ جنون یعنی تیری عقل پر جنون کا الزام جھوٹ ہے۔ گلخن۔ بھٹی یعنی جس طرح بھٹی کا دُھواں آفتاب تک نہیں پہنچ سکتا ہے اور عنقا کوّے سے شکست نہیں کھا سکتا ہے اسی طرح تیری عقل تک نہ جنون کی رسائی ہو سکتی ہے نہ تیری عقل جنون سے مغلوب ہو سکتی ہے۔ مکُن۔ یعنی حقیقت نہ چھپائیے۔

مر مُحبّاں را نشاید دور کرد
دوستوں کو نہ بھگانا چاہیئے

یا بَرُو پوشی و دغل مہجور کرد[1]
یا رُو پوشی اور دھوکے سے دور نہ کرنا چاہیئے

راز را اندر میاں نِہ با مُحِب
راز کو دوست کے سامنے رکھ دیجئے

اے کہ بحرِ علم و عقلی اِسْتَجِب
اے وہ کہ آپ علم و عقل کے سمندر ہیں، مان جائیے

راز را اندر میاں آور شہا
اے شاہ! راز بتا دیجئے

رُو مکُن در ابرِ پنہانی مہا
اے چاند! ابر میں مُنہ نہ چھپایئے

ما مُحبِ صادق و دلخستہ ایم
ہم سچے دوست اور دل شکستہ ہیں

در دو عالم دل بتو وابستہ ایم
دونوں جہان میں ہمارا دل آپ سے وابستہ ہے

راز را از دوستاں پنہاں مکُن
راز کو دوستوں سے نہ چھپایئے

درمیاں نِہ راز و قصدِ جاں مکُن
راز بتا دیجئے اور ہماری جان کے درپے نہ ہوجئے

چونکہ ذوالنّوُن ایں سخن زایشاں شنید
جب ذوالنّوُن نے اُن کی یہ بات سُنی

جُز طریقِ امتحاں مُخلَص ندید
آزمائش کے راستے کے علاوہ چھٹکارا نہ دیکھا

فحش آغازید[2] و دشنام از گزاف
خواہ مخواہ فحش اور گالی گلوچ شروع کردی

گفت اُو دیوانگانہ زی و قاف
دیوانوں کی طرح انھوں نے زق زق بق بق شروع کردی

برجہید و سنگ چوب اں کرد و چوب
کودے اور پتھر اور لکڑیاں پھینکنے لگے

جملگاں بگریختند از بیم کوب
چوٹ کے ڈر سے سب بھاگ گئے

قہقہہ خندید و جُنبانید سَر
قہقہہ مار کر ہنسے اور سر ہلایا

گفت بادِ ریشِ ایں یاراں نگر
کہاں اِن دوستوں کی شیخی دیکھ

دوستاں بیں کو نشانِ دوستاں
دوستوں کو دیکھو! دوستوں کی علامت کہاں ہے؟

دوستاں را رنج کے باشد زجاں
دوستوں کو جان کی فکر کب ہوتی ہے؟

کے کراں گیرد[3] ز رنجِ دوست دوست
دوست کے ستانے سے دوست کب کنارہ کشی کرتا ہے؟

رنج مغز و دوستی اُو را چو پوست
تکلیف اُٹھانا مغز ہے اور دوستی اُس کا چھلکا

رنج بر خود گیر گر تو دوستی
اگر تو دوست ہے تکلیف برداشت کر

رُو مگرداں گر تو نیکو خوستی
اگر تو اچھی عادت والا ہے، روگردانی نہ کر

نے نشانِ دوستی باشد خوشی
کیا خوشی دوستی کی نشانی نہیں ہے؟

در بلا و محنت و آفت کشی
مصیبت و مشقت اور آفتیں برداشت کریں

---

[1] مہجور کرد۔ یعنی رُوپوشی اور مکر سے فراق میں مبتلا کرنا مناسب نہیں ہے۔ استجب۔ قبول کر، منظور کر۔ شہا۔ اے شاہ۔ مہا۔ اے مہ۔ دلخستہ۔ رنجیدہ۔ قصدِ جاں کردن۔ مار ڈالنا۔ امتحاں۔ آزمائش۔ مُخلَص۔ چھٹکارے کی جگہ۔

[2] آغازید۔ شروع کردیا۔ گزاف۔ بے وجہ، بے اصل۔ زی و قاف۔ جھک جھک، بک بک۔ بادِ ریش۔ غرور، شیخی۔ نشان۔ علامت۔ رنج۔ یارے کہ تحمل نہ کند یار نباشد۔

[3] کراں۔ کنارہ۔ مغز۔ اصل، لُب لباب۔ پوست۔ چھلکا۔ رنج بر خود گیر۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ جز و نگرداں۔ یعنی اگر دوست تکلیف پہونچائے۔ بے نشان۔ دوستی کی علامت یہی ہے کہ ہر حالت میں راضی برضا رہ دوست رہے۔

دوست ہمچوں زر[1]، بلا چوں آتش ست — زرِ خالص در دلِ آتش خوش ست

دوست سونے کی طرح، تکلیف آگ کی طرح ہے — خالص سونا آگ کے بیچ میں بھلا ہے

امتحان[2] کردن خواجۂ لقمانؑ زیرکی لقمانؑ را

حضرت لقمانؑ کے آقا کا لقمانؑ کی ذہانت کی آزمائش کرنا

نے کہ لقمانؑ را کہ بندہ پاک بود — روز و شب در بندگی چالاک بود

کیا ایسا نہیں ہوا کہ لقمانؑ جو ایک اچھے غلام تھے — دن رات خدمتگاری میں چُست تھے

ق

خواجہ اش میداشتے در کار پیش — بہترش دیدے ز فرزندانِ خویش

آقا اُن کو ہر کام میں آگے رکھتا تھا — اپنی اولاد سے بھی اُن کو زیادہ سمجھتا تھا

زانکہ لقمانؑ گرچہ بندہ زادہ بود — خواجہ بُود و از ہَوا آزادہ بود

اسلئے کہ حضرت لقمانؑ اگرچہ غلام زادہ تھے — (لیکن) آقا تھے اور خواہشِ نفسانی سے آزاد تھے

گفت شاہے[3] شیخ را اندر سُخن — کز من از بخشش تو چیزے خواست کُن

ایک بادشاہ نے گفتگو میں ایک بزرگ سے کہا — مجھ سے بخشش میں کچھ مانگ

گفت اے شہ شرم ناید مر تُرا — کہ چنیں گوئی مرا زیں بر تر آ

اُس (بزرگ) نے کہا اے بادشاہ! تجھے شرم نہیں آتی — کہ مجھ سے یہ کہتا ہے، اُس سے بالاتر بن

من دو بندہ دارم و ایشاں حقیر — واں دو بر تو حاکمانند و امیر

میرے دو غلام ہیں اور وہ (بھی) حقیر ہیں — اور وہ دونوں تیرے حاکم اور سردار ہیں

گفت شہ آں دو چہ اند ایں ذلت ست — گفت آں یک خشم و دیگر شہوت ست

بادشاہ نے کہا وہ دونوں کیا ہیں؟ یہ (تو) ذلت ہے — اُس (بزرگ) نے کہا ایک غصہ دوسرا شہوت ہے

شاہ آں دان کو ز شاہی فارغ ست — بر مہ و خورشید نورش بازغ ست

بادشاہ اُس کو سمجھ جو بادشاہی سے بے نیاز ہے — چاند اور سورج پر اُس کا نور غالب ہے

مخزن آں دارد کہ مخزن عارِ اوست — ہستی آں دارد کہ با ہستی عدوست

وہ ایسا خزانہ رکھتا ہے کہ ظاہری خزانہ اُسکی ذلت ہے — وہ ایسا وجود رکھتا ہے جو وجود کا دشمن ہے

خواجۂ لقماں بظاہر خواجہ وش — در حقیقت بندہ لقمان خواجہ اش

حضرت لقمانؑ کا آقا ظاہری خواجگی کے ہوتے ہوئے — حقیقتًا غلام ہے، لقمانؑ اُس کے آقا ہیں

ہستی آں دارد۔ یعنی اُس کا روحانی وجود ہے جو جسمانی وجود کا دشمن ہے۔ خواجہ۔ یعنی دراصل لقمان خواجہ تھے اور اُن کا خواجہ دراصل غلام تھا۔

[1] ہمچوں زر۔ جس طرح سونا آتش سے نکھرتا ہے اسی طرح دوستی میں دوست کے مصائب برداشت کرنے سے خلوص کا اظہار ہوتا ہے۔

[2] اِمتحان کردن۔ اِس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح حضرت لقمانؑ نے دوست کے ہاتھ سے کڑوا خربوزہ بھی رغبت سے کھایا اِسی طرح ایک انسان کو منجانب اللہ مصائب پر بھی راضی برضاءِ الٰہی رہنا چاہیئے۔ خواجہ۔ آقا اُن کو معزز اور اولاد سے زیادہ پیارے رکھتا تھا۔ زانکہ۔ یہ پہلے شعر کی دلیل ہے۔ بندہ زادہ۔ حضرت لقمانؑ کو اگر ولی اور بزرگ مانا جائے تو غلام زادہ ہونے میں کوئی اِشکال نہیں اور اگر وہ نبی تھے تو اُن کے باپ کو جبرًا غلام بنا لیا گیا ہوگا۔ خواجہ بود۔ چونکہ وہ ہوا و ہوس سے آزاد تھے لہٰذا غلام نہ تھے بلکہ آقا تھے۔

[3] گفت شاہے۔ چونکہ مولانا نے پہلے شعر میں ہوا و ہوس سے آزاد ہونے کا ذکر کیا ہے لہٰذا اِس سلسلے میں یہ حکایت نقل کی ہے۔ بر تر آ۔ یعنی یہ بات تیرے مقام سے گری ہوئی ہے۔ من۔ تو میرے دو غلاموں کا غلام ہے۔ ذلت۔ یعنی غلاموں کا غلام ہونا میرے لئے ذلت کا سبب ہے۔ ز شاہی۔ شاہ تو وہ ہے کہ دنیا کی بادشاہت سے بھی بے نیاز ہو۔ بازغ۔ چمکنے والا، روشن۔ مخزن۔ یعنی علم و معرفت کا خزانہ۔ کہ مخزن۔ یعنی زر و جواہر کا خزانہ۔

در جہانِ[1] باژگونہ زیں بسے ست — در نظر شاں گوہرے کم از خسے ست
اُلٹی دنیا میں ایسا بہت ہے — اُن کی نظر میں جو ہر تنکے سے کم ہے

مر بیاباں را مفازہ نام شُد — نام و ننگے عقلِ شاں را دام شُد
بیابان کا نام، کامیابی کی جگہ ہوا — عزت و ذلت، اُن کی عقل کا جال بنا

یک گرُہ را خود مُعرّف جامہ است — در قبا گویند کو از عامہ است
ایک گروہ کے لئے لباس پہچان کا ذریعہ ہے — قبا پہننے والے کو عوام میں سے کہتے ہیں

یک گرُہ را ظاہر اسالوس و زرق — کردہ زاہد نام واندر زہد غرق
ایک گروہ کے ظاہری مکر اور فریب نے — زاہد اور زہد میں ڈوبے ہوئے نام رکھ لئے

یک گرُہ را ظاہر[2] سالوس و زہد — نور باید تا بُود جاسوسِ زہد
ایک گروہ میں ظاہری مکر اور زہد ہے — نور چاہیئے جو زہد کی مخبری کرے

نور باید پاک از تقلید و غول — تا شناسد مرد را بے فعل و قول
نور درکار ہے جو تقلید اور کجی سے خالی ہو — تاکہ انسان کو بغیر قول اور فعل کے پہچانے

در رود در قلب اُو از راہِ عقل — نقدِ اُو بیند نباشد بندِ نقل
اُس کے دل میں عقل کے راستے گُھس جائے — اُس کا نقد دیکھ لے سُنی سُنائی کا پابند نہ ہو

بندگانِ[3] خاصِ علّامِ الغیوب — در جہانِ جاں جواسیس القلوب
علّام الغیوب کے خاص بندے — روحانی دنیا میں دلوں کے جاسوس ہیں

در درونِ دل درآید چوں خیال — پیشِ شاں مکشوف باشد ہر حال
جب دل میں کوئی خیال آتا ہے — پوشیدہ بھید اُن کے سامنے کُھل جاتا ہے

در تنِ گنجشک چہ بُود برگ و ساز — کہ شود پوشیدہ آں بر عقلِ باز
چڑیا کے جسم میں کیا ساز و سامان ہوتا ہے؟ — کہ وہ باز کی عقل پر چُھپ سکے

آنکہ واقف گشت بر اسرارِ ھُو — سرِّ مخلوقات چہ بُود پیشِ اُو
جو اللہ تعالیٰ کے بھیدوں سے واقف ہوگیا — مخلوق کے بھید اُس کے سامنے کیا ہیں؟

آنکہ بر افلاک رفتارش بُود — بر زمیں رفتن چہ دشوارش بُود
جس کی گذر آسمانوں پر ہو — اُس کو زمین پر چلنا کیا دُشوار ہوگا؟

در کفِ داؤد کآہن گشت موم — موم چہ بُود در کفِ اُو اے ظلوم
(حضرت) داؤد کے ہاتھ میں جبکہ لوہا موم ہوگیا — اے ظالم! اُن کے ہاتھ میں موم کیا ہوگا!

---

[1] جہانِ باژگونہ۔ اُلٹی دنیا۔ در نظر۔ یعنی قیمتی چیز کو کم قیمت اور کم قیمت چیز کو قیمتی سمجھتے ہیں۔ مفازہ۔ کامیابی کی جگہ، صحراء کو کہتے ہیں حالانکہ وہ مہلکہ یعنی ہلاکت کی جگہ ہے نام نہند زنگی کافور۔ نام و ننگ۔ عزت و ذلت کے خیال سے بے عقلی کے کام کرتے ہیں۔ یک گرہ۔ کپڑوں سے انسان کو پہچانتے ہیں اُس کی حقیقت پر نظر نہیں رکھتے ہیں گدڑی والے کو فقیر سمجھتے ہیں قبا پہننے والے کو معمولی انسان تصوّر کرتے ہیں۔

[2] ظاہر سالوس۔ بعض لوگ ظاہری مکاری کو دیکھ کر زُہد کے قائل ہوجاتے ہیں۔ نور باید۔ کسی کو پہچاننے کیلئے نورِ قلبی درکار ہے جس کے ذریعہ بغیر بات کئے اور کام دیکھے انسان کو پہچانا جاسکے۔ نقدِ اُو۔ انسان کی صحیح حالت۔

[3] بندگان۔ پیر پر مرید کے دل کے احوال منکشف ہوجاتے ہیں۔ علّام الغیوب۔ غیبوں کا جاننے والا، یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ جواسیس۔ جاسوس کی جمع ہے، راز کو جاننے والا۔ در درون۔ جس طرح خیالات انسان کے دل میں گھستے ہیں اسی طرح خاص بندہ بھی دل میں گھس کر پوشیدہ احوال جان لیتا ہے۔ در تن۔ گنجشک سے مراد مرید اور باز سے مراد شیخ ہے۔ اسرارِ ھُو۔ اللہ کے اسرار۔ بر افلاک۔ انبیاء اور اولیاء کو آسمانوں کی سیر میں

کرتے ہیں۔ آہن داؤد۔ حضرت داؤد کا معجزہ تھا کہ آپ کے ہاتھ میں لوہا موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا۔

بود لقمانؒ[۱] بندہ شکلے خواجۂ
لقمانؒ بظاہر غلام (حقیقتاً) آقا تھے

بندگی بر ظاہرش دیباجۂ
غلامی اُن کے ظاہر کا عنوان تھی

چوں رَوَد خواجہ بجائے ناشناس
آقا جب کسی اجنبی جگہ جاتا ہے

در غلامِ خویش پوشاند لباس
اپنے غلام کو (شاہی) لباس پہنا دیتا ہے

اُو بپوشد جامہائے آں غلام
وہ اُس غلام کے کپڑے خود پہن لیتا ہے

مَر غلامِ خویش را سازد امام
اپنے غلام کو پیشرو بنا لیتا ہے

در پیش چوں بندگاں در رَہ شود
راستہ میں غلاموں کی طرح اُسکے پیچھے چلتا ہے

تا نباید زو کسے آگاہ[۲] شود
تاکہ اُس کو کوئی نہ پہچان سکے

گوید اے بندہ تو رَو بر صدر نشیں
کہہ دیتا ہے کہ اے غلام! تو جا اور صدر جگہ پر بیٹھ

من بگیرم کفش چوں بندہ کمیں
میں معمولی غلام کی طرح جوتیاں لے لونگا

تو درشتی کُن مرا دُشنام دہ
تو سختی کر، مجھے بُرا بھلا کہہ

مَر مرا تو ہیچ توقیرے مَنہ
تو میری کوئی عزت نہ کر

ترکِ خدمت خدمتِ تو داشتم
خدمت نہ کرنا میں نے تیرے ذمہ لگایا ہے

تا بغربت تخمِ حیلت کاشتم
جب تک کہ مسافرت میں میں نے تدبیر کا بیج بویا ہے

خواجگاں[۳] ایں بندگیہا کردہ اند
آقاؤں نے یہ غلامیاں کی ہیں

تا گماں آید کہ ایشاں بندہ اند
تاکہ یہ گمان ہو کہ وہ غلام ہیں

چشم پُر بودند و سیر از خواجگی
وہ آقائیت سے سیر چشم اور پیٹ بھرے تھے

کارہا کردہ اند آمادگی
انھوں نے استعداد (کے لئے) بہت سے کام کئے ہیں

ویں غلامانِ ہوا برعکس آں
اور یہ خواہش کے غلام اِس کے برعکس

خویشتن بنمودہ میرِ عقل و جاں
اپنے آپ کو عقل و جان کا آقا ظاہر کرتے ہیں

آید از خواجہ رہِ افگندگی
آقا سے خاکساری کا طریقہ آتا ہے

ناید از بندہ بغیر از بندگی
(اللہ کے) بندے سے بندگی کے سوا کچھ نہیں آتا ہے

پس ازاں عالم بدیں عالم چُناں
پس اُس عالم سے اِس عالم تک

تعبیتہا ہست برعکسِ ایں بدا
بہت سی بناوٹی باتیں ہیں اُن کو اُلٹا سمجھ

۱؎ بود لقمانؒ۔ حضرت لقمانؒ نے جان بوجھ کر ظاہری طور پر غلامی اختیار کر رکھی تھی ورنہ وہ آقا تھے۔ چوں رود۔ غلامی کی شکل اختیار کر لینے کی وجہ بیان کی ہے، اجنبی جگہ مصلحتوں کی بنا پر اکثر اپنے آپ کو غلام اور غلام کو شاہ ظاہر کر دیا کرتے ہیں۔
۲؎ آگاہ شود۔ اپنے آپ کو بادشاہ ظاہر کرنے میں خطرات ہوتے ہیں۔ نشیں۔ نشیں کا مخفف ہے۔ کمیں۔ کمینہ۔ تو درشتی۔ تاکہ غلام کو آقا سمجھا جائے۔ ترکِ خدمت یعنی تیری خدمتگذاری یہی ہے کہ تو خدمت نہ کرے۔ غربت۔ مسافرت۔ حیلت۔ تدبیر۔
۳؎ خواجگاں۔ بہت سے بزرگ اپنی بزرگی کے اخفا کیلئے معمولی معمولی کام اختیار کر لیتے ہیں تاکہ عوام کی نگاہوں سے چھپے رہیں۔ کارہا۔ بزرگانِ دین معمولی پیشے اختیار کر لیتے ہیں تاکہ اُنکی استعداد قربِ الٰہی میں اضافہ ہو۔ ویں غلاماں۔ جو لوگ حرص و ہوا کے غلام ہیں وہ اپنی بڑائی ظاہر کرتے ہیں۔ خواجہ۔ بزرگانِ دین ہمیشہ فروتنی اختیار کرتے ہیں۔ از بندہ یعنی جو اللہ کے نیک بندے ہیں۔ ازاں عالم۔ عالمِ آخرت۔ ازیں عالم۔ عالمِ دنیا۔ تعبیتہا۔ تعبیۃ کی جمع ہے بناوٹ۔ برعکس جس طرح یہ واقعہ ہے کہ بظاہر حضرت لقمانؒ غلام اور ان کا آقا آقا ہے لیکن حقیقتاً حضرت لقمانؒ آقا اور اُن کا آقا اُن کا غلام تھا اسی طرح اِس عالم اور عالمِ آخرت میں اور بہت سی چیزیں ہیں کہ جو حقیقتاً ظاہر کے برعکس ہیں۔

خواجۂ لقمانؑ ازیں[۱] حالِ نہاں — بود واقف دیدہ بود از وے نشاں

(حضرت) لقمانؑ کا آقا اس راز سے — واقف تھا اور اُس کی نشانی دیکھ چکا تھا

راز می دانست خوش می راند خر — از برائے مصلحت آں راہبر

راز جانتا تھا، کام چلا رہا تھا — اُس راہنما کی مصلحت کی وجہ سے

مر ورا آزاد کردے از نخست — لیک خوشنودیِ لقمانؑ بجست

اُن کو وہ پہلے ہی آزاد کر دیتا — لیکن اُس نے (حضرت) لقمانؑ کی خوشنودی چاہی

زانکہ لقمانؑ را مراد ایں بود تا — کس نداند سرّ آں شیر فتا

کیونکہ (حضرت) لقمانؑ کا مقصد یہی تھا، تاکہ — اُس نوجوان شیر کا کوئی بھید نہ سمجھ سکے

چہ[۲] عجب گر سرّ زبد پنہاں کنی — ایں عجب کہ سرّ زخود پنہاں کنی

یہ کیا عجیب بات ہے کہ تو راز کسی بُرے سے چھپائے — عجیب تو یہ ہے کہ تو راز کو اپنے آپ سے چھپائے

کار پنہاں کن تو از چشمانِ خود — تا بود کارت سلیم از چشمِ بد

اپنی نظروں سے چھپا کر کام کر — تاکہ تیرا کام نظرِ بد سے بچا رہے

خویش را تسلیم کن بردار مزد — وانگہ از خود بے زخود چیزے بدزد

اپنے آپ کو سپرد کر دے، مزدوری کمالے — پھر بے خودی میں اپنے میں سے کچھ چرالے

می[۳] دہند افیوں بمردِ زخم مند — تا کہ پیکاں از تنش بیروں کنند

زخمی انسان کو افیون دے دیتے ہیں — تاکہ اُس کے جسم میں سے تیر کھینچ لیں

وقتِ مرگ از رنج اُو را میدرند — اُو بداں مشغول شد جاں می برند

مرتے وقت اُس کو تکلیف سے ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہیں — وہ اس میں لگا، جان نکال لے جاتے ہیں

چوں بہر فکرے کہ خواہی دل سپرد — از تو چیزے در نہاں خواہند بُرد

جب کسی فکر میں تو دل کو لگا دے گا — تو وہ تیری چیز چپکے سے چرالیں گے

پس بداں مشغول شو کاں بہتر است — تا ز تو چیزے بَرد کاں کہتر است

تو اُس میں لگ جو اچھی چیز ہو — تاکہ (چور) تیری وہ چیز لے جائے جو گھٹیا ہے

ہر چہ اندیشی و تحصیلے کنی — می درآید دزد زاں سو کایمنی

جو تو سوچتا ہے، اور حاصل کرتا ہے — چور اُس جانب سے آتا ہے جدھر سے تو مطمئن ہے

---

[۱] ازیں حال۔ یعنی اس بات سے کہ حضرت لقمانؑ نے ظاہراً غلامی اختیار کر رکھی ہے ورنہ باطنی اُن کا رتبہ آقائیت کا ہے۔ راہبر۔ یعنی حضرت لقمانؑ۔ خوشنودی۔ حضرت لقمانؑ کی خواہش تھی کہ اُن کو غلام بنائے رکھے۔ سِرّ۔ اُن کا روحانی رتبہ۔

[۲] چہ عجب۔ کمالات کو دوسروں کی نگاہوں سے مخفی رکھنا بھی کمال ہے لیکن اپنی نگاہوں میں اپنے کمالات، کمال نہ ہوں تب زیادہ کمال ہے۔ چشمِ بد۔ خود اپنی نظرِ بد سے اپنے اعمال کو بچا۔ خویش را۔ اپنے آپ کو غلام سمجھتے ہوئے مزدوری کئے جا۔ تب اپنے رذایل کو اپنے آپ سے چرا کر غائب کر سکو گے۔

[۳] می دہند۔ افیوں کھلا کر خودی مٹادی جاتی ہے تب اصلاح کی جاتی ہے تو خودی کو مٹانے سے اصلاح ہوگی۔ وقتِ مرگ۔ موت کے وقت جسمانی تکالیف میں مبتلا ہوتا ہے تو اُس کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور روح سے غفلت ہو جاتی ہے تو روح چوری چلی جاتی ہے۔ چوں بہر فکرے۔ انسان کی جس چیز کی طرف توجہ رہتی ہے وہ بچ جاتی ہے جس سے غفلت برتتا ہے وہ چوری ہو جاتی ہے۔ بہتر است۔ قیمتی چیز کی طرف توجہ کرو پھر ضائع ہوگی تو معمولی چیز ضائع ہوگی۔ ایمنی۔ تو مطمئن ہو کر بے توجہی کرتا ہے تو چور اسکو چراتا ہے جس چیز کی انسان فکر رکھتا ہے اُس کی جانب چور نہیں آتا

بارِ[۱] بازرگاں چو در آب اوفتد — دست اندر کالۂ بہتر زند

تاجر کا مال جب پانی میں گرتا ہے — تو وہ عمدہ سامان پر ہاتھ مارتا ہے

کشتیِ مالش بغرقاب ار فتد — ہر چہ نازل تر بدریا افگند

اُس کے مال کی کشتی اگر سمندر میں پھنسے — جو گھٹیا ہے اُس کو دریا میں پھینک دیتا ہے

چونکہ چیزے فوت خواہد شد در آب — ترکِ کمتر گوئی و بہتر را بیاب

چونکہ کوئی نہ کوئی چیز تو پانی میں ڈوبے گی — گھٹیا کو چھوڑ دے اور بڑھیا کو بچالے

نقدِ ایماں را بطاعت گوش دار — تا ز روئے حق نگردی شرمسار

بندگی کے ذریعہ ایمان کے نقد کی حفاظت کر — تاکہ تو اللہ (تعالیٰ) کے روبرو شرمندہ نہ ہو

چونکہ نقدت را نگہداری کُنی — حرص و غفلت را بَرد دیو دَنی

جب تو اپنے نقد کی دیکھ بھال رکھے گا — کمینہ شیطان حرص اور غفلت کو لے بھاگے گا

ظاہر شدنِ فضل و زیرکیِ لقمانؒ پیشِ امتحان کنندگان

(حضرت) لقمانؒ کی بزرگی اور ذہانت کا ظاہر ہونا امتحان کرنیوالوں کے سامنے

خواجۂ لقمانؒ چو لقمانؒ را شناخت[۲] — بندہ بود اُو را و با اُو عشق باخت

(حضرت) لقمانؒ کے آقا نے جب لقمانؒ کو پہچان لیا — اُن کا غلام ہو گیا اور اُن پر فریفتہ ہو گیا

ہر طعامے کاوریدندے بُوے — کس سوئے لقمانؒ فرستادے زپے

وہ جو کھانا اُس کے پاس لاتے — تو فوراً کسی کو (حضرت) لقمانؒ کی جانب روانہ کرتا

تاکہ لقمانؒ دست سوئے آں برد — قاصداً تا خواجہ پس خوردش خورد

تاکہ (حضرت) لقمانؒ اُس میں ہاتھ ڈال دیں — اِس ارادے سے کہ آقا اُن کا جھوٹا کھائے

سورِ[۳] اُو خوردے و شور انگیختے — ہر طعامے کو نخوردے ریختے

اُن کا جھوٹا کھاتا، اور مستی پیدا کرتا — جو کھانا وہ نہ کھاتے اُس کو ضائع کر دیتا

ور بخوردے بیدل و بے اشتہا — ایں بُود پیوستگی بے مُنتہا

اگر کھاتا بھی تو بے دلی اور بے رغبتی سے — لامحدود تعلق یہ ہوتا ہے

خُربزہ آوردہ بودند ارمُغاں — لیک غائب بود لقمانؒ آں زماں

تحفے میں خربوزہ لائے تھے — لیکن اُس وقت (حضرت) لقمانؒ موجود نہ تھے

گفت خواجہ با غلامے کے فلاں — زود رَو فرزندِ لقمانؒ را بخواں

آقا نے ایک غلام سے کہا کہ فلانے! — جلد جا، عزیز لقمانؒ کو بُلا لا

---

۱ بار۔ پہلے سمجھایا تھا کہ اچھی چیز کی طرف نگاہ رکھو تاکہ معمولی چیز ضائع ہو۔ اب اُس کو مثال دے کر سمجھاتے ہیں کہ اگر کشتی بوجھل ہونے کی وجہ سے ڈوبنے لگتی ہے تو معمولی چیزیں پھینک دی جاتی ہیں۔ کالا۔ سامان۔ نازل تر۔ گھٹیا۔ بہتر۔ قیمتی سامان۔ ایماں۔ یہ قیمتی چیز ہے اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کرنی ہے اِس کی حفاظت کر۔ حرص۔ اپنے زوایں کی حفاظت نہ کرتا کہ وہ چوری ہو جائیں۔

۲ شناخت۔ یعنی اُن کا آقا اُنکی بزرگی کو پہچان گیا۔ ہر طعامے۔ بڑوں کا جھوٹا تبرکاً کھایا جاتا ہے۔ فرستادے۔ یعنی اُن کو بلانے کیلئے۔ پس خورد۔ بچا ہوا کھانا۔

۳ سور۔ پس خوردہ۔ شور انگیختن۔ مستی کا اظہار کرنا۔ ریختے۔ اُنکے نہ کھانے سے سمجھتا تھا کہ کھانا مکروہ ہے۔ پیوستگی۔ تعلق۔ خربزہ۔ خربوزہ۔ ارمغاں۔ تحفہ۔ فرزند۔ محبت میں بیٹا کہا ہے۔

چونکہ لقمان آمد و پیشش نشست
جب (حضرت) لقمانؑ آئے اور اُسکے سامنے بیٹھ گئے
خواجہ پس بگرفت سکّینے[۵۱] بدست
اُس کے بعد آقا نے چھری ہاتھ میں لی

چوں برید و داد اُو را یک برین
جب تراشا، اور اُن کو ایک قاش دی
ہمچو شکّر خوردش و چوں انگبیں
اُنھوں نے اُس کو شکر و شہد کی طرح کھالیا

از خوشی کہ خورد داد اُو را دوم
چونکہ اُنھوں نے خوشی سے کھایا اُن کو دوسری دی
تا رسید آں گُرچہا تا ہفدہم
یہاں تک کہ وہ قاشیں سترہ تک پہونچیں

ماند گُرچے گفت ایں را من خورم
ایک قاش بچی تو بولا اِس کو میں کھاؤں گا
تا چہ شیریں خربزیست ایں بنگرم
تاکہ دیکھوں کیسا میٹھا خربوزہ ہے؟

اُو چنیں خوش میخورد کز ذوقِ اُو
وہ اِسقدر خوشی سے کھا رہے تھے کہ اُنکے ذوق سے
طبعہا شد مشتہی و لقمہ جو
طبیعتیں خواہشمند ہوگئیں اور کھانا چاہنے لگیں

چوں[۵۲] بخورد از تلخیش آتش فروخت
جب اُسنے کھایا اُس کی کڑواہٹ سے آگ لگ گئی
ہم زباں کرد آبلہ ہم حلق سوخت
زبان پر آبلہ پڑگیا حلق بھی جل گیا

ساعتے بیخود شد از تلخیِ آں
تھوڑی دیر اُس کی کڑواہٹ سے بے چین رہا
بعد ازاں گفتش کہ اے جانِ جہاں
اُس کے بعد اُسنے کہا، اے جانِ عالم!

نوش چوں کردی تو چندیں زہر را
آپ نے اسقدر زہر کیسے پی لیا؟
لطف چوں انگاشتی ایں قہر را
اِس قہر کو لطف کیوں سمجھا؟

ایں چہ صبرست ایں صبوری از چہ روست
یہ کیسا صبر ہے اور یہ کس طرح کا صبر کرنا ہے؟
جانِ تو گوئی بہ پیشِ تو عدوست
گویا آپ کی جان آپ کے نزدیک آپکی دشمن ہے

چوں[۵۳] نیاوردی بحیلت حجّتے
کیوں نہ تدبیر سے آپ نے کوئی عذر کردیا
کہ مرا عذریست بس کُن ساعتے
کہ میں معذور ہوں، تھوڑی دیر ٹھہر

گفت من از دستِ نعمت بخشِ تو
فرمایا کہ تیرے سخی ہاتھ سے
خوردہ ام چنداں کہ از شرمم دوتو
میں نے اِسقدر کھایا ہے کہ شرمندگی سے جھکا جاتا ہوں

شرمم آمد گر یکے تلخ از کفت
مجھے شرم آتی اگر تیرے ہاتھ سے ایک کڑوی چیز
می ننوشم اے تو صاحب معرفت
نہ کھاؤں اے (آقا) تو خود جانتا ہے

چوں ہمہ اجزام از انعامِ تو
جبکہ میرے تمام اجزاء تیرے انعام سے
رُستہ اند و غرقِ دانہ و دامِ تو
اُگے ہیں اور تیرے دانہ و دام میں غرق ہیں

---

۵۱ سکّین - چھری - برین - قاش، پھانک - انگبیں، شہد - گرچہا - گرچ کی جمع ہے، بالضم وکاف و جیم فارسی، خربوزے تربوز کی قاش - مشتہی - خواہشمند -

۵۲ چوں - کڑوا خربوزہ کھانے سے حلق میں سوزش اور زبان پر آبلہ پڑگیا - جانِ جہاں - یعنی حضرت لقمانؑ - زہر - یعنی کڑوا خربوزہ - عدو - ایسا کڑوا خربوزہ کھانا تو جان کے ساتھ دشمنی ہے -

۵۳ چوں - یعنی صاف اِنکار مناسب نہ تھا تو کوئی عذر تراش لیتے - گفت - حضرت لقمانؑ نے فرمایا جب اِس ہاتھ سے سیکڑوں شیریں چیزیں کھاچکا ہوں ایک تلخ چیز کا انکار بے شرمی ہے - اجزام - میرے بدن کے سارے اجزاء تیرے نمک کے پروردہ ہیں - دام - جال -

گرزیک[۱] تلخے کنم فریاد و داد — خاکِ تیرہ بر سرِ اجزام باد

اگر میں ایک کڑوی چیز سے فریاد اور واویلا کروں — تو کالی خاک میرے اجزاء پر ہو

لذّتے دستِ شکر بخشت کہ داشت — اندریں بطّیخ تلخی کے گذاشت

تیرا شکر بخش ہاتھ جو لذّت رکھتا تھا — اُس نے اِس خربوزے میں کڑواہٹ کہاں چھوڑی؟

از محبّت تلخہا شیریں شود — از محبّت مسہا زرّیں شود

محبّت کی وجہ سے کڑوی چیزیں میٹھی ہو جاتی ہیں — محبّت سے تانبے سونے بن جاتے ہیں

از محبّت دُردہا صافی شود — وز محبّت دردہا شافی شود

محبّت سے تلچھٹیں صاف ہو جاتی ہیں — محبّت سے درد شفا بخشنے والے بن جاتے ہیں

از محبّت خارہا گُل می شود — وز محبّت سرکہا مُل می شود

محبّت سے کانٹے پھول بن جاتے ہیں — محبّت سے سِرکے شراب بن جاتے ہیں

از محبّت دار تختے[۲] می شود — وز محبّت بار بختے می شود

محبّت سے سُولی، تخت بن جاتی ہے — محبّت سے بوجھ نصیبہ بن جاتا ہے

از محبّت سجن گلشن می شود — بے محبّت روضہ گلخن می شود

محبّت سے قید خانہ چمن بن جاتا ہے — بغیر محبّت کے باغ بھٹی بن جاتا ہے

از محبّت نار نورے می شود — وز محبّت دیو حورے می شود

محبّت سے آگ نور بن جاتی ہے — محبّت سے دیو، حور بن جاتا ہے

از محبّت سنگ روغن می شود — بے محبّت موم آہن می شود

محبّت سے پتھر تیل بن جاتا ہے — بغیر محبّت کے موم لوہا بن جاتا ہے

از محبّت حُزن شادی می شود — وز محبّت غُول ہادی می شود

محبّت سے غم خوشی بن جاتا ہے — محبّت سے بھُلاوا راہبر بن جاتا ہے

از محبّت نیش[۳] نوشے می شود — وز محبّت شیر موشے می شود

محبّت سے ڈنک شہد بن جاتا ہے — محبّت سے شیر چوہا بن جاتا ہے

از محبّت سُقم صحت می شود — وز محبّت قہر رحمت می شود

محبّت سے بیماری، تندرستی بنجاتی ہے — محبّت سے قہر رحمت بن جاتا ہے

از محبّت خار سوسن می شود — وز محبّت خانہ روشن می شود

محبّت سے کانٹا سوسن بن جاتا ہے — محبّت سے گھر روشن ہو جاتا ہے

---

[۱] گرزیک۔ کسی بڑے محسن کی معمولی سی زیادتی پر واویلا کرنا بڑی ذلیل حرکت ہے۔ لذّت۔ محسن کے ہاتھ کی کڑوی چیزیں کڑوی نہیں رہتی ہیں۔ از محبّت۔ یہاں سے مولانا نے فرمایا ہے کہ محبت چیزوں کی حقیقت بدل دیتی ہے۔ دُرد۔ تلچھٹ۔ دردہا۔ یعنی امراض۔ مُل۔ شراب۔

[۲] تختے۔ یعنی تختِ شاہی۔ بار۔ بوجھ۔ بخت۔ یعنی خوش نصیبی۔ سجن۔ قیدخانہ۔ روضہ۔ باغیچہ۔ گلخن۔ بھٹی۔ دیو۔ یعنی بدصورت۔ حور۔ یعنی خوبصورت۔ حزن۔ غم۔ غول۔ بھلاوا جس کا کام راستہ سے بھٹکانا ہے۔

[۳] نیش۔ زہریلا ڈنک۔ موش۔ چوہا۔ سقم۔ بیماری۔ سوسن۔ ایک آسمانی رنگ کا پھول ہے۔

از محبّت مُردہ زندہ می شود
محبت سے مُردہ زندہ ہو جاتا ہے
وز محبت شاہ بندہ می شود
محبت سے شاہ، غلام بن جاتا ہے

ایں محبت ہم نتیجہ دانش[۱] ست
یہ محبت بھی سمجھ کا نتیجہ ہے
کے گزافہ بر چنیں تختے نشست
بکواسی ایسے تخت پر کب بیٹھ سکتا ہے؟

دانشِ ناقص کجا ایں عشق زاد
ناقص عقل نے یہ عشق کب جنا ہے؟
عشق زاید ناقِص امّا بر جماد
ناقص (عقل)، عشق پیدا کرتی ہے لیکن پتھر سے

بر جمادے رنگِ مطلوبے چو دید
پتھر پر جب محبوب کا رنگ دیکھا
از صفیرے بانگ محبوبے شنید
سیٹی سے محبوب کی آواز سن لی

دانشِ ناقص نداند فرق را
ناقص عقل، فرق نہیں سمجھتی
لاجرم خورشید داند برق را
لامحالہ بجلی کو سورج سمجھ لیتی ہے

چونکہ[۲] ملعوں خواند ناقص را رسول
ناقص کو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ملعون کہا ہے
بود در تاویل نقصانِ عقول
از روئے تاویل عقلوں کی کمی (مراد) تھی

زانکہ ناقص تن بُود مرحوم رحم
اس لئے کہ ناقص جسم، قابلِ رحم ہوتا ہے
نیست بر مرحوم لائق لعن و زحم
قابلِ رحم لعنت و زحمت کے لائق نہیں ہے

نقصِ عقلست آنکہ بد رنجوریست
بُری بیماری عقل کی کمی ہے
مُوجبِ لعنت سزائے دوریست
جو لعنت کا سبب اور دور رہنے کے قابل ہے

زانکہ[۳] تکمیلِ خرد ہا دور نیست
کیونکہ عقلوں کی تکمیل بعید نہیں ہے
لیک تکمیلِ بدن مقدور نیست
لیکن بدن کی تکمیل ممکن نہیں ہے

کُفرِ فرعونے وہر گبرِ عنید
فرعون اور ہر سرکش کافر کا کفر
جملہ از نقصانِ عقل آمد پدید
سب عقل کی کمی سے رُونما ہوا ہے

بہرِ نقصانِ بدن آمد فرج
بدن کی کمی کے لئے گنجائش آئی ہے
در نبی کہ ما علی الاعمٰی حرج
قرآن میں ہے "اندھے پر گناہ نہیں ہے"

برق آفل باشد و بس بے وفا
برق چھپ جانے والی ہوتی ہے اور بہت بے وفا ہوتی ہے
آفل از باقی نداند بے صفا
بے نور غائب ہو جانیوالے کو باقی رہنے والے سے ممتاز نہیں کرتا ہے

برق خندد بر کہ می خندد بگو
بجلی ہنستی ہے، بتا کس پر ہنستی ہے؟
بر کسے کہ دل نہد بر نورِ او
اُس شخص پر جو اُس کی چمک سے دل لگائے

۱؎ دانش۔ یعنی عشق و محبت کامل عقل کا نتیجہ ہے۔ ناقص۔ یعنی ناقص عقل بھی عشق پیدا کرتی ہے لیکن غیر واقعی معشوق کے ساتھ۔ بر جمادے۔ ناقص عقل جب کسی چیز پر محبوبِ حقیقی کا عکس دیکھتی ہے تو اُس کی گرویدہ ہو جاتی ہے۔ یہ دھوکا ایسا ہی ہے جیسا کہ پرندکو شکاری کی سیٹی سے دھوکا لگتا ہے اور اُسکو اپنے ہم جنس کی آواز سمجھ کر جال میں جا پھنستا ہے۔ صفیر۔ سیٹی جو شکاری بجاتا ہے۔ لاجرم۔ فانی کو باقی تصور کر لیتا ہے۔

۲؎ چونکہ۔ جس ناقص کو ملعون کہا گیا ہے اُس سے مراد ناقص عقل والا ہے۔ ناقص تن۔ جیسے لنگڑا، اندھا۔ زحم۔ زحمت۔ بد رنجوری۔ بُری بیماری۔

۳؎ زانکہ۔ باعثِ لعنت وہ بُرائی ہو سکتی ہے جس کا ازالہ ممکن ہو اور رفع کیا جا سکے بے عقل، عاقلوں کی صحبت میں عقل حاصل کر سکتا ہے لنگڑا بالکل معذور ہے۔ کفر چونکہ عقلی نقصان کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے لہٰذا باعثِ لعنت ہے۔ فرج۔ کشادگی۔ اعمٰی۔ اندھا۔ حرج۔ گناہ۔ آفل۔ غروب کر جانے والا۔ برق۔ بجلی کی کوند کو قہقہے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

نور ہائے برق بریدہ[۱] پے ست
بجلی کے نوروں کے پیر کٹے ہوئے ہیں

آں چو لاشرقی و لاغربی کے ست
وہ لاشرقی ولاغربی کی طرح کب ہیں؟

برق را چوں یخطف الابصار داں
بجلی کو تو نگاہیں اُچک لینے والی سمجھ

نورِ باقی را ہمہ ابصار داں
باقی رہنے والے نور کو مجسّم نگاہیں سمجھ

بر کفِ دریا فرس را راندن ست
دریا کے جھاگ پر گھوڑا دوڑانا ہے

نامہ را در نورِ برقے خواندن ست
خط کو بجلی کی روشنی میں پڑھنا ہے

ق

از حریصی عاقبت نادیدن ست
حرص کی وجہ سے ناعاقبت اندیشی ہے

بر دل و بر عقل خود خندیدن ست
اپنے دل اور اپنی عقل کی ہنسی اُڑانا ہے

عاقبت بین ست عقل از خاصیت
عقل طبعًا عاقبت بیں ہے

نفس باشد کو نہ بیند عاقبت
جو انجام کو نہیں دیکھتا ہے وہ نفس ہے

عقل کو مغلوبِ نفس او نفس شد
جو عقل نفس سے مغلوب ہو وہ نفس بنجاتی ہے

مشتری مات زحل شد نحس شد
جب مشتری زحل سے مات کھاجاتا ہو منحوس ہوجاتا ہے

ہم[۲] دریں نحسے بگرداں ایں نظر
اس نحوست میں بھی اپنی نگاہ کو گھما

در کسے کو کرد نحست در نگر
اُس ذات کو دیکھ جس نے تجھے منحوس بنایا

آں نظر کو بنگرد ایں جزر و مد
جو نگاہ اس آتار چڑھاؤ کو دیکھے

او ز نحسے سوئے سعدے نقب زد
اُس نے نحوست سے سعادت کیطرف راستہ بنالیا ہے

زاں[۳] ہمی گرداندت از حالے بحال
(خدا) اسلئے تجھے ایک حال سے دوسرے حال کیطرف لیجاتا ہے

ضد بضد پیدا کناں در انتقال
تبدیلی میں ایک مخالف سے دوسرا مخالف پیدا کرتے ہوئے

تا کہ خوفت زاید از ذات الشمال
تاکہ تیرا خوف بائیں جانب والے (اعمالنامہ) سے پیدا

لذتِ ذات الیمیں یرجی الرجال
اُس دائیں جانب والے (اعمالنامہ) کی لذت جسکی لوگ تمنا کرتے ہیں

تا کہ از عسرت نہ بینی خوفہا
جب تک کہ تو تنگی کے خوفوں کو نہ دیکھ لے گا

کے ز تیسیرے بازیابی لطفہا
تو تجھے سہولت سے لُطف کب حاصل ہونگے؟

تا نہ بینی خوفِ نحسِ مشامہ
جبتک تو بائیں جانب والوں کی نحوست کا خوف دیکھ لے گا

کے شناسی قدرِ لطفِ میمنہ
دائیں جانب والوں کے لُطف کی قدر کب سمجھے گا؟

تا دو پر باشی کہ مرغِ یک پرہ
تاکہ تو دو پروں والا ہوجائے کیونکہ ایک بازو کا پرندہ

عاجز آید از پریدن یکسرہ
اُڑنے سے بالکل عاجز رہتا ہے

---

۱ بریدہ پے۔ پیر کٹے ہوئے لاشرقی ولاغربی۔ وہ نہ شرقی ہے نہ غربی یہ قرآن پاک میں اللہ کے نور کی صفت بیان کی گئی ہے۔ یخطف قرآن پاک میں کفار کے بارے میں ہے "یکاد البرق یخطف ابصارھم" "قریب ہے کہ بجلی انکی نگاہوں کو اُچک لے۔" از حریصی۔ ناپائیدار عشق ایسا ہے جیساکہ دریا کے جھاگوں پر گھوڑا دوڑانے کی کوشش یا آسمانی بجلی کی کرند میں خط پڑھنے کی کوشش عقل۔ عقل انسانی انجام پر نظر رکھتی ہے نفس کتاہ بیں ہے۔ مشتری۔ سعد ستارہ ہے لیکن زحل منحوس ستارے کی داب میں آکر نحس بن جاتا ہے۔

۲ ہم دریں نحسے اگر انسان وساوس قلبی میں مبتلا ہو تو ان کے درپے نہ ہو بلکہ یہ مراقبہ کرے کہ یہ وسوسے بھی اللہ کی جانب سے ہیں تو وساوس کی نحوست ختم ہوکر عروج کی سعادت حاصل ہو جاتی ہے جزر۔ سمندر کا آتار۔ مد۔ سمندر کا چڑھاؤ۔

۳ زاں ہمی۔ انسان کے احوال کی تبدیلی میں مصلحت یہ ہے کہ راحت کی قدر اُسی کو ہوتی ہے جو مصیبت میں پھنس چکا ہو۔ ذات الشمال۔ بائیں جانب والے یہ دوزخیوں کی صفت ہے۔ ذات الیمین۔ دائیں جانب والے یہ جنتیوں کی صفت ہے۔ عسر تنگی۔ تیسیر۔ سہولت۔ مشامہ۔ بائیں جانب یعنی بائیں جانب والے جو جہنمی ہونگے۔ دو پر یعنی قبض اور بسط کی کیفیت۔

ہیں[1] گذر از میمنہ و زمیسرہ
خبردار! دائیں جانب اور بائیں جانب والوں سے گذر جا

در سرائے سابقاں آں یکسرہ
بالکلیہ سابقین کے گھر میں

یار ہا کن تا نیایم در کلام
یا تو چھوڑ دے تاکہ میں گفتگو نہ کروں

یا بدہ دستور تا گویم تمام
یا اجازت دے تاکہ پوری بات کہہ دوں

ورنہ ایں خواہی نہ آں فرماں تراست
اگر تو نہ یہ چاہے، نہ وہ چاہے، تجھے اختیار ہے

کس چہ داند مر ترا مقصد کجاست
کون سمجھے کہ تیرا مقصد کیا ہے؟

جانِ ابراہیمؑ باید تا بنور
حضرت ابراہیمؑ کی جان چاہیئے تاکہ نور کے ذریعہ

بیند اندر نار فردوس و قصور
آگ میں جنت اور محلات دیکھ لے

پایہ[2] پایہ بر رود بر ماہ و خور
درجہ بدرجہ چاند اور سورج سے اونچا جائے

تا نماند ہمچو حلقہ بندِ در
تاکہ کنڈے کی طرح دروازہ کا پابند نہ رہے

چوں خلیلؑ از آسمانِ ہفتمیں
حضرت ابراہیمؑ خلیل (اللہ) کی طرح ساتویں آسمان سے

بگذرد کہ لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ
گذر جاتا ہے کیونکہ وہ "لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ" کہتے ہیں)

ایں جہانِ تن غلط انداز شد
یہ جسم کی دنیا، غلطی میں مبتلا کرنیوالی ہے

جز مر آں را کو ز شہوت باز شد
علاوہ اس کے جو خواہشِ نفسانی سے باز رہا

حسدِ آں حشم بر آں غلامِ خاص سلطاں
بادشاہ کے خاص غلام پر غلاموں کا حسد کرنا

قصہ[3] شاہ و امیران و حسد
شاہ اور امیروں، اور حسد کا قصہ

بر غلامِ خاص و سلطانِ خرد
خاص غلام، اور شہنشاہِ عقل پر

ق

دور ماند از جرِّ جرّارِ کلام
دور رہ گیا کلام کو طول دینے والے کے طول دینے کی وجہ سے

باز باید گشت و کرد آں را تمام
واپس لوٹنا چاہیئے اور اس کو مکمل کرنا چاہیئے

باغبانِ ملک با اقبال و بخت
اقبال اور نصیب والا، ملک کا باغبان

چوں درختے را نداند از درخت
درخت اور درخت میں امتیاز کرنا کیوں نہ جانیگا؟

آں درختے را کہ تلخ و رد بود
وہ درخت جو کڑوا اور ناپسند ہو

واں درختے کہ یکش ہفصد بود
اور وہ درخت جو ایک سات سو کے برابر ہو

کے برابر دارد اندر مرتبت
(ان کو) مرتبے میں برابر کب رکھے گا؟

چوں بہ بیند شاں بچشمِ عاقبت
جب ان کو دور اندیشی کی نگاہ سے دیکھے گا

---

[1] ہیں۔ قرآن پاک میں اصحابِ میمنہ اور میسرہ کا ذکر کیا ہے۔ وَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ یعنی جو دائیں جانب اور بائیں جانب والوں سے آگے ہونگے وہ مقرب ہونگے۔ میسرہ۔ بائیں جانب۔ یار ہا کن۔ مولانا سننے والے کو مخاطب کرتے ہیں کہ یا تو اسرار کا یہ بیان ختم ہونا چاہیئے یا توجہ کی جائے تاکہ بیان پورا ہو سکے۔ جانِ ابراہیمؑ۔ عقلِ کامل ہو تو حضرت ابراہیمؑ کی سی ہو۔ جو دشمنوں کی آگ میں بھی آخرت کا منظر دیکھ رہے تھے۔

[2] پایہ۔ سالک کو مسلسل ترقی کرنی چاہیئے تاکہ خلوت راز سے باہر نہ رہے۔ حلقہ۔ کنڈی کا حلقہ دروازہ سے باہر ہوتا ہے۔ لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ۔ میں غروب ہو جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ حضرت ابراہیمؑ نے یہ اس وقت فرمایا جب چاند اور سورج کی الوہیت کا انکار کر رہے تھے۔

[3] قصہ۔ درمیان میں مولانا نے کچھ اسرار و حکم کی باتیں شروع کر دی تھیں اب پھر اس قصہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جرّ۔ کھینچنا۔ جرّارِ کلام۔ کلام کو طول دینے والا۔ باغبان۔ بادشاہ اور غلاموں کی مثال باغبان اور درختوں کی سی ہے باغبان سب درختوں کو پہچانتا ہے اور ان سے انکی حیثیت کا معاملہ کرتا ہے لہٰذا حسد بیجا ہے۔ یکش۔ باغ میں ایک درخت ایسا قیمتی ہوتا ہے جو بہت سوں سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔

کاں[1] درختاں را نہایت چیست بر
کہ اِن درختوں کا انجام کار پھل کیسا ہے ؟

گرچہ یکسانند ایں دم در نظر
اگرچہ اِس وقت دیکھنے میں یکساں ہیں

شیخ کو ینظر بنورِ اللہ شُد
وہ شیخ جو اللہ کے نور سے دیکھنے والا ہو گیا

از نہایت وز نخست آگاہ شُد
ابتدا اور انتہا سے واقف ہو گیا

چشمِ آخر بیں بہ بست از بہر حق
اُسنے اللہ تعالےٰ کیلئے بَجر کو دیکھنے والی آنکھ بند کرلی ہے

چشمِ آخر بیں کُشاد اندر سبق
آخرت کو دیکھنے والی آنکھ پہلے سے کھول لی ہے

آں حسوداں بد درختاں بودہ اند
وہ حاسد ، بُرے درخت تھے

تلخ گوہر شور بختاں بودہ اند
کڑوی اصل والے بدبخت تھے

از حسد جوشاں و کف می ریختند
حسد کی وجہ سے جوش میں تھے اور جھگون گراتے تھے

در نہانی مکر می انگیختند
خفیہ طور پر مکر کرتے تھے

تا غلامِ[2] خاص را گردن زنند
تاکہ خاص غلام کو قتل کر دیں

بیخ اُو را از زمانہ بر کنند
دنیا سے اُس کی جڑ اُکھاڑ دیں

چوں شود فانی چو جانش شاہ بود
وہ فانی کب ہو سکتا ہے جبکہ بادشاہ اُسکی جان تھا

بیخ اُو در عصمتُ اللہ بُود
اُس کی جڑ اللہ تعالیٰ ہی کی حفاظت میں تھی

شاہ ازاں اسرار واقف آمدہ
بادشاہ اُن رازوں سے واقف ہو گیا

ہمچو بو بکرِ رح ربابی تن زدہ
ابوبکر رح ربابی کی طرح خاموش تھا

در تماشائے دلِ بد گوہراں
بداصلوں کے دل کو دیکھ کر

میزند خنبک براں کوزہ گراں
اُن جعل سازوں پر تالیاں بجاتا تھا

مکر می سازند قومِ حیلہ مند
مکار قوم ، مکاری کر رہی تھی

تا کہ شہ را در فقاعے[3] در کنند
تاکہ بادشاہ کو دھوکے میں مبتلا کر دیں

بادشاہے بس عظیمِ بیکراں
لا انتہا عظیم بادشاہ

در فقاعے کے بگنجد اے خراں
اے گدھو ! دھوکے میں کب پڑ سکتا ہے ؟

از برائے شاہ دامے دوختند
بادشاہ کے لئے جال بُن رہے تھے

آخر ایں تدبیر ازو آموختند
آخر یہ تدبیر (بھی) اُسی سے سیکھی تھی

نحس شاگردیکہ با اُستادِ خویش
وہ شاگرد بدبخت ہے جو اپنے اُستاد سے

ہمسری آغاز د و آید بہ پیش
مقابلہ کرے اور سامنا کرے

---

[1] کاں درختاں ۔ بظاہر سب درخت یکساں ہیں ۔ بَر ۔ پھل ۔ شیخ ۔ پیر سمجھتا ہے کہ کونسا مرید بالآخر کس مرتبہ پر فائز ہوگا ۔ چشمِ آخر بیں ۔ یعنی جانوروں والی آنکھ جو محض غذا جسمانی کو دیکھتی ہے حسوداں ۔ یعنی اُن کے اعمال کے پھل تلخ تھے ۔ تلخ گوہر ۔ کڑوی جڑ والے ۔ کف ۔ جھاگ ۔

[2] تا غلام ۔ تاکہ مخصوص غلام کو قتل کر ڈالیں ۔ عصمت اللہ ۔ اللہ کی حفاظت ۔ بوبکر ربابی ۔ ایک مجذوب ولی کا نام ہے جو سات سال تک بالکل خاموش رہے تھے کوزہ گراں ۔ کمہار ۔ کمہار چونکہ برتنوں پر طرح طرح کے رنگ چڑھاتا ہے لہٰذا جعل سازا ور ملمع گر کے معنیٰ میں بھی بولا جاتا ہے ۔ خنبک زدن ۔ ہتھیلیاں بجانا ۔

[3] فقاع ۔ دھوکہ ۔ بادشاہ ۔ یعنی شیخ ۔ اے خراں ۔ پیر کو دھوکا دینے والا گدھا ہے دام ۔ جال ۔ تدبیر سپاہی شاہ اور سپہ سالار سے طریقہ سیکھتا ہے مُرید شیخ سے آداب سیکھتا ہے ۔ نحس ۔ وہ شاگرد منحوس ہے جو اُستاد سے سیکھے ہوئے ہنر کے ذریعہ اُستاد ہی کا مقابلہ کرنے لگے ۔

باکدام[1] اُستاد اُستادِ جہاں
کونسے اُستاد سے؟ دنیا کے اُستاد سے

پیشِ اُو یکساں ہُویدا و نہاں
جس کے سامنے ظاہر و باطن یکساں ہے

چشمِ اُو یَنظُر بنُورِ اللہ شُدہ
اُنکی نظر اللہ تعالےٰ کے نور سے دیکھنے والی ہو گئی ہو

پردہائے جہل را خارِق بُدہ
جہل کے پردوں کو پھاڑنے والی ہو گئی ہے

از دلِ سُوراخ چوں کُہنہ گلیم
پُرانی گدڑی جیسے دل کے سوراخ پر

پردہ بندد بہ پیشِ آں حکیم
اُس دانا کے سامنے پردہ تانتا ہے

پردہ می خندد برو با صد دہاں
پردہ سَو مُنہ سے اُس پر ہنستا ہے

ہر دہانے گشتہ اشکافے دراں
اُس کا ہر سوراخ ایک مُنہ بن گیا ہے

گوید[2] آں اُستاد مر شاگرد را
وہ اُستاد، شاگرد سے کہتا ہے

کاے کم از سگ نیستت با من وفا
اے کُتّے سے کمتر! تو میرا وفادار نہیں ہے

خود مرا اُستا مگیر آہن گُسل
مجھے لوہے کو توڑنے والا اُستاد نہ سمجھ

ہمچو خود شاگرد گیر و کور دل
اپنی طرح شاگرد اور تاریک دل والا سمجھ

نہ از منّت یاریست در جان و دل
کیا تیری جان اور روح میں میری امداد نہیں ہے

بے منت آبے نمی گردد رواں
میرے بغیر تیری کامیابی نہ تھی

پس دلِ من کارگاہِ تختِ تست
تیرے تخت کا کارخانہ میرا دل ہے

چہ شکنی ایں کارگہ اے نادرست
اے نالائق اِس کارخانہ کو کیوں توڑتا ہے؟

گویدش[3] پنہاں زنم آتش زنہ
تو اُس سے کہتا ہے میں پوشیدہ طور پر چقماق رگڑتا ہوں

نے بقلب از قلب باشد روزنہ
کیا دل سے دل تک سوراخ نہیں ہوتا ہے

آخر از روزن بہ بیند فکرِ تو
وہ تیرا خیال روزن میں سے دیکھ لیتا ہے

دل گواہی می دہد زیں ذکرِ تو
تیرے اِس ذکر کی دل گواہی دیدیتا ہے

لیک در رُویت نمالد از کرم
لیکن شرافت کی وجہ سے تیرے مُنہ پر نہیں کہتا ہے

ہر چہ گوئی خندد و گوید نعم
تو جو کچھ کہتا ہے وہ مُسکرا دیتا ہے اور ہاں کہدیتا ہے

اُو نمی خندد ز ذوقِ مالشت
وہ تیری مالش کے ذوق سے نہیں ہنستا ہے

اُو ہمی خندد براں اسگالشت
وہ تیرے خیال پر ہنستا ہے

---

[1] باکدام۔ یعنی استاد بھی وہ جو روحانی استاد ہے جس کے سامنے ہر شخص کا ظاہر و باطن یکساں ہے۔ یَنظُر۔ حدیث میں ہے۔ اِتَّقُوا مِن فِرَاسَةِ المُؤمِنِ فَاِنَّهٗ یَنظُرُ بِنُورِ اللہِ۔ مُؤمن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھ لیتا ہے۔ خارِق۔ پھاڑنیوالا۔ از دل۔ جو دل معصیتوں کی وجہ سے پُرانی گدڑی کی طرح سوراخ در سوراخ ہے، یہ اُس کے راز کو چھپانا چاہتا ہے۔ پردہ۔ اِس دل کے سوراخوں پر پردہ ڈالتا ہے تاکہ راز نہ کھل جائے۔ ہر دہانے۔ پردہ کے پیچھے دل کا ہر سوراخ راز بتا رہا ہے۔

[2] گوید۔ استاد شاگرد سے کہتا ہے تو کُتّے سے بھی وفاداری میں کم ہے۔ خود مرا۔ اگر تو مجھے بہت بڑا استاد نہ سمجھے تو بھی کم از کم میں نے تیری تربیت تو کی ہے پھر یہ احسان فراموشی کیوں ہے۔ آب رواں شدن۔ کامیاب ہونا۔ دلِ من۔ تجھے جو تختِ عزت نصیب ہوا ہے وہ میرے دل کی کاریگری ہے۔

[3] گویدش۔ شاگرد اُستاد کو دھوکا دینے کیلئے کہتا ہے کہ میرے دل میں تیری محبت ہے۔ آتش زنہ۔ چقماق۔ روزنہ۔ سوراخ۔ آخر۔ پیر مُرید کے دل کی حالت معلوم کر لیتا ہے دل گواہی۔ مُرید کا دل بتا دے گا کہ وہ جھوٹا ہے۔ لیک۔ شیخ مرید کے ہر مکر کو سمجھتا ہے لیکن بسا اوقات اپنی شرافت کی وجہ سے اُس کا اظہار نہیں کرتا ہے اور اسکی ہاں میں ہاں ملا دیتا ہے۔ نمی خندد۔ شیخ کی مسکراہٹ تصدیق کے لئے نہیں ہوتی ہے تحمیق کے لئے ہوتی ہے۔

پس خداعی[1] را خداعی شد جزا
دھوکے بازی کا بدلہ دھوکہ بازی ہے
کاسہ زن کوزہ بخور اینک سزا
پیالی مار، پیالہ کھا یہ سزا ہے

گر بُدے با تو ورا خندہ رضا
اگر تیرے ساتھ اُس کی رضامندی کی ہنسی ہوتی
صد ہزاراں گل شگفتے مر ترا
تجھ میں لاکھوں پھول کھِل جاتے

چوں دلِ اُو در رضا آرد عمل
جب اُس کا دل خوشی میں کوئی کام کرے
آفتابے داں کہ آید در حمل
سمجھ لے کہ سورج (برج) حمل میں آگیا

زو بخندد ہم نہار و ہم بہار
اُس سے کھل جاتا ہے دن بھی اور (موسم) بہار بھی
در ہم آمیزد شگوفہ و سبزہ زار
شگوفے اور سبزہ زار آپس میں مل جاتے ہیں

صد ہزاراں بلبل و قمری نوا
لاکھوں بلبلیں اور قمریاں چہچہانے
افگندا اندر جہانِ بے نوا
لگتی ہیں (اس) اُجاڑ دنیا میں

چوں ندانی تو خزاں را از بہار
جبکہ تو خزاں اور بہار کو نہیں سمجھتا ہے
چوں بدانی رمز خندہ در ثمار
تو پھلوں کے ہنسنے کے اشارے کیا سمجھے گا؟

چونکہ[2] برگِ روحِ خود زرد و سیاہ
جبکہ تو اپنی روح کے پتّوں کا زرد اور سیاہ ہونا
می نہ بینی چوں بدانی خشمِ شاہ
نہیں سمجھتا ہے تو شاہ کے غصّہ کو کیا سمجھے گا؟

آفتابِ شاہ در برجِ عتاب
شاہ کا سورج غصّہ کے برج میں آکر
میکند رُو ہا سیہ ہمچوں کتاب
اعمال نامہ کی طرح روسیاہ کر دیتا ہے

آں عطارد را ورقہا جانِ ماست
ہماری جان اُس عطارد کے لئے کاغذ ہے
آں سپید و آں سیہ میزانِ ماست
وہ سفید اور سیاہ ہمارا معیار ہے

باز منشورے[3] نویسد سرخ و سبز
پھر وہ سرخ اور سبز فرمان لکھتا ہے
تا رہند ارواح از سودا و عجز
حتّیٰ کہ ہماری روحیں پاگل پن اور عجز سے نجات پا جاتی ہیں

سُرخ و سبز افتاد نسخِ نو بہار
نو بہار کی تحریر سرخ اور سبز واقع ہوئی ہے
چوں خطِ قوس قزح در اعتبار
جو قیاس کرنے میں دھنک کمان کے نقش کی طرح ہے

اندریں معنیٰ شنو تو قصّہ
اِس مقصد میں تو ایک قصّہ سُن لے
تا بیابی از معانی حصّہ
تاکہ تو بھی معانی سے حصّہ پا لے

سودا۔ عجز۔ یعنی وصول الی الحق سے عجز۔ سرخ و سبز۔ شیخ کے انوار مختلف انواع کے ہوتے ہیں جیسا کہ دھنک کمان میں مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ اندریں معنیٰ۔ شیوخ اولیا، اللہ کا مظہر ہیں، بلقیس نے حضرت سلیمانؑ کے خط کو ان کا مظہر سمجھ کر تعظیم کی اور ہُدہُد کی حقارت کو مدِّنظر نہ رکھا۔

[1] خداعی۔ دھوکا، یعنی جس طرح کا معاملہ پیر کے ساتھ کیا ویسا ہی برتاؤ اُس نے کیا۔ کاسہ زن کوزہ بخور۔ یعنی اینٹ کا جواب پتھر۔ گر بُدے۔ پیر مرید کے کاموں سے خوش ہو کر ہنسے تو مرید فیوض سے مالامال ہو جائے۔ حمل۔ بکری کا بچّہ، سورج کے برجوں میں سے ایک برج بکری کے بچّے کی صورت میں ہے۔ جب سورج گردش کرتا ہوا اُس میں آتا ہے تو موسم بہار شروع ہو جاتا ہے۔ زو بخندد۔ یعنی موسم بہار کا سماں پیدا ہو جاتا ہے۔ صد ہزاراں۔ موسم بہار میں بلبلیں اور قمریاں چہچہانے لگتی ہیں۔ چوں ندانی۔ جب مرید حسِ باطن سے بے بہرہ ہو تو نہ وہ فیوض کی آمد کو سمجھے گا نہ اُنسے محرومی کو۔ در ثمار۔ پھلوں کا خندہ یہ ہے کہ ان پر پکنے کی رونق آجائے۔

[2] چونکہ۔ کور باطن کو جب یہ نظر نہیں آتا کہ اُس کی روح پر خزاں طاری ہے تو وہ پیر کے غصّہ کے اثرات کو بھی نہیں سمجھ سکتا ہے۔ عتاب۔ پیر کی ناراضی سے قلب سیاہ ہو جاتا ہے۔ عطارد۔ ستارہ جسکو دبیر فلک یعنی آسمان کا منشی بھی کہا جاتا ہے۔ ورقہا۔ جس طرح کاتب کا اثر کاغذ پر آتا ہے پیر کا اثر روح پر پڑتا ہے۔ اور مرید کی قلبی حالت ہی اُس کی اچھائی یا بُرائی کا معیار ہے۔

[3] منشور۔ شاہی فرمان۔ سودا۔ یعنی نفسانی لذّتوں کا

عکسِ تعظیمِ پیغمبر سلیمانؑ در دلِ بلقیس[1] از صورتِ حقیرِ ہُدہُد

(حضرت، پیغمبر سلیمان (علیہ السّلام) کی تعظیم کا عکس بلقیس کے دل پر حقیر ہُدہُد کی صورت کے ذریعہ)

رحمتِ صد تو براں بلقیس باد
اُس بلقیس پر سوگنی رحمت ہو
کہ خدااَش عقلِ صد مرداں بداد
جس کو خدا نے سینکڑوں مردوں کی عقل عطا فرمائی

ہُدہُدے نامہ بیاورد و نشاں
ایک ہُدہُد تحریر اور نشانی لایا
از سلیمانؑ چند حرفے با بیاں
(حضرت) سلیمانؑ کی جانب سے وضاحت کیساتھ چند حروف

خواند او آں نکتہائے باشمول
اُس نے اُن جامع نکتوں کو پڑھا
وز حقارت ننگرید اندر رسول
اور نامہ بَر کو حقارت سے نہ دیکھا

چشمِ ہُدہُد دید و جان عنقاش دید
آنکھ نے ہُدہُد دیکھا اور جان نے اُس کو عنقا دیکھا
حِسّ چو کفے دید و دل دریاش دید
حِس نے اسکو جھاگ دیکھا اور دل نے اُسکو دریا دیکھا

عقل با حِسّ زیں طلسماتِ دو رنگ
اِن دو رنگی طلسمات کی وجہ سے عقل حِسّ کے ساتھ
چوں محمدؐ با ابو جہلاں بجنگ
جنگ میں رہتی ہے جیسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) (ابوجہلوں کیساتھ)

کافراں[2] دیدند احمدؐ را بشر
کافروں نے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو (فقط) انسان دیکھا
چوں ندیدند از وے اِنْشَقَّ الْقَمَر
جبکہ اُن سے شقّ القمر (کا معجزہ) نہ دیکھا

خاک زن در دیدۂ حِسّ بینِ خویش
اپنی حِسّی آنکھ پر خاک ڈال
دیدۂ حِسّ دشمنِ عقل ست و کیش
حِسّی آنکھ، عقل اور مذہب کی دشمن ہے

دیدۂ حِسّ را خدا اعماش خواند
حِسّی آنکھ کو خدا نے اندھا کہا ہے
بُت پرستش گفت و ضدِّ ماش خواند
اُس کو بُت پرست کہا ہے اور ہمارا دشمن کہا ہے

زانکہ او کف دید و دریا را ندید
کیونکہ اُس نے جھاگ دیکھے اور دریا کو نہ دیکھا
زانکہ حالے دید و فردا را ندید
کیونکہ اُس نے موجودہ حالت دیکھی اور انجام نہ دیکھا

خواجۂ[3] فردا و حالی پیشِ او
وہ آخرت کے آقا ہیں اور اُسکے نزدیک وہ موجودہ وقت کے (ہیں)
اُو نمی بیند ز گنجے جز تسُو
وہ خزانے میں سے سوائے دمڑی کے کچھ نہیں دیکھتا ہے

ذرّہ زاں آفتاب آرد پیام
(اگر) ایک ذرّہ اُس سورج کا پیغام لائے
آفتاب آں ذرّہ را گردد غلام
سورج اُس ذرّے کا غلام بن جائے

---

[1] بلقیس۔ ملکِ یمن کے شہر سبا کی حکمراں تھی جس کا قصّہ قرآن میں مذکور ہے۔ عقلِ صد مرداں۔ بلقیس اگرچہ عورت تھی لیکن اللہ نے اسکو سینکڑوں مردوں کی سی عقل عطا فرمائی تھی۔ ہُدہُد۔ حضرت سلیمانؑ نے ہُدہُد کے ذریعہ بلقیس کے پاس اپنا خط بھیجا تھا۔ نکتہائے باشمول۔ جامع نکتے۔ رسول۔ قاصد یعنی ہُدہُد۔ چشم۔ ظاہری آنکھ میں وہ ہُدہُد تھا مگر چونکہ وہ حضرت سلیمانؑ کا قاصد تھا لہٰذا باطنی نگاہ نے اُس کو عنقا سمجھا۔ طلسماتِ دو رنگ۔ وہ چیزیں جو بظاہر حقیر ہیں لیکن بباطن عظیم ہیں اُن کے بارے میں عقل اور حِسّ میں جنگ ہوتی رہتی ہے۔ ابوجہلاں۔ یعنی ابوجہل کی طرح کے سخت کافر۔

[2] کافراں۔ کافر آنحضورؐ کی ظاہری بشریت کو دیکھتے تھے اور روحانی عظمت جس کا کرشمہ شقّ القمر کا معجزہ ہے اُس کو نہ دیکھتے تھے۔ دیدۂ حِسّ۔ محض ظاہر بیں نگاہ عقل و مذہب کی دشمن ہے۔ اعماش خواند۔ خدا نے اُس کو اندھا قرار دیا ہے۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيرُ۔ آپ فرمادیجئے کیا اندھا اور بینا برابر ہیں۔ اس آیت میں اعمٰی سے وہ مراد ہیں جو صرف حِسّی نظر سے کام لیتے ہیں اور قلبی نظر سے محروم ہیں۔ زانکہ۔ کافروں کی ظاہر بیں نظر نے آنحضورؐ کا صرف ظاہر دیکھا روحانی قوتوں کو نہ دیکھا۔ فردا۔

[3] یعنی انجام۔ خواجۂ فردا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم فردائے قیامت کے آقا ہیں وہ آنحضورؐ کی صرف موجودہ زندگی کو دیکھتا ہے۔ تسو۔ چار جَو کی بقدر وزن، اگر کا چوبیسواں حصّہ یعنی آنحضورؐ جو ایک عظیم خزانہ تھے اُس میں سے اُسے صرف کوڑی اور دمڑی نظر آئی۔ زاں آفتاب۔ یعنی حق تعالیٰ۔ آفتاب۔ یعنی سورج۔

قطرۂ کز بحرِ وحدت شد سفیر[۱] — ہفت بحر آں قطرہ را باشد اسیر
ایک قطرہ جو دریائے وحدت کا پیغامبر بنا — ساتوں سمندر اُس قطرے کے پابند ہوئے

گر کفِ خاکے شود چالاکِ اُو — پیشِ خاکش سر نہد افلاکِ اُو
اگر ایک مُٹھی مٹی اُسکے لئے (اطاعت میں) چُست ہو جائے — تو اُس کی مٹی کے آگے اُس کے آسمان سر دھریں

خاکِ آدم چونکہ شد چالاکِ حق — پیشِ خاکش سر نہد املاکِ حق
(حضرت) آدم کی مٹی چونکہ اللہ کے لئے چُست بنی — اُس کی مٹی کے آگے اللہ کی مملوک چیزوں نے سر رکھدیا

اَلسَّمَاءُ انْشَقَّتْ آخر از چہ بود — از یکے چشمے کہ خاکے بر کشود
"آسمان پھٹ گیا" آخر کس وجہ سے تھا؟ — اُس آنکھ کے لئے جو مٹی نے کھولی

خاک از دُردی نشیند زیرِ آب — خاک بیں کز عرش بگذشت از شتاب
مٹی تلچھٹ ہوجانے کی وجہ سے پانی کے نیچے بیٹھ جاتی ہے — مٹی کو دیکھ! تیزی سے عرش سے بھی اونچی چلی گئی

آں لطافت پس بداں کز آب نیست — جز عطائے مُبدعِ وہّاب نیست
تو سمجھ لے وہ لطافت آب (و گل) کی نہیں ہے — ایجاد کرنیوالے عطا کرنیوالے (خدا) کی دین کے سوا کچھ نہیں

گر کُند سِفلی ہوا و نار را — ور ز گل اُو بگزراند خار را
اگر وہ ہوا اور آگ کو سِفلی بنا دے — اگر وہ کانٹے کو پھول سے بڑھا دے

حاکم ست و یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاء — اُو ز عینِ درد انگیزد دوا
وہ حاکم ہے اور اللہ (تعالیٰ) جو چاہے وہ کرتا ہے — وہ بعینہٖ درد سے دوا پیدا کر دیتا ہے

ور زمین[۲] و آب را عُلوی کُند — راہِ گردوں را بپا مطوی کُند
اگر مٹی اور پانی کو عُلوی کر دے — آسمان کے راستے کو پیروں کے نیچے طے کرا دے

گر ہوا و نار را سِفلی کُند — تیرگی و دُردی و ثقلی[۳] کُند
اگر ہوا اور آگ کو سِفلی بنا دے — تاریکی اور تلچھٹ اور کثافت والا کر دے

نیست کس را زہرہ تا گوید کہ چوں — بس جگرہا کاندریں رہ گشت خوں
کسی کی مجال نہیں کہ کہے "کیوں"؟ — بہت سے جگر ہیں جو اس راستے میں خون بنے ہیں

پس یقیں شد کہ تُعِزُّ مَنْ تَشَاء — خاکیِ را گفت پرہا بر کشا
لہٰذا یقین ہو گیا ہے کہ "تو جس کو چاہے عزت دے" — ایک خاکی کو کہا کہ پَر کھول

آتشی را گفت رو ابلیس شو — زیرِ ہفتم خاک با تلبیس شو
آتشی کو کہا جا شیطان بن — ساتویں زمین کے نیچے مکار بن

---

۱ سفیر: پیغامبر۔ اسیر: پابند۔ چالاک یعنی فرمانبرداری میں چُست۔ املاک یعنی تمام کائنات جو اللہ کی مملوک ہے۔ اَلسَّمَاءُ انْشَقَّتْ۔ حضورؐ کے معجزہ شَقُّ القمر کی طرف اشارہ ہے۔ خاک بیں۔ حضورؐ کی معراجِ جسمانی کی طرف اشارہ ہے۔ آں لطافت: معراجِ جسمانی محض اللہ کا عطیہ تھا ورنہ جسمانی خواص کا تقاضا تو اس کے خلاف تھا۔ سفلی۔ وہ چیزیں جن کا طبعی تقاضا زمین کی جانب رہنے کا ہے، عناصر اربعہ میں سے ہوا اور آگ عُلوی ہیں جنکا طبعی تقاضا اوپر جانے کا ہے۔ انگیزد دوا۔ قدرتِ حق درد کو دوا بنا دیتی ہے۔

۲ زمین و آب۔ یہ دونوں عنصر سفلی ہیں۔ راہِ گردوں۔ آب و گل سے بنے ہوئے پیغمبرؐ کو آسمانوں کی سیر کرائی۔ گر ہوا و نار۔ ہوا میں لطافت اور نار میں روشنی ہے ان میں سفلی عناصر کے خواص پیدا کر دیتا ہے۔

۳ ثقل: بوجھ، کثافت۔ جگرہا۔ اس راز کو سمجھنے میں بہت سے جگر خون ہو گئے ہیں۔

آدمِ خاکی تو بر رو بر سما — اے بلیس آتشی رو تا ثریٰ
اے خاکی آدم! تو آسمان پر جا — اے آتشی شیطان! زمین کے نیچے جا

چار طبع و علتِ اُولیٰ نیم — در تصرف دائماً من باقیم
میں چار عنصر اور پہلی علت نہیں ہوں — میں تصرف کرنے میں ہمیشہ باقی رہنے والا ہوں

کارِ من بے علت ست و مستقیم — نیست تقدیرم بعلت اے سقیم
میرا کام بغیر علت کے ہے اور سیدھا ہے — اے بیمار! میری (خلق و) تقدیر علت کی وجہ سے نہیں ہے

عادتِ خود را بگردانم بوقت — ایں غبار از پیش بنشانم بوقت
(مناسب) وقت پر اپنی عادت کو بدل دیتا ہوں — اس غبار کو سامنے سے ہٹا دیتا ہوں

بحر را گویم کہ ہیں پُر نار شو — گویم آتش را کہ رو گلزار شو
میں سمندر کو کہہ دوں کہ ہاں آگ سے بھر جا — میں آگ کو کہہ دوں کہ جا گلشن بن جا

کوہ را گویم سُبک شو ہمچو پشم — چرخ را گویم فرو شو پیشِ چشم
میں پہاڑ کو کہہ دوں کہ گالے کی طرح ہلکا ہو جا — میں آسمان کو کہہ دوں آنکھوں کے سامنے نیچے اتر آ

گویم اے خورشید مقرون شو بما — ہر دو را سازم چو دو ابرِ سیاہ
میں سورج کو کہہ دوں چاند سے مل جا — دونوں کو دو کالے ابر کی طرح بنا دوں

چشمۂ خورشید را سازیم خشک — چشمۂ خوں را بالفن سازیم مُشک
میں چشمۂ آفتاب کو خشک کر دوں — خون کے چشمہ کو ہنر سے مُشک بنا دوں

آفتاب و مہ چو دو گاوِ سیاہ — یوغ بر گردن بہ بندد شاں اِلٰہ
سورج اور چاند کو دو کالے بیلوں کی طرح — اُن کے کندھے پر اللہ (تعالیٰ) جوا باندھ دے

اِنکارِ فلسفی بر قرآن اِنْ اَصْبَحَ مَاءُکُمْ غَوْرًا

قرآن کی آیت "اگر تمہارا پانی نیچے اتر جائے" پر فلسفی کا اِنکار

مُقرئی میخواند از روئے کتاب — ماءُکُم غوراً ز چشمہ بندم آب
ایک قاری قرآن میں سے پڑھ رہا تھا — ماءکم غورا (یعنی) میں چشمہ سے پانی بند کر دوں

آب را در غور اگر پنہاں کنم — چشمہا را خشک و خُشکستاں کنم
اگر پانی کو گہرائی میں پوشیدہ کر دوں — چشموں کو خشک اور ریگستان بنا دوں

بدل دے۔ یوغ۔ ہل، گاڑی کا جوا۔ مُقری۔ پڑھنے والا۔ کتاب۔ قرآن پاک۔ ماءکم۔ قرآن پاک میں ہے اِنْ اَصْبَحَ مَاءُکُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْکُمْ بِمَاءٍ مَّعِیْنٍ "اگر تمہارا پانی زمین میں اتر جائے تو تمہارے پاس بہنے والا پانی کون لائیگا" ز چشمہ۔ یہ سب اس آیت کے معانی کا بیان ہے۔ غور۔ گڑھا۔

لے فلک۔ جو کہ سفلی ہے اسکو اللہ تعالیٰ آسمانوں پر پرواز کرا دیتا ہے۔ آتشی۔ شیطان ناری علوی ہے اس کو سفلی بنا دیا۔ ثریٰ۔ نمناک مٹی یعنی زمین۔ چار طبع۔ چار عنصر۔ بعض فلاسفہ کا خیال ہے کہ کائنات میں عناصر اربعہ ہی بالاستقلال متصرف ہیں۔ علتِ اولیٰ۔ بعض فلاسفہ کا خیال ہے کہ اللہ (تعالیٰ) نے صرف عقل اوّل کو پیدا کیا ہے اور اس سے تمام کائنات وجود میں آئی ہے اب کائنات میں اللہ (تعالیٰ) کا تصرف نہیں ہے۔ بے علت۔ انسان کے کام کی کوئی علت غائی اور غرض ہوتی ہے اللہ بے نیاز ہے۔ سقیم۔ بیمار۔

۲ عادتِ خود۔ اپنے عام قاعدے میں اللہ تعالیٰ تبدیلی فرمادینے پر قادر ہے۔ غبار یعنی عام قاعدے کی رکاوٹ۔ بحر۔ سمندر کو اگر حکم دے تو پانی کے بجائے آگ سے بھر جائے آگ کو حکم دے تو گلزار بنجائے۔ کوہ را۔ پہاڑ کو حکم دے تو وہ گالا بن جائے جیسا کہ قیامت میں ہوگا۔ چرخ۔ آسمان زمین بن جائے۔

۳ گویم۔ قیامت میں چاند اور سورج باہم مل جائیں گے۔ ہر دو۔ دونوں کا نور ختم ہوجائیگا جیسا کہ سورۂ تکویر میں مذکور ہے۔ چشمۂ خورشید۔ سورج بے نور ہو جائے۔ چشمۂ خوں۔ ہرن کے نافہ میں خون مُشک بنجاتا ہے۔ آفتاب یعنی صرف تبدیلِ صفات ہی نہیں خدا چاہے تو ماہیت

آب را در چشمہ کہ آرد دگر — جز ثمن بیمثل بافضل و خطر
(تو) پانی کو چشمہ میں دوسرا کون لا سکتا ہے؟ — مجھ بے مثال، بزرگ اور عظیم کے علاوہ

فلسفیِ منطقیِ مُستہاں — میگذشت از سوئے مکتب آں زماں
ایک ذلیل، فلسفی، منطقی — اُس وقت مکتب کی جانب سے گذر رہا تھا

چونکہ بشنید آیت او از ناپسند — گفت آریم آب را ما با کلند
جب اُس نے آیت سُنی تو ناپسندیدگی سے — بولا کہ ہم پھاوڑے سے پانی نکال لائینگے

ما بزخمِ بیل و تیزیِ تبر — آب را آریم از پستی زبر
ہم بیلچے کی ضرب اور تبر کی تیزی سے — پانی کو نیچے سے اوپر لے آئیں گے

شب بخفت و دید او یک شیر مرد — زد طپانچہ ہر دو چشمش کور کرد
وہ رات کو سویا اور اُس نے ایک بہادر مرد کو دیکھا — اُس (مرد) نے اسکے منہ پر طمانچہ مارا دونوں آنکھوں کو اندھا کر دیا

گفت زیں دو چشمہ چشم اے شقی — باتبر نورے برآر ار صادقی
اُس نے کہا اے بدبخت! آنکھوں کے ان دو چشموں سے — اگر تو سچا ہے تو تبر کے ذریعہ روشنی نکال لے

روز گشت و چشم خود را کور دید — نورِ فائض از دو چشمش ناپدید
دن ہو گیا، اور اُس نے اپنی آنکھوں کو اندھا دیکھا — بہنے والا نور اُس کی دونوں آنکھوں سے غائب ہو گیا

گر بنالیدے و مستغفر شُدے — نورِ رفتہ از کرم ظاہر شُدے
اگر وہ روتا اور توبہ کرنے والا ہوتا — تو مہربانی کی وجہ سے گیا ہوا نور ظاہر ہو جاتا

لیک استغفار ہم در دست نیست — ذوقِ توبہ نقلِ ہر سر مست نیست
لیکن توبہ بھی اپنے بس میں نہیں ہے — توبہ کا ذوق ہر مست کا چبینا نہیں ہے

زشتیِ اعمال و شومیِ جحود — راہِ توبہ بر دلِ او بستہ بود
بداعمالی اور انکار کی بدبختی نے — توبہ کا راستہ اُس کے دل پر بند کر دیا تھا

دل بسختی ہمچو روئے سنگ گشت — چوں شگافد توبہ آں را بہر کشت
دل سختی کی وجہ سے پتھر کی سطح کی طرح بن گیا — توبہ کھیتی کے لئے اُس کو کس طرح پھاڑے؟

چوں شعیبے کو کہ تا او از دعا — بہر کشتن خاک سازد کوہ را
(حضرت) شعیبؑ جیسا کوئی کہاں ہے کہ وہ دعا سے — پہاڑ کو بونے کے لئے مٹی بنا دے

از نیاز و اعتقادِ آں خلیل — گشت ممکن امر صعب مستحیل
اس پیارے کی عاجزی اور اعتقاد کی وجہ سے — سخت، ناممکن کام ممکن بن گیا

لہ جز ثمن - اللہ تعالیٰ کے علاوہ۔ مستہان - ذلیل۔ باکلند - یعنی فلسفی بولا نَاتِیۡہِ بِالۡمِعۡوَلِ وَالۡمُعِیۡنِ ہم اُس پانی کو کدال اور مددگار کے ذریعہ نکال لیں گے۔ زبر - بلندی پر۔

ٹہ شقی - بدبخت۔ نورے - یعنی اُن آنکھوں کا نور جو اندھی ہو گئی تھیں۔ گر بنالیدے - اگر اُس گستاخی پر نادم ہو کر توبہ کر لیتا تو اللہ (تعالیٰ) کے کرم سے آنکھوں کی روشنی لوٹ آتی۔ در دست نیست - ہر انسان کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی ہے۔ نقل - وہ میوہ وغیرہ جو شراب کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔ جحود - انکار

سہ دل بسختی - گناہوں سے سنگدلی پیدا ہو جاتی ہے۔ شعیب - مولانا فرماتے ہیں کہ حضرت شعیبؑ کی دعا سے پہاڑ کھیتی کے قابل ہو گیا تھا۔ لیکن اس کا ثبوت نہیں ہے۔ آں خلیل - حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی دعا سے نمرود کی آگ گلزار بن گئی تھی۔ صعب - دشوار۔ مستحیل - محال، ناممکن۔

یا بدریوزه[۱] مُقوقَس از رسول — سنگلاخے مَزرعے شُد با وصول

یا مُقوقس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست — پتھریلی زمین پیداوار والا کھیت بن گئی

ہمچنیں بر عکس آں اِنکارِ مَرد — مِس کند زر را و صلحے را نبرد

اسی طرح انسان کا انکار اُلٹا (کی وجہ سے) — سونے کو تانبا اور صلح کو جنگ بنا دیتا ہے

کہربائے مسخ آمد ایں دُعا — خاکِ قابِل را کُند سنگ و حصٰی

یہ (بداعتقادی کی) پکار مسخ کی کہربا ہے — جو (کھیتی کے) قابل زمین کو پتھر و کنکر بنا دیتی ہے

ہر دلے را سجدہ ہم دستور نیست — مُزدِ رحمت قسمِ ہر مزدور نیست

ہر دل کو سجدہ کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے — ہر مزدور کی مزدوری کا رحمت میں حصہ نہیں ہے

ہیں[۲] بہ پشتیِ آں مکُن جرم و گناہ — کہ کُنم توبہ در آیم در پناہ

خبردار! اس کے بھروسہ جرم اور گناہ نہ کر — کہ میں توبہ کر لوں گا، پناہ میں آجاؤں گا

می بباید تاب و آبے توبہ را — شرط شُد برق و سحابے توبہ را

توبہ کے لئے سوزش اور آنسو درکار ہیں — توبہ کے لئے بجلی اور ابر شرط ہے

آتش و آبے بباید میوہ را — واجب آمد ابر و برق ایں شیوہ را

میوے کے لئے گرمی اور پانی چاہیئے — اس طریقہ کے لئے ابر اور برق ضروری ہے

تا نباشد[۳] برقِ دل و آبِ دو چشم — کے نشیند آتشِ تہدید و خشم

جبتک دل کی بجلی اور دونوں آنکھوں کا پانی نہ ہو — دھمکی اور غصہ کی آگ کب فرو ہو سکتی ہے؟

تا نباشد گریۂ ابر از مطر — تا نباشد خندۂ برق اے پسر

جب تک ابر کا رونا بارش کے ذریعہ نہ ہو — اے صاحبزادے! جب تک بجلی کا قہقہہ نہ ہو

کے بروید سبزۂ ذوقِ وصال — کے بجوشد چشمہا ز آبِ زُلال

وصال کے ذوق کا سبزہ کب اُگتا ہے؟ — نیر پانی کے چشمے کب جوش میں آتے ہیں؟

کے گلستاں راز گوید با چمن — کے بنفشہ عہد بندد با سمن

گلستان چمن سے راز کب کہتا ہے؟ — بنفشہ سمن کے ساتھ دوستی کب کرتا ہے؟

کے چنارے کف کشاید در دعا — کے درختے سر فشاند در ہوا

دعا کے لئے چنار ہاتھ کب پھیلاتا ہے؟ — ہوا میں درخت کب جھومتا ہے؟

کے شگوفہ آستینِ پُر نثار — بر فشاندن گیرد ایامِ بہار

نچھاور سے بھری ہوئی آستین شگوفہ کب — بکھیرتا ہے موسمِ بہار میں؟

---

۱ دریوزہ۔ سوال، درخواست۔ مقوقس شاہِ مصر کا نام ہے جس کے پاس حضورؐ نے عرفی گرامی نامہ بھیجا جس کے فوٹو شائع ہو چکے ہیں۔ با وصول۔ قابلِ پیداوار۔ اِنکار۔ یعنی خدا کی قدرت کا اِنکار۔ کہربا۔ ایک قسم کا پتھر ہے جس میں کشش ہوتی ہے حصٰی کنکر۔ دستور حکم، اجازت۔ مزد۔ مزدوری۔

۲ ہیں۔ توبہ کے سہارے گناہ کرنا مناسب نہیں ہے اس لئے کہ حقیقی توبہ کا میسر آنا آسان نہیں ہے۔ تاب و آب۔ یعنی وہ دعا گناہ مٹاتی ہے جو سوزشِ دل اور آنسوؤں سے ہو۔ برق۔ یعنی دل کی شورش۔ سحاب یعنی آنسوؤں والی آنکھیں۔ میوہ۔ پھل پکنے کے لئے گرمی اور پانی ضروری ہے اسی طرح اعمال کا پھل دل کی گرمی اور آنکھ کے آنسوؤں سے پکتا ہے۔ تہدید و خشم۔ گناہوں پر جو اللہ کی وعید اور غصہ ہے۔

۳ تا نباشد۔ جس طرح موسم بہار کی بہاریں ابر و برق پر موقوف ہیں اسی طرح دل کی کھیتی سوزشِ اندرونی اور آبِ چشم پر موقوف ہے۔ وصال۔ یعنی وصالِ حق۔ کے بجوشد۔ موسم بہار میں چشمے بہہ نکلتے ہیں اسی طرح دل کے سوتے دل کی گرمی اور رونے سے کھلتے ہیں۔ بنفشہ۔ گلِ بنفشہ اور گلِ سمن موسم بہار میں کھلتے ہیں۔ چنار۔ ایک درخت ہے جس کے پتے انسان کے پنجے کی شکل کے ہوتے ہیں۔ شگوفہ۔ شگوفہ کے ذریعہ

کے فروزد لالہ را رُخ ہمچو خوں (۱) — کے گل از کیسہ بر آرد زر بروں

خون جیسے (رنگ) سے لالہ کا چہرہ کب چمکاتا ہے؟ — پھول تھیلی سے سونا کب نکالتا ہے؟

کے بیاید بلبل و گل بو کند — کے چو طالب فاختہ کو کو کند

بلبل کب آئے اور پھول کو سونگھے؟ — عاشق کی طرح فاختہ کہاں ہے کہاں کب کرے؟

کے بگوید لک لک آں لکلک بجاں — لک چہ باشد ملک لک اے مستعاں

لق لق، لک لک (دل اور) جان سے کب کہے؟ — لک کیا ہوتا ہے؟ اے مددگار ملک تیرا ہے

کے نماید خاک اسرارِ ضمیر — کے شود چوں آسماں بستانِ منیر

زمین، دل کے راز کب ظاہر کرے؟ — باغ، آسمان جیسا روشن کب ہے؟

از کجا آوردہ اند ایں حُلّہا (۲) — مِن کریمٍ مِن رحیمٍ کُلّہا

یہ پوشاکیں کہاں سے لائے ہیں؟ — سب کی سب کریم (اور) رحیم کی جانب سے ہیں

آں لطافتہا نشانِ شاہدیست — ایں نشانہا پائے مردِ عابدیست

وہ پاکیزگیاں محبوب کی نشانی ہیں — یہ نشانیاں عابد کی مددگار ہیں

آں شود شاد از نشاں کو دید شاہ — چوں ندید او را نباشد انتباہ

نشانی سے وہ خوش ہوتا ہے جسنے شاہ کو دیکھا ہو — جب اُس کو نہ دیکھا ہو، آگاہی نہ ہوگی

رُوحِ آنکس کو بہنگامِ الست — دید ربّ خویش و شد بیہوش و مست

اُس شخص کی روح جس نے عہدِ الست کے وقت — اپنے رب کو دیکھا اور مست و بے خود ہوا

او شناسد بوئے مے کو مے خورد (۳) — چوں نخورد او مے چہ داند بو کرد

شراب کی بُو وہ پہچانتا ہے جو شراب پیئے — جب اُس نے شراب پی نہیں وہ سونگھنا کیا جانے؟

زانکہ حکمت ناقۂ ضالّہ است — ہمچو دلّالہ شہاں را دالّہ است

کیونکہ دانائی، گم شدہ اونٹنی ہے — دلّالہ کی طرح شاہوں کے لئے راہنما ہے

تو ببینی خواب در یک خوش لقا — کو دہد وعدہ و نشانے مر ترا

تو خواب میں ایک حسین کو دیکھتا ہے — جو تجھے وعدہ اور نشانی عطا کرتا ہے

کہ مرادِ تو شود اینک نشاں — کہ بہ پیش آید ترا فردا فلاں

کہ تیرا مقصد پورا ہو جائے گا، یہ نشانی ہے — کہ فلاں شخص کل تیرے سامنے آئے گا

---

(۱) ہمچو خوں۔ لالہ کا رنگ خونی ہوتا ہے۔ زر یعنی پھول کا زیرہ۔ فاختہ۔ اسکی کوکو کی آواز کو محبوب کو تلاش کرنے کی آواز مانا جاتا ہے۔ لک لک۔ پانی کا پرندہ ہے جسکو لق لق بھی کہتے ہیں اُس سے لک لک کی آواز نکلتی ہے جس کے معنی ہیں "تیرے لئے" مولانا فرماتے ہیں اِس کا مطلب ہے۔ مُلکُ لکَ یا مُستعان "اے خدا ملک تیرا ہے"۔ اسرار ضمیر۔ موسم بہار کے پھول زمین کے دل کے اسرار ہیں سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئے ہیں۔

(۲) از کجا۔ موسمِ بہار میں نو بہاران چمن کو خدا لباس عطا فرماتا ہے۔ لطافتہا۔ موسمِ بہار کی لطافتیں۔ نشان۔ علامت۔ ایں نشان۔ ایک عابدِ عارف برگِ درختانِ سبز کو معرفتِ کردگار کا ذریعہ بناتا ہے۔ شاہ۔ حضرتِ حق۔ انتباہ۔ جو معرفت سے خالی ہے اُس کی نظر مصنوع پر رک جاتی ہے صانع تک نہیں پہنچتی ہے۔ الست۔ ازل میں خدا نے روحوں کو جمع کر کے کہا تھا: "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔

(۳) او شناسد۔ آثار سے مؤثر تک پہنچنے کی چند مثالیں دی ہیں حکمت۔ حدیث شریف میں ہے دانائی مومن کی گمشدہ چیز ہے جہاں اُس کو دیکھ لیتا ہے اُس کو لے لیتا ہے اِسی طرح آیاتِ الٰہیہ اللہ کی ذات پر دلالت ہوتی ہے۔ ایک عارف کو انہی آیات کو دیکھ کر ذاتِ حق یاد آجاتی ہے۔ دلّالہ۔ بشاطہ۔ دالّہ۔ دلالت کرنے والی۔ تو ببینی۔ اللہ کی نشانیوں سے اللہ کو پہچاننے کی دوسری مثال ہے کہ اگر خواب میں کوئی تم سے کوئی وعدہ کرے اور نشانیاں بتا دے تو جب وہ نشانیاں سامنے آئیں گی تو تم پر کیسی کیفیت طاری ہوگی۔

یک نشانے[1] آنکہ اُو باشد سوار
ایک نشانی یہ ہے، کہ وہ سوار ہو گا

یک نشانے کہ تُرا گیرد کنار
ایک نشانی یہ ہے کہ تجھ سے بغلگیر ہو گا

یک نشانیکہ بخندد پیشِ تو
ایک نشانی یہ ہے، وہ تیرے سامنے ہنسے گا

یک نشاں کہ دست بندد پیشِ تو
ایک نشانی یہ ہے کہ وہ تیرے سامنے ہاتھ باندھیگا

یک نشانے آنکہ ایں خوابِ ہوس
ایک نشانی یہ ہے، کہ یہ خواب خواہش سے

چوں شود فردا نگوئی پیش کس
کل جب ہوگی تو کسی سے نہ کہہ سکے گا

زاں نشاں با والدِ یحییٰؑ بگفت
یہ نشانی (حضرت) یحییٰؑ کے والد سے کہی

کہ نیائی تا سہ روز اصلاً بگفت
کہ تو تین روز تک بات نہ کر سکے گا

دم مزن سہ روز زیں اے نیک خو
اے نیک عادت والے! اس بارے میں تین دن تک دم نہ مارنا

کایں سکوت ست آیتِ مقصودِ تو
یہ خاموشی تیرا مقصود (حاصل ہونے) کی علامت ہے،

ہیں میاور ایں نشانے[2] را بگفت
خبردار! یہ نشانی کسی کو نہ بتانا

ویں سخن را دار اندر دل نہفت
اس بات کو دل میں چھپائے رکھنا

تا سہ شب خامش کُن از نیک و بد
تین رات تک اچھی بُری بات سے چُپ رہنا

ایں نشاں باشد کہ یحییٰؑ آیدت
یہ نشانی ہوگی کہ یحییٰؑ تیرے پاس پیدا ہو کر آئیگا

ایں نشانہا گویدت ہمچوں شکر
شکر کی طرح یہ نشانیاں تجھ سے کہے گا

ایں چہ باشد صد نشانے ہم دگر
یہ کیا، دوسری سَو نشانیاں بھی (کہے گا)

ایں نشانِ آں کہ تو گر دکاں مُلک و جاہ
یہ اس کی نشانی ہوگی کہ جو مُلک و مرتبہ

کہ ہمی جوئی بیابی از الٰہ
تو چاہتا ہے وہ خدا کی جانب سے پائے گا

آنکہ[3] می گریی بہ شبہائے دراز
جس کے لئے تو لمبی راتوں میں روتا رہا ہے

وانکہ می سوزی سحرگہ در نیاز
اور جس کے لئے صبح کے وقت عاجزی میں جلتا رہا ہے

وانکہ بے آں روزِ تو تاریک شُد
وہ جس کے بغیر تیرا دن تاریک ہو گیا ہے

ہمچو دُوکے گردنت باریک شُد
تیری گردن تکلے کی طرح باریک ہو گئی ہے

وانکہ دادی ہرچہ داری در زکات
وہ (جس کے لئے) تو نے اپنا سب کچھ لٹا دیا

چوں زکاتِ پاکبازاں رختہاست
جبکہ پاکبازوں کی خیرات سامان ہوتا ہے

رختہا دادی و خواب و رنگ رُو
(جس کیلئے) تو نے سامان اور نیند اور چہرے کی آب و تاب لٹا دی

سر فدا کردی و گشتی ہمچو مُو
سر کو قربان کر دیا اور تو بال کی طرح بن گیا

---

[1] یک نشاں مقصود پورا ہو جانے کی پہلی نشانی یہ ہے کہ صبح کو ایک سوار آئیگا دوسری یہ ہے کہ وہ آکر بغلگیر ہوگا، تیسری یہ ہے وہ ہنسے گا، چوتھی یہ ہے کہ وہ ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوگا، پانچویں یہ ہے کہ تو یہ خواب کسی سے بیان نہ کر سکیگا۔ والدِ یحییٰؑ۔ حضرت زکریا علیہ السّلام کو جب حضرت یحییٰ علیہ السّلام کی پیدائش کی بشارت دی گئی تھی تو تین روز تک بات نہ کرنے کا بھی حکم دیا گیا تھا۔ نیک خُو۔ یعنی حضرت زکریاؑ۔ مقصودِ تو۔ یعنی حضرت یحییٰؑ کی پیدائش۔

[2] ایں نشانے یعنی تین روز تک بات نہ کرنا۔ آیدت۔ تمہارے گھر پیدا ہوگا۔ ایں نشانہا یعنی خواب میں آنے والے نے جو نشانیاں بتائیں۔ ایں نشاں۔ اس شخص کا مقصود یہ تھا کہ اُس کو مُلک و جاہ حاصل ہو اُس کے حصول کی یہ نشانیاں بتائی تھیں۔

[3] آنکہ جن کے لئے تو راتوں کو روتا تھا اور صبح سویرے عاجزی سے دعائیں کرتا تھا۔ دُوک۔ تکلا۔ ہرچہ داری۔ تمام مال و دولت۔ زکات یعنی خیرات۔ رختہا دادی۔ سامان ہی نہیں بلکہ نیند اور چہرے کی رونق سب اس تمنا میں گنوا دی۔

چند در آتش نشستی ہمچو عُود[1] — چند پیشِ تیغ رفتی ہمچو خُود
کتنی مرتبہ تو اگر کی طرح آگ میں بیٹھا؟ ڈھال کی طرح تو کتنی مرتبہ تلوار کے سامنے گیا؟

زیں چنیں بیچارگیہا صد ہزار — خوئے عُشّاقست و ناید در شمار
اِس طرح کی لاکھوں بے چارگیاں عاشقوں کی عادت ہے اور وہ شمار نہیں ہو سکتیں

چونکہ اندر خواب دیدی حالہا — آنکہ بُودے آرزویش سالہا
چونکہ تونے خواب میں وہ اَحوال دیکھے جن کی برسوں سے آرزو تھی

چونکہ شب ایں خواب دیدی روز شد — از امیدش روزِ تو پیروز شد
تونے جب رات کو یہ خواب دیکھا، دن ہوا اِس کی امید سے تیرا دن کامیاب ہوا

چشم گرداں کردہ بر چپ و راست — کاں نشان و آں علامتہا کجاست
تونے دائیں بائیں (جانب) آنکھیں دوڑائی ہیں کہ وہ نشانی اور وہ علامتیں کہاں ہیں؟

برمثالِ[2] برگ می لرزی کہ وائے — گر رود روز و نشاں ناید بجائے
تو پتّے کی طرح لرزتا تھا، کہ ہائے اگر دن ختم ہو گیا اور نشانی نمودار نہ ہوئی

می دَوی در کوی و بازار و سَرا — چوں کسے کو گم کُند گوسالہ را
تو کوچہ اور بازار اور سرائے میں دوڑتا تھا اُس شخص کی طرح جس نے بچھڑا گم کر دیا ہو

خواجہ خیر ست ایں دوا دو چیستت — گم شدہ اینجا کہ داری کیستت
جناب خیریت ہے یہ تیری بھاگ دوڑ کس لئے ہے؟ تیرا اِس جگہ جو گم ہوا ہے وہ تیرا کیا لگتا ہے؟

گوئیش خیر ست لیکن خیرِ من — کس نشاید کہ بداند غیرِ من
تو اُس سے کہے گا خیریت ہے لیکن میری خیریت مناسب نہیں ہے کہ میرے سوا کوئی جانے

گر بگویم[3] یک نشانم فوت شد — چوں نشاں شد فوت وقتِ موت شد
اگر میں ایک نشانی (بھی)، بتا دوں تو وہ جاتی رہی جب نشانی جاتی رہی تو موت کا وقت آگیا

بنگری در روئے ہر مَردِ سوار — گویدت منگر مرا دیوانہ وار
تو ہر سوار انسان کے مُنہ کو تکتا ہے وہ تجھ سے کہتا ہے مجھے دیوانوں کی طرح نہ دیکھ

گوئیش من صاحبے گم کردہ ام — رُو بجُست و جوئے اُو آوردہ ام
تو اُس سے کہتا ہے میں نے ایک ساتھی گم کر دیا میں اُس کی تلاش میں ہوں

دولتت پائندہ باد اے سوار — رحم کُن بر عاشقاں معذور دار
اے سوار! تیری دولت باقی رہے عاشقوں پر رحم کر، معذور سمجھ

[1] عُود۔ خوشبودار لکڑی ہے جس کی بتّیاں دھونی کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ خُود۔ ڈھال۔ زیں چنیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ کسی مطلوب کے عاشقوں کو اِس طرح کی چیزوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ پیروز۔ فیروز، کامیاب۔ چشم گرداں یعنی رات کی بتائی ہوئی نشانیوں کی جستجو میں تو نظریں دوڑا تا ہا۔

[2] برمثال۔ صبح کو نشانیوں کی تلاش میں اِس خوف سے لرز رہا تھا کہ وہ نشانیاں نہ دیکھ پائے۔ گوسالہ۔ بچھڑا۔ دوا دو۔ بھاگ دوڑ۔ کیستت۔ تیرا کون ہے۔ غیرِ من۔ کیونکہ وہ خواب کی بات کسی کو نہ بتا سکتا تھا۔

[3] گر بگویم۔ خواب کو نہ بتانا بھی ایک نشانی ہے کہ بتانے سے وہ نشانی فوت ہو جائیگی اور اُس کا فوت ہو جانا موت کی برابر ہے کیونکہ مقصود ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ منگر۔ اِشتیاق میں دیوانوں کی طرح ہر سوار کو دیکھتا تھا۔ معذور دار۔ گھوڑے میں مجھے معذور سمجھ اور معاف کر دے۔

چوں طلب کردی بجِدّ آمد نظر — **جِدّ خطا نکند چنیں آمد خبر**[1]

جب تو نے کوشش سے طلب کی وہ نظر آئی — حدیث میں آیا ہے کہ کوشش رائیگاں نہیں جاتی

ناگہاں آمد سوارے نیکبخت — **پس گرفت اندر کنارت سخت سخت**

اچانک ایک نیک بخت سوار سامنے آیا — اُس نے گرم جوشی سے معانقہ کیا

تو شدی بیہوش و افتادی بطاق — **بیخبر گفت اینت سالوس و نفاق**

تو بیہوش ہوگیا اور محراب میں گر پڑا — ناواقف نے کہا، یہ مکر اور نفاق ہے

اُو چہ می بیند درو ایں شور چیست — **اُو نداند کاں نشانِ وصلِ کیست**

وہ کب دیکھتا ہے کہ اس میں یہ جذبہ کس چیز کا ہے — وہ نہیں جانتا کہ یہ کس کے ملنے کی نشانی ہے؟

ایں نشاں در حقِّ اُو باشد کہ دید — **آں دگر را کے نشاں آید پدید**

یہ نشانی اُس کیلئے (ہی) ہے جس نے مقصد سمجھا ہے — دوسرے کے لئے یہ نشانی کب واضح ہوسکتی ہے؟

ہر زماں[2] **کز وے نشانے می رسد** — **شخص را جانے بجانے می رسد**

جب بھی اُس کی جانب سے کوئی نشانی ملتی ہے — (اُس) شخص میں ایک نئی جان آتی ہے

ماہیِ بیچارہ راپیش آمد آب — **ایں نشانہا تِلْكَ آیَاتُ الْکِتَاب**

بیچاری مچھلی کے سامنے پانی آگیا — یہ نشانیاں تِلْكَ آیَاتُ الْکِتَاب (جیسی) ہیں

پس[3] **نشانیہا کہ اندر انبیاست** — **خاص آں جاں را بُوَد کو آشناست**

وہ نشانیاں جو انبیاء ؑ میں ہیں — وہ اُن لوگوں کے لئے ہیں جو واقف کار ہیں

ایں سخن ناقص بماند و بیقرار — **دل ندارم بیدلم معذور دار**

یہ بات ناقص اور بکھری رہ گئی — میرا دل نہیں ہے، میں بیدل ہوں، معذور سمجھ

ذرّہا را کے تواند کس شمرد — **خاصہ آں کو عشق از وے عقل بُرد**

ذرّوں کو کوئی کب گن سکتا ہے؟ — خصوصاً وہ جس کی عقل کو عشق نے ختم کر دیا ہو

می شمارم برگہائے باغ را — **می شمارم بانگِ کبک و زاغ را**

میں باغ کے پتوں کو گنتا ہوں؟ — میں چکور اور کوے کی آواز کو شمار کرتا ہوں؟

در شمار اندر نیاید لیک من — **می شمارم بہرِ رُشدِ مُمتحن**

وہ گنتی میں نہیں آتے، لیکن میں — مبتلا کی رہنمائی کے لئے گنتا ہوں

نحسِ کیواں یا کہ سعدِ مُشتری — **ناید اندر حصر گرچہ بشمری**

زُحل کی نحوست یا مُشتری کی سعادت — گنتی میں نہیں آتی ہے، اگرچہ تو شمار کرے

---

[1] جِدّ۔ کوشش۔ خبر اصطلاح میں حدیث شریف کو کہتے ہیں لیکن یہ حدیث نہیں بلکہ ایک مشہور مقولہ ہے۔ مَنْ جَدَّ وَجَدَ "جس نے کوشش کی اُس نے پایا"۔ پس گرفت۔ گرم جوشی سے بغلگیر ہوا۔ طاق۔ محراب۔ بیخبر۔ یعنی وہ لوگ جو اصل قصّہ سے ناواقف تھے۔ سالوس۔ مکر۔ شور۔ جوش۔ کہ دید۔ یعنی اُس چیز کو دیکھا ہو جس کی یہ نشانی ہے۔

[2] ہر زماں۔ مقصد حاصل ہونے کی جو جو نشانی وہ دیکھ رہا تھا اُس میں جان پڑتی جا رہی تھی۔ ماہی۔ پانی کو دیکھ کر جس طرح مچھلی میں جان پڑتی ہے خواب دیکھنے والے کے لئے یہ نشانیاں جو آیات قرآنی کی طرح یقینی ہیں جان پڑنے کا سبب ہیں۔ تِلْكَ آیَاتُ الْکِتَاب "یہ قرآن کی آیتیں ہیں" یعنی یہ نشانیاں ایسی ہی سچی ہیں جیسا کہ قرآن کی آیات جن میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

[3] پس نشانیہا۔ انبیاءؑ میں جو نشانیاں ہیں اُن سے وہی متاثر ہوتا ہے جس کو حق تعالیٰ سے شناسائی حاصل ہو۔ ایں سخن۔ یعنی انبیاء کی نشانیاں۔ بیقرار۔ غیر مرتب۔ ذرّہا۔ انبیاءؑ کی نشانیاں ذرّوں کی طرح بیشمار ہیں اور پھر دیوانہ عاشق انکو کیا گن سکتا ہے۔ می شمارم۔ باغ کے پتّے اور پرندوں کی آوازیں نہیں گنی جا سکتی ہیں۔ بہرِ رُشد۔ انبیاء کی لا تعداد نشانیوں میں سے کچھ بیان

لیک[1] ہم بعضے ازیں ہر دو اثر — شرح باید کرد بہرِ نفع و ضر
لیکن ان دونوں کے اثر کا کچھ حصہ — (لوگوں کے) نفع ونقصان کے لئے بیان کردینا چاہیئے

تا شود معلوم آثارِ قضا — شمۂ مر اہلِ سعد و نحس را
تاکہ تقضائے خداوندی کے اثرات معلوم ہوجائیں — کچھ، سعادت اور نحوست والوں کو

طالعِ آں کس کہ باشد مشتری — شاد گردد از نشاط و سروری
جس کا طالع مشتری ہو — وہ نشاط اور عزت کی وجہ سے خوش رہے گا

وانکہ را طالع زحل از ہر شرور — احتیاطش لازم آمد در امور
جس کا طالع زحل ہوگا ہر قسم کے شروں سے — معاملات میں اُس کے لئے احتیاط ضروری ہے

گر نگویم آں زحل استارہ را — ز آتشش سوزد مر آں بیچارہ را
اگر میں اُس زحل ستارے کے متعلق، نہ کہوں — اُس بیچارے کو وہ اپنی آگ سے پھونک دے

بس کن اے بیہودہ تا زاں آفتاب — آتشے ناید بیکبارہ بتاب
اے بیہودہ! بس کر، کہیں اُس آفتاب — کی آگ یکبارگی چمک نہ اُٹھے

از کواکب در سپہرِ بیکراں — در دمے نے نور ماند نے نشاں
لامحدود آسمان کے ستاروں میں — ایک دم نہ نور رہے، نہ نشان

آنچہ بر دارد در آں مشغول شو — وز دگر گفتارہا معزول شو
جس کا نتیجہ نکلے اُس میں مشغول ہو — دوسری باتوں سے جدا رہ

جنبشِ اختر نیاید جز سقیم — بر ندارد جز کہ لطفِ آں رحیم
ستارے کی چال مریض کے سوا کچھ نہیں ہے — سوائے اُس رحیم کی مہربانی کے کوئی چیز نتیجہ خیز نہیں ہے

اذکروا اللہ شاہِ ما دستور داد — دید اندر نار و ما را نور داد
ہمارے بادشاہ (اللہ تعالیٰ) نے ذکر کی اجازت دیدی ہے — ہمیں آگ میں دیکھا اور ہمیں نور بخش دیا

گفت[2] اگرچہ پاکم از ذکرِ شما — نیست لائق مر مرا تصویرہا
فرمایا اگرچہ میں تمہارے ذکر سے پاک ہوں — مثالیں میرے مناسب نہیں ہیں

لیک ہرگز مست تصویر و خیال — درنیابد ذاتِ ما را بے مثال
لیکن مثال اور تخیل کا عادی — ہماری ذات کو بغیر مثال کے نہیں سمجھتا ہے

ذکرِ[3] جسمانہ خیالِ ناقص ست — وصفِ شاہانہ ازآنہا خالص ست
جسمانی ذکر، ناقص خیال ہے — شاہانہ صفات اُن سے منزہ ہیں

---

۱ لیک۔ باوجود ہوشیار ہونے کے کچھ بیان کردی جاتی ہیں۔ بس کن۔ اللہ کی ذات اور نشانیوں کا بیان صحیح طور پر ممکن نہیں کوئی تجلی غیرت میں آگئی تو پھونک ڈالے گی۔ از کواکب۔ اس تجلی کا یہ اثر ہوگا۔ آنچہ۔ پہلے ستاروں سے متعلق باتیں ذکر کی تھیں اب فرماتے ہیں نجوم کی باتوں میں مشغولیت بیکار ہے اس سے کوئی فائدہ نہیں ستاروں کی حالتیں صحیح نہیں ہوتی ہیں فائدہ اللہ کی مہربانی پر موقوف ہے۔ اُذکروا اللہ۔ خدا کا ذکر کرو یہ مفید ہے خواہ ہم اُسکی حمد و ثنا میں اُس کی شایانِ شان باتیں نہ بھی کہہ سکیں۔

۲ گفت۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ممکنات کی صفات سے تشبیہ دے کر سمجھایا جاتا ہے ظاہر ہے کہ وہ ناقص مثالیں ہیں، خدا کی ذات اُنسے پاکیزہ ہے لیکن چونکہ انسان مادی چیزوں کو سمجھنے کا عادی ہوتا ہے لہٰذا مادی چیزوں کی مثال دے کر ہی اُس کو اللہ کی صفات سمجھائی جاسکتی ہیں۔

۳ ذکر جسمانہ۔ اللہ کی تعریف میں ہم یہ کہیں کہ وہ انسان کی طرح عاجز نہیں ہے تو ایسا ہی ہے کہ کسی بادشاہ کی تعریف میں ہم یہ کہیں کہ وہ جولاہہ نہیں ہے۔

شاہ را گوید کسے جولاہ نیست
(اگر) بادشاہ کو کوئی کہے کہ وہ جولاہہ نہیں ہے

ایں چہ مدحست آں مگر آگاہ نیست
یہ کیا تعریف ہے؟ شاید وہ واقف نہیں ہے

انکار[1] کردنِ موسیٰ علیہ السّلام بر مناجاتِ شُبان
ایک چرواہے کی دعا پر حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا انکار

دید موسیٰ یک شُبانے را براہ
(حضرت) موسیٰ نے ایک چرواہے کو راستہ میں دیکھا

کو ہمی گفت اے کریم و اے اِلٰہ
کہ وہ کہہ رہا تھا اے کریم اور اے خدا!

تو کُجائی تا شوم من چاکرت
تو کہاں ہے؟ تاکہ میں تیرا نوکر بنوں

چارقت دوزم کُنم شانہ سَرت
تیرا جوتا سی دوں تیرے سر میں کنگھی کروں

تو کُجائی تا کہ خدمتہا کُنم
تو کہاں ہے؟ تاکہ تیری خدمتیں کروں

جامہ ات را دوزم و بخیہ زنم
تیرا کپڑا سی دوں، اور بخیہ کر دوں

جامہ ات شویم شپشہایت کُشم
تیرے کپڑے دھو دوں، تیری جوئیں مار دوں

شِیر پیشت آورم اے محتشم
اے معزز! تیرے سامنے دودھ پیش کروں

ور ترا بیماریِ آمد بہ پیش
اگر تجھے بیماری لاحق ہو

من ترا غمخوار باشم ہمچو خویش
اپنے کی طرح میں تیرا غمخوار بنوں

دستکت بوسم بمالم پایکت
تیرے پیارے ہاتھ چوموں، تیرے نازک پیر دباؤں

وقتِ خواب آید بروبم جائیکت
سونے کا وقت آئے تو تیرا بستر صاف کردوں

اے خدائے من فدایت جانِ من
اے میرے خدا تجھ پر میری جان قربان

جُملہ فرزندان و خان و مانِ من
تمام اولاد، اور میرا گھر بار

گر بدانم خانۂ تو من مُدام
اگر مجھے تیرے گھر کا پتہ چل جائے تو میں ہمیشہ

شِیر و روغن آرمت ہر صبح و شام
صبح وشام دودھ اور گھی تیرے لئے لاؤں

ہم پنیر و نانہائے[3] روغنیں
پنیر بھی اور روغنی روٹیاں بھی

خُمہائے جوغرات اے نازنیں
دہی کی مٹکیاں اے نازنیں!

ق

سازم و آرم بہ پیشت صبح و شام
تیار کروں، اور صبح وشام تیرے سامنے لاؤں

از من آوردن ز تو خوردن طعام
میرا لانا ہو، تیرا کھانا ہو

اے فدائے تو ہمہ بُزہائے من
اے (وہ ذات) جس پر میری ساری بکریاں قربان

وے بیادت ہی ہی و ہیہائے من
اے (وہ ذات) کہ تیری یاد میں میری آہ وزاری ہے

---

۱ انکار کردن۔ فرمایا تھا کہ اللہ تعالٰے کی حقیقی تعریف اِمکان سے باہر ہے پھر بھی جس طرح بن پڑے تعریف کرنی چاہیئے اِسی کی مناسبت سے یہ قصّہ نقل فرمایا ہے کہ چرواہے کی ناشائستہ تعریف چونکہ خلوصِ نیّت سے تھی لہٰذا مقبولِ بارگاہ بنی۔ چاکر۔ نوکر۔ چارق۔ جوتا۔ شانہ۔ کنگھی۔

۲ محتشم۔ سین کے ضمّہ کے ساتھ، جوں۔ محتشم۔ باوقار۔ خویش۔ اپنا، رشتہ دار۔ دستکت۔ دستکِ تو۔ پایکت۔ پایکِ تو۔ جایکت۔ جایکِ تو، اِن تینوں لفظوں میں کاف تصغیر، پیار کے لئے ہے۔ مُدام۔ ہمیشہ۔

۳ نانہائے روغنیں۔ پراٹھے۔ جوغرات۔ دہی۔ ہی ہی و ہیہائے۔ ہائے ہائے، آہ وزاری۔

زیں نمط بیہودہ می گفت آں شباں | گفت موسیٰؑ باکیستت[1] اے فلاں

وہ چرواہا اصلاح کی بیہودہ باتیں کہہ رہا تھا | حضرت موسیٰؑ نے کہا اے فلاں! تو کس سے مخاطب ہے؟

گفت باآں کس کہ مارا آفرید | ایں زمین و چرخ ازو آمد پدید

اُسنے کہا اُس ذات سے ہمکلام ہوں (جسنے ہمیں پیدا کیا ہے) | یہ زمین اور آسمان جس کے پیدا کرنے سے ظاہر ہوا ہے

گفت موسیٰؑ ہائے خیرہ سر شدی | خود مسلماں ناشدہ کافر شدی

حضرت موسیٰؑ نے فرمایا افسوس تو پاگل ہوگیا ہے | مسلمان نہ ہوا (بلکہ) کافر ہوگیا ہے

اینچہ ژاژست وایں چہ کفرست و فشار | پنبہ اندر دہانِ خود فشار

یہ تیری کیا بکواس ہے اور یہ تیرا کیا کفر اور بیہودگی ہے؟ | اپنے منہ میں روئی ٹھونس لے

گند کفرِ تو جہاں را گندہ کرد | کفرِ تو دیبائے دیں را ژندہ کرد

تیرے کفر کی بدبو نے دنیا کو بدبودار کردیا ہے | تیرے کفر نے دین کے دیبا کو گدڑی بنادیا

چارُق[2] و پاتابہ لائق مر تراست | آفتابے را چنینہا کے رواست

چپل اور جوتا تیرے لئے مناسب ہے | آفتاب کے لئے ایسی چیزیں کب مناسب ہیں؟

گر نہ بندی زیں سخن تو حلق را | آتشے آمد بسوزد خلق را

اگر تو ان باتوں سے منہ بند نہ کرے گا | آگ آئے گی اور دنیا کو جلادے گی

آتشے گر نامدست ایں دود چیست | جاں سیہ گشتہ رواں مردود چیست

اگر آگ نہیں آئی تو یہ دھواں کیسا ہے؟ | جان کالی ہوگئی، روح مردود کیوں ہے؟

گر ہمی دانی کہ یزداں داورست | ژاژ و گستاخی ترا چوں باورست

اگر تو جانتا ہے کہ خدا حاکم ہے | بیہودہ گوئی اور گستاخی پر تجھے کیوں یقین ہے؟

دوستیِ[3] بے خرد چوں دشمنی ست | حق تعالےٰ زیں چنیں خدمت غنی ست

بے وقوف کی دوستی دشمنی جیسی ہے | اللہ تعالےٰ اِس طرح کی خدمت سے بے نیاز ہے

باکہ می گوئی تو ایں باعم و خال | جسم و حاجت در صفاتِ ذوالجلال

تو یہ کس سے کہہ رہا ہے چچا اور ماموں سے | جسم اور حاجت اللہ کی صفتوں میں؟

شیرِ اُو نوشد کہ در نشو و نماست | چارق اُو پوشد کہ اُو محتاجِ پاست

دودھ وہ پیتا ہے جو نشو ونما میں ہے | چپل وہ پہنتا ہے جس کو پاؤں کی ضرورت ہے

در برائے بندہ است ایں گفتگو | آنکہ حق گفت اُو منست و من خود اُو

اگر یہ گفتگو (اُس) بندے کے لئے ہے | جسکے بارے میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا میں وہ ہوں اور وہ میں

[1] باکیستت یعنی خطاب تو باکیست۔ خیرہ سر۔ بیہودہ۔ ژاژ۔ ایک خاردار گھاس ہے ژاژ خائی، بکواس کرنا۔ فشار۔ فا کے ضمہ کے ساتھ، بیہودہ بات۔ فشار۔ فا کے فتحہ کے ساتھ فشردن یعنی نچوڑنا۔ گند۔ گندگی۔ ژندہ۔ پارہ پارہ کپڑا، گدڑی، یعنی تیری اِس گفتگو سے کفر و الحاد پھیلے گا اور دین میں رخنہ پیدا ہوگا۔

[2] چارُق۔ جوتا، چپل۔ پاتابہ۔ جوتا، موزہ، آفتاب۔ آفتابے یعنی ذاتِ خداوندی۔ خلق را ایک شخص کا گناہ دوسروں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے آتشے۔ اگر عذاب ابھی نہیں آیا تو اس کے آثار آگئے ہیں جس سے دل سیاہ ہوگیا ہے۔ یزداں۔ خدا۔ داور۔ حاکم۔

[3] دوستی۔ بیوقوف دوست سے عقلمند دشمن بہتر ہے۔ زیں یعنی وہ خدمتیں جو گڈریا اللہ تعالےٰ کے لئے بیان کررہا تھا۔ عم۔ چچا۔ خال۔ ماموں۔ جسم۔ گڈریے نے پیر دبانے کو کہا تھا۔ حاجت۔ گڈریے نے روٹی کھلانے کو کہا تھا۔ شیر۔ غذا کی اُس کو ضرورت ہے جس کا جسم ہو اور اُسکا نشو ونما ہوتا ہو۔ محتاجِ پا۔ اللہ تعالےٰ کو نہ پیر کی ضرورت ہے نہ جوتے کی حاجت ہے۔ در برائے۔ بعض خدا کے نیک بندے وہ ہوتے ہیں جو اپنی شخصیت اور خواہشات کو فنا کرکے حضرت حق کی مرضیات کے مطابق ڈھل جاتے ہیں، انکے بارے میں حدیث شریف ہے کہ اللہ تعالےٰ قیامت میں بنی آدم کو خطاب کرکے فرمائے گا۔ خطاب کا مضمون آئندہ اشعار میں مذکور ہے۔

آنکہ گفت اِنّی مَرِضتُ لَم تَعُد　　من شدم رنجور او تنہا نہ شُد
جسکے بارے میں فرمایا میں مریض ہوا تو نے عیادت کیوں نہ کی؟　　میں بیمار تھا وہ تنہا بیمار نہ تھا

آنکہ بی یَسمعُ وَبی یُبصرُ شدہ است　　در حقِ آں بندہ ایں ہم بیہدہ است
وہ کہ جو میرے ذریعہ سنتا ہے اور میرے ذریعہ دیکھتا ہے ہو گیا ہے　　اُس بندے کے حق میں بھی یہ بیہودہ ہے

بے ادب گفتن سخن با خاصِ حق　　دل بمیراند سیہ دارد ورق
اللہ (تعالیٰ) کے خاص بندے سے بے ادبی سے بات کرنا　　دل کو مُردہ کر دیتا ہے، اعمالنامہ سیاہ کر دیتا ہے

گر تو مردے را بخوانی فاطمہ　　گرچہ یک جنس اند مرد و زن ہمہ
اگر تو مرد کو فاطمہ کہہ کر بلائے　　اگرچہ سب مرد و عورت ایک جنس ہیں

قصدِ خونِ تو کُند تا ممکن است　　گرچہ خوش خوی و حلیم و ساکن است
حتی الامکان تیری جان (لینے) کا ارادہ کرے　　اگرچہ خوش مزاج اور بُردبار اور صاحبِ سکون ہے

فاطمہ مدح است در حقِ زناں　　مرد را گوئی بود زخمِ سناں
عورتوں کے لئے فاطمہ تعریف ہے　　(اگر) تو مرد کو کہے بھالے کا زخم ہوگا

دست و پا در حقِ ما استائش است　　در حقِ پاکیِ حق آلائش است
ہاتھ اور پیر ہونا ہمارے لئے تعریف ہے　　اللہ (تعالیٰ) کی پاکی کے لئے ناپاکی ہے

لَم یَلِد لَم یُولَد اور الائق است　　والد و مولود را او خالق است
نہ اُس نے جنا نہ وہ جنا گیا اس کیلئے مناسب ہے　　(کیونکہ) وہ باپ اور لڑکے کا خالق ہے

ہر چہ جسم آمد ولادت وصفِ او است　　ہر چہ مولود است او زیں سوئے جو است
جو جسم ہے پیدا ہونا اُس کی صفت ہے　　جو جنا ہوا ہے وہ اِس طرف (جسم) کا جوئندہ ہے

زانکہ از کون و فساد است و مہیں　　حادث است و مُحدثے خواہد یقیں
چونکہ وہ بننے بگڑنے (والے عالم) کا اور کمزور ہے　　وہ نو پیدا ہے اور یقیناً پیدا کرنے والے کا خواہاں ہے

گفت اے موسیٰ دہانم دوختی　　وز پشیمانی تو جانم سوختی
اس نے کہا اے موسیٰ! تم نے میرا منہ سی دیا　　اور شرمندگی سے میری جان جلا دی

جامہ را بدرید و آہے کرد تفت　　سر نہاد اندر بیاباں و برفت
کپڑے پھاڑے اور گرم آہ کی　　بیاباں کا رُخ کیا اور چل دیا

۱؎ اِنّی مَرِضتُ لَم تَعُدنی۔ "میں بیمار ہوا تھا تو مزاج پُرسی کو نہ آیا" تو اس سے مُراد یہ ہے کہ میرا وہ مخصوص بندہ بیمار ہوا تھا تو نے اسکی مزاج پُرسی کیوں نہ کی تھی۔ ایسے ہی بندوں کے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ وہ ایسا بندہ ہوتا ہے۔ بی یَسمعُ وَبی یُبصرُ وہ میرے ذریعہ سنتا ہے اور میرے ذریعہ دیکھتا ہے یعنی اُس کی قوتِ سامعہ اُسی بات کو سنتی ہے جو میری مرضی کے مطابق ہو اور قوتِ باصرہ اُسی کو دیکھتی ہے جس میں میری رضا ہو۔ بے ادب۔ اللہ کے اِن مخصوص بندوں سے گستاخانہ باتیں کرنا دل کو مردہ اور اعمالنامہ کو سیاہ کر دیتا ہے۔

۲؎ فاطمہ۔ دودھ چھڑانے والی یہ جنتی عورتوں کی سردار آنحضورؐ کی صاحبزادی کا نام ہے جو ہر عورت اپنے لئے پسند کرے گی۔ لیکن کسی مرد کو کہو تو وہ بُرا مان جائیگا۔ دست۔ انسان کے ہاتھ پیر میں نقصان ہو تو عیب ہے اللہ کیلئے ثابت کرو تو اُس کی تنزیہ کے منافی ہے۔ لَم یَلِد وَلَم یُولَد۔ نہ اُس نے کسی کو جنا نہ اُسکو کسی نے جنا۔ جو بعض صاحبان نے اس کا ترجمہ بغیر وحدت کا کیا ہے یعنی جنا ہوا ہونا ذاتِ باری سے کم درجہ کے لئے ہے بعض صاحبان نے اس کو جوئندہ کے معنی میں لیا ہے۔ ازیں سُو یعنی عالمِ امکان

۳؎ کون و فساد۔ بننا بگڑنا۔ یہ جسمانی اور مادی چیزوں کا خاصہ ہے۔ حادث۔ نو پیدا۔ مُحدث۔ پیدا کرنے والا۔ گفت چرواہے نے کہا۔ دوختی۔ چونکہ آپ نبی ہیں اور اطاعت ضروری ہے۔ وز پشیمانی۔ اللہ کا ذکر چھوڑنے سے شرمندگی ہے جو روح کو جلا رہی ہے۔ جامہ بدرید۔ ذکر سے محرومی کی وجہ سے۔

عتاب کردنِ حق تعالیٰ با موسیٰ علیہ السّلام بہر شُباں

چرواہے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی (حضرت) موسیٰ علیہ السلام پر خفگی

وحی آمد سوئے موسیٰؑ از خدا
اللہ (تعالیٰ) کی جانب سے (حضرت) موسیٰؑ پر وحی آئی

بندۂ ما را زما کردی جُدا[۱]
تو نے ہمارے بندے کو ہم سے جُدا کر دیا

تو برائے وصل کردن آمدی
تو ملانے کے لئے آیا ہے

نے برائے فصل کردن آمدی
جُدا کرنے کے لئے نہیں آیا ہے

تا توانی پا مَنِہ اندر فراق
جب تک ہو سکے جُدائی میں قدم نہ رکھ

کَابغضُ الاَشیاءِ عِندی الطَّلاق
اسلئے کہ طلاق میرے نزدیک بُری چیزوں میں سب سے بُری ہے

ہر کسے را سیرتے بنہادہ ایم
ہم نے ہر شخص کی ایک طبیعت بنائی ہے

ہر کسے را اصطلاحے دادہ ایم
ہم نے ہر شخص کو ایک اصطلاح دی ہے

در حقِ اُو مدح دَر حقِّ تو ذم
اُسکے حق میں تعریف ہے (اور) تیرے حق میں بُرائی ہے

در حقِ اُو شہد و در حقِّ تو سَم
اُسکے حق میں وہ شہد ہے (اور) تیرے حق میں زہر ہے

در حقِ[۲] اُو نور در حقِّ تو نار
تیرے حق میں وہ نور ہے اُسکے حق میں آگ ہے

در حقِ اُو وَرد در حقِّ تو خار
اُسکے حق میں وہ گلاب کا پھول ہے تیرے حق میں وہ کانٹا ہے

در حقِ اُو نیک در حقِّ تو بَد
اُسکے حق میں وہ اچھی ہے تیرے حق میں بُری ہے

در حقِ اُو خوب در حقِّ تو رَد
اُسکے حق میں وہ خوب ہے تیرے حق میں مردود ہے

ما بَرِی از پاک و ناپاکی ہمہ
ہم پاکی اور ناپاکی سب سے منزہ ہیں

از گراں جانی و چالاکی ہمہ
سُستی اور چُستی سب سے (منزہ ہیں)

من[۳] نکردم امر تا سُودے کُنم
میں نے حکم اِس لئے نہیں دیا کہ کوئی فائدہ اٹھاؤں

بلکہ تا بر بندگاں جودے کُنم
بلکہ اِس لئے کہ بندوں پر بخشش کروں

ہندیاں را اِصطلاحِ ہند مدح
ہندوستان والوں کیلئے ہندوستان کی اصطلاح تعریف ہے

سِندیاں را اِصطلاحِ سِند مدح
سندھیوں کے لئے سندھ کی اصطلاح تعریف ہے

من نگردم پاک از تسبیحِ شاں
میں اُن کی تسبیح سے پاک نہیں بنتا ہوں

پاک ہم ایشاں شوند و دُر فشاں
وہی پاک اور موتی برسانے والے بن جاتے ہیں

مستحق ہوتے ہیں۔ ہندیاں۔ ہر ملک والے اپنی لغت اور اصطلاح میں تعریف کر سکتے ہیں۔ نگردم۔ اللہ تعالیٰ بندوں کی تسبیح سے پہلے ہی پاک ہے۔ دُرفشاں۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح موتی کے ڈالنے ہیں۔

---

[۱] جُدا۔ یعنی ذکر سے جو اُسے قُرب حاصل تھا وہ نہ رہا۔ وصل۔ انبیاء کی بعثت کا مقصد مخلوق کو خالق سے وابستہ کرنا ہے۔ الطلاق۔ حدیث شریف ہے۔ اَبغَضُ الحَلَالِ عِندَ اللّٰہِ الطَّلَاقُ۔ حلال چیزوں میں سے طلاق اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے۔ طلاق سے میاں بیوی میں فراق ہوتا ہے۔ ہر کسے۔ ہر انسان اپنی استعداد اور اپنے مروجہ الفاظ میں تعریف کرتا ہے جبکہ دل میں عقیدت ہے تو اُس کی تعریف بہرحال قبول ہے اور اُس کی وہ حمد اُسکے لئے باعثِ تعریف ہے ایک عامی انسان اپنی استعداد کے مطابق جو تعریف کرتا ہے اگر وہ لفظ پڑھا لکھا بولے تو اُس کے لئے وہ بُرائی ہے۔

[۲] در حق۔ حضورؐ نے ایک لونڈی سے دریافت کیا، خدا کہاں ہے تو اُس نے جواب دیا آسمانوں میں ہے تو یہ کہنا اُس کے لئے نور بنا آنحضورؐ نے اُس کا اسلام معتبر مانا اگر یہی جملہ ایک عالمِ فاضل کہے تو کفر ہے جو موجب نار ہے۔ رَد۔ مردود۔ ما بری۔ انسان تقدیس و تسبیح میں جو کچھ بھی کہتا ہے اللہ کی ذات اُس سے بلند ہے لہٰذا اب جو بھی کچھ کہے اُس کو نہ روکو۔

[۳] من نکردم۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی میں اللہ کا کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ بندے پابندی کرکے رحم و کرم کے

ما بروں[۱] را ننگریم و قال را — ما دروں را بنگریم و حال را
ہم ظاہر اور قول کو نہیں دیکھتے ہیں — ہم باطن کو اور حالت کو دیکھتے ہیں

ناظرِ قلبیم اگر خاشع بود — گرچہ گفت لفظ ناخاضع بود
ہم قلب کو دیکھنے والے ہیں اگر وہ عاجزی کرنیوالا ہو — اگرچہ لفظی گفتگو عاجزی کی نہ ہو

زاں کہ دل جوہر بود گفتن عرض — پس طفیل آمد عرض جوہر غرض
اس لئے کہ دل جوہر ہے، اور کہنا عرض ہے — تو عرض ضمنی چیز ہے، جوہر مقصود ہے

چند ازیں الفاظ[۲] و اضمار و مجاز — سوز خواہم سوز با آں سوز ساز
یہ منہ سے بولنا اور دل میں چھپانا اور مجاز کب تک؟ — میں سوز ہی سوز چاہتا ہوں، سوز سے موافقت کر

آتشے از عشق در جاں برفروز — سر بسر فکر و عبارت را بسوز
عشق کی آگ، جان میں روشن کر — (غور و) فکر اور عبارت کو بالکل جلادے

موسیا آداب داناں دیگر اند — سوختہ جان و رواناں دیگر اند
اے موسیٰ! آداب جاننے والے دوسرے ہیں — سوختہ جان اور سوختہ روح دوسرے ہیں

عاشقاں را ہر زماں سوزیدنیست — بردہِ ویراں خراج و عشر نیست
عاشقوں کو ہر وقت جلنا ہے — اُجاڑ گانوں پر خراج اور عشر نہیں ہے

در خطا[۳] گوید ورا خاطی مگو — گر بود پُر خوں شہید آں را مشو
اگر وہ غلط بات کہتا ہے تو اُس کو خطاوار نہ کہہ — اگر شہید خون میں لتھڑا ہو اُس کو نہ دھو

خوں شہیداں را ز آب اولیٰ تر است — ایں خطا از صد صواب اولیٰ تر است
شہیدوں کے لئے خون پانی سے بہتر ہے — یہ غلطی تو صحیح چیزوں سے زیادہ اچھی ہے

در دروں کعبہ رسم قبلہ نیست — چہ غم ار غواص را پاچیلہ نیست
کعبہ کے اندر قبلہ (رُو ہونے) کی رسم نہیں ہے — اگر غوطہ خور کے پاس چپل نہیں ہیں تو کیا غم ہے؟

تو ز سرمستاں قلاوزی مجو — از رفو مر جامہ چاکاں را مگو
تو مستوں سے رہنمائی کی توقع نہ کر — جامہ چاک لوگوں سے رفو کی فرمائش نہ کر

ملتِ عشق از ہمہ ملت جدا است — عاشقاں را مذہب و ملت خدا است
عشق کا مذہب تمام مذہبوں سے جدا ہے — عاشقوں کا مذہب اور دین اللہ تعالیٰ ہے

---

[۱] ما بروں۔ حدیث شریف میں ہے اللہ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا ہے وہ تمہاری نیتوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ خاشع۔ عاجزی کرنیوالا۔ خاضع۔ خاکساری کرنیوالا۔ جوہر۔ خود قائم رہنے والی چیز۔ عرض۔ دوسرے کے سہارے قائم رہنے والی چیز۔ غرض یعنی اصل مقصد۔

[۲] الفاظ جو منہ سے بولا جائے۔ اِضمار۔ دل میں کسی بات کو رکھنا۔ مجاز۔ لفظ کے حقیقی معنیٰ چھوڑ کر دوسرے معنیٰ مراد لینا۔ انسان کی تقریر و کلام میں یہ سب باتیں ہوتی ہیں۔ موسیا۔ اے موسیٰؑ۔ آداب داناں۔ عارفین کاملین۔ سوختہ۔ یعنی وہ لوگ جن کی روحیں عشق خداوندی میں جل بھن گئی ہیں۔ بردہ۔ یعنی ویران گانوں سے کوئی ٹیکس وصول نہیں کیا جاتا ہے بلکہ معاف کر دیا جاتا ہے اسی طرح عاشقوں سے رسوم کی پابندی کا مطالبہ نہیں کیا جاتا ہے۔

[۳] در خطا۔ جذبۂ عشق میں اللہ کی شان میں نامناسب الفاظ بھی اللہ کو پسند ہیں جس طرح خون نجس ہے لیکن شہید کا خون اللہ تعالیٰ نے پاک قرار دیا ہے اُس کو نہلایا نہیں جاتا ہے۔ خون۔ خون آلودہ شہید پانی سے غسل دیئے ہوئے دوسرے مُردوں سے افضل ہے۔ در دروں۔ جب انسان بیت اللہ کے اندر پہنچکر نماز پڑھے تو جدھر جی چاہے رُخ کرکے نماز پڑھ سکتا ہے۔ پاچیلہ۔ چپّل۔ قلاوزی۔ رہنمائی۔ ملّتِ عشق۔ غلبہ حال میں صرف ذاتِ باری کی طرف توجہ ہوتی ہے مذاہبی رسوم و قیود کی پابندی نہیں ہوتی۔

لعل را گر مُہر نبود باک نیست
لعل پر اگر ٹھپہ نہیں ہے، پروا نہیں ہے
عاشق از دریائے غم غمناک نیست
عاشق غم کے دریا سے غمگین نہیں (ہوتا) ہے

وحی آمدن بموسیٰ علیہ السلام در عُذر خواستن آں شُباں

(حضرت) موسیٰ علیہ السلام پر وحی آنا اُس گڈریئے سے معذرت کے سلسلہ میں

بعد ازاں در سرّ موسیٰ حق نہفت
اِسکے بعد اللہ (تعالیٰ) نے (حضرت) موسیٰ کے باطن میں مخفی کر دیئے
رازہائے گفت کاں ناید بگفت
بات کے وہ راز جو بیان نہیں کئے جا سکتے

بر دلِ موسیٰ سخنہا ریختند
(حضرت) موسیٰ کے دل میں بہت سی باتیں ڈال دیں
دیدن و گفتن بہم آمیختند
مشاہدہ اور گفتگو کو آپس میں ملا دیا

چند بیخود گشت و چند آمد بخود
چند بار، بیہوش ہوئے چند بار ہوش میں آئے
چند پرّید از ازل سوئے اَبد
چند (بار) ازل سے ابد تک پرواز کی

بعد ازیں گر شرح گویم ابلہی ست
اِسکے بعد اگر میں تشریح کردوں تو بیوقوفی ہے
زاں کہ شرحِ ایں ورائے آگہی ست
اِس لئے کہ اِس کی تشریح عقل سے بالاتر ہے

ور بگویم عقلہا را بر کَنَد
اگر میں کہہ دوں تو عقلوں کو زائل کر دے
ور نویسم بس قلمہا بشکند
اگر میں لکھوں تو قلموں کو توڑ دے

ور بگویم شرحہائے مُعتبر
اگر میں اُس کی قابلِ بھروسہ شرحیں بیان کروں
تا قیامت باشد ایں بس مختصر
قیامت تک (بھی)، وہ بہت مختصر (بیان) ہوگی

لاجرم کوتاہ کردم من زباں
مجبوراً میں نے زبان کوتاہ کر لی
گر تو خواہی از درونِ خود بخواں
اگر تو چاہتا ہے اپنے اندر (سے) پڑھ لے

چونکہ موسیٰؑ ایں عتاب از حق شنید
جب (حضرت) موسیٰؑ نے یہ ناراضی اللہ سے سُنی
در بیاباں از پئے چوپاں دوید
جنگل میں گڈریئے کے پیچھے بھاگے

بر نشانِ پائے آں سرگشتہ راند
اُس دیوانے کے نقشِ قدم پر روانہ ہو گئے
گرد از پرّہ بیاباں بر فشاند
بیابان کے دامن سے گرد اُڑائی

گامِ پائے مردمِ شوریدہ خود
دیوانوں کے پیروں کی رفتار
ہم زگامِ دیگراں پیدا بُود
دوسروں کی رفتار سے جُدا ہوتی ہے

یک قدم چوں رُخ ز بالا تا نشیب
ایک قدم رُخسار کی طرح اوپر سے نیچے کو
یک قدم چوں پیل رفتہ بر اُریب
ایک قدم ہاتھی کی طرح آڑا ترچھا

---

۱ لعل۔ بعل و گوہر پر کسی ٹھپے اور سکے کی ضرورت نہیں وہ خود قیمتی ہے۔ سرّ۔ باطن۔ دیدن و گفتن۔ یعنی مشاہدہ کے ساتھ گفتگو۔ چند یعنی حضرت موسیٰ کو عروج حاصل ہوا اور بہت سے نئے انکشافات ہوئے۔ بعد ازیں۔ عالمِ ملکوت کے احوال بیان اور عقل سے بالاتر ہیں۔ ور بگویم ذات اور صفات کا بیان عقلوں اور تحریروں کے بس کا نہیں ہے۔

۲ لاجرم۔ وہ کیفیات خود اپنے اوپر طاری کر و تب کچھ معلوم ہو سکے گا۔ چوپاں۔ وہی گڈریا جس کو حضرت موسیٰؑ نے ڈانٹا تھا۔

۳ گام پائے۔ دیوانوں کے قدم بھی آڑے ترچھے پڑتے ہیں۔

گاہ[٤٣] چوں موجے برافرازاں عَلَم — گاہ چوں ماہی روانہ بر شکم
کبھی موج کی طرح جھنڈا بلند کئے ہوئے — کبھی مچھلی کی طرح پیٹ کے بل رواں

گاہ بر خاکے نوشتہ حالِ خود — ہمچو رمّالے کہ رملے بر زند
کبھی خاک پر اپنا حال لکھا — رمّال کی طرح جو رمّالی کرتا ہے

گاہ حیراں ایستادہ گہ دواں — گاہ غلطاں ہمچو گوی از صولجاں
کبھی حیران کھڑا ہوا، کبھی دوڑتا ہوا — کبھی لڑھکتا ہوا جیسے بلّے سے گیند

عاقبت دریافت اُو را او بدید — گفت مژدہ دہ کہ دستورے رسید
انجام کار اُس کو پالیا اور دیکھا — فرمایا مبارک ہو، اجازت آگئی ہے

ہیچ آدابے و ترتیبے مجو — ہرچہ می خواہد دلِ تنگت بگو
کوئی ادب اور ترتیب نہ تلاش کر — جو تیرا تنگ دل چاہے، کہتا رہ

کفرِ تو دین ست و دینت نورِ جاں — ایمنی از تو جہانے در اماں
تیرا کفر، دین ہے اور تیرا دین جان کا نور ہے — تو امن میں ہے (اور) تیری وجہ سے ایک جہان امن میں ہے

اے مُعاف یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ — بے مُحابا رو زباں را برگشا
اے "یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ" کے معافیدار — جا، بے تامل زبان کھول

گفت اے موسیٰؑ ازاں بگذشتہ ام — من کنوں در خونِ دل آغشتہ ام
کہا، اے موسیٰؑ اِس سے میں گذر چکا ہوں — اب میں دل کے خون میں آلودہ ہوں

من ز سدرہ منتہٰی[٤٤] بگذشتہ ام — صد ہزاراں سالہ زاں سُو گشتہ ام
میں سِدرۃُ المُنتہٰی سے گذر گیا ہوں — لاکھوں سال (کی مسافت) اُس سے آگے کی جانب چلا گیا ہوں

تازیانہ برزدی اسپم بگشت — گنبدی کرد و ز گردوں برگذشت
تونے کوڑا مارا میرا گھوڑا مُڑ گیا — جَست لگائی اور آسمان سے پار ہوگیا

محرمِ ناسوتِ ما لاہوت باد — آفریں بر دست و بر بازوت باد
(خدا کرے)، ہمارے ناسوت کا لاہوت (محرم) بنے — تیرے دست و بازو کو شاباش ہے

حالِ من اکنوں بروں از گفتن ست — آنچہ می گویم نہ احوالِ من ست
اب میری حالت بیان سے باہر ہے — جو کچھ میں کہہ رہا ہوں یہ میرے احوال نہیں ہیں

نقش[٤٥] می بینی کہ در آئینہ ایست — نقشِ تست آں نقشِ آں آئینہ نیست
تو جو نقش آئینہ میں دیکھتا ہے — وہ تیرا نقش ہے وہ نقش اُس آئینہ کا نہیں ہے

٤٣ گاہ۔ دیوانہ کبھی سر اُٹھائے بھاگتا نظر آئے گا کبھی پیٹ کے بل سرکتا ہوا۔ بر جائے۔ مجنوں لیلیٰ کا نام زمین پر لکھتا پھرتا تھا۔ عاقبت۔ بالآخر وہ گڈریا حضرت موسیٰؑ کو مل گیا حضرت موسیٰؑ نے فرمایا تجھے اسی طریقہ پر مناجات کی اجازت مل گئی ہے جو بھی تیری زبان پر آئے کہتا رہ۔ کفر تو۔ دوسروں کے لئے اگرچہ وہ کلماتِ کفریہ ہوں لیکن تیرے لئے عینِ دین ہے، تجھے خدا کی طرف سے امن حاصل ہے اور تیری وجہ سے دنیا کو بھی امن حاصل ہے۔ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ۔ خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے، تجھے ان کلمات کی اجازت دیدی ہے۔ ازاں۔ یعنی مقامِ مناجات۔

٤٤ سِدرۃُ المُنتہٰی۔ ساتویں آسمان پر بیری کے درخت جیسا کوئی درخت ہے جو حضرت جبرئیلؑ تک کی پرواز کی آخری حد ہے یعنی اب میں اپنے اُس مقام سے گذر گیا جہاں غلبۂ حال میں نامناسب الفاظ استعمال کئے تھے۔ تازیانہ۔ میری طبیعت کے لئے آپکی تنبیہ ایک تازیانہ ثابت ہوئی۔ ناسوت۔ عالمِ اجسام۔ لاہوت۔ عالمِ ذاتِ الٰہی جس میں پہنچ کر سالک کو فنا کا مقام حاصل ہوجاتا ہے۔ حالِ من۔ ذوقی حالت کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

٤٥ نقش می بینی۔ حضرت مولانا اشرف علی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان اشعار کا تعلق "شاہ را گوید کسے جولاہ نیست" سے ہے یعنی اللہ کی تعریف ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق کرتا ہے۔ آئینہ میں خود اپنا عکس نظر آتا ہے جو کچھ نظر آتا ہے وہ آئینہ کے نقش و نگار نہیں ہوتے ہیں۔

دم کہ مردِ نائی اندر نائے کرد ؎۱
نَے بجانے والے نے جو پھونک نَے میں بھری
در خورِ نائیست نے در خورِ مَرد
وہ نَے کے مناسب ہے نہ کہ (نَے بجانے والے) مرد کے مناسب

ہاں و ہاں گر حمد گوئی و سپاس
خبردار خبردار تو جو شکر گزاری اور تعریف کرے
ہمچو نا فرجام آں چوپاں شناس
اُس نالائق گڈریے کی سی سمجھ

حمدِ تو نسبت بتو گر بہتر ست
تیرا تعریف کرنا تیرے اعتبار سے اگرچہ بہتر ہے
لیک آں نسبت بحق ہم ابتر ست
لیکن وہ اللہ (تعالیٰ) کی نسبت سے ناقص ہے

کاشکے ؎۲ بہتر نبودے مر ترا
کاشکہ تیری (وہ) بہتر (دُعا) نہ ہوتی
دردِ اُو و سوز بودے مر ترا
اُس کا درد اور سوز تیرے لئے (حاصل) ہوتا

چند گوئی چوں غطا بر داشتند
جب پردہ اٹھا دیں گے، تو کتنا کہے گا؟
کایں نبود ست آنچہ می پنداشتند
جو اُنھوں نے (خدا کے بارے میں) تصور کیا تھا وہ یہ نہ تھا

ایں قبولِ ذکرِ تو از رحمت ست
تیرے ذکر کو قبول کر لینا رحمت ہے
چوں نمازِ مستحاضہ رخصت ست
جیسے استحاضہ والی کی نماز جائز ہے

با نمازِ اُو بیا لودست خوں
اُس کی نماز سے خون وابستہ ہے
ذکرِ تو آلودہ تشبیہ و چوں
تیرا ذکر (اللہ) کرنا تشبیہ اور مثال سے آلودہ ہے

خوں پلیدست و بآبے می رود
خون ناپاک ہے اور پانی سے دُھل جاتا ہے
لیک باطن را نجاستہا بُود
لیکن باطن میں وہ نجاستیں ہوتی ہیں

کاں ؎۳ بغیرِ آبِ لُطفِ کردگار
جو خدا کی مہربانی کے پانی کے بغیر
کم نہ گردد از درونِ مَردِ کار
کام کرنے والے کے باطن سے نہیں دھلتیں

در سجودت کاش رُو گردانئے
کاش تو سجدے میں رُخ پھیرتا
معنیِ سُبْحَانَ رَبِّیَ دانئے
"اے میرے رب تو پاک ہے" کے معنی جان لیتا

کاے سجودم چوں وجودم ناسزا
یعنی (اے خدا) میرا سجدہ میرے وجود کی طرح (تیرے) لائق نہیں ہے
مر بدی را تو نکوئی دہ جزا
تو بُرائی کا بدلہ بھلائی سے عطا فرما

ایں زمیں از حلمِ حق دارد اثر
اِس زمین میں اللہ (تعالیٰ) کی بُردباری کا اثر ہے
تا نجاست بُرد و گلہا داد بر
کہ گندگی کو ختم کر دیا اور پھول نتیجہ میں دیئے

؎۱ دَم کہ۔ اللہ تعالیٰ تو اس پر قادر ہیں کہ اپنی تعریف اپنی شان کے مطابق کر دیں لیکن ہماری استعداد اس کو قبول نہیں کر سکتی ہے جس طرح نَے بجانے والا اپنی طاقت کے اعتبار سے نَے میں پھونک نہیں بھرتا ہے ورنہ اس کے پردے پھٹ جائیں، نَے کے لحاظ سے پھونکتا ہے۔ ہاں وہاں۔ ہم جو بھی تعریف کرتے ہیں وہ گڈریے کی طرح کی تعریف کرتے ہیں۔ ابتر۔ ناقص، ہماری تعریف خدا کے اعتبار سے ناقص ہے۔

؎۲ کاشکے۔ جو تعریف تمہارے اعتبار سے بہتر بھی ہے کاش اُس کی بجائے تمہارے دل میں سوز و گداز ہو۔ چند گوئی۔ قیامت میں جب حجابات رفع ہونگے تو تمھیں پتہ چل جائیگا کہ ذاتِ باری وہ نہ تھی جو تم نے سمجھی تھی۔ ایں قبول۔ ہماری ناقص تعریف کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول کرتا ہے جس طرح کہ مستحاضہ کی نماز کو باوجود طہارت نہ ہونے کے قبول کر لیتا ہے۔ تشبیہ و چوں۔ ہم جس قدر تعریفیں کرتے ہیں اُن میں لامحالہ تشبیہات اور مثالیں ہوتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی شان کے مناسب نہیں ہیں اُن کی ناپاکی مستحاضہ کے خون سے بھی زیادہ ہے۔

؎۳ کاں۔ باطنی نجاست صرف رحمت کے پانی سے ہی دُھل سکتی ہے۔ کاے۔ یعنی سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کے معنی یہ ہیں کہ بندہ عرض کرتا ہے کہ میرا سجدہ بھی تیرے لائق نہیں ہے اور یہ سجدہ تیری خدمت میں پیش کرنا گستاخی ہے لیکن تیری ذات وہ ہے جو بُرائی کا بدلہ بھلائی سے دیتی ہے۔ قرآن پاک میں ہے "یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ۔" اللہ اُن کی برائیوں کو اچھائیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ ایں زمین۔ زمین اللہ کی صفتِ حلم سے متصف ہے۔

تا بپوشد اُو پلیدیہائے ما | در عوض بر روید از وے غنچہا

یہاں تک کہ وہ ہماری پلیدیوں کو چھپا لیتی ہے | بدلے میں اُس سے غنچے کھلتے ہیں

پس چو کافر دید کو در داد و جُود | کمتر و بے مایہ تر از خاک بُود

تو کافر جب دیکھے گا کہ وہ عطا اور بخشش میں | مٹی سے بھی کمتر اور تہی دست تھا

از وجودِ اُو گُل و میوہ نرُست | جُز فسادِ جملہ پاکیہا نجُست

اُس کے وجود سے پھول اور میوہ نہ اُگا | پاکیوں کو خراب کرنے کے علاوہ اُس نے کچھ نہ کیا

گفت واپس رفتہ ام من در ذہاب | حسرتا یَا لَیتَنِی کُنتُ تُرَاب

کہے گا میں نے اُلٹی چال چلی ہے | افسوس! کاش میں مٹی ہوتا

کاش از خاکے سفر نگزیدمے | ہمچو خاکے دانۂ می چیدمے

کاش میں مٹی (ہونے) سے ترقی نہ کرتا | مٹی کی طرح بیج کو چُن لیتا

چوں سفر کردم مرا رہ آزمود | زیں سفر کردن رہ آوردم چہ بود

جب میں نے ترقی کی مجھے راہ نے آزمایا | اِس ترقی سے مجھے کیا تحفہ ملا؟

زاں ہمہ میلش سوئے خاکست کُو | در سفر سُودے نہ بیند پیش رُو

(میوہ جو ہے) اُس کا میلان مٹی کی طرف ہے کیونکہ وہ | ترقی میں کوئی فائدہ نہیں دیکھتا ہے

رُوئے واپس کردنش از حرص و آز | در رہِ اُو ہیچ نہ صدق و نیاز

اُس کا واپسی کی طرف رُخ کرنا حرص اور لالچ کی وجہ سے ہے | اُس کے راستے میں کوئی سچائی اور عاجزی نہیں ہے

ہر گیا را کِش بود میلِ عُلا | در مزید ست و حیات ست و نما

جس گھاس کا میلان بلندی کی طرف ہوتا ہے | وہ بڑھوتری اور زندگی اور (نشوو) نما میں ہے

چونکہ گرداند سر سُوئے زمیں | در کمی و خشکی و نقص و غبیں

چونکہ اُس نے زمین کی طرف رُخ کیا | وہ گھٹاؤ اور خشکی اور نقصان اور ٹوٹے میں ہے

میلِ روحت چوں سوئے بالا بود | در تزاید مرجعت آں جا بود

تیری روح کا میلان جب (عالم) بالا کی طرف ہو | ترقی میں تیرا مرجع وہی ہوگا

در نگونساری سرت سوئے زمیں | آفلی حق لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن

اگر تو اوندھا ہے تیرا سر زمین کی طرف ہے | تو غروب کرجانیوالا ہے یقیناً میں غروب کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا ہوں

درنگونساری - جب روح اوندھی ہو جاتی ہے تو زمین پر واپس ہونے کی خواہش کرتی ہے۔
حق - دراصل حقاً تھا۔

لے پلیدیہا - کھاد میں نجاستیں ہوتی ہیں۔ دید - جب قیامت میں کافر دیکھے گا کہ وہ زمین سے بھی بدتر ہے زمین بُرائی کا بدلہ بھلائی سے دیتی ہے اور اُس نے اللہ کی نعمتوں کے بدلے میں کفر کیا۔ جز فساد - زمین نے ناپاک کو پاک بنایا کافر نے پاکیوں کو ناپاک کیا۔ گفت - یعنی قیامت میں حسرت کریگا کہ کاش میں مٹی ہوتا کہ بُرائی کا بدلہ بھلائی سے دیتا۔ سفر - جمادات سے ترقی کر کے نوع حیوانی وجود میں آتی ہے۔ دانہ - زمین میں بیج بویا جاتا ہے تو وہ بدلہ میں پھل پھول اُگا دیتی ہے۔

لے چوں سفر - سفر کی حالت میں انسان کی صحیح فطرت ظاہر ہو جاتی ہے یعنی مجھے ترقی سے کوئی فائدہ حاصل ہوا۔ رہ آورد - تحفۂ سفر۔ میلش یعنی اُس کا کہنا یَا لَیتَنِی کُنتُ تُرَابًا - کاش میں مٹی ہوتا۔ روئے واپس یعنی مٹی بن جانے کی خواہش عجز اور نیاز سے ہو تو اللہ کو پسند ہے جیسا کہ بعض بزرگوں سے اس کا اظہار ہوا ہے۔ ہر گیا - کافر کے مٹی بننے کی خواہش کی مثال ہو کہ گھاس میں جب تک نشوونما ہے بڑھنے اور اوپر جانے کی خواہش ہے جب مُردنی چھاتی ہے تو اُس کا نیچے کی طرف جھکاؤ ہو جاتا ہے۔

لے میلِ روحت - روح انسانی کو جب اوپر جانے کی خواہش ہوتی ہے تو اوپر جانے میں اُس کو ترقی حاصل ہوتی ہو

پرسیدن موسیٰ علیہ السلام از سرِّ غلبۂ ظالماں

(حضرت) موسیٰ علیہ السلام کا ظالموں کے غلبہ کے راز کا سوال کرنا

گفت موسیٰؑ اے کریمِ کارساز ... اے کہ یک[۱] دم ذکرِ تو عمرِ دراز

(حضرت) موسیٰؑ نے عرض کیا اے کارساز کریم! ... اے (وہ ذات) جس کا ایک لمحہ ذکر کرنا عمرِ دراز ہے

نقشِ کژمژ دیدم اندر آب و گِل ... چوں ملائک اعتراضے کرد دل

میں نے عالمِ آب و گل میں بہت سی آڑی ترچھی چیزیں دیکھی ہیں ... ملائکہ کی طرح دل نے اعتراض کیا ہے

کہ چہ مقصود ست نقشے ساختن ... واندرو تخمِ فساد انداختن

کہ اس میں کیا مقصد ہے؟ کہ ایک نقش بنانا ... اور اُس میں فساد کا بیج بو دینا

آتشِ ظلم و فساد افروختن ... مسجد و سجدہ کناں را سوختن

ظلم اور فساد کی آگ بھڑکانا ... مسجد اور سجدہ کرنے والوں کو پھونکنا

مایۂ[۲] خونابہ و زردابہ را ... جوش دادن از برائے لابہ را

خون اور پیپ کے ذخیرے کو ... دل لگی کے لئے جوش دینا

من یقیں دانم کہ عینِ حکمت ست ... لیک مقصودم عیانِ رویت ست

میں بالیقین جانتا ہوں کہ یہ، بعینہٖ حکمت ہے ... لیکن میرا مقصد مشاہدہ ہے

آں یقیں می گویدم خاموش کُن ... حرصِ رویت گویدم نے جوش کُن

وہ یقین مجھ سے کہتا ہے، چُپ رہ ... دیکھنے کی حرص مجھ سے کہتی ہے نہیں (سوال میں) جوش دکھا

مر ملائک را نمودی سرِّ خویش ... کاینچنیں نوشے ہمی ارزد بہ نیش

تو نے فرشتوں پر اپنا راز ظاہر کر دیا ... کہ اس طرح کا شہد، ڈنک کے لائق ہے

عرضہ کردی نورِ آدمؑ را عیاں ... بر ملائک گشت مشکلہا بیاں

تو نے آدمؑ پر علم، کھلم کھلا پیش کر دیا ... فرشتوں کے اشکالات حل کر دیئے

حشرِ[۳] تو گوید کہ سرِّ مرگ چیست ... میوہا گویند سرِّ برگ چیست

تیرا حشر بتا دے گا کہ موت کا کیا راز ہے؟ ... میوے بتاتے ہیں کہ پتوں (کے ہونے) کا کیا راز ہے؟

سرِّ خون و نطفہ حسنِ آدمی ست ... سابقِ ہر بیشیِ آخر کمی ست

خون اور نطفہ کا راز، آدمی کا حُسن ہے ... ہر بیشی سے پہلے کمی ہوتی ہے

حصول کا سبب بنے۔ برگ۔ پتّے بظاہر بیکار ہیں لیکن جب وہ پھل کی گرمی اور سردی سے حفاظت کر کے پکاتے ہیں تو اُن کی پیدائش کی حکمت معلوم ہوتی ہے۔ سرِّ خوں۔ انسانی قوام کا حُسن جب ظاہر ہوتا ہے جب اُس سے انسان نوجوان اور حسین بن جاتا ہے۔ سابق۔ ناقص چیز کمال حاصل کرتی ہے۔

[۱] یک دم۔ تھوڑا سا وقفہ جس میں ذکرِ الٰہی ہو، دراز عمر کے قائم مقام ہے۔ کژمژ۔ یعنی سمجھ میں نہ آنیوالی چیزیں۔ چوں ملائک۔ آدمؑ کی تخلیق پر فرشتوں کا سوال و اعتراض معاندانہ نہ تھا بلکہ حکمت سمجھنے کے لئے تھا۔ کہ چہ مقصود۔ دنیا کی چیزوں میں بھلائی کے ساتھ برائی کا پہلو بھی ہے۔ آتش۔ کفر کا غلبہ ہوتا ہے تو اس میں فساد، مسجدوں کی ویرانی، سجدہ کرنیوالوں کا قتل عام ہوتا ہے۔

[۲] مایہ۔ انسان کی تخلیق، منی اور خون سے ہوتی ہے پھر وہ ظلم و فساد کے کھیل کھیلتا ہے۔ عیانِ رویت۔ صاف دیکھنا۔ آں یقین۔ یعنی یقین کہ اس میں اللہ کی کوئی حکمت ہے۔ جوش کُن۔ یعنی جوش خروش سے سوال کر۔ کاینچنیں۔ فرشتوں کو سمجھا دیا تھا کہ انسان کے متضاد قوٰی ہی خلافتِ خداوندی کے اہل اور صفاتِ الٰہی کا مظہر ہو سکتے ہیں۔ نوش۔ یعنی خلافت۔ نیش۔ انسان کی فطرت جس میں فتنہ و فساد بھی مُضمر ہے۔ نورِ آدمؑ۔ علمِ آدمؑ۔ مشکلہا۔ یعنی آدمؑ کی خلافت پر جو اشکالات تھے۔

[۳] حشرِ تو۔ حضرت موسیٰؑ کے سوال کا جواب ہے کہ ہر چیز کی خوبی اُس کے انجام سے ظاہر ہوتی ہے، قیامت میں معلوم ہو گا کہ موت جیسی تلخ چیز کے پیدا کرنے میں خدا کی حکمت یہ تھی کہ وہی اخروی نعمتوں کے

لوح[1] را اوّل بشوید بے وقوف
ناواقف (بچہ) پہلے تختی دھو دیتا ہے
آنگہے بروے نویسد اُو حروف
پھر اُس پر حروف لکھتا ہے

خوں کُند دل را ز اشکِ مُستہاں
(سالک) بے وقت آنسوؤں سے دل کو خون کرتا ہے
بر نویسد بر وے اسرارِ نہاں
(پھر) اُس پر پوشیدہ راز لکھتا ہے

وقتِ شُستن لوح را باید شناخت
دھوتے وقت تختی کو پہچان لینا چاہیے
کہ مر آں را دفترے خواہند ساخت
کہ اُس کو ایک دفتر بنائیں گے

چوں اساسِ خانہ می افگنند
جب کسی گھر کی بنیاد رکھتے ہیں
اوّلیں بنیاد را بر می کنند
پہلے نیو کھودتے ہیں

گِل بر آرند اوّل از قعرِ زمیں
پہلے زمین کی گہرائی سے مٹی کھودتے ہیں
تا بآخر بر کشی ماءِ مَعیں
تاکہ تو آخر میں پانی کھینچے

از حجامت[2] کودکاں گریند زار
پچھنوں سے بچے زار زار روتے ہیں
کہ نمی دانند ایشاں سرِّ کار
کیونکہ وہ کام کے راز سے واقف نہیں ہیں

مرد خود زر می دہد حجّام را
مرد (باپ) پچھنے لگانے والے کو روپیہ دیتا ہے
می نوازد نیشِ خوں آشام را
خون چوسنے والے نشتر کو نوازتا ہے

می دَوَد حمّال در بارِ گراں
بھاری بوجھ لئے ہوئے قلی دوڑتا ہے
میرُبایَد بار را از دیگراں
دوسرے (قلیوں) سے بوجھ چھینتا ہے

جنگِ حمّالاں برائے بار بیں
بوجھ کے لئے قلیوں کی جنگ پر غور کر
ایں چنیں ست اجتہادِ مردِ دیں
دیندار کی کوشش اِس طرح کی ہے

چوں گرانیہا اساسِ رحمت ست
جبکہ گرانیاں، رحمت کی بنیاد ہیں
تلخیہا ہم پیشوائے نعمت ست
تلخیاں بھی رحمت کا پیش خیمہ ہیں

حُفّتِ الجنّۃ بمکروہاتنا
جنّت ہماری ناپسندیدہ چیزوں سے گھیر دی گئی ہے
حُفّتِ النّیران من شہواتنا
(اور) جہنّم ہماری مرغوب چیزوں سے گھیر دی گئی ہے

تخمِ[3] مایہ آتشت شاخِ تر ست
تیری آگ کا سرمایہ تر شاخ ہے
سوختہ آتش قرینِ کوثر ست
آگ کا جلا ہوا کوثر کے پاس ہے

ہر کہ در زنداں قرینِ محنتے ست
جو قید خانہ میں محنت میں مبتلا ہے
آں جزائے لذّتے و شہوتے ست
وہ لذّت اور شہوت کی سزا ہے

---

[1] لوح را - یعنی ہر کمی بیشی کا سبب ہے، تختی پر سب پہلے ہر چیز مٹادی جاتی ہے پھر اُس پر حسین نقش بنائے جاتے ہیں۔ خوں کند - انسان رو رو کر دل کو خون بنا دیتا ہے پھر اُس پر اسرار نمودار ہوتے ہیں۔ وقتِ شُستن عقلمند انسان کمی بیشی کو سمجھ جاتا ہے۔ چوں اساس - نیا گھر بناتے ہیں تو پہلے پُرانی بنیادوں کو اکھاڑ دیتے ہیں گِل بر آرند - پانی حاصل کرتے ہیں تو پہلے زمین کھودتے ہیں۔

[2] از حجامت - تخریب میں تعمیر کا راز مضمر ہے، پچھنے لگاتے ہیں تو تکلیف ہوتی ہے لیکن نتیجہ میں بیماریوں سے شفا حاصل ہوتی ہے۔ می دود - بوجھ اٹھا لینے والا تکلیف برداشت کرتا ہے تو مزدوری پاتا ہے۔ مرد دیں - دیندار اپنے آپ کو تکالیف میں اسی لئے مبتلا کرتا ہے تاکہ بہترین نتائج حاصل کرے۔ چوں دنیا میں بھی تکلیفوں کے بعد راحتیں ہیں اور آخرت میں بھی حُفّت۔ انسان نفس کی خواہشوں کے خلاف کرتا ہے تو جنّت پاتا ہے شہوتوں کو پورا کرتا ہے تو جہنّم ملتی ہے۔

[3] تخم مایہ - شاخ تر ہوتی ہے تو سکھا کر اسکو جلایا جاتا ہے جب جلتی ہے تو اس پر پانی چھڑک کر بجھایا جاتا ہے۔ ہر کہ نفس کی لذّتوں کے نتیجہ میں جیلخانہ جانا پڑتا ہے۔

هر که در قصرے[1] قرینِ دولتے ست — آں جزائے کارزار و محنتے ست

جو محل میں صاحبِ سلطنت ہے — وہ محنت اور جنگ کا بدلہ ہے

هر کرا بینی بزر و سیم فرد — داں کہ اندر کسب کردن صبر کرد

جس کو تو چاندی اور سونے میں یکتا دیکھے — سمجھ لے اس نے کمائی میں صبر کیا ہے

بے سبب[2] بیند چو دیدہ شد گزار — تو کہ در حسّی سبب را گوش دار

جب آنکھ (عالمِ اسباب سے) گذر جانیوالی بنجائے تو بغیر سبب کے دیکھتی ہے — تو جس کا پابند ہے سبب پر توجہ کر

آنکہ بیروں از طبائع جانِ اوست — مَنصبِ خَرقِ سببہا آنِ اوست

جس کی جان (انسانی) طبائع سے باہر ہے — اسباب کو ترک کردینے کا مقام اُسے حاصل ہے

بے سبب بیند نہ از آب و گیا — چشم چشمہ مُعجزاتِ انبیا

بغیر سبب کے، پانی اور گھاس کے بغیر دیکھتا ہو — کثرت سے انبیاء کے مُعجزات (جیسے)

ایں سبب[3] ہمچوں طبیبست و علیل — ایں سبب ہمچوں چراغست و فتیل

یہ سبب ایسا ہے جیسے طبیب اور بیمار — یہ سبب چراغ اور بتّی کی طرح ہے

شب چراغت را فتیلے نو بتاب — پاک داں زینہا چراغِ آفتاب

رات کو اپنے چراغ کے لئے نئی بتّی بٹ لے — سورج کے چراغ کو اُن سے پاک سمجھ

رَو تو کہگل ساز بہرِ سقفِ خاں — سقفِ گردوں را ز کہگل پاک داں

گھر کی چھت کے لئے تو گارا تیار کرلے — آسمان کی چھت کو گارے سے پاک سمجھ

وہ کہ چوں دلدارِ ما غم سوز شُد — خلوتِ شب در گذشت و روز شُد

واہ واہ جب ہمارا محبوب غم کو ختم کرنیوالا بن گیا — رات کی تنہائی ختم ہوئی اور دن نکل آیا

جُز بشب جلوہ نباشد ماہ را — جُز بدردِ دل مجو دلخواہ را

چاند کا جلوہ رات کے سوا نہیں ہوتا — دردِ دل کے بغیر محبوب کی جُستجو نہ کر

ترکِ عیسیٰ کردہ خر پروردہ — لاجرم چوں خر بروںِ پردہ

تونے عیسیٰ کو چھوڑا ہے، گدھے کی پرورش کی ہو — لامحالہ تو گدھے کی طرح خیمہ کے باہر ہے

---

[3] ایں سبب۔ عام انسانوں کے لئے سبب کا اختیار کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ مریض کے لئے طبیب یا چراغ کے لئے بتّی۔ چراغت۔ عام انسانوں کو سبب کا اختیار کرنا ضروری ہے۔ آفتاب۔ جو کاملین ہیں وہ اسباب اختیار کرنے سے پاک ہیں۔ بزرو۔ گھر کیلئے کہگل ضروری ہے ورنہ منہدم ہو جائیگا آسمان اُس سے منزہ ہے یہی عوام اور خواص کا اسباب اختیار کرنے میں فرق ہے وہ کہ۔ خواص کو یہ مقام حاصل ہے۔ جز بشب۔ چونکہ پہلے ہم رذائل سے پُر تھے لہٰذا ہم پر تجلّی نہ ہوئی۔ ترک۔ خاص مقام اور تجلّی نہ ہونے کی وجہ جسم پروری ہے۔ عیسیٰ۔ یعنی روح، عقل۔ خر۔ یعنی جسم، نفس۔ پردہ۔ بارگاہِ ربّ العزّت۔

[1] در قصرے۔ جنگوں کی مشقّتیں اور محنت برداشت کرنے سے ہی تختِ شاہی حاصل ہوتا ہے۔ ہر کرا۔ کمائی کی محنت پر صبر کرنے سے انسان دولت کا مالک بنتا ہے، غرضیکہ جب محنت اور مشقت کے بعد راحت ہے تو ظالموں کا ظلم چونکہ مظلوموں کی راحت کا سبب بنے گا تو ظالموں کی پیدائش میں حکمت ہے۔

[2] بے سبب۔ اوپر چونکہ مصائب اور تکالیف کو راحتوں کا سبب بتایا تھا اب اسباب اختیار کرنے کی بحث شروع کی ہے، جب تک انسان حواس کی قید و بند میں ہے اُس کی نظر اسباب پر ہوتی ہے تو اُس کو اسباب اختیار کرنا ضروری ہیں اور جب حواس سے آزاد ہو جاتا ہے تو ہر چیز کو بغیر اسباب کے قدرتِ الٰہی سے سمجھتا ہے تب اُس کے لئے ترکِ اسباب جائز ہے۔ طبائع۔ یعنی جب ریاضت کے ذریعہ ظاہری حواس سے آزاد ہو جاتا ہے تو ظاہری سبب اُس کی نگاہ میں نہیں ہوتا ہے اب اُس کو یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ اسباب کو ترک کر سکے۔ بیند۔ جس طرح انبیاء کے معجزات اسباب سے متعلق نہیں ہوتے بلکہ محض اللہ کی قدرت سے اُن کا ظہور ہوتا ہے اسی طرح دیگر اشیاء کو بھی محض اللہ کی قدرت سے سمجھتا ہے، اسباب سے اُن کو متعلق نہیں کرتا۔

طالعِ عیسیٰؑ ست[1] علم و معرفت
علم و معرفت عیسیٰؑ کا نصیبہ ہے

طالعِ خر نیست اے تو خر صفت
اے کہ تو گدھے جیسا ہے! گدھے کا نصیبہ نہیں ہے

نالۂ خر بشنوی رحم آیدت
تو گدھے کا نالہ سنتا ہے، تجھے رحم آجاتا ہے

پس ندانی خر خری فرمایدت
تو نہیں جانتا ہے کہ گدھا تجھ سے گدھے پن کی فرمائش کریگا

رحم بر عیسیٰؑ کُن و بر خر مکن
عیسیٰؑ پر رحم کر اور گدھے پر نہ کر

طبع را بر عقل خود سرور مکن
نفس کو اپنی عقل کا سردار نہ بنا

طبع را ہل تا بگرید زار زار
نفس کو چھوڑ تاکہ وہ زار زار روئے

تو ازو بستان وامِ جاں گذار
تو اس سے وصولی کر اور جان کا قرض ادا کردے

سالہا خر بندہ بودی بس بُود
تو سالوں گدھے کا غلام رہا ہے، کافی ہے

زانکہ خر بندہ ز خر واپس بُود
کیونکہ گدھے کا نوکر گدھے کے پیچھے رہتا ہے

ز اخِّروھُنَّ[2] مرادش نفسِ تُست
ان کو "پیچھے رکھو" سے تیرا نفس مراد ہے

کو بہ آخر باید و عقلت نخُست
کیونکہ وہ پیچھے ہونا چاہیئے اور عقل پہلے

ہم مزاجِ خر شدست ایں عقلِ پست
یہ پست عقل گدھے کے مزاج کی ہوگئی ہے

فکرش اینکہ چوں علف آرم بدست
اُس کو یہی فکر ہے کہ چارہ کیونکر ہاتھ آئے

آں خرِ عیسیٰؑ مزاجِ دل گرفت
حضرت عیسیٰؑ کے گدھے نے دل کا مزاج حاصل کیا

در مقامِ عاقلاں منزل گرفت
عقلمندوں کے مقام میں جگہ پائی

زانکہ غالب عقل بود و خر ضعیف
کیونکہ عقل غالب تھی اور گدھا کمزور تھا

از سوارِ زفت گردد خر نحیف
بھاری سوار سے گدھا کمزور ہو جاتا ہے

خود[3] ز ضعفِ عقلِ تو اے خر بہا
اے گدھے برابر! تیری عقل کی کمزوری کی وجہ سے

ایں خرِ پژمردہ گشت ست اژدہا
یہ ادھموا گدھا اژدہا ہوگیا ہے

گر ز عیسیٰؑ گشتۂ رنجور دل
اگر تو عیسیٰؑ کی وجہ سے رنجیدہ دل ہوگیا ہے

ہم ازو صحت رسد اُو را مہل
اسی سے صحت حاصل ہوگی، اُس کو نہ چھوڑ

اے مسیحِ[4] خوش نفس چونی ز رنج
اے پاک دم مسیحا! تکلیف سے آپ کا کیا حال ہے؟

کہ نبود اندر جہاں بے مار گنج
دنیا میں کوئی خزانہ سانپ کے بغیر نہیں ہوتا ہے

---

۱ طالعِ عیسیٰؑ ۔ علم و معرفت روح کا حصہ ہے، نفس اُس سے بے بہرہ ہے۔ نالۂ خر ۔ نفس اپنی خواہشات کے لئے واویلا کرتا ہے تو انکو پورا کر دیتا ہے۔ رحم ۔ روح کی پرورش کر نفس کو روح پر غالب نہ بنا۔ واپس بود ۔ گدھے والا جو گدھے سے بھی پیچھے ہے منزل پر گدھے کے بعد پہنچے گا۔

۲ اَخِّرُوْھُنَّ ۔ حدیث شریف میں عورتوں کے بارے میں آیا ہے اَخِّرُوْھُنَّ حَیْثُ اَخَّرَھُنَّ اللہُ "موخر کرو ان کو جبکہ موخر کیا ہے اُن کو اللہ نے" مولانا فرماتے ہیں اس حدیث میں جس طرح عورتوں کو مردوں سے موخر رکھنے کا حکم ہے اسی طرح اُس میں نفس کو عقل سے موخر رکھنے کا حکم ہے۔ عقلِ پست ۔ وہ عقل جو نفس سے مغلوب ہوگئی ہے۔ خرِ عیسیٰؑ ۔ عقل سے نفس کو مغلوب بنا دیگا تو نفس میں بھی عقل کے خواص پیدا ہو جائیں گے جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ کے گدھے میں ہوا۔ سوارِ زفت ۔ قوی سوار یعنی غالب عقل۔

۳ خود ۔ جب انسان کی روح کمزور ہو تو نفس کو بہت زیادہ غلبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ گر ز عیسیٰؑ ۔ شیخ بمنزلہ حضرت عیسیٰؑ کے ہے جو مردہ روح کو زندہ کرتا ہے، اگر شیخ کی تربیت میں کسی بات سے دل کو رنج بھی پہنچے تو برداشت کرنا چاہیئے کیونکہ ذریعۂ صحت وہی ہے۔

۴ اے مسیح ۔ پہلے شعر میں مُرید کو نصیحت تھی اب پیر کو خطاب ہے۔

چونی اے عیسیٰؑ[1] زدیدارِ یہود
چونی اے یوسفؑ زاخوانِ حسود

اے عیسیٰؑ! یہود کے دیدار سے تیرا کیا حال ہے؟
اے یوسفؑ! حاسد بھائیوں کیوجہ سے آپ کیسے ہیں؟

تو شب و روز از پئے ایں قومِ غمر
چوں شب و روزی بدو بخشائی عُمر

تو دن رات اِس بے وقوف قوم کے پیچھے
دن رات کی طرح ہے (اور) اسکو زندگی بخشتا ہے

آہ ازیں صفرائیانِ بے ہُنر
چہ ہُنر زاید زصفرا دردِ سر

ان بے ہنر صفراوی مزاج والوں پر افسوس ہے
صفرا سے کیا ہنر پیدا ہوتا ہے؟ (دردِ سر پیدا ہوتا ہے)

تو ہماں کُن کہ کُند خورشیدِ شرق
با نفاق و حیلہ و دُزدی و زُرق

تو وہی کر جو مُشرق کا سورج کرتا ہے
باوجود نفاق اور حیلا اور چوری اور مکاری کے

تو عَسَل ماسِرکہ در دنیا و دیں
دفعِ ایں صفرا بود سرکنگبیں

دنیا اور دین (کے معاملہ) میں تو شہد ہے اور ہم سرکہ ہیں
سکنجبین اِس صفرا کو دفع کرنے والی ہے

سِرکہ[2] افزودیم ما قومِ زحیر
تو عَسَل بفزا کرم را وامگیر

ہم پیچش زدوں نے سرکہ بڑھا دیا ہے
تو شہد میں اضافہ کر دے، مہربانی کم نہ کر

ایں سَزید از ما چنیں آمد زما
ریگ اندر چشم چہ افزاید عَمیٰ

ہم اِسی لائق تھے ہم سے ایسا ہی ہوا
ریت آنکھ میں کیا بڑھائے گا؟ اندھا پن

آں سَزد از تو ایا کحلِ عزیز
کہ بیابد از تو ہر ناچیز چیز

اے پیارے سُرمے! تیرے یہی لائق ہے
کہ تجھ سے ہر ناچیز، کوئی چیز حاصل کر لے

زآتشِ ایں ظالمانت دل کباب
از تو حملہ اِہدِ قومی بُد خطاب

اِن ظالموں کی آگ سے تیرا دل کباب ہے
تیری جانب سے "اِہدِ قومیؔ" کا جملہ خطاب ہے

کانِ[3] عُودی در تو گر آتش زنند
ایں جہاں از عطر و ریحاں پُر کنند

تو "اگر" کی کان ہے اگر تجھ میں آگ لگائیں گے
اِس دنیا کو عطر اور خوشبو سے بھر دیں گے

تو نہ آں عُودی کز آتش کم شود
تو نہ آں رُوحی اسیرِ غم شود

تو وہ اگر نہیں ہے جو آگ سے کم ہو جائے
تو وہ روح نہیں ہے جو غم کی قیدی بنجائے

عُود سوزد کانِ عُود از سوز دور
باد کے حملہ بَرَد بر اصلِ نور

"اگر" جل جاتا ہے، "اگر" کی کان جلنے سے دُور ہے
اصل نور پر ہوا کب حملہ کر سکتی ہے؟

[1] اے عیسیٰؑ یعنی شیخ۔ یہود یعنی بدکردار مُریدیہ۔ یوسفؑ یعنی پیر اخوانِ حسود یعنی بدعمل مُریدیہ۔ تو شب و روز۔ شیخ کی توجہ رُوح کی عمر دراز کرتی ہے۔ صفرائیاں۔ صفراوی مزاج والے جن پر صفرا کا غلبہ ہوتا ہے نہ وہ تندرست رہتے ہیں نہ اُن کو صحیح چیز نظر آتی ہے اور دردِ سر میں مبتلا رہتے ہیں۔ تو ہماں کُن۔ جس طرح سورج باوجود تمام نالائقیوں کے سب کو منور کرتا رہتا ہے اسی طرح آپ بھی مریدوں کی بدکرداری کی وجہ سے اُن کو فیض سے محروم نہ کریں۔ تو عسل۔ پیر کے اَفعال و اخلاق شہد کی طرح شیریں ہیں۔ ماسرکہ۔ مُریدوں کی بداعمالیاں سرکہ کی طرح تلخ ہیں۔ ایں صفرا۔ نفس پر جو صفرا کا غلبہ ہے وہ سکنجبین سے دور ہوگا۔ سرکنگبیں۔ سکنجبین دوا ہے جو شہد اور سرکہ ملا کر بنائی جاتی ہے۔

[2] سرکہ یعنی نفس کے رذائل۔ زحیر۔ پیچش کی بیماری۔ ایں سزید۔ ہم اسی قابل ہیں کہ ہم سے آپ کو تکلیف پہنچے۔ آں سزد۔ آپ بمنزلہ سُرمہ کے ہیں جو بینائی پیدا کرتا ہے۔ زآتش۔ یعنی بے شک مُریدوں کی بدعملی سے آپ کا دل جلتا ہے۔ اِہدِ قومی۔ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دیدے، یہ دعا آنحضورؐ نے اُس وقت کی جب قوم نے اُن کو ستایا اور آپ نے اُن کو بددعا نہ دی۔

[3] کانِ عُودی: اگر کی لکڑی کو اگر جلایا جائے تو اُس کی اور خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں، پیر بمنزلہ عُود کے ذخیرہ کے ہے جو ختم نہیں ہوتا ہے یعنی مُریدوں کی بدکاری اُس کے فیض کو ختم نہیں کر سکتی ہے۔

اے زِ تو مر آسماں ہا را صفا
اے (وہ کہ) ! تیری وجہ سے آسمانوں کو صفائی حاصل ہے

اے جَفائے تو نِکوتر از وفا[1]
اے وہ (ذات) کہ تیری جفا وفا سے بہتر ہے

زانکہ از عاقل جفائے گر رَوَد
کیونکہ عقلمند سے اگر جفا بھی ہو جائے

از وفائے جاہلاں بہتر بُوَد
تو جاہلوں کی وفا سے بہتر ہوتی ہے

عاقل آرد معرفت را در میاں
عقلمند معرفت کو درمیان میں لاتا ہے

جاہل آرد معرفت را در زباں
جاہل معرفت کو زبان پر لاتا ہے

گفت پیغمبرؐ عداوت از خرد
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ عقل کیساتھ دشمنی

بہتر از مہرے کہ از جاہل رسد
اُس محبت سے بہتر ہے جو جاہل کیجانب سے ہو

دوستی با مردمِ دانا نکوست
عقلمندوں سے دوستی اچھی ہے

دشمنِ دانا بہ از نادان دوست
دانا دشمن، نادان دوست سے بہتر ہے

رنجانیدن امیرے آں خفتہ را کہ مار در دہانش رفتہ بُود
ایک امیر کا اُس سونیوالے کو تکلیف دینا جس کے مُنہ میں سانپ گھس گیا تھا

عاقلے بر اسپ می آمد سوار
ایک عقلمند گھوڑے پر سوار آرہا تھا

در دہانِ خفتۂ می رفت مار
ایک سوئے ہوئے کے مُنہ میں سانپ گھس رہا تھا

آں سوار آں را بدید و می شتافت
اُس سوار نے اُس کو دیکھا اور دوڑا

تا رہاند خفتہ را فرصت نیافت[2]
تاکہ سوتے ہوئے کو بچالے، موقع نہ ملا

چونکہ از عقلش فراواں بُد مدد
چونکہ عقل کی اسکو بہت مدد حاصل تھی

چند دَبّوسے قوی بر خفتہ زد
چند سخت کوڑے سوئے ہوئے کے مارے

خفتہ از خوابِ گراں چوں بر جہید
سویا ہوا جب گہری نیند سے اُٹھا

یک سوارِ ترک با دَبّوس دید
ایک ترک سوار کو مع کوڑے کے دیکھا

بے محابا تُرک دَبّوسِ گراں
تُرک نے بے جھجک سخت کوڑے

چونکہ افزوں کوفت او را شد دواں
چونکہ اُس کے بہت مارے، وہ بھاگا

خفتہ زاں زخمِ گراں بر جست زود
سویا ہوا اُس سخت چوٹ سے بہت جلد اُٹھا

گشت حیراں گفت آیا ایں چہ بود[3]
حیران ہوگیا، بولا یہ کیا تھا؟

بُرد او را زخمِ آں دَبّوس سخت
اُس سخت کوڑے کی چوٹ اُس کو لے گئی

زو گریزاں تا بزیرِ یک درخت
اُس سے بھاگا کر، ایک درخت کے نیچے

---

[1] نکوتر. شیخ کی سختی سے مُرید کی اصلاح ہوتی ہے۔ زانکہ. عقلمند کا ظلم، نادان کی دوستی سے بہتر ہوتا ہے۔ جاہل. عقلمند، علم و معرفت پر عمل کرتا ہے جاہل محض زبان سے ذکر کرتا ہے۔ گفت پیغمبرؐ. ان الفاظ کی کوئی حدیث نہیں ہے۔ دشمنِ دانا. عقلمند دشمنی ہی نہیں کرتا ہے اگر کرتا ہے تو بظاہر دشمنی ہوتی ہے اور اُس میں پوشیدہ کوئی مصلحت ہوتی ہے۔ رنجانیدن. اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ سوار نے جو کچھ کیا بظاہر دشمنی تھی لیکن اُس میں حکمت پوشیدہ تھی۔

[2] فرصت نیافت. یعنی بچانے کا موقع نہ ملا اور سانپ اُس کے مُنہ میں گھس گیا۔ مدد یعنی وہ سوار عقلمند تھا۔ دبّوس. گرز، کوڑا۔ شد دواں. وہ سونے والا بھاگا۔

[3] چہ بود. یعنی یہ سوار مجھے کیوں مار رہا ہے۔ بُرد. یعنی وہ اُٹھ کر بھاگا اور بھاگتے بھاگتے ایک درخت کے نیچے پہنچا۔

سیب[۱] بوسیدہ بسے بُد ریختہ
سڑے ہوئے سیب بہت پڑے تھے

گفت زیں خور اے بدرد آمیختہ
بولا، یہ کھا اے دردمند!

سیب چنداں مر درا در خورد داد
(اُس) شخص کو اِس قدر سیب کھلائے

کز دہانش باز بیروں می فتاد
کہ اُس کے مُنہ سے باہر نکلنے لگے

بانگ می زد کاے امیر آخر چرا
وہ چیخا اے سردار! آخر کیوں؟

قصدِ من کردی تو نادیدہ جفا
بغیر قصور کے تو نے میری جان (لینے) کا ارادہ کیا ہے

گر تُرا از اصلست با جانم ستیز
اگر اصلاً تجھے میری جان سے دشمنی ہے

تیغ زن یکبارگی خونم بریز
تلوار مار، ایک دم سے میرا خون بہادے

شُوم ساعت کہ شُدم بر تو پدید
وہ گھڑی بڑی نحس تھی کہ میں تیرے سامنے آیا

اے خُنک آں راکہ روئے تو نہ دید
وہ قابلِ مبارکباد ہے جس نے تیرا چہرہ نہ دیکھا

بے جنایت[۲] بے گنہ بے بیش و کم
بلا زیادتی، بلا خطا، بلا کمی اور بیشی کے

مُلحداں جائز ندارند ایں ستم
کافر (بھی) یہ ظلم جائز نہیں سمجھتے ہیں

می جہد خوں از دہانم با سخُن
بات کے ساتھ میرے مُنہ سے خون ٹپکتا ہے

اے خدا آخر مُکافاتش تو کُن
اے خدا تو اِس کا بدلہ لے!

ہر زماں می گفت اُو نفرینِ نو
وہ ہر لمحہ ایک نئی ملامت کر رہا تھا

اُوش می زد کاندریں صحرا بدو
(اور) وہ اُس کو مارتا تھا کہ اِس بیاباں میں دوڑ

زخمِ دَبّوس و سوارِ ہمچو باد
کوڑے کی چوٹ، اور ہوا کی طرح کا سوار

می دوید و باز بر رو می فتاد
وہ دوڑتا تھا اور پھر مُنہ کے بَل گرتا تھا

مُمتلی و خوابناک و سُست بُد
وہ شکم پُر اور نیند میں، اور سُست تھا

بر سَر و پایش ہزاراں زخم شُد
اُس کے سَر اور پیروں پر ہزاروں زخم ہو گئے

تا شبانگہ می کشید[۳] و می کشاد
رات تک کھینچا تانی ہوتی (رہی)

تا ز صفرا قے شدن بر وے فتاد
یہاں تک کہ اُس کو صفرا کی قے ہونے لگی

زو بر آمد خوردہا زشت و نکو
اُس سے اچھا بُرا کھایا ہوا نکل پڑا

ماربا آں خوردہ بیروں جَست ازو
اُس کھائے ہوئے کے ساتھ سانپ بھی اُس سے نکلا

چوں بدید از خود بُروں آں مار را
جب اُس نے اپنے (پیٹ) میں سے سانپ نکلتا دیکھا

سجدہ آورد آں نِکو کردار را
اُس بھلے (انسان) کے سامنے اُس نے سجدہ کیا

۱؎ سیب۔ وہ درخت سیب کا تھا اور اُس کے نیچے گلے سڑے سیب بہت پڑے تھے۔ گفت۔ سوار نے کہا۔ مر درا۔ یعنی سونے والے کو۔ بانگ می زد۔ سویا ہوا اُٹھ کر جو بھاگا تھا وہ چیختا تھا۔ نادیدہ جفا۔ یعنی میں نے تجھ پر کوئی ظلم بھی نہیں کیا ہے۔ یکبارگی۔ دفعۃً قتل ہو جانا آسان ہوتا ہے۔ اے خنک روئے تو۔ یعنی تجھ جیسے ظالم کا چہرہ۔

۲؎ جنایت۔ ظلم، زیادتی۔ مُلحد۔ بے دین۔ اے خدا۔ ایسے ظالم کو خدا ہی سزا دے سکتا ہے۔ مُکافات۔ بدلہ۔ اُوش۔ یعنی وہ تُرک سوار اُس بھاگنے والے کو۔ ہمچو باد۔ وہ تیز رَو گھوڑے پر سوار تھا۔ باز۔ یعنی جب بھاگتے بھاگتے تھک جاتا تھا۔ مُمتلی۔ یعنی سیب کھانے سے اُس کا پیٹ پُر تھا۔

۳؎ کشید و کشاد۔ کھینچنا اور کھولنا یعنی پکڑ دھکڑ۔ صفرا۔ بدن کی چار خلطوں میں سے ایک خلط ہے۔ مار۔ قے میں سانپ بھی پیٹ میں سے نکلا۔ سجدہ آورد۔ تعظیم کے لئے اُس کے سامنے سَرنگوں ہو گیا۔ نِکو کردار۔ یعنی بھلا سوار۔

سہمِ[۱] آں مارِ سیاہِ زشت و زَفت
اُس کالے، بھدّے، موٹے سانپ کا ڈر

چوں بدید آں دردہا از وے برفت
جب اُسے نظر آیا، وہ تکلیفیں اس سے جاتی رہیں

گفت تو خود جبرئیلِ رَحمتی
بولا، تو تو رحمت کا فرشتہ ہے

یا خداوند و ولیِّ نعمتی
یا میرا آقا، اور مُربّی ہے

اے مبارک ساعتے کہ دیدیَم
وہ کتنی نیک گھڑی تھی کہ میں نے تجھے دیکھا

مُردہ بودم جانِ نو بخشیدیَم
میں مرچکا تھا، تونے نئی زندگی بخشی

تو مرا جویاں مثالِ مادراں
تو ماؤں کی طرح میری دیکھ بھال کرنیوالا ہے

من گریزاں از تو مانندِ خراں
میں تجھ سے گدھوں کی طرح بھاگنے والا تھا

خر گریزد از خداوند از خَری
گدھا مالک سے گدھے پن سے بھاگتا ہے

صاحبش در پے ز نیکو اختری
اُس کا مالک نیک بختی کی وجہ سے اُسکے درپے ہے

نز پئے سُود و زیاں می جویدش
وہ اُس کو نفع نقصان کیلئے نہیں ڈھونڈتا ہے

لیک تا گرگش نَدرّد یا دَدش
لیکن (اسوجہ سے) کہ اُسکو بھیڑیا یا درندہ نہ پھاڑ ڈالے

اے[۲] خُنک آں را کہ بیند روئے تو
مبارک ہے وہ جو تیرا چہرہ دیکھے

یا درافتد ناگہاں در کوئے تو
یا اچانک تیرے کوچے میں پہنچ جائے

اے روانِ پاک بستودہ تُرا
اے وہ کہ پاک جانٌ تیری ثنا خواں ہے

چند گفتم ژاژ و بیہودہ ترا
میں نے تجھے کسقدر بیہودہ باتیں کہیں اور بکواس کی

اے خداوند و شہنشاہ و امیر
اے آقا، اور شہنشاہ، اور سردار!

من نگفتم جہلِ من گفت آں مگیر
میں نے نہیں کہا میری نادانی نے کہا اُسپر دارو گیر نہ کر

شِمّۂ زیں حال اگر دانستمے
اگر میں اِس حال کا تھوڑا سا حصّہ بھی جان لیتا

گفتنِ بیہودہ نتوانستمے
تو بیہودہ بکواس نہ کرتا

بس ثنایت گفتمے اے خوشخصال
اے اچھے انسان! تیری میں بہت تعریفیں کرتا

گر مرا یک رمز می گفتی زحال
اگر تو واقعہ کا تھوڑا اشارہ (بھی) کردیتا

لیک خامُش کردہ می آشوفتی
لیکن تو تو چُپ رہ کر پریشان کرتا تھا

خامُشانہ بر سَرم می کوفتی
خاموشی سے میرے سَر کو کچل رہا تھا

شد سَرم کالیوہ[۳] عقل از سَر بجَست
میرا سَر دیوانہ ہوگیا عقل سَر میں سے بھاگ گئی

خاصہ ایں سَر را کہ مغزش کمتر است
خصوصاً یہ سَر جس میں مغز بہت کم ہے

[۱] سُہم۔ سانپ کے ڈر سے چوٹ اور زخموں کی ... تکلیف بھول گیا۔ ولیِّ نعمت۔ جو نعمتیں بخشے۔ مُردہ بودم۔ سانپ کاٹ لیتا اور میں مر جاتا۔ بخشدیم۔ تو مرا بخشیدی۔ خر گریزد۔ گدھے کے بھاگنے میں گدھے ہی کی ہلاکت ہے۔ اگر مالک نہ پکڑے گا تو گدھے کو بھیڑیا یا اور کوئی درندہ پھاڑ کھائے گا۔

[۲] اے خُنک۔ چونکہ تو اُس کی دیکھ بھال کرے گا۔ اے۔ نیک لوگ بھی تیری تعریفیں کرتے ہیں۔ ژاژ۔ جس کا ذکر پہلے اشعار میں آیا ہے جہلِ من گفت۔ میری نادانی اُس بکواس کا سبب بنی۔ زیں حال۔ یعنی میرے پیٹ میں سانپ گُھس گیا ہے اور تو اُسے نکالنے کی تدبیر کررہا ہے۔

[۳] کالیوہ۔ احمق بے عقل، دیوانہ۔ خاصہ۔ یعنی میں پہلے سے بے وقوف تھا پٹنے سے اور بے عقل ہوگیا۔

عفو کُن اے خوبروئے خوب کار
اے خوبصورت، خوب سیرت! معاف کردے
آنچہ گفتم از جنوں اندر[۱] گذار
پاگل پن سے میں نے جو کچھ کہا اُس سے درگذر کر

گفت اگر من گفتمے رمزے ازاں
اُس نے کہا اگر میں اُس میں سے تھوڑا بھی بتا دیتا
زہرۂ تو آب گشتے در زماں
فوراً تیرا پتّا پانی بن جاتا

گر تُرا می گفتمے اوصافِ مار
اگر میں تجھ سے سانپ کی باتیں کہہ دیتا
ترس از جانت برآوردے دمار
خوف تیری جان نکال دیتا

مُصطفیٰ فرمود اگر گویم براست
مصطفیٰ (صلّی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اگر میں ٹھیک ٹھیک کہہ دوں
شرحِ آں دشمن کہ در جانِ شماست
اُس دشمن کی تفصیل، جو تمہارے اندر ہے

زہرہائے پُردلاں برہم دَرَد
تو وہ بہادروں کے پتّے پھاڑ دے
نہ رود رہ نے غمِ کارے خورد
نہ کوئی راستہ چلے، نہ کسی کام کی فکر کرے

نے دلش را تابِ ماند در نیاز
نہ اُس کے دل میں عاجزی کی طاقت رہے
نے تنش را قوتِ صوم و نماز
نہ اُس کے بدن میں نماز اور روزہ کی طاقت رہے

ہمچو موشے[۲] پیشِ گربہ لا شود
(وہ) چوہے کی طرح بِلّی کے سامنے معدوم ہو جائے
ہمچو برّہ پیشِ گرگ از جا رود
اُس بکری کے بچّے کی طرح جو بھیڑیئے کے سامنے بھاگے

اندرو نے حیلہ ماند نے روش
اُس میں نہ کوئی تدبیر رہے، نہ چال
پس کُنم ناگفتہ تاں من پرورش
میں بغیر بتائے ہوئے تمہاری تربیت کرتا ہوں

ہمچو بوبکرِ رُبابی رح تن زنم
ابوبکر ربابی رح کی طرح میں خاموش رہتا ہوں
دست چوں داوٗد در آہن زنم
ہاتھ سے (حضرت) داؤد کی طرح لوہے کا کام کرتا ہوں

تا محال از دستِ من حالے شود
تاکہ ناممکن میرے ہاتھ سے موجود ہو جائے
مُرغِ پَر برکندہ را بالے شود
پَر نُچے ہوئے پرندے کے پَر لگ جائیں

چوں یدُ اللہ[۳] فوقَ اَیدِیہِم بُود
جب کہ اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہوا
دستِ ما را دستِ خود فرمود اَحَد
تو اللہ (تعالیٰ) نے میرے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا

پس مرا دستِ دراز آید یقیں
تو یقیناً میرا دراز ہاتھ
برگذشتہ ز آسمانِ ہفتمیں
ساتویں آسمان سے آگے بڑھ گیا

اپنا ہاتھ قرار دیا۔
احد۔ اللہ تعالیٰ۔

۱ اندر۔ زیادہ ہے۔ گفت۔ اُس کی مسندر توں کے بعد سوار نے کہا۔ ازآں۔ یعنی سانپ کے پیٹ میں گھسنے کا واقعہ۔ اوصافِ مار۔ یعنی اُس کی خوفناکی اور پیٹ میں گھسنا۔ دمار۔ ہلاکت۔ فرمود۔ اسکے بعد مولانا نے آنحضورؐ کی زبانی جو کچھ کہا ہے وہ کوئی مستقل حدیث نہیں ہے۔ دشمن۔ یعنی شیطان۔ زہرہ۔ پتّا۔ پُردل بہادر۔ نے دلش۔ بدحواسی طاری ہو جائے پھر نہ عاجزی کرنے کی طاقت رہے نہ روزہ نماز کی۔

۲ ہمچو موشے۔ چوہا بِلّی کے سامنے، بکری کا بچہ بھیڑیے کے سامنے مُردہ ہو جاتا ہے۔ لا۔ معدوم اور مردہ۔ برّہ۔ بکری کا بچہ۔ ناگفتہ۔ یعنی شیطان کے مکر و دشمنی کی تفصیل کہے بغیر۔ بوبکر ربابی رح۔ ایک مشہور بزرگ گذرے ہیں جو چند سال بالکل خاموش رہے، یہ باتیں مولانا نے اپنی طرف کہی ہیں ورنہ یہ بزرگ تو آنحضورؐ کے بہت بعد کے ہیں۔ تن زدن۔ خاموش رہنا۔ دست در آہن زدن۔ لوہے کا کام کرنا، سخت کام کرنا۔ بال۔ پر۔

۳ یداللہ۔ جب حدیبیہ کے موقع پر آنحضورؐ نے اپنا ہاتھ صحابہ کے ہاتھ پر رکھ کر بیعت لی تھی تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یَدُ اللہِ فَوقَ اَیدِیہِم "اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔" دستِ ما۔ یعنی اس آیت میں اللہ نے آنحضورؐ کے ہاتھ کو

دستِ من بنمود بر گردوں ہنر
مُقریا برخواں کہ اِنْشَقَّ الْقَمَر[1]
میرے ہاتھ نے آسمان پر ہنر دکھایا
اے قاری اِنْشَقَّ الْقَمَر پڑھ

ایں صفت ہم بہرِ ضعفِ عقلہاست
با ضعیفاں شرحِ قدرت کے رواست
یہ صفت بھی عقلوں کی کمزوری کی وجہ سے (بیان کی) ہے
کم عقلوں کے سامنے قدرت کی تشریح کب مناسب ہے؟

خود بدانی چوں برآری سر زخواب
ختم شد وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
تو خود جان لے گا جب نیند سے سر اٹھائے گا
(بات) ختم ہوئی اور اللہ بہتر جانتا ہے

گر ترا[2] می گفتمے ایں ماجرا
آں دم از تو جانِ تو گشتے جدا
اگر میں یہ قصہ تجھ سے کہہ دیتا
اسی وقت تیری روح تجھ سے جدا ہو جاتی

مر ترا نے قوّتِ خوردن بُدے
نے رہ و پروائے قے کردن بُدے
نہ تجھ میں کھانے کی طاقت رہتی
نہ قے کرنے کی راہ اور پروا رہتی

می شنیدم فحش و خر می راندم
رَبِّ یَسِّرْ زیرِ لب می خواندم
میں بری باتیں سنتا رہا اور کام چلاتا رہا
آہستگی سے رَبِّ یَسِّرْ پڑھتا رہا

از سبب گفتن مرا دستور نے
ترکِ تو گفتن مرا مقدور نے
سبب بتانا میری عادت نہیں ہے
تجھے چھوڑ دینے پر میں قادر نہ تھا

ہر زماں می گفتمے از دردِ دروں
اِھْدِ قَوْمِیْ اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْن
اندرونی تکلیف کی وجہ سے میں ہر وقت کہتا تھا
(اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے بے شک وہ جانتے نہیں ہیں)

سجدہ[3] ہا می کرد آں رستہ ز رنج
کاے سعادت وے مرا اقبال گنج
وہ تکلیف سے نجات پانے والا سجدے کرتا تھا
کہ اے سعادت (مند) اے میرے اقبال کے خزانے!

از خدا یابی جزاہائے شریف
قوّتِ شکرت ندارد ایں ضعیف
تو خدا سے اچھے بدلے پائے گا
اس کمزور میں تیرا شکریہ ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے

شکرِ حق گوید ترا اے پیشوا
آں لب و چانہ ندارم واں نوا
اللہ تیرا شکریہ ادا کرے اے پیشوا!
میں وہ ہونٹ اور جبڑا اور وہ سامان نہیں رکھتا ہوں

دشمنیِ عاقلاں زینساں بود
زہرِ ایشاں ابتہاجِ جاں بود
عقلمندوں کی دشمنی اس طرح کی ہوتی ہے
ان کا زہر جان کی خوشی ہوتی ہے

دوستیِ ابلہاں رنج و ضلال
ایں حکایت بشنو از بہرِ مثال
بیوقوفوں کی دوستی رنج اور گمراہی ہے
مثال کے لئے یہ قصہ سن لے

[1] اِنْشَقَّ الْقَمَر۔ چاند پھٹ گیا، شقّ القمر کا معجزہ آنحضورؐ کی انگلی کے اشارے سے ظاہر ہوا تھا۔ ایں صفت۔ یعنی آنحضورؐ کے ہاتھ کا اشارہ کا ہاتھ کہنا۔ خود۔ قدرت کے راز قیامت میں کھلیں گے۔

[2] گر ترا۔ یہاں تک مولانا نے حدیث کے حوالے سے بیان کیا اب اصل قصہ کی طرف رجوع کرکے سوار کی بابت نقل کرتے ہیں۔ نے رہ۔ نہ دوڑ سکتا نہ قے کرسکتا۔ خر راندن۔ کام چلانا۔ رَبِّ یَسِّرْ۔ خدا مشکل آسان کردے۔ اِھْدِ قَوْمِیْ اِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْن۔ میری قوم کو ہدایت کردے وہ جانتے نہیں ہیں۔ یہ آنحضورؐ نے اس وقت دعا کی تھی جب طائف میں آپ کو دشمنوں نے ستایا تھا۔

[3] سجدہ ہا۔ یعنی جب وہ سوار کی مہربانیوں کو سمجھ گیا تو تعظیم کے لئے سرنگوں ہوگیا۔ کاے۔ یعنی اور یہ کہتا تھا۔ چانہ جبڑا۔ ندارم۔ یعنی میرا منہ تیری تعریف کے قابل نہیں ہے۔ دشمنی۔ مولانا نے اس قصہ میں یہ سمجھایا ہے کہ عقلمند کی دشمنی نادان کی دوستی سے بہتر ہے۔ ابتہاج۔ خوش ہونا۔ دوستیِ ابلہاں۔ اب مولانا بیوقوف کی دوستی کے ابتر ہونے پر قصہ سناتے ہیں۔

اعتماد کردنِ شخصے بر تملق[1] و وفائے خرس

ایک شخص کا ریچھ کی چاپلوسی اور وفاداری پر بھروسہ کرنا

اژدہائے خرس را در می کشید
ایک اژدہا ایک ریچھ کو کھینچ رہا تھا
شیر مردے رفت و فریادش رسید
ایک بہادر گیا اور اس کی مدد کی

شیر مردانند در عالم مدد
بہادر لوگ دنیا میں مدد ہیں
آں زماں کافغانِ مظلوماں رسد
اس وقت جبکہ مظلوموں کی فریاد آئے

بانگِ[2] مظلوماں زہر جا بشنوند
مظلوموں کی فریاد جس جگہ سے سنتے ہیں
آں طرف چوں رحمتِ حق می دوند
اس جانب اللہ کی رحمت کی طرح دوڑ جاتے ہیں

آں ستونہائے خللہائے جہاں
وہ دنیا کے شگافوں کے ستون ہیں
آں طبیبانِ مرضہائے نہاں
وہ پوشیدہ مرضوں کے طبیب ہیں

محضِ مہر و داوری و رحمت اند
خالص محبت اور انصاف اور رحمت ہیں
ہمچو حق بے علت و بے رشوت اند
اللہ تعالیٰ کی طرح بلا غرض اور بے رشوت ہیں

ایں چہ یاری میکنی یکبارگیش
یہ مدد تو کیوں کرتا ہے؟ فوراً
گوید از بہرِ غم و بیچارگیش
وہ کہے گا اس کے غم اور بیچارگی کی وجہ سے

مہربانی شد شکارِ شیر مرد
بہادر کا شکار، مہربانی ہے
در جہاں دارو نجوید غیر درد
درد کے علاوہ دنیا میں دوا کوئی نہیں تلاش کرتا

ہر کجا دردے دوا آنجا رود
جہاں درد ہوتا ہے دوا وہاں پہنچتی ہے
ہر کجا فقرے نوا آنجا رود
جہاں افلاس ہوتا ہے، سامان وہاں جاتا ہے

ہر کجا پستی[3] ست آب آنجا رود
جہاں نشیب ہے پانی وہاں پہنچتا ہے
ہر کجا مشکل جواب آنجا رود
جہاں کوئی اشکال ہے جواب وہاں جاتا ہے

آب کم جو تشنگی آور بدست
پانی کی تلاش نہ کر، پانی پیدا کر
تا بجوشد آبت از بالا و پست
تاکہ اوپر نیچے سے تیرے لئے پانی جوش میں آئے

تا سقاھم ربھم آید خطاب
تاکہ "اُن کے رب نے انکو سیراب کیا" کا خطاب آئے
تشنہ باش اللہ اعلم بالصواب
پیاسا رہ، اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

آبِ رحمت بایدت رو پست شو
تجھے رحمت کا پانی چاہیئے؟ جا پست بن
وانگہاں خور خمرِ رحمت مست شو
پھر رحمت کی شراب پی، مست بن

---

[1] تملق۔ چاپلوسی۔ خرس۔ ریچھ۔ اژدہا۔ بڑے اژدہے سانس کے ذریعہ جانور کو کھینچ کر کھا جاتے ہیں۔ شیر مرد۔ بہادر۔ شیر مردانند۔ بہادروں کا کام مدد کرنا ہے یہ مولانا کا مقولہ ہے۔

[2] بانگ۔ بہادروں کا کام یہ ہے کہ وہ مظلوموں کی مدد کے لئے دوڑیں۔ خللہائے۔ یعنی ظلموں کے خلل۔ محض۔ بہادروں کی محبت بغیر کسی غرض اور رشوت کے ہوتی ہے۔ ایں چہ۔ یعنی اگر اُن سے کوئی سوال کرے۔ گوید۔ بہادر جواب میں کہتا ہے۔ مہربانی بہادروں کا مقصود مہربانی ہوتی ہے وہ مہربانی کرنے کی اس طرح جستجو کرتے ہیں جیسا کہ شکاری شکار کی۔ ہر کجا۔ ہر چیز ایک محل چاہتی ہے، مہربانی کرنے کا موقع و محل بہادر ہے۔ درد۔ دوا کا محل درد ہے۔ بخشش و عطا کا محل فقر ہے۔

[3] پستی۔ پانی کا محل نشیب ہے جواب کا محل اشکال اور سوال ہے۔ آب کم جو۔ پیاس پیدا کروگے تو پانی ملے گا پانی کی آمد کا محل پیاس ہے۔ سقاہم۔ جنتیوں کے بارے میں قرآن میں مذکور ہے۔ آپ رحمت۔ اپنے اندر پستی پیدا کرو رحمت کے پانی کا محل بن جاؤ گے۔

رحمتے[51] اندر رحمت آید تا بسر
پھر سر تک رحمت ہی رحمت ہو گی
بر یکے رحمت فرو ما اے پسر
اے صاحبزادے! ایک رحمت پر اکتفا نہ کر

چرخ را در زیر پا آر اے شجاع
اے بہادر! آسمان کو قدموں کے نیچے لا
بشنو از فوقِ فلک بانگِ سماع
آسمان پر سے سماع کی آواز سن لے

پنبۂ وسواس بیروں کن زگوش
کان سے وسوسوں کی روئی نکال
تا بگوشت آید از گردوں خروش
تاکہ آسمان سے شور کی آواز تیرے کان میں آئے

پاک[52] کن دو چشم را از موئے عیب
عیب کے بڑوال سے دونوں آنکھوں کو صاف کرلے
تا ببینی باغ و سروستانِ غیب
تاکہ تو غیب کے سروستان اور باغ دیکھے

دفع کن از مغز و از بینی زکام
سر اور ناک سے زکام رفع کر
تا کہ ریح اللہ آید در مشام
تاکہ ناک میں خدائی خوشبو آئے

ہیچ مگذار از تپِ صفرا اثر
صفراوی بخار کا کوئی اثر نہ چھوڑ
تا بیابی از جہاں طعمِ شکر
تاکہ تو عالمِ (آخرت) سے شکر کا مزا چکھے

دارُوئے مردی کن و عنّیں مپو
مردمی کا علاج کر اور عنّین (بنا ہوا) نہ بھاگا پھر
تا بروں آیند صد گوں خوبرو
تاکہ سو قسم کے خوبصورت (بچے) پیدا ہوں

کندۂ[53] تن را ز پائے جاں بکن
جان کے پاؤں میں سے جسم کا کاٹھ نکال دے
تا کند جولاں بگرد آں چمن
تاکہ وہ اس چمن (آخرت) کے گرد دوڑ سکے

غلِ بخل از دست و گردن دور کن
بخل کا طوق ہاتھ اور گردن سے اتار ڈال
بختِ نو دریاب از چرخِ کہن
پرانے آسمان سے نیا نصیبہ حاصل کرلے

ور نمی تانی بہ کعبہ لطف پر
اگر (خود) نہیں کر سکتا، مہربانی کے کعبہ کی طرف پرواز کر
عرضہ کن بیچارگی بر چارہ گر
بیچارگی کو چارہ گر پر پیش کردے

زاری و گریہ قوی سرمایہ ایست
عاجزی اور رونا بڑا سرمایہ ہے
رحمتِ کلّی قوی تر دایہ ایست
عام رحمت بہت قوی دایہ ہے

دایۂ و مادر بہانہ جو بود
انّا اور اماں بہانے ڈھونڈتی ہیں
تا کہ کے آں طفلِ او گریاں شود
تاکہ کب اس کا بچہ روئے؟

طفلِ حاجاتِ شما را آفرید
(اللہ تعالیٰ نے) تمہاری ضرورتوں کا بچہ پیدا کر دیا
تا بنالید و شود شیرش پدید
تاکہ تم روؤ اور اس کا دودھ پیدا ہو

---

۵۱ رحمت۔ کسی ایک مقام پر نہ رکو فضلِ بے پایاں کے طالب رہو۔ چرخ را۔ اس قدر مجاہدے کرو کہ آسمان قدمبوسی کرنے لگے پھر اسرارِ حق سن سکو گے۔ پنبۂ وسواس۔ شیطانی اثر کا ازالہ کر کے اسرارِ حق سن سکو گے۔

۵۲ پاک کن۔ چشمِ بصیرت کو وساوس کے بڑوال سے صاف کرلو تاکہ اسرارِ غیب دیکھ سکو۔ دفع کن۔ حواسِ باطنہ کو نفسانی خواہش سے صاف کرلو تب عالمِ غیب کی لذتوں سے مستفید ہو گے۔ صفرا۔ صفراوی بخار میں میٹھی چیز کڑوی لگتی ہے۔ عنّین۔ نامرد یعنی اعلیٰ صلاحتیں پیدا کرو تاکہ تم مظہرِ کمالات بن سکو۔ خوبرو یعنی خوبصورت بچے۔

۵۳ کندہ تن۔ روح کے لئے جسم بمنزلہ بیڑی کے ہے۔ پہلے زمانے میں جبکہ جیلیں نہ تھے قیدی کا پاؤں لکڑی کے بڑے کندے میں پھنسا کر ڈال دیا جاتا تھا وہ پھر چل پھر نہ سکتا تھا۔ بخل۔ پیر کی بیڑی بھی نکال اور گردن اور ہاتھ کی بیڑیاں بھی اتار پھینک پھر نیا نصیبہ حاصل ہوگا۔ کعبہ لطف۔ مہربانی کا قبلہ یعنی شیخ۔ چارہ گر۔ شیخ۔ زاری۔ خدا کی رحمت کو متوجہ کرنے کا سب سے قوی سبب انسان کی گریہ وزاری ہے۔ دایہ۔ انّا اور اماں دودھ پلانے کا بہانہ ڈھونڈتی ہیں اسی طرح اللہ کی رحمت ہے۔ شعر
رحمتِ حق بہانہ می جوید رحمتِ حق بہانمی جوید۔ طفلِ حاجات۔ اللہ نے انسان کے پیچھے ضرورتیں لگا دی ہیں جنکی بدولت انسان گریہ زاری کرتا ہے تو گویا وہ ضرورتیں بمنزلہ بچے کے ہیں۔

گفت اُدْعُوا اللہَ بے زاری مباش | تا بجوشد شیرہائے مہرہاش

اس (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا اللہ کو پکارو (گریہ و) زاری کے بغیر مت رہ | تاکہ اس کی مہربانیوں کے دودھ جوش میں آئیں

ہائے و ہوئے باد شیر افشانِ ابر | در غمِ ما اند یک ساعت تو صبر

ابر کے دودھ برسانے والی ہوا کے زناٹے | ہماری فکر میں ہیں تھوڑی دیر صبر کر لے

فِی السَّمَاءِ رِزْقُکُمْ نشنیدہ | اندریں پستیؔ چہ بر چسفیدہ

آسمان میں تمہارا رزق ہے، تو نے نہیں سنا؟ | پھر اس پستی سے تو کیوں چپٹا ہوا ہے؟

ترس و نومیدیت داں آوازِ غول | می کشد گوشِ تو تا قعرِ سفول

اپنے خوف اور ناامیدی کو چھلاوے کی آواز سمجھ | جو تیرے کان کو گہرائی کی طرف لے جاتی ہے

ہر ندائے کاں تُرا بالا کشد | آں ندائے داں کہ از بالا رسد

جو آواز تجھے (عالمِ) بالا کی طرف کھینچے | سمجھ لے کہ وہ آواز (عالمِ) بالا سے آئی ہے

ہر ندائے کاں تُرا حرص آورد | بانگِ گرگےؔ داں کہ اُو مردم دَرد

جو آواز تجھ میں لالچ پیدا کرے | بھیڑیے کی آواز سمجھ جو انسانوں کو پھاڑتا ہے

ایں بلندی نیست از روئے مکاں | ایں بلندیہاست سوئے عقل و جاں

یہ بلندی جگہ کے اعتبار سے نہیں ہے | یہ بلندیاں عقل و جان کی طرف سے ہیں

ہر سبب بالاتر آمد از اثر | سنگ و آہن فائق آمد بر شرر

ہر سبب نتیجہ سے بلند ہے | پتھر اور لوہا، چنگاری سے بلند ہے

آں فلانےؔ فوقِ آں سرکش نشست | گرچہ در صورت بہ پہلویش نشست

وہ فلاں اس متکبر سے اونچا بیٹھا | اگرچہ صورتًا برابر میں بیٹھا ہے

فوقی آنجاست از روئے شرف | جائے دور از صدر باشد مستخف

وہاں کی فوقیت بڑائی کے اعتبار سے ہے | صدر سے فاصلہ کی جگہ بے وقعت ہوتی ہے

سنگ و آہن زیں جہت کہ سابق است | در عمل فوقیِ ایں دو لائق ست

پتھر اور لوہا اس اعتبار سے کہ پہلے ہیں | عمل میں ان دونوں کی فوقیت مناسب ہے

واں شرر از روئے مقصودیِ خویش | زآہن و سنگست زیں رو بیش بیش

چنگاریاں اپنے مقصود ہونے کی وجہ سے | اس اعتبار سے لوہے اور پتھر سے بڑھ کر ہیں

سنگ و آہن اول و پایاں شرر | لیک ایں ہر دو تن اند و جاں شرر

پتھر اور لوہا پہلے ہے اور آخر میں چنگاریاں | لیکن یہ دونوں جسم ہیں اور چنگاریاں جان ہیں

ؔ۱ پستی۔ یعنی صرف رزق کے ظاہری اسباب کیلئے سرگردانی۔ ترس۔ اللہ کے کاموں میں لگنے کی وجہ سے رزق کی کمی کا اندیشہ شیطانی وسوسہ ہے اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ "شیطان تمہیں فقر کی دھمکی دیتا ہے" قرآن میں وارد ہوا ہے۔ قعر سفول۔ یعنی دنیا میں انہماک۔ ہر ندائے۔ جس طرف سے آواز آتی ہے انسان اُدھر متوجہ ہوتا ہے۔

ؔ۲ گرگ۔ یعنی شیطان جو بنی آدم کو تباہ کرنا چاہتا ہے ایں بلندی۔ پہلے شعر میں لفظ بالا بمعنی بلندی اور فوقیت بولا تھا اب بلندی اور فوقیت کی قسمیں سمجھاتے ہیں فرماتے ہیں کبھی بلندی اور پستی مکان کے اعتبار سے ہوتی ہے وہ یہاں مراد نہیں ہے بلکہ روحانی اور عقلی فوقیت اور بلندی مراد ہے ہر سبب۔ سبب کو نتیجہ پر فوقیت حاصل ہے چنانچہ چقماق جو کہ لوہے اور پتھر سے بلا کر بنایا جاتا ہے وہ سبب ہے اور اُس سے جو آگ نکلی ہے وہ نتیجہ ہے اس اعتبار سے چقماق کو آگ کی چنگاریوں پر فوقیت حاصل ہے لیکن یہ فوقیت اور برتری مکانی نہیں ہے۔

ؔ۳ آں فلانے۔ ایک انسان کو دوسرے سے بلند جگہ پر مانا جاتا ہے حالانکہ وہ ایک جگہ بیٹھے ہیں تو یہ بلندی بھی مکانی نہیں بلکہ رتبہ کی ہے۔ آنجا۔ یہ پہلے شعر والی فوقیت۔ جائے دور۔ صدر مجلس اگرچہ نیچی جگہ پر بیٹھا ہوا ہو لیکن اُس جگہ کو فوقیت

کانٔ[1] شرر کاندر زماں واپس تر ست — در صفت از سنگ و آہن بر تر ست

وہ چنگاریاں جو زمانہ میں بہت بعد میں ہیں — پتھر اور لوہے سے خوبی میں بڑھی ہوئی ہیں

در زماں شاخ از ثمر سابق تر ست — در ہنر از شاخ اُو فائق تر ست

شاخ، زمانہ میں پھل سے پہلے ہے — خوبی میں وہ شاخ سے بہت برتر ہے

چونکہ مقصود از شجر آمد ثمر — پس ثمر اوّل بُود آخر شجر

جونکہ درخت سے پھل مقصود ہے — اس لئے پھل پہلے، درخت پیچھے ہوا

سوئے[2] خرس و اژدہا گردیم باز — زانکہ طولے دارد اِضمار و مجاز

ہم پھر ریچھ اور اژدہے کی طرف لوٹتے ہیں — کیونکہ اضمار اور مجاز کی بات طول رکھتی ہے

خرس چوں فریاد کرد از اژدہا — شیر مردے کرد از چنگش رہا

ریچھ نے جب اژدھے کی وجہ سے واویلا کی — بہادر مرد نے اُس کو اُس کے پنجے سے چھڑا دیا

حیلت و مردی بہم دادند پشت — اژدہا را اُو بدیں حیلہ بکُشت

تدبیر اور بہادری نے ایک دوسرے کی مدد کی — اس تدبیر سے اُس نے اژدھے کو مار ڈالا

اژدہا را اُو بدیں حیلہ ببست — تا کہ آں خرس از ہلاک تن برست

اژدھے کو اُس نے اِس تدبیر سے باندھ دیا — یہاں تک کہ ریچھ جسمانی ہلاکت سے بچ گیا

اژدہا ہست قوّت حیلہ نیست — لیک[3] فوقِ حیلۂ تو حیلہ ایست

اژدھے میں طاقت ہے تدبیر نہیں ہے — لیکن تیری تدبیر سے بڑھ کر ایک اور تدبیر ہے

ماکراں بسیار لیکن در کمیں — ماکر اُو داں وھُوَ خیرُ المَاکِرِیْن

تدبیر کرنے والے بہت ہیں لیکن گھات میں — اُس تدبیر کرنیوالے کو سمجھ اور وہ تدبیر کرنیوالوں میں بہتر ہے

حیلۂ خود را چو دیدی باز رو — کز کجا آمد سوئے آغاز رو

جب تو اپنی تدبیر کو دیکھے، واپس لوٹ — کہ کہاں سے آئی ہے؟ شروع کی طرف پلٹ

ہر چہ در پستی ست آمد از عُلا — چشم را سوئے بلندی نِہ ہلا

جو کچھ بھی (عالمِ) پستی میں آیا ہے (عالم) بالا سے (آیا ہے) — خبردار! نگاہ اوپر کی جانب رکھ

روشنی بخشد نظر اندر عُلا — گرچہ اوّل خیرگی آرد بلا

(عالم) بالا پر نظر رکھنا روشنی عطا کرتا ہے — اگرچہ آزمائش ابتدائً تاریکی پیدا کر دیتی ہے

چشم را در روشنائی خوی کُن — گر نہ خفاشی نظر آں سوئے کُن

آنکھ کو روشنی میں رکھنے کی عادت ڈال — اگر تو چمگادڑ نہیں ہے تو اس طرف دیکھ

---

[1] کانٔ شرر، چنگاریاں بعد میں وجود میں آتی ہیں چقماق کو تقدم اور شرفِ زمانی ہے لیکن آگ مقصود ہے لہٰذا اُسکو تقدم اور شرفِ رتبہ کا حاصل ہے۔ در زماں، شاخ کو پھل پر تقدم زمانی حاصل ہے لیکن شرف میں پھل مُقدم ہے۔ اوّل۔ یعنی رتبہ کے اعتبار سے۔

[2] سوئے خرس۔ یعنی ریچھ اور اژدھے کا قصہ۔ اِضمار۔ دل میں چھپانا۔ امرِ معنوی فوقیت معنویہ۔ مجاز۔ فوقیت مجازی۔ حیلت۔ حیلہ، تدبیر۔ مردی۔ بہادری۔ پشت دادن۔ مدد کرنا۔ اژدہا را۔ اژدھے میں طاقت تو تھی تدبیر نہ تھی بہادر میں طاقت اور تدبیر دونوں تھیں اس لئے بہادر اژدھے پر غالب آگیا۔

[3] لیک۔ انسان کو اپنی تدبیر پر گھمنڈ نہ چاہیئے کیونکہ خدا کی تدبیر تمہاری تدبیر سے زیادہ قوی ہے۔ قرآن پاک میں ہے وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْن۔ حیلۂ خود۔ اپنی تدبیر کو بھی خدا کی عطا کردہ سمجھو۔ ہر چہ۔ صرف انسان کی تدبیر ہی نہیں بلکہ دنیا کی ہر چیز خدا کی عطا کردہ ہے۔ پستی۔ عالمِ دنیا۔ عُلا۔ عالمِ آخرت۔ روشنی۔ مصائب میں پھنس کر ذاتِ حق سے غفلت ہوتی ہے لیکن جب انسان اسکو منجانب اللہ سمجھ لیتا ہے تو غم کا ازالہ بھی ہو جاتا ہے۔ چشم را۔ آنکھ کو نورِ معرفت کا عادی بنانا چاہیئے خفاشی چمگادڑ نور سے گھبراتی ہے۔

عاقبت[1] بینی نشانِ نورِ تُست | شہوتِ حالی حجابِ سُورِ تُست
انجام کو دیکھنا تیرے نور کی نشانی ہے | موجودہ شہوت تیری خوشی کا حجاب ہے

عاقبت بینے کہ صد بازی بدید | مثلِ آں نبود کہ یک بازی شنید
انجام پر نظر رکھنے والا جس نے سَو کھیل دیکھے ہیں | اُس جیسا نہ ہوگا جس نے ایک کھیل سُنا ہے

زاں یکے بازی چناں مغرور شُد | کز تکبّر زاوستاداں دُور شُد
ایک کھیل کی وجہ سے وہ ایسا مغرور ہوا | کہ تکبّر کی وجہ سے اُستادوں سے دور ہوگیا

سامری[2] وار آں ہنر در خود چو دید | اوز موسیٰؑ از تکبّر سر کشید
سامری کی طرح جب اسنے اپنے اندر وہ ہنر دیکھا | اُس نے موسیٰؑ سے تکبّر کی وجہ سے سرکشی کی

اُو ز موسیٰؑ آں ہنر آموختہ | وز مُعلّم چشم را بر دوختہ
اُس نے وہ ہنر موسیٰؑ سے سیکھا ہے | اور اُستاد سے، آنکھ بند کرلی

لاجرم موسیٰؑ دگر بازی نمود | تاکہ آں بازیّ اُو جانش ربود
لامحالہ موسیٰؑ نے دوسرا کھیل دکھایا | یہاں تک کہ وہ کھیل اُس کی جان لے گیا

اے بسا دانش کہ اندر سر دَوَد | تا شود سرور بداں خود سر رَوَد
بہت سی عقلیں جو دماغ میں آتی ہیں | تاکہ اُن کی وجہ سے سردار بنے (لیکن) سر ہی چلا جاتا ہے

سر[3] نخواہی کہ رَوَد تو پائے باش | در پناہِ قطبِ صاحب رائے باش
(اگر، تو نہیں چاہتا ہے کہ سر جائے تو ہمہ تن، پاؤں بنجا | (اور) تدبیر والے قطب کی پناہ میں آجا

گرچہ شاہی خویش فوقِ اُو مبیں | گرچہ شہدی جز نباتِ اُو مچیں
اگرچہ تو شاہ ہو اپنے آپ کو اُس سے بالا نہ سمجھ | اگرچہ تو شہد ہو اُس کی شکر کے علاوہ نہ چُن

فکرِ تو نقش ست و فکرِ اُوست جاں | نقدِ تو قلب ست نقدِ اُوست کاں
تیرا فکر تصویر ہے، اور اُس کا فکر جان ہے | تیرا نقد کھوٹا ہے (اور) اُس کا نقد کان ہے

اُو توئی خود را بجو در اُوئے اُو | کو و کو گو فاختہ شو سوئے اُو
وہ تو ہی ہے اپنے آپ کو اُسکی ہستی میں تلاش کر | اِس کے لئے فاختہ بن اور کُوکُو کہتا رہ

ور نخواہی خدمتِ ابنائے جنس | در دہانِ اژدہائی ہمچو خرس
اگر تو اپنے ہم جنسوں کی خدمت نہیں کرنا چاہتا ہے | تو تو ریچھ کی طرح اژدہے کے مُنہ میں ہے

[1] عاقبت۔ جس شخص کو نورِ معرفت حاصل ہوجاتا ہے وہ انجام پر نظر رکھتا ہے نور کا شہوتیں پوری کرنے سے آخرت کی خوشیاں معدوم ہوجاتی ہیں۔ عاقبت بیں۔ شیخ قدرت کے صدہا جلوے دیکھتا ہے۔ زاں۔ انتہائی بیوقوفی ہے کہ قدرت کا معمولی کرشمہ دیکھ کر اپنے آپ کو کامل شیوخ سے مُستغنی سمجھ لیا جائے۔

[2] سامری۔ بنی اسرائیل کا ایک شخص ہے جس نے دریائے نیل عبور کرتے ہوئے ایک فرشتے کے گھوڑے کی یہ تاثیر دیکھی کہ جہاں اُس کا قدم پڑتا تھا سبزہ اُگ جاتا تھا اور زندگی کے آثار نمودار ہوجاتے تھے تو اُس نے اس مٹی سے یہ کام لیا کہ حضرت موسیٰ جب کوہِ طور پر گئے ہوئے تھے تو اُس نے چاندی سونے کا ایک بچھڑا بنا کر اُس میں وہ مٹی ڈالدی جس سے اُنمیں زندگی کے آثار پیدا ہوگئے اور قوم کو اُس کی پرستش پر لگا دیا اور حضرت موسیٰؑ کا مقابلہ کرنے لگا۔ دگر بازی نمود حضرت موسیٰؑ نے بد دعا کی تو اُس کا یہ حال ہوگیا کہ کسی کے جسم سے اُس کا جسم مل جائے تو اُس کو بخار چڑھ جائے۔ اے بسا۔ انسان بھلائی کے لئے تدبیر کرتا ہے وہی اُس کی ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے۔

[3] سر نخواہی ۔ اِس ہلاکت سے بچنے کا صرف یہ طریقہ ہے کہ اپنے آپ کو شیخ کامل کے سپرد کردو۔ گرچہ۔ مرید کو خواہ کتنے ہی کمالات حاصل ہوجائیں اُس کے لئے شیخ کا اتباع ضروری ہے۔ فکرِ تو۔ بغیر جان کا ڈھانچہ بیکار ہے۔ اُو توئی۔ یعنی شیخ سے اپنے آپکو بالکل متحد کردو۔ اوئے اُو۔ وجود اُو۔ کوکو۔ فاختہ کی آواز ہے جس کا مطلب ہے کہاں، کہاں؟ یعنی وہ اپنے محبوب کو تلاش کرتی اور پکارتی ہے۔ ابنائے جنس۔ انسان اِس دھوکے میں تباہ ہوتا ہے کہ اپنے جیسے انسان کو شیخ کیسے بنائے۔

ورترشِ[1] می آیدت قندِ رضا — ہمچو خرسی در دہانِ اژدہا

اگر خوشنودی کی شکر تجھے کڑوی لگتی ہے — تو تو ریچھ کی طرح اژدہے کے مُنہ میں ہے

بُو کہ اُستادے رہاند مر تُرا — وز خطر بیروں کشاند مر تُرا

شاید کوئی پیر تجھے رہائی دلا دے — اور خطرے سے تجھے نکال لے

زاریٔ میکن چو زورت نیست ہین — چونکہ کوری سر مکش از راہ بین

خبردار، اگر تجھ میں طاقت نہیں ہے تو عاجزی کر — تو چونکہ اندھا ہے، راستہ دیکھنے والے سے سرکشی نہ کر

تو کم از خرسی نمی نالی ز درد — خرس رَست از درد چوں فریاد کرد

تو ریچھ سے بھی گیا گذرا ہے، درد کیوجہ سے نالہ نہیں کرتا ہے؟ — ریچھ نے درد سے نجات پالی جب فریاد کی

اے[2] خدا ایں سنگدل را موم کن — نالۂ اُو را خوش و مرحوم کن

اے خدا! اِس سنگدل کو موم کر دے — اُس کے رونے کو مبارک اور باعثِ رحمت بنا دے

گفتنِ نابینائے سائل با مردم کہ من دو کوری دارم

ایک اندھے بھکاری کا لوگوں سے کہنا کہ میں دو اندھے پن رکھتا ہوں

بود کورے کو ہمی گفت الاماں — من دو کوری دارم اے اہلِ زماں

ایک اندھا تھا جو کہہ رہا تھا، پناہ بخدا! — میں دو گنا اندھا پن رکھتا ہوں اے دنیا والو!

پس دوبارہ رحمتم آرید ہاں — چوں دو کوری دارم و من در میاں

مجھ پر ضرور دو گنا رحم کرو — چونکہ میں دو گنا اندھا پن رکھتا ہوں اور بیچ میں ہوں

از تعجب مرد ماں گفتند لیک — ایں دو کوری را بیاں کن نیک نیک[3]

لوگوں نے تعجب سے پوچھا، لیکن — اس دوہرے اندھے پن کو صاف صاف بتا

زانکہ یک کوریت می بینیم ما — آں دگر کوری چہ باشد وانما

اسلئے کہ تیرا ایک اندھا پن ہم دیکھتے ہیں — وہ دوسرا اندھا پن کیا ہے، ظاہر کر

گفت زشت آوازم و ناخوش نوا — زشت آوازی و کوری شد دوتا

بولا، میں بھدی آواز والا اور ناگوار آواز والا ہوں — آواز کا بھدا پن اور اندھا پن دو گنا (اندھا پن) ہو گیا

بانگِ زشتم مایۂ غم می شود — مہرِ خلق از بانگِ من کم می شود

میری بُری آواز غم کا سرمایہ بن جاتی ہے — میری آواز کی وجہ سے لوگوں کی مہربانی کم ہو جاتی ہے

زشت آوازم بہر جا کہ رود — مایۂ خشم و غم و کیں می شود

میری بُری آواز جہاں بھی جاتی ہے — غصہ اور غم و کینہ کا سبب ہو جاتی ہے

۱ــ ورترش۔ شیخ کی رضامندی بمنزلہ شکر ہے۔ بُو کہ۔ اگر تم شیخ کا دامن پکڑے رہوگے تو تمھیں وساوس کی ہلاکت سے نجات مل جائیگی۔ زاری۔ اگر تم میں خود صلاحیت نہیں ہے اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری کرو وہ کسی شیخ کی رہبری کردے گا پھر اُس کا اِتباع کرلینا۔ از درد۔ ریچھ چیخا چلایا تو بہادر اُس کی مدد کو پہنچا۔

۲ــ اے خدا۔ چونکہ شیخ کی نافرمانی ہلاکت کا باعث ہے تو ایسے مرید کے لئے دعا فرماتے ہیں کہ خدا اُس کو رونے کی توفیق دے اور اُس کا رونا مقبول ہو۔ گفتن۔ اِس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر قول اور نالہ میں درد ہوتا ہے تو قابلِ رحم ہوتا ہے۔ دو کوری۔ یعنی آنکھ کا اندھا پن اور آواز کا بھدا پن۔ دوبارہ۔ مکرر۔

۳ــ نیک نیک۔ خوب اچھی طرح۔ وانما۔ ظاہر کر۔ زشت آوازی۔ آواز کا بھدا پن بھی محرومی کا سبب ہے اِس لئے اُس کو اندھا پن کہا ہے۔ بانگِ زشتم۔ بھدی آواز سے ناگواری ہوتی ہے۔ مہر۔ مہربانی۔ کیں۔ کینہ۔

بر دو[2] کوری رحم را دو تا کنید — این چنیں ناگنج[1] را گنجا کنید
دُہرے اندھے پن پر دوگنا رحم کرو — ایسے نہ سمانے والے (شخص) کو سما جانیوالا بنا دو

زِشتی آواز کم شُد زیں گلہ — خلق شُد بر وے برحمت یکدلہ
اس طرح (شکوہ (کرنے) سے اُسکی آواز کا بھدا پن کم (محسوس) ہوا — لوگ اُس پر رحم کرنے پر مُتّفق ہو گئے

کرد نیکو چوں بگفت اُو راز را — لُطفِ آوازِ دلش آواز را
جب اُس نے راز بتایا، تو بھلا بنا دیا — اُس کے دل کی آواز نے (اُس کی) آواز کو

وانکہ آوازِ دلش ہم بد بُود — آں سہ کوری زِشتی سرمد بُود
جس کے دل کی آواز بھی بُری ہو — وہ تہرا اندھا پن ہمیشہ کی بُرائی ہوگی

لیک[2] وہّاباں کہ بے علّت دہند — بُوکہ دستے بر سرِ زِشتش نہند
لیکن وہ بخشش کرنے والے جو بغیر سبب دیتے ہیں — ہوسکتا ہے کہ اُس کے بدنصیب سر پر ہاتھ رکھدیں

چونکہ آوازش خوش و مرحوم شُد — زو دلِ سنگیں دلاں چوں موم شُد
چونکہ اُس کی آواز اچھی اور قابلِ رحم بن گئی — اُس سے سنگدلوں کے دل (بھی) موم جیسے ہوگئے

نالۂ کافر چو زِشت است و شہیق — زاں نمی گردد اجابت را رفیق
کافر کا نالہ چونکہ بُرا اور گدھے کی آواز جیسا ہوتا ہے — اس لئے قبولیت کا رفیق نہیں بنتا ہے

اِخسئُوا بر زِشت آواز آمدست — کو زخونِ خلق چوں سگ بود مست
دُور ہٹو: بھدی آواز پر آیا ہے — کیونکہ وہ مخلوق کے خون سے کُتّے کی طرح مست تھا

چونکہ نالۂ خرس رحمت کش بُود — نالات نبود چنیں، ناخوش بُود
جبکہ ریچھ کا رونا رحمت کا سبب ہو — تیرا رونا ایسا نہ ہو (تو وہ) ناپسندیدہ ہے

دانکہ[3] با یوسفؑ تو گرگی کردہ — یا زخونِ بیگناہے خوردہ
سمجھ لے کہ تو نے یوسفؑ کیساتھ بھیڑیا پن کیا ہے — یا کسی بے گناہ کا خون پیا ہے

توبہ کُن وز خوردہ اِستفراغ کُن — ور جراحت کہنہ شد رَو داغ کُن
توبہ کر، اور کھایا ہوا اُگل دے — اگر زخم پُرانا ہوگیا ہے تو جا، داغ دے

باز گرد از گرگی اے روباہ پیر — نصرت از حق می طلب نِعمَ النَّصِیر
اے بوڑھی لومڑی! بھیڑیا پن چھوڑ دے — اللہ (تعالیٰ) سے مدد طلب کر وہ بہترین مددگار ہے

[1] ناگنج۔ وہ شخص جس کیلئے کہیں گنجائش نہ ہو۔ گنجا۔ سمائی کے قابل۔ کم شد۔ آواز کا بھدا پن تو کم نہ ہوا تھا لیکن چونکہ جذبۂ دل سے بات کہی لوگوں کو رحم آگیا۔ یکدلہ۔ ایک دل والا۔ آخر میں ہا نسبت کیلئے ہے جیسے یکسالہ۔ آواز دل چونکہ شکوہ دردمند دل سے کیا لہٰذا اُس کا اثر ہوا۔ وانکہ جس کی آنکھ بھی اندھی ہو اور آواز بھی بھدی پھر جذبۂ دل بھی شکوے میں نہ ہو تو اُس میں تینوں اندھے پن جمع ہو جاتے ہیں۔ سرمد۔ لازوال۔

[2] لیک۔ اِس تین قسم کے اندھے کو مایوس نہ ہونا چاہیے۔ بے علت۔ وہ لوگ جو بلا کسی ذاتی غرض اور وجہ کے عطا کرتے ہیں۔ خوش۔ خوشگوار۔ مرحوم۔ قابلِ رحم۔ سنگیں دلاں۔ پتھر جیسے دل والے۔ رحم دلوں کا موم ہونا تو ظاہر ہے۔ نالۂ کافر چونکہ وہ دردِ دل سے خالی ہے لہٰذا مردود ہے۔ شہیق۔ گدھے کی بھاری آواز کو جو ابتدائی ہوتی ہے زفیر اور آخری ہلکی آواز کو شہیق کہا جاتا ہے۔ اجابت۔ قبولیت۔ اِخسئُوا۔ قرآنِ پاک میں ہے۔ اِخسئُوا فِیہَا وَلَا تُکَلِّمُونِ دور ہو اسی میں پڑے رہو مجھ سے کلام نہ کرو یہ کفار سے اُس وقت کہدیا جائیگا جب وہ جہنم سے نکلنے کیلئے واویلا کریں گے۔ ناخوش بود یعنی اِس نالہ کے ناپسندیدہ ہونے کی دلیل ہے۔

[3] دانکہ۔ یعنی قبول نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تو نے حقوقُ النَّفس یا حقوقُ العِباد کو تلف کیا ہے۔ اِستفراغ۔ قے یعنی حقوق کی ادائیگی کردے۔ داغ۔ زخم کا آخری علاج داغ دینا تھا۔ روباہ پیر یعنی وہ شخص جس کی ساری عمر مکاری میں گذری ہے۔ نِعمَ النَّصِیر۔ بہترین مددگار۔

تتمہ حکایتِ خرس و آں ابلہ کہ بر وفائے خرس اعتماد کردہ بود

ریچھ اور اُس بیوقوف کی حکایت کا باقی حصہ جس نے ریچھ کی وفاداری پر بھروسہ کیا تھا

خرس از اژدہا چوں وارہید[1]
ریچھ جب اژدہے سے نجات پا گیا

واں کرم زاں مردِ مردانہ بدید
اور اُس نے اُس بہادر کا بہادرانہ کرم دیکھا

چوں سگِ اصحابِ کہف آں خرس زار
(تو) وہ بیچارہ ریچھ اصحابِ کہف کے کُتّے کیطرح

شد مُلازم در پئے آں یارِ غار
اُس یارِ غار کا ساتھی بن گیا

آں مُسلماں سر نہاد از خستگی
تھکن کی وجہ سے وہ نیک آدمی لیٹ گیا

خرس حارِس گشت از دلبستگی
تعلقِ خاطر کی وجہ سے ریچھ محافظ بن گیا

آں یکے بگذشت و گفتش حال چیست
ایک شخص وہاں سے گذرا اور اُسنے اُس سے کہا مزاج کیسے ہیں؟

اے برادر مر ترا ایں خرس کیست
اے بھائی! یہ ریچھ تیرا کون ہے؟

قصہ وا گفت[2] و حدیثِ اژدہا
اُسنے وہ قصہ اور اژدہے کی بات سب سُنائی

گفت بر خرسے مَنہ دل ابلہا
اُس نے کہا اے بیوقوف! ریچھ سے دل نہ لگا

دوستی ز ابلہ بتر از دشمنی ست
بیوقوف کی دوستی، دشمنی سے بدتر ہے

او بہر حیلہ کہ دانی راندنی ست
ایسی ہر تدبیر سے جو تو جانتا ہے وہ بھگا دینے کے لائق ہے

گفت واللہ از حسودی گفت ایں
اُس نے کہا، خدا کی قسم (یہ بات) حسد سے کہی ہے

ورنہ خرس چہ انگری ایں مہر بیں
ورنہ ریچھ کو کیا دیکھتا ہے، اس محبت کو دیکھ

گفت مہرِ ابلہاں عشوہ دِہ[3] ست
اُس نے کہا بیوقوفوں کی محبت فریب دینے والی ہے

ایں حسودی من از مہرش بہ ست
میرا یہ حسد کرنا اُس کی محبت سے بہتر ہے

ہی بیا با من براں ایں خرس را
خبردار، میرے ساتھ آجا اِس ریچھ کو بھگا دے

خرس را مگزیں مہل ہم جنس را
ریچھ کو پسند نہ کر، ہم جنس کو نہ چھوڑ

گفت رَو رَو کارِ خود کُن اے حسود
اُس نے کہا اے حاسد جا جا اپنا کام کر

گفت کارم ایں بُد و بختت نبود
اُسنے کہا میرا کام یہی تھا اور تیرے نصیب میں نہ تھا

من کم از خرسے نباشم اے شریف
اے بھلے آدمی! میں ریچھ سے کم نہ ہونگا

ترکِ اُو کُن تا منت باشم حریف
اُس کو چھوڑ دے تاکہ میں تیرا دوست ہو جاؤں

بر تو دل می لرزدم ز اندیشۂ
فکر سے تجھ پر میرا دل لرزتا ہے

با چنیں خرسے مرَو در بیشۂ
ایسے ریچھ کے ساتھ جنگل میں نہ جا

---

[1] وارہیدن۔ چھوٹ جانا۔ سگ۔ اصحابِ کہف کا کُتّا نیکی میں ضرب المثل ہے۔ یارِ غار۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے وقت آنحضورؐ کا ساتھ دیا اور تین دن حضورؐ کے ساتھ غارِ ثور میں گذارے لہٰذا اُن کو یارِ غار کہا جاتا ہے پھر ہر مخلص کو یارِ غار کہدیا جاتا ہے۔ حارِس۔ نگہبان۔

[2] واگفتن۔ واضح طور پر کہنا۔ حدیث۔ قصّہ۔ منہ دل۔ دل نہ لگا۔ ابلہا۔ اے ابلہ۔ راندنی یعنی ہر تدبیر سے کچھ سے پیچھا چھڑا لینا چاہیئے۔ انگری۔ الف زیادہ ہے۔

[3] عشوہ دہ۔ فریب دینے والا۔ ایں حسودی یعنی اگر بالفرض میں نے حسد سے بھی یہ بات کہی ہے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ ہم جنس یعنی مجھے۔ بختت نہ بود۔ میرا کام نصیحت کرنا تھا تیرے نصیب میں قبول کرنا نہ تھا۔ حریف۔ دوست، ساتھی، بالمقابل۔ بیشہ۔ جنگل۔

ایں دلم ہرگز نہ لرزید از گزاف [1]
میرا یہ دل خواہ مخواہ نہیں لرزا
نورِ حق ست ایں نہ دعوی و نہ لاف
یہ (لرزنا) اللہ کے نور (کی وجہ) سے ہے یہ نہ ادّعا ہے نہ بڑھانا ہے

مومنم ینظر بنورِ اللہ شدہ
میں مومن ہوں وہ (المؤمن) جو اللہ کے نور سے دیکھتا ہے
ہاں وہاں بگریز ازیں آتشکدہ
خبردار خبردار، اِس آگ کی بھٹی سے بھاگ

ایں ہمہ گفت و بگوشش در نرفت
اُس نے یہ سب کچھ کہا اور اُس کے کان میں نہ گیا
بدگمانی مَرد را سدّیست زفت
انسان کیلئے بدگمانی بڑا بندھ ہے

دستِ وے بگرفت و دست از وے کشید
اُس نے اُس کا ہاتھ پکڑا اُسنے اُس سے ہاتھ چھڑا لیا
گفت رفتم چوں نہ یارِ رشید
اُسنے کہا، جبکہ سیدھا ہونیوالا دوست نہیں ہے میں جا تا ہوں

گفت رَو بر من تو غمخوارہ مباش
اُس نے کہا، جا تو میرا غم نہ کھا
بوالفضولا معرفت کمتر تراش
اے بکواسی! معرفت (خداوندی کی باتیں) نہ کر

بازگفتنش من عدوّے تو نیم [2]
اُس نے پھر کہا، میں تیرا دشمن نہیں ہوں
لطف بینی گر بیائی در پیَم
اگر میرے پیچھے (پیچھے) آجائیگا لُطف (و محبت) دیکھیگا

گفت خوابستم مرا بگذار و رَو
اُس نے کہا، مجھے نیند آرہی ہے، مجھے چھوڑ اور جا
گفت آخر یار را منقاد شو
اُس نے کہا، آخر دوست کا فرمانبردار بن جا

تا بخسپی در پناہِ عاقلے
تاکہ تو ایک عقلمند کی حفاظت میں سوئے
در جوارِ دوستے صاحبدلے
ایک صاحبدل دوست کے قریب

در خیال افتاد مَرد از جدِّ او
اُس کے اصرار سے وہ مَرد شک میں پڑ گیا
خشمگیں شد زو بگردانید رُو
غضبناک ہوگیا، اُس سے مُنہ پھیر لیا

کیں مگر قصدِ من آمد خونی ست
کہ یہ شاید میری جان کا خواہاں بنا ہے خونی ہے
یا طمع دارد گدائی و تونی ست
یا لالچ کرتا ہے، بھک منگا اور چور ہے

یا گرو بست ست با یاراں بدیں [3]
یا اُس نے دوستوں سے اِس پر شرط باندھی ہے
کہ بترساند مرا از ہمنشیں
کہ مجھے ساتھی سے ڈرا دے گا

یا حسد دارد ز مہرِ یارِ من
یا میرے یار کی محبت پر حسد کرتا ہے
کاینچنیں جدّ میکند در کارِ من
کہ میرے معاملہ میں اِس قدر اصرار کر رہا ہے

خود نیامد ہیچ از خبثِ سرش
اُس کی بد دماغی سے نہ آیا
یک گمانِ نیک اندر خاطرش
کوئی بھی نیک گمان اس کے دل میں

---

[1] گزاف۔ لغو، بیہودہ۔ نورِ حق۔ یعنی یہ میری الہامی بات ہے۔ دعوٰی یعنی خواہ مخواہ دعوٰی نہیں کر رہا ہوں لاف۔ یعنی گھمارنا۔ ینظر بنور اللہ حدیث میں ہے اَلْمُؤمِنُ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ۔ مؤمن خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔ آتشکدہ یعنی ریچھ کی دوستی۔ سدّ۔ بندھ۔ زفت بھاری، موٹا۔ بگرفت یعنی نصیحت کرنے والے نے ریچھ والے کا ہاتھ پکڑا لیکن اُس نے اُس سے ہاتھ چھڑا لیا۔ معرفت یعنی خدا رسیدہ ہونا۔

[2] بازگفتنش۔ اِس نصیحت کرنے والے نے ریچھ والے سے پھر کہا۔ خوابستم۔ مرا خواب ست۔ منقاد۔ مطیع فرمانبردار۔ عاقلے۔ یعنی نصیحت کرنیوالا۔ جدّ۔ اصرار قصدِ من۔ یعنی میری جان لینے کا ارادہ۔ تونی۔ بھنگی، چور، دغاباز۔ یعنی میری خدمت کرکے کچھ کمانا چاہتا ہے۔

[3] گرو بست۔ اُس نے شرط باندھی ہے۔ ہمنشیں۔ یعنی ریچھ۔ یارِ من۔ یعنی ریچھ۔ خود۔ یعنی چونکہ بد دماغ تھا نصیحت کرنے والے کے بارے میں کوئی بھلا خیال اُس کے دل میں نہ آیا۔

ظنِ نیکش جملگی بر خرس بود — او مگر[1] آں خرس را ہم جنس بود

اُس کا نیک گمان بالکل ریچھ پر تھا — شاید وہ اس ریچھ کا ہم نسل تھا

بدگمان و ابلہ و نا اہل بود — وز شقاوت او مطیعِ جہل بود

بدگمان اور بے وقوف اور نا اہل تھا — بدبختی کی وجہ سے وہ جہل کا تابع تھا

بدرگ و خودرای و بدبختِ ابد — گمرہ و مغرور و کور و خوار و رد

بدسرشت اور خودسر اور ہمیشہ کا بدبخت — گمراہ اور مغرور اور اندھا اور ذلیل اور مردود

خرس را بگزیدہ بر صاحب کمال — رُوسیہ حاصل تبہ فاسد خیال

ریچھ کو صاحبِ کمال پر ترجیح دی — رُوسیاہ، بدانجام، گندے خیال والا

عاقلے را از سگی تہمت نہاد — خرس را دانست اہلِ مہر و داد

کتے پن سے ایک عقلمند پر تہمت دھری — ریچھ کو محبت اور انصاف والا سمجھا

گفتنِ[2] موسیٰؑ گوسالہ پرست را کہ آں خیال اندیشی وحزمِ تو کجا رفت

(حضرت) موسیٰ علیہ السلام کا ایک بچھڑے کے پوجنے والے سے فرمانا کہ تیری وہ سمجھ اور پختگی کہاں چلی گئی؟

گفت موسیٰؑ بایکے مستِ خیال — کاے بداندیش از شقاوت در ضلال

(حضرت) موسیٰؑ نے ایک وہمی سے فرمایا — کہ اے بدبختی کی وجہ سے گمراہ اور بدخیال!

صد گمانت بود در پیغمبرم — با چنیں بُرہان و ایں خُلقِ کریم

تجھے میری پیغمبری میں سو شک تھے — ایسی دلیل اور ان اچھے اخلاق کے ہوتے ہوئے

صد ہزاراں معجزہ دیدی زمن — صد خیالت می فزود و شک و ظن

تونے مجھ سے لاکھوں معجزے دیکھے — لیکن تیرے اندر سینکڑوں وہم شک اور بدگمانیاں بڑھیں

از خیال و وسوسہ تنگ آمدی — طعن بر پیغمبریم می زدی

تو وہم اور وسوسہ سے مجبور ہو گیا — میری پیغمبری پر تو نے طعنہ زنی کی

گرد[3] از دریا بر آوردم عیاں — تا رہیدید از شرِ فرعونیاں

میں نے کھُلم کھلا دریا سے گرد اُڑا دی — یہانتک کہ تم فرعون والوں کے شر سے بچ گئے

ز آسماں چل سالہ کاسہ و خواں رسید — وز دُعایم جُوئے از سنگے دوید

چالیس سال تک آسمان سے پیالہ اور خوان آیا — میری دعا سے پتھر سے پانی کی نہر بہ پڑی

۱۔ او مگر۔ یعنی ریچھ جیسی فطرت کا تھا۔ مُطیع۔ فرمانبردار۔ بدرگ۔ بدسرشت۔ خودرای۔ کسی کا کہنا نہ ماننے والا۔ بدبختِ ابد۔ ازلی شقی۔ رد۔ مردود۔ حاصل تبہ۔ بدانجام۔ عاقلے۔ یعنی نصیحت کرنے والا۔ داد۔ انصاف۔

۲۔ گفتن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بچھڑے کے پجاری کو سیدھا راستہ نظر نہ آیا۔ شقاوت۔ بدبختی۔ ضلال۔ گمراہی۔ صد گماں۔ سینکڑوں شبہات۔ برہان۔ دلیل۔ شک۔ یعنی پیغمبری میں شک وشبہ۔

۳۔ گرد بر آوردن۔ ہلاک کردینا، خاک اڑانا یعنی حضرت موسیٰؑ نے جب بنی اسرائیل کے ساتھ دریائے نیل کو پار کیا تو بطور معجزہ کے راستہ بالکل خشک ہو گیا تھا۔ فرعونیاں۔ فرعون کا لشکر بنی اسرائیل کو گرفتار نہ کر سکا تھا۔ ز آسماں۔ میدانِ تیہ میں بنی اسرائیل پر چالیس سال تک آسمان سے من وسلویٰ اترتا رہا۔ وز دعایم۔ حضرت موسیٰؑ کی ضرب سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے تھے۔

چوب[۱] شد در دستِ من نَر اژدہا
میرے ہاتھ میں لکڑی نَر اژدہا بنی
آب خوں شد بر عدوئے ناسزا
نالائق دشمن پر پانی خون بن گیا

شد عصا مار و کفم شد آفتاب
لاٹھی سانپ بنی، اور میری ہتھیلی سورج بنی
آفتاب از عکسِ رُویم شد شہاب
سورج میرے چہرے کے عکس سے ٹوٹا ہوا ستارہ بن گیا

این و صد چندین و چندیں گرم و سرد
یہ اور ایسے ایسے سینکڑوں مختلف قسم کے معجزوں نے
از تو اے سرد آں توہم کم نہ کرد
اے کج فہم! تیرا وہم نہ مٹایا

بانگ[۲] زد گوسالہ از جادوئی
جادوگری سے بچھڑا بولا
سجدہ کردی کہ خدائے من توئی
تونے سجدہ کیا، کہ میرا خدا تو ہے

آں توہمہات را سیلاب بُرد
تیرے ان وہموں کو سیلاب بہالے گیا
زیرکیِ باردت را خواب بُرد
تیری لایعنی ذہانت سو گئی

چوں نبودی بدگماں در حقِ او
تو اُس کے بارے میں بدگمان کیوں نہ ہوا؟
چوں نہادی سر چنیں اے زشت رو
اے بدصورت! تونے اِس طرح کیوں سر دھر دیا؟

چوں خیالت نامد از تزویر[۳] او
تجھے اُس کی مکاری کا کیوں خیال نہ آیا؟
وز فسادِ سحرِ احمق گیرِ او
اور اُس کے احمقوں کو پھنسانیوالے جادو کا

سامری خود کہ باشد اے مُہاں
اے ذلیل! سامری خود کیا ہے؟
کہ خدائے بر تراشد در جہاں
کہ جو دنیا میں خدا بنا ڈالے

چوں دریں تزویرِ او یکدل شدی
توجب تو اُس کی اِس مکاری سے مطمئن ہوگیا
وز ہمہ اشکالہا عاطل شدی
اور تمام اِشکالات سے خالی ہو گیا

گاو می شاید خدائی را بلاف
بکواس سے، بچھڑا خدائی کے لائق ہو سکتا ہے؟
در رسولی ام تو چوں کردی خلاف
میرے رسول ہونے میں تونے کیوں خلاف کیا؟

پیشِ گاوے سجدہ کردی از خری
گدھے پن سے تونے بچھڑے کے سامنے سجدہ کیا
گشت عقلت صیدِ سحرِ سامری
تیری عقل سامری کے جادو کا شکار ہوگئی

چشم دزدیدی ز نورِ ذوالجلال
تونے اللہ (تعالیٰ) کے نور سے آنکھیں چرائیں
اینت جہلِ وافر و عینِ ضلال
عجیب بھاری نادانی اور اصل گمراہی ہے

شہ بر آں عقل و گزینش کہ تراست
تیری عقل اور اسکے انتخاب پر جو تونے کیا، تف ہے
چوں تو کانِ جہل را کشتن سزاست
تجھ جیسے جہل کی کان کا قتل مناسب ہے

---

۱ چوب۔ حضرت موسیٰ کی لاٹھی اژدہا بن گئی تھی۔ کفم۔ حضرت موسیٰ کو یدِ بیضا کا معجزہ حاصل تھا۔ شہاب۔ یعنی سورج کی حیثیت گھٹ گئی۔ گرم و سرد۔ مختلف اقسام۔ سرد۔ جامد طبع، بیوقوف۔

۲ بانگ زد۔ سامری نے جو بچھڑا بنایا تھا وہ بولنے لگا تھا۔ جادوئی۔ جادوگری۔ توہمات۔ پیغمبری کے سلسلہ میں جو شکوک تھے بچھڑے کی خدائی میں نہ پیدا ہوئے۔ در حقِ او۔ بچھڑے کی خدائی۔

۳ تزویر۔ فریب۔ او یعنی سامری۔ احمق گیر۔ بیوقوفوں کو پھانسنے والا۔ سامری۔ اُس شخص کا نام ہے جس نے بنی اسرائیل کو بچھڑے کی پوجا میں لگا دیا تھا۔ مُہان۔ ذلیل۔ یکدل۔ مطمئن۔ عاطل۔ فارغ، خالی۔ لاف۔ بکواس۔ رسولی۔ رسالت۔ خلاف۔ مخالفت۔ گاؤ یعنی بچھڑا۔ خری۔ گدھاپن۔ سحرِ سامری۔ سامری کا جادو یہی تھا کہ اُس نے حضرت جبرئیل کے گھوڑے کی قدموں کی مٹی اُس بچھڑے کے بُت میں ڈال دی تھی جو اُس کی زندگی کا سبب بن گئی تھی۔ اینت۔ زہے کلمہ تعجب ہے۔ وافر۔ گھنا۔ ضلال۔ گمراہی۔ شہ۔ کلمہ نفرین ہے، تُف۔ گزینش۔ انتخاب۔ کان۔ معدن۔

گاوِ[1] زرّیں بانگ کرد آخر چہ گفت
سونے کا بچھڑا بولا ، آخر کیا کہا ؟
کا حمقاں را اینہمہ رغبت شگفت
کہ احمقوں کی رغبت کے یہ سب پھول کھلے

زاں عجب تر دیدہ از من بسے
مجھ سے تو نے اس سے زیادہ تعجب انگیز (معجزے) دیکھے
لیک حق را کے پذیرد ہر خسے
لیکن ہر کمینہ حق بات کو کب مانتا ہے ؟

باطلاں را چہ رُباید باطلے
بیہودوں کو کیا بھاتا ہے ؟ بیہودہ بات
عاطلاں را چہ خوش آید عاطلے
لغو لوگوں کو کیا اچھا لگتا ہے ؟ لغو

زاں کہ ہر جنسے رُباید جنسِ خود
کیونکہ ہر جنس اپنی جنس کو کھینچتی ہے
گاو سُوئے شیرِ نر کے رُو نہد
گائے ، نر شیر کے سامنے کب آتی ہے ؟

گرگ بر یوسفؑ کجا عشق آورد
بھیڑیا ، یوسفؑ سے کب عشق کرتا ہے ؟
جُز مگر از مکر تا اُو را خورد
مکر کے سوا ! تاکہ اس کو ہڑپ کر جائے

چوں ز گرگی وا رہد محرم شود
جب بھیڑیئے پن سے نجات حاصل کر لیتا ہے محرم ہو جاتا ہے
چوں سگِ کہف از بنی آدم شود
اصحابِ کہف کے کُتّے کی طرح انسان ہو جاتا ہے

چوں محمدؐ را ابوبکرؓ نکو[2]
جب نیک (سیرت) ابوبکرؓ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
دید صدقش گفت ھٰذَا صَادِق
کی سچائی کو دیکھا بول اُٹھے یہ سچا ہے

چوں ابوبکرؓ از محمدؐ برد بُو
جب ابوبکرؓ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خوشبو سونگھی
گفت ھٰذَا لَیْسَ وَجْہُ کَاذِبٍ
کہا یہ جھوٹا چہرہ نہیں ہے

چوں نہ بُد بوجہل از اصحابِ درد
چونکہ ابوجہل اصحابِ درد میں سے نہ تھا
دید صد شقُّ القمر باور نہ کرد
سو شق القمر (جیسے معجزے) دیکھے یقین نہ کیا

دردمندے کش زبام افتاد طشت
وہ دردمند جس کا راز ظاہر ہو کر رہا
رو نہاں کردیم حق پنہاں نگشت
ہم نے اس سے حق کو چھپایا (پھر بھی) نہ چھپا

وانکہ اُو جاہل بُد از دردش بعید[3]
وہ جو کہ جاہل تھا اور اس کے درد سے دور تھا
چند بنمودیم وا اُو آں را ندید
ہم نے اس کو ہر چند دکھایا اس نے اس کو نہ دیکھا

آئینہ دل صاف باید تا در او
دل کا آئینہ صاف ہونا چاہیئے تاکہ اس میں
وا شناسی صورتِ زشت از نکو
بُری اور اچھی صورت میں تو امتیاز کر سکے

ترک کردنِ آں مردِ ناصح بعد از مبالغہ پندِ مغرورِ خرس را

اُس نصیحت کرنیوالے انسان کا حد درجہ کی نصیحت کے بعد ریچھ سے دھوکہ میں پڑے ہوئے آدمی کی نصیحت کو ترک کرنا

[1] گاوِ زرّیں۔ بچھڑے کا بُت جو سامری نے سونے سے بنایا تھا۔ دیدہ۔ یعنی معجزے۔ خس۔ کمینہ۔ باطلاں۔ کندہم جنس باہم جنس پرواز۔ گاو۔ گائے شیر کی جنس نہیں ہے۔ گرگ۔ حضرت یوسفؑ کے ساتھ گرگ کا تصور اُن کے بھائیوں کے جھوٹ پر مبنی ہے۔ محرم۔ بھیڑیا پن ختم کر کے بھیڑیا انسان کا ساتھی بن سکتا ہے جس طرح کہ اصحاب کہف کے کُتّے کا کُتّا پن ختم ہوا اور وہ انکا ساتھی بن گیا۔

[2] چوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اوصاف میں اشتراک تھا لہٰذا اُن کا اُن کی طرف میلان ہوا۔ ھٰذَا صَادِق۔ یعنی آنحضورؐ اپنی رسالت کے دعوے میں سچے ہیں۔ بوجہل۔ ابوجہل اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم میں اوصاف کا اشتراک نہ تھا لہٰذا شق القمر کے معجزے سے بھی قائل نہ ہوا۔ دردمندے۔ یعنی طالبِ حق۔ طشت۔ از بام افتادن راز کا ظاہر ہو جانا۔

[3] وانکہ۔ جو شخص طلب حق میں دردمند نہیں ہے۔ آئینہ دل۔ کفار کا آئینۂ دل زنگ آلود تھا لہٰذا وہ منکر بنے۔ ترک کردن۔ اگر مخاطب میں نصیحت سننے کی صلاحیت نہ ہو تو نصیحت نہ کرنی چاہیئے۔ مغرور۔ دھوکے میں مبتلا۔

آں[1] مسلماں ترکِ آں ابلہ گرفت — زیرِ لب لاحول گویاں باز رفت
اُس مسلمان نے اُس بے وقوف کو چھوڑ دیا — خاموشی سے لاحول پڑھتا ہوا لوٹ گیا

گفت چوں از جدّ و پند و از جدال — در دلِ اُو بیش می زاید خیال
بولا جبکہ اصرار اور نصیحت اور بحث سے — اُس کے دل میں زیادہ شک پیدا ہوتا ہے

پس رہِ پند و نصیحت بستہ شد — امرِ اَعْرِضْ عَنْهُمْ پیوستہ شد
تو وعظ اور نصیحت کا راستہ بند ہو گیا ہے — "اُن سے اِعراض کر"، کا حکم وابستہ ہو گیا ہے

چوں دوایت می فزاید درد پس — قصہ بر طالب بگو برخواں عَبَس
جب تیری دوا درد بڑھائے تو — طلبگار سے بات کر (سورۂ) عبس پڑھ لے

چونکہ اعمیٰ طالبِ حق آمدست — بہرِ فقرِ اُو را نشاید سینہ خست
جبکہ اندھا حق کا طالب بن کر آیا ہے — اُس کے اِفلاس کی وجہ سے تنگدل نہ ہونا چاہیئے

تو حریصی بر رشادِ مہتراں — تا بیاموزند عام از سروراں
تو بڑوں کی ہدایت کا حریص ہے — تاکہ عوام، سرداروں سے (دین) سیکھیں

احمدا دیدی کہ قومے از ملوک[2] — مستمع گشتند گشتی خوش کہ بُوک
اے احمد! تم نے دیکھا کہ بادشاہوں کی ایک جماعت — سننے لگی ہے (اور) تم خوش ہوئے کہ شاید

ق

ایں رئیساں یارِ دیں گردند خوش — بر عرب اینہا سرند و بر حبش
یہ سردار دین کے اچھے دوست بن جائیں گے — یہ عرب اور حبشہ کے سردار ہیں

بگذرد ایں صیت از بصرہ و تبوک[3] — زانکہ اَلنَّاسُ عَلیٰ دِیْنِ الْمُلُوْکِ
یہ شہرت بصرہ اور تبوک سے آگے بڑھ جائیگی — کیونکہ قوم بادشاہوں کے دین پر ہوتی ہے

زیں سبب تو از ضریرِ مہتدی — رُو بگردانیدی و تنگ آمدی
اِس لئے تم نے ہدایت چاہنے والے اندھے سے — رُوگردانی کی، اور تنگ ہوئے

کاندریں فرصت کم افتد ایں مناخ — تو زیارانی و وقتِ تو فراخ
کہ اِس وقت یہ موقع کم ملتا ہے — تو صحابہ میں سے ہے تیرے لئے بہت وقت ہے

مُزدحم می کردیم در وقتِ تنگ — ایں نصیحت می کُنم نہ از خشم و جنگ
تنگ وقت میں تو نے مجھ پر ہجوم کیا — یہ میں نصیحت کر رہا ہوں نہ کہ غصہ اور لڑائی

مہتدی۔ ہدایت کرنے والا۔ مُناخ۔ اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ۔ یعنی یہ موقع کم آتا ہے کہ یہ لوگ آکر بات سنیں یاراں۔ یعنی صحابہ۔ فراخ۔ وسیع۔ مُزدحم۔ ہجوم کرنے والا۔ نصیحت۔ یعنی یہ نصیحت کہ تم اِس وقت قرآن سننے کا سوال نہ کرو۔

[1] آں مسلماں۔ یعنی نصیحت کرنیوالا۔ جدال۔ یعنی نصیحت کا بحث و مباحثہ۔ خیال۔ یعنی شک پس۔ اگر نصیحت مزید انکار کا سبب بنے تو پھر نصیحت سے اعراض کرنا چاہیئے۔ اَعْرِضْ عَنْهُمْ۔ اُن سے مُنہ پھیر لو یہ آنحضورؐ سے اُن کفار کے بارے میں فرمایا گیا جن پر نصیحت کارگر نہ رہی تھی۔ عَبَس۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے بڑے سرمایہ داروں کو فہمائش کر رہے تھے۔ اِس اثنا میں ابن اُمِّ مکتوم رضی حاضر ہوئے اور قرآن سنانے کی فرمائش کی تو آنحضورؐ کے چہرے پر ناگواری کے آثار پیدا ہوئے اور اُن سرداروں سے گفتگو کو ختم کرنا پسند نہ کیا اِس پر سورۂ عَبَس نازل ہوئی جس کا مضمون مولانا نے آئندہ اشعار میں بیان فرمایا ہے۔ اعمٰی یعنی ابن اُمِّ مکتوم رضی۔ مہتراں یعنی سردارانِ قریش۔

[2] ملوک۔ یعنی قریش کے سردار۔ بُوک۔ شاید، مگر۔ ایں رئیساں۔ یعنی سردارانِ قریش۔ سَر۔ سردار۔ بگذرد۔ یعنی اِن سرداروں کے مسلمان ہو جانے سے۔ صیت۔ یعنی اسلام کی شہرت۔ بصرہ۔ عراق کا مشہور شہر ہے۔

[3] تبوک۔ شام کی سرحد پر ایک شہر ہے۔ اَلنَّاسُ عَلیٰ دِیْنِ مُلُوْکِہِم۔ لوگ اپنے بادشاہوں کے مذہب پر ہوتے ہیں۔ یہ مشہور مقولہ ہے۔ ضریر۔ نابینا یعنی ابن اُمِّ مکتوم رض۔

احمدا نزدِ خدا ایں یک ضریر — بہتر از صد قیصرؔ ست و صد وزیر
اے احمدؐ! اللہ کے نزدیک یہ ایک اندھا — سینکڑوں قیصروں اور وزیروں سے بہتر ہے

یادِ اَلنَّاسُ مَعَادِنُ ہیں بیار — معدنے باشد فزوں از صد ہزار
خبردار! "لوگ کانیں ہیں" کو یاد رکھ — ایک کان لاکھوں سے بہتر ہوتی ہے

معدنِ لعل و عقیقِ مُکْتَنِس — بہتر ست از صد ہزاراں کانِ مِس
لعل اور عقیق کی چھپی ہوئی کان — تانبے کی لاکھوں کانوں سے بہتر ہے

احمدا اینجا ندارد مال سُود — سینہ باید پُر ز عشق و درد و دود
اے احمدؐ! یہاں مال مفید نہیں ہے — ایسا سینہ درکار ہے جو عشق اور درد اور دھوئیں سے بھرا ہو

اعمیِ روشندل آمد دردمند — پند اُو را دہ کہ حقِ اُوست پند
ایک اندھا، روشندل، دردمند آیا — اُس کو نصیحت کر، نصیحت اُس کا حق ہے

گر دو سہ ابلہ تُرا مُنکر شوند — تلخ کے گردی چو ہستی کانِ قند
اگر دو تین بے وقوف تیرے منکر ہوں — تو آپ تلخ کب ہوسکتے ہیں جبکہ آپ شکر کی کان ہیں

گر دو سہ احمق ترا تہمت نہد — حق برائے تو گواہی می دہد
اگر دو تین احمق تجھ پر تہمت لگائیں — اللہ (تعالیٰ) تیری گواہی دیتا ہے

گفتؔ از اقرارِ عالم فارغم — آنکہ حق باشد گواہ اُو را چہ غم
فرمایا (اب) میں جہان کے اقرار سے فارغ ہوں — جس کا خدا گواہ ہو اُس کو کیا غم ہے

گر خُفاشے را ز خورشیدے خورست — ایں دلیل آمد کہ آں خورشید نیست
اگر چمگادڑ کو سورج سے خوراک حاصل ہے — یہ اِس کی دلیل ہے کہ وہ سورج نہیں ہے

نفرتِؔ خفّاشگاں باشد دلیل — کہ منم خورشیدِ تابانِ جلیل
چمگادڑوں کی نفرت دلیل ہوگی — کہ میں (ربِّ) جلیل کا روشن سورج ہوں

گر گلابے را جُعل راغب شود — آں دلیلِ ناگلابی می بُود
اگر کسی گلاب (کے پھول) کیطرف گبریلا رغبت کرے — وہ اسکے گلاب (کا پھول) نہ ہونے کی دلیل ہوگی

گر شود قلبے خریدارِ محک — در محکیِّ اش درآید نقص و شک
اگر کھوٹا (سکہ) کسوٹی کا طالب ہے — اُس کے کسوٹی ہونے میں نقص اور شک ہوگا

دُزد شب خواہد نہ روز ایں را بداں — شب نیم روزم کہ تابم در جہاں
یہ جان لے کہ چور رات چاہتا ہے، نہ کہ دن — میں رات نہیں ہوں، دن ہوں جو دنیا میں چمکتا ہوں

۱؎ قیصر۔ روم کے بادشاہوں کا لقب تھا۔ اَلنَّاسُ مَعَادِنُ "لوگ کانیں ہیں" اِس حدیث کے بقیہ لفظ یہ ہیں۔ کَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوا جیساکہ سونے اور چاندی کی کانیں جو اُنمیں سے جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں جبکہ دین کی سمجھ حاصل کرلیں۔ معدنے۔ یعنی ابن ام مکتومؓ۔ صد ہزار۔ یعنی سردارانِ قریش۔ مُکْتَنِس۔ پوشیدہ، مخفی۔ مِس۔ تانبا۔ اینجا۔ یعنی دین کے معاملہ میں۔ اعمیٰ۔ یعنی ابن امِ مکتومؓ۔ منکر۔ یعنی رسالت کے منکر۔

۲؎ گفت۔ پہلے اشعار میں سورۂ عبس کا مضمون بیان کیا گیا تھا یہاں سے آنحضورؐ کا مقولہ ہے۔ گواہ۔ یعنی رسالت و صداقت پر۔ خور۔ سے خوراک۔ نیست۔ ورنہ چمگادڑ کو اُس سے نفرت ہوتی۔

۳؎ نفرت۔ سورج سے چمگادڑوں کی نفرت اُس کے مکمل ہونے کی دلیل ہے۔ جلیل۔ یعنی ربِّ جلیل۔ گر۔ بدبو میں پرورش پانیوالا گبریلا اگر گلاب سے رغبت کرنے لگے تو اُس کا گلاب ہونا مشکوک ہوجائیگا۔ قلب۔ کھوٹا سکہ۔ یہاں کھوٹا سکہ چلانیوالے کے معنیٰ میں ہے۔ محک۔ کسوٹی۔ دُزد۔ چور رات کی تاریکی سے اپنا کام چلاتا ہے۔ شب نیم۔ لہٰذا چور اور دغاباز مجھے پسند نہیں کرسکتے ہیں۔

فارقم[۱] فاروقیم غربیل وار — تا کہ کاہ از من نمی یابد گزار
میں فرق کرنیوالا ہوں، چھلنی کی طرح جدا کرنیوالا ہوں — حتیٰ کہ بھوسی مجھ میں سے نہیں گزر سکتی ہے

آرد را پیدا کنم من از سبوس — تا نمایم کیں نقوش ست آں نفوس
میں آٹے کو بھوسی سے علیحدہ کر دیتا ہوں — تاکہ دکھادوں کہ یہ تصویریں ہیں اور وہ انسان ہیں

من چو میزانِ خدایم در جہاں — وا نمایم ہر سُبک را از گراں
میں دنیا میں خدا کی ترازو کی طرح ہوں — ہر ہلکے کو بھاری سے نمایاں کر دیتا ہوں

گاو[۲] را داند خدا گوسالۂ — خر خریدارے و در خور کالۂ
بچھڑا ہی بیل کو خدا سمجھتا ہے — گدھا خریدار، اور اُس کے مناسب مال ہوتا ہے

من نہ گاوم تا گوسالہ خرد — من نہ خارم کاشترے از من چرد
میں بیل نہیں ہوں کہ بچھڑا مجھے خریدے — میں کانٹا نہیں ہوں کہ اونٹ مجھے چرے

او گماں دارد کہ با من جور کرد — بلکہ از آئینۂ من روفت گرد
وہ خیال کرتا ہے کہ اُس نے میرا کچھ بگاڑا — بلکہ اُس نے میرے آئینے سے گرد صاف کر دی ہے

تملق کردن دیوانہ جالینوس را و ترسیدن جالینوس ازوے

ایک دیوانہ کا جالینوس کی خوشامد کرنا اور جالینوس کا اُس سے خوفزدہ ہونا

گفت جالینوس با اصحابِ[۳] خود — مر مرا تا آں فلاں دارو دہد
جالینوس نے اپنے شاگردوں سے کہا (کوئی) — مجھے فلاں دوا لا دے

پس بدو گفت آں یکے کاے ذوفنوں — ایں دوا خواہند از بہر جنوں
اُس سے کسی نے کہا اے صاحب کمالات! — یہ دوا جنون کے لئے مانگتے ہیں

دور از عقلت مگو ایں گفتگو — گفت در من کرد یک دیوانہ رو
خدا کرے جنون تیری عقل سے دور رہے، یہ گفتگو نہ کر — اُس نے کہا مجھے ایک دیوانہ نے دیکھا

ساعتے در روئے من خوش بنگرید — چشمکم زد آستینِ من درید
تھوڑی دیر مجھے غور سے دیکھا — مجھے آنکھ ماری، میری آستین پھاڑ دی

گر نہ جنسیت بُدے در من ازو — کے رُخ آوردے بمن آں زشت رُو
اگر مجھ میں اُس کی جنسیت نہ ہوتی — وہ منحوس صورت میری طرف کب متوجہ ہوتا؟

گر نہ دیدے جنسِ خود کے آمدے — کے بغیرِ جنسِ خود را بر زدے
اگر وہ اپنے ہم جنس کو نہ دیکھتا کب آتا! — اپنے آپ کو غیر جنس سے کب بھڑاتا!

---

[۱] فارق - غلط اور صحیح میں امتیاز کرنیوالا - فاروق - دو چیزوں میں فرق دکھانے والا - غربیل - غربال، چھلنی - کاہ - تنکا، بھوسی - سبوس - بھوسی - نقوش - یعنی بے جان تصویریں - میزان - ترازو - سبک - ہلکا -

[۲] گاو - بیل کو بے عقل بچھڑا ہی خدا سمجھ سکتا ہے - در خور - مناسب، لائق - کالا - سامان - نہ خارم - اونٹ کانٹے کھانا پسند کرتا ہے - او گماں - ناقص لوگ کاملوں کے کمال کا انکار کر کے سمجھتا ہے کہ اُس نے کاملوں کا کچھ بگاڑ دیا حالانکہ اُس کا انکار اُس کے کمال کی بنیاد بنتا ہے - تملق - اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ جالینوس کو ایک دیوانہ کے اُس سے مانوس ہونے سے یہ خبر ہوا کہ میری عقل میں کوئی نقصان ہے ورنہ یہ دیوانہ میری طرف مائل نہ ہوتا -

[۳] اصحاب - یعنی شاگرد - فلاں دارو - یعنی وہ فلاں دوا جو مرض جنون میں کھلائی جاتی ہے - آں یکے - یعنی ایک شاگرد - دور - یہ جملہ دعائیہ ہے - ایں گفتگو - یعنی جنون کی دوا کھانے کی بات - چشمک زد - یعنی اُس نے آنکھ ماری - چشمک زدن دوستی اور بے تکلفی میں ہوتا ہے - درید - بے تکلفی کی وجہ سے - جنسیت - یعنی اگر اس کی طرح میں بھی دیوانہ نہیں ہوں - جنس خود - یعنی دیوانہ -

چوں دو کس برہم زندے بیچ شک — در میاں شاں ہست قدرِ مشترک ل۱

جب دو شخص آپس میں ملیں، بلاشک — اُن میں کوئی قدرِ مشترک ہے

کے پَرد مرغے مگر با جنسِ خود — صحبتِ ناجنس گورست و لحد

ہر پرندا اپنے ہم جنس کے ساتھ ہی اُڑتا ہے — ناجنس کی ہم نشینی قبر اور لحد ہے

سببِ پریدن و چریدن مرغے با مرغِ دیگر کہ جنسِ اُو نبود

ایک پرندے کے غیر جنس پرندے کے ساتھ اُڑنے اور چرنے کا سبب

آں حکیمے گفت دیدم ہم تگے — در بیاباں زاغ را با لکلکے

ایک دانا نے کہا میں نے چلتے پھرتے دیکھا — جنگل میں کوّے کو لقلق کے ساتھ

در عجب ماندم بجستم حالِ شاں — تا چہ قدرِ مشترک یابم نشاں

میں تعجب میں رہ گیا، میں نے اُن کے حال کی جستجو کی — تاکہ قدرِ مشترک کا پتہ لگالوں

چوں شدم نزدیک من حیران و دنگ ل۲ — خود بدیدم ہر دو آں بودند لنگ

جب میں حیران اور دنگ قریب پہنچا — میں نے خود دیکھا کہ وہ دونوں لنگڑے تھے

خاصہ شہبازے کہ اُو عرشی بُود — با یکے چغدے کہ اُو فرشی بُود

خصوصاً وہ شہباز جو عرشی ہو — ایک چغد کے ساتھ جو فرشی ہو کیسے تعلق رکھ سکتا ہے

آں یکے ل۳ خورشیدِ علییں بُود — ویں دگر خفاش کز سجیں بُود

ایک وہ جو علیین کا سورج ہو — اور یہ دوسری چمگادڑ جو سجیین کی ہو

آں یکے نورے زہر عیبے بَری — واں دگر کورے گدائے ہر دری

ایک وہ نور جو ہر عیب سے بَری ہے — اور دوسرا وہ اندھا جو ہر در کا بھکاری ہے

واں یکے ماہے کہ بر پروین زند — واں یکے کرمے کہ بر سرگیں تند

ایک ایسا چاند جو ثریا سے متعلق ہے — ایک وہ کیڑا جو گوبر کے چکر کاٹے

آں یکے یوسف رُخے عیسیٰ نفس — ویں دگر گرگے و یا خر یا خرس

ایک یوسفؑ جیسے چہرے والا عیسیٰؑ جیسے سانس والا — دوسرا بھیڑیا، یا گدھا، یا ریچھ

آں یکے پرّاں شدہ در لامکاں — ویں یکے در کاہداں ہمچوں سگاں

ایک وہ جو لامکان میں اُڑتا ہے — اور یہ ایک کوڑی پر کتوں کی طرح

آں یکے سلطانِ عالی مرتبت — ویں دگر در گلخنے در تعزیت

وہ ایک، بلند مرتبہ بادشاہ — اور یہ دوسرا بھٹی کے اندر ماتم میں

ل۱ قدرِ مشترک۔ یعنی کوئی ایسی بات جو دونوں میں ہو۔ سبب۔ کوّا اور لقلق ہم جنس نہ تھے لیکن اُن میں لنگڑاپن قدرِ مشترک تھی۔ ہم تگی۔ مل کر چلنا پھرنا۔ لکلک۔ لقلق۔

ل۲ حیران و دنگ۔ اِس لئے کہ دو غیر جنس کو ملا جلا دیکھا تھا۔ خاصہ۔ جبکہ کوّے اور لقلق کو دیکھ کر ایک عقلمند حیران ہوا حالانکہ دونوں مِینی پرندے ہیں تو بھی جو عرش کا شہباز ہے اور منکر جو ویرانے کا چغد ہے باہم کیسے مانوس ہو سکتے ہیں۔ شہباز۔ یعنی رسول و نبی۔ چغد۔ منکر۔

ل۳ یکے۔ یعنی رسول و نبی۔ علیین۔ وہ دفتر جس میں جنتیوں کے نام لکھے ہونگے۔ بہشت کا بلند مقام۔ سجیین۔ وہ دفتر جس میں دوزخیوں کے نام لکھے ہوں گے۔ جہنم کی وادی۔ نورے۔ یعنی رسول و نبی۔ کورے۔ یعنی منکر۔ پروین۔ ثریا جو ستاروں کا مجموعہ ہے۔ کرم۔ کیڑا۔ سرگیں۔ گوبر۔ یوسف۔ حضرت یوسفؑ کا حسن مشہور ہے۔ عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰؑ کے سانس میں بڑی برکتیں تھیں۔ پرّاں۔ پرواز کرنے والا۔ لامکاں۔ عالمِ لاہوت۔ کاہداں۔ کوڑے کی جگہ۔ گلخن۔ بھٹی۔ تعزیت۔ ماتم۔

آں یکے خلقے ز اکرامش[۵۱] خجل — ویں دگر از بینوائی منفعل
ایک وہ جس کے کرم سے مخلوق شرمندہ — اور یہ دوسرا بے سروسامانی سے شرمندہ

آں یکے سرور شدہ ز اہلِ زماں — ویں دگر در خاکِ خواری بس نہاں
ایک وہ جو زمانے والوں کا سردار بنا — اور یہ دوسرا ذلت کی خاک میں دبا ہوا

بلبلاں را جائے می زیبد چمن — مر جعل را در حمیں خوشتر وطن
بلبلوں کی جگہ چمن میں مناسب ہے — گبروندے کا گندگی بہترین وطن ہے

باز بانِ معنوی[۵۲] گل با جعل — ایں ہمہ گوید کہ اے گندہ بغل
پھول، گبروندے کو زبانِ حال سے — یہ کہتا ہے کہ اے بغل گند والے!

گر گریزانی ز گلشن بیگماں — ہست آں نفرت کمالِ گلستاں
اگر تو چمن سے بھاگتا ہے، یقیناً — وہ نفرت چمن کا کمال ہے

غیرتِ من بر سرِ تو دور باش — می زند کاے خس از ایں در دُور باش
میری غیرت تیرے سر پر نیزہ — (پھینک کر)، مارتی ہے اے کمینے! اِس در سے دُور رہ

ور بیامیزی تو با من اے دنی — ایں گماں آید کہ از کانِ منی
اے کمینے! اگر تو مجھ سے گھل مل جائے گا — یہ خیال ہوگا کہ تو میری جنس کا ہے

گر در آمیزد[۵۳] ز نقصانِ من ست — زاں کہ پندارند کو زانِ من ست
اگر گھل مل جائے گا تو میری کمی کا سبب ہے — کیونکہ لوگ سمجھیں گے کہ وہ میرا ہے

حق مرا چوں از پلیدی پاک داشت — چوں سزد بر من پلیدی را گماشت
خدا نے جب مجھے نجاست سے پاک رکھا ہے — تو مجھ پر نجاست کو مسلط کرنا کیسے مناسب ہوگا؟

یک رگم ز ایشاں بُد و آں را بُرید — در من آں بد رگ کجا خواہد رسید
میری ایک رگ اُن میں کی تھی اُس کو کاٹ دیا — وہ بُری رگ مجھ میں کہاں آسکتی ہے؟

یک نشانِ آدم آں بُد از ازل — کہ ملائک سر نہندش از محل
(حضرت) آدمؑ کی ایک نشانی ازل سے یہ تھی — کہ فرشتے مرتبے کی وجہ سے اُن کو سجدہ کریں

یک نشانِ دیگر آں کہ آں بلیس — ننہدش سر کہ منم شاہ و رئیس
دوسری نشانی یہ کہ شیطان — اُن کو سجدہ نہ کرے کہ میں شاہ اور رئیس ہوں

پس اگر ابلیس ہم ساجد شدے — اُو نہ بودے آدمؑ او غیرے بُدے
تو اگر شیطان بھی سجدہ کرنے والا ہو جاتا — تو وہ آدمؑ نہ ہوتا کوئی اور ہوتا

---

۵۱ اکرام۔ تعظیم کرنا، بخشنا۔ خجل۔ شرمندہ۔ منفعل۔ نادم، شرمندہ۔ سرور۔ سردار۔ می زیبد۔ زیب می دہد۔ جعل۔ نجاست کا کیڑا، گبروندا۔ حمیں۔ نجاست، گندگی۔

۵۲ معنوی۔ باطنی یعنی زبانِ حال۔ گندہ بغل۔ بغل گندہ بدبو دار۔ گر گریزانی۔ یہ پھول کا مقولہ ہے۔ غیرت۔ انبیاء اور بزرگوں کی غیرت کا تقاضہ ہے کہ خدا کے دشمن اُن سے دُور رہیں۔ دور باش۔ پہلے مصرع میں اُس دوشاخہ نیزے کے معنی میں ہے جو چوبدار کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور وہ بادشاہ یا امیر کے آگے چلتا ہے تاکہ لوگ راستے سے دور ہو جائیں دوسرے مصرع میں یہ "دور ہو" کے معنی میں ہے۔ دنی۔ کمینہ۔ کان۔ معدن۔

۵۳ گر در آمیزد۔ بدروں کا بھلوں سے ملنا بھلوں کے نقصان کا سبب ہے۔ آں منست یعنی ہم جنس ہے۔ بُرید۔ آنحضورؐ کا سینہ مبارک کئی بار شق کیا گیا اُس میں سے خون کی ایک بوند نکال دی گئی اور اُس کو زمزم سے پاک کیا گیا۔ یک نشاں۔ حضرت آدمؑ کے کمال کی دو نشانیاں تھیں ایک تو یہ کہ ملائکہ اُن کو سجدہ کریں دوسری یہ کہ شیطان سجدہ نہ کرے۔ چونکہ شیطان نے کہا تھا کہ میں آدمؑ سے بہتر ہوں اُس کو سجدہ کیوں کروں پس اگر شیطان سجدہ کر لیتا تو کمال کی دوسری نشانی مفقود ہو جاتی۔

هم سجودِ هر ملک میزانِ[1] اوست
ہر فرشتہ کا سجدہ اُس کا معیار ہے

هم جحودِ آں عدو برہانِ اوست
اُس دُشمن کا انکار بھی اس کی دلیل ہے

هم گواهِ اوست اقرارِ ملک
فرشتہ کا اقرار کرنا بھی اُس کا گواہ ہے

هم گواهِ اوست کفرانِ سگک
ذلیل کُتّے کا انکار بھی اُس کا گواہ ہے

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد
اِس بات کی انتہا نہیں ہے، واپس چل

تا چه کرد آں خرس با آں شیر مرد
کہ اُس ریچھ نے اُس بہادر کے ساتھ کیا کیا؟

تتمۂ قصۂ اعتمادِ آں مغرور بر تملقِ خرس

اُس دھوکے میں مبتلا کا ریچھ کی چاپلوسی پر بھروسہ کرنے کا باقی قصہ

او[2] بخفت و خرس می راندش مگس
وہ سو گیا اور ریچھ اُس کی مکھیاں اُڑاتا تھا

وز ستیز آمد مگس زو باز پس
اور ضد سے مکھیاں پھر واپس آجاتی تھیں

چند بارش راند از روئے جواں
اُس نے کئی بار اُن کو جوان کے مُنہ پر سے اُڑایا

واں مگس زو باز می آمد دواں
وہ مکھیاں تیزی سے واپس آجاتیں

خشمگیں شد با مگس خرس و برفت
ریچھ کو مکھیوں پر غصہ آیا اور وہ گیا

برگرفت از کوہ سنگے سخت و زفت
پہاڑ سے ایک سخت اور بھاری پتھر اُٹھا لیا

سنگ آورد و مگس را دید باز
پتھر لایا اور مکھیوں کو پھر دیکھا

بر رُخِ خفته گرفته جائے[3] ساز
سوئے ہوئے کے مُنہ پر ٹھکانا بنائے ہوئے

برگرفت آں آسیا سنگ و بزد
اُس نے چکی جیسا پتھر اُٹھایا اور مارا

بر مگس تا آں مگس واپس خزد
مکھیوں پر تاکہ وہ مکھیاں واپس جا گھسیں

سنگ روئے خفته را خشخاش کرد
پتھر نے سوئے ہوئے کے مُنہ کو خشخاش جیسا کر دیا

ایں مثل بر جملہ عالم فاش کرد
یہ کہاوت تمام دنیا میں مشہور کر دی

مہرِ ابلہ مہرِ خرس آمد یقیں
بیوقوف کی دوستی یقیناً ریچھ کی دوستی ہے

کینِ او مہرست و مہرِ اوست کیں
اُس کا کینہ محبت ہے اور اُس کی محبت کینہ ہے

عہدِ او سُستست و ویران و ضعیف
اُس کا عہد (و پیمان)، کمزور اور برباد اور ضعیف ہے

گفتِ او زفت و وفائے او نحیف
اُس کی باتیں گھنی ہیں اور اُس کی وفاداری کمزور ہے

گر خورد سوگند ہم باور مکن
اگر وہ قسم بھی کھائے تو یقین نہ کر

بشکند سوگند مردِ کژ سخن
اُلٹی باتیں کرنے والا قسم توڑ ڈالتا ہے

---

[1] میزان. معیار. جحود. انکار. عدو. شیطان. گواہ. حضرت آدمؑ کے کمال پر جس طرح فرشتوں کا اقرار اور سجدہ گواہ ہے اسی طرح شیطان کا انکار بھی گواہ ہے. کفران. انکار، ناشکری. سگک. کاف تصغیر کا ہے یعنی شیطان. ایں سخن یعنی ناقصین کا انکار کاملین کی فضیلت کی دلیل ہے. تملّق. چاپلوسی، خوشامد.

[2] او. یعنی شیر مرد. وز ستیز. مکھی کی عادت ہے کہ اڑاؤ تو وہ لوٹ کر آتی ہے. جواں. یعنی شیر مرد. زفت. موٹا، بھاری.

[3] جائے ساز. موافق جگہ. آسیا سنگ. سنگ آسیا، چکی کا پتھر. خزد. خزیدن بمعنی گھسنا کا فعل مضارع ہے. ایں مثل. وہ ضرب المثل جو دوسرے شعر میں مذکور ہے. کینِ او. بیوقوف دشمنی میں جدا ہو جائیگا تو نقصان نہ پہنچا سکے گا دوستی کے میل جول کی وجہ سے نقصان رساں ہوگا. عہدِ او. بیوقوف کا کوئی عہد و پیمان مضبوط نہیں ہوتا ہے وہ باتونی ہوتا ہے اس میں وفاداری نہیں ہوتی ہے. گر خورد. بیوقوف کی قسم پر بھی بھروسہ نہ کرنا چاہیئے وہ فوراً قسم توڑ دیتا ہے.

چونکہ بے سوگند گفتش بُد دروغ — تو میفت از مکر و سوگندش بدوغ[۱]

چونکہ اس کی بغیر قسم کے بات، جھوٹ تھی — تو اسکے مکر اور قسم کی وجہ سے فریب میں نہ پڑ

نفسِ او میر ست و عقلِ اُو اسیر — صد ہزاراں مُصحفش خود خوردہ گیر

اس کا نفس حاکم ہے اور اس کی عقل قیدی ہے — لاکھوں قرآن اُس کے کھائے ہوئے سمجھ

چونکہ بے سوگند پیماں بشکند — گر خورد سوگند ہم آں بشکند

جبکہ وہ بغیر قسم کے عہد توڑ ڈالتا ہے — اگر قسم بھی کھالے گا اُس کو توڑ ڈالے گا

زانکہ نفس آشفتہ تر گردد ازاں — کہ کند بندش بسوگندِ گراں

کیونکہ اِس (قسم) سے نفس زیادہ پریشان ہوگا — کہ اُس کو بھاری قسم میں قید کرے

چوں اسیرے بند بر حاکم نہد — حاکم آں را بدرد بیروں جہد

جب کوئی قیدی حاکم کے بیڑی لگائے — حاکم اُس کو توڑ دے گا، باہر نکل آئے گا

بر سرش کوبد ز خشم آں بند را — می زند بر روئے اُو سوگند را

اُس کے سر پر وہ بیڑی دے مارے گا — قسم کو اس کے منہ پر پھینک مارے گا

تو ز اَوْفُوا بِالْعُقُوْد ش دست شو — اِحْفَظُوْا اَیْمَانَکُمْ با اُو مگو

تو عہدوں کو پورا کرو" سے اُس سے ہاتھ دھولے — "اپنی قسموں کی حفاظت کرو" اُس سے نہ کہہ

وانکہ[۲] داند عہد با کہ می کند — تن کند چوں تار و گرد اُو تند

جو شخص یہ سمجھ لے کہ عہد کس سے کرتا ہے — جسم کو دھاگے کی طرح کرتا ہے اور اُسکے گرد تنتا ہے

بعیادت رفتنِ حضرت مُصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم بر صحابیٔ رنجور و فائدہ عیادت

حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیمار صحابی کی مزاج پرسی کو جانا اور بیمار پرسی کا فائدہ

از صحابہ خواجۂ بیمار شُد — واندراں بیماریش چوں تار شُد

صحابہ میں سے ایک بزرگ بیمار ہوگئے — اور اُس بیماری میں وہ دھاگے کی طرح ہوگئے

مصطفیٰؐ آمد عیادت سوئے اُو — چوں ہمہ لطف و کرم بُد خوئے اُو

حضرت مصطفیٰؐ اُن کے پاس بیمار پرسی کیلئے تشریف لائے — چونکہ آپ کی عادت، مجسّم لطف و کرم تھی

در عیادت رفتنِ تو فائدہ است — فائدہ آں باز بر تو عائدہ است

بیمار پرسی کے لئے تیرا فائدہ ہے — اس کا فائدہ تجھے ہی پہنچنے والا ہے

فائدہ اوّل کہ آں شخصِ علیل — بُو کہ[۳] قطبے باشد و شاہِ جلیل

پہلا فائدہ یہ ہے کہ وہ بیمار شخص — ہو سکتا ہے کوئی قطب اور بڑا شاہ ہو

---

۱ دروغ۔ جھوٹ۔ مکر نفسِ او۔ بیوقوف کی عقل پر اُس کا نفس حاکم ہوتا ہے اگر وہ قسم کی بجائے لاکھوں قرآن بھی کھا جائے تو کیا اعتبار ہے۔ چونکہ۔ عہد شکنی کا عادی بہر حال عہد توڑ ڈالتا ہے۔ زانکہ۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اسیر نفس حاکم ہوتا ہے اور حاکم کسی قسم کی بیڑی کب برداشت کرسکتا ہے اسکو جلد توڑ ڈالیگا ہاں اگر انسان کی طبیعت سلیم ہو تو وہ قسم کی بیڑی کا احساس کرے گا۔ اسیر۔ قیدی یعنی وہ بیوقوف جو نفس کی قید میں ہے۔ حاکم یعنی نفس۔ بر سرش۔ قسم تڑوا کر دوگنے عذاب میں مبتلا کریگا۔ اَوْفُوْا بِالْعُقُوْد۔ مؤمنین کو خطاب ہے اپنے عہدوں کو پورا کرو۔ اِحْفَظُوْا اَیْمَانَکُمْ اپنی قسموں کی نگہداشت رکھو۔

۲ وانکہ۔ ایک مؤمن سمجھتا ہے کہ وہ قسم کھا کر خدا سے عہد کرتا ہے۔ تن کند یعنی اپنے جسم کو دھاگا بنا کر اس کو مضبوط باندھتا ہے اور اسکی حفاظت میں جان قربان کرتا ہے۔ عیادت۔ بیمار پرسی۔ اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ بعض بندگانِ خدا فنائیت کے اُس مقام پر ہوتے ہیں کہ انکے ساتھ کوئی عہد ہو یا دیگر معاملہ وہ خدا کے ساتھ سمجھا جاتا ہے۔ چوں۔ آنحضورؐ کے اخلاق کریمانہ تھے۔ عائدہ۔ لوٹنے والا یعنی عیادت کا فائدہ خود عیادت کرنیوالے کا اپنا فائدہ ہے۔

۳ بو کہ [illegible]

چوں دو چشمِ دل نداری اے عنود ۔۔۔ [1]ؔ وانمی دانی تو ہیزم را ز عود

اے سرکش! جب تو دل کی دو آنکھیں نہیں رکھتا ہو ۔۔۔ تو اگر لکڑی ایندھن سے ممتاز نہیں سمجھ سکتا ہے

چونکہ گنجے ہست در عالم مرنج ۔۔۔ ہیچ ویراں را مداں خالی زگنج

جبکہ دنیا میں خزانہ ہے، رنجیدہ نہ ہو ۔۔۔ کسی ویرانے کو (بھی) خزانے سے خالی نہ سمجھ

قصدِ ہر درویش می کُن از گزاف ۔۔۔ چوں نشاں یابی بجد می کُن طواف

ہر درویش کا قصد وجہ کے بغیر کر لیا کر ۔۔۔ جب پتہ پالے تو کوشش کر کے چکر کاٹ

چوں تُرا آں چشمِ باطن بیں نبود ۔۔۔ گنج [2] می پندار اندر ہر وجود

جب تیری باطن کو دیکھنے والی آنکھ نہیں ہے ۔۔۔ ہر وجود میں خزانہ سمجھ

ور نباشد قطب یارِ رہ بُود ۔۔۔ شہ نباشد فارسِ اسپہ بُود

اگر قطب نہ ہوگا، راستہ کا یار ہوگا ۔۔۔ شاہ نہ ہوگا، گھوڑا سوار ہوگا

پس صلہ یارانِ رہ لازم شمار ۔۔۔ ہر کہ باشد گر پیادہ گر سوار

یاروں کے ساتھ سلوک کو لازم سمجھ ۔۔۔ کوئی ہو، پیادہ ہو یا سوار

ور عدو باشد ہم ایں احساں نکوست ۔۔۔ کہ با احساں دوست گردد گر عدوست

اگر دشمن ہے تو بھی یہ احسان اچھا ہے ۔۔۔ اگر دشمن ہے، احسان کی وجہ سے دوست ہو جائیگا

ور [3] نگردد دوست کینش کم شود ۔۔۔ زانکہ احساں کینہ را مرہم شود

اگر دوست نہ بنا تو اس کی دشمنی کم ہو جائیگی ۔۔۔ اس لئے کہ احسان کینہ کا مرہم ہے

پس فوائد ہست غیر ایں ولیک ۔۔۔ از درازی خائفم اے یارِ نیک

اس کے علاوہ بھی فائدے ہیں، لیکن ۔۔۔ اے بھلے یار! میں طوالت سے خائف ہوں

حاصل ایں آمد کہ یارِ جمع باش ۔۔۔ ہمچو بتگر از حجر یارے تراش

خلاصہ یہ نکلا کہ جماعت کا دوست بن ۔۔۔ بت گر کی طرح پتھر سے دوست تراش لے

زانکہ انبوہی و جمع کارواں ۔۔۔ رہزناں را بشکند پشت و سناں

اس لئے کہ قافلہ کی جماعت اور اسکی کثرت ۔۔۔ ڈاکوؤں کی کمر اور بھالا توڑ دیتی ہے

وحی آمدن از حق تعالے بہ موسیٰؑ کہ چرا بہ عیادت من نیامدی

حضرت موسیٰؑ کے پاس خدا کی طرف سے وحی آنا کہ تو میری بیمار پرسی کے لئے کیوں نہ آیا؟

آمد از حق سوئے موسیٰؑ ایں عتیب ۔۔۔ کاے طلوعِ ماہ دیدہ تو ز جیب

موسیٰؑ کی جانب سے اللہ کے پاس سے یہ ناراضی پہنچی ۔۔۔ اے وہ کہ تو نے گریبان سے سورج کا طلوع دیکھا ہے

---

[1] وانمی دانی جب تم خاص قطب کو نہیں پہچانتے ہو تو ہر مومن کی عیادت کر لیا کرو۔ چونکہ۔ دنیا اولیاء سے خالی نہیں ہے تلاش جاری رکھو پالوگے۔ چوں۔ جب ولی دستیاب ہو جائے اس پر جان قربان کرو۔

[2] گنج۔ اہلِ باطن کے پالینے کی تدبیر یہی ہے کہ ہر جگہ ان کو تلاش کرو۔ یارِ رہ۔ یعنی بیمار اگر قطب نہ ہوگا تو کوئی سالک راہِ طریقت ہوگا۔ شہ۔ یعنی قطب۔ فارس۔ گھوڑا سوار۔ صلہ۔ باہمی تعلق ہر کہ۔ یعنی خواہ بڑا ہو یا چھوٹا ہو۔ ور عدو۔ دشمن سے بھلائی کرو دشمنی دوستی سے بدل جائے گی۔

[3] ور۔ بھلائی کرنے سے دشمن دوست بھی نہ بنے گا تو دشمنی میں کمی آجائے گی۔ حاصل۔ خلاصہ یہ ہے کہ عیادت سے معاشرہ کی اصلاح ہوتی ہے اور ایک اچھا معاشرہ پیدا ہوتا ہے اور اچھے معاشرہ میں زندگی گوشۂ تنہائی کی زندگی سے بہت بہتر ہے۔ حجر۔ مردہ دل میں اپنی محبت پیدا کرو۔ زانکہ۔ یہ اجتماعی زندگی کی فضیلت ہے۔ وحی۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ہر مسلمان کی عیادت کرنی چاہیئے خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ عتیب۔ عتاب، ناراضی جیب۔ گریبان حضرت موسیٰؑ کے معجزہ ید بیضا کی طرف اشارہ ہے۔

مُشرِقت[1] کردم بنورِ ایزدی — من حقم رنجور گشتم نامدی

میں نے خدائی نور سے تجھے مُشرِق بنایا — میں خدا ہوں، میں بیمار رہا تو نہ آیا

گفت سبحانا تو پاکی از زیاں — اینچہ رمزست ایں بکُن یارب عیاں

(حضرت موسیٰؑ نے) کہا اے اللہ تو نقصان سے پاک ہے — یہ کیا راز ہے؟ اے خدا اِس کو ظاہر کر دے

باز فرمودش کہ در رنجوریم — چوں نہ پُرسیدی تو از روئے کرم

(اللہ تعالےٰ نے) پھر اُس سے کہا کہ میں مریض ہوں — تو نے از روئے کرم میری پُرسش کیوں نہ کی

گفت یارب نیست نقصانے ترا — عقل گم شد ایں گرہ را بر کشا

اُنھوں نے عرض کیا اے خدا تیرے لئے کوئی گھاٹا نہیں ہے — عقل گم ہو گئی ہے۔ یہ گرہ کھول دے

گفت آرے بندۂ خاصِ گزیں — گشت رنجور اُو منم نیکو ببیں

(اللہ تعالےٰ نے) فرمایا ہاں ایک خاص برگزیدہ بندہ — بیمار رہا، اور وہ میں ہوں خوب سمجھ لے

ہست رنجوریش رنجوریِ من — ہست معذوریش معذوریِ من

اُس کی بیماری میری بیماری ہے — اُس کی معذوری میری معذوری ہے

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا — گو نشیند در حضورِ اولیا

جو خدا کی ہم نشینی چاہے — کہہ دو وہ اولیاء کی خدمت میں بیٹھے

از حضورِ[2] اولیا گر بگسلی — تو ہلاکی زانکہ جزوی نے کُلی

اگر تو اولیاء کے پاس حاضری سے علیحدہ رہیگا — تو برباد ہے، کیونکہ تو جُزو ہے کُل نہیں ہے

ہر کرا دیو از کریماں وا بُرد — بیکسش یابد سرش را وا خورد

شیطان جس کو بھلوں سے جُدا کر دے — اُس کو بے سہارا پالیتا ہے اُس کا سر چبا لیتا ہے

یک بدست از جمع رفتن یکزماں — مکرِ شیطاں باشد و نیکو بداں

تھوڑی دیر کے لئے بھی ایک بالشت جماعت سے دور ہونا — شیطان کا مکر ہوگا، خوب سمجھ لے

جدا کردنِ باغباں صوفی و فقیہ و علوی را از یکدگر و ادب کردن

باغبان کا صوفی اور مولوی اور سید کو ایک دوسرے سے جدا کر دینا اور سزا دینا

باغبانے چوں نظر در باغ کرد — دید چوں دزداں بباغِ خود سہ مرد

ایک باغبان نے جب باغ کو دیکھا — اپنے باغ میں تین شخص چوروں جیسے دیکھے

یک فقیہ[3] و یک شریفے صوفیے — ہر یکے شوخے فضولی لوفیے

ایک مولوی اور ایک سید اور ایک صوفی — (جنہیں سے) ہر ایک بے حیا، بکواسی، لغو گو

---

[1] مُشرِق۔ حضرت موسیٰؑ نورِ خداوندی کے مَظہر تھے۔ رنجور۔ بیمار۔ زیاں۔ نقصان یعنی بیماری وغیرہ۔ در رنجوریم۔ میں مریض ہوں۔ نقصان۔ یعنی بیماری۔ گرہ۔ یعنی خدا کا اپنے آپ کو بیمار کہنے کا عُقدہ۔ گزیں۔ برگزیدہ۔ اُو منم۔ جب انسان فنائیت کے مُقام پر پہنچتا ہے تو گویا اتحاد ہو جاتا ہے۔ ہست۔ مقامِ فنا میں پہنچ جانیوالے ولی کا بیمار ہونا گویا خدا کا بیمار ہونا ہے اِس مضمون کی حدیث مشکوۃ شریف میں مذکور ہے۔ اولیا۔ جبکہ اولیا اللہ کا خدا سے اتحاد ہے تو اُنکے پاس بیٹھنا خدا کے پاس بیٹھنا ہے۔

[2] از حضور۔ اولیاء کی صحبت باعثِ نجات ہے ورنہ شیطانی وساوس موجب ہلاکت بنیں گے۔ جزوی یعنی تو ناقص ہے۔ کُلی یعنی تو کامل نہیں ہے۔ دیو۔ شیطان۔ کریماں۔ یعنی اولیا اللہ۔ وا خورد۔ یعنی شیطان ہلاکت کا سبب بنجاتا ہے۔ بدست۔ یعنی بقدر بالشت۔ جمع۔ جماعت۔ جُدا کردن۔ پہلے شعر میں جماعت سے علیحدگی کی مضرت سمجھائی تھی اب اِس کو اِس حکایت سے واضح کرتے ہیں

[3] فقیہ۔ مولوی مُفتی۔ علوی۔ وہ سید جو حضرت علیؓ کی اولاد میں سے ہے لیکن حضرت فاطمہؓ کے بطن سے نہیں ہے۔ چوں دزداں۔ یہ تینوں بلا اجازت

گفت با اینہا مرا صد[1] حجت ست — لیک جمع اند و جماعت رحمت ست

اُس نے دل میں، کہا اُنکے مقابلہ میں میری سَو دلیلیں ہیں — لیکن اکٹھے ہیں، اور جماعت رحمت ہے

بر نیایم یک تنہ با سہ نفر — پس ببرّم شاں نخست از یکدگر

تنہا تینؔ کے ساتھ جیت نہ سکوں گا — پہلے اُن کو ایک دوسرے سے جُدا کر دوں

ہر یکے را من بسوئے افگنم — چونکہ تنہا شاں کُنم سَر بر کنم

میں ہر ایک کو ایک جانب پھینک دوں — جب اُن کو اکیلا اکیلا کر دونگا سَر پھوڑ دونگا

حیلہ کرد و کرد صوفی را براہ — تا کُند یارانش را بے اُو تباہ

تدبیر کی اور صوفی کو ایک راستہ پر کیا — تا کہ اُس کے دوستوں کو اُس کے بغیر تباہ کرے

گفت صوفی را برو سوئے وِثاق[2] — یک گلیم آور برائے ایں رِفاق

اُس (باغبان) نے صوفی سے کہا، گھر جا — اِن ساتھیوں کے لئے ایک کمبل لے آ

رفت صوفی گفت خلوت با دو یار — تو فقیہی و ایں شریف نامدار

صوفی چلا گیا اُس (باغبان) نے دونوں دوستوں سے تنہائی میں کہا — آپ مولوی ہیں، اور یہ مشہور سید ہیں

ما بفتوائے تو نانے می خوریم — ما بہ پرِّ دانشِ تو می پریم

ہم آپ کے فتوے کے مطابق روٹی کھاتے ہیں — ہم آپ کی عقل کے پَر سے پرواز کرتے ہیں

ویں[3] دگر شہزادہ و سلطانِ ماست — سید ست از خاندانِ مصطفیٰؐ ست

یہ دوسرے ہمارے شاہ اور شہزادے ہیں — سید ہیں (حضرت) مصطفیٰؐ کے خاندان سے ہیں

کیست آں صوفی شکم خوارِ خسیس — تا بود با چوں شما شاہاں جلیس

وہ صوفی پیٹو، کمینہ کون ہوتا ہے؟ — کہ تم جیسے شاہوں کا ہمنشین بنے

چوں بیاید مر وُرا پنبہ کنید — ہفتہ بر باغ و راغ من زنید

جب آئے اُس کی روئی دُھن دو — تم ایک ہفتہ باغ اور چمن میں رہو

باغ چہ بود جانِ من آنِ شماست — اے شما بودہ مرا چوں چشمِ راست

باغ کیا ہوتا ہے؟ میری جان تمہاری مِلک ہے — تم تو میری داھنی آنکھ ہو

وسوسہ کرد و مر ایشاں را فریفت — آہ کز یاراں نمی باید شگیفت

اُس نے (اُن میں) وسوسہ پیدا کر دیا اور اُنکو دھوکا دیا — افسوس ہے یاروں سے صبر کر لینا مناسب نہیں ہے

چوں برہ کردند صوفی را و رفت — خصم شد اندر پیش با چوب زفت

جب اُنھوں نے صوفی کو روانہ کر دیا اور وہ چلا گیا — دشمن اُس کے پیچھے موٹی لکڑی لے کر چلا

---

[1] صد حجت۔ زبانی دلائل سے قائل کر دونگا۔ لیک۔ اگر مار پیٹ کی نوبت آئی تو میں تینوں سے نہ جیت سکونگا۔ پس۔ لہٰذا اِن تینوں کو علیحدہ علیحدہ کرنا چاہیئے اور ایک ایک کر کے نبٹنا چاہیئے۔ بے او۔ پہلے اسکو پھر فقیہ اور شریف کو تنہا تنہا کر کے تباہ کرے۔

[2] وِثاق۔ واؤ کے کسرہ کے ساتھ، تقید واؤ کے پیش کے ساتھ، گھر۔ گلیم۔ کمبل۔ رِفاق۔ رفیق کی جمع ہے، ساتھی۔ خلوت۔ یعنی تنہائی میں۔ فتوئی۔ عوام، فقیہ کے فتوے سے حلال و حرام کا فیصلہ کرتے ہیں۔ پرِّ دانش۔ فقیہ عقلی دلائل قائم کرتا ہے۔

[3] ویں۔ یعنی شریف۔ خاندان۔ اہلبیت۔ شکم خوار۔ پیٹو۔ جلیس۔ ہم نشین۔ پنبہ کنید۔ یعنی اُس کو روئی کی طرح دُھن دو۔ بعض صاحبان نے تنبہ سمجھ کر تنبیہ کا مخفف قرار دیا ہے۔ راغ۔ چمن۔ زنید۔ یعنی خیمہ زنید۔ آن۔ ملکیت۔ چشمِ راست۔ داہنی آنکھ زیادہ محبوب ہے۔ شگیفت۔ صبر کیا۔ برہ۔ یعنی گھر کے راستہ کی جانب۔ خصم۔ یعنی باغبان۔ زفت۔ موٹا۔

گفت اے سگ صوفی باشد کہ تیز — اندر آئی باغ ما تو از ستیز[1]

بولا اے کتے! تو ہی صوفی ہے کہ تیزی سے — تو ہمارے باغ میں جبراً اندر آتا ہے

ایں جنیدت رہ نمود و بایزید — از کدامیں شیخ و پیرت ایں رسید

یہ راستہ تجھے جنید اور بایزید نے دکھایا ہے؟ — کون سے شیخ اور پیر سے تجھے یہ پہنچا ہے؟

کوفت صوفی را چو تنہا یافتش — نیم کشتش کرد و سر بشکافتش

جب صوفی کو اکیلا پایا اُس کو پیٹ ڈالا — اُس کو ادھ موا کر دیا اور اُس کا سر پھاڑ دیا

گفت[2] صوفی آن من بگذشت لیک — اے رفیقاں پاس خود دارید نیک

صوفی بولا میرا وقت تو گذر گیا لیکن — اے دوستو! اپنا خوب خیال رکھو

مر مرا اغیار دانستید ہاں — نیستم اغیار تر زیں قلتباں

خبردار! تم نے مجھے غیر سمجھا — اس دیوث سے زیادہ میں غیر نہیں ہوں

آنچہ من خوردم شما را خوردنی ست — وایں چنیں ضربت جزائے ہر دنی ست

جو کچھ میں نے چکھا، تمھیں بھی چکھنا ہے — اِس طرح کی پٹائی ہر کمینہ کی سزا ہے

رفت بر من بر شما ہم رفتنی ست — ایں چنیں شربت شما را خوردنی ست

مجھ پر جو گذری، تم پر بھی گذرنی ہے — اس طرح کا شربت تمہیں بھی پینا ہے

ایں[3] جہاں کوہ ست گفت و گوئے تو — چوں صدا ہم باز آید سوئے تو

یہ دنیا پہاڑ ہے اور تیری گفت گو — گونج کی طرح تیری طرف لوٹتی ہے

چوں ز صوفی گشت فارغ باغباں — یک بہانہ کرد زاں پس جنس آں

جب باغبان، صوفی سے نبٹ لیا — اِس کے بعد اسی طرح کا ایک بہانہ کیا

کاے شریف من برو سوئے وثاق — کہ ز بہر چاشت پختیم من رقاق

کہ اے میرے سید گھر کی جانب چلا جا — اس لئے کہ میں نے ناشتہ کے لئے چپاتیاں پکائی ہیں

از در خانہ بگو قیماز را — تا بیارد آں رقاق و قاز را

دروازے میں نوکر سے کہنا — تاکہ وہ چپاتیاں اور قاز لے آئے

چوں برہ کردش بگفت اے تیز بیں — تو فقیہی ظاہر ست ایں و یقیں

جب اسکو روانہ کر دیا بولا اے تیز نگاہ والے! — تو مولوی ہے یہ ظاہر اور یقینی بات ہے

او شریفے می کند دعوی[4] سرد — مادر او را کہ داند تا چہ کرد

وہ سید ہونے کا بغیر دلیل دعوی کرتا ہے — اسکی ماں کے بارے میں کون جانتا ہے کہ اس نے کیا کیا ہے؟

---

[1] ستیز۔ لڑائی۔ جنید بغدادی مشہور بزرگ ہیں۔ بایزید۔ بایزید بسطامی مشہور بزرگ ہیں۔ نیم کشتہ۔ ادھ موا۔

[2] گفت۔ صوفی نے پٹنے کے بعد فقیہ اور شریف سے کہا۔ قلتبان۔ دیوث بے غیرت۔ ضربت۔ مار۔ دنی۔ کمینہ۔

[3] ایں جہاں۔ یعنی دنیا بمنزلہ پہاڑ ہے جس میں صدائے بازگشت ہوتی ہے۔ ع ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے۔ چاشت۔ ناشتہ کا وقت۔ رقاق۔ چپاتیاں۔ قیماز۔ خادم۔ قاز۔ بطخ۔ دعوی سرد۔ دعوی بغیر دلیل۔

بر زن[1] و بر فعلِ زن دل می نہید
عورت اور عورت کے فعل پر اطمینان کرتے ہو
عقلِ ناقص وانگہائے اعتمید
ناقص عقل ، اور پھر بھروسہ !

خویشتن را بر علیؓ و بر نبیؐ
اپنے آپ کو علی رضؓ اور نبیؐ سے
بستہ است اندر زمانہ بس غبی
وابستہ کر دیا ہے دنیا میں بہت سے بیوقوفوں نے

ہر کہ[2] باشد از زنا و ز زانیاں
جو شخص زنا، اور زانیوں کی اولاد ہو
ایں بَرَد ظن در حقِ رَبّانیاں
وہ خدا والوں کے ساتھ ایسا گمان کرتا ہے

ہر کہ بر گردد سرش از چرخہا
جس کسی کا سر گھومنے سے چکرا جاتا ہے
ہمچو خود گردندہ بیند خانہ را
وہ گھر کو اپنا جیسا چکرانے والا سمجھتا ہے

آنچہ گفت آں باغبانِ بو الفضول
اُس بکواسی باغبان نے جو کچھ کہا
حالِ اُو بُد دور ز اولادِ رسولؐ
خود اُس کا حال تھا، رسولؐ کی اولاد سے دُور

گر نہ بودے اُو نتیجہ مُرتداں
اگر وہ مرتدوں کا نُطفہ نہ ہوتا
کے چنیں گفتے برائے خانداں
خاندانِ (نبوّت) کے لئے ایسا کب کہتا؟

خواند افسونہا شنید آں رافقیہ
اُس نے منتر پڑھے، مولوی نے وہ سُنے
در پئیش رفت آں ستمگارِ سفیہ
وہ اُحمق ظالم اُس کے تابع بن گیا

گفت[3] اے خر اندریں باغت کہ خواند
بولا اے گدھے! اِس باغ میں تجھے کس نے بلایا ہے
از پیمبر دُزدیت میراث ماند
پیمبر سے ورثہ میں تجھے چوری ملی

شیر را بچہ ہمی ماند بدو
شیر کا بچہ اُس کے مُتشابہ ہوتا ہے
تو بہ پیغمبر بہ چہ می مانی بگو
بتا تجھ میں پیغمبرؐ کی کیا مشابہت ہے؟

با شریف آں کرد آں دوں از کجی
کجی سے اُس کمینہ نے سیّد کے ساتھ وہ کیا
کہ کُند با آلِ یٰسینؐ خارجی
جو خاندانِ نبوّت کے ساتھ خارجی کرتا ہے

تا چہ کیں دارند دائم دیو و غول
دیکھو! شیطان اور بُھتنے کس قدر مستقل کینہ رکھتے ہیں
چوں یزید و شمر با آلِ رسولؐ
یزید اور شمر کی طرح رسولؐ کی اولاد کیساتھ

شُد شریف از زخمِ آں ظالم خراب
سیّد اُس ظالم کی مار سے برباد ہوا
با فقیہ اُو گفت با چشمِ پُر آب
آنسو بھری آنکھوں سے اُس نے مولوی سے کہا

پائدار اکنوں کہ ماندی فرد و کم
ٹھہر، اب جبکہ تو اکیلا اور کم رہ گیا
چوں دُہل شو زخم می خور بر شکم
ڈھول بن جا ، پیٹ پر مار کھا

---

[1] برزن۔ نسب کا معاملہ عورت کے قول و فعل پر مبنی ہے۔ اِعتمید۔ اِعتماد۔ خویشتن۔ یعنی اِس زمانہ میں بہت سے بے وقوف اپنے آپ کو آنحضورؐ اور حضرت علی رضؓ کی اولاد بتاتے ہیں۔

[2] ہر کہ۔ چونکہ گذشتہ شعر میں سیّد کے لئے باغبان کے نامناسب قول کا ذکر تھا اِس لئے مولانا اِظہار کرتے ہیں کہ دوسروں کو حرامی کہنا خود حرامی ہونے کی دلیل ہے۔ رَبّانیاں۔ یعنی اہلِ بیت۔ ہر کہ۔ جیسے خود چکرانے والے کو گھر چکراتا نظر آتا ہے اِسی طرح حرامی کو دوسرے حرامی نظر آتے ہیں۔ نتیجہ۔ یعنی اولاد و نطفہ۔ مُرتد۔ دین سے مُنحرف ہو جانے والا۔ خاندان۔ یعنی اہلِ بیت۔ ستمگار۔ یعنی باغبان۔ سَفیہ۔ بے وقوف۔

[3] گفت۔ یعنی باغبان نے شریف سے کہا۔ میراث۔ چونکہ وہ آلِ رسول تھا۔ ماَنی۔ مانند ہستی۔ یٰسین۔ بعض مفسّرین نے اِس کو آنحضورؐ کا نام قرار دیا ہے۔ خارجی۔ وہ لوگ تھے جو حضرت علیؓ سے مُنحرف ہو کر اُن کی تکفیر کرنے لگے تھے۔ یزید۔ ابنِ معاویہؓ اِسی کے دَورِ حکومت میں حضرت امام حسینؓ کو کربلا میں شہید کیا گیا۔ شمر۔ وہ بدنصیب جو حضرت امام حسینؓ کا قاتل تھا۔ پائدار۔ ٹھہر۔ فرد۔ تنہا۔ دُہل۔ ڈھول۔

گر شریف و لائق و ہمدم نیم
میں اگر سیّد اور لائق اور ساتھی نہیں ہوں
از چنیں ظالم[1] ترا من کم نیم
تیرے لئے اس ظالم سے کم نہیں ہوں

مر مرا دادی بدیں صاحب غرض
تو نے مجھے اِس خود غرض کے سپرد کردیا
احمقی کردی ترا بِئسَ العِوَض
تو نے بیوقوفی کی، تیرے لئے بُرا بدلہ ہے

شُد از و فارغ بیامد کاے فقیہ
وہ اُس سے نبٹا، آیا کہ اے مولوی!
چہ فقیہی اے تو ننگِ ہر سَفیہ
تو کیا مولوی ہے؟ تو تو ہر احمق کے لئے ننگ ہے

فتوٰیت اینست اے بُریدہ دست
اے ہتھ کٹے! تیرا یہ فتویٰ ہے
کاندر آئی و نگوئی امر ہست
کہ اندر آجائے اور نہ کہے کہ اجازت ہے

ایں چنیں رخصت نخواندی در وسیط
اِس طرح کا جواز تو نے وسیط میں پڑھا ہے
یا بُدست ایں مسئلہ اندر مُحیط
یا یہ مسئلہ محیط میں ہے

ایں بگفت و دست بر وے بر کُشاد
یہ کہا اور اُس پر ہاتھ چھوڑ دیا
دستِ اُو کینِ دلش را داد داد
اُس کے ہاتھ نے دل کے کینہ کی خوب داد دی

گفت حقّست بزن دستت رسید
اُس نے کہا تجھے حق ہے، مار تیرا قابو چل گیا
ایں سزائے آنکہ از یاراں بُرید
یہی اُس کی سزا ہے جو دوستوں سے کٹا

من سزاوارم بایں و صد چنیں
میں اِس اور اِس جیسی سینکڑوں کا مستحق ہوں
تا چرا بُبریدم از یاراں بکیں
کینہ میں دوستوں سے کیوں کٹا؟

گوش کردم آں ہمہ افسوسِ[2] تو
تیری سب ملامت میں نے سُنی
میزنم بر سر کہ شُد ناموسِ تو
سر پر (دوہتڑ) مارتا ہوں کہ تیری عزت گئی

زد وُرا القصّہ بسیار و بخست
قصّہ مختصر اُس کو بہت مارا اور چورا کردیا
کرد بیرونش ز باغ و در بہ بست
اُس کو باغ سے نکالا اور دروازہ بند کردیا

ہر کہ[3] تنہا ماند از یارانِ خود
جو اپنے دوستوں سے الگ رہ گیا
ایں چنیں آید مر اُو را جملہ بد
اِس طرح کی سب خرابیاں اُس پر آتی ہیں

ایں عیادت از برائے ایں صلہ ست
یہ بیمار پرسی اِس تعلق کے لئے ہے
ویں صلہ از صد محبت حاملہ
اور یہ تعلق سینکڑوں محبتوں کا حامل ہے

رجعت بقصّہ مریض و عیادت رفتنِ مصطفٰی صلّی اللہ علیہ وسلّم

مریض اور آنحضورؐ کے مریض پرسی کے لئے جانے کے قصّہ کی طرف رجوع

---

[1] ظالم۔ یعنی باغبان۔ بِئسَ العِوَض۔ بُرا بدلہ۔ فتوٰیت۔ فتوائے تو۔ امر۔ حکم۔ اجازت۔ وسیط۔ امام غزالی کی مشہور کتاب ہے۔ محیط۔ حنفی فقہ کی مشہور کتاب ہے۔

[2] افسوس۔ ملامت۔ ناموس۔ عزت۔

[3] ہر کہ۔ مجمع اور جماعت سے علیحدگی کا یہی انجام ہوتا ہے۔ ایں عیادت۔ عیادت سے جماعتی زندگی بنتی ہے۔

در عیادت شد رسول بے ندید[1] | آں صحابی را بحالِ نزع دید
بے نظیر رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بیمار پرسی کیلئے روانہ ہوئے | اُن صحابی کو نزع کی حالت میں دیکھا

چوں شدی دُور از حضورِ اولیا | در حقیقت گشتۂ دُور از خدا
جب تو اولیا کے پاس حاضری سے دُور ہو گیا | حقیقتاً تو خدا سے دُور ہو گیا ہے

چوں نتیجہ ہجرِ ہمراہاں غم ست | کے فراقِ روئے شاہاں زاں کم ست
جبکہ ساتھیوں کی جدائی کا نتیجہ غم ہے | شاہوں کے حضور سے جدائی اِس سے کب کم ہے؟

سایۂ شاہاں طلب ہر دم شتاب | تا شوی زاں سایہ بہتر ز آفتاب
شاہوں کا سایہ طلب کر اور ہر وقت دوڑتا رہ | تاکہ تو اُس سایہ کی وجہ سے سورج سے بہتر ہو جائے

رَو بجُسپ اندر پناہے مُقبلے[2] | بُو کہ آزادت کُند صاحبدلے
کسی با اقبال کی پناہ میں جا پڑ | شاید کوئی صاحبِ دل تجھے آزادی دیدے

گر سفر داری بدیں نیّت برو | ور حَضَر باشد ازیں غافل مشو
اگر سفر کرنا ہے اِس نیت سے جا | اگر اقامت ہو (تو بھی) اُس سے غافل نہ ہو

در بدر می گرد و میرَو کو بکو | جُستجو کن جُستجو کن جُستجو
در بدر پھر، کوچہ بکوچہ جا | تلاش کر، تلاش کر، تلاش

تا توانی ز اولیار بر متاب | جہد کُن وَاللہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
جب تک ہو سکے اولیا سے مُنہ نہ موڑ | کوشش کر، اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

گفتنِ شیخے مَر بایزید[3] رح را کہ کعبہ منم گردِ من طواف کُن

ایک شیخ کا بایزید رح سے کہنا کہ میں کعبہ ہوں تو میرا طواف کرلے

سُوئے مکّہ شیخ اُمّت بایزیدؒ | از برائے حجّ و عُمرہ می دَوید
اُمّت کے شیخ بایزید رح مکّہ کی جانب | حج اور عمرہ کے لئے جا رہے تھے

اُو بہر شہرے کہ رفتے از نخست | مَردِ عزیزاں را بکردے باز جُست
وہ جس شہر میں جاتے ابتدائً | خاصانِ خدا کی تلاش کرتے

گِرد می گشتے کہ اندر شہر کیست | کو بر ارکانِ بصیرت مُتّکی ست
چکّر کاٹتے کہ شہر میں کون ہے | جو طریقت کے ستونوں پر ٹیک لگائے ہو؟

گفت حق اندر سفر ہر جا روی | باید اوّل طالبِ مَردے شوی
(اللہ تعالٰے) نے فرمایا جس جگہ تو سفر میں جائے | یہ چاہیئے کہ ابتدائً تو مرد (حق آگاہ) کا طالب بنے

[1] ندید۔ مثال، نظیر۔ نزع۔ جانکنی۔ چوں شوی۔ مولانا عیادت کے قصہ کو پورا کرنا چاہتے تھے لیکن اولیار کی صحبت کی ترغیب کے بیان نے مولانا کو وہ پورا نہ کرنے دیا اور پھر صحبتِ اولیار کی بات شروع کر دی۔ چوں نتیجہ۔ اگر اہل اللہ سے دوری قربِ حق سے محرومی کا سبب نہ بھی ہو تو جدائی کا غم ہی کیا کم ہے۔ بہتر ز آفتاب۔ سورج تو ظاہری انوار پہنچاتا ہے اولیاً کے فیض سے باطنی نور حاصل ہوتا ہے۔

[2] مُقبلے۔ یعنی ولی اللہ۔ صاحبدل۔ ولی اللہ۔ اُس کی صحبت خواہشاتِ نفسانی سے آزاد کر دیتی ہے۔ گر۔ انسان سفر میں ہو یا حضر میں ہر حالت میں اولیار اللہ کی صحبت کی جستجو کرے۔

[3] بایزیدؒ۔ بسطامی مشہور ولی گزرے ہیں۔ عزیزاں۔ اولیار اللہ۔ ارکانِ بصیرت۔ یعنی شرائطِ طریقت۔ مُتّکی۔ تکیہ لگانیوالا۔ گفت حق۔ یعنی اللہ نے بایزیدؒ کے دل میں الہام فرمایا۔ مرد۔ یعنی ولی اللہ۔

قصدِ[۱] گنجے کن کہ ایں سود و زیاں — در تبع آید تو آں را فرع داں
خزانہ کا ارادہ کر، کیونکہ یہ نفع و نقصان — تبعاً حاصل ہو جائے گا اُس کو تو فرع سمجھ

ہر کہ کارد قصدِ گندم باشدش — کاہ خود اندر تبع می آیدش
جو بوتا ہے اُس کا قصد گیہوں کا ہوتا ہے — بھوسا تبعاً اُس کو حاصل ہو جاتا ہے

گر بکاری جو نبیاید گندمے — مردمے جو مردمے جو مردمے
تو اگر جو بوئے گا گیہوں نہ اُگے گا — کسی مرد (حق) کی تلاش کر کسی مرد (حق) کی تلاش کر کسی مرد حق کی

قصدِ کعبہ کن چو وقتِ حج بود — چونکہ رفتی مکہ ہم دیدہ شود
جب حج کا زمانہ ہو کعبہ کا قصد کر — جب تو پہنچے گا مکہ بھی دیکھ لیا جائے گا

قصد در معراج دیدِ دوست بود — در تبع عرش و ملائک ہم نمود
معراج میں دوست کے دیدار کا قصد تھا — تبعاً عرش اور فرشتے بھی دکھائی دیئے

سیدِ[۲] الاعمالُ بالنیات گفت — نیتِ خیرت بسے گلہا شگفت
سید (المرسلین) نے فرمایا اعمال نیتوں سے ہیں — تیری اچھی نیت سے بہت سے پھول کھلے ہیں

نیتِ مومن بود بہ از عمل — ایں چنیں فرمود سلطانِ دُول
مومن کی نیت عمل سے بہتر ہوتی ہے — سلطنتوں کے بادشاہ نے اسی طرح فرمایا ہے

حکایت[۳] خانہ ساختنِ مُریدے و امتحانِ پیر مُرید را

ایک مرید کا مکان بنانے اور پیر کا مُرید کے امتحان لینے کا قصہ

خانۂ نو ساخت روزے یک مُرید — پیر آمد خانۂ اُو را بدید
ایک مُرید نے ایک وقت نیا گھر بنایا — پیر آیا، اُس نے اُس کے گھر کو دیکھا

گفت شیخ آں نو مریدِ خویش را — اِمتحاں کرد آں نکو اندیش را
شیخ نے اپنے اِس نئے مرید سے فرمایا — اُس خیر اندیش کا اِمتحان لیا

روزن از بہرِ چہ کردی اے رفیق — گفت تا نور اندر آید زیں طریق
اے دوست! تو نے روشندان کس لئے بنایا ہے — اُس نے کہا تاکہ اس راستہ سے روشنی اندر آئے

گفت آں فرع ست ایں باید نیاز — تا ازیں رہ بشنوی بانگِ نماز
فرمایا یہ تو فرع ہے یہ طاعت کیلئے ہونا چاہیئے — تاکہ تو اِس راستے سے اذان سُنے

نور خود اندر تبع می آیدت — نیت آں اکن کہ آں می باید
روشنی تبعاً خود تیرے پاس اندر آئے گی — ایسی نیت کر جیسی نیت کرنی چاہیئے

---

۱ قصدِ گنج۔ یعنی سفر کا اصل مقصد کسی ولی اللہ کی زیارت کو بناؤ سفر کے دوسرے منافع تبعاً حاصل کرو اور اُنکو فرع سمجھو۔ ہر کہ۔ جس طرح کاشتکار کا اصل مقصد گیہوں ہے بھوسا ضمناً حاصل ہو جاتا ہے قصدِ کعبہ۔ حج کا مقصد اصلی کعبہ کی زیارت ہے مکہ شہر کی تبعاً زیارت ہو جاتی ہے۔ در معراج۔ آنحضورؐ کا مقصود معراج میں دیدارِ باری تھا عرش و ملائک کا دیدار تبعاً حاصل ہو گیا۔

۲ سید۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ یعنی اعمال کا مدار نیتوں پر ہے جیسی نیت ہو گی ویسا ہی اُس عمل کا نتیجہ ہو گا۔ نیت۔ حدیث شریف ہے نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ وَ عَمَلُ الْمُنَافِقِ خَیْرٌ مِّنْ نِیَّتِہٖ یعنی مومن کی نیت عمل سے بھی بہتر ہوتی ہے اور منافق کا عمل نیت سے بہتر ہوتا ہے یعنی منافق جو عمل کرتا ہے اُس میں فاسد نیت ہوتی ہے۔

۳ حکایت۔ اِس حکایت کا منشا یہ ہے کہ عمل میں اعلیٰ مقصد کی نیت کرنی چاہیئے ادنیٰ مقصد خود حاصل ہو جائیگا۔ تو مرید۔ یہ مرید ابھی شیخ کی تعلیمات سے پورا مستفید نہیں ہوا تھا۔ روزن۔ روشندان۔ گھر میں روشندان بناتے ہیں، بہتر یہ ہے کہ اُس کا مقصد ذکر اللہ اور اذان کی آمد کو قرار دے روشنی روشندان سے خود حاصل ہو ہی جائیگی۔

بایزیدؒ اندر سفر جُستے بسے
بایزیدؒ نے سفر میں بہت تلاش کیا

تا بیابد خضرِ وقتِ خود کسے
تاکہ کسی اپنے وقت کے خضر کو پالے

دید پیرے با قدے همچوں[1] هلال
ایک بوڑھے، ہلال جیسے قد والے کو دیکھا

یافت در وے فرّ و گفتارِ رجال
اُسمیں مردانِ (حق آگاہ) کی شان اور گفتگو پائی

دیده نابینا و دل چوں آفتاب
آنکھوں سے نابینا، اور دل سورج کی طرح

همچو فیلے دیده هندستان بخواب
اُس ہاتھی کی طرح جس نے ہندستان کو خواب میں دیکھا ہو

چشم[2] بسته خفته بیند صد طرب
آنکھیں بند کئے ہوئے سوتا ہوا سو مستیاں دیکھتا ہے

چوں کشاید آں نه بیند اے عجب
جب (آنکھ) کھولتا ہے تعجب ہے وہ کچھ نہیں دیکھتا

بس عجب در خوابِ روشن می شود
خواب میں بہت سے عجائب دیکھتا ہے

دل درونِ خوابِ روزن می شود
نیند میں، دل روشندان بن جاتا ہے

آنکه بیدارست و بیند خوابِ خوش
جو بیدار ہے اور اچھی خواب دیکھتا ہے

عارفست او خاکِ او در دیده کش
وہ عارف باللہ ہے اُسکی خاکِ قدم، آنکھوں میں لگا

بایزیدؒ او را چو از اقطاب یافت
اُن کو بایزیدؒ نے جب قطبیوں میں سے پایا

مسکنت بنمود و در خدمت شتافت
انکساری دکھائی، اور اُن کی خدمت میں دوڑ کے

پیشِ او بنشست و می پرسید حال
اُن کے سامنے بیٹھے اور احوال دریافت کئے

یافتنش[3] درویش و هم صاحب عیال
اُن کو نادار، اور عیال دار پایا

گفت عزمِ تو کجا اے بایزیدؒ
اُنھوں نے کہا، اے بایزیدؒ تیرا کہاں کا ارادہ ہے؟

رختِ غربت را کجا خواهی کشید
سامانِ سفر کہاں لے جائے گا؟

گفت عزمِ کعبه دارم از وَلَهْ
(بایزیدؒ) نے کہا شوق کی وجہ سے کعبہ کا قصد ہے

گفت هیں با خود چه داری زادِ رَه
فرمایا اچھا، راستہ کا خرچہ کتنا رکھتا ہے؟

گفت دارم از درم نقره دو بیست
کہا چاندی کے دو سَو درہم رکھتا ہوں

نک بسته سخت بر گوشه ردیست
یہ چادر کے کونے میں مضبوط بندھے ہوئے ہیں

گفت طوفی کُن بگردم هفت بار
اُنھوں نے فرمایا میرے گرد سات بار طواف کرلے

ویں نکوتر از طوافِ حج شمار
اور اُس کو حج کے طواف سے بہتر سمجھ

واں درمها پیشِ من نه اے جوادَ
اے سخی! اور وہ درہم میرے سامنے رکھ دے

داں که حج کردی و شد حاصل مراد
سمجھ لے کہ تو نے حج کر لیا اور مقصد پورا ہو گیا

---

۱ همچوں هلال۔ وہ شیخ بڑھاپے کی وجہ سے خمیدہ کمر تھے۔ رجال۔ یعنی اولیاء اللہ۔ دیده نابینا۔ یعنی وہ شیخ دل کی آنکھوں سے عالمِ ملکوت کی سیر کر کے مسرور تھے جس طرح ہاتھی جو ہندوستان کا جانور ہے غیر ملک میں جا کر جب ہندوستان کو خواب میں دیکھتا ہے تو مسرور ہوتا ہے۔

۲ چشم بسته۔ اولیاء اللہ آنکھیں بند کر کے جب عالمِ ملکوت کی سیر کرتے ہیں تو اُنکو عجائبِ قدرت نظر آتے ہیں جو آنکھیں کھولنے پر نظر نہیں آتے۔ درونِ خواب۔ یعنی جب آنکھیں بند ہوتی ہیں تو دل عالمِ ملکوت کا روشندان بنجاتا ہے۔ آنکه۔ اولیاء اللہ بیداری میں آنکھیں بند کر کے وہ حسین منظر دیکھتے ہیں جو عام انسان کو خواب میں نظر آجایا کرتے ہیں۔

۳ یافتنش۔ وہ شیخ تنگدست تھے اور عیالداری بہت تھی۔ وَلَهْ۔ عشق، شوق۔ ردیست۔ ردا است طوفی کُن۔ شیخ کا بایزیدؒ کو اپنے طواف کا حکم دینا غلبۂ حال میں تھا ورنہ طواف بنظرِ عبادت کعبہ کے علاوہ جائز نہیں ہے۔ نکوتر از حج۔ بایزیدؒ کا نفلی حج ہوگا اس لئے یہ فرمایا ایسی صورت میں حج پر بہتر حاجتمند اولیاء پر روپیہ صَرف کر دینا ہے۔ حج کردی۔ کیونکہ اس صورت میں حج سے بھی زیادہ ثواب مل جائیگا۔

عُمرہ کردی عُمرِ[1] باقی یافتی — صاف گشتی بر صَفا بشتافتی

تو نے عمرہ کر لیا اور باقی رہنے والی زندگی حاصل کر لی — تو پاک ہو گیا (کوہ) صَفا پر ابھی، دوڑ لیا

حقِ آں حقّے کہ جانت دیدہ است — کہ مرا بر بیتِ خود بگزیدہ است

اُس خدا کی قسم جس کو تیری روح نے دیکھا ہے — کہ اس نے اپنے گھر پر مجھے فضیلت بخشی ہے

کعبہ[2] ہر چند یکہ خانہ برِّ اوست — خِلقتِ من نیز خانہ سرِّ اوست

ہر چند کہ کعبہ اُس کی عبادت کا گھر ہے — میرا وجود بھی اُس کے اسرار کا گھر ہے

تا بکرد آں خانہ را در وے نرفت — واندریں خانہ بجز آں حی نرفت

جب سے اُس نے وہ گھر بنایا ہے اُس میں نہیں گیا ہے — اور اِس گھر میں اُس حیّ (و قیوم) کے علاوہ کوئی نہیں گیا ہے

چوں مرا دیدی خدا را دیدۂ — گِردِ کعبہ صدق بر گردیدۂ

جب تو نے مجھے دیکھا تو گویا خدا کو دیکھا ہے — سچائی کے کعبہ کے گرد تو نے طواف کیا ہے

خدمتِ من طاعت و حمدِ خدا است — تا نہ پنداری کہ حق از من جدا است

میری خدمت اللہ (تعالیٰ) کی عبادت اور حمد ہے — خبردار! کبھی نہ سمجھنا کہ اللہ (تعالیٰ) مجھ سے جدا ہے

چشمِ نیکو باز کن در من نگر — تا بہ بینی نورِ حق اندر بشر

اچھی طرح آنکھ کھول، مجھے دیکھ — تاکہ تو بشر میں اللہ (تعالیٰ) کا نور دیکھے

بایزیدا[3] کعبہ را دریافتی — صد بہا و عز و صد فر یافتی

اے بایزیدؒ! تو نے کعبہ پا لیا — سینکڑوں نفیس اور عزتیں سینکڑوں شان و شوکت پالی ہیں

کعبہ را یکبار "بیتی" گفت یار — گفت "یا عبدی" مرا ہفتاد بار

دوست (اللہ تعالیٰ) نے کعبہ کو ایک بار "میرا گھر" کہا ہے — مجھے ستر بار "اے میرے بندے" کہا ہے

بایزیدؒ آں نکتہا را ہوش داشت — ہمچو زریں حلقہ اش در گوش داشت

(حضرت) بایزید رحؒ نے اُن نکتوں کو یاد کر لیا — سونے کے بالے کی طرح اُن کو کان میں پہنا

آمد از وے بایزیدؒ اندر مزید — مُنتہی در مُنتہیٰ آخر رسید

اُن سے بایزید رحؒ بڑھوتری میں پہنچے — کامل (مُرید) مرتبۂ کمال میں پہنچے

دانستنِ پیمبر کہ سببِ رنجوری آں شخص گستاخی بودہ است در دعا

آنحضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جان لینا کہ اُس شخص کی بیماری کا سبب دعا میں گستاخی تھی

چوں پیمبر دید آں بیمار را — خوش نوازش کرد یارِ غار را

جب پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُس بیمار کو دیکھا — سچے دوست پر اچھی نوازش کی

---

[1] عمرِ باقی - ابدی زندگی. صَفا - کوہ صفا پر سعی کرنے سے باطنی صفائی حاصل ہوتی ہے. مرا - حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعبہ کو خطاب کر کے فرمایا تھا کہ مومن تجھ سے افضل ہے.

[2] کعبہ - یعنی عبادتخانہ ہے. خانۂ سرّ - یعنی اسرارِ الٰہی کا مخزن ہے. تا بکرد - یعنی حضرت حق جل مجدہٗ کو جو تعلق قلبِ مومن سے ہے وہ تعلق کعبہ سے نہیں ہے اسی لئے قلبِ مومن تجلیاتِ باری کا زیادہ مظہر ہے. چوں مرا - اتحاد کی وجہ سے اہل اللہ کی زیارت گویا خدا کی زیارت ہے.

[3] بایزیدا - یعنی میری زیارت کعبہ کی زیارت ہے. کعبہ را - قرآن میں مذکور ہے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کو خطاب کر کے فرمایا گیا - "طَهِّرَا بَيْتِيَ" تم دونوں میرے گھر کو پاک کرو. یا عبدی - مومن جب بھی سورہ فاتحہ پڑھتا ہے اور اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ "ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت فرما" پر پہنچتا ہے تو حضرتِ حق کی جانب سے کہا جاتا ہے. لِعَبْدِي مَا سَأَلَ - میرے بندے کیلئے ہے جو اس نے مانگا. آمد - اس گفتگو سے حضرت بایزیدؒ کے مقام بڑھے پہلے بھی ولایت کا کمال حاصل تھا اس گفتگو سے مزید کمال حاصل ہوا. یارِ غار - ابوبکر رضی اللہ عنہ چونکہ غارِ ثور میں ہجرت کے وقت آنحضورؐ کے ساتھ تھے، سچا دوست.

زندہ[۱] شد چوں اُو پیمبر را بدید
جب اُس نے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا انہیں

گوئی آں دم حق مرا اُو را آفرید
تو کہیگا اللہ نے اُسی وقت اُسکو پیدا فرمایا ہے

گفت بیماری مرا ایں بخت داد
اُس نے کہا بیماری نے مجھے یہ نصیبہ دیا

کامد ایں سلطان بر من بامداد
کہ صبح صبح یہ شاہ میرے پاس آئے

تا مرا صحت رسید و عافیت
یہاں تک کہ مجھے صحت اور آرام حاصل ہوگیا

از قدوم ایں شہِ پُرخاصیت
اِس پُرخاصیت شاہ کی تشریف آوری سے

اے خجستہ رنج و بیماری وتب
مبارک ہے مرض، اور بیماری اور بخار

اے مبارک درد و بیداریِ شب
مبارک ہے درد اور یہ رات کا جاگنا

نک مرا در پیری از لطف و کرم
یہ کہ لطف و کرم سے بڑھاپے میں

حق چنیں رنجوری داد و سقم
اللہ تعالیٰ نے ایسی بیماری اور مرض عنایت کیا

دردِ پشتم داد تا من ہم زخواب
کمر میں درد عطا کیا تاکہ میں نیند سے

بر جہم بر نیم شب لابُد شتاب
لامحالہ جلدی سے آدھی رات کو اُٹھ بیٹھوں

تانہ خُسپم جملہ شب چوں گاؤمیش
تاکہ تمام رات بھینس کی طرح نہ سووں

دردہا بخشید حق از لطفِ خویش
اللہ (تعالیٰ) نے اپنی مہربانی سے ایسے درد عطا کئے

زیں[۲] شکست آں رحمِ شاہاں جوش کرد
اِس شکستگی کی وجہ سے شاہ کا وہ رحم جوش میں آگیا

دوزخ از تہدیدِ من خاموش کرد
کہ دوزخ کو میرے ڈرانے سے چُپ کردیا

رنج گنج آمد کہ رحمتہا دروست
مرض خزانہ بنا کیونکہ اُس میں رحمتیں ہیں

مغز تازہ شد چو بخراشید پوست
جب چھلکا چھیلا تازہ مغز نکل آیا

اے برادر موضعِ تاریک و سرد
اے بھائی تاریک اور سرد مقام میں

صبر کردن بر غم و سُستی و درد
غم اور سُستی اور درد پر صبر کرنا

چشمۂ حیوان و جامِ مستی است
آبِ حیات کا چشمہ اور مستی کا جام ہے

کاں بلندیہا[۳] ہمہ در پستی است
اِس لئے کہ تمام بلندیاں پستی میں (مضمر) ہیں

آں بہاراں مضمر ست اندر خزاں
بہاریں خزاں میں پوشیدہ ہیں

پُر بہار ست ایں خزاں مگریز ازاں
یہ خزاں پُر بہار ہے اُس سے گریز نہ کر

ہمرہِ غم باش و با وحشت بساز
غم کا ساتھی بن اور وحشت سے نباہ

می طلب در مرگِ خود عمرِ دراز
اپنی موت میں دراز زندگی تلاش کر

۱ زندہ یعنی اُن صحابی کو از سرِ نو زندگی مل گئی ہے۔ سلطان۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ بامداد۔ صبح کا وقت۔ پُرخاصیت۔ بعض نسخوں میں بے حاشیت یعنی بے خادموں کے شہنشاہ۔ خجستہ۔ وہ بیماری جو رحمتوں کا سبب بنے مبارک ہے۔ نک۔ یہ بیماری عبادتوں کا سبب بن گئی، درد کمر کی وجہ سے لامحالہ رات کو اُٹھ بیٹھتا ہوں اور تہجد پڑھتا ہوں۔

۲ زیں شکست۔ بیماری کے مبارک ہونے کا دوسرا سبب یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے دوزخ کے عذاب سے نجات مل گئی۔ مغز۔ بیماری غفلت کے پردے چاک کردیتی ہے اور روح تازہ ہوجاتی ہے۔ اے برادر۔ مرض کی تکلیف پر صبر کرنا رحمتوں کا سبب ہے۔

۳ بلندیہا۔ مراتب کی بلندیاں مصائب کی پستیوں میں پوشیدہ ہیں۔ غم و وحشت پر صبر کرنے سے ابدی زندگی حاصل ہوگی۔

آنچہ گوید نفسِ[1] تو کاینجا بدست — مشنوش چوں کارِ اُو ضد آمدست

تیرا نفس کچھ بھی کہے کہ یہاں بُرائی ہے — اُس کی نہ سن کیونکہ اُس کا کام بالعکس ہے

تو خلافش کُن کہ از پیغمبراں — ایں چنیں آمد وصیت در جہاں

تو اُس کے خلاف کر کیونکہ پیغمبروں کی جانب سے — دنیا میں وصیت اِسی طرح آئی ہے

مشورتِ[2] در کارہا واجب شود — تا پشیمانی در آخر کم بود

کاموں میں مشورہ ضروری ہے — تاکہ انجام کار پشیمانی نہ ہو

حیلہا کردند بسیار انبیا — تا کہ گرداں شد بریں سنگ آسیا

نبیوں نے بہت سی تدبیریں کی ہیں — تب اس پاٹ پر چکی چلی ہے

نفس می خواہد کہ تا ویراں کُند — خلق را گمراہ و سرگرداں کند

نفس چاہتا ہے کہ تباہ کردے — مخلوق کو گمراہ اور پریشان کردے

گفت اُمت مشورت با کہ کنیم — انبیاء گفتند با عقلِ امیم

اُمت نے دریافت کیا ہم کس سے مشورہ کریں؟ — انبیاء نے فرمایا رہبر کی عقل سے

گفت اگر کودک در آید یا زنے — کو ندارد عقل و رائے روشنے

دریافت کیا اگر بچہ یا عورت سامنے آئے — جس میں عقل اور روشن رائے نہیں ہے

گفت با اُو مشورت کُن وانچہ گفت — تو خلافِ آں کُن و در راہ اُفت

فرمایا اس سے مشورہ کر اور جو وہ کہے — تو اس کے خلاف کر، اور چل پڑ

نفسِ[3] خود را زن شناس از زن بتر — زانکہ زن جزو ست نفست کلِ شر

اپنے نفس کو عورت سمجھ، عورت سے (بھی) بدتر — اس لئے کہ عورت جزو ہے اور تیرا نفس پورا شر ہے

مشورت با نفسِ خود گر می کُنی — ہر چہ گوید کُن خلافِ آں دَنی

اگر تو اپنے نفس سے مشورہ کرے — جو وہ کہے اُس کمینہ کے خلاف کر

گر نماز و روزہ می فرمایدت — نفس مکار ست مکرے زایدت

اگر وہ تجھے نماز اور روزہ کا حکم دے — نفس مکار ہے۔ تجھ سے کوئی مکر کر رہا ہے

مشورت با نفسِ خویش اندر فعال — ہر چہ گوید عکسِ آں باشد کمال

کاموں میں اپنے نفس سے مشورہ (اگر کرسکتے ہو) — وہ جو کچھ کہے اُسکے بالعکس (کرنا) کمال ہے

بر نیائی باوے واستیزِ اُو — رو بر یارے بگیر آمیزِ اُو

(اگر) اُس سے اور اُس کی لڑائی میں نہ جیتے — کسی یار کے پاس جا اُس سے میل جول کر

---

۱ نفس۔ نفسِ امارہ ہمیشہ بُرائی کی طرف راغب کرتا ہے اُس کے مشورے کے خلاف عمل کرو خلافش کُن۔ نفسِ امارہ کے خلاف کرنے کی تمام انبیاء نے وصیت و نصیحت کی ہے۔

۲ مشورت۔ بیشک شرعی طور پر مشورہ کرنے کا حکم ہے مشورے سے انجام کی پشیمانی سے نجات ملتی ہے لیکن نفس سے مشورہ مناسب نہیں ہے۔ حیلہا۔ انبیاء اور رسولوں کی تدبیروں سے لوگ ہدایت یافتہ بنے ہیں۔ نفس۔ نفسِ امارہ راہِ ہدایت کے خلاف مشورہ دے کر برباد کرنا چاہتا ہے۔ گفت۔ مشورہ عقلِ سلیم والے سے کرنا چاہیئے۔ امیم۔ امام کا امالہ ہے۔ گفت۔ شرعی حکم ہے کہ بچہ اور عورت کا مشورہ قابلِ قبول نہیں ہے۔

۳ نفسِ خود۔ عورت کا مشورہ جبکہ ناقابلِ قبول ہے تو نفس کا اُس سے بھی زیادہ ناقابلِ قبول ہونا چاہیئے۔ دَنی۔ کمینہ۔ گر نماز۔ ہوسکتا ہے کہ اُس کا مقصد یہ ہو کہ تو سمجھ لے کہ نفس اب مطمئنہ ہوگیا ہے اور مجاہدات کو ترک کردے۔ بر نیائی۔ اگر انسان خود نفس کا مقابلہ نہ کرسکے تو شیخ کی مدد حاصل کرے۔

عقل[1] قوّت گیرد از عقلِ دگر — نیشکر کامل شود از نیشکر
عقل، دوسری عقل سے طاقت حاصل کرلیتی ہے — نیشکر، نیشکر سے کامل ہوتی ہے

من زمکرِ نفس دیدم چیزہا — کو بَرَد از مکرِ خود تمیزہا
میں نے نفس کے مکر سے بہت سی باتیں دیکھی ہیں — وہ اپنے مکر کے ذریعہ اچھے بُرے کی تمیز ختم کردیتا ہے

وعدہا بدہد تُرا تازہ بدست — کو ہزاراں بار آنہارا شکست
تیرے ہاتھ میں تازہ تازہ وعدے دیتا ہے — جن کو اُس نے ہزاروں بار توڑا ہے

عمر[2] اگر صد سال خود مہلت دِہد — اُوت ہر روزے بہانہ نو نِہد
عمر اگر سَو سال کی بھی فرصت دے — وہ تجھے ہر روز نیا بہانہ سِکھائے گا

گرم گوید وعدہائے سَرد را — جادوے مَردی بہ بندد مرد را
غلط وعدوں کو دُرست بتائے گا — قوّتِ مردمی کا جادو مردمی کو ختم کردیتا ہے

اے ضیاء الحق حُسام الدّین بیا — کہ نہ روید بے تو از شورہ گیا
اے ضیاء الحق حسام الدّین! آجا — کہ تیرے شور زمین سے گھاس نہیں اُگتی

از فلک آویختہ شُد پردۂ — از پئے نفرین دل آزردۂ
آسمان سے ایک پردہ لٹکا دیا گیا ہے — دردمند دل کی ملامت کے لئے

این[3] قضا را ہم قضا داند علاج — عقلِ خلقاں در قضا گیج ست و کاج
اِس تقدیر کا علاج بھی تقدیر ہی جانتی ہے — تقدیر کے معاملہ میں مخلوق کی عقل پراگندہ اور بھینگی ہے

اژدہا گشت ست آں مارِ سیاہ — آنکہ کرمے بُود افتادہ براہ
وہ کالا سانپ، اژدہا بن گیا — جو راستہ میں پڑا ہوا ایک کیڑا تھا

اژدہا و مار اندر دستِ تو — شُد عصا اے جانِ موسیٰ مستِ تو[4]
تیرے ہاتھ میں اژدہا اور سانپ — لاٹھی بنگیا اے وہ کہ (حضرت) موسیٰ کی جان تجھ سے مست ہے

حکمِ خُذہا لاتخَف دادت خدا — تا بدستت اژدہا گردد عصا
خدا نے تجھے "اُس کو پکڑلے، نہ ڈر" کا حکم دیا ہے — تاکہ تیرے ہاتھ میں اژدہا لاٹھی بن جائے

ہیں یدِ بیضا نما اے بادشاہ — صبحِ نو بکشا ز شبہائے سیاہ
ہاں، اے بادشاہ، یدِ بیضا دکھادے — کالی راتوں میں سے نئی صبح نمودار کردے

[1] عقل۔ مُرید کی عقل شیخ کی عقل کے ساتھ مل کر قوی ہوجائیگی۔ نے شکر۔ گنّا اگر کسی اور کھیتی میں بویا جائے تو اچھا نہ ہوگا بعض نسخوں میں پیشہ گر ہے یعنی عام پیشوں میں بھی اُستاد سے ہی کمال حاصل ہوتا ہے۔ تمیزہا نفس اچھے بُرے کی تمیز ختم کردیتا ہے۔

[2] عمر۔ انسان کی طویل عمر میں بھی نفس ہر روز ایک بہانہ نیکی نہ کرنے کا تراش دیتا ہے۔ وعدہائے سرد پُرانے وعدے جو پورے نہیں ہوئے ہیں۔ جادو۔ مشہور ہے کہ جادو کے ذریعہ مرد کو عورت سے باندھ دیا جاتا ہے پھر وہ مرد عورت کے قابل نہیں رہتا۔ یعنی نفس ایسا جادو کردیتا ہے کہ نیکی پر قدرت نہیں رہتی ـــ از شورہ۔ شوریلی زمین میں گھاس اُگانا بہت مشکل ہے لہٰذا ہر مشکل کام کے لئے یہ محاورہ بولا جاتا ہے۔ از فلک۔ نفس کی مکاریوں کا ایک پردہ ہے جو آسمان سے آویزاں ہے تاکہ مبتلا ملامت کا مستحق بنے۔

[3] این قضا۔ نفس کی مکاریاں بھی قضاء خداوندی سے ہیں، تو قضاء خداوندی ہی اُس کا علاج کرسکتی ہے انسانی عقل اُس کے علاج سے عاجز ہے۔ گیج۔ پراگندہ، پریشان۔ کاج۔ بھینگا۔ اژدہا۔ نفس ایک معمولی کیڑا تھا سانپ بنا، سانپ سے اژدہا بن گیا۔

[4] دستِ تو۔ یعنی ضیاء الحق حُسام الدّین کو اللہ نے وہ روحانیت دی ہے جسکے ذریعہ وہ نفس کو راہِ راست پر لاسکتے ہیں۔ خذہا۔ قرآن میں ہے۔ خُذْھَا وَلَا تَخَفْ جب موسیٰ کی لاٹھی سانپ بنگئی تو وہ ڈرے تب حکم ہوا اسکو پکڑلو اور نہ ڈرو۔ یدِ بیضا۔ موسیٰ نے بغل میں ہاتھ ڈالکر نکالا تو وہ سفید چمکیلا بنکر نکلا تھا یعنی ضیاء الحق تم بھی اپنی روشن ضمیری سے کام لیکر نفس کی اصلاح کرو۔

دوزخے افروخت بر وے دم فسوں
اُس (نفس) نے دوزخ بھڑکا دی ہے اُس پر پھونک مار دے
۵۱ اے دمِ تو از دمِ دریا فزوں
اے وہ کہ تیری پھونک دریا کی ہمت سے بڑھ کر ہے

بحر مکار ست و بنمودہ کفے
(وہ نفس) مکار سمندر ہے، جھاگ دکھائی دیتا ہے
دوزخ ست از مکر بنمودہ تفے
دوزخ ہے مکر سے (معمولی) حرارت دکھائی دیتا ہے

زاں نماید مختصر در چشمِ تو
تیری نگاہ میں اس وجہ سے مختصر نظر آتا ہے
تا زبوں بینیش جنبد خشمِ تو
تاکہ تو اس کو حقیر سمجھے اور تیرا غصہ حرکت میں آجائے

ہمچناں کہ لشکرِ انبوہ بود
جیسا کہ لشکر بہت تھا
مر پیمبر را بہ چشم اندک نمود
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نظر میں مختصر نظر آیا

۵۲ تا بر ایشاں زد پیمبر بے خطر
یہانتک کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُن پر بلا جھجک حملہ کر دیا
ور فزوں دیدے ازاں کردے حذر
اگر زیادہ دیکھتے اُس سے ہچکچاتے

آں نمایش بود فضلِ ایزدی
یہ دکھاوا اللہ تعالےٰ کا کرم تھا
احمدا ورنہ تو بددل می شدی
ورنہ اے احمدؐ! تم بددل ہو جاتے

کم نمود اُو را و اصحاب وُرا
اُن کو اور اُن کے ساتھیوں کو کم دکھایا
آں جہادِ ظاہر و باطن خدا
اللہ (تعالیٰ) نے ظاہری و باطنی جہاد

تا میسر کرد یُسرے را بُرو
یہانتک کہ آپ کو سہولت میسر کردی
تا ز عسرے اُو نگرداند رُو
جبکہ انہوں نے دشواری سے منہ نہ موڑا

۵۳ کم نمودن مر وُرا پیروز بود
اُن کو کم دکھانا کامیابی تھی
زاں نمودن روزِ اُو نوروز بود
اسلئے کہ اس طرح دکھانا اُن کیلئے عید کا دن تھا

کم نمودن بس خجستہ روز بود
کم دکھانا بہت مبارک دن تھا
کہ خفش یار و طریق آموز بود
کیونکہ اللہ (تعالیٰ) اُن کا دوست اور راہنما تھا

آنکہ حق پُشتش نباشد در ظفر
وہ شخص جس کا کامیابی میں خدا مددگار نہ ہو
وانکہ خرگوشش نماید شیرِ نر
سمجھ لے اُس کو خرگوش نر شیر نظر آتا ہے

وائے گر صد را یکے بیند ز دور
اُس پر افسوس ہے اگر دور سے سو کو ایک سمجھ بیٹھے
تا بپچالش اندر آید از غرور
تاکہ دھوکے میں حملہ کر بیٹھے

زاں نماید ذوالفقارے حربۂ
چونکہ اُس کو ذوالفقار ایک نیزہ نظر آتی ہے
زاں نماید شیرِ نر چوں گربۂ
چونکہ اُس کو نر شیر ایک بلی نظر آتی ہے

---

۵۱ اے دمِ تو۔ اے ضیاء الحق تمہارا پھونکنا اُس دوزخ کی آگ کو بجھانے میں سمندر سے بھی زیادہ ہے۔ بحر۔ نفس بظاہر حقیر معلوم ہوتا ہے لیکن شدید تباہی کا سبب ہے۔ کف۔ سمندر کا جھاگ۔ تف۔ گرمی۔ زاں نماید۔ اللہ کا کرم ہے کہ نفس تمہیں چھوٹا نظر آتا ہے ورنہ اُس سے مقابلہ کی ہمت چھوڑ بیٹھتے۔ ہمچناں۔ جنگِ بدر میں دشمنوں کو حقیر کرکے دکھانے کی یہی مصلحت خداوندی تھی۔

۵۲ تا۔ اگر کافروں کی فوج زیادہ نظر آتی تو حملہ کرنے میں پس و پیش کرنا پڑتا۔ نمائش۔ یعنی تھوڑا کرکے دکھانا۔ آں جہاد۔ جنگِ بدر کا جہاد باطنی بھی تھا اور جسمانی بھی۔ یُسر۔ سہولت، نرمی۔ عُسر۔ سختی، دشواری۔

۵۳ کم نمودن۔ جنگِ بدر میں آنحضورؐ کو دشمن کم نظر آئے یہی فتحمندی کا سبب بنا جس سے خوشی حاصل ہوئی۔ کہ خفش۔ یہ کم نظر آنا اللہ کا کرم تھا۔ آنکہ۔ اللہ کی مدد جس کے شاملِ حال نہ ہو اسکو کم دشمن کی تعداد زیادہ نظر آتی ہے اور وہ دشمن کو قوی سمجھتا ہے۔ وائے۔ دشمنوں کا کم نظر آنا کبھی اللہ کے کرم سے ہوتا ہے اور کبھی قہر سے۔ کفار کے ساتھ قہر کا معاملہ تھا تاکہ دھوکا کھاکر جنگ میں کود پڑیں اور شکست کھائیں۔ ذوالفقار۔ حضرت علی رضؓ کی تلوار کا نام ہے۔ حربہ۔ نیزہ۔

تا دلیر اندر فتد احمق بجنگ — واندر آرد شاں بدیں حیلت بچنگ
تاکہ بیوقوف ہمت کرکے جنگ کر بیٹھے — اور (خدا) اُنکو تدبیر سے پنجے میں پکڑ لے

تا بپائے خویش باشد آمدہ — آں فلیواں[1] جانبِ آتشکدہ
تاکہ اپنے پیروں سے آئے ہوئے ہوں — آگ کی بھٹی کی جانب وہ بیوقوف

کاہ برگے می نماید تا تو زود — پف کُنی اُورا برانی از وجود
گھاس کا تنکا نظر آتا ہے، تاکہ تو جلد — پھونک مار دے اور اُس کو فنا کردے

ہیں[2] کہ آنکہ کوہہا برکندہ است — زو جہاں گریان و اُو در خندہ است
خبردار! وہ ایسا ہے کہ اُس نے پہاڑوں کو اُکھاڑ دیا ہے — جہان اُس کی وجہ سے روتا ہے اور وہ ہنستا ہے

می نماید تا بہ کعب ایں آبِ جو — صد چو عوج بن عنق شد غرق اُو
یہ نہر کا پانی ٹخنے تک نظر آتا ہے — عوج بن عنق جیسے سینکڑوں اُسمیں ڈوب گئے ہیں

می نماید موج خونش تل مُشک — می نماید قعرِ دریا خاکِ خشک
اُس کو خون کی موج مُشک کا ٹیلہ نظر آتی ہے — اُس کو دریا کی گہرائی خشک زمین نظر آتی ہے

خشک دید آں بحر را فرعونِ کور — تا درو راند ز سرمستی و زور
اندھے فرعون نے اُس دریا کو خشک دیکھا — یہاں تک کہ مستی اور طاقت سے اُس میں گھس پڑا

چوں درآید در تگِ دریا بود — دیدۂ فرعون کے بینا بود
جب گھس جاتا ہے دریا کی تہ میں ہوتا ہے — فرعون کی آنکھ کب دیکھتی ہے؟

دیدہ[3] بینا از لقائے حق شود — حق کجا ہمراز ہر احمق شود
اللہ (تعالیٰ) کی ملاقات سے آنکھ بینا بنتی ہے — اللہ (تعالیٰ) ہر احمق کا ہمراز کب بنتا ہے؟

قند بیند خود شود زہرِ قتول — راہ بیند خود بود آں بانگِ غول
شکر سمجھتا ہے، وہ خود قاتل زہر ہوتی ہے — وہ (ٹھیک) راستہ سمجھتا ہے وہ چھلاوے کی آواز ہوتا ہے

اے فلک در فتنۂ آخر زماں — تیز می گردی بدہ آخر اماں
اے آسمان! تو آخری زمانے کے فتنے میں — تیزی سے گھومتا ہے، آخر کچھ تو امن دے

خنجرِ تیز تو اندر قصدِ ما — نیشِ زہر آلودۂ در قصدِ ما
تیرا تیز خنجر ہمارے قتل کے درپے ہے — زہر آلود نشتر ہمارے (مارنے کے) درپے ہے

اے فلک از رحم حق آموز رحم — بر دلِ موراں مزن چوں مار زخم
اے آسمان! اللہ (تعالیٰ) کے رحم سے رحم کرنا سیکھ لے — چیونٹیوں کے دل پر سانپ کی طرح نہ کاٹ

[1] فلیواں۔ فلیو کی جمع ہے، احمق۔ آتشکدہ۔ آگ کی بھٹی۔ کاہ برگے۔ برگِ کاہ، یعنی مبتدی کو نفس ایک حقیر چیز معلوم ہوتا ہے اور اُس کی اصلاح کو معمولی بات سمجھتا ہے حالانکہ وہ بہت خطرناک ہے۔ پف۔ پھونک۔ برانی از وجود راندن، فنا کردینا۔

[2] ہیں۔ نفس نے بڑے بڑے انسانوں کو تباہ کیا ہے۔ می نماید۔ یہ نفس کی مثال ہے کہ بظاہر معمولی دریا معلوم ہوتا ہے لیکن بڑے سے بڑے انسان کو ڈبو دیتا ہے۔ می نماید۔ اس نفس کی خون کی موج، مُشک کا ٹیلہ نظر آتی ہے۔ تل۔ ٹیلہ۔ قعر۔ گہرائی۔ تگ۔ تہ۔

[3] دیدہ بینا۔ بصیرت اہل حق کو حاصل ہوتی ہے فرعون احمق اُس کا مستحق نہ تھا۔ قتول بہت زیادہ قاتل۔ غول۔ چھلاوا جو راستہ سے بھٹکا دیتا ہے۔ نیش۔ نشتر۔ موراں۔ چیونٹیاں۔ مار۔ سانپ۔

حقِّ[1] آنکہ چرخۂ چرخِ ترا
اُس ذات کا واسطہ جس نے تیرے گنبد کے چرخے کو

گرد گرداں بر فرازِ ایں سَرا
اِس گھر پر گھمایا ہے

کز دِگرگوں گردی و رحمت کُنی
کہ دوسرے طریقہ پر گھوم اور رحم کر

پیش ازاں کہ بیخ ما را بر کَنی
اِس سے قبل کہ تو ہمیں تباہ کرے

حقِّ آنکہ دایگی کردی نخست
اُس کا واسطہ کہ تو نے پہلے پرورش کی

تا نہالِ ما ز آب و خاک رُست
یہانتک کہ ہمارا پودا پانی اور مٹی سے اُگا

حقِّ آں شہ کہ ترا صاف آفرید
اُس شاہ کا واسطہ جس نے تجھے شفّاف پیدا کیا

کرد چندیں مشعلہ در تو پدید
اور اِس قدر مشعلیں تجھ میں پیدا کیں

آنچناں معمور[2] و باقی داشتت
تجھے اِس قدر آباد اور باقی رکھا

تا کہ دہری از ازل پنداشتت
کہ دہریہ نے تجھے ازلی سمجھا

شُکر دانستیم آغازِ ترا
(خدا کا) شُکر ہے ہم تیری ابتدا کو سمجھ گئے

انبیا گفتند آں رازِ ترا
انبیاء نے تیرا راز کہہ دیا

آدمی داند کہ خانہ حادِث ست
آدمی سمجھتا ہے کہ مکان نو پیدا ہے

عنکبوتے نے کہ در وے عابِث ست
مکڑی نہیں، جو اُس میں کھیل رہی ہے

پشّہ کے داند کہ ایں باغ از کیست
مچھر کیا جانے کہ یہ باغ کب سے ہے؟

کو بہاراں زاد و مرگش در دیست
اِسلئے کہ وہ موسمِ بہار میں پیدا ہوا اُسی میں اُسکی موت ہے

کرمِ[3] کاندر چوب زاید سست حال
سُست حال کیڑا جو لکڑی میں پیدا ہوا

کے بداند چوب را وقتِ نہال
وہ پودا ہونے کے وقت سے لکڑی کو کب جانتا ہے؟

ور بداند کرم از ماہیّتش
اور اگر کیڑا اُس کی حقیقت کو جان لے

عقل باشد کرم باشد صورتش
وہ عقل ہوگا، اُس کی صورت کیڑے کی ہوگی

عقل خود را می نماید رنگہا
عقل اپنے آپ کو مختلف رنگوں میں ظاہر کرتی ہے

چوں پری دور ست ازاں فرسنگہا
پری کی طرح، پری سے (بھی) کوسوں دور ہے

از ملک بالاست چہ جائے پری
پری کیا چیز ہے، فرشتوں سے (بھی) بالا ہے

تو مگس پری بہ پستی می پری
تو مکھی کے پَر رکھتا ہے پستی کی طرف پرواز کرتا ہے

---

[1] حق۔ یہ قسم ہے اِس کا جواب اگلا شعر ہے۔ سَرا یعنی دنیا۔ کز دگرگوں یعنی تیری گردش ہماری تباہی کے لئے نہو۔ حقِّ آنکہ۔ زمانہ نے ہمیں پرورش کیا ہے، یہ مولانا نے عام شاعرانہ انداز اختیار فرمایا ہے ورنہ زمانہ کی گردش نہ آبادی کا سبب ہے نہ بربادی کا۔ مَشعلہ یعنی ستارے۔

[2] معمور۔ آباد۔ دہری۔ وہ شخص جو خدا کے وجود کا قائل نہ ہو اور تمام مادّی تصرفات خود مادّہ کی طرف منسوب کرے۔ شُکر یعنی خدا کا شکر ہے۔ راز۔ یعنی آسمان کا نو پیدا ہونا۔ حادِث۔ نو پیدا۔ عنکبوت۔ مکڑی بھی کہاں یہ جانے کو ازلی سمجھ سکتی ہے۔ عابِث۔ لغو کام کرنیوالا۔ پشّہ۔ مچھر، باغ کی ابتدا اور انتہا سے ناواقف ہوتا ہے۔

[3] کرم۔ کیڑا، وہ کیڑا جو درخت کی لکڑی میں پیدا ہوتا ہے وہ اُس درخت کی ابتداء سے ناواقف ہوتا ہے۔ نہال۔ پودا۔ عقل۔ وہ کیڑا جو درخت کے حادث ہونے کو سمجھ جائے بظاہر کیڑا ہے لیکن در اصل وہ عقلِ مجسّم ہے۔ عقل خود را۔ عقل ایک مجرّد چیز ہے جو کیڑے کی شکل میں متشکل ہو سکتی ہے جیسے جن اور پری بلکہ وہ پری سے بھی بہت زیادہ لطیف چیز ہے۔ از ملک۔ عقل، فرشتہ سے بھی زیادہ مجرد ہے۔ تو مگس۔ دہریہ اور عام انسان کی عقل کی پرواز مکھی کی طرح پستی کی طرف۔ ہے جو عالم کے حادث ہونے کی طرف پرواز نہیں کرتی ہے۔

گرچہ[۱] عقلت سوئے بالا می پرد | مرغ تقلیدت بہ پستی می چرد
اگر چہ تیری عقل (عالم) بالا کی طرف پرواز کرتی ہے | تیری تقلید کا پرندہ نیچے کی طرف چُگتا ہے

علم تقلیدی وبالِ جانِ ماست | عاریہ است و ما نشستہ کاں ماست
تقلید کی علم ہمارا وبالِ جان ہے | وہ مانگی ہوئی چیز ہے اور ہم (مطمئن) بیٹھے ہیں کہ ہماری ہے

زیں خرد جاہل ہمی باید شدن | دست در دیوانگی باید زدن
اس عقل سے بیگانہ ہو جانا چاہیئے | دیوانگی اختیار کرلینی چاہیئے

ہر چہ بینی سودِ خود زاں می گریز | زہر نوش و آبِ حیواں را بریز
جس کو تو اپنا فائدہ سمجھتا ہے اُس سے گریز کر | زہر پی لے، آبِ حیات کو بہادے

ہر[۲] کہ بستاید ترا دشنام دہ | سود و سرمایہ بمفلس وام دہ
جو تیری تعریف کرے اُس کو برا بھلا کہہ | نفع اور سرمایہ مفلس کو قرض دیدے

ایمنی بگذار و جائے خوف باش | بگذر از ناموس و رسوا باش فاش
امن کی جگہ کو چھوڑ، خوف کی جگہ میں رہ | عزت کو خیرباد کہہ دے اور کھلم کھلا رسوا بن

آزمودم عقلِ دور اندیش را | بعد ازیں دیوانہ سازم خویش را
میں نے دُور اندیش عقل کو آزما لیا | اس کے بعد اپنے آپ کو دیوانہ بناؤں گا

عُذر گفتن دلقک با سیّد کہ چرا فاحشہ بنکاح آورد
آقا سے ڈوم کا عذر کرنا کہ اُس نے بدکار عورت سے کیوں نکاح کیا ہے

گفت با دلقک شبے سیّد اجل | قحبہ را خواستی تو از عجل
ایک رات ایک بڑے آقا نے ڈوم سے کہا | جلدی میں تو نے رنڈی سے نکاح کر لیا

با من ایں را زمی بایست گفت | تا یکے[۳] مستورہ کردیمیت جفت
مجھ سے یہ کھل کر کہنا چاہیئے تھا | تاکہ میں ایک پردہ نشین سے تیرا نکاح کرتا

گفت نہ مستورہ صالح خواستم | قحبہ گشتند و زغم تن کاستم
اُس نے کہا میں نے نو پاکدامن پردہ نشینوں سے نکاح کیا | وہ رنڈی بنیں، اور میں غم سے گھلا

خواستم ایں قحبہ را با معرفت | تا ببینم چوں شود ایں عاقبت
اس رنڈی سے میں نے جان کر نکاح کیا ہے | تاکہ میں دیکھوں یہ آخر میں کیا بنتی ہے؟

---

[۱] گرچہ۔ دہریہ اور عام انسان میں بھی عقل ہے جو عالم کے حدوث کا ادراک کرسکتی ہے لیکن اُس کا تقلیدی علم مانع بنتا ہے۔ علم تقلیدی۔ تقلیدی علم حقیقت تک نہیں پہنچاتا اور انسان اُس سے دھوکے میں مبتلا ہوجاتا ہے زیں خرد۔ ناقص عقل، اور تقلیدی علم سے جہل اور دیوانگی کی بے عقلی بہتر ہے۔ ہرچہ بینی۔ ناقص عقل جس کو اچھا سمجھے اُس کو برا سمجھنا چاہیئے۔ زہر نوش۔ ناقص عقل جس کو زہر سمجھے وہ دراصل آبِ حیات ہے اور جس کو آبِ حیات سمجھے وہ زہر ہے۔

[۲] ہر کہ بستاید۔ ناقص عقل والا انسان اپنی تعریف سے خوش ہوتا ہے تمہیں چاہیئے کہ منہ پر تعریف کرنیوالے کو برا بھلا کہدو، اور منہ پر تعریف کے نفع اور سرمایہ کو نیکیوں سے مُفلس کے سپرد کردو۔ ایمنی۔ ناقص عقل جس جگہ کو امن کی جگہ سمجھے اُس کو چھوڑ کر اُس جگہ جاؤ جس کو وہ ڈر کی جگہ سمجھتی ہے جسکو وہ عزت سمجھتی ہے اُس سے گریز کرو اور جس کو وہ ذلت سمجھے اُس کو اختیار کرو۔ عقلِ دور اندیش یعنی عقلِ ناقص۔ دلقک۔ ڈوم، اُس نے پردہ نشینوں کو برت کر رنج اٹھایا تو رنڈی سے نکاح کرکے تجربہ حاصل کرنے کی سوچی۔ اسی طرح عقل کے نقصانات محسوس کرکے دیوانگی کا تجربہ کرنا چاہیئے جو کہ مفید ہوگی جیسا کہ بہلول کے قصہ سے واضح ہوگا۔

[۳] مستورہ۔ پردہ نشین عورت۔ قحبہ۔ رنڈی۔ زانیہ۔

عقل[1] را ہم آزمودم من بسے — زیں سپس جویم جنوں را مغرسے
میں نے عقل کو بھی بہت آزمایا — اِس کے بعد دیوانگی کا کھیت تلاش کرونگا

بہ حیلت در سخن آوردن سائل آں بزرگ را کہ خود را دیوانہ ساختہ بود

سوال کرنیوالے کا تدبیر سے اُن بزرگ کو باتوں پر آمادہ کرلینا جنھوں نے اپنے آپ کو دیوانہ بنا لیا تھا

آں یکے می گفت خواہم عاقلے — مشورت آرم بدو در مشکلے
ایک (شخص) کہہ رہا تھا، میں ایک عقلمند چاہتا ہوں — اُس سے ایک مشکل میں مشورہ کروں گا

آں یکے گفتش کہ اندر شہرِ ما — نیست عاقل جز کہ آں مجنوں نما
ایک (شخص) نے اُس سے کہا ہمارے شہر میں — اُس بظاہر دیوانے کے علاوہ کوئی عقلمند نہیں ہے

بر نئے گشتہ سوارہ نک فلاں — می دواند در میانِ کودکاں
بانس پر سوار ہو کر یہ فلاں — بچوں میں اُس کو دوڑا رہا ہے

گوئے می بازد بروزان و شباں — در جہاں گنجِ نہاں جانِ جہاں
دن رات گیند سے کھیلتا ہے — دنیا میں چھپا خزانہ ہے، دنیا کی روح ہے

صاحب[2] رایست و آتش پارۂ — آسماں قدرست و اختر بارۂ
صاحبِ رائے ہے اور چنگاری ہے — آسمان کے رُتبہ والا ہے اور ستارے کا سوار ہے

فرِّ او کرّوبیاں را جاں شدست — او دریں دیوانگی پنہاں شدست
اُس کی عزت فرشتوں کی جان ہے — وہ اِس دیوانگی میں چھُپا ہوا ہے

لیک ہر دیوانہ را جاں نشمری — سر مَنہ گوسالہ را چوں سامری
لیکن ہر دیوانہ کو تو جان نہ سمجھنا — سامری کی طرح بچھڑے کے آگے ماتھا نہ ٹیکنا

چوں ولیِ آشکارا با تو گفت — صد ہزاراں غیب و اسرارِ نہفت
جبکہ ولی نے صاف صاف تجھ سے کہدیئے — غیب کے لاکھوں (معاملے) اور پوشیدہ راز

مر ترا آں فہم و آں دانش نبود — و آندانستی[3] تو سرگیں را ز عود
تجھ میں وہ فہم اور وہ سمجھ نہ تھی — تو گوبر کو اگر سے نہ پہچان سکا

از جنوں خود را ولی چوں پردہ ساخت — مر ورا اے کور کے خواہی شناخت
ولی نے جب جنون کو اپنا پردہ بنا لیا — اے اندھے! تو اُس کو کب پہچان سکتا ہے؟

گر ترا باز ست آں دیدہ یقیں — زیر ہر سنگے یکے سر سنگ بیں
اگر تیرے یقین کی آنکھ کھلی ہوئی ہے — ہر پتھر کے نیچے ایک سپاہی دیکھ لے

---

[1] عقل۔ جس طرح اُس لوم نے پردہ نشینوں سے عاجز آ کر رنڈی کا تجربہ شروع کیا اسی طرح میں عقل سے عاجز آ کر دیوانگی کا تجربہ شروع کروں گا۔ مَغرس۔ پودا لگانے کی جگہ، کھیت۔ بزرگ۔ یعنی حضرت بہلولؒ ہارون الرشید کے زمانہ میں ایک بزرگ تھے جنہوں نے مصلحتاً اپنے آپ کو دیوانہ بنا رکھا تھا، بانس کو گھوڑا بنا کر بچوں میں کھیلتے رہتے تھے، خاموش رہتے تھے لیکن جب بولتے تھے تو بڑی دانائی کی بات کہہ دیتے تھے۔ مُشکلے یعنی مُعتبر کا مُشکل مسئلہ۔ شہر یعنی بغداد۔ مجنوں نما۔ حضرت بہلولؒ جنہوں نے اپنے آپ کو دیوانہ ظاہر کر رکھا تھا۔ گوئے۔ شب و روز بچوں کے ساتھ گیند کھیلتے ہیں۔ گنجِ نہاں۔ معرفت کے علوم کا چھپا ہوا خزانہ ہیں۔ جانِ جہاں۔ دنیا اُن کی بدولت قائم ہے۔

[2] صاحب۔ یعنی بہلولؒ صاحبِ رائے اور ذہین ہے، اور بلند شخصیت ہے۔ فرِّ او۔ فرشتے اُس کی تعظیم کرتے ہیں اُس نے اپنے مرتبہ کو دیوانگی میں چھپا رکھا ہے۔ لیک۔ ہر دیوانے کو ولی سمجھنا غلط ہے۔ چوں۔ بعض اولیاء کے اپنے آپ کو دیوانگی میں چھپانے کی توجیہ ہے۔

[3] وآندانستی۔ تو بھلے بُرے میں امتیاز نہ کر سکا۔ از جنوں۔ جب ولی اصل حالت میں تھا اور تو اُس کو نہ پہچان سکا تو اب جبکہ وہ دیوانگی میں پوشیدہ ہے

پیشِ آں چشمے کہ باز۱؎ و رہبرست
اُس آنکھ کے سامنے جو کھلی ہوئی اور رہنما ہے

ہر گلیمے را کلیمے در برست
ہر کمبلی کی آغوش میں ایک کلیم ہے

مرد ولی را ہم ولی شہرہ کُند
(اپنی) ولایت کو ولی مشہور کرتا ہے

ہر کرا اُو خواست با بہرہ کُند
جس کو وہ خود چاہتا ہے کامیاب کرتا ہے

کس نداند از خرد اُو را شناخت
عقل کے ذریعہ کوئی اُس کو نہیں پہچان سکتا

خاصہ اُو مر خویش را دیوانہ ساخت
خصوصاً اُس کو جس نے اپنے آپ کو دیوانہ بنا لیا

چوں بدزدد دُزدِ بینا رختِ کور
جب بینا چور نابینا کا سامان چُرا لے

ہیچ یابد دُزد را اعمیٰ بزور
اندھا چور کو (اپنی) طاقت سے کبھی پکڑ سکتا ہے؟

کور نشناسد کہ دُزدِ اُو کہ بُود
اندھا نہیں پہچان سکتا ہے کہ اُس کا چور کون ہے؟

گرچہ خود بروے زند دُزدِ عنود
اگرچہ سرکش چور اپنے آپ کو اس سے بھڑا دے

چوں گزد سگ کورِ صاحب ژندہ را
جب اندھے، گدڑی والے کو کُتّا کاٹ لے

کے شناسد آں سگِ دَرّندہ را
وہ کاٹنے والے کُتّے کو کب پہچانتا ہے؟

حملہ کردنِ سگ بر کور گدا

ایک اندھے فقیر پر کُتّے کا حملہ کرنا

یک سگے در کوئے بر کورِ گدا
ایک کُتّا کسی گلی میں اندھے فقیر پر

حملہ می آورد چوں شیرِ وغا
معرکہ کے شیر کی طرح حملہ کر رہا تھا

سگ۲؎ کند آہنگِ درویشاں بہ خشم
کُتّا غصہ سے فقیروں پر حملہ کرتا ہے

در کشد مہ خاکِ درویشاں بہ چشم
چاند فقیروں کی خاک آنکھ میں لگاتا ہے

کور عاجز شد ز بانگ و بیمِ سگ
اندھا کُتّے کی آواز اور ڈر سے عاجز آگیا

اندر آمد کور در تعظیمِ سگ
اندھا کُتّے کی تعظیم کرنے لگا

کا۳؎ے امیرِ صید و اے شیرِ شکار
کہ اے شکار کے مالک اور اے شکار کے شیر!

دست دستِ تُست دست از من بدار
غلبہ تجھی کو ہے، مجھے چھوڑ دے

کز ضرورت دُمِ خر را آں حکیم
اُس دانا نے مجبوراً گدھے کی دُم کی

کرد تعظیم و لقب دادش ادیم
تعظیم کی اور اُس کو "تری" کا لقب دیا

گفت اُو ہم از ضرورت اے اسد
اُس نے بھی مجبوراً کہا اے شیر!

از چوں منِ لاغر شکارت چہ رسد
مجھ جیسے بودے شکار سے تجھے کیا ملے گا؟

۱؎ باز۔ کھلا ہوا۔ گلیم۔ گدڑی۔ کلیم۔ یعنی حضرت موسیٰؑ۔ مرد ولی۔ یعنی ولی جس کو چاہتا ہے اپنی ولایت سے روشناس کرا دیتا ہے۔ کس نداند۔ محض عقل سے کسی ولی کو نہیں پہچانا جاسکتا ہے۔ چوں۔ اندھا چور جیسے ادنیٰ انسان کو عقل سے نہیں پہچان سکتا ہے تو ولی جیسے علی انسان کو عقل سے کیسے پہچانا جاسکتا ہے۔ گزد۔ اندھا کاٹنے والے کُتّے کو محض عقل سے نہیں پہچان سکتا ہے۔ وغا۔ میدانِ جنگ۔

۲؎ سگ۔ یعنی بے بہرہ درویشوں کے درپئے آزار ہوتے ہیں حالانکہ وہ اِس قدر بلند مرتبہ ہوتے ہیں کہ چاند جیسے روشن دل اُن کی خاکِ پا کو سرمہ بناتے ہیں۔ بیم۔ خوف۔

۳؎ کاے۔ اندھے نے کُتّے کی تعظیم میں یہ کہنا شروع کر دیا کہ ضرورت۔ مجبوری میں انسان گدھے کو بھی باپ بنالیتا ہے۔ ادیم۔ تری جو ایک عمدہ قسم کا چمڑا ہے۔ از چوں من۔ یعنی مجھ جیسے لاغر شکار کا تجھے کیا فائدہ۔

گور (۵۱) می گیرند یارانت بدشت | کور می گیری تو در کوچہ بگشت
تیرے دوست جنگل میں گور خر پکڑتے ہیں | تو اندھے کو پکڑتا ہے جو گلی میں گشت میں ہے

گور می جویند یارانت بصید | کور می جوئی تو در کوچہ بکید
تیرے دوست شکار میں گور خر تلاش کرتے ہیں | تو گلی میں چالاکی سے اندھے کو ڈھونڈتا ہے

آں سگِ عالم شکارِ گور کرد | ویں سگِ بے مایہ قصدِ کور کرد
اس سدھے ہوئے کتے نے گور خر کا شکار کیا | اس بے ہنر کتے نے اندھے کا قصد کیا

علم چوں آموخت سگ رست از ضلال | می کند در بیشہ ہا صیدِ حلال
جب کتے نے ہنر سیکھ لیا گمراہی سے چھوٹ گیا | جنگلوں میں حلال شکار کرتا ہے

سگ چو عالم گشت شد چالاک زحف | سگ چو عارف گشت شد ز اصحابِ کہف
کتا جب صاحبِ علم بنا چالاک و چست ہو گیا | کتا جب باخدا بنا اصحاب کہف میں سے ہو گیا

سگ شناسا شد کہ میرِ صید کیست | اے خدا آں نورِ اشناسندہ چیست
کتا واقف ہو گیا کہ میرِ شکار کون ہے | اے خدا وہ پہچاننے والا نور کہاں ہے؟

کور (۵۲) نشناسد نہ از بے چشمی است | بلکہ ایں ز انست کز جہل ست مست
اندھا نہیں پہچانتا تو یہ نہ پہچاننا آنکھ نہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہے | بلکہ یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ جہل سے مست ہے

نیست خود بے چشم تر کور از زمیں | ایں زمیں از فضلِ حق شد خصم بیں
زمین سے زیادہ بے آنکھوں والا اندھا کوئی نہیں ہے | یہ زمین اللہ کے کرم سے دشمن کو دیکھ لینے والی ہو گئی

نورِ موسیٰؑ را دید و موسیٰؑ را نواخت | خسف قاروں کرد و قاروں را شناخت
موسیٰؑ کے نور کو اس نے دیکھا اور موسیٰ کو نوازا | قارون کو دھنسا دیا اور قارون کو پہچانا

رجف کرد اندر ہلاکِ ہر دعی | فہم کرد از حق کہ یا ارض ابلعی
ہر حرامزادے کو ہلاک کرنے کیلئے زلزلہ میں آ گئی | اے زمین تو پانی نگل لے، اللہ کی جانب سے سمجھ گئی

خاک (۵۳) و باد و آب و نارِ با شرر | بے خبر از ما و از حق با خبر
مٹی اور ہوا اور پانی اور چنگاریوں والی آگ | ہم سے بے خبر ہیں اور اللہ (تعالیٰ) سے باخبر ہیں

ما بعکسِ آں ز غیرِ حق خبیر | بے خبر از حق با چندیں نذیر
ہم اس کی بالعکس خدا کے غیر سے باخبر ہیں | اور باوجود اسقدر ڈرانیوالوں کے خدا سے بےخبر ہیں

لاجرم اشفقن منہا جملہ شاں | کند شد ز آمیزِ حیواں جملہ شاں
یقیناً وہ تمام (کائنات) اس (بارِ امانت) سے ڈر گئی | انکی آمادگی حیوان کی (صفات کی) آمیزش سے شکست ہو گئی ہیں

۵۱ کور. گور خر. کید. مکر. سگِ عالم. سدھایا ہوا کتا. علم. علم کی یہ فضیلت ہے کہ کتا بھی اس کو حاصل کر کے راہ یاب ہو جاتا ہے تو انسان علم حاصل کر کے کس قدر فضیلتیں حاصل کر سکتا ہے. زحف. چست. اصحابِ کہف. اصحاب کہف کے کتے کا نام قطمیر ہے مطلب یہ ہے کہ کتے کو وہ نور عطا ہو جاتا ہے جس سے وہ اپنے مالک کو پہچانتا ہے اے خدا وہ نور ہمیں بھی عطا کر دے جس سے ہم اپنے مالک کو شناخت کر لیں۔

۵۲ کور. اندھے کا نہ پہچاننا دراصل قلبی بصیرت نہ ہونے کی وجہ سے ہے. بے چشمی. زمین کے آنکھیں نہیں ہیں وہ پھر بھی پہچانتی ہے. نور حضرت موسیٰؑ کو اُسے پہچانا اور اچھا معاملہ کیا نیل میں خشک ہو گئی اور وہ دریا کو عبور کر گئے، قارون کو پہچان کر دھنسا دیا. رجف کرد منکروں کو زلزلہ سے ہلاک کر دیا حضرت نوحؑ کی نجات کیلئے پانی کو نگل گئی۔

۵۳ خاک. عناصر اربعہ کے آنکھیں نہیں ہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کو خوب پہچانتے ہیں. بالعکس. انسان کے آنکھیں ہیں غیر اللہ کو خوب پہچان لیتا ہے لیکن باوجود انبیاء کے ڈرانے کے اللہ تعالیٰ سے بے خبر بنا ہوا ہے. خبیر. خبردار. نذیر. ڈرانے والا. اشفقن منہا. قرآن میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امانت کا بار آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں پر ڈالنا چاہا لیکن وہ اُس سے ڈر گئے اور اسکو قبول نہ کیا. کند. ماند.

[illegible]

گفت بیزاریم جملہ زیں حیات | کہ بُوَد با خلق حیّ با حق مَوات

کہا ہم سب اِس زندگی سے بیزار ہیں | کہ مخلوق کے ساتھ زندہ، خدا کے تعلق میں مُردہ ہے

چوں بماند از خلق گردد اُو یتیم | اُنسِ حق را قلب می باید سلیم

جب مخلوق سے جُدا ہو جائے تو وہ یتیم ہو جائے | (اللہ تعالیٰ) سے محبت کے لئے قلبِ سلیم چاہیئے

چوں زکورے دُزد دُزدد کالۂ | می کُند آں کور عمیا نالۂ

جب چور اندھے کا سامان چُرا لیتا ہے | وہ اندھا، اندھا دھند روتا ہے

تا نہ گوید دُزد اُو را کاں منم | کز تو دُزدیدم کہ دُزدِ پُر فنم

جب تک چور اُس سے نہ کہے کہ وہ میں ہوں | میں نے تیری چوری کی ہے کیونکہ میں ماہر چور ہوں

کے شناسد کور دُزدِ خویش را | چوں ندارد نورِ چشم و آں ضیا

اندھا اپنے چور کو کب پہچان سکتا ہے؟ | جبکہ وہ نہ آنکھوں میں نور رکھتا ہے نہ وہ روشنی

چوں بگوید ہم بگیر اُو را تو سخت | تا بگوید اُو علاماتہائے رَخت

جب وہ کہدے، اُس کو مضبوطی سے پکڑ لے | تاکہ وہ سامان کی علامتیں بتا دے

پس جہادِ اکبر ۲ آمد عصرِ دُزد | تا بگوید کو چہ دُزدید ست مَرد

پس چور کو بھینچنا بڑا جہاد ہے | تاکہ وہ بتا دے کہ اُس نے کیا چُرایا ہے؟

اوّلاً دُزدید کُحلِ دیدہ ات | چوں ستانی باز یابی تبصرت

اُس نے پہلے تیری آنکھ کا سرمہ چُرایا ہے | جب تو (واپس) لے لیگا دوبارہ بینائی حاصل کر لیگا

کالۂ حکمت کہ گم کردہ دل ست | پیشِ اہلِ دل یقیں آں حاصل ست

دانائی کا سرمایہ جو دل نے گنوایا ہے | اہلِ دل کے سامنے یقیناً وہ مل جاتا ہے

کورِ دل با جان و با سمع و بصر | می نداند دُزدِ شیطاں را اثر

دل کا اندھا، جان اور کان اور بینائی کے ہوتے ہوئے | شیطان چور کی علامت کو نہیں جانتا ہے

زاہلِ ۳ دل جو از جماد آں را مجو | کہ جماد آمد خلائق پیشِ اُو

اہلِ دل کے پاس تلاش کر، بے حِس کے پاس تلاش نہ کر | اس لئے کہ مخلوق اُس کے مقابلہ میں بے حِس ہے

باز می گردیم سوے راز جو | تا شود ہم مشورت با راز گو

راز تلاش کرنے والے کی طرف ہم پھر لوٹتے ہیں | تاکہ راز بتانے والے سے وہ ہم مشورہ ہو سکے

۱؎ چوں۔ مخلوق سے ایسا تعلق ہو کہ اگر وہ تعلق ختم ہو جائے تو انسان یتیم کی طرح بے سہارا رہ جائے۔ اُنسِ حق۔ جوانیت کے ہوتے ہوئے خدا سے اُنس قلبِ سلیم کا کام ہے جو ہمیں حاصل نہیں، یہاں تک یہ قول اُس کائنات کا تھا جس نے امانت کے تحمل سے انکار کیا ہے۔ چوں۔ اندھا چور کو نہیں پہچانتا اور اندھا دھند نالہ کرتا ہے۔ کے شناسد۔ جب انسان نورِ چشم اور نورِ باطن سے محروم ہو تو چور کو نہیں پہچان سکتا ہے۔ چوں بگوید۔ جب چور اقرار کرے تو سخت گیری کرنی چاہیئے تاکہ وہ چوری کا پورا پتہ دیدے یہی معاملہ انسان کا اپنے نفس سے ہونا چاہیئے۔

۲؎ جہادِ اکبر۔ صوفیاء کی اصطلاح میں نفس سے مجاہدہ کرنا جہادِ اکبر کہلاتا ہے۔ عصر۔ دبانا، نچوڑنا، اس شعر کا دوسرا مصرع بعض نسخوں میں یہ ہے:- "تا بگوید کہ چہ برد آں زن بمزد" زن بمزد کے معنی ہیں بیوی کی زنا کی کمائی کھانے والا، دیوث۔ اوّلاً۔ نفس سب سے پہلے انسان کی بصیرت چرا لیتا ہے۔ کالۂ حکمت۔ نفسِ انسانی جب انسان کو حکمت و دانائی سے محروم کر دے تو وہ دوبارہ اہلِ دل سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ کور دل۔ کور باطن باوجود ظاہری حواس کے شیطانی اثرات محسوس نہیں کرتا ہے۔

۳؎ زاہلِ دل۔ حکمت اہلِ دل کے پاس ہے، عوام بے حِس پتھر ہیں۔ باز می گردیم۔ یعنی ہم حضرت بہلول ؒ اور مشورہ چاہنے والے کا قصہ دوبارہ شروع کرتے ہیں۔

مشورت جوینده آمد نزدِ او[1] — کاے اب کودک شده رازے بگو

مشورہ چاہنے والا اُس کے پاس آیا — اے بچہ بنے ہوئے باپ! ایک راز بتا دے

گفت رو زیں حلقہ کیں در باز نیست — باز گرد امروز روزِ راز نیست

اُسنے کہا اِس زنجیر کے پاس سے چلا جا کیونکہ دروازہ کھلا ہوا نہیں ہے — واپس ہوجا آج راز (بتلانے) کا دن نہیں ہے

گر مکاں را رہ بُدے در لامکاں — ہمچو شیخاں بودمے من بر دُکاں

اگر مکان کے لئے لامکان میں راستہ ہوتا — مشائخ کی طرح میں گدی پر ہوتا

خواندنِ[2] محتسب مستِ خراب اُفتادہ را بسُوئے زنداں

محتسب کا ایک بدمست پڑے ہوئے کو قیدخانہ کی طرف بُلانا

مُحتسب در نیم شب جائے رسید — در بُنِ دیوار مستے خفتہ دید

کوتوال، آدھی رات کو ایک جگہ پہنچا — دیوار کی جڑ میں ایک مست کو سویا ہوا دیکھا

گفت ہے مستی چہ خوردستی بگو — گفت زیں خوردم کہ ہست اندر سبُو

اُس نے کہا ارے تو نشہ میں ہے بتا تو نے کیا پیا ہے؟ — اُس نے کہا جو صراحی میں ہے وہ میں نے پیا ہے

گفت آخر در سبُو وا گو کہ چیست — گفت زانچہ خوردہ ام گفت آں خفی ست

اُس نے کہا صاف بتا کہ آخر صراحی میں کیا ہے؟ — اُسنے کہا جو میں نے پیا ہے (کہا) یہ گول مول بات ہے

گفت آنچہ خوردۂ خود چیست آں — گفت آنکہ در سبُو مخفی ست آں

اُس نے کہا یہ بتا کہ جو تو نے پیا ہے وہ کیا ہے؟ — اُس نے کہا وہی جو صراحی میں چھپا ہوا ہے

دور می شد[3] ایں سوال و ایں جواب — ماند چوں خر محتسب اندر خلاب

یہ سوال اور جواب چلتا رہا — کوتوال گدھے کی طرح کیچڑ میں پھنس گیا

گفت اُو را محتسب ہیں آہ کُن — مست ھُو ھُو کرد ہنگامِ سخن

اُس سے کوتوال نے کہا، خبردار! آہیں بھر — مست نے بات کرتے وقت آہا! آہا! کہا

گفت گفتم آہ کُن ھُو می کُنی — گفت من شادم تو از غم مُنحنی

اُسنے کہا میں نے آہ کرنے کو کہا تو آہا ہا کرتا ہے — اُسنے کہا میں خوش ہوں، تو غم سے جُھک گیا ہے

آہ از درد و غم و بیدادی ست — ھُوئی ھُوئیِ مے خوراں ز شادی ست

آہ، درد اور غم اور ظلم کی وجہ سے ہوتی ہے — شرابیوں کا آہا ہا کرنا خوشی کی وجہ سے ہوتا ہے

مُحتسب گفت ایں ندانم خیز خیز — معرفت متراش بگذار ایں ستیز

کوتوال نے کہا، میں یہ کچھ نہیں جانتا تو کھڑا ہو اُٹھ — بزرگی نہ بگھار، یہ جھگڑا ختم کر

---

1. او۔ یعنی حضرت بہلولؒ۔ اب کودک شدہ۔ یعنی بہلول کا رُتبہ باپ کا تھا لیکن بچّہ بنے ہوئے تھے۔ حلقہ۔ یعنی دروازے کی زنجیر۔ مکاں۔ یعنی ناسوتی انسان۔ لامکاں۔ عالَمِ لاہوت۔ دُکاں۔ چبوترہ، مَسند۔

2. خواندن۔ اس قصّہ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ ناسوتی انسان کو لاہوت کے رازوں کا علم نہیں ہوتا ہے۔ مُحتسب۔ کوتوال۔ بُن۔ جڑ۔ چہ خوردستی۔ یعنی تو نے کیا پیا ہے جس سے تو نشہ میں ہے۔ گفت۔ مست نے جواب دیا جو صراحی میں ہے وہ میں نے پیا ہے۔ گفت آخر۔ کوتوال نے کہا صراحی میں کیا ہے۔ گفت زانچہ۔ مست نے کہا جو میں نے پیا ہے وہ صراحی میں ہے۔ گفت آں۔ کوتوال نے کہا بات واضح نہیں ہو رہی ہے۔ بگو۔ کوتوال نے کہا جو تو نے پیا ہے وہ بتا دے

3. دور می شد۔ کوتوال اور مست میں یہی سوال و جواب چلتا رہا۔ خلاب۔ کیچڑ۔ آہ کن۔ یعنی اب تجھے قیدخانہ میں جانا ہے ہائے ہائے کر۔ ھُو ھُو۔ یعنی خوشی کا نعرہ۔ مُنحنی۔ خمیدہ کمر۔ آہ۔ مست نے کہا ہائے ہائے تو غمزدہ مظلوم کرتا ہے شرابی تو مستی میں خوشی کے نعرے لگاتا ہے۔ معرفت۔ یعنی خدا رسیدہ ہونا۔

گفت رَو تو ازؔ کجا من از کجا
اُس نے کہا جا، تو کہاں اور میں کہاں

گفت مستی خیز تا زنداں بیا
اُس نے کہا تو نشہ میں ہے اُٹھ قید خانہ چل

گفت مست اے مُحتسب بگذا ر و رَو
مست نے کہا اے کوتوال جانے دے اور چلا جا

از برہنہ کے تواں بُردن گرو
ننگے کا کیا گروی کیا جاسکتا ہے؟

گر مرا خود قوّتِ رفتن بُدے
اگر مجھ میں خود بخود جانے کی طاقت ہوتی

خانہ خود می رفتمے ویں کے شُدے
تو میں اپنے گھر چلا جاتا اور یہ (جھگڑا) کب ہوتا؟

منؔ اگر با عقل و با امکانمے
میں اگر عقلمند اور قابو میں ہوتا

ہمچو شیخاں بر سرِ دُکانمے
مشائخ کی طرح مسند پر ہوتا

گر مرا رائے و تدبیرے بُدے
اگر مجھ میں رائے اور تدبیر ہوتی

ہمچو شیخاں جاہ و توقیرے بُدے
مشائخ کی طرح رتبہ اور عزت ہوتی

ہم مرا زنبیل و دریوزہ بُدے
میری بھی جھولی اور بھیک ہوتی

نذر و ادرارِ ہمہ روزہ بُدے
روزانہ کی نذر اور بخشش ہوتی

بگذرؔ از من زانکہ گم کردی تو راہ
میرے پاس سے چلا جا کیونکہ تو بھٹک گیا ہے

باز جُو ریشِ بزرگ و خانقاہ
لمبی داڑھی اور خانقاہ تلاش کرلے

دوم بارہ در سخن آوردن سائل شیخ را تا حالِ باقی معلوم گردد

سوال کرنے والے کا شیخ کو دوبارہ بات چیت میں لگانا تاکہ باقی حال معلوم ہوجائے

گفت آں سائل کہ آخر یک نَفَس
اُس سائل نے کہا کہ آخر تھوڑی دیر کے لئے

اے سوارہ برنئے ایں سُو راں فرس
اے بانس کے سوار، گھوڑا اس طرف ہانک دے

راند سُوئے اُو کہ ہیں زُو تر بگو
گھوڑا اُس طرف بڑھایا، کہ ہاں جلد کہہ

کاسپِ من بس توسن ست و تُند خُو
کیونکہ میرا گھوڑا بہت مُنہ زور اور تند مزاج ہے

تا لگد بر تو نہ کوبد زود باش
تاکہ تیرے دولتّی نہ ماردے جلدی کر

از چہ می پُرسی بیانش کُن تو فاش
کیا پوچھتا ہے اُس کو واضح کر؟

اُو مجالِ رازِ دل گفتن نہ دید
اُس نے دلی راز کہنے کا موقع نہ دیکھ

زو بروں شو کرد و دراغش کشید
اُس کو ٹال دیا، اور مذاق میں لگا لیا

گفت می خواہم دریں کوچہ زنے
اُسنے کہا میں اِس گلی میں ایک عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں

کیست لائق از برائے چوں منے
مجھ جیسے کے لئے کون سی مناسب ہوگی؟

لہ تو از کجا۔ یعنی تیرا اور میرا راستہ جداگانہ ہے میں تیرے ساتھ کیوں چلوں۔ از برہنہ۔ جو خود ننگا ہو اُس کے کپڑے گروی کیسے رکھے جاسکتے ہیں، مجھے قید خانہ تک چلنے کیلئے کہنا ایسا ہی ہے جیسے ننگے سے کپڑے گروی کرنے کو کہا جائے۔ گر مرا۔ اگر پیروں سے چلنے کی طاقت ہوتی تو گھر چلا جاتا اور یہ قصہ پیش نہ آتا۔

۲ہ من اگر۔ درمیان میں مولانا نے شرابی کا قصہ شروع کردیا تھا اب پھر حضرت بہلولؒ کی بات شروع کرتے ہیں۔ حضرت بہلول رح نے مشورہ چاہنے والے سے کہا اگر مجھ میں عقل ہوتی اور میں اپنے قابو میں ہوتا تو دوسرے مشائخ طریقت کا سا میرا حال ہوتا۔ زنبیل۔ جھولی جس میں فقراء اپنے کھانے پینے کی چیزیں رکھتے ہیں۔ ادرار۔ روزینہ۔

۳ہ بگذر۔ تو نے غلط انتخاب کیا راز دریافت کرنا ہے تو کسی دراز ریش بزرگ کے پاس خانقاہ میں جا۔ اے سوارہ برنے۔ حضرت بہلولؒ بانس کو گھوڑا بنائے ہوئے اُس پر سوار تھے۔ اسپِ من۔ وہی بانس کا گھوڑا۔ توسن۔ سرکش گھوڑا۔ لگد۔ دولتی۔ اُو مجال۔ مشورہ چاہنے والے نے رازِ دل کہنے کا موقع نہ دیکھتے ہوئے دوسری بات شروع کردی۔ بروں شو کردن۔ ٹالنا۔ دراغ۔ مذاق۔ خواہم زنے۔ شادی کرنا چاہتا ہوں

گفت سہ گونہ زنند اندر جہاں ۔۔۔ آں دو رنج و ایں یکے گنجِ رواں۱
اُس نے کہا دنیا میں عورتیں تین قسم کی ہیں ۔۔۔ دو وبال ہیں اور ایک گنجِ رواں ہے

آں یکے را چوں بخواہی کُل تراست ۔۔۔ ویں دگر نیمے ترا نیمے جُداست
ایک سے جب تو نکاح کریگا وہ پوری تیری ہے ۔۔۔ دوسری آدھی تیری ہے، آدھی بیگانہ ہے

واں سوم ہیچ اُو ترا نبود بداں ۔۔۔ ایں شنیدی دُور شو رفتم رواں
سمجھ لے، تیسری بالکل تیری نہ ہوگی ۔۔۔ تو نے یہ سُن لیا بھاگ جا میں روانہ ہوتا ہوں

تا ترا اسپم نپرّاند لگد ۔۔۔ کہ بیفتی۲ بر نہ خیزی تا ابد
تاکہ میرا گھوڑا تیرے دولتی نہ اُڑا دے ۔۔۔ اور تو ایسا گرے کہ قیامت تک نہ اُٹھے

شیخ راند اندر میانِ کودکاں ۔۔۔ بانگ زد بارِ دگر اُو را جواں
شیخ نے گھوڑا بچوں میں دوڑا دیا ۔۔۔ جوان نے اُن کو دو بارہ پکارا

کہ بیا آخر بگو تفسیرِ ایں ۔۔۔ ایں زناں سہ نوع گفتی برگزیں
کہ آئیے، آخر اِس کی تفصیل بتائیے ۔۔۔ آپ نے تین قسم کی عورتیں بتائیں، منتخب کر دیجئے

راند سوئے اُو و گفتش بکرِ خاص ۔۔۔ کُل ترا باشد ز غم یابی خلاص
اُس کی طرف گھوڑا دوڑایا اور اُس سے کہا باکرہ خاص ۔۔۔ سب تیری ہوگی تو غم سے نجات پائے گا

وانکہ نیمے آنِ تو بیوہ۳ بُود ۔۔۔ وانکہ ہیچست آں عیالِ باولد
جو آدھی تیری ہوگی، بیوہ ہوگی ۔۔۔ وہ جو تیرے لئے کچھ نہیں، بال بچے والی بیوہ عورت ہوگی

چوں ز شوئے اوّلش کودک بُود ۔۔۔ مہر کلِ خاطرش آں سُو رود
جب اُسکے پہلے شوہر سے بچہ ہوگا ۔۔۔ اُس کے دل کی محبت اُس طرف جائیگی

دور شو تا اسپ نندازد لگد ۔۔۔ سُمّ اسپِ توسنم بر تو رسد
بھاگ جا، تاکہ گھوڑا دولتی نہ مار دے ۔۔۔ میرے سرکش گھوڑے کا کُھر تیرے لگے

ہائے و ہُوئے کرد شیخ و باز راند ۔۔۔ کودکاں را باز سوئے خویش خواند
شیخ نے ہائے وہُو کی اور پھر (گھوڑا) دوڑا دیا ۔۔۔ بچوں کو پھر اپنی طرف بُلا لیا

باز بانگش کرد آں سائل بیا ۔۔۔ یک سوالم ماند اے شاہِ کیا
سوال کرنیوالے نے پھر انکو آواز دی کہ آئیے ۔۔۔ اے شہنشاہ! ایک سوال رہ گیا

باز راند ایں سُو بگو زوتر چہ بود ۔۔۔ کہ ز میداں آں بچہ گویم ربود
پھر (گھوڑا) اُس طرف کو دوڑایا کہ جلد کہہ کیا تھا؟ ۔۔۔ کیونکہ وہ بچہ میدان سے میری گیند لے بھاگا

---

۱ گنجِ رواں۔ نہ ختم ہونے والا خزانہ، قارون کے خزانہ کا نام ہے۔ آں یکے۔ ایک عورت تو وہ ہوتی ہے جو مجسم شوہر کی ہوتی ہے۔ ویں دگر۔ دوسری قسم کی عورت آدھی شوہر کے لئے اور آدھی شوہر سے اجنبی ہوتی ہے۔ واں سوم۔ تیسری قسم عورت کی وہ ہے جو شوہر سے بالکلیہ بیگانہ ہوتی ہے۔

۲ کہ بیفتی۔ یعنی میرا گھوڑا لاتیں ماریگا تو تُو مر جائے گا۔ جواں۔ یعنی مشورہ چاہنے والا۔ برگزیں۔ یعنی عورت کی اِن تین قسموں میں سے میرے لئے منتخب کر دیجئے۔ بکر۔ بے شادی شدہ عورت ایسی عورت سے شادی کی جائے تو وہ ہمہ تن شوہر کی ہوتی ہے۔

۳ بیوہ۔ بیوہ کا تعلق پہلے شوہر سے بھی باقی رہتا ہے۔ وانکہ ہیچست۔ جو بالکل شوہر کی نہیں ہوتی اور ایسی بیوہ عورت ہوتی ہے جس کی پہلے شوہر سے اولاد بھی ہو۔ سُمّ۔ کُھر۔ ہائے و ہُوئے۔ یعنی دیوانگی کا نعرہ۔ کودکاں۔ وہی بچے جن کے ساتھ حضرت بہلول رح کھیل رہے تھے۔ زوتر۔ زود تر، بہت جلد۔ کہ ز میداں۔ یعنی کھیل کے میدان میں سے۔

گفت اے شہ با چنیں عقل و ادب ، ایں چہ شید[1] ست اینچہ فعلست اے عجب

اُس نے کہا اے شاہ! اِس عقل و ادب کے ہوتے ہوئے ، یہ کیا بناوٹ ہے؟ یہ کیا کام ہے؟ تعجب ہے

تو ورائے عقلِ کُلّی در بیاں ، آفتابی در جنوں چونی نہاں

تو بیان میں عقلِ کُل سے آگے ہے ، تو سورج ہے، پاگل پن میں کیوں پوشیدہ ہے؟

گفت ایں اوباش رائے می زنند ، تا دریں شہر خودم قاضی کنند

کہا یہ عوام سوچتے ہیں ، کہ اس شہر کا مجھے قاضی بنا دیں

دفع می گفتم مرا گفتند نے ، نیست چوں تو عالمے صاحب فنے

میں ٹالتا ہوں، وہ مجھ سے کہتے ہیں نہیں ، تم جیسا (کوئی دوسرا) صاحبِ فن عالم نہیں ہے

با وجودِ تو حرام ست و خبیث ، کہ کم از تو در قضا گوید حدیث

تمہارے ہوتے ہوئے ناجائز اور بُرا ہے ، کہ تم سے کم، فیصلہ کی بات کرے

در شریعت نیست دستورے کہ ما ، کمتر از تو شہ کنیم و پیشوا

شریعت میں کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ہم ، تم سے کم تر کو شاہ اور پیشوا بنا لیں

زیں ضرورت گیج و دیوانہ شدم ، زیں گروہ از عجز بیگانہ شدم

اِس مجبوری میں مَیں پاگل اور دیوانہ ہو گیا ہوں ، عاجز آ کر اِن لوگوں سے بیگانہ بن گیا ہوں

ظاہرا شوریدہ و شیدا شدم ، لیک در باطن ھمانم کہ بدم

بظاہر پاگل اور دیوانہ ہو گیا ہوں ، لیکن درحقیقت میں وہی ہوں کہ جو تھا

عقلِ[2] من گنج ست و من ویرانہ ام ، گنج اگر پیدا کنم دیوانہ ام

میری عقل خزانہ ہے اور میں ویرانہ ہوں ، اگر میں خزانہ کو ظاہر کر دوں تو میں دیوانہ ہوں

اوست دیوانہ کہ دیوانہ نہ شد ، ایں عسس را دید و در خانہ نشد

دیوانہ وہ ہے جو دیوانہ نہ بنا ، کوتوال کو دیکھا اور گھر میں نہ چھپا

دانشِ[3] من جوہر آمد نے عرض ، ایں بہائے نیست بہرِ ہر عرض

میری عقل جوہر (پائدار) ہے نہ کہ عرض (غیر مستقل) ، یہ ہر عرض کی قیمت نہیں ہے

کانِ قندم نیستانِ شکرم ، ہم ز من می روید و من می خورم

میں شکر کی کان ہوں، شکر کی ایکھ ہوں ، (شکر) مجھ میں سے پیدا ہوتی ہے اور میں (خود) کھاتا ہوں

علمِ تقلیدی و تعلیمی ست آں ، کز نفورِ مستمع دارد فغاں

وہ تقلیدی اور (محض) پڑھا ہوا علم ہے ، جو سننے والے کی بے رغبتی سے واویلا کرے

[1] شید۔ مکر و فریب، مغالطہ، بناوٹ۔ عقلِ کل۔ حضرت جبریلؑ۔ آفتابی۔ آفتاب ہی۔ اوباش۔ عوام الناس۔ دفع می گفتم۔ میں نے ٹالا۔ با وجودِ تو۔ یہ اُن عوام نے کہا۔ حدیث۔ بات۔ دستور۔ طریقہ، قانون۔ شہ۔ یعنی قاضی۔ گیج۔ پریشان، بدحال۔ شیدا۔ دیوانہ۔ باطن۔ یعنی حقیقتاً۔

[2] عقل۔ عقل بمنزلہ خزانہ کے ہے اور دفینہ ہمیشہ ویرانہ میں ہوتا ہے لہٰذا میں نے اپنے ظاہر کو ویرانہ بنا رکھا ہے اب اگر میں عقل کا اظہار کروں تو دیوانگی ہوگی۔ دیوانہ نہ شد۔ دیوانہ تو وہ ہے کہ جو اپنی عقل کی نمائش کرے اور بوقتِ ضرورت اُس کو چھپانے کے لئے دیوانہ نہ بنے اس کی مثال تو اُس شخص کی سی ہے جس کی گرفتاری کے لئے کوتوال آ رہا ہو اور وہ پھر بھی گھر میں نہ چھپے۔ عسس۔ کوتوال۔

[3] دانشِ من۔ جو عقل پختہ اور پائیدار ہوتی ہے وہ نمائش سے مستغنی ہوتی ہے۔ عرض۔ سامان یعنی میری عقل اس سے افضل ہے کہ میں اسکو دنیاوی کاموں میں خرچ کروں۔ کانِ قندم۔ یعنی میں اپنے علوم و معارف سے خود استفادہ کرتا ہوں۔ علمِ تقلیدی و تعلیمی۔ نقلی علم مراد ہے جو بلا تحقیق سیکھا ہو یا دنیا داری کیلئے سیکھا ہو ایسا علم داد کا طالب ہوتا ہے اور اگر لوگ اسکی طرف متوجہ نہوں تو تکلیف پہنچتی ہے۔

چوں[۱] پئے دانہ نہ بہر روشنی ست — ہمچو طالبِ علمِ دنیائے دنی ست
چونکہ وہ روٹی کیلئے ہے نورِ معرفت کیلئے نہیں ہے — (اُس کا طالب) کمینی دنیا کے علم کا طالب جیسا ہے

طالبِ علم ست بہرِ عام و خاص — نے کہ تا یابد ازیں عالم خلاص
وہ علم کا طالب عوام و خواص کے لئے ہے — نہ اِس لئے کہ اس عالم (دنیا) سے نجات پائے

ہمچو موشے ہر طرف سوراخ کرد — نیست مُرغے از ہمہ سوراخ فرد
وہ چوہے کی طرح ہے جس نے ہر جانب بھٹ بنائے — وہ پرندہ نہیں ہے جو تمام بھٹوں سے آزاد ہو

ہمچو مُوشے ہر طرف سُوراخہا — می کند غافل ز انوارِ لقا
وہ چوہے جیسا ہے، کہ ہر جانب سوراخ — کھودتا ہے لقا (اللہ) کے نوروں سے غافل ہے

چونکہ سُوئے دشت و نورش رہ نبود — ہم دراں ظلمات جہدے می نمود
چونکہ وہ میدان اور نور کی طرف راہ یاب نہ ہوا — اِنہی تاریکیوں میں محنت کرتا رہا

گر خدا ایشں پر دہد پرِّ خرد — بر ہد از مُوشی و چوں مرغاں پرد
اگر خدا اُس کو عقل کے پر دے دے — تو وہ چوہے پن سے نجات پاجائے اور پرندوں کی طرح پرواز کرے

ورنہ جو بید پر بماند زیرِ خاک — نا اُمید از رفتنِ راہِ سماک
اگر وہ پروں کا جویاں نہ ہو تو مٹی کے نیچے رہیگا — سماک کے راستہ پر چلنے سے نا اُمید (ہوکر)

علمِ[۲] گفتارے کہ اُو بے جاں بود — عاشقِ رُوئے خریداراں بود
وہ زبانی علم جو بے روح ہوتا ہے — وہ خریداروں کی توجہ کا عاشق ہوتا ہے

گرچہ باشد وقتِ بحث علمِ زفت — چوں خریدارش نباشد مُرد و رفت
اگرچہ وہ بحث کے وقت بھاری علم ہو — جب اُس کا خریدار نہ ہوگا تو وہ فنا ہوا اور چلتا بنا

مُشتری من خدا ایست و مرا — می کشد بالا کہ اللہ[۳] اشتریٰ
میرا خریدار اللہ تعالےٰ ہے اور مجھے — وہ (عالم) بالا کی طرف کھینچتا ہے چنانچہ (ارشاد ہے) اللہ نے خرید لیا

خونبہائے من جمالِ ذوالجلال — خونبہائے خود خورم کسبِ حلال
میرا خوں بہا ذوالجلال (اللہ تعالےٰ) کا جمال ہے — میں اپنا خوں بہا کھاتا ہوں (جو) حلال کمائی ہے

ایں خریدارانِ مفلس را بہل — چہ خریداری کند یک مشتِ گل
اِن مفلس خریداروں کو چھوڑ — ایک مُشتِ خاک کیا خریداری کر سکتی ہے؟

---

[۱] چوں پئے دانہ۔ اِس علم کی غرض چونکہ محض دنیا ہوتی ہے لہٰذا یہ دنیوی علم کی برابر ہے۔ نَے کہ حقیقی علم کا منشا دنیا سے خلاصی اور تقرب الی اللہ ہوتا ہے۔ ہمچو موشے جس طالبِ علم کا مقصد دنیا ہو اُس کی مثال چوہے کی سی ہے۔ جو روشنی سے نفور ہوتا ہے یہ بھی نورِ معرفت سے متنفر ہے۔ انوارِ لقا، معرفتِ خداوندی کے نور۔ گر خدا ایش۔ ایسے طالبعلم کو خدا اگر عقل عنایت فرمائے تو پرندوں کی طرح عالمِ بالا کی طرف پرواز کرے۔ سماک۔ ایک ستارہ ہے جو قمر کی چودھویں منزل میں ہے یہاں بلندی اور عروج مراد ہے۔

[۲] علمِ گفتارے۔ وہ علم جس میں حقانیت کی روح نہ ہو اور اُس میں محض لفظی ٹیپ ٹاپ ہو بے جان ہوتا ہے اور داد دینے والوں کا محتاج ہوتا ہے۔ زفت۔ موٹا، بھاری۔ خریدارش یعنی داد دینے والے نہیں ہوتے ہیں تو فنا ہوجاتا ہے۔ مُشتری من۔ حضرت بہلولؒ نے فرمایا میرے علم کا خدا خریدار ہے اس لئے وہ علم میرے عروج کا سبب ہے۔

[۳] اللہ اشتریٰ۔ قرآن پاک میں ہے کہ خدا نے مومنوں سے اُن کی جان اور مال خرید لیا ہے اِس عوض پر کہ اُن کے لئے جنت ہے خونبہا۔ جان کی قیمت جو قاتل سے دلائی جاتی ہے۔ خورم۔ یعنی اب مجھے اللہ کے جمال کا دیدار حاصل ہے۔ ایں خریداراں۔ یعنی علم پر داد دینے والے انسان۔ مُشتِ گل۔ یعنی انسان۔

گِل[۱] مخور گِل را مخر گِل را مجو
زانکہ گِل خوارست دائم زرد رُو

مٹی نہ کھا، مٹی نہ خرید، مٹی کی جستجو نہ کر
کیونکہ مٹی کھانے والا ہمیشہ زرد رُو ہوتا ہے

دل بخر تا دائماً باشی جواں
از تجلّی چہرہ اَت خوں اَرغواں

دل کو خرید تاکہ تو ہمیشہ جوان رہے
تجلّی سے تیرا چہرہ گُلِ بابونہ کی سرخی کیطرح رہیگا۔

طالبِ دل شو کہ تا باشی چو گُل
تا شوی شاداں و خنداں ہمچو مُل

دل کا طالب بن تاکہ تو پھول کی طرح بنے
اور شراب کی طرح مسکراتا ہوا اور خوش رہے

دل[۲] نباشد آنکہ مطلوبش گِل ست
ایں سخن را روئے با صاحب دلست

وہ دل ہی نہ ہوگا جس کا مطلوب مٹی ہے
یہ رُوئے سخن صاحبِ دل کے لئے ہے

یارب ایں بخشش نہ حدِ کارِ ماست
لُطف تو لُطفِ خفی را خود سزاست

اے خدا! یہ عطا ہمارے بس کی نہیں ہے
مخفی مہربانی کے لئے تیری مہربانی مناسب ہے،

دست گیر از دستِ ما ما را بخر
پردہ را بردار و پردہ ما مدر

ہماری دستگیری فرما، ہمیں ہم سے خرید لے
پردے کو اُٹھا دے اور ہماری پردہ دری نہ فرما

باز خر ما را ازیں نفسِ پلید
کاردش تا استخوانِ ما رسید

اِس ناپاک نفس سے ہمیں خرید لے
اُس کی چھری ہماری ہڈیوں تک پہنچ گئی ہے

از چو ما بیچارگاں ایں بندِ سخت
کہ گشاید اے شہِ بے تاج و تخت

ہم مجبوروں سے یہ سخت بیڑی
اے تاج و تخت سے مُستغنی بادشاہ! کون کھول سکتا ہے؟

ایں چنیں قفلِ گراں[۳] را اے وُدُود
کہ تواند جُز کہ فضلِ تو کشود

اے محبوب اِس قدر بھاری قفل کو
تیری مہربانی کے علاوہ اور کون کھول سکتا ہے؟

ما ز خود سوئے تو گردانیم سر
چوں توئی از ما بما نزدیک تر

ہم اپنی جانب سے تیری جانب رُخ کرتے ہیں
چونکہ تو ہم سے ہمارے اعتبار سے بھی زیادہ نزدیک ہے

با چنیں نزدیکیِ دوریم دُور
در چنیں تاریکی بفرست نوُر

اِسقدر نزدیکی کے ہوتے ہوئے (بھی)، ہم بہت دُور ہیں
ایسی تاریکی میں تو نور بھیج دے

ایں دعا ہم بخشش و تعلیم تست
ورنہ در گلخن گلستاں از چہ رُست

یہ دُعا بھی تیری تعلیم اور عطا ہے
ورنہ بھٹی میں چمن کیسے اُگتا؟

---

۱ گِل مخور۔ وہ عالم جو اپنے علم کی انسانوں سے داد کا طالب ہے مٹی کھانے والے کی طرح ہے جو زرد رو ہوتا ہے اور زرد روئی شرمندگی کی علامت ہے۔ دل بخر۔ یعنی کسی صاحبِ دل کا دل خرید لو اُس کے دل کے نور سے تمہارا چہرہ گُلِ بابونہ کی طرح سُرخ رہے گا جو خوشی اور جوانی کی علامت ہے۔ ہمچو مُل۔ شراب کی رنگت سُرخ ہوتی ہے

۲ دل نباشد۔ جو دل مادیات کا طالب ہو وہ حقیقتاً دل ہی نہیں ہے ورنہ بڑھیا چیز گھٹیا چیز کی کیسے طالب بن سکتی ہے۔ یارب۔ چونکہ مادیات سے دل کو ہٹا لینا مُشکل کام ہے لہٰذا مولانا خدا سے التجا کرتے ہیں۔ لُطف۔ مہربانی۔ لُطفِ خفی۔ یعنی مادیات سے دل کا متنفر ہو جانا۔ ما را بخر۔ یعنی ہمیں اپنی ذات سے بے تعلق کر دے۔ پردہ۔ یعنی وہ پردہ جو ہم میں اور ذاتِ خداوندی میں حائل ہے۔ کاردش۔ یعنی اُس کی ایذا رسانی حد سے گذر گئی ہے۔ بندِ سخت۔ یعنی نفس کی گرفت۔

۳ قفلِ گراں۔ یعنی خواہشاتِ نفسانی کا قفل۔ ودود۔ اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ ما ز خود۔ اس معاملہ میں ہماری ذاتی کوشش مُفید نہیں ہے۔ چوں توئی۔ خدا نے ارشاد فرمایا ہے ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ انسان سے قریب ہیں۔ ایں دعا۔ یعنی یہ دعا جو نفس کے فریب سے نجات کے لئے ہم کر رہے ہیں تیری ہی توفیق ہے۔ گلخن۔ یعنی ہماری طبیعت جو بھٹی جیسی ہے۔ گلستاں یعنی دعا جو چمن کی طرح ہے۔ آگ کی بھٹی میں چمن اُگا دینا قدرتِ خداوندی کی ایک مثال ہے۔

در میانِ[۱] خون و رودہ فہم و عقل | جز ز اکرام تو نتواں کرد نقل
خون اور انتڑی میں، سمجھ اور عقل | تیرے کرم کے سوا کوئی منتقل نہیں کرسکتا ہے

از دو[۲] پارہ پیہ ایں نورِ رواں | موجِ نورش می زند تا آسماں
یہ جاری نور، چربی کے دو ٹکڑوں سے! | اُس کے نور کی موج آسمان سے ٹکراتی ہے

گوشت پارہ کہ زباں آمد ازو | می رود سیلابِ حکمت جُو بجُو
گوشت کا ٹکڑا جو کہ زبان ہے، اُس سے | دانائی کا سیلاب نہر در نہر جاتا ہے

ق

سُوئے سوراخے کہ نامش گوشہاست | تا بباغِ جاں کہ میوہ اش ہوشہاست
اُس سوراخ کی جانب سے جس کا نام کان ہے | جان کے باغ تک جس کا میوہ دانائیاں ہیں

شاہراہِ باغِ جانہا شرعِ اوست | باغ و بُستانہائے عالم فرعِ اوست
جانوں کے باغ کی شاہراہ اس کی شریعت ہے | دنیا کے باغ اور چمن اُس کی شاخ ہیں

اصل و سرچشمۂ خوشی آنست[۲] آں | زود تجری تحتہا الانہار خواں
اصل اور خوشی کا سرچشمہ وہی وہ ہے | جلدی سے "اُس کے نیچے نہریں جاری ہیں" پڑھ لے

قصۂ رنجور گو با مصطفےٰؐ | زانکہ لطفِ حق ندارد منتہیٰ
آنحضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ بیمار کا قصہ بتا | اس لئے کہ اللہ کی مہربانی کی کوئی حد نہیں ہے

شکرِ نعمت چوں کُنی چوں شکرِ تو | نعمتِ تازہ بود ز احسانِ اُو
تو نعمت کا شکر کیسے ادا کرسکتا ہے جبکہ تیرا شکر کرنا | اُس کے احسان سے ایک نئی نعمت ہے

عجزِ تو در شکر شکر آمد تمام | فہم کُن دریاب قد تم الکلام
شکر سے تیرا عاجز ہونا ہی پورا شکر ہے | سمجھ لے، جان لے، بات پوری ہوئی

تتمۂ نصیحتِ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آں بیمار را

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس بیمار کو نصیحت کرنے کا بقیہ قصہ

گفت پیغمبر مر آں بیمار را | چوں عیادت[۳] کرد یارِ زار را
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اُس بیمار سے فرمایا | جب بیمار دوست کی مزاج پرسی کی

کہ مگر نوعے دعائے کردۂ | از جہالت زہر بائے خوردۂ
شاید تو نے کوئی دعا کی ہے | نادانی سے زہریلا شوربا پیا ہے

یاد آور چہ دعائے گفتۂ | چوں ز مکرِ نفس می آشفتۂ
یاد کر کیا دُعا کی ہے؟ | جب تو نفس کے مکر سے پریشان ہوا ہے

---

۱ درمیانِ خون۔ انسانی جسم کے خون اور انتڑیوں میں عقل جیسی چیز پیدا فرما دینا قدرتِ خداوندی کی دوسری مثال ہے۔ از دو پارہ۔ انسان کی آنکھوں میں ایسا نور پیدا کر دینا جو آسمان تک پہنچتا ہے قدرتِ خدا کی تیسری مثال ہے۔ گوشت پارہ۔ انسان کی زبان سے جو محض ایک گوشت کا ٹکڑا ہے حکمت و دانائی کی باتیں کانوں تک پہنچتی ہیں اور کان اُن کو روح تک پہنچا دیتے ہیں جس سے انسان میں ہوشمندی پیدا ہوتی ہے یہ قدرتِ خداوندی کی چوتھی مثال ہے۔ شرعِ اُوست۔ یعنی حکمت کے جان کے باغ میں پہنچنے کا راستہ شریعت ہے دوسرے چمنستانِ حکمت اِس چمن کی شاخ ہیں۔

۲ آنست۔ یعنی حکمت کا سیلاب۔ الانہار۔ مولانا نے اِس آیت میں نہروں سے حکمت اور معارفِ الٰہیہ کی نہریں مراد لی ہیں۔ رنجور۔ بیمار۔ ندارد منتہیٰ۔ قرآن پاک میں ہے اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو گے تو شمار نہ کرسکو گے۔ شکرِ نعمت۔ اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا ناممکن ہے اِس لئے کہ نعمت پر شکر ادا کرنا خود ایک نعمت ہے اب اُس کا شکریہ ادا کرو گے تو اُس کی ایک اور نعمت موجود ہو جائیگی تو سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا اور تم شکریہ سے عہدہ برآ نہ ہو سکو گے۔ عجز۔ ہم اسکے شکریہ سے عاجز ہیں بس یہی ہمارا شکریہ ہے۔ ۳ عیادت۔ بیمار پُرسی۔ زہر با۔ زہریلا شوربا۔

گفت یادم نیست الّا ہمتے[1] — دار با من یادم آید ساعتے

اُس نے کہا مجھے یاد نہیں، مگر توجہ — ڈال دیجئے مجھ پر، فوراً مجھے یاد آجائے گی

از حضورِ نور بخشِ مصطفیٰ — پیشِ خاطر آمد اُورا آں دُعا

آنحضور کی نور عطا کرنے والی تشریف آوری سے — وہ دعا اُس کے دل میں آگئی

ہمتِ پیغمبرِ روشن کدہ — پیشِ خاطر آمدش آں گم شدہ

نورانی خاندان کے پیغمبر کی توجہ سے — وہ بھولی ہوئی (دعا) اُس کے دل میں آگئی

تافت ازاں روزن کہ از دل تا دل است — روشنی کو فرقِ حق و باطل است

اُس روزن سے جو دل سے دل تک ہے چمکی — روشنی جو حق اور باطل میں فرق کردینے والی ہے

گفت اینک یادم آمد اے رسول — آں دُعا کہ گفتہ ام من بو الفضول[2]

اُس نے کہا اے رسول! اب مجھے یاد آگئی — وہ دعا جو مجھ بے وقوف نے کی ہے

چوں گرفتارِ گُنہ می آمدم — غرقہ گشتہ دست و پائے می زدم

جب میں گناہ میں مبتلا ہوگیا — ڈوب کر ہاتھ پیر مارتا تھا

پُر گنہ بابِ کُشایش می زند — غرقہ دست اندر حشایش می زند

گنہگار، نجات کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے — ڈوبتا ہوا گھاس پر ہاتھ مارتا ہے

از تو تہدید و وعیدے می رسید — مجرماں را از عذابِ بس شدید

آپ کی جانب سے دھمکی اور ڈراوا پہنچتا تھا — گنہگاروں کے لئے سخت عذاب کا

مُضطرب[3] می گشتم و چارہ نہ بود — بند محکم بُود و قفلِ ناکشود

میں پریشان ہوگیا اور کوئی تدبیر نہ تھی — مضبوط قید تھی، اور نہ کھلنے والا تالا

نے مقامِ صبر و نے راہِ گریز — نے امیدے توبہ نہ جائے ستیز

نہ صبر کا مقام اور نہ بھاگنے کی جگہ — نہ توبہ کی اُمید نہ جھگڑے کا موقع

نے بغیرِ حق تعالےٰ یارِ من — ایں چنیں دشوار آمد کارِ من

نہ خدا کے علاوہ (کوئی) میرا دوست — میرا کام ایسا مشکل ہوگیا

من چو ہاروت و چو ماروت از حزن — آہ می کردم کہ اے خلّاق من

میں غم سے ہاروت و ماروت کی طرح — آہ کرتا تھا کہ اے میرے پیدا کرنیوالے!

ذکرِ دُشواری عذابِ آخرت و سختی آں

آخرت کے عذاب کی دشواری اور سختی کا ذکر

[1] ہمت۔ باطنی توجہ۔ آں دعا۔ وہ دعا جو اُس نے کی تھی اور بھول گیا تھا۔ روشن کدہ۔ منور گھر گم شدہ۔ یعنی دعا۔ تافت۔ یعنی آنحضور کی باطنی توجہ سے آپ کے قلبِ مبارک سے اُن کے قلب تک نور پہنچا جس سے دعا یاد آگئی۔

[2] بوالفضول۔ بیہودہ۔ پُر گنہ۔ گنہگار۔ حشایش۔ حشیش کی جمع، گھاس، مقولہ ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ تہدید۔ ڈراوا۔ وعید۔ سزا کا وعدہ۔ مجرماں۔ گنہگاراں۔

[3] مُضطرب۔ یعنی اِن حالات میں میں پریشان ہوگیا۔ ہاروت و ماروت۔ وہ دو فرشتے جو اپنے گناہوں کی پاداش میں بابل کے کنوئیں میں اُلٹے لٹکے ہوئے مانے گئے ہیں یہ شرعی اعتبار سے محض ایک افسانہ ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

از خطر[۱] هاروت و ماروت آشکار — چاهِ بابل را بکردند اختیار

ہاروت و ماروت نے خطروں کی وجہ سے علانیہ — بابل کے کنویں کو پسند کر لیا

تا عذاب آخرت اینجا کشند — گربزند[۲] و عاقل و ساحر وشند

تاکہ آخرت کے عذاب کو اسی جگہ بھگت لیں — ہوشیار ہیں اور عقلمند ہیں اور جادوگر جیسے ہیں

نیک کردند و بجائے خویش بُود — سهل تر باشد ز آتش رنجِ دود

اچھا کیا، اور بامحل تھا — دھوئیں کی تکلیف آگ سے زیادہ آسان ہوتی ہے

حد ندارد وصفِ رنجِ آنجهاں — سهل باشد رنجِ دنیا پیشِ آں

اُس عالَم (آخرت) کی تکلیف کی کوئی حد نہیں ہے — دنیا کی تکلیف اُس کے مقابلہ میں آسان ہے

اے خنک آں کو جهادے می کند — بر بدن زجرے و دادے می کند

قابلِ مبارکباد ہے وہ شخص جو مجاہدہ کرتا ہے — بدن کو تنبیہ اور اُس کے ساتھ انصاف کرتا ہے

تا ز رنجِ آں جهانے وا رهد — بر خود ایں رنجِ عبادت می نهد

تاکہ اُس جہاں (آخرت) کی تکلیف سے نجات پالے — اپنے اوپر عبادت کی تکلیف ڈالتا ہے

من[۳] همی گفتم کہ یا رب آں عذاب — هم دریں عالم بران بر من شتاب

میں نے بھی یہ کہا کہ اے خدا! وہ سزا — اسی عالم (دنیا) میں جلدی سے جاری کردے

تا دراں عالَم فراغت باشدم — در چنیں درخواست حلقه می زدم

تاکہ اُس عالمِ (آخرت) میں مجھے فراغت حاصل ہو — اس طرح کی درخواست پر میں زنجیر کھٹکھٹاتا تھا

اینچنیں رنجورئے پیدام شد — جانِ من از رنج بے آرام شد

اِس قسم کی بیماری مجھ میں پیدا ہوگئی — کہ میری جان تکلیف سے بے آرام ہوگئی

مانده ام از ذکر و از اورادِ خود — بے خبر گشتم ز خویش و نیک و بد

ذکر اور اپنے وظائف سے میں عاجز ہوگیا ہوں — اپنے اور اچھے بُرے سے بے خبر ہوگیا ہوں

گر نمی دیدم کنوں من روئے تو — اے خجسته وے مبارک خوئے تو

اگر اب میں آپ کا چہرہ نہ دیکھتا — اے بابرکت اور اے وہ ذات کہ تیری خصلت مبارک ہے

می شدم از دستِ من یکبارگی — کردیم شاہانہ ایں غمخوارگی

میں ایک بارگی اپنے ہاتھ سے گیا گزرا ہوجاتا — آپ نے میری شاہانہ غمخواری فرمائی

گفت هے هے ایں دعا دیگر مکن — بر مکن تو خویش را از بیخ و بُن

آپ نے فرمایا خبردار! یہ دعا پھر نہ کرنا — اپنے آپ کو جڑ بنیاد سے نہ اکھاڑ

---

[۱] از خطرها - افسانہ یہ ہے کہ ہاروت و ماروت نے زہرہ سے زنا کر لیا تب اُن سے کہا گیا کہ آخرت میں عذاب بھگتو یا دنیا میں، جس کی یہ صورت ہوگی کہ ایسے کنویں میں جس میں دھواں بھرا ہوگا قیامت تک کے لئے اُلٹے لٹکا دیئے جاؤ گے۔ اِس پر اُنھوں نے دنیا کی سزا کو پسند کرلیا۔ بابل- عراق کا شہر تھا۔

[۲] گربز- چالاک۔ ساحر- ہاروت و ماروت لوگوں کو جادو کی تعلیم دینے والے تھے۔ آتش- یعنی جہنم کی آگ۔ دود- یعنی وہ دھواں جو چاہِ بابل میں ہے۔ اے خنک- وہ انسان قابلِ مبارکباد ہے جو اپنے جسم کو دنیاوی تکالیف میں مبتلا کرکے عبادات اور مجاہدہ کرلے اور آخرت کے عذاب سے نجات حاصل کرلے۔ داد- انصاف جسم کے ساتھ بھی انصاف ہے کہ عبادت کرکے اُس کو آخرت کے عذاب سے چھڑا لے۔

[۳] من همی گفتم- اُن صحابی نے حضورؐ سے عرض کیا کہ میں نے یہی دعا کی تھی کہ مجھے بجائے آخرت کے دنیا میں عذاب میں مبتلا کردیا جائے۔ ذکر- یعنی خدا کا ذکر۔ اوراد- وہ وظائف جن کو کوئی اپنا معمول بنالے۔ می شدم- یعنی میں مرجاتا۔

توچہ طاقت داری اے مورِ ۱ نژند | کہ نہد بر تو چناں کوہے بلند
اے کمزور چیونٹی ! تو کیا طاقت رکھتا ہے | کہ وہ (اللہ تعالیٰ) تجھ پر اس قدر اونچا پہاڑ دھر دے

گفت توبہ کردم اے سلطانِ من | از سرِ جلدی نسازم ہیچ فن
اس نے کہا اے شاہ ! میں نے توبہ کی | عجلت میں کوئی ترکیب عمل میں نہ لاؤنگا

ایں جہاں تیہ است و تو موسیٰؑ و ما | از گنہ در تیہ ماندہ مبتلا
یہ دنیا تیہ ہے اور آپ موسیٰؑ ہیں اور ہم | گناہ کی وجہ سے تیہ میں مبتلا ہیں

سالہا رہ می رویم و در اخیر | ہمچناں در منزلِ اوّل اسیر
ہم سالوں کی مسافت طے کرتے ہیں اور آخر میں | اسی طرح پہلی منزل کے پابند ہیں

ذکرِ قومِ موسیٰ علیہ السّلام و پشیمانیِ ایشاں
موسیٰ علیہ السّلام کی قوم اور ان کی شرمندگی کا تذکرہ۔

قومِ ۲ موسیٰؑ راہ می پیمودہ اند | آخر اندر گامِ اوّل بودہ اند
(حضرت) موسیٰؑ کی قوم راستہ طے کرتی | (لیکن) نتیجہ میں وہ پہلی جگہ پر ہوتی

گر دلِ موسیٰؑ زما راضی بُدے | تیہ را راہ و کراں پیدا شدے
اگر (حضرت) موسیٰؑ کا دل ہم سے خوش ہوتا | تیہ کا راستہ اور کنارہ معلوم ہوجاتا

ور بہ کُل بیزار بودے اُو زما | کے رسیدے منّ و سلویٰ از سما
اگر وہ ہم سے بالکلیہ بیزار ہوتے | تو من و سلویٰ آسمان سے کب آتا

کے زسنگے چشمہا جوشاں شدے | در بیاباں تا امانِ جاں شدے
پتھر سے چشمے کب جوش مارتے | جنگل میں، حتیٰ کہ جان کی امان بن گئے

بل بجائے خواں خود آتش آمدے | اندریں منزل لہب بر ما زدے
بلکہ خوان کی بجائے آگ برستی | اس منزل میں لپٹ ہمیں مارتی

چوں ۳ دو دل شد موسیٰؑ اندر کارِ ما | گاہ خصمِ ماست و گاہے یارِ ما
چونکہ ہمارے معاملہ میں موسیٰؑ دو دلے ہوگئے ہیں | کبھی ہمارے دشمن ہیں اور کبھی ہمارے دوست ہیں

خشمش آتش می زند در رختِ ما | حلمِ اُو رد می کند تیرِ بلا
ان کا غصہ ہمارے سامان کو پھونک دیتا ہے | ان کی بُردباری مصیبت کا تیر لوٹا دیتی ہے

کے بُود کہ حلم گردد خشمِ تیز | نیست نادر ایں زلطفت اے عزیز
کب ہوگا کہ ان کا تیز غصہ بُردباری بن جائے | اے خدا ! یہ تیری مہربانی سے دور نہیں ہے

۱ مور: چیونٹی۔ نژند: اندھا، پست و خوار۔ کوہے بلند یعنی دنیا کا عذاب۔ توبہ کردم: آئندہ عذاب بھگتنے کی دعا نہ کروں گا بلکہ معافی کی درخواست کیا کروں گا۔ تیہ: بوزن فیل وہ بیابان تھا جس میں نافرمانیوں کی بدولت بنی اسرائیل چالیس سال تک سرگرداں پھرتے رہے۔ اسی میدان میں اُن پر من و سلویٰ بھی اترا اور پتھر کے پانی کے چشمے بھی پھوٹے۔ سالہا: بنی اسرائیل تیہ میں جہاں سے صبح کو چلتے تھے شام کو پھر وہیں پہنچ جاتے تھے نکلنے کا کوئی راستہ نہ ملتا تھا یہی حال ہمارا ہے توبہ و استغفار سے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے لیکن گناہ کر بیٹھتے ہیں تو پھر پہلی منزل پر پہنچ جاتے ہیں۔

۲ قومِ موسیٰ: یعنی بنی اسرائیل گر دل: بنی اسرائیل کہتے تھے کہ اگر موسیٰ بالکل خوش ہوتے تو ہم تیہ سے نکلنے میں کامیاب ہوجاتے۔ ور بکل: اگر بالکلیہ ناراض ہوتے تو ہم پر من و سلویٰ کیوں اترتا اور پتھر سے پانی کے چشمے کیوں ابلتے۔ بل: من و سلویٰ کے بجائے ہم پر آگ نازل ہوتی۔

۳ چوں دو دل: حضرت موسیٰؑ کے دل میں ہم سے پیار بھی ہے اور ناراضی بھی۔ خشمش: یعنی اُن کا غصہ ہماری تباہی کا باعث ہے۔ کے بود: ہم اس وقت کے منتظر ہیں جب خدا کی مہربانی سے اُن کا غصہ بھی بُردباری میں تبدیل ہوجائیگا۔

مدحِ[1] حاضر وحشت است از بہرِ ایں
مُنہ پر تعریف کرنا ناراضی کا سبب ہے اِس لئے

نامِ موسیٰؑ می برم قاصد چنیں
میں عمداً اس طرح حضرت موسیٰ کا نام لے رہا ہوں

ورنہ موسیٰؑ کے روا دارد کہ من
ورنہ حضرت موسیٰؑ کب گوارا کرتے کہ میں

پیشِ تو یاد آورم از ہیچ تن
آپ کے سامنے کسی کو یاد کروں

عہدِ ما بشکست صد بار و ہزار
ہمارا عہد سینکڑوں اور ہزاروں بار ٹوٹا ہے

عہدِ تو چوں کوہ ثابت برقرار
تیرا عہد پہاڑ کی طرح ثابت، برقرار ہے

عہدِ ما کاہ و بہر بادے زبوں
ہمارا عہد تنکا ہے اور ہر ہوا سے مغلوب ہے

عہدِ تو کوہ و ز صد کہ ہم فزوں
تیرا عہد پہاڑ ہے اور سینکڑوں پہاڑوں سے بڑھا ہوا ہے

حقِ آں قوت کہ بر تلوینِ ما
اُس قوت کا واسطہ جو تجھے ہماری نیرنگیوں پر ہے

رحمتے کُن اے امیرِ لونہا
اے حالات کے فرمانروا! رحم فرما دے

خویش را دیدم و رسوائی خویش
میں نے اپنے آپ کو اور اپنی رسوائی کو دیکھ لیا

امتحانِ ما مکُن اے شاہ بیش
اے شاہ! ہمارا زیادہ امتحان نہ لے

تا فضیحتہائے[2] دیگر را نہاں
تاکہ دوسری رسوائیوں کو تو پوشیدہ

کردہ باشی اے کریمِ مُستعاں
کردے اے مددگار کریم!

بیحدی تو در جمال و در کمال
تو جمال اور کمال میں لامحدود ہے

در کژی ما بیحدیم و در ضلال
ہم کجی اور گمراہی میں لاانتہا ہیں

بیحدی خویش بگمار اے کریم
اے کریم! اپنی بے پایانی مسلط فرما دے

بر کژیِ بیحدِ مُشتے لئیم
ایک مُٹھی (خاک) کمینے کی لامحدود کجی پر

ہیں[3] کہ از تقطیعِ ما یک تار ماند
دیکھو! ہمارے لباس کا ایک تار رہ گیا ہے

مصر بودیم و یکے دیوار ماند
ہم شہر تھے اور ایک دیوار رہ گئی ہے

البقیہ البقیہ اے خدیو
اے شاہ! باقی کی حفاظت کر

تا نگردد شاد کلی جانِ دیو
تاکہ شیطان کی جان بالکلیہ خوش نہ ہو

بہرِ ما نے بہرِ آں لطفِ نخست
ہماری وجہ سے نہیں اُس پہلی مہربانی کی وجہ سے

کہ تو کردی گمرہاں را باز جست
کہ تو نے گمراہوں کو تلاش کیا ہے

---

[1] مدحِ حاضر۔ اُن بیمار صحابی نے حضرت موسیٰؑ کا ذکر کرکے اُن کے کچھ فضائل ذکر کئے اب فرماتے ہیں کہ در اصل وہ فضائل آپ کے ہیں لیکن چونکہ مُنہ پر تعریف کرنے سے آپ کو ناگواری ہوتی ہے تو میں نے حضرت موسیٰؑ کے ضمن میں آپ کے فضائل کا ذکر کیا ہے۔ ورنہ۔ حضرت موسیٰ خود اس کو نہ پسند کرتے کہ آپ کی موجودگی میں اُن کی تعریف کی جائے۔ عہد ہم نے بندگی کا عہد کیا جو ہزاروں بار ٹوٹا اللہ نے ربوبیت کا عہد کیا جو ہر وقت برقرار ہے۔ تلوین۔ کبھی ہم توبہ کرتے ہیں کبھی اسکو توڑتے ہیں کبھی اطاعت و عبادت کرتے ہیں کبھی نافرمانی کرتے ہیں اور یہ سب کچھ قدرتِ خداوندی کا ظہور ہے۔ لونہا۔ یعنی ہماری مختلف کیفیتیں۔

[2] تا فضیحتہائے دیگر۔ اگر تو ہمیں امتحان میں ڈالے گا تو دیگر رُسوائیاں ڈھکی چھپی رہیں گی۔ مُستعان۔ جس سے مدد مانگی جائے۔ بیحدی۔ اللہ کا جمال و کمال لامحدود ہے اور بندہ کی خطائیں لامحدود ہیں لہٰذا وہی پردہ پوشی کرسکتا ہے۔

[3] ہیں۔ ہماری پردہ پوشی کے ظاہری اسباب ختم ہوگئے ہیں۔ لباس کا صرف ایک تار رہ گیا ہے نیکی کی تمام قوتیں ہم فنا کرچکے ہیں اُس کے صرف آثار باقی رہ گئے ہیں۔ البقیہ۔ جو کچھ باقی ہے اُسکی حفاظت کردے تاکہ بالکلیہ تباہی نہ ہو۔ بہرِ ما نے۔ ہم پر رحم اپنے قدیم رحم کے طفیل کردے جو گناہگاروں کو معاف کرنے کے لئے تلاش کرتا ہے۔

چوں نمودی[1] قدرتت بنمائے رحم
جب تونے اپنی قدرت کا اظہار کیا ہے، رحم فرمادے

اے نہادہ رحمہا در شحم و لحم
اے وہ ذات! جسنے چربی اور گوشت میں رحم (کا مادہ) رکھدیا ہے

زیں دعا گر خشم افزاید ترا
اگر یہ دعا تیرا غصہ بڑھائے

تو دعا تعلیم فرما مہترا
اے بڑے! تو (اور) دعا سکھادے

آنچناں کآدم بیفتاد از بہشت
جیساکہ (حضرت) آدمؑ جنت سے گرے

رجعتش دادی کہ رَست از دیو زشت
انکو تونے توبہ کے طریقہ کی تعلیم فرمائی کہ شیطان سے وہ نجات پاگئے

دیو کہ بود کو ز آدمؑ بگذرد
شیطان کیا ہوتا ہے جو حضرت آدمؑ سے بڑھ جائے

بر چنیں نطعے ازو بازی برد
ایسی بساط پر اس سے بازی جیت لے

در حقیقت نفع آدمؑ شد ہمہ
حقیقتاً سب (حضرت) آدمؑ کا نفع ہوا

لعنت حاسد شد آں بد دمدمہ
وہ برا مکر حاسد کی لعنت بنا

بازیٔ دید و دو صد بازی ندید
ایک چال دیکھی اور دو سو چالیں نہ دیکھیں

پس ستون خیمۂ خود را برید
تو اپنے خیمہ کا ستون کاٹ ڈالا

آتشے[2] زد شب بکشت دیگراں
رات میں دوسروں کی کھیتی میں آگ لگائی

باد سوئے کشت او کردش رواں
ہوا نے اس کو اس کی کھیتی کی طرف روانہ کردیا

چشم بندے بود لعنت دیو را
لعنت شیطان کی آنکھ کی پٹی تھی

تا زیانِ خصم دید آں ریو را
یہانتک کہ اس مکر کو مقابل کی بربادی سمجھا

ہم زیانِ جانِ او شد ریوِ او
اس کا مکر اس کی جان کی تباہی بنا

خود تو گوئی بود آدمؑ دیوِ او
تو خود کہے گا آدمؑ اس کے گمراہ کرنیوالے تھے

لعنت[3] ایں باشد کہ کژ بینش کند
لعنت یہ ہوتی ہے کہ اس کو کج بین بنادے

حاسد و خود بین و پر کینش کند
اس کو حاسد اور متکبر اور کینہ ور کردے

تا بداند کہ ہر آں کو بد کند
یہانتک کہ وہ جان لیگا کہ جو شخص برائی کرتا ہے

عاقبت باز آید و بر وے زند
انجام کار وہ لوٹتی ہے اور اس پر پڑتی ہے

جملہ فرزیں بندہا بیند بعکس
تمام مہروں کو الٹا دیکھتا ہے

مات بر وے گردد و نقصان و نکس
مات اور نقصان اور ذلت اس کو ہوتی ہے

ل چوں نمودی۔ انسانوں اور جانوروں میں رحم کا مادہ خدا کی رحمت کا جزو ہے۔ زیں دعا۔ اگر ہمارے یہ دعائیہ الفاظ پسند نہیں ہیں تو تو ہی اور دعا سکھادے جیساکہ تونے حضرت آدمؑ کو خود دعا سکھائی تھی جس سے ان کی لغزش معاف ہوئی۔ رجعت۔ واپسی، توبہ۔ بگذرد۔ بازی لیجائے۔ نطع۔ چمڑے کا ٹکڑا، بساط۔ درحقیقت شیطان نے جو مکر حضرت آدمؑ کے نقصان کے لئے کیا وہ ان کے نفع کا سبب بن گیا اور توبہ کے بعد انکو مزید قرب حاصل ہوگیا۔ بازی۔ شیطان نے اپنے مکر کی طرف دھیان کیا اللہ تعالیٰ کی تدبیروں کو ذہن میں نہ رکھا اور اپنے مکر سے خود برباد ہوگیا۔

ل آتشے۔ شیطان نے حضرت آدمؑ کو تباہ کرنے کے لئے مکر کیا اور خود اسکے جال میں پھنس گیا۔ چشم بندے۔ شیطان کے لئے اللہ کی لعنت آنکھ کی پٹی ثابت ہوئی وہ اپنے انجام کو نہ دیکھ سکا۔ خود تو گوئی۔ شیطان تو حضرت آدمؑ کی تباہی کا سبب نہ بنا البتہ حضرت آدمؑ شیطان کی تباہی کا سبب بن گئے۔

ل لعنت۔ جب کوئی خدا کی لعنت میں گرفتار ہوتا ہے تو کج بین اور حاسد اور متکبر اور کینہ ور بن جاتا ہے۔ تا بداند۔ برائی کا وبال خود برائی کرنے والے کو بھگتنا پڑے گا۔ فرزیں بند۔ شطرنج کی وہ چال جس سے مخالف کی نرد فرزین کی مار کا خطرہ کم ہوجائے۔ مات۔ بازی ہارنا۔ نکس۔ اوندھا، ذلیل۔

زانکه[۱] گر اُو ہیچ بیند خویش را | مُہلک و ناسور بیند ریش را
اِس لئے کہ اگر وہ اپنے آپ کو ناچیز سمجھتا | زخم کو مُہلک اور ناسور سمجھتا

درد خیزد زیں چنیں دیدن درو | درد اُو را از حجاب آرد بروں
اِس طرح دیکھنے سے اندر درد اُٹھتا ہے | درد اُس کو پردے سے باہر لے آتا ہے

تا نگیرد مادراں را دردِ زہ | طفل در زادن نیابد ہیچ رہ
جب تک ماؤں کے دردِ زہ نہ ہو | بچّہ کو پیدا ہونے کے لئے کوئی راستہ نہیں ملتا

ایں امانت در دل و جاں حاملہ است | وایں نصیحتہا مثالِ قابلہ است
یہ امانت دل میں ہے اور جان حاملہ ہے | اور یہ نصیحتیں دایہ جیسی ہیں

قابلہ گوید کہ زن را درد نیست | درد باید درد کودک را رہ ست
دایہ کہتی ہے کہ عورت کو درد (زہ) نہیں ہے | درد چاہئے درد (زہ) بچّہ کا راستہ ہے

آنکہ اُو بیدرد باشد رہزن ست | زانکہ بیدردی اَنَا الحق گفتن ست
جو بے درد ہو وہ رہزن ہے | اِس لئے بیدردی اَنَا الحق کہنا ہے

آں[۲] اَنَا بیوقت گفتن لعنت است | ویں اَنَا در وقت گفتن رحمت است
اَنَا کو بے موقع کہنا (موجبِ) لعنت ہے | اور اِس اَنَا کو باموقع کہنا (باعثِ) رحمت ہے

آں اَنَا منصور را رحمت بُدہ | ایں اَنَا فرعون را لعنت بُدہ
وہ اَنَا منصور کے لئے (باعثِ) رحمت تھا | یہ اَنَا فرعون کے لئے (موجبِ) لعنت تھا

لاجرم ہر مرغِ[۳] بے ہنگام را | سر بُریدن واجب است اعلام را
لامحالہ بے وقت کے ہر مرغ کا | سر کاٹ ڈالنا تشہیر کے لئے ضروری ہے

سر بُریدن چیست کُشتن نفس را | در جہاد و ترک گفتن لمس را
سر کاٹنا کیا ہے؟ نفس کو مارنا ہے | مجاہدہ میں، اور لذت کو خیرباد کہنا ہے

آنچناں کہ نیشِ کژدم برکنی | تا کہ یابد اُو ز کُشتن ایمنی
جیسے کہ تو بچھو کا ڈنک نکال دے | تاکہ وہ مارے جانے سے مامون ہو جائے

---

۱ زانکہ۔ اگر تکبّر نہ ہو تو انسان اپنی بُرائی کو بُرائی سمجھ کر ازالہ کر لیتا ہے۔ درد۔ اپنی خطا پر اگر انسان درد محسوس کرے تو نجات ہو جاتی ہے۔ تا نگیرد درد۔ ماں کو اگر دردِ زہ نہ ہو تو خوشکن نتیجہ سامنے نہیں آتا ہے۔ ایں امانت۔ بھلائی کی طاقتیں دل میں بمنزلہ حمل کے ہیں اور روحِ انسانی حاملہ ہے اور وعظ و نصیحت اُن قویٰ کو بروئے کار لانے والی ہے لہٰذا وہ بمنزلہ دایہ کے ہے۔ قابلہ۔ ناصح کی نصیحت سے اگر درد نہیں پیدا ہوتا ہے تو بھلائی کی طاقتیں بروئے کار نہیں آتی ہیں جس طرح دایہ جب ہی جناتی ہے جبکہ عورت کے دردِ زہ ہو۔ بے درد باشد۔ جس میں درد کا مادّہ نہیں وہ بے درد ڈاکو کی طرح ہے۔ بے دردی۔ بے درد متکبّر ہوتا ہے اور تکبّر کا آخری درجہ یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو خدا کا درجہ دے کر خدائی کا دعویٰ کر دیتا ہے جیسا کہ متکبّر بے درد فرعون نے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کہا یہی اَنَا الحق کہنے کا مطلب ہے۔

۲ آں اَنَا۔ پہلے شعر میں اَنَا الحق کہنے کو بے دردی اور تکبّر کی بنیاد پر بتایا تھا اب اُسکی تفصیل فرماتے ہیں کہ بے وقت اَنَا الحق کہنا لعنت ہے لیکن باموقع کہنا درست ہے۔ منصورؒ حلاج نے وحدۃُ الوجود کے غلبہ میں اپنے آپ کو فنا کر کے اور صفاتِ خداوندی سے متصف ہو کر اَنَا الحق کہا تو موجبِ رحمت تھا، فرعون نے بے موقع کہا تو موجبِ لعنت بنا۔

۳ مرغِ بے ہنگام۔ جو مرغ بے وقت بولے اُس کو ذبح کر دیا جاتا ہے۔ اِسی طرح فرعون نے بے وقت اَنَا الحق کہا اور وہ ہلاک کر دیا گیا۔ اعلام۔ یعنی دوسروں کو بتانا، اعلان کرنا۔ سر بُریدن۔ اگر انسان کا نفس تکبّر میں اَنَا الحق کا مدعی بنے تو اُس کے سر کاٹنے کی ترکیب یہ ہے کہ مجاہدات کے ذریعہ اُس کو قتل کر ڈالے۔ آنچناں۔ نفس کو مارنے سے انسان کی نجات ہو جاتی ہے جیسے کہ بچھو کا ڈنک توڑ دیا جائے تو پھر وہ ہلاک ہونے سے بچ جاتا ہے۔

برکنی[1] دندانِ پُر زہرے زمار — تارہد مارا ز بلائے سنگسار
سانپ کے زہریلے دانت اُکھاڑ دے — تاکہ سانپ سنگساری کی مصیبت سے بچ جائے

ہیچ نکُشد نفس راجز ظلِّ پیر — دامنِ آں نفس کُش راسخت گیر
نفس کو شیخ کے سایہ کے علاوہ کوئی چیز نہیں مارتی ہو — اُس نفس کو مارنے والے کا دامن مضبوطی سے پکڑ لے

چوں بگیری سخت آں توفیق ہوست — در تو ہر قوّت کہ آید جذبِ اوست
جب تو مضبوط پکڑے گا وہ اللہ (تعالیٰ) کی توفیق ہوگی — تجھ میں جو قوّت آئے گی وہ اُسی کی کشش ہے

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ راست داں — ہرچہ دارد جاں بود از جانِ جاں
"تونے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا" کو صحیح سمجھ — جو کچھ جان میں ہے وہ جانِ جاں کیجانب سے ہوگا

دستگیرندہ[2] وَیست و بُردبار — دمبدم آں دم ازو امّید دار
وہی دستگیری کرنیوالا اور بوجھ اُٹھانیوالا ہے — ہر وقت اُس سے جذب کی اُمید رکھ

نیست غم گر دیر بے اُو ماندہ — دیرگیر و سخت گیرش خواندہ
اگر تو بہت دیر تک اسکے بغیر رہا ہے تو غم نہ کر — تونے اُسکو دیر سے پکڑنیوالا اور سخت گرفت کرنیوالا پڑھا ہے

دیرگیر د سخت گیرد رحمتش — یک دمت غائب ندارد حضرتش
اسکی رحمت دیر سے شاملِ حال ہوگی تو پوری شاملِ حال ہوگی — اُس کا دربار تجھے ایک لمحہ کیلئے غائب نہ ہونے دیگا

ور تو خواہی شرحِ ایں فضل و وِلا — از سرِ اندیشہ می خواں وَالضُّحیٰ
اگر تو اس مہربانی اور دوستی کی شرح چاہتا ہے — تو غور و فکر سے (سورۂ) والضحیٰ پڑھ لے

ور[3] تو گوئی ہم بدی ہا ازویست — لیک آں نقصانِ فضلِ اُو کَیست
اگر تو کہے کہ بُرائیاں بھی اُسی کی جانب سے ہیں — لیکن وہ اُس کی عنایت کے نقصان کا باعث کب ہیں؟

آں بدی دادن کمالِ اُوست ہم — من مثالے گویمت اے محتشم
وہ بُرائی دینا بھی اُس کا کمال ہے — اے بزرگوار! میں تجھ سے ایک مثال کہتا ہوں

مثال در بیانِ معنیٰ نُؤمِنُ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ

اس معنیٰ کے بیان میں ایک مثال کہ ہم ایمان لائے اچھی اور بُری تقدیر پر

کرد نقّاشے دوگونہ[4] نقشہا — نقشہائے صاف و نقشِ بے صفا
ایک نقاس نے دو قسم کے نقش بنائے — اچھے نقش اور بُرے نقش

---

[1] برکنی۔ اگر سانپ کا زہریلا دانت توڑ دیا جائے تو سانپ ہلاکت سے بچ جاتا ہے۔ ہیچ۔ نفس کو شیخ کے زیرِ سایہ مارا جاسکتا ہے۔ چوں بگیری۔ شیخ کا دامن پکڑنا بھی توفیقِ خداوندی ہے اور مُرید کو باطنی قوّت شیخ سے حاصل ہوتی ہے۔ مَا رَمَیْتَ۔ غزوۂ بدر میں جب آنحضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مُٹھی خاک دشمنوں کی طرف پھینکی اور اُس سے اُن کی نگاہیں خیرہ ہوگئیں تو قرآن میں فرمایا گیا کہ وہ تمہارا پھینکنا نہ تھا خدا کا پھینکنا تھا یعنی مُرید کو مُراد ہی سے قوّت حاصل ہوتی ہے اسلئے اُس کا فعل اسی کی طرف منسوب ہوجاتا ہے۔

[2] دست۔ خدا ہی دستگیری فرماتا ہے اُسی سے جذب کی اُمید کر۔ نیست غم۔ اگر وصول الی الحق میں دیر لگے تو گھبرانا نہ چاہیئے جس طرح خدا کا عذاب دیر میں آتا ہے اور سخت آتا ہے اسی طرح اُس کی رحمت بھی آزمائشوں کے بعد متوجہ ہوتی ہے۔ دیرگیر۔ اسکی رحمت آزمائش کے بعد جب متوجہ ہوتی ہے تو پھر اسقدر قرب حاصل ہوتا ہے کہ ایک لمحہ کے لئے بھی دوری نہیں ہوتی ہے۔ والضحیٰ۔ یہود کے سوال پر جواب دینے کا وعدہ کیا لیکن انشاء اللہ نہ کہا تو آنحضورؐ سے وحی کا انقطاع ہوگیا جس سے آنحضورؐ کو بہت پریشانی ہوئی لیکن پھر انتہائی پیار کیساتھ آنحضورؐ کی اس سورہ کے ذریعہ تسلّی فرمادی گئی۔

[3] ور تو گوئی۔ بے وقت انا الحق کہنا اور قلب میں بُری قوّتوں کا پیدا ہونا بھی اللہ کا فعل ہے تو بظاہر یہ کمالِ خداوندی کے خلاف ہے مولانا جواباً فرماتے ہیں کہ بدی کا خلق بھی اللہ کا کمال ہے اور اُسکو ایک مثال میں سمجھاتے ہیں۔

[4] دوگونہ یعنی ایک حسین نقش اور ایک بھیانک نقش۔

نقشِ یوسفؑ[1] کرد و حُورِ خوش سِرشت
(حضرت) یوسفؑ کا اور خوبصورت حور کا نقش بنایا

نقشِ عفریتاں و ابلیسانِ زِشت
بھوتوں اور شیطانوں کا بُرا نقش (بنایا)

ہر دو گونہ[2] نقش اُستادیِ اوست
دونوں قسم کے نقش اُسکی مہارت (کی دلیل) ہیں

زشتیِ اُو نیست آں رادیِ اوست
یہ اُس کی بُرائی نہیں ہے اُس کی دانائی ہے

خوب را در غایتِ خوبی کَشد
خوبصورت کو انتہائی خوبصورتی سے بناتا ہے

حسِّ عالَم چاشنی از وے چَشد
دنیا کے حواس اُس سے لُطف اُٹھاتے ہیں

زشت را در غایتِ زشتی کُند
بدصورت کو انتہائی بدصورت بناتا ہے

جملہ زشتی ہا بگردش برتَند
تمام بدصورتیاں اُس پر مڑھ دیتا ہے

تا کمالِ دانشش پیدا شود
تاکہ اُس کی دانش کا کمال ظاہر ہو جائے

منکرِ اُستادیش رُسوا شود
اُس کی اُستادی کا مُنکر رسوا ہو جائے

ورنہ[2] تا ندزشت کردن ناقص ست
اگر وہ بدصورت کو نہ پیدا کر سکے تو ناقص ہو

زیں سبب خلّاقِ گبر و مُخلص ست
اسی لئے وہ کافر اور مومن کا پیدا کرنے والا ہے

پس ازیں رُو کفر و ایماں شاہد اند
تو اِس حیثیت سے کفر اور ایمان گواہ ہیں

بر خداوندیش ہر دو[2] ساجد اند
اُس کی خدائی پر (اور) دونوں اُسکو سجدہ کرنیوالے ہیں

لیک مومن دانکہ طوعاً ساجد ست
لیکن سمجھ لے کہ مومن خوشی سے سجدہ کرنیوالا ہے

زانکہ جویائے رضا و قاصد ست
کیونکہ وہ رضامندی کا جویاں اور قصد کرنیوالا ہے

ہست کرہاً گبر ہم یزداں پرست
کافر بھی جبراً خدا پرست ہے

لیک قصدِ اُو مُرادِ دیگر ست
لیکن اُس کا مقصود دوسرا ہے

قلعہ[3] سلطاں عمارت می کُند
شاہی قلعہ تعمیر کرتا ہے

لیک دعویٰ امارت می کند
لیکن سلطنت کا مدعی ہے

گشت باغی تا کہ مُلک اُورا بُود
وہ باغی بنا تاکہ مُلک اُس کا ہو جائے

عاقبت خود قلعہ سلطاں را شود
انجام کار قلعہ بادشاہ کا ہو جاتا ہے

مومن آں قلعہ برائے بادشاہ
مومن وہ قلعہ بادشاہ کے لئے

می کُند معمور نے از بہرِ جاہ
تعمیر کرتا ہے نہ کہ (اپنی) شان و شوکت کیلئے

> [1] یوسفؑ۔ یوسفؑ کا نقش حسین ترین ہے اور بھوت و شیطان کا نقش بھیانک ہے۔ ہر دو گونہ۔ حسین نقش اور بھیانک نقش اگر مکمّل ہیں تو نقاش کے کمال پر دال ہیں۔ رادی۔ دانشمندی۔ حسِ عالم۔ حسین نقش سے ہر ہر انسان لطف اندوز ہوتا ہے۔ زشتی۔ بدصورتی۔ تا کمال۔ حسین نقش کو حسین ترین بنانا مُصوّر کا کمال ہے اور بھیانک نقش کو انتہائی بھیانک بنانا بھی نقاش کا کمال ہے۔
>
> [2] ورنہ۔ اگر اللہ تعالیٰ بد صورت بنانے کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو یہ اُسکے ناقص ہونے کی دلیل ہوگی اور وہ ہر طرح کے نقصان سے پاک ہے لہٰذا اُس کو مومن اور کافر دونوں کا خلّاق ماننا ہوگا۔ پس۔ کفر اور ایمان اُس کی خلّاقی اور خدائی کے گواہ ہیں اور دونوں اُس کو سجدہ کرتے ہیں۔ لیک۔ کافر و مومن کے سجدے میں فرق یہ ہے کہ مومن کا سجدہ اختیاری اور رضائے قلب سے ہے اور کافر کا سجدہ اضطراری ہے اور اضطراری نہ ایمان معتبر ہو نہ عبادت۔ مراد دیگر۔ مضطر جو کام کرتا ہے اُس میں اُس کا قصد و ارادہ نہیں ہوتا ہے۔
>
> [3] قلعہ۔ اضطراری عبادت کی مثال یہ ہے کہ ایک وہ شخص جس کا ارادہ بغاوت کرنے کا ہے ایک قلعہ تعمیر کرتا ہے لیکن مجبوراً ظاہر یہی کرتا ہے کہ یہ قلعہ بادشاہ کے لئے بنا رہا ہوں لیکن اُسکا قصد یہ ہے کہ بغاوت کر کے اُس قلعہ میں شاہی کرونگا — ایسے آدمی کا انجام سوائے تباہی کے کچھ نہیں قلعہ کے مفاد اُسکو حاصل نہیں ہوتے ہیں اسیطرح کافر کا اضطراری سجدہ اُسکے لئے کچھ بھی مفید نہیں ہے۔ مومن۔ مومن صحیح نیت سے کام کرتا ہے تو مقصد کو پالیتا ہے۔ معمور۔ آباد، تعمیر شدہ۔

زشت[1] گوید اے شہِ زشت آفریں — قادری بر خوب و بر زشتِ مہیں
بدصورت کہتا ہے، اے بدصورت پیدا کرنیوالے شاہ! — تو خوبصورت اور ذلیل بدصورت کے پیدا کرنے پر قادر ہے

خوب گوید اے شہِ حُسن و بہا — پاک گردانیدیم از عیبہا
خوبصورت کہتا ہے، اے شاہِ حُسن و جمال! — تونے مجھے عیبوں سے پاک کردیا

حَمْدُ لَکَ وَالشُّکْرُ لَکْ یَاذَالْمِنَنْ — حاضری و ناظری بر حالِ من
اے احسانات والے! تیری تعریف ہے اور تیرا شکر ہے — تو میری حالت پر حاضر و ناظر ہے

حاصل آں شد کو ہر انچہ خواست کرد — خوب را و زشت را چوں خار و ورد
خلاصہ یہ ہوا کہ اُس نے جو چاہا وہ کیا — اچھے اور بُرے کو کانٹے اور پھول کی طرح

اُوست بر ہر بادشاہے بادشا — کارسازِ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ
وہ ہر بادشاہ کے اوپر بادشاہ ہے — کاموں کا بنانیوالا ہے، اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے

وصیت کردن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بیمار را و دعا آموزیدن

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیمار کو نصیحت کرنا اور دُعا سکھانا

گفت[2] پیغمبر مر آں بیمار را — ایں بگو کہ سہل کُن دشوار را
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بیمار سے فرمایا — یہ کہہ کہ (اے خدا) مشکل آسان کردے

آتِنَا فِی دَارِ دُنْیَانَا حَسَنْ — آتِنَا فِی دَارِ عُقْبَانَا حَسَنْ
ہمیں ہمارے دنیا کے گھر میں بھلائی عطا فرما — ہمیں ہمارے آخرت کے گھر میں بھلائی عطا فرما

راہ را بر ما چو بُستاں کُن لطیف — منزلِ ما خود تو باشی اے شریف
صراطِ (مستقیم) کو ہم پر باغ کی طرح پُر لُطف بنادے — اے شرافتوں والے! ہماری منزل خود تو ہی ہو

مومناں در حشر گویند اے مَلَک — نے کہ دوزخ بود راہِ مشترک
مومن حشر میں کہیں گے، اے فرشتو! — کیا دوزخ (مومنوں اور کافروں کا) مشترک راستہ نہ تھا؟

مومن و کافر بر و یابد گذار — ما ندیدیم اندریں رہ دود و نار[3]
مومن اور کافر اس پر گذرتے ہیں — ہم نے اِس راستہ میں دُھواں اور آگ نہ دیکھی

نک بہشت و بارگاہِ ایمنی — پس کجا بود آں گذرگاہِ دَنی
یہ تو بہشت اور اطمینان کی بارگاہ ہے — تو وہ کم درجہ کا راستہ کہاں ہے؟

پس مَلَک گوید کہ آں روضہ خضر — کاں فلاں جا دیدہ اید اندر گذر
تو فرشتے کہیں گے کہ وہ سبز باغ — جو راستہ میں تم نے فلاں جگہ دیکھا ہے

[1] زِشت گوید۔ یہ بدصورت کے شاہد و گواہ ہونے کا بیان ہے۔ مہین۔ ذلیل۔ خوب گوید۔ یہ خوبصورت کی شہادت کا بیان ہے۔ بہا۔ رونق، جمال۔ حمد لک۔ خوبصورت یہ کہتا ہے۔ ذالمنن۔ احسانات والا۔ حاصل۔ یعنی سب بحث کا خلاصہ یہ ہے۔ ورد۔ پھول۔ اُوست۔ شہنشاہی خدا کی صفت ہے۔ یفعل۔ یعنی وہ اپنے ہر فعل میں مختارِ کل ہے۔

[2] گفت۔ یعنی انسان کو ہر حالت میں اپنی بھلائی کے لئے دعا کرنی چاہیئے۔ راہ۔ یعنی پُلصراط۔ منزل۔ یعنی مقصود۔ گذار۔ یعنی پُلصراط پر سے مومن و کافر کو گذرنا ہوگا جو جہنم پر قائم کی جائیگی۔

[3] دود و نار۔ یعنی جہنم کے آثار۔ نک۔ مومن پُلصراط سے گذر کر جنت میں پہنچ جائیگا۔ گذرگاہ۔ یعنی پُلصراط۔ پس فلک۔ آنحضورؐ کی تعلیم کردہ دعا کا یہ اثر ہوگا کہ پُلصراط پر سے گزرنے میں دوزخ کا منظر مومن کے لئے سبز باغ کا منظر بن جائیگا۔

دوزخ آنجا بود و سیاست گاہِ سخت
دوزخ اور سخت سزا کی جگہ وہیں تھی

بر شما شد باغ و بستان و درخت
تمہارے لئے وہ باغ اور چمن اور درخت بن گئی

چوں[1] شما ایں نفسِ دوزخ خوی را
چونکہ تم نے اس دوزخ مزاج نفس پر

آتشی و گبر و فتنہ جوئے را
جہنمی اور کافر اور فتنہ جو پر

جہد ہا کردید تا شد پُر صفا
تم نے مجاہدے کئے یہاں تک کہ وہ مصفیٰ ہو گیا

نار را کشتید از بہرِ خدا
تم نے آگ کو بجھایا خدا کے لئے

آتشِ شہوت کہ شعلہ می زدے
شہوت کی آگ جو بھڑکتی تھی

سبزۂ تقویٰ شد و نورِ ہدے
تقوے کا سبزہ اور ہدایت کا نور بن گئی

آتشِ خشم از شما ہم حلم شد
تمہارے غصہ کی آگ بھی بردباری بن گئی

ظلمتِ جہل از شما ہم علم شد
تمہارے جہل کی تاریکی بھی علم بن گئی

آتشِ حرص از شما ایثار شد
تمہاری حرص کی آگ ایثار بن گئی

واں حسد چوں خار بُد گلزار شد
جو حسد کانٹے کی طرح تھا وہ چمن بن گیا

چوں[2] شما ایں جملہ آتشہائے خویش
چونکہ تم نے اپنی ان تمام آگوں کو

بہرِ حق کشتید جملہ پیش پیش
پہلے ہی پہلے اللہ (تعالیٰ) کے لئے بجھا دیا

نفسِ ناری را چو باغے ساختید
چونکہ تم نے جہنمی نفس کو باغ بنا لیا

اندرو تخمِ وفا انداختید
اس میں وفا کا بیج بو دیا

بلبلانِ ذکر و تسبیح اندرو
جس میں ذکر اور تسبیح کی بلبلیں

خوش سرایاں در چمن بر طرفِ جو
نہر کے کنارے چمن میں خوش الحانی کرتی ہیں

داعیِ حق را اجابت کردہ اید
اللہ (تعالیٰ) کی طرف بلانیوالے کی تم نے بات مان لی

در جحیمِ نفس آب آوردہ اید
اور نفس کی دوزخ سے تم نے پانی حاصل کر لیا

دوزخِ ما نیز در حقِ شما
ہماری دوزخ بھی تمہارے لئے

سبزہ گشت و گلشن و برگ و نوا
سبزہ اور گلشن اور ساز و سامان بن گئی

چیست[3] احساں را مکافات اے پسر
اے بیٹا! احسان کا بدلہ کیا ہے؟

لطف و احسان و ثوابِ معتبر
مہربانی اور احسان اور معقول ثواب

نے شما گفتید ما قربانیم
کیا تم نے نہیں کہا تھا، ہم فدائی ہیں

پیشِ اوصافِ شما ما فانیم
آپ کے اوصاف کے پیشِ نظر ہم فانی ہیں

---

۱ چوں۔ جبکہ مومن نے نفس کی جہنمی صفات کو مجاہدات سے زائل کر دیا تو آخرت میں جہنم کے صفات بھی ان کے لئے تبدیل ہو جائینگے۔ نار یعنی نفسانی آگ۔ آتشِ شہوت۔ یعنی مجاہدات کے ذریعہ نفس کی برائیوں کو بھلائیوں میں تبدیل کر دیا۔

۲ چوں شما۔ جب ایک انسان اللہ کے لئے نفس کی برائیوں کو زائل کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ آخرت کی برائیوں سے محفوظ فرما دیتے ہیں۔ چونکہ۔ جب انسان نیک اعمال والا بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں کو بھی بھلائیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ بلبلاں۔ اس باغ میں دریائے معرفت کے کنارے ذکر و تسبیح کی بلبلیں نغمے گاتی ہیں۔ داعیِ حق۔ یعنی نبی و رسول۔ در جحیم۔ یعنی نفسِ امارہ کو نفسِ مطمئنہ بنا دیا۔

۳ چیست۔ قرآن پاک میں ہے "نیکی کا بدلہ نیکی ہے"۔ نے شما۔ پہلا خطاب تو عام مومنین کو تھا یہ خطاب عشاق کے لئے ہے۔

ما اگر قلاش و گر دیوانہ ایم — **مست آں ساقی[1] و آں پیمانہ ایم**

ہم خواہ مُفلس اور خواہ دیوانے ہیں — اُسی ساقی اور اُسی پیمانے کے مست ہیں

بر خطِ فرمانِ اُو سر می نہیم — **جانِ شیریں را گروگاں میدہیم**

اُس کے ارشاد کی ہم فرمانبرداری کرتے ہیں — اپنی جانِ شیریں کو ہم گروی کرتے ہیں

تا خیالِ دوست در اسرارِ ماست — **چاکری و جاں سپاری کارِ ماست**

جب تک دوست کا خیال ہمارے دلوں میں ہے — خدمتگاری اور فدا کاری ہمارا کام ہے

ہر کجا شمعِ بلا افروختند — **صد ہزاراں جانِ عاشق سوختند**

اُنھوں نے جہاں کہیں عشق کی شمع روشن کی ہے — عاشقوں کی لاکھوں جانیں جلا ڈالی ہیں

عاشقانے کز درونِ خانہ اند — **شمعِ رُوئے یار را پروانہ اند**

وہ عاشق جو بارگاہ کے اندر ہیں — وہ دوست کے رُخ کی شمع کے پروانے ہیں

اے دل آنجا رو کہ با تو روشن اند — **وز بلاہا مر ترا چوں جوشن اند**

اے دل! تو وہاں جا جہاں تیرے ساتھ روشن (دل) ہیں — جو مصائب کے لئے تیری زرہ ہیں

در میانِ[2] جاں ترا جا می کنند — **تا ترا پُر بادہ چوں جامے کنند**

وہ تجھے دل میں جگہ دیتے ہیں — تاکہ تجھے جام کی طرح شراب سے بھرپور کر دیں

در میانِ جانِ ایشاں خانہ گیر — **در فلک خانہ کُن اے بدرِ منیر**

اُن کے دل میں تو جگہ بنا لے — اے روشن چاند! آسمان میں جگہ کرلے

چوں عُطارد دفترِ دل وا کنند — **تا کہ بر تو سرّہا پیدا کنند**

وہ عطارد کی طرح دل کا دفتر کھول دینگے — تاکہ تجھ پر راز کھول دیں

پیشِ خویشاں باش چوں آوارۂ — **بر مہِ کامل زن ار مہ پارۂ**

اپنوں کے سامنے رہ، تو آوارہ کیوں ہے — اگر تو چاند کا ٹکڑا ہے، کامل چاند سے جڑ جا

جُزو را از کُلِّ خود پرہیز چیست — **با مخالف ایں ہمہ آمیز چیست**

جزو کو اپنے کُل سے پرہیز کیوں ہے؟ — مخالف کے ساتھ یہ میل کیوں ہے؟

جنس[3] را بیں نوع گشتہ در روش — **غیبہا بیں عین گشتہ در رہش**

تو اُس کے سامنے جنس کو نوع بنے ہوئے دیکھ — اُسکے طریق میں تو غیبوں کو مشاہدہ بنے ہوئے دیکھ

حقیقی کا جلوہ نظر آئے گا اور تو سب چیزوں میں ایک وجود دیکھے گا۔ غیبہا۔ اُن کی صحبت میں تیرے مشاہدہ میں غیبی اسرار آجائیں گے۔

---

[1] ساقی۔ یعنی معرفت کے علوم کا ساقی۔ خطِ فرماں۔ حکم۔ سر نہادن۔ اطاعت کرنا۔ گروگاں۔ گروی۔ اسرار۔ دل کے چھپے ہوئے راز۔ چاکری۔ خدمتگاری۔ جاں سپاری۔ فداکاری۔ عاشقاں۔ یعنی وہ عاشق جو مُقربانِ بارگاہِ خداوندی ہیں۔ اے دل۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ان عاشقوں کی صحبت اختیار کرو۔ جوشن۔ لوہے کی جنگی زرہ جو تیر و تلوار سے حفاظت کرتی ہے۔

[2] درمیاں۔ ان عاشقوں کی صحبت اختیار کرو گے تو وہ اپنے دل میں تمھیں جگہ دینگے اور شرابِ معرفت سے مست کر دینگے۔ فلک یعنی یہ عاشق جو مرتبہ کی بلندی میں آسمان جیسے ہیں۔ عُطارد۔ ستارہ کا نام ہے جس کو دبیرِ فلک یعنی آسمان کا منشی کہا جاتا ہے اور علوم و معارف کا تعلق اُس سے جانا جاتا ہے۔ پیشِ خویشاں جبکہ تجھ میں صلاحیت ہے تو یہ تیرے عاشق ہیں تو اُن سے کیوں بچتا ہے۔ مہِ کامل۔ یعنی یہ خدائی عشاق۔ مخالف یعنی دنیا دار لوگ۔

[3] جنس۔ وہ کلی ہے جس کے ماتحت مختلف حقیقتوں کی نوعیں داخل ہوتی ہیں۔ نوع۔ وہ کلی ہے جس کے ماتحت ایک حقیقت کے افراد داخل ہوتے ہیں۔ یعنی ان عاشقانِ خدا کی صحبت میں تجھے وحدتِ

تا چو زن[۱] عشوہ خری اے پُرخرد — از دروغ و عشوہ کے یابی مدد

اے عقلمند! عورتوں کیطرح تو کبتک فریب کی قدر کریگا — جھوٹ اور فریب سے کب مدد حاصل کر سکے گا؟

چاپلوسی لفظِ شیرینی فریب — می ستانی می نہی چون زن بہ جیب

خوشامد (اور) فریب کے میٹھے الفاظ — تو قبول کرتا ہے عورتوں کیطرح جیب میں رکھ لیتا ہے

مر ترا دشنام و سیلیِ شہاں — بہتر آید از ثنائے گمرہاں

تیرے لئے شاہوں کی گالیاں اور چپت — مناسب ہیں، گمراہوں کی تعریف سے

صفعِ شاہاں خور مخور شہدِ خساں — تا کسے گردی ز اقبالِ کساں

شاہوں کا تمانچہ کھا کمینوں کا شہد نہ کھا — تاکہ تو صاحبِ دل لوگوں کی وجہ سے انسان بنجائے

زانکہ زایشاں دولت و خلعت رسد — در پناہِ روح جاں گردد جسد

کیونکہ انہی سے دولت و خلعت ملتی ہے — روح کی پناہ میں جسم روح بن جاتا ہے

ہر کجا بینی برہنہ بے نوا — داں کہ او بگریختست از اوستا

جس جگہ تو ننگا بے سر و سامان دیکھے — سمجھ لے کہ وہ اُستاد سے بھاگا ہے

تا چناں گردد کہ می خواہد دلش — آں دلِ کورِ بدِ بے حاصلش

تاکہ وہ ویسا بنے جیسا کہ اُس کا دل چاہتا ہے — وہ اُس کا اندھا، بُرا، بدنصیب دل

گر چناں[۲] گشتی کہ اُستا خواستے — خویش را و خلق را آراستے

اگر وہ ویسا بنتا جیسا کہ اُستاد چاہتا — اپنے آپ کو اور لوگوں کو سُدھار دیتا

ہر کہ از اُستا گریزد در جہاں — اُو ز دولت می گریزد ایں بداں

جو دنیا میں اُستاد سے بھاگے — یہ سمجھ لے وہ دولت سے بھاگتا ہے

پیشۂ آموختی در کسبِ تن — چنگ اندر پیشۂ دیں نیز زن

تو نے جسم کی کمائی کا پیشہ سیکھ لیا — دین کے پیشہ میں بھی ہاتھ ڈال

در جہاں پوشیدہ گشتی و غنی[۳] — چوں بروں آئی ازینجا چوں کُنی

تو نامرد تھا دنیا میں چھپا رہا — جب یہاں سے باہر نکلے گا کیا کرے گا

پیشۂ آموز کاندر آخرت — اندر آید کسب و دخلِ مغفرت

ایسا پیشہ سیکھ کہ آخرت میں — مغفرت کی آمدنی اور کمائی حاصل ہو

آں جہاں شہریست پُر بازار و کسب — تا نہ پنداری کہ کسب اینجاست حسب

وہ عالم (آخرت) ایک ایسا شہر ہے جو بازار اور کمائی سے بھرا ہے — تو ہرگز یہ نہ سمجھ کہ کمائی صرف اسی جگہ ہے

---

[۱] چو زن۔ عورتیں بہت جلد عشوہ اور غلط تعریفوں کے فریب میں آجاتی ہیں۔ مر ترا۔ ایک انسان کیلئے دنیا داروں کی جھوٹی تعریفوں سے بزرگوں کی کڑوی باتیں زیادہ مفید ہیں۔ شہاں۔ یعنی بزرگانِ دین۔ صفع۔ تمانچہ یعنی کڑوی نصیحت۔ شہد یعنی جھوٹی تعریف کسا۔ یعنی بزرگانِ دین۔ زایشاں۔ بزرگوں کی سختی جھیلنے سے نفع پہنچتا ہے۔ در پناہ۔ جسم جو ایک بے حس چیز ہے روح کی صحبت میں حساس ہوجاتا ہے، اسی طرح مرید شیخ کی صحبت سے زندگی حاصل کرلیتا ہے۔ ہر کجا۔ جو اُستاد کا ادب نہ کریگا اور صحبت برداشت نہ کریگا محروم رہیگا۔ تا چناں۔ اُستاد سے بھاگنے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ اُستاد کو اپنی منشاء پر چلانا چاہتا ہے اور جب اُس میں کامیابی نہیں ہوتی تو بھاگتا ہے۔

[۲] گر چناں۔ اگر مرید شیخ کی مرضی کے مطابق مجاہدے کرے تو اپنی اور دوسروں کی ہدایت کا سبب بن جائے۔ پیشۂ دیں۔ دینداری سے روح کی اصلاح ہوتی ہے جس کو بقا حاصل ہے۔

[۳] غنی۔ غنین کا مخفف ہے۔ نامرد، دین کی نامردی دنیا میں تو چھپ سکتی ہے لیکن آخرت میں کھل کر رہے گی۔ کسب۔ کمائی۔ دخل۔ آمدنی۔ آں جہاں۔ آخرت میں اعمالِ حسنہ کے اچھے دام لگینگے اور اعمالِ سیئہ کے کھوٹے دام

حق تعالیٰ گفت کایں کسبِ جہاں — پیشِ آں کسبِ لعبؔ[1] کودکاں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس عالَم (دنیا) کی کمائی — اُس (عالَمِ آخرت) کی کمائی کے مقابلہ میں بچوں کا کھیل ہے

ہمچو آں طفلے کہ بر طفلے تنَد — شکلِ صحبت کُن مساسے می کُنَد

اُس بچّہ کی طرح جو بچّہ پر چڑھے — (اور) جماع کرنے والے کی طرح مساس کرے

کودکاں[2] سازند در بازی دُکاں — سُود نبود جُز کہ تغییرِ زماں

بچے کھیل میں دکان لگاتے ہیں — وقت گذاری کے علاوہ کوئی نفع نہیں ہوتا ہے

شب شود در خانہ آید گُرسنہ — کودکاں رفتہ بماندہ یک تنہ

رات ہو جاتی ہے تو گھر میں بھوکا آتا ہے — بچّے چلے جاتے ہیں، اکیلا رہ جاتا ہے

ایں جہاں بازیگہ است و مرگ شب — باز گردی کیسہ خالی پُر لعب

یہ دنیا تماشا گاہ ہے اور موت رات ہے — تو تھکا ماندہ خالی جیب واپس ہوگا

سُوئے خانہ گورِ تنہا ماندۂ — با فُغاں وا حسرتا بر خواندۂ

قبر کے گھر کی طرف (جانے کیلئے) تو تنہا رہ گیا — فریاد کے ساتھ ہائے افسوس کہتا ہوا

کسبِ دیں عشق ست و جذبِ اندرُوں — قابلیت نورِ حق داں اے حَرُوں

دین کی کمائی عشق، اور باطنی جذبہ ہے — اے سرکش! قابلیت اللہ کے نور کو سمجھ

کسبِ[3] فانی خواہدت ایں نفسِ خس — چند کسبِ خس کُنی بگذار و بس

تیرا یہ کمینہ نفس فنا ہوجانے والی کمائی چاہتا ہے — کبتک کمینی کمائی کرے گا؟ چھوڑ، بس کر

نفسِ حس گر جویدت کسبِ شریف — حیلہ و مکرے بُود آں را ردیف

حسی نفس اگر تجھ سے اچھی کمائی کا مطالبہ کرے — کوئی حیلہ اور مکر اُس کے پس پشت ہوگا

بیدار کردن ابلیس حضرت امیر المومنین معاویہ رضؓ را کہ برخیز کہ وقتِ نماز ست

شیطان کا حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کو بیدار کرنا کہ اٹھیئے نماز کا وقت ہے

در خبر آمد کہ خالِ مومناں — بود اندر قصرِ خود خفتہ شباں

قصہ میں مذکور ہے کہ مسلمانوں کے ماموں — رات کے وقت اپنے محل میں سو رہے تھے

قصر را از اندروں در بستہ بود — کز زیارتہائے مردم خستہ بود

محل کا دروازہ اندر سے بند تھا — کیونکہ وہ لوگوں کی ملاقات سے تھک گئے تھے

ناگہاں مردے اُورا بیدار کرد — چشم چوں بکشاد پنہاں گشت مرد

اچانک اُن کو ایک شخص نے جگا دیا — جب انھوں نے آنکھ کھولی وہ شخص چھپ گیا

[1] لعب۔ کھیل، قرآن پاک میں دنیاوی زندگی کو بے کار کھیل کود سے تعبیر کیا ہے۔ ہمچو۔ دنیاوی کاروبار محض نمائش ہے جس میں کوئی حقیقت اور بقا نہیں جیسا کہ ایک بچہ دوسرے بچے سے جماع کرے جو محض جماع کی نقل ہے مساس۔ چھونا، رگڑنا۔

[2] کودکاں۔ دنیاوی کاروبار بچوں کی فرضی دکان ہے۔ تغییرِ زماں۔ وقت گذاری۔ ایں جہاں۔ اِس دنیا کو بچوں کی دنیا سمجھو اور موت کو رات تصور کرو اگر دنیا میں لگے رہوگے تو جس طرح فرضی دکان والا بچہ بلا کمائی کے گھر کو تنہا لوٹتا ہے اسی طرح موت آنے پر تم تنہا بلا کمائی کے کوچ کروگے۔ کسبِ دین۔ دین کی کمائی عشقِ خداوندی اور باطنی جذب ہے اور اُس کی قابلیت خداداد ہے۔

[3] کسبِ فانی۔ نفس کا تقاضہ فانی لذتیں حاصل کرنا ہے۔ نفسِ حس۔ نفسِ آمارہ اگر کسی بھلے کام کی ترغیب دیتا ہو تو اُسکے پسِ پشت کوئی دھوکا ہوتا ہے۔ ردیف۔ ایک جانور پر دو سواروں میں سے پچھلا سوار۔ خال۔ ماموں، حضرت امیر معاویہ رضؓ حضرت امّ حبیبہ امّ المومنین زوجۃ النبیؐ کے بھائی ہیں اِس اعتبار سے وہ مسلمانوں کے ماموں ہیں۔ قصہ۔ حضرت امیر معاویہ رضؓ لوگوں کی ملاقاتوں سے تھک کر محل کے اندر کا دروازہ بند کر کے سو گئے تھے۔

گفت اندر قصر کس را رہ[1] نبود
بولے محل میں کسی (کے آنے) کا راستہ نہ تھا
کیست کایں گستاخی و جرأت نمود
کون ہے جس نے یہ گستاخی اور ہمت کی؟

گرد بر گشت و طلب کرد آں زماں
اُنھوں نے چکر لگایا اور فوراً جستجو کی
تا بیابد زاں نہاں گشتہ نشاں
تاکہ اس چھپے ہوئے کا پتہ لگالیں

از پسِ در مُدبرے[2] را دید کو
در کے پیچھے اُنھوں نے ایک پُشت پھیرے ہوئے کو دیکھا کہ وہ
در پسِ پردہ نہاں می کرد رُو
پردے کے پیچھے منہ چھپا رہا تھا

گفت ہی تو کیستی نامِ تو چیست
فرمایا خبردار! تو کون ہے تیرا کیا نام ہے؟
گفت نامم فاشِ ابلیسِ شقی ست
اس نے کہا میرا نام بدبخت شیطان مشہور ہے

جواب گفتنِ حضرت امیر المومنین معاویہ رضؓ را
حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کو جواب دینا

گفت بیدارم چرا کردی بجدّ
اُنھوں نے کہا تو نے مجھے کوشش کر کے کیوں جگایا؟
راست گو با من مگو بر عکس و ضد
سچ بتا مجھ سے اُلٹی اور خلاف (بات) نہ کہنا

گفت ہنگامِ نماز آخر رسید
اُس نے کہا نماز کا وقت آخیر ہو گیا ہے
سوئے مسجد زود می باید دوید
مسجد کی جانب جلد دوڑ جانا چاہیے

عَجِّلُوا[3] الطَّاعَاتِ قَبْلَ الْفَوْت گفت
عبادات کو فوت ہونے سے پہلے پورا کرو فرمایا ہے
مُصطفےٰ چوں گوہرِ معنیٰ بسُفت
مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معنیٰ کے موتی پروئے

گفت نے نے ایں غرض نبود ترا
اُنھوں نے کہا نہیں نہیں تیرا یہ مقصد نہ ہوگا
کہ بخیرے رہنما باشی مرا
کہ کسی بھلائی کے لئے تو میری رہنمائی کرے

دُزد آید از نہاں در مسکنم
چور چھپ کر میرے گھر میں آئے
گویدم کہ پاسبانی می کنم
(اور) مجھ سے کہے کہ میں چوکیداری کر رہا ہوں

من کجا باور کنم آں دُزد را
میں اُس چور کا کب یقین کر سکتا ہوں؟
دُزد کے داند ثواب و مُزد را
چور ثواب اور مزدوری کو کیا جانے؟

خاصہ دُزدے چوں تو قُطّاع الطریق
خصوصاً تجھ جیسا ڈاکو چور
از چہ رُو گشتی چنیں بر من شفیق
تو مجھ پر ایسا مہربان کیوں بنا؟

جواب گفتنِ ابلیسِ لعین بارِ دوم حضرت امیر المومنین معاویہ رضؓ را
لعین شیطان کا دوسری بار حضرت امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کو جواب دینا

[1] رہ نبود۔ یعنی دروازہ بند تھا اندر آنے کا راستہ کھلا ہوا نہ تھا۔ گستاخی۔ یعنی نیند سے بیدار کرنا۔ جرأت۔ یعنی بلا اجازت محل میں آنا۔

[2] مدبر۔ پشت پھیرنے والا، بدبخت۔ فاش۔ ظاہر، مشہور۔ جد۔ کوشش۔ برعکس۔ یعنی واقعہ کے خلاف ہنگام۔ وقت۔ باید دوید۔ یعنی تاکہ نماز قضا نہ ہو جائے۔

[3] عجلوا۔ یعنی وقتی عبادت کا وقت ختم ہونے سے پہلے اور غیر وقتی عبادت فوت ہونے سے پہلے ادا کر دو۔ گفت۔ حضرت معاویہؓ نے شیطان سے کہا تو اللہ کے اسم مُضل کا مظہر ہے تجھ سے خیر کی راہنمائی ممکن نہیں ہے۔ ثواب و مزد۔ انسان دوسری کی نگہبانی یا ثواب کے لئے کریگا یا اُجرت کے لئے، چور کو ان دونوں سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ قُطّاع الطریق۔ راہزن، ڈاکو۔

گفت[۱] ما اوّل فرشتہ بودہ ایم — راہِ طاعت را بجاں پیمودہ ایم

اُس نے کہا میں شروع میں فرشتہ تھا — میں نے فرمانبرداری کا راستہ (دل) جان سے طے کیا ہے

سالکانِ راہ را محرم بُدیم — ساکنانِ عرش را ہمدم بُدیم

میں راہِ (خدا) کے سالکوں کا رازدار تھا — عرش کے رہنے والوں کا ساتھی تھا

پیشۂ اوّل کجا از دل رَوَد — مہرِ اوّل کے زدل بیروں شود

پہلا پیشہ دل سے کہاں نکلتا ہے؟ — پہلی محبت دل سے کب نکلتی ہے؟

در سفر گر رَوم بینی یا خُتن — از دلِ تو کے رود حُبِّ وطن

سفر میں تو خواہ روم کو دیکھے یا خُتن کو — تیرے دل سے وطن کی محبت کہاں جاتی ہے؟

ما ہم از مستانِ ایں[۲] مے بودہ ایم — عاشقانِ درگہِ وے بودہ ایم

ہم بھی اِس شراب کے مستوں میں سے رہے ہیں — اِس کے دربار کے عاشقوں میں سے رہے ہیں

نافِ ما بر مہرِ اُو ببریدہ اند — عشقِ او در جانِ ما کاریدہ اند

ہماری نال اُس کی محبت پر کٹی ہے — اُس کا عشق ہماری جان میں بویا گیا ہے

روزِ نیکو دیدہ ایم از روزگار — آبِ رحمت خوردہ ایم اندر بہار

زمانہ سے ہم نے اچھا وقت دیکھا ہے — (موسم) بہار میں ہم نے رحمت کا پانی پیا ہے

نے[۳] کہ مارا دستِ فضلش کاشتہ ست — از عدم مارا نہ اُو برداشتہ است

کیا ہمیں اُس کی مہربانی کے ہاتھ نے نہیں بویا ہے؟ — کیا وہ ہمیں عدم سے اُٹھا کر نہیں لایا ہے؟

اے بسا کز وے نوازش دیدہ ایم — در گلستانِ رضا گردیدہ ایم

ہم نے اُس کی بہت سی نوازشیں دیکھی ہیں — ہم اُس کی رضا کے باغ میں ٹہلے ہیں

بر سرِ ما دستِ رحمت می نہاد — چشمہائے لطف بر ما می کشاد

ہمارے سر پر دستِ شفقت رکھتا تھا — مہربانی کی نظروں سے ہمیں دیکھتا تھا

درگہِ طفلی کہ بودم شیر جُو — گاہوارم را کہ جُنبانید اُو

بچپن میں جبکہ میں دودھ پیتا تھا — میرا پنگورا کون ہلاتا تھا؟ وہ

از کہ خوردم شیر غیر از شیرِ اُو — کہ مرا پرورد جُز تدبیرِ اُو

میں نے اُس کے دودھ کے علاوہ کس کا دودھ پیا ہے؟ — مجھے اُس کی تدبیر کے علاوہ کس نے پالا ہے؟

خوئے کاں با شیر رفت اندر وجود — کے تواں اُورا ز مردم وا کشود

وہ عادت جو دودھ کے ساتھ جسم میں گئی ہو — اُس کو انسانوں سے کون نکال سکتا ہے؟

۱ گفت۔ شیطان نے امیر معاویہؓ سے کہا میں ایک زمانہ میں مُعلّمُ الملکوت تھا۔ محرم۔ راز دار۔ ساکنانِ عرش۔ فرشتے۔ پیشۂ اوّل۔ فرشتوں کو تعلیم دینا اور نیکی کی رہنمائی کرنا۔ در سفر۔ وطن کی محبت ابتدائی محبت ہے وہ کسی حالت میں نہیں جاتی خواہ انسان کسی دوسرے بہتر شہر میں جا بسے۔ ختن۔ چین کا ایک مشہور شہر ہے۔

۲ ایں مے یعنی عشقِ خداوندی کی شراب۔ وے یعنی خدائے تعالےٰ۔ ناف بر مہر کسے بُریدن۔ کسی سے پیدائشی محبت ہونا۔ رحمت۔ یعنی رحمتِ خداوندی۔

۳ نے کہ جب اُنکے اِسقدر احسانات ہیں تو ہمارے دل میں اُنکی محبت کیسے نہ ہوگی۔ می نہاد۔ یعنی جب تک کہ میں راندۂ درگاہ نہ ہوا تھا۔ گہ۔ گاہ۔ گاہوارہ۔ جھولنا، پنگورا۔ شیرِ اُو۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے پرورش کی۔ خوئے۔ گھٹی میں پڑی ہوئی عادت نہیں بدلتی ہے۔

گر عتابے[1] کرد دریائے کرم
اگر دریائے کرم نے عتاب کیا ہے
بستہ کے گردند درہائے کرم
کرم کے دروازے کب بند ہو سکتے ہیں؟

اصلِ نقدش لطف و داد و بخشش ست
اسکے سکے کی اصل مہربانی اور عطا اور بخشش ہے
قہر بر وے چوں غبارے از غش ست
اس کے اوپر قہر ایسا ہے جیسا کہ کھوٹ کا جھول

از برائے لطف عالم را بساخت
اس نے جہان کو مہربانی کے لئے بنایا ہے
ذرہ ہا را آفتابِ او نواخت
ذروں کو اس کے آفتاب نے نوازا ہے

فرقت از قہرش اگر آبستن ست
جدائی اگر اس کے غصہ کی حامل ہے
بہرِ قدرِ وصلِ او دانستن ست
تو اس کے وصل کی قدر جاننے کے لئے ہے

تا دہد جاں را فراقش گوشمال
جب اس کی جدائی جان کی گوشمالی کرتی ہے
جاں بداند قدرِ ایامِ وصال
جان وصل کے دنوں کی قدر کو جان لیتی ہے

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے فرمایا ہے
قصدِ من از خلق احساں بودہ است
پیدا کرنے سے میرا مقصود احسان کرنا ہے

آفریدم تا ز من سودے کنند
میں نے پیدا کیا ہے تاکہ وہ مجھ سے فائدہ اٹھائیں
تا ز شہدم دست آلودے کنند
(اور) تاکہ میرے شہد سے ہاتھ آلودہ کریں

نے[2] برائے آں کہ تا سودے کنم
نہ اسلئے کہ میں (ان سے) فائدہ اٹھاؤں
وز برہنہ را قبائے بر کنم
اور ننگے کی میں قبا اتاروں

چند روزے کہ ز پیشم راندہ است
چند روز سے کہ مجھے سامنے سے دھتکارا ہے
چشمِ من در روئے خوبش ماندہ است
میری آنکھ اس کے حسین چہرے پر جمی ہے

کز چناں روئے چنیں قہر اے عجب
کہ تعجب ہے، ایسے چہرے سے ایسا غصہ
ہر کسے مشغول گشتہ در سبب
ہر شخص سبب میں مشغول ہے

من سبب را ننگرم کاں حادث ست
میں سبب کو نہیں دیکھتا ہوں کیونکہ وہ حادث ہے
زانکہ حادث حادثے را باعث ست
(اور) اسلئے کہ حادث، حادثات کا باعث ہے

لطفِ[3] سابق را نظارہ می کنم
میں پہلی مہربانی کا نظارہ کرتا ہوں
ہر چہ آں حادث دو پارہ می کنم
جو حادث ہے اس کے دو ٹکڑے کر دیتا ہوں

ترکِ سجدہ از حسد گیرم کہ بود
میں مانتا ہوں (آدم کو سجدہ نہ کرنا حسد کی وجہ سے تھا)
آں حسد از عشق خیزد نہ از جحود
وہ حسد محبت سے پیدا ہوتا ہے نہ کہ انکار سے

---

[1] گر عتابے۔ جبکہ وہ ناراض ہے میں اسکے کرم سے مایوس نہیں ہوں۔ اصلِ نقدش۔ حدیث میں ہے خدا نے فرمایا سبقت رحمتی علی غضبی میری رحمت میرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے۔ غش۔ کھوٹ، ملمع۔ از برائے لطف۔ اللہ کی مہربانی سے ہی عالم وجود میں آیا ہے۔ فرقت۔ یعنی خدا اپنے دربار سے دور بھی کرتا ہے تو اسلئے کرتا ہے کہ وصال کی قدر معلوم ہو جائے۔ تا دہد۔ جب جدائی کی سزا ملتی ہے تو وصل کی قدر ہوتی ہے۔

[2] نے برائے۔ دنیا کے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کا اپنا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ وز برہنہ۔ ننگے سے کوئی چادر کیسے چھین سکتا ہے مخلوق جبکہ خود محتاج ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ کیا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ چشمِ من۔ لہٰذا میں انکی رحمت کا امیدوار رہوں گا۔ ہر کسے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ناراضی میں ایسا کوئی سبب پیدا فرما دیتا ہے جس سے بندہ کو تکلیف پہنچتی ہے تو عام لوگ اس سبب پر نظر کر کے کڑھتے ہیں میں مسبب یعنی اللہ تعالیٰ پر نظر رکھتا ہوں اور اس کا قائل ہوں ہر چہ از دوست می رسد نیکوست۔ حادث یعنی سبب۔ حادثے را یعنی تکالیف۔

[3] لطف۔ مہربانی اللہ کی قدیم صفت ہے اور قہر بعد کی چیز ہے میں قدیم صفت کو پیش نظر رکھتا ہوں اور مایوس نہیں ہوتا ہوں قہر سے قطع نظر کر لیتا ہوں۔ ترکِ سجدہ حضرت آدم کو سجدہ نہ کرنے

هر حسد[1] از دوستی خیزد یقیں — که شود با دوست غیرے هم نشیں

یقیناً (اسطرح کا) ہر حسد دوستی سے پیدا ہوتا ہے — کہ دوست کے ساتھ غیر ہم نشین ہو

هست شرطِ دوستی غیرت پزی — همچو بعدِ عطسه گفتن دیر زی

غیرتمندی، دوستی کا لازمہ ہے — جیساکہ چھینک کے بعد کہنا "عمر دراز ہو"

چونکه[2] بر نطعش جز آں بازی نبود — گفت بازی کُن چه دانم در فزود

چونکہ اُس کی بساط پر اِس بازی کے سوا کچھ نہ تھا — اُس نے کہا بازی کھیل، میں بڑھنا کیا جانوں

آں یکے بازی که بُد من باختم — خویشتن را در بلا انداختم

وہی ایک بازی جو تھی میں نے کھیل — تو میں نے اپنے آپ کو مصیبت میں پھنسا لیا

در بلا هم می چشم لذّاتِ او — ماتِ اویم ماتِ اویم ماتِ او

مصیبت میں بھی میں اُس کی لذتیں چکھتا ہوں — اُسی سے ہارا ہوں اُسی سے ہارا ہوں اُسی سے ہارا ہوں

چوں رهاند خویشتن را اے سره — هیچکس در شش جهت زیں شش دره

اے کھرے! اپنے آپ کو کیسے چھڑائے — کوئی اِن چھ جہتوں میں ہلاکت کی جگہ سے؟

جزوِ ششش از کلِ ششش چوں وا رهد — خاصه که بے چوں مر او را کژ نهد

ششدرہ کی نرد ششدرہ سے کیسے نکلے — خصوصاً جبکہ (ذاتِ) بیمثال نے (اس نرد کو) ٹیڑھا رکھا ہو

هر که در شش[3] در درونِ آتش ست — اوش بر هاند که خلاقِ شش ست

جو کوئی چھ جہت سے آگ میں ہے — اُسکو وہی نجات دلائے جو شش جہت کا پیدا کرنیوالا ہے

خود اگر کفرست اگر ایمانِ او — دست بافِ حضرتست و آنِ او

خواہ وہ کفر ہے اور خواہ وہ ایمان ہے — (اسی) دربار کا بنایا ہوا ہے اور اُس کا مملوک ہے

باز تقریر کردنِ امیر المومنین حضرت معاویه رضی الله عنه ابلیس لعین را

امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ابلیس لعین کے سامنے دوبارہ تقریر کرنا

گفت امیر او را که اینها راست ست — لیک بخشِ تو ازینها کاست ست

امیر (معاویہؓ) نے اُس سے کہا یہ سب درست ہے، — لیکن ان میں تیرا حصہ نہیں ہے

صد هزاراں را چو من تو ره زدی — حفره کردی در خزینه آمدی

تو نے مجھ جیسے لاکھوں کو گمراہ کیا ہے — نقب لگا کر تو خزانہ میں آیا ہے

آتشی از تو نه سوزم چاره نیست — کیست کز دستِ تو جامه اش پاره نیست

تو آگ ہے تجھ سے نہ جلوں؟ کوئی چارہ نہیں ہے — کون ہے جس کا جامہ تیرے ہاتھ سے چاک نہیں ہے؟

---

[1] ہر حسد۔ رقابت میں جو حسد پیدا ہوتا ہے وہ دوست کی دوستی پر مبنی ہے کیونکہ حاسد رقیب یہ نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا محبوب کا ہم نشین بنے بہت۔ دوستی اور عشق میں رقیب سے حسد لازمی چیز ہے جس طرح کہ دعا چھینک کے لوازم میں ہے۔

[2] چونکہ جبکہ تقدیرِ الٰہی کی بساط پر میرے لئے صرف یہی بازی تھی کہ میں آدم کو سجدہ نہ کروں اور مردودِ بارگاہ بنوں تو میرے لئے اِس سے تجاوز کرنے کا کیا امکان تھا۔ آں یکے۔ یعنی آدم کو سجدہ نہ کرنے کی بازی میں نے کھیلی اور میں مصیبت میں پھنس گیا۔ در بلا چونکہ یہ اُسکی ذات سے بازی ہاری لہٰذا میں اِس بازی ہارنے سے بھی لطف اندوز ہوتا ہوں۔ شش درہ۔ وہ جگہ جس سے رہائی ناممکن ہو، وہ چھ خانے جو نرد کی بازی میں ہوتے ہیں ان میں گوٹ ایسی بند ہو جاتی ہے کہ اُس کی چال ناممکن ہو جاتی ہے۔ جزوِ شش یعنی ششدرہ کی گوٹ یعنی وہ نرد جو ششدرہ میں پھنس گئی ہو۔ کلِ شش۔ یعنی ششدرہ۔

[3] شش یعنی چھ جہتیں۔ امیر یعنی امیر المومنین معاویہؓ بخش حصہ۔ کاست کم۔ رہ زدن گمراہ کرنا۔ حفرہ۔ گڑھا، نقب۔ خزینہ، خزانہ۔ آتشی شیطان آگ سے بنا ہے جس کا کام جلا دینا ہے۔

طبعت اے آتش چو سوزانید نیست ——— تا نسوزانی تو چیزے چارہ نیست
اے آگ! جبکہ تیرا مزاج جلا ڈالنا ہے ——— جب تک تو جلا نہ ڈالے، کوئی تدبیر نہیں ہے

لعنت[1] این باشد کہ سوزانت کند ——— اُوستادِ جملہ دُزدانت کند
(تجھ پر) یہ لعنت ہوئی کہ تجھے جلانیوالا کر دیا ——— تجھے تمام چوروں کا اُستاد کر دیا

با خدا گفتی، شنیدی رُو برُو ——— من چہ باشم پیشِ مکرت اے عَدُو
خدا کے روبرو، تیری کہن سُن ہوئی ——— اے دشمن! میں تیرے مکر کے سامنے کیا ہوں؟

معرفت ہائے تو چوں بانگِ صَفیر ——— بانگِ مُرغانست لیکن مُرغ گیر
تیری معرفت کی باتیں سیٹی کی آواز کی طرح ہیں ——— بولی پرندوں کی ہے لیکن پرندوں کو پھانسنے والی ہے

صد ہزاراں مُرغ را آں رہ زدست ——— مُرغ غرّہ کاشنائے آمدست
(اس سیٹی نے) لاکھوں پرندوں پر ڈاکہ ڈالا ہے ——— پرندے دھوکے میں ہیں کہ کوئی جان پہچان کا آیا ہے

در ہوا چوں بشنوَد بانگِ صَفیر ——— از ہوا آید شود آنجا اسیر
ہوا میں جب سیٹی کی آواز سُنتا ہے ——— ہوا سے (اُتر) آتا ہے وہاں قیدی بن جاتا ہے

قومِ نوحؑ از مکرِ تو در نوحہ اند ——— دل کباب و سینہ شرحہ شرحہ اند
نوحؑ کی قوم تیرے مکر سے نوحہ میں لگی ہے ——— دل کباب اور سینہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہے

عاد[2] را برباد دادی در جہاں ——— در فگندی در عذاب و اندہاں
تو نے دنیا میں (قوم) عاد کو برباد کیا ہے ——— عذاب اور رنجوں میں مبتلا کر دیا ہے

از تو بُودہ سنگسار آں قومِ لوطؑ ——— در سیاہ آبہ ز تو خوردند غوط
قوم لوطؑ تیری وجہ سے سنگسار ہوئی ——— تیری وجہ سے اُنھوں نے سڑے پانی میں غوطہ لگایا

مغزِ نمرود از تو آمد ریختہ ——— اے ہزاراں فتنہا انگیختہ
نمرود کا بھیجہ تیری وجہ سے بہا ——— اے (وہ کہ جس نے) ہزاروں فتنے برپا کیے

عقلِ فرعونِ ذکیِ فیلسوف ——— کور گشت از تو نیابید اُو وقوف
فلسفی، ذہین فرعون کی عقل ——— اندھی ہوگئی (اور) تجھے نہ سمجھی

بُولہب ہم از تو نااہلے شدہ ——— بُوالحکم[3] ہم از تو بُوجہلے شدہ
ابولہب بھی تیری وجہ سے نالائق بنا ——— ابوالحکم تیری وجہ سے ابوجہل بنا

اے بریں شطرنج بہرِ یاد را ——— مات کردہ صد ہزار اُستاد را
اے (وہ کہ جس نے) اِس بساط پر یادگار کے لئے ——— لاکھوں اُستادوں کو مات دی ہے

---

[1] لعنت۔ تجھ پر خدا کی لعنت کی یہ صورت ہے کہ تجھے جلانے والا اور چوروں کا سردار بنا دیا ہے۔ با خدا: شیطان نے آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے کے معاملہ میں آمنا سامنا جواب دیئے۔ بانگِ صفیر: شکاری کی وہ آواز جو وہ پرندے کی آواز کی طرح نکالتا ہے جس کو پرندہ اپنے ہم جنس کی آواز سمجھ کر دھوکا کھا جاتا ہے اور جال میں پھنس جاتا ہے۔ آں: یعنی شکاری کی سیٹی۔ اسیر: قیدی۔ نوحہ: رونا۔ شرحہ شرحہ: پارہ پارہ۔

[2] عاد۔ قوم عاد کی ہدایت کے لئے حضرت صالحؑ بھیجے گئے تھے لیکن شیطان نے اُن کو راہِ ہدایت پر نہ آنے دیا۔ اندہاں: اندوہ کی جمع ہے، غم۔ قومِ لوط: حضرت لوطؑ حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے انکو قوم کی ہدایت کیلئے بھیجا گیا لیکن شیطان نے قوم کو بہکایا جس کی وجہ سے اُن پر سنگ باری کا عذاب آیا۔ سیاہ آبہ: کالا پانی یعنی عذاب۔ غوط: غوطہ۔ نمرود: خدائی کا دعویدار ہوا خدا نے ایک مچھر اُسکے دماغ میں گھسا دیا جس سے وہ ہلاک ہوا۔ فیلسوف: فلسفی حکیم۔ بولہب: آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی کنیت ہے جس نے آنحضورؐ کی مخالفت کی تھی۔

[3] بوالحکم۔ اسی کو ابوجہل کہا جاتا ہے۔ شطرنج: یعنی مکر اور فریب کی بازی۔ یاد: یعنی یادگار۔

اے ز فرزین[۱] بندہائے مشکلت | سوختہ دلہا سیہ گشتہ دلت
اے (وہ کہ) تیرے مشکل فرزین بندوں (چالوں) سے | بہت سے دل جل گئے، تیرا دل سیاہ ہو گیا

بحر مکری تو خلائق قطرہ | تو چوں کوہی ویں سلیماں ذرہ
تو مکاری کا سمندر ہے، لوگ ایک قطرہ ہیں | تو پہاڑ جیسا ہے اور یہ بھولے بھالے (لوگ) ایک ذرہ ہیں

کے رہد از مکر تو اے مختصم | غرق طوفانیم الا من عصم
اے جھگڑالو! تیرے مکر سے کب چھوٹتا ہے؟ | ہم تو طوفان میں غرق ہیں مگر وہ جس کو اللہ بچائے

بس ستارہ سعد از تو محترق | بس سپاہ جمع از تو مفترق
بہت سے سعد ستارے تیری وجہ سے بے نور ہو گئے ہیں | فوج کے بہت سے سپاہی تیری وجہ سے بکھر گئے ہیں

بس سلیماں کز تو دیں درباختہ | سرنگوں تا قعر دوزخ تاختہ
بہت سے بھولے بھالے تیری وجہ سے دین کھو چکے ہیں | دوزخ کی گہرائی تک اوندھے دوڑے ہیں

بس جو بلعم[۲] از تو نومید آمدہ | بس چو برصیصا ز تو کافر شدہ
بہت سے بلعم (باعور) جیسے تیری وجہ سے مایوس ہو گئے ہیں | بہت سے برصیصا جیسے ہیں جو تیری وجہ سے کافر بنے ہیں

جواب گفتن ابلیس لعین امیر المومنین حضرت معاویہؓ را نوبت سوم

ابلیس لعین کا تیسری بار امیر المومنین حضرت معاویہؓ کو جواب دینا

گفت ابلیسش کشائیں عقدہا | من[۳] محکم قلب را و نقد را
اُن سے شیطان نے کہا ان گرہوں کو کھول دیجئے | میں تو کھرے اور کھوٹے کے لئے کسوٹی ہوں

امتحان شیر و کلبم کرد حق | امتحان نقد و قلبم کرد حق
مجھے اللہ تعالےٰ نے شیر اور کتے کے امتحان کا ذریعہ بنایا ہے | مجھے اللہ تعالیٰ نے کھرے اور کھوٹے کا ذریعۂ امتحان بنایا ہے

قلب را من کے سیہ رو کردہ ام | صیرفیم قیمت او کردہ ام
کھوٹے کو میں نے کب سیاہ رو بنایا ہے | میں تو صراف ہوں میں نے اس کی قیمت لگا دی ہے

نیکواں را رہنمائی می کنم | مر بداں را پیشوائی می کنم
میں نیکوں کی رہنمائی کرتا ہوں | (اور) بروں کی (بھی) پیشوائی کرتا ہوں

صالحاں را مقتدا و مامنم | طالحاں را نیز یاری می کنم
میں نیکوں کا مقتدا اور امن کی جگہ ہوں | میں بروں سے بھی دوستی کرتا ہوں

شیطان انسان کی شر کی قوت کو بروئے کار لاتا ہے لہٰذا لعنت کا مستحق ہے۔ اگر کوئی شخص بارود میں آگ لگائے اور اپنی برأت کے لئے کہے کہ اس میں خود جلنے کا مادہ تھا تو وہ اپنی اس تقریر سے بری نہیں ہو سکتا ہے۔

[۱] فرزین بند۔ وہ چال جس سے شطرنج کے مہرے فرزین کو بند کر دیا جائے اور اس کی چال مشکل ہو جائے۔ سلیمان۔ سلیم کی جمع ہے۔ سادہ مزاج انسان۔ مختصم۔ جھگڑالو۔ سعد۔ مبارک۔ محترق۔ وہ ستارہ جو آفتاب کے ساتھ ایک برج میں جمع ہو کر اپنی شعاع کھو بیٹھے۔

[۲] بلعم۔ بن باعور مشہور شخص تھا جو بہت عبادت گزار تھا لیکن حضرت موسیٰ کی مخالفت کر کے تباہ و برباد ہو گیا۔ برصیصا۔ ایک مشہور عبادت گزار راہب تھا جس کو شیطان نے گمراہ کر دیا تھا۔

[۳] من محک ام۔ میں کسوٹی ہوں۔ قلب۔ کھوٹا سکہ۔ نقد۔ کھرا سکہ۔ امتحان یعنی امتحان کا ذریعہ۔ صیرفی۔ صراف۔ پیتل کھوٹا سکہ جب تپایا جاتا ہے تو کالا پڑ جاتا ہے قیمت او۔ شیطان کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان میں خیر و شر کی قوت میں نے نہیں پیدا کی ہے بلکہ قدرت نے پیدا کی ہے میں تو صرف اس کو ظاہر کر دیتا ہوں لہٰذا میں قصور وار نہیں ہوں لیکن اس کی یہ تقریر غلط ہے بیشک خیر و شر کا مادہ اللہ نے پیدا فرمایا ہے لیکن جو شخص جس طرح کی قوت کو بروئے کار لانے کا سبب بنے گا وہ اسی طرح کی جزا و سزا کا مستحق ہوگا۔ انبیاء انسانوں کی خیر کی قوت کو بروئے کار لاتے ہیں لہٰذا جزا کے مستحق ہیں۔

باغبانم[۱] شاخِ تر می پرورم | شاخہائے خشک را ہم می بُرم
میں باغبان ہوں ترشاخ کی پرورش کرتا ہوں | سوکھی شاخوں کو کاٹتا بھی ہوں

ایں علفہا می نہم از بہرِ چیست | تا پدید آید کہ حیوان جنسِ کیست
میں یہ چارا ڈالتا ہوں تو کس لئے ؟ | تاکہ ظاہر ہو جائے کہ حیوان کس قسم کا ہے

سگ چو از آہو بزاید کودکے | در سگے و آہوئے دارد شکے
کُتیا جب ہرن کا بچہ جن دے | اُس کے کتا اور ہرن ہونے میں شک ہو جاتا ہے

تو گیاہ و استخواں پیشش بریز | تا کدامیں سو کُند او گام تیز
تو اس کے سامنے گھاس اور ہڈی ڈالدے | دیکھ ! وہ کس کی طرف لپکتا ہے

گر بسوئے استخواں آید سگ ست | ور گیا خواہد یقیں آہو رگ ست
اگر ہڈی کی طرف آئے ، کتا ہے | اگر گھاس کیطرف رغبت کرے یقیناً وہ ہرن کی نسل ہے

قہر و لطفے[۲] جُفت شد با ہمد گر | زاد زیں ہر دو جہانِ خیر و شر
(اللہ تعالیٰ کا) قہر اور مہر باہم ملے | اِن دونوں سے عالمِ خیر و شر پیدا ہوا

تو گیاہ و استخواں را عرضہ کن | قوتِ نفس و قوتِ جاں را عرضہ کن
تو گھاس اور ہڈی پیش کر | نفس کی غذا اور جان کی غذا پیش کر

گر غذائے نفس جوید ابتر ست | ور غذائے روح خواہد سرور ست
اگر وہ نفس کی غذا ڈھونڈے تو بُرا ہے | اگر رُوح کی غذا چاہے تو بڑا ہے

گر کند[۳] او خدمتِ تن ہست خر | ور رود در بحرِ جاں یابد گہر
اگر وہ جسم کی خدمت کرے تو گدھا ہے | اگر وہ رُوح کے سمندر میں جاتا ہے تو موتی پاتا ہے

گرچہ ایں دو مختلف خیر و شر اند | لیک ایں ہر دو بیک کار اندر اند
اگرچہ یہ دو مختلف خیر اور شر ہیں | لیکن یہ دونوں ایک کام میں لگے ہوئے ہیں

انبیا طاعات عرضہ می کنند | دشمناں شہوات عرضہ می کنند
نبی طاعات پیش کرتے ہیں | (دین کے) دشمن شہوتیں پیش کرتے ہیں

نیک را چوں بد کنم یزداں نیَم | داعیَم من خالقِ ایشاں نیَم
میں نیک کو بد کیسے بنا سکتا ہوں میں خدا نہیں ہوں | میں بُلانے والا ہوں میں اُنکا پیدا کرنے والا نہیں ہوں

۱؎ باغبانم۔ شیطان کی یہ تقریر بھی غلط ہے باغبان تو ترشاخ کی پرورش کرتا ہے لیکن اُس نے تو بہت سے نیکوں کو برباد کیا ہے حضرت آدمؑ تک کو گمراہ کرنیکی کوشش کی۔ ایں علفہا۔ یعنی شیطان نے کہا کہ انسانوں کو بُرائی کی دعوت دیکر یہ معلوم کرتا ہوں کہ بُرا کون ہے اور بھلا کون ہے۔ سگ۔ اگر کُتیا ہرن سے جفتی کھا جائے اور بچہ پیدا ہو جائے جس کے کُتے اور ہرن ہونے میں شک ہو جائے تو یہی ترکیب ہے کہ اُس کے سامنے کُتے کا چارہ جو ہڈی ہے وہ اور ہرن کا چارہ جو گھاس ہے وہ ڈالکر دیکھ لو جس کی طرف وہ بڑھے سمجھ لو کہ وہ اُسی جنس کا ہے۔

۲؎ قہر و لطفے۔ اللہ تعالیٰ کے قہر و لطف کے میل جول سے خیر و شر پیدا ہوا تو نیک و بد کی شناخت کے لئے تم بھی اُس کے سامنے اُنکی خوراک ڈال کر دیکھو۔ نفس کی خوراک شر ہے اور روح کی خوراک خیر ہے جس کی طرف اُس کی رغبت ہو وہ اُسی جہان کا انسان ہوگا۔

۳؎ گر کند۔ تن پروری بے عقلی کی دلیل ہے جو گدھا پن ہے۔ گرچہ۔ خیر و شر اگرچہ دو مختلف چیزیں ہیں لیکن دونوں کا کام اچھے اور بُرے میں امتیاز پیدا کرنا ہے انبیاء کا بھی یہی کام ہے کہ وہ نیکوں کو بدوں سے ممتاز کرتے ہیں

اور شیطان کا بھی یہی کام ہے۔ انبیا۔ لیکن ہر دو میں فرق ہے۔ انبیا خیر کو پیش کر کے بھلے بُرے میں امتیاز پیدا کر دیتے ہیں اور دین کا دشمن بُرائی کو پیش کر کے امتیاز پیدا کر دیتا ہے۔

خوب[1] را چون زشت سازم رب نیم | زشت را و خوب را آئینہ ام

بھلے کو میں بُرا کیسے بنا سکتا ہوں میں خدا نہیں ہوں | میں تو اچھے اور بُرے کا آئینہ ہوں

سوخت ہندو آئینہ از درد را | کایں سیہ رومی نماید مرد را

جلن سے ایک کالے نے آئینہ کو پھونک دیا | کہ یہ اُس کو کالی صورت کا دکھاتا ہے

گفت آئینہ گناہ از من نبود | جرم اُو را نہ کہ روئے من زدود

آئینہ نے کہا میری خطا نہ تھی | اُس کو خطاوار قرار دے جس نے میری صیقل کی ہے

اُو مرا غماز کرد و راست گو | تا بگویم زشت کو و خوب کو

اُسنے مجھے چغلخور اور سچی بات کہنے والا بنایا ہے | تاکہ میں کہدوں بدصورت کون ہے اور خوبصورت کون ہے؟

من[2] گواہم بر گوا زندان کجاست | اہل زندان نیستم یزداں گواست

میں گواہ ہوں، گواہ کیلئے قیدخانہ کب ہے؟ | میں قیدی نہیں ہوں خدا گواہ ہے

ہر کجا بینم نہالِ میوہ دار | تربیتہا می کنم من دایہ وار

میں جہاں کہیں پھلدار درخت دیکھتا ہوں | میں دایہ کی طرح پرورش کرتا ہوں

ہر کجا بینم درختِ تلخ و خشک | می بُرم تا رہد از پشک و مشک

جہاں کہیں میں کڑوا اور خشک درخت دیکھتا ہوں | میں کاٹ دیتا ہوں تاکہ وہ مینگنی و مُشکی سے بچے

خشک گوید باغباں را کاے فتیٰ | مر مرا چہ می بُری سر بے خطا

خشک (درخت) باغبان سے کہتا ہے اے نوجوان! | تو بلا قصور میرا سر کیوں کاٹتا ہے

باغباں گوید خمُش اے زشت خُو | بس نباشد خشکیِ تو جرمِ تو

باغبان کہتا ہے کہ اے بدعادت! چُپ رہ | کیا تیرا خشک ہونا تیرا جُرم نہیں ہے؟

خشک[3] گوید راستم من کژ نیم | تو چرا بے جُرم می بُرّی پیم

خشک (درخت) کہتا ہے میں سیدھا ہوں میں ٹیڑھا نہیں ہوں | تو بلا قصور میری جڑ کیوں کاٹتا ہے؟

باغباں گوید اگر مسعودیئے | کاشکے کژ بودی و تر بودیئے

باغبان کہتا ہے اگر تو نیک بخت ہوتا | کاش تو ٹیڑھا اور تر ہوتا

جاذبِ آبِ حیات گشتیئے | اندر آبِ زندگی آغشتیئے

(اگر) آبِ حیات کو جذب کرنے والا ہوتا | تو آبِ حیات میں ڈوبا ہوا ہوتا

تخمِ تو بد بودہ است و اصلِ تو | با درختِ خوش نبودہ وصلِ تو

تیرا بیج اور تیری جڑ بُری تھی | اچھے درخت سے تیرا جوڑ نہ تھا

[1] خوب را۔ اچھا بُرا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ آئینہ ام۔ شیطان نے کہا میں تو صرف آئینہ کی طرح اچھے بُرے کو اُس کی صورت دکھا دیتا ہوں۔ سوخت۔ اگر بدصورت آئینہ پر غصہ کرے تو اُس کی بے عقلی ہے۔ جرم اُو را۔ اگر یہ کوئی گناہ ہے تو آئینہ بنانے والے کا ہے کہ اُس نے اُس کو ایسا کیوں بنایا کہ وہ حقیقت واضح کر دے۔

[2] من گواہم۔ شیطان نے کہا میں تو انسانوں کی برائی پر گواہ ہوں، جیلخانہ مجرم کے لئے ہے نہ کہ گواہ کے لئے۔ ہر کجا۔ باغبان کا یہی کام ہے کہ اچھے درختوں کی پرورش کرے اور بُرے درختوں کو کاٹ پھینکے۔ خشک گوید جس طرح خشک درخت جس کو باغبان کاٹ دیتا ہے وہ باغبان کا شاکی ہوتا ہے اسی طرح ناقابلِ اصلاح لوگوں کو جب میں تباہ کرتا ہوں وہ شاکی ہوتے ہیں۔

[3] خشک۔ خشک درخت باغبان سے شکوے میں کہتا ہے کہ میں سیدھا تھا ٹیڑھا نہ تھا تو نے مجھے کیوں کاٹ ڈالا۔ باغباں گوید۔ ٹیڑھے درخت کی حیات اور زندگی کی تو توقع ہو لیکن خشک درخت کی زندگی ناممکن ہے لہٰذا اسکو کاٹا جائیگا۔ شیطان کہتا ہے کہ اسی طرح جن کے دلوں میں آبِ ایمان بالکل باقی نہیں ہے اور اُن کے دل خشک ہو گئے ہیں اُنسے مایوس ہو کر میں اُن کو تباہ کرتا ہوں۔ تخمِ تو۔ جس کی اصل اور تخم ہی بُری ہو وہ بیکار ہے۔

شاخِ تلخ ار با خوشے وصلت کند ۔۔۔ آں خوشے اندر نہادش بر زند

کڑوی شاخ کو اگر اچھے کے ساتھ جوڑ دے ۔۔۔ وہ اچھا اُس کے وجود میں اثر کرے

گر ترا بیدار کردم بہرِ دیں ۔۔۔ خوئے اصلِ من ہمین ست و ہمیں

اگر میں نے آپ کو دین کی خاطر جگا دیا ہے ۔۔۔ میری اصل عادت ہی یہ ہے

عُنف کردنِ امیر المومنین حضرت معاویہؓ با ابلیس علیہ اللعنۃ

امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ابلیس (اس پر لعنت ہو) کے ساتھ سختی کرنا

گفت امیر اے راہزن حجت مگو ۔۔۔ مر ترا رہ نیست در من رہ مجو

امیر (المومنین) نے فرمایا اے ڈاکو! حجت نہ کر ۔۔۔ تیرا میرے اندر راستہ نہیں ہے، راستہ نہ تلاش کر

رہزنی تو من غریب تاجرم ۔۔۔ ہر لباسے کہ آری کے خرم

تو ڈاکو ہے، میں مسافر تاجر ہوں ۔۔۔ تو جو بھیس بھی بدلے میں کب پسند کرتا ہوں؟

گردِ رختِ من مگرد از کافری ۔۔۔ تو نۂ رختِ کسے را مشتری

بے ایمانی سے میرے سامان کے گرد چکر نہ لگا ۔۔۔ تو کسی کے سامان کا خریدار نہیں ہے

مشتری نبود کسے را راہزن ۔۔۔ ور نماید مشتری مکر ست و فن

ڈاکو کسی سے خریدنے والا نہیں ہوتا ہے ۔۔۔ اگر وہ خریدار ہونا ظاہر کرے مکاری اور چالاکی ہے

نالیدنِ امیر المومنین حضرت معاویہؓ بحق تعالیٰ از مکرِ ابلیس و نصرت خواستن

شیطان کے مکر سے امیر المومنین کا اللہ تعالیٰ سے نالہ وزاری کرنا اور مدد چاہنا

تا چہ دارد ایں حسود اندر کدو ۔۔۔ اے خدا فریاد رس ما زیں عدو

نہ معلوم یہ حاسد کیا چال چل رہا ہے؟ ۔۔۔ اے خدا اس دشمن سے ہماری فریاد سن لے

گر یکے فصلِ دگر در من دمد ۔۔۔ در رُباید از من ایں رہزن نمد

اگر وہ ایک مرتبہ اور مجھ سے گفتگو کرے گا ۔۔۔ یہ ڈاکو نمدہ اُڑا لے جائے گا

ایں حدیثش ہمچو دودست اے الٰہ ۔۔۔ دست گیر ار نہ گلیمم شد سیاہ

اے خدا! یہ اس کی گفتگو دھویں کی طرح ہے ۔۔۔ میری دستگیری فرما ورنہ میری کملی کالی ہو جائیگی

من بحجت بر نیایم با بلیس ۔۔۔ کوست فتنہ ہر شریف و ہر خسیس

میں دلیل سے شیطان سے نہ جیت سکوں گا ۔۔۔ کیونکہ وہ ہر شریف اور ذلیل کے لئے باعثِ فتنہ ہے

آدمے کو علّمَ الاَسماء بگ ست ۔۔۔ در تگ چوں برق ایں سگ بے تگ ست

حضرت آدم جو عَلَّمَ الاسماء والے سردار ہیں ۔۔۔ اس کتے کی برق جیسی رفتار کے مقابلہ میں بے رفتار ہیں

۱؎ شاخِ تلخ ۔ کڑوی شاخ کا اگر میٹھی جڑ سے پیوند لگا دیا جائے تو شاخ کی تلخی کم ہو جاتی ہے اسی طرح بدعمل کی اصلاح ممکن ہے لیکن بدنسل کی اصلاح ناممکن ہے۔ گر ترا ۔ شیطان حضرت امیر معاویہؓ کو جواب دیتا ہے کہ جب تم یہ سمجھ گئے کہ میں اچھوں کے ساتھ اچھائی اور ناقابلِ اصلاح لوگوں کو تباہ کرتا ہوں تو سمجھ لو کہ میں نے تمھیں دین کی خاطر جگایا ہے۔

۲؎ عُنف ۔ سرزنش، سختی۔ راہزن ۔ ڈاکو۔ در من ۔ میرے دل میں۔ غریب تاجرم ۔ سفر کی حالت میں تاجر بہت چوکنا رہتا ہے۔ تو نۂ ۔ شیطان کا کام نیک اعمال کو تباہ کرنا ہے نہ اُن کا معاوضہ دے کر خریدنا۔ مشتری نبود ۔ ڈاکو کا کام لوٹ مار ہے نہ کہ خریداری اگر وہ اپنے آپ کو خریدار ظاہر کرے تو اسمیں کوئی مکاری ہو گی۔ چیزے اندر کدو داشتن ۔ دل میں کوئی بات چھپانا۔

۳؎ فصلِ دگر ۔ دوسری مرتبہ۔ نمد ۔ صرف پشم کا کپڑا جو عموماً درویش اور مسکین پہنتے تھے۔ من بحجت ۔ شیطان پر محض دلائل سے بغیر فضل خداوندی غلبہ ممکن نہیں ہے۔ بگ ۔ بیگ کا مخفف ہے، سردار۔ امیر حضرت آدم کے بارے میں قرآن میں مذکور ہے عَلَّمَ الْاَسْمَاءَ ۔ خدا نے آدم کو اسماء کی تعلیم دی۔ تگ ۔ دوڑ۔ بے تگ ست ۔ حضرت آدم ہار گئے اور شیطان نے انھیں دھوکا دے دیا۔

از بہشت اندا ختش بر روئے خاک — چوں سمک[1] در شست او شد از سماک
اُس نے اُن کو بہشت سے زمین پر پھینک دیا — وہ بلندی سے مچھلی کی طرح اُس کے کانٹے میں پھنس گئے

نوحہ اِنَّا ظَلَمْنَا می زدے — نیست دستان و فسونش را حدے
اِنَّا ظَلَمْنَا کا رونا روتے تھے — اُس کے مکر اور منتر کی انتہا نہیں ہے

اندرونِ ہر حدیثِ اُو شر ست — صد ہزاراں سحر در وے مضمر ست
اُس کی ہر بات میں شر ہے — اُس میں لاکھوں جادو پوشیدہ ہیں

مردیِ مرداں بہ بندد در نفس — در زن و در مرد افروزد ہوس
ایک پھونک میں بہادروں کی بہادری کو باندھ دیتا ہے — مرد و زن میں ہوس بھڑکا دیتا ہے

اے بلیسِ خلق سوزِ فتنہ جُو — بر چیم[2] بیدار کردی راست گو
اے شیطان مخلوق کو تباہ کرنے والے فتنیں! — سچ بتا تو نے مجھے کیوں جگایا؟

زانکہ حیلت در نگنجد با منے — ہیں غرض را در میان نہ بے فنے
اسلئے کہ تیری حیلہ بازی مجھ میں اثر نہیں کر سکتی ہے — خبردار! بغیر مکاری کے مقصد بتادے

باز تقریرِ ابلیس تلبیسِ خود را با امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنی مکاری کی دوبارہ تقریر کرنا

گفت ہر مردے کہ باشد بد گماں — نشنود او راست را با صد نشاں
بولا، جو شخص بدگمان ہو — وہ سو علامتوں والی سچی بات بھی نہیں سنتا ہے

ہر درونے کہ خیال اندیش شد — چوں دلیل آری خیالش بیش شد
جس کا باطن شکی ہو — جب تو دلیل بیان کریگا اُس کا شک اور بڑھیگا

چوں سخن در وے رود علت شود — تیغِ غازی دزد را آلت شود
جب اُسکے (دل میں) بات جاتی ہے، بیماری بنجاتی ہے — مجاہد کی تلوار چور کا ہتھیار بن جاتی ہے

پس جوابِ اُو سکوت ست و سکوں — ہست با ابلہ سخن گفتن جنوں
تو اُس کا جواب خاموشی اور سکوت ہے — بیوقوف سے بات کرنا پاگل پن ہے

تو ز حق[3] ترس و ز حق جو قطع نفس — کہ تو از شرش بماندستی بہ حبس
تو خدا سے ڈر اور نفس کو چھوڑنے کی خدا سے دعا کر — کیونکہ تو اُسکے شر کی وجہ سے قید خانہ میں ہے

تو ز من با حق چہ نالی اے سلیم — تو بنال از شرِ ایں نفسِ لئیم
اے بھولے! تو اللہ سے میرا کیا شکوہ کرتا ہے — تو اس لئیم نفس کے شر سے نالہ کر

---

[1] سمک۔ مچھلی۔ شست۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ سماک۔ چاند کی منزلوں میں سے چودھویں منزل ہے، ایک ستارہ ہے، یہاں مُراد بلند مرتبہ ہے۔ اِنَّا ظَلَمْنَا۔ بیشک ہم نے ظلم کیا حضرت آدمؑ نے توبہ کے وقت فرمایا تھا۔ دستاں۔ مکر۔ مضمر۔ پوشیدہ۔ مردی۔ بڑے بڑے بہادروں کی بہادری کو ایک پھونک میں ختم کر دیتا ہے۔

[2] بر چیم۔ برائے چہ مرا۔ غرض۔ مقصد۔ بے فن۔ بغیر مکاری۔ با صد نشان یعنی سچائی کی سَو علامتوں کے باوجود۔ خیال اندیش۔ شکی۔ چوں سخن۔ شکی انسان کو جس قدر سمجھایا جاتا ہے اُس کے شکوک میں اور اضافہ ہوتا ہے اور وہ دلیلوں کا غلط استعمال کرتا ہے جیسا کہ چور کسی غازی کی تلوار چُرا لے تو اُس سے غلط کام کرتا ہے۔ بس جواب۔ جوابِ جاہلاں باشد خموشی۔

[3] تو ز حق ترس۔ شیطان نے امیر معاویہؓ سے کہا کہ تمہارا مجھے بُرا سمجھنا تمہارے نفس کا دھوکا ہے اور تم نفس کی قید میں گرفتار ہو اُس سے رہائی کی دعا کرو۔ تو ز من۔ شیطان حشر میں بھی یہی کہے گا۔ فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَکُمْ۔ بس مجھے ملامت نہ کرو اور اپنے نفسوں کو ملامت کرو۔

[1] تو خوری حلوا ترا دُمّل شود — تب بگیرد طبعِ تو مختل شود

تو حلوا کھائے گا تو پھوڑا پیدا ہوگا — بخار چڑھے گا طبیعت بگڑ جائے گی

بے گنہ لعنت کنی ابلیس را — چوں نہ بینی از خود آں تلبیس را

تو بے خطا ابلیس پر لعنت بھیجتا ہے — اپنی جانب سے اس مکاری کو کیوں نہیں سمجھتا ؟

نیست از ابلیس از تُست اے غوی — کہ چو روبہ سوئے دُنبہ می روی

اے گمراہ! یہ شیطان کیجانب سے نہیں ہے بلکہ تیری جانب سے ہے — کیونکہ تو لومڑی کی طرح دُنبہ کیجانب جاتا ہے

[2] چونکہ در سبزہ بہ بینی دُنبہ را — دام باشد ایں ندانی رُوبہا

جب تو سبزے میں دُنبہ کو دیکھتا ہے — اے لومڑی! تو نہیں سمجھا کہ جال ہوگا

زاں ندانی کت ز دانش دور کرد — میلِ دُنبہ چشمِ عقلت کور کرد

تو اسلئے نہیں سمجھا کہ تجھے عقل سے جدا کر دیا ہے — دُنبہ کی خواہش نے تیری عقل کو اندھا کر دیا ہے

حُبُّکَ الْاَشْیَاءَ یُعْمِیْکَ وَیُصِمّ — نَفْسُکَ السُّوْءُ قَدْ جَنَتْ لَا تَخْتَصِمْ

چیزوں کی محبت تجھے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے — تیرے برے نفس نے ظلم کیا ہے۔ نہ جھگڑ

تو گنہ بر من منہ کژ مژ مبیں — من ز بد بیزارم واز حرص و کیں

تو مجھ پر گناہ (کی ذمہ داری) نہ ڈال ترچھی نگاہ ہو کے نہ دیکھ — میں برائی اور حرص و کینے سے بیزار ہوں

من بدی کردم پشیمانم ہنوز — انتظارم تا دے ام گردد تموز

میں نے برائی بھی کی تھی ابھی تک شرمندہ ہوں — انتظار میں ہوں تاکہ میرا ماگھ ساون بنجائے

ہست کین و حرص از طبائع مختلف — مر مرا کے چار ضد شد مکتنف

کینہ اور حرص مختلف (عناصر سے بنی ہوئی) طبیعتوں کی پیداوار ہے — مجھے چار مخالف (عنصروں) نے کب گھیرا ہے

[3] ہم امیدے می برم با درد و سوز — تا کہ کے گردد شبِ دیجور روز

میں ابھی درد و سوز کے ساتھ امید رکھتا ہوں — کہ اندھیری رات کب دن بنتی ہے ؟

مُتّہم گشتم میانِ خلق من — فعلِ خود بر من نہد ہر مرد و زن

میں لوگوں میں بدنام ہو گیا ہوں — ہر مرد و عورت اپنا کام میرے ذمہ لگاتا ہے

گرگ بیچارہ اگرچہ گُرسنہ است — مُتّہم باشد کہ او در طنطنہ است

بیچارہ بھیڑیا اگرچہ بھوکا ہے — (لیکن) بدنام ہوتا ہے کہ وہ اکڑ میں ہے

چونکہ نتواند ز ضعف او راہ رفت — خلق گوید تخمہ است از قوتِ زفت

چونکہ وہ کمزوری کی وجہ سے چل نہیں سکتا ہے — لوگ کہتے ہیں کہ موٹی خوراک سے بدہضمی میں ہے

---

[1] تو خوری۔ یہ مولانا کی جانب سے نصیحت ہے کہ انسان شیطان سے تو بچتا ہے لیکن خود اس کا نفس شیطان سے زیادہ شریر ہے اسکی طرف سے بے توجہی برتتا ہے۔ بے گنہ۔ "فعل بد تو خود کریں لعنت کریں شیطان پر" غوی۔ گمراہ۔ روبہ۔ لومڑی جو جانوروں کا شکار کرتی ہے۔

[2] چونکہ۔ انسان کا نفس لذتوں کے پیچھے دوڑتا ہے اور انجام کی ہلاکت سے غافل ہوتا ہے۔ میلِ دُنبہ۔ خواہشِ نفس انسان کو اندھا بنا دیتی ہے۔ لا تختصم۔ یعنی نفس سے لڑ دوسرے سے نہ جھگڑ۔ من بدی کردم۔ شیطان کہتا ہے مجھے بدی سے نفرت ہے تھوڑی سی بدی مجھ سے ضرور ہوئی جس سے میں شرمندہ ہوں۔ دے۔ ماگھ جو خزاں کا مہینہ ہے۔ تموز۔ ساون جو بہار کا مہینہ ہے۔ ہست کین۔ یعنی کینہ اور حرص تو عناصرِ اربعہ کی پیداوار ہیں اور میں ان چار عنصروں سے نہیں بنا ہوں۔

[3] ہم امیدے۔ یعنی میں اس خطا کی بخشش کا امیدوار ہوں۔ شبِ دیجور۔ اندھیری رات۔ فعلِ خود۔ یعنی اپنا گناہ۔ گرگ۔ مثل مشہور ہے کھائے تو بھیڑیے کا نام نہ کھائے تو بھیڑیے کا نام۔ طنطنہ۔ دبدبہ، شان و شوکت۔ چونکہ۔ بھیڑیا بھوک کی وجہ سے چلنے پر قادر نہیں تہمت دھرنیوالے کہتے ہیں موٹا جانور کھا گیا ہو اس

باز جستن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حقیقت غرض را از ابلیس

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا شیطان سے مقصد کی حقیقت پھر معلوم کرنا

گفت غیر راستی نرہاندت — داد[1] سوئے راستی می خواندت

(حضرت معاویہؓ نے) فرمایا تجھے سچ کے سوا کچھ نہیں چھڑائیگا — انصاف، تجھے سچائی کی دعوت دیتا ہے

راست گوتا وارہی از چنگِ من — مکر ننشاند غبارِ جنگِ من

سچ کہدے تاکہ تو میرے چنگل سے چھوٹ جائے — مکاری میری لڑائی کے غبار کو فرو نہیں کرسکتی ہے

گفت چوں دانی دروغ و راست را — اے خیال اندیش و پُر اندیشہا

اُس نے کہا آپ جھوٹ اور سچ کو کیسے سمجھ لیں گے؟ — اے شکّی اور توہمات سے بھرے ہوئے

گفت پیغمبر نشانے دادہ است — قلب و نیکو را محک بنہادہ است

اُنھوں نے فرمایا پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے علامت بتادی ہے — کھوٹے اور کھرے کی کسوٹی متعین کردی ہے

گفتہ است اَلکِذبُ رَیبٌ فِی القُلوب — باز اَلصِّدقُ طُمانینٌ وطُروب

فرمایا ہے جھوٹ دلوں میں شک (پیدا کرنیوالا ہے) — پھر فرمایا، سچ اطمینان و خوشی (پیدا کرتا ہے)

دل[2] نیارامد ز گفتارِ دروغ — آب و روغن ہیچ نفروزد فروغ

جھوٹی بات سے دل کو سکون نہیں ملتا ہے — پانی اور تیل روشنی کو نہیں بڑھاتا ہے

در حدیثِ راست آرامِ دلست — راستی ہا دانۂ دامِ دلست

سچی بات میں دل کا سکون ہے — سچائیاں دل کے جال کا دانہ ہیں

دل مگر رنجور باشد بد دہاں — کو نداند چاشنیِ این و آں

مگر وہ دل جو بیمار ہوا اور اسکے منھ کا ذائقہ خراب ہو — کیونکہ وہ اِسکے اور اُسکے مزے کو نہیں سمجھتا ہے

چوں[3] شود از رنج و علت دل سلیم — طعمِ صدق و کذب را باشد علیم

جب دل تکلیف اور بیماری سے محفوظ ہوجائے — تو وہ سچ اور جھوٹ کے مزے سے واقف ہوتا ہے

حرصِ آدمؑ چوں سوئے گندم فزود — از دلِ آدمؑ سلیمی را ربود

(حضرت) آدمؑ کی حرص جب گیہوں کیطرف بڑھی — (حضرت) آدمؑ کے دل سے سلامتی کو اُڑالے گئی

پس دروغ و عشوہ ات را گوش کرد — غرّہ گشت و زہرِ قاتل نوش کرد

تو تیرے جھوٹ اور مکر کو سُن لیا — فریب کھاگئے، اور قاتل زہر پی لیا

گندم از کژدم ندانست آں نفس — می برد تمییز از مستِ ہوس

اُسوقت وہ گیہوں اور بچھو میں امتیاز نہ کرسکے — (ہوس) ہوس سے مدہوش کی تمیز کو زائل کردیتی ہے

---

[1] داد۔ یعنی انصاف کا تقاضہ ہے کہ تو سچ بتادے۔ گفت۔ شیطان نے امیر معاویہؓ سے کہا کہ اگر میں سچ بات کہونگا تو آپ کیسے سمجھ لیں گے کہ وہ سچ ہے جبکہ آپ شکوک میں مبتلا ہیں۔ گفت۔ امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ سچ اور جھوٹ کی علامتیں آنحضورؐ نے بتادی ہیں۔ اَلکِذبُ۔ یعنی جھوٹی بات سن کر مومن کا دل مطمئن نہیں ہوتا ہے بلکہ دل میں خلجان پیدا ہوتا ہے۔ اَلصِّدق۔ سچی بات سن کر مومن کا دل مطمئن ہوجاتا ہے۔

[2] دل نیارامد۔ مومن کا قلب جھوٹ سے مطمئن نہیں ہوتا جس طرح کہ چراغ پانی ملے ہوئے تیل سے روشن نہیں ہوتا ہے۔ دانہ۔ جس طرح پرند دانے پر لپکتا ہے اسی طرح مومن کا دل سچائی کی طرف لپکتا ہے۔ دل مگر۔ لیکن یہ علامت مومن کے دل کے لئے ہے اگر کسی کا دل گناہوں کی وجہ سے بیمار ہو اُس کیلئے یہ علامت نہیں ہے۔

[3] چوں شود۔ جب دل امراض سے خالی ہو تب اُس کی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ حرص۔ چونکہ حضرت آدمؑ میں گیہوں کھانے کی حرص پیدا ہوگئی تھی لہٰذا وہ شیطان کے جھوٹ کو نہ پہچان سکے اور دھوکا کھاگئے۔ زہر قاتل۔ یعنی گیہوں۔

خلقؒ مستِ آرزو اند و ہوا — زاں پذیرا اند دستانِ ترا
لوگ تمنا اور حرص سے مست ہیں — اس لئے تیرے مکر کو قبول کرلینے والے ہیں

ہر کہ خود را از ہوا خو باز کرد — گوش خود را آشنائے راز کرد
جس نے اپنے آپ کو حرص کی خصلت سے چھڑا لیا — اس نے اپنے کان کو راز سے آشنا کرلیا

ہمچناں کہ در حکایت گفتہ اند — بشنو آں را تا کشاید بستہ بند
جس طرح لوگوں نے حکایت میں بیان کیا ہے — اس کو سن لے تاکہ گرہ کھل جائے

شکایتِ قاضی از آفت قضا و جواب نائب او

قاضی کا قضیات کی مصیبت کا شکوہ کرنا اور اس کے نائب کا جواب

قاضئے بنشاندند او می گریست — گفت نائب قاضیا گریہ زچیست
لوگوں نے ایک قاضی کو مسند نشین کیا وہ رونے لگا — نائب نے کہا اے قاضی! رونا کس وجہ سے ہے

ایںؒ نہ وقت گریہ و فریادِ تست — وقت شادی و مبارک بادِ تست
یہ رونے اور چیخنے کا وقت نہیں ہے — تیری خوشی اور مبارکباد کا وقت ہے

گفت آہ چوں حکم راند بیدلے — درمیانِ آں دو عالم جاہلے
اس نے کہا ہائے! ایک ناواقف کس طرح فیصلہ کرے — ایک نادان دو جانکاروں کے درمیان؟

آں دو خصم از واقعہ خود واقف اند — قاضئے مسکیں چہ داند زاں دو بند
وہ دونوں فریق اپنے واقعہ سے واقف ہیں — دو بندشوں (جہل اور غفلت) کی وجہ سے قاضی بیچارہ کیا جانے

جاہل ست و غافل ست از حالِ شاں — چوں رود در خونِ شان و مالِ شاں
وہ ان کی حالت سے جاہل ہے اور غافل ہے — وہ ان کی جان اور مال میں کیسے مداخلت کرے؟

گفتؒ خصماں عالم اند و علتی — جاہلی تو لیک شمعِ ملتی
اس (نائب) نے کہا دونوں فریق واقف ہیں اور غرض مند ہیں — آپ ناواقف ہیں لیکن ملت کی شمع ہیں

زانکہ تو علت نداری درمیاں — آں فراغت ہست نورِ دیدگاں
کیونکہ اس میں آپ کی کوئی غرض نہیں ہے — (غرض سے) خالی ہونا آنکھوں کی روشنی ہے

واں دو عالم را غرض شاں کور کرد — علمِ شاں را علت اندر گور کرد
ان دونوں واقف کاروں کو ان کی غرض نے اندھا کردیا ہے — ان کے علم کو غرض نے دفن کردیا ہے

جہل را بے علتی عالم کند — علم را علت کژ و ظالم کند
بے غرضی ناواقفیت کو علم والا بنا دیتی ہے — غرض علم کو کج اور ظالم بنا دیتی ہے

لہ خلق۔ چونکہ عام لوگ حرص و ہوا کے مرض میں مبتلا ہیں لہٰذا شیطان کی جھوٹی باتوں سے دھوکا کھا جاتے ہیں۔ دستاں۔ مکر۔ ہوا خو یعنی خوئے حرص۔ راز یعنی معرفت الٰہیہ اور زندگی کے راز۔ حکایت۔ اس حکایت کا خلاصہ بھی یہ ہے کہ اگر انسان ہوا و ہوس سے پاک ہو جاتا ہو تو سچ اور جھوٹ میں امتیاز کرلیتا ہے۔

لہ ایں۔ یعنی قاضی بننے پر رونے کا موقع نہیں ہے یہ تو مبارکباد کا وقت ہے۔ بیدل۔ متردد۔ دو عالم یعنی مدعی اور مدعیٰ علیہ دونوں دعوے کی حقیقت سے واقف ہوتے ہیں۔ زاں دو بند یعنی جہل اور غفلت جس کا آئندہ شعر میں بیان ہے۔

لہ گفت۔ نائب قاضی نے کہا کہ فریقین اگرچہ معاملہ کو جانتے ہیں لیکن ان کے دلوں میں خود غرضی سمائی ہے زانکہ۔ انسان کی بے غرضی معاملہ کو واضح کردیتی ہے۔ جہل را بے غرضی اور خلوص جہل کو علم سے بدل دیتے ہیں اور خود غرضی عالم کو جاہل بنا دیتی ہے۔

تا تو رشوت نستدی بیننده
جب تک تو رشوت نہ لے تو بینا ہے

چون طمع کردی ضریر و بنده
جب تو نے لالچ کیا تو اندھا اور (نفس کا) غلام ہے

از ہوا من خوی را وا کرده ام
میں نے عادت کو ہوس سے علیحدہ کر لیا ہے

لقمہائے شہوتی کم خورده ام
میں نے شہوتِ (نفس) کے لقمے نہیں کھائے ہیں

چاشنی گیر دلم شد با فروغ
میرا (معارف کا) ذوق رکھنے والا دل روشن ہو گیا ہے

راست را داند حقیقت از دروغ
سچ کی حقیقت جھوٹ سے جدا کر لیتا ہے

باقرار آوردن حضرت معاویہؓ ابلیس را کہ چرا بیدار کردی

حضرت معاویہؓ کا شیطان سے اقرار کرا لینا کہ اس نے کیوں جگایا ہے

اے سگِ ملعون جواب من بگو
اے ملعون کتے! میرا جواب دے

راست گو و در دروغے رہ مجو
سچ کہہ اور جھوٹ کا راستہ تلاش نہ کر

تو چرا بیدار کردی مر مرا
تو نے مجھے کیوں جگایا؟

دشمنِ بیداریستی اے دغا
اے (مجسّم) دھوکے! تو بیداری کا دشمن ہے

ہمچو خشخاشے ہمہ خواب آوری
تو خشخاش کی طرح مجسّم خواب آور ہے

ہمچو خمرے عقل و دانش را بری
شراب کی طرح عقل اور سمجھ کو زائل کر دیتا ہے

چار میخت کرده ام ہیں راست گو
میں نے تجھے شکنجہ میں کس لیا ہے، سچ کہہ دے

راست را دانم تو حیلتہا مجو
میں سچ کو پہچان لوں گا تو بہانے نہ بنا

من ز ہر کس آں طمع دارم کہ او
میں ہر آدمی سے وہی توقع رکھتا ہوں

صاحبِ آں باشد اندر طبع و خو
جس کا وہ طبیعت اور عادت میں مالک ہے

من ز سرکہ می نجویم شکری
میں سرکہ میں مٹھاس نہیں تلاش کرتا ہوں

ہر مخنث را نہ گیرم لشکری
میں کسی ہیجڑے کو سپاہی نہیں بناتا ہوں

ہمچو گبراں می نجویم از بتے
میں کافروں کی طرح بُت میں جستجو نہیں کرتا ہوں

کہ بود حق یا ز حق او آیتے
کہ وہ خدا ہو یا خدا کی کوئی نشانی ہو

من ز سرگیں می نجویم بوئے مشک
میں گوبر میں مشک کی خوشبو نہیں تلاش کرتا ہوں

من در آب جو نجویم خشتِ خشک
میں پانی میں سوکھی اینٹ نہیں تلاش کرتا ہوں

من نجویم پاسبانی را ز دزد
میں چور سے چوکیداری نہیں چاہتا ہوں

کارنا کرده نجویم ہیچ مزد
کام کئے بغیر میں کوئی مزدوری نہیں چاہتا ہوں

۱۔ تا تو: نائب نے قاضی سے کہا جب تک تو رشوت لیگا حقیقت کو دیکھ لے گا ورنہ نہ دیکھ سکیگا۔ از ہوائے: امیر معاویہؓ نے فرمایا کہ میں نے ہوا و ہوس کو چھوڑ دیا ہے اور خواہشاتِ نفسانی کی غذا ترک کر دی ہے لہٰذا میرے دل میں ایسی روشنی پیدا ہو گئی ہے کہ وہ جھوٹ اور سچ میں امتیاز کر لیتا ہے تو میں جان لونگا کہ تو سچ بول رہا ہے یا جھوٹ۔ جواب من یعنی اس بات کا جواب کہ تو نے مجھے کیوں جگایا ہے

۲۔ دشمن۔ شیطان کا کام ہے کہ وہ خوابِ غفلت میں مبتلا رکھے خشخاش۔ خود بھی خواب آور ہے اور اسی کے پودے کے ڈوڈے سے افیون بنتی ہے جو خواب آور ہے۔ چار میخ۔ ایک قسم کی سزا ہے جس میں لٹا کر چاروں ہاتھ پیر چار کیلوں سے باندھ دیئے جاتے ہیں۔ من ز ہر کس۔ میں ہر شخص کو پہچان لیتا ہوں اور اس سے اسی کام کی توقع رکھتا ہوں جو اس کی فطرت میں داخل ہے۔

۳۔ من ز سرکہ۔ سرکہ کی طبیعت میں کھٹاس ہے اس سے مٹھاس کی توقع کرنا غلط ہے۔ مخنث۔ ہیجڑے سے بہادری کی توقع غلط ہے۔ بت۔ بت سے یہ توقع کرنا کہ وہ خدا ہو یا خدا کی کوئی نشانی یہ بھی غلط ہے۔ دزد۔ چور سے چوکیداری کی توقع غلط ہے۔

مَن[1] زشیطاں ایں نجویم کوست غیر — کو مرا بیدار گرداند بخیر

میں شیطان سے یہ اُمید نہیں رکھتا کیونکہ وہ غیر ہے — کہ وہ مجھے بھلائی کے لئے جگائے

راست گفتنِ ابلیس ضمیرِ خود را با حضرتِ معاویہ رضی اللہ عنہ

شیطان کا امیر معاویہؓ کے دل کی بات سچ کہہ دینا

گفت بسیار آں بلیس از مکر و عُذر — میر ازو نشنید کرد استیز و نکر

شیطان نے مکر اور عذر کی بہت باتیں کیں — امیر (المومنین) نے نہ سُنیں، جھگڑا اور انکار کیا

از بُنِ دنداں بگفتش بہرِ آں — کردمت بیدار میداں اے فلاں

اُن سے عاجزی سے اُس نے کہا، اِس لئے — سمجھ لیجئے، میں نے آپکو بیدار کیا ہے، اے فلاں

تا رسی اندر جماعت در نماز — از پئے پیغمبرِ دولت فراز

تاکہ آپ نماز با جماعت میں شریک ہو جائیں — پیغمبر بلند دولت کی سُنّت کے لئے

گر نماز از وقت رفتے، مر ترا — ایں جہاں تاریک گشتے بے ضیا

اگر نماز وقت سے گذر جاتی تو آپ کے لئے — یہ دنیا، بے رونق، اندھیری ہو جاتی

از غبین[2] و درد رفتے اشکہا — از دو چشمِ اُو مثالِ مشکہا

نقصان اور درد کے آنسو بہتے — اِن کی دونوں آنکھوں سے مشکوں کی طرح

ذوق دارد ہر کسے در طاعتے — لاجرم نشکیبد از وے ساعتے

ہر شخص ایک عبادت کا ذوق رکھتا ہے — لامحالہ تھوڑی دیر بھی اُس سے صبر نہیں کر سکتا ہے

از غبین و درد بودے صد نماز — کو نماز و کو فروغِ آں نیاز

وہ نقصان اور درد تو سو نمازیں بن جاتا — کجا نماز اور کجا اُس عاجزی کا نور

فضیلتِ[3] حسرت خوردنِ آں شخص بر فوتِ نمازِ جماعت

نماز با جماعت کے فوت ہو جانے پر اُس شخص کے افسوس کی فضیلت

آں یکے می رفت در مسجد دروں — مردم از مسجد ہمی آمد بروں

ایک شخص مسجد میں جا رہا تھا — لوگ مسجد سے باہر نکل رہے تھے

گشت پُرساں کہ جماعت را چہ بود — کہ ز مسجد می بروں آیند زود

اُس نے دریافت کیا کہ جماعت کا کیا ہوا؟ — کہ لوگ مسجد سے جلدی سے باہر آ رہے ہیں

آں یکے گفتش کہ پیغمبر نماز — با جماعت کرد و فارغ شد ز راز

ایک شخص نے اُس سے کہا کہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نماز — با جماعت ادا کر دی اور دعا سے فارغ ہو گئے

---

[1] مَن زشیطان۔ شیطان کی طبیعت میں خیر نہیں ہے لہذا اُس سے یہ توقع رکھنا کہ وہ خیر کے لئے جگائے گا بالکل غلط ہے۔ ضمیر یعنی دل کی پوشیدہ بات۔ میر یعنی امیر المومنین معاویہؓ۔ از بُنِ دنداں گفتن۔ گڑگڑا کر کہنا۔ پَے۔ پیروی، سنت۔ گر نماز۔ یعنی جماعت چھوٹ جاتی۔

[2] غبین۔ نقصان، ٹوٹا۔ درد یعنی جماعت کے فوت ہو جانے کا درد۔ ذوق حضرت امیر معاویہؓ کو نماز با جماعت کا بہت ذوق تھا۔ آں غبین۔ شیطان نے مجبور ہو کر جگانے کا صحیح سبب بتا دیا کہ جماعت فوت ہونے پر جو اُن کو صدمہ ہوتا اور اُس پر روتے اُس کی وجہ سے بہت زیادہ ثواب کے مستحق ہو جاتے اس لئے اُس سے محروم کرنے کے لئے جگایا تھا۔

[3] فضیلت۔ اِس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ عبادت کے فوت ہو جانے سے جو ایک عابد کو افسوس ہوتا ہے اُس کی بہت بڑی قدر و قیمت ہے۔ گشت پُرساں۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ لوگ جلدی سے مسجد سے کیوں نکل رہے ہیں جماعت کا کیا ہوا۔ آں یکے۔ یعنی نماز پڑھ کر نکلنے والوں میں سے کسی نے اُس سے کہا حضورؐ تو جماعت ختم کر کے دعا سے بھی فارغ ہو گئے ہیں۔ راز۔ یعنی نماز کے بعد کی خفیہ دعا۔

تو کجا در می رَوی اے مردِ[1] خام	چوں پیمبر باز داد آخر سَلام
اے ناقص! تو کہاں اندر جاتا ہے	جبکہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے آخری سلام پھیر دیا

گفت آہ و درد زاں آمد بروں	آہِ اُو می داد از دل بوئے خوں
اُس نے آہ کہا اور اُس آہ سے درد ظاہر ہوا	اُس کی آہ نے دل کے خون کی بُو دی

آں یکے گفتا بدہ ایں آہ را	ویں نمازِ من تُرا بادا عطا
ایک شخص نے اُس سے کہا یہ آہ دے دے	اور یہ میری نماز تیرے لئے ہے

گفت دادم آہ پذرفتم نماز	اُو ستد آں آہ را با صد نیاز
اُس نے کہا میں نے آہ دیدی، نماز قبول کرلی	اُسنے وہ آہ لے لی جو سینکڑوں عاجزیوں کیساتھ تھی

با نیاز و با تضرّع باز گشت	باز بود و در پئے شہباز رفت
وہ عاجزی اور تضرّع کے ساتھ لوٹا	باز تھا اور بعد میں شہباز (ہو کر) لوٹا

شب بخواب اندر بگفتش ہاتفے[2]	کہ خریدی آبِ حیوان و شفے
ایک غیبی آواز نے خواب میں اُس سے کہا	کہ تو نے آبِ حیات اور شفا خرید لی

حُرمتِ ایں اختیار و ایں دُخول	شد نمازِ جملہ خلقاں قبول
اس پسندیدگی اور مداخلت کے احترام کی وجہ سے	تمام لوگوں کی نماز قبول ہوگئی

تتمۂ اقرارِ ابلیس با حضرت معاویہؓ مکر و فریب خود را

شیطان کا حضرت امیر معاویہ رضہ سے اپنے مکروفریب کے اقرار کرنے کا تتمہ

پس عزازیلش بگفت اے میرِ راد	مکرِ خود اندر میاں باید نہاد
اس کے بعد شیطان نے کہا، اے دانا امیر!	(مجھے) اپنا مکر بیان کردینا چاہیئے

گر نمازت[3] فوت می شد آں زماں	می زدی از دردِ دل آہ و فغاں
اگر اُس وقت آپ کی نماز فوت ہوجاتی	تو آپ دل کے درد کیساتھ آہ و فغاں کرتے

آں تاسّف و آں فغان و آں نیاز	در گذشتے از دو صد رکعت نماز
وہ افسوس کرنا، اور وہ فریاد، اور وہ عاجزی	نماز کی دو سو رکعتوں سے بڑھ جاتی

من تُرا بیدار کردم از نہیب	تا نسوزاند چناں آہے حجیب
میں نے اِس) خوف سے آپ کو جگا دیا	تاکہ ایسی آہ پردے کو نہ جلا دے

تا چُناں آہے نباشد مر ترا	تا بداں راہے نباشد مر ترا
تاکہ ایسی آہ تمہیں حاصل نہ ہوجائے	تاکہ اُس آہ تک تمہاری رسائی نہ ہو

---

[1] مردِ خام۔ ناتجربہ کار۔ باز داد آخر سلام۔ آخری سلام پھیر چکے۔ گفت۔ اُس جماعت سے محروم نمازی نے ایسی آہ بھری جس میں درد تھا اور دل کے خون کی بو آرہی تھی۔ آں یکے۔ جو شخص جماعت کی نماز پڑھ چکا تھا اُس نے کہا میں اپنی نماز کا ثواب تمہیں دیتا ہوں تم اپنی اس آہ کے ثمرات مجھے عطا کردو۔ با صد نیاز۔ اس کا تعلق ستد فعل سے بھی ہوسکتا ہے اور آہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ باز بود۔ یعنی قرب الٰہی میں پہلے مرتبہ سے بڑھ گیا۔

[2] ہاتف۔ فرشتۂ غیبی جو پکارے اور نظر نہ آئے۔ شفے۔ شفا کا امالہ ہے۔ اختیار۔ چننا یعنی تم نے نماز اور آہ میں جو آہ کو چنا۔ دخول۔ یعنی نماز اور آہ کے معاملہ میں داخل ہونا۔ عزازیل۔ شیطان کا نام ہے۔ میرِ راد۔ دانا سردار۔

[3] گر نمازت۔ شیطان نے امیر معاویہؓ سے کہا اگر تمہاری نماز فوت ہوجاتی تو تم دل کے درد کے ساتھ آہ کرتے۔ آں تاسّف۔ نماز کے فوت ہونے پر آپ جو افسوس اور فریاد اور عاجزی کرتے وہ دو سو نفلوں سے بھی بڑھ جاتی۔ نہیب۔ خوف۔ حجیب۔ یعنی قرب الٰہی کا وہ پردہ جو ابھی تک حائل ہے۔

من حسودم[١] از حسد کردم چنیں | من عدوم کارِ من مکرست و کیں

میں تو حاسد ہوں میں نے حسد کی وجہ سے ایسا کیا | میں تو دشمن ہوں میرا کام مکاری اور کینہ وری ہے

مکرِ من دیدی مباش ایمن زمن | تا شوی صدرِ جہاں اندر زمن

آپ نے میرا مکر دیکھ لیا مجھ سے مطمئن نہ ہوجیئے | تاکہ آپ زمانے میں عالم کے صدر بن جائیں

جواب گفتنِ امیر المومنین امیر معاویہ رض ابلیس را بعد از اعتراف

اقرار کے بعد امیر المومنین معاویہ رض کا جواب دینا

گفت اکنوں راست گفتی صادقی | از تو ایں آید تو ایں را لائقی

(امیر معاویہ رض نے) فرمایا تو نے اب سچ کہا تو سچا ہے | تجھ سے یہی آتا ہے تو اسی کے لائق ہے

عنکبوتی تو مگس داری شکار | من نیم اے سگ مگس زحمت میا

تو مکڑی ہے تو مکھی کا شکار کرتا ہے | اے کتے! میں مکھی نہیں ہوں تکلیف نہ اٹھا

بازِ اسپیدم[٢] شکارم شہ کند | عنکبوتے کے بگردِ من تند

میں سفید باز ہوں، میرا شکار شاہ کرتا ہے | مکڑی میرا چکر کب کاٹے گی

کارِ تو ایں ست اے دزدِ لعیں | سوئے دوغ آری مگس را از انگبیں

اے ملعون چور! تیرا یہی کام ہے | مکھی کو شہد سے ہٹا کر چھاچھ پر لاتا ہے

رو مگس می گیر تا تانی ہلا | سوئے دوغے زن مگسہا را صلا

خبردار! جب تک تو کر سکے مکھی پکڑ | مکھیوں کو چھاچھ کی طرف بلا

ور بخوانی تو بسوئے انگبیں | ہم دروغ و دوغ باشد آں یقیں

اگر تو شہد کی طرف بلائے گا | یقیناً وہ بھی جھوٹ اور چھاچھ ہوگا

تو مرا بیدار کردی خواب[٣] بود | تو نمودی کشتی آں گرداب بود

تو نے مجھے جگایا (لیکن جگانا) نیند تھا | تو نے کشتی دکھائی وہ بھنور تھا

تو مرا در خیر زاں می خواندئی | تا مرا از خیرِ بہتر راندئی

تو نے مجھے بھلائی کی طرف اس لئے بلایا | تاکہ مجھے بہت بہتر خیر سے ہٹادے

فوت شدنِ دزد باواز دادنِ آں شخص صاحب خانہ را

چور کا بچ نکلنا ایک شخص کے پکارنے کی وجہ سے گھر کے اس مالک کو

کہ نزدیک شدہ بود کہ دزد را دریابد

جو قریب تھا کہ وہ چور کو پکڑ لے

١ە من حسودم۔ لہٰذا میرا سارا کام حسد پر مبنی تھا۔ مکرِ من۔ یعنی نماز کیلئے جگانا۔ ایمن مطمئن۔ زمن۔ زمانہ۔ اعتراف۔ اقرار۔ ایں آید یعنی گمراہ کرنا اور ثواب سے محروم کرنا۔ عنکبوت مکڑی جو مکھیوں کا شکار کرتی ہے۔ من نیم۔ قرآنِ پاک میں ہے۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ۔ یعنی اے شیطان میرے مخلص بندوں پر تیرا زور نہ چلے گا۔

٢ە بازِ اسپید۔ سفید باز زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔ قصہ۔ باز کو شاہ پھاندتے ہیں۔ سوئے دوغ۔ یعنی شیطان کا کام اچھائی سے ہٹا کر برائی کی طرف لانا ہے۔ صلا۔ کھانے کی دعوت دینا۔ انگبیں۔ یعنی جس کو تو شہد بتائیگا وہ چھاچھ ہوگی۔

٣ە خواب بود۔ چونکہ بیدار کرنے میں ثواب سے محروم کیا تو یہ بیدار کرنا دراصل سُلانا تھا جو ثواب سے محروم رکھتا ہے۔ کشتی یعنی تو نے جو بھلائی دکھائی وہ تباہی تھی۔ فوت شدن۔ یہ قصہ نقل کرکے بھی یہ بتانا ہے کہ بہت سی باتیں ایسی ہیں جو بظاہر بھلی معلوم ہوتی ہیں لیکن ان کی تہ میں شرارت ہوتی ہے۔

ایں[1] بداں ماند کہ شخصے دزد دید — در وثاق اندر پئے او می دوید

یہ اِس طرح کی بات ہے کہ ایک شخص نے چور کو دیکھا — گھر میں (اور) وہ اُس کے پیچھے دوڑنے لگا

تا دو سہ میداں دوید اندر پیش — تا درافگند از تعب اندر خویش

دو تین میدانوں تک اُس کے پیچھے دوڑا — یہاں تک کہ مشقت سے اُس (چور) کو پسینہ میں ڈبو دیا

اندراں حملہ کہ نزدیک آمدش — تا بدو اندر جہد دریابدش

اُس حملے کے دوران کہ وہ اُس کے نزدیک پہنچا — یہاں تک کہ ایک جست میں اُس کو پکڑ لے

دزدِ دیگر بانگ کردش کہ بیا — تا بہ بینی ایں علاماتِ بلا

دوسرے چور نے اُس کو پکارا کہ آ — تاکہ تو مصیبت کی اِن علامتوں کو دیکھ لے

زود باش و باز گرد اے مردِ کار — تا بہ بینی حالِ ایں جا زار زار

جلدی کر، واپس آ، اے کام کے دھنی! — تاکہ تو یہاں کا حالِ زار دیکھ لے

چوں شنید ایں مرد گشت اندیشہ ناک — گفت باخود کشتہ گیر ایں جا مہ چاک

جب اُس شخص نے سُنا فکر میں پڑ گیا — اپنے آپ سے بولا اِس مرتے کو مُردہ سمجھ

گفت باشد کاں طرف دزدے بود — گر نہ گردم زود زاں بر من دود

(اور) کہنے لگا ہو سکتا ہے کہ اُس طرف چور ہو — اگر میں جلد واپس نہ ہوا تو وہ مجھ پر حملہ کر دیگا

بر زن[2] و فرزندِ من دستے زند — کُشتنِ ایں دزد سودم کے کند

میرے بیوی اور بچّوں پر ہاتھ مار دے — (پھر) مجھے اِس چور کو مار ڈالنا کب فائدہ دیگا؟

ایں مسلماں از کرم می خواندم — گر نگردم زود پیش آید ندم

یہ مسلمان مہربانی سے مجھے بُلاتا ہے — اگر میں جلد نہ لوٹوں تو ندامت کا سامنا ہوگا

بر امیدِ شفقتِ آں نیک خواہ — دزد را بگذاشت باز آمد براہ

اُس خیرخواہ کی شفقت کی امید کی بنا پر — چور کو چھوڑ دیا اور راستہ سے لوٹ آیا

گفت[3] اے یارِ نکو احوال چیست — ایں فغان و بانگِ تو از دستِ کیست

کہا اے اچھے دوست! کیا احوال ہیں؟ — یہ تیری چیخ و پکار کس کی وجہ سے ہے؟

گفت اینک بیں نشانِ پائے دزد — ایں طرف رفت ست دزدِ زن بمزد

اُسنے کہا یہ ہیں چور کے پاؤں کے نشان دیکھ لے — بھڑوا، چور اِس طرف گیا ہے

نک نشانِ پائے دزدِ قلتباں — در پئے او رو بدیں نقش و نشاں

دَیّوث چور کے پاؤں کا نشان یہ ہے — اِس علامت اور نشان کے ذریعہ اسکا پیچھا کر

[1] ایں۔ یعنی شیطان کا نماز کے لئے جگانا۔ وثاق۔ گھر۔ تا درافگند۔ گھر کے مالک نے چور کو دوڑا کر تھکا دیا۔ اندراں۔ اب اسقدر قریب ہوگیا تھا کہ ایک حملہ میں اُس چور کو پکڑ لے۔ بیا۔ یعنی مالک کو جو چور کے پیچھے بھاگ رہا تھا پکارا۔ گفت باخود۔ پکارنے والے چور کی آواز سُنکر دل میں کہنے لگا۔ کشتہ گیر۔ مُردہ سمجھ لے۔ جامہ چاک۔ مردہ یعنی وہ چور جس کے پیچھے یہ بھاگ رہا تھا۔ آں طرف۔ جدھر سے آواز آئی ہے۔ بر من دود۔ مجھ پر حملہ کر دے۔

[2] بر زن۔ یعنی جس طرف وہ پکارنے والا بُلا رہا ہے وہاں کوئی دوسرا چور ہو جو بال بچّوں پر حملہ کر دے تو اُس چور کو مار ڈالنے سے بھی مجھے کیا ملیگا۔ ندم۔ یعنی بال بچّوں سے غفلت برتنے کی ندامت۔ نیک خواہ۔ یعنی پکارنے والا۔

[3] گفت۔ یعنی مالک نے پکارنے والے سے کہا۔ گفت اینک۔ پکارنے والے نے کہا۔ زن بمزد۔ وہ شخص جو بیوی کی زنا کی کمائی کھائے۔ قلتباں۔ دَیّوث۔ در پئے او۔ یعنی چور کے پیچھے۔

گفت[۱] اے ابلہ چہ میگوئی مرا
اُس نے کہا اے بیوقوف! مجھ سے کیا کہتا ہے؟

من گرفتہ بودم آخر دزد را
میں نے تو چور کو پکڑ ہی لیا تھا

دزد را از بانگِ تو بگذاشتم
تیری پکار کی وجہ سے میں نے چور کو چھوڑ دیا

من تو خر را آدمی پنداشتم
میں نے تجھ گدھے کو آدمی سمجھا

ایں چہ ژاژ است و چہ ہرزہ اے فلاں
اے فلاں! یہ کیا بکواس اور بیہودگی ہے

من حقیقت یافتم چہ بود نشاں
میں نے اصل کو پکڑ لیا تھا علامت کیا ہوتی ہے؟

گفت من از حق نشانت میدہم
اُس نے کہا میں تجھے صحیح علامت بتا رہا ہوں

ایں نشانست از حقیقت آگہم
یہ نشانات ہیں میں حقیقت سے واقف ہوں

گفت طراری تو یا خود ابلہی
اُس نے کہا تو گرہ کٹ ہے یا پاگل ہے

بلکہ تو دزدی و زیں حال آگہی
بلکہ تو چور ہے اور اس حالت سے واقف ہو

خصمِ[۲] خود را می کشیدم مو کشاں
میں اپنے دشمن کو بال پکڑ کر گھسیٹتا

تو رہانیدی ورا کاینک نشاں
تو نے اُس کو چھڑا دیا کہ یہ نشان ہے

تو جہت گو من بروتم از جہات
تو سبب کی بات کرتا ہے میں اسباب سے آگے ہوں

در وصال آیات کو یا بینات
وصال (کی صورت) میں نشانیاں اور دلائل کہاں؟

صنع بیند مرد محجوب از صفات
افعال وہ دیکھتا ہے جو صفات سے حجاب میں ہو

در صفات آنست کو گم کرد ذات
صفات میں وہ (مقید) ہے جس نے ذات کو گم کر دیا ہو

واصلاں چوں غرق ذات اند اے پسر
اے صاحبزادے! واصلین جبکہ ذات میں مستغرق ہیں

کے کنند اندر صفات او نظر
وہ اُس کی صفات پر کب نظر کرتے ہیں؟

چونکہ اندر قعرِ جو باشد سرت
جبکہ تیرا سر نہر کی تہ میں ہو

کے برنگِ آب افتد منظرت
پانی کے رنگ پر تیری نظر کب پڑتی ہے؟

ور[۳] برنگِ آب باز آئی ز قعر
اگر تو (دریا کی) تہ سے پانی کے رنگ پر واپس آجائے

پس پلاسے بستدی دادی تو شعر
تو تو نے ٹاٹ لے لیا (اور) پشمینہ دے دیا

طاعتِ عامہ گناہِ خاصگاں
عوام کی اطاعت خاصانِ (خدا) کا گناہ ہے

وصلتِ عامہ حجابِ خاص داں
عوام کا وصال، خواص کا پردہ سمجھ

حکایتِ وزیرکہ پادشاہ اُورا از وزارت معزول کردہ بود و محتسبی داد

بادشاہ کے اُس وزیر کا قصہ جس کو بادشاہ نے وزارت سے معزول کرکے کوتوالی دے دی

[۱] گفت اے ابلہ۔ مالک نے پکارنے والے سے کہا۔ من تو خر را۔ یعنی تو گدھا ہے میں نے تجھے آدمی سمجھ لیا۔ ژاژ۔ بکواس۔ ہرزہ۔ بیہودہ بات۔ حقیقت۔ یعنی اصل چور۔ نشان۔ یعنی نشانِ قدم۔ طراری۔ تو جیب تراش ہے۔ دزدی۔ یعنی تو اُس چور کا شریک کار چور ہے۔

[۲] خصم خود۔ مالک نے کہا تو نے یہ کہہ کر اُسے چھڑا دیا کہ چور کی نشانی دیکھ لے۔ تو جہت گو۔ جبکہ میں اصل مقصد تک پہنچ چکا تھا تو مقصد کے اسباب اور وجوہ بتا رہا تھا۔ صنع۔ سالک پر افعال کی تجلی پڑتی ہے، پھر صفات کی، پھر ذات کی۔ جب سالک صفات کی تجلی سے محروم ہوتا ہے تو افعال کی تجلی میں لگا رہتا ہے اور صفات کی تجلی کے بعد افعال کی تجلی سے قطع نظر کر لیتا ہے اور جبکہ اس کو ذات کی تجلی حاصل ہوجاتی ہے تو اسکو صفات کی تجلی کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔ واصلاں۔ واصل بحق ذات کی تجلی میں مستغرق رہتے ہیں۔ چونکہ۔ اسکی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پانی کی تہ میں پہنچ جائے تو پانی کا رنگ اُسکے پیشِ نظر نہیں رہتا ہے۔

[۳] ور برنگِ آب۔ اگر کوئی ذات کی تجلی کے بعد صفات کی تجلی میں مستغرق ہوجائے تو وہ ایک اونچے مرتبے سے گر کر ادنیٰ مرتبہ میں آ گیا۔ پلاس۔ ٹاٹ۔ شعر۔ پشمینہ۔ طاعت عامہ۔ مشہور مقولہ ہے حسنات الابرار سیئات المقربین یعنی عام لوگوں کی نیکیاں مقربین کیلئے بمنزلہ گناہ ہیں۔ مثلاً صفات کی تجلی تمام سالکوں کے اعتبار سے بھلائی ہو لیکن واصل بحق جسکو ذات کی تجلی حاصل ہو اگر اس مقام پر آجائے تو اسکا یہ تنزل ہے۔

گر وزیرے را کند شہ محتسب[1] / شہ عدوِّ او بود نبود محب

اگر بادشاہ کسی وزیر کو کوتوال بنا دے / تو بادشاہ اس کا دشمن ہوگا دوست نہ ہوگا

ہم گناہے کردہ باشد آں وزیر / بے سبب نبود تغیّر ناگزیر

اس وزیر نے کوئی خطا کی ہوگی / لازمی تغیر بے وجہ نہیں ہوتا ہے

زانکہ اوّل محتسب بد خود ورا / بخت و روزی آں بُدست از ابتدا

جو پہلے سے کوتوال تھا خود اس کے لئے / وہ (کوتوالی) شروع سے نصیبہ اور روزی تھی

لیک کاں اوّل وزیرِ شہ بدست / محتسب کردن سبب فعلِ بدست

لیکن جو کہ پہلے بادشاہ کا وزیر ہو / (اس کو) کوتوال بنانا کسی برے کام کی وجہ سے ہے

چوں ترا شہ ز آستانہ پیش خواند / باز سوئے آستانہ باز راند

جیسے بادشاہ نے تجھے چوکھٹ سے آگے بلایا / پھر چوکھٹ کی طرف واپس کردیا

تو یقیں[2] میداں کہ جرمے کردۂ / جبر را از جہل پیش آوردۂ

تو یقین کرلے تو نے کوئی غلطی کی ہے / تو جبر کو نادانی سے پیش کرتا ہے

کہ مرا روزی و قسمت ایں بدست / پس چرا دی بودت آں دولت بدست

کہ میری تقدیر اور قسمت یہی تھی / تو کل یہ دولت تیرے ہاتھ میں کیوں تھی؟

قسمتِ خود خود بُریدی تو ز جہل / قسمتِ خود را فزاید مردِ اہل

تو نے نادانی سے اپنے حصہ کو خود منقطع کردیا / لائق آدمی اپنا حصہ بڑھاتا ہے

یک مثالِ دیگر اندر کژروی / شاید ار از نصِّ قرآں بشنوی

کج روی کی ایک دوسری مثال / مناسب ہے اگر تو قرآن کی آیتوں سے سن لے

قصۂ[3] منافقان و مسجدِ ضرار ساختنِ ایشاں

منافقوں اور اُن کے مسجدِ ضرار بنانے کا قصہ

ایں چنیں کژبازئ در جفت و طاق / با نبی می باختند اہلِ نفاق

اسی طرح اُلٹی بازی داؤں میں / نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ منافق کھیلتے تھے

کز برائے عزِّ دینِ احمدی / مسجدے سازیم و بود آں مرتدی

کہ احمدی دین کی عزت کے لئے / ہم ایک مسجد بناتے ہیں اور وہ (انکی) بے دینی تھی

ایں چنیں کژبازئ می باختند / مسجدے جز مسجدش می ساختند

اس طرح کی اُلٹی بازی انھوں نے کھیلی / ان کی مسجد کے علاوہ انھوں نے ایک مسجد بنائی

---

[1] محتسب۔ کوتوال۔ زانکہ۔ کسی کا ابتداءً کوتوالی کے عہدے پر سرافراز ہونا اس کی خوش نصیبی ہے لیکن وزارت سے کوتوالی پر آجانا سزا ہے۔ ایک۔ وزارت کے بعد کوتوال بن جانا سزا ہے۔ چوں ترا۔ آستانہ پر رہنا پیشی میں رہنے کے مرتبہ سے گرا ہوا ہے۔

[2] تو یقیں۔ انسان اپنے مرتبہ کے گراؤ کو تقدیر پر محمول کر دیتا ہے اور کہدیتا ہے کہ میری قسمت میں یہی لکھا تھا۔ حالانکہ اس میں خود اس کا قصور ہوتا ہے ورنہ اس کو پہلے یہ بڑا رتبہ کیوں حاصل تھا۔ قسمتِ خود۔ انسان اپنی نادانی سے اپنی قسمت گھٹاتا ہے ورنہ اہل انسان جد و جہد سے اپنی قسمت بڑھا لیتا ہے۔

[3] قصہ۔ شیطان کے واقعہ سے یہ سمجھایا تھا کہ بسا اوقات ایک معاملہ بظاہر اچھا نظر آتا ہے لیکن اس میں بُرائی پوشیدہ ہوتی ہے اسی بات کو منافقوں کے مسجدِ ضرار کے بنانے سے سمجھایا ہے مسجد بنانا بظاہر اچھا تھا لیکن اس کا مقصد نہایت ناپاک تھا۔ مسجدِ ضرار۔ وہ مسجد جو منافقوں نے مسجد قبا کے مقابلہ میں تیار کی تھی جفت۔ وہ عدد جو دو پر تقسیم ہوجائے۔ طاق۔ وہ عدد جو دو پر صحیح تقسیم نہ ہو مجموعہ سے بازی کا داؤ مراد لیا جاتا ہے۔ اہلِ نفاق۔ عبداللہ ابن ابی اور انکے ساتھی۔ مرتدی یعنی اُن کا یہ فعل دینداری پر مبنی نہ تھا بلکہ بے دینی پر مبنی تھا۔ مسجدش۔ مسجد قبا جس کو آنحضورؐ نے بنوایا تھا۔

فرش و سقف و قبۂ اش آراستہ — **لیک تفریقِ جماعت[۱] خواستہ**

فرش اور چھت اور اس کا گنبد بنایا — لیکن (انھوں نے) جماعت کو متفرق کرنا چاہا

نزدِ پیغمبر بلابہ آمدند — **ہمچو اشتر پیشِ اُو زانو زدند**

خوشامد کرنے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئے — اونٹ کی طرح اُن کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے

کاے رسولِ حق برائے محسنی — **سُوئے آں مسجد قدم رنجہ کُنی**

کہ اے اللہ کے رسولؐ برائے کرم — اُس مسجد کی جانب تشریف لے چلیں

تا مبارک گردد از اقدامِ تو — **تا قیامت تازہ بادا نامِ تو**

تاکہ آپ کی تشریف آوری سے وہ متبرک ہوجائے — خدا کرے قیامت تک آپ کا نام زندہ رہے

مسجدِ روزِ گل ست و روزِ ابر — **مسجدِ روزِ ضرورت وقتِ صبر**

(یہ) مسجد کیچڑ اور بارش کے دن کے لئے ہے — (یہ) مسجد ضرورت اور مجبوری کے دن کیلئے ہے

تا غریبے[۲] یابد آنجا خیر و جا — **تا فراواں گردد ایں خدمت سَرا**

تاکہ کوئی مسافر اس جگہ ٹھکانا اور بھلائی پاسکے — تاکہ یہ خدمت کی جگہیں زیادہ ہوجائیں

تا شعارِ دیں شود بسیار و پُر — **زانکہ با یاراں شود خوش کارِ مُر**

تاکہ دین کا شعار زیادہ اور پُر ہوجائے — کیونکہ دوستوں کے ساتھ تلخ کام شیریں ہوجاتا ہے

ساعتے آں جایگہ تشریف دہ — **تزکیہ ما کُن زماں تعریف دہ**

تھوڑی دیر کے لئے اُس جگہ تشریف رکھیں — ہمیں پاک کریں اور معرفت سکھائیں

مسجد و اصحابِ مسجد را نواز — **تو مہی ما شب دمے با ما بساز**

مسجد اور مسجد والوں کو نواز دیجیئے — ہم رات ہیں آپ چاند تھوڑی دیر ہمارے ساتھ رہیں

تا شود شب از جمالت جملہ روز — **اے جمالت آفتابِ جاں فروز**

تاکہ آپ کے جمال سے رات مجسّم دن بن جائے — اے وہ (ذات) کہ آپکا جمال روح کو روشن کرنیوالا سورج ہے

اے[۳] دریغا کاں سخن از دل بدے — **تا مُرادِ آں نفر حاصل شُدے**

ہائے افسوس! (کاش) یہ باتیں دل سے ہوتیں — تاکہ اُس گروہ کا مقصد حاصل ہوجاتا

لفظ کاید بے دل و جاں بر زباں — **ہمچو سبزہ تُوں بُود اے دوستاں**

جو لفظ بے دلی اور بغیر روح کے زبان پر آتا ہے — اے دوستو! وہ کوڑی کے سبزے کی طرح ہوتا ہے

ہم ز دُورش بنگر و اندر گذر — **خوردن و بُو را نشاید اے پسر**

اُس کو دُور سے دیکھ لے اور گزرجا — اے بیٹا! وہ کھانے اور سونگھنے کے لائق نہیں ہے

---

۱ جماعت یعنی صحابہؓ کی جماعت۔ لابہ۔ خوشامد۔ زانو زوند۔ دوزانو ہوکر بیٹھ گئے۔ آں مسجد یعنی مسجدِ ضرار۔ اقدام۔ تشریف آوری۔ تا قیامت۔ انھوں نے حضورؐ کو یہ دعا دی۔ مسجد روزِ گل یعنی ہم نے یہ مسجد اسلئے بنائی ہے کہ کیچڑ اور بارش کی مجبوری اور ضرورت میں یہاں نماز پڑھ لیا کرینگے۔

۲ تا غریبے۔ اس مسجد میں یہ بھی فائدہ ہے کہ اس میں مسافر ٹھہر جایا کرینگے اور مسجدوں کی کثرت بھی ہوجائیگی۔ با یاراں۔ مسجد بنانا مشکل کام ہے۔ ہمارے اتباع میں اور لوگوں کو بھی مسجدیں بنانا آسان ہو جائے گا۔ تزکیہ۔ نبی کا نام لوگوں کے دلوں کو پاک کرتا ہے۔ تعریف۔ یعنی معرفتِ خداوندی کی باتیں۔ تو مہی۔ آپ کے نور سے ہم سیاہ باطن منوّر ہو جائیں گے۔

۳ اے دریغا۔ مولانا فرماتے ہیں یہ سب اُن کی جھوٹی باتیں تھیں اگر سچی ہوتیں تو اُن کا مقصد ضرور پورا ہوتا۔ لفظ۔ خوشی کُن جھوٹے الفاظ کی مثال کوڑی کے سبزے جیسی ہے ـــ سبزہ تُوں۔ کوڑی یا گھورے کا سبزہ۔

سوئے لطف[1] بے وفایاں ہیں مرو — کانِ پُلِ ویراں بود نیکو شنو

خبردار! بے وفاؤں کی مہربانی کی طرف نہ جا — اچھی طرح سُن لے وہ ٹوٹے ہوئے پُل کی طرح ہے

گر قدم را جاہلے بر وے زند — بشکند پُل واں قدم را بشکند

اگر کوئی ناواقفیت سے اُس پر قدم رکھے گا — پُل ٹوٹ جائے گا اور وہ پیر کو توڑ دے گا

ہر کجا لشکر شکستہ می شود — از دو سہ سُست و مُخنّث می بود

کسی جگہ کوئی لشکر شکست کھاتا ہے — تو (ایسا) دو تین سُست اور نامردوں کی وجہ سے ہوتا ہے

در صف آید با سلاح[2] و مرد وار — دل بر و بنہند کا ینک یارِ غار

وہ نامرد ہتھیار باندھ کر اور مردانہ وار آتا ہے — (لشکری) اُس پر بھروسہ کرتے ہیں کہ یہ سچا دوست ہے

رُو بگرداند چو بیند زخمہا — رفتنِ اُو بشکند پُشتِ ترا

جب گھائل ہوتا ہے تو منہ موڑ لیتا ہے — اُس کا بھاگنا تیری کمر توڑ دیتا ہے

ایں دراز ست و فراواں می شود — وانچہ مقصود ست پنہاں می شود

یہ (قصّہ) لمبا اور زیادہ ہو رہا ہے — اور جو مقصد ہے وہ مخفی ہو رہا ہے

فریفتن منافقان پیغمبر علیہ السّلام را تا کہ بمسجد ضرار برند و

منافقوں کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بہکانا تاکہ مسجدِ ضرار میں لے جائیں اور

اظہار نا کردن مصطفیٰ مکر ایشاں را از کمالِ حلمِ خود

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتہائی بُردباری کی وجہ سے اُنکے مکر کو ظاہر نہ کرنا

بر رسولِ حق فسونہا خواندند — رخشِ دستان و حِیَل می راندند

اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر انھوں نے بہت منتر پڑھے — مکر اور فریب کا گھوڑا دوڑاتے تھے

چاپلوسی و فسونہا خواندند — نُزلِ[3] خدمت سُوئے حضرت اندند

خوشامد کرتے تھے اور منتر پڑھتے تھے — خدمت اور خاطر تواضع کی بات آنحضورؐ کی جانب بڑھائی

آں رسولِ مہربان و رحم کیش — جز تبسّم جز بلے ناورد پیش

وہ مہربان اور رحم کی عادت والے رسولؐ — سوائے مسکراہٹ (اور) سوائے ہاں کے پیش نہ آئے

شکر ہائے آں جماعت یاد کرد — در اجابت قاصداں را شاد کرد

اُس جماعت کا شکریہ ادا فرمایا — قبول کرنے (کے معاملہ) میں قاصدوں کو خوش کر دیا

می نمود آں مکرِ ایشاں پیشِ اُو — یک بیک زانساں کہ اندر شیر مُو

آپ کے سامنے اُن کا مکر ظاہر ہو جاتا تھا — فوراً اِس طرح جیسا کہ دودھ میں بال

[1] لُطفِ بے وفایاں۔ بے وفاؤں کی مہربانی پُرانے پُل کی طرح ہے۔ انسان بے خبری میں اُس پر سے گذرتا ہے تو پُل بھی بیٹھ جاتا ہے اور وہ پیر کو بھی توڑ دیتا ہے۔ ہر کجا۔ لشکر کی شکست بھی عموماً بے وفاؤں کی وجہ سے ہوتی ہے۔

[2] سِلاح۔ ہتھیار۔ یارِ غار۔ سچا دوست۔ رفتنِ او۔ ایک بُزدل کے بھاگنے سے پورے لشکر کی ہمت ٹوٹ جاتی ہے۔ ایں۔ یعنی بے وفاؤں کے نقصانات کے قصّے۔ مقصود۔ یعنی مسجدِ ضرار کا قصّہ۔ فسوں۔ افسوں، منتر۔ رخش۔ رستم کا گھوڑا، گھوڑا۔ حِیَل۔ حیلہ کی جمع ہے۔

[3] نُزل۔ مہمانی کا کھانا۔ کیش۔ طریقہ، عادت۔ بلے۔ ہاں، کسی بات کی تصدیق کے لئے بولا جاتا ہے۔ اجابت۔ دعوت کو قبول کرنا۔ می نمود۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم منافقوں کی چالوں کو سمجھ جاتے تھے لیکن اپنی شرافتِ نفس کی وجہ سے اُس کا اظہار نہ فرماتے تھے۔

مُوی را نادیدہ میکرد آں لطیف[1] — شیر را شاباش می گفت آں ظریف
وہ مہربانؐ بال کو ان دیکھا کر دیتے تھے — وہ عالی ظرف دودھ کی تعریف کر دیتے تھے

صد ہزاراں مُوی مکر و دمدمہ — چشم خوابانید آں دم از ہمہ
مکر اور فریب کے لاکھوں بال تھے — اُس وقت انھوں نے سب سے آنکھ بند کر لی

راست می فرمود آں بحرِ کرم — بر شما من از شما مُشفِق ترم
اُس دریائے کرم نے سچ فرمایا ہے — میں تم پر تم سے بھی زیادہ مہربان ہوں

من نشستہ بر کنارِ آتشے — با فروغ و شعلہ بس ناخوشے
میں ایک آگ کے کنارے بیٹھا ہوں — جو بہت بھڑکنے والی اور خراب شعلوں والی ہے

ہمچو پروانہ شما آں سو دواں — ہر دو دستِ من شدہ پروانہ راں
تم پروانوں کی طرح اُس طرف دوڑتے ہو — میرے دونوں ہاتھ پروانوں کو ہٹانے والے بنے ہیں

چوں براں[2] شد تا رواں گردد رسول — غیرتِ حق بانگ زد مشنو ز غول
جب معاملہ یہاں پہنچا کر رسولؐ مسجد ضرار کی طرف روانہ ہوں — اللہ (تعالٰی) کی غیرت نے آواز دی چھلاوے کی آواز نہ سنو

کیں خبیثاں مکر و حیلت کردہ اند — جملہ مقلوب ست آنچہ آوردہ اند
کہ اِن خبیثوں نے مکر اور حیلہ کیا ہے — جو انھوں نے کہا ہے سب اُلٹا ہے

قصدِ ایشاں جز سیاہ رُوئی نبود — خیرِ دیں کے جست ترسا و یہود
اُن کا ارادہ روسیاہی کے علاوہ کچھ نہ تھا — عیسائی اور یہودیوں نے دین کی بھلائی کب چاہی؟

مسجدے بر جسرِ دوزخ ساختند — با خدا نردِ دغاہا باختند
انھوں نے دوزخ کے پُل پر مسجد بنائی ہے — انھوں نے خدا کے ساتھ دھوکے کی چال چلی ہے

قصدِ شاں تفریقِ اصحابِ رسول — فضلِ حق را کے شناسد ہر فضول
اُنکا مقصد رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہ میں تفرقہ — کوئی بیہودہ خدا کے فضل کو کب جانتا ہے؟

تا جہودے[3] را ز شام اینجا کشند — کہ بوعظِ اُو جہوداں سرخوش اند
تاکہ ایک یہودی کو شام سے اِس جگہ لائیں — جس کے وعظ سے یہودی مانوس ہیں

گفت پیغمبر کہ آرے لیک ما — بر سرِ راہیم و بر عزمِ غزا
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہاں لیکن ہم — سفر پر (تیار) ہیں اور جہاد کا ارادہ ہے

زیں سفر چوں باز گردم آنگہاں — سوئے آں مسجد رواں گردم رواں
جب میں سفر سے واپس آجاؤں گا، تب — اُس مسجد کی طرف چلوں گا

۱ لطیف۔ مہربان۔ ظریف۔ دانا، خوش مزاج۔ چشم خوابانیدن۔ چشم پوشی کرنا۔ بحرِ کرم۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ من نشستہ۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ میری مثال اور تمہاری مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے آگ روشن کی پتنگے اُس میں آکر گرنا چاہتے ہیں اور وہ شخص اُن کو روکتا ہے۔

۲ چوں براں شد۔ آنحضورؐ نے پہلے تشریف لے جانے کا ارادہ کر لیا تھا اسکے بعد وحی کے ذریعہ ممانعت اور اُن منافقوں کے احوال سے آنحضورؐ کو باخبر کر دیا گیا، اشعار میں واقعات کی ترتیب بدل گئی ہے۔ غول۔ چھلاوا، جو راستہ سے بھٹکا دیتا ہے۔ مقلوب۔ جیسا کہ اُن منافقوں نے ظاہر کیا ہے اُنکے پیش نظر دین کا فروغ نہیں ہے بلکہ اُن کا مقصد دین کو برباد کرنا ہے۔

۳ تا جہودے۔ ابو عامر جو مدینہ کا رہنے والا تھا اُس نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا تھا اور اُس کو راہب کہا جاتا ہے۔ وہ ابتداءً آنحضورؐ کی اُن پیشگوئیوں کا بھی ذکر کرتا تھا جو آنحضورؐ کے بارے میں انجیل میں تھیں لیکن ہجرت کے بعد اُس نے آنحضورؐ کی مخالفت شروع کر دی تھی۔ جنگِ بدر کے بعد وہ مدینہ چھوڑ کر مکہ چلا گیا تھا اور پھر وہاں سے شام کے علاقہ میں جا بسا تھا اور وہاں سے مسلمانوں کیخلاف سازشیں کرتا رہتا تھا۔ عزمِ غزا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کیلئے روانہ ہونیوالے تھے۔

دفعِ شاں گفت و بسوئے غزو تاخت
اُن کو ٹال دیا اور جہاد کے لئے روانہ ہو گئے

با دغایاں از دغا نردے بباخت
دغا بازوں کے ساتھ دغا کی چال چلی

چوں بیامد از غزا[1] باز آمدند
جب (رسول) غزوے سے آئے وہ پھر آئے

چنگ اندر وعدۂ ماضی زدند
(اور) پہلے وعدے کا سہارا لیا

گفت حقش کاے پیمبر فاش گو
اللہ (تعالیٰ) نے اُن سے فرمایا اے پیغمبر صاف کہدیجئے

عذر آور، جنگ باشد باش گو
(جانئیے) عذر کر دیجئے، جنگ ہوتی ہے تو ہو

گفت اے قومِ دغل خامش کنید
(پیغمبر نے) فرمایا اے مکار قوم! چپ رہو

تا نگویم رازہا تاں تن زنید
خاموش ہو جاؤ، تاکہ میں تمہارے راز نہ کہہ ڈالوں

گفت تاں بس بد درون و دشمنید
(پیغمبر نے) فرمایا تم بدباطن اور دشمن ہو

من نخواہم آمد از من بگذرید
میں نہیں آؤں گا، میرا خیال چھوڑ دو

چوں[2] نشانِ چند از اسرارِ شاں
جب آپ نے ان کے بھیدوں کے کچھ نشان

در بیاں آورد بد شد کارِ شاں
بیان کر دیئے تو اُن کا کام بگڑ گیا

قاصداں زو باز گشتند آں زماں
قاصد آپ کے پاس سے واپس ہو گئے (اور) دوسرے وقت

حاش للہ حاش للہ دم زناں
خدا بچائے خدا بچائے کہتے ہوئے

ق

ہر منافق مصحفے زیرِ بغل
ہر منافق قرآن بغل میں دبا کر

سوئے پیغمبر بیاورد از دغل
مکاری سے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس لایا

تا خورد سوگند کایماں جُنّتے ست
تاکہ قسم کھائے کیونکہ قسم ڈھال ہے

زانکہ سوگند آں کژاں را سنتے ست
اس لئے کہ قسم کھانا اُن کجوں کی عادت ہے

چوں[3] ندارد مردِ کژ در دیں وفا
کج انسان چونکہ دین (کے معاملہ) میں وفا نہیں کرتا ہے

ہر زمانے بشکند سوگند را
ہر وقت قسم توڑ دیتا ہے

راستاں را حاجتِ سوگند نیست
سچوں کو قسم کی ضرورت نہیں ہے

زانکہ ایشاں را دو چشمِ روشنے ست
اس لئے کہ اُن کی دونوں آنکھیں روشن ہیں

نقضِ میثاق و عہود از احمقی ست
عہد اور پیمان کا توڑنا بیوقوفی ہے

حفظِ ایمان و وفا کارِ تقی ست
قسموں کی حفاظت اور پورا کرنا متقی کا کام ہے

گفت پیغمبر کہ سوگندِ شما
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ تمہاری قسم

راست گیرم یا کہ پیغامِ خدا
سچ سمجھوں یا خدا کا پیغام

---

[1] غزا۔ یعنی غزوۂ تبوک۔ گفت۔ آنحضورؐ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اُنسے صاف انکار کر دو خواہ نتیجہ میں جنگ برداشت کرنی پڑے۔ خامش۔ آنحضورؐ نے منافقوں سے فرمایا چپ ہو ورنہ تمہاری دیگر چال سازشیں کھول دونگا۔

[2] چوں نشاں۔ صحابہ کو آگاہ کرنے کیلئے اُن کی چند سازشیں ذکر فرما دیں۔ قاصداں۔ یعنی وہ منافق آنحضورؐ کے راز کھول دینے پر شرمندہ ہو کر اس وقت تو واپس ہو گئے پھر دوسرے وقت اپنی برأت کرتے ہوئے قرآن لیکر آنحضورؐ کے پاس آئے۔ کایماں جُنّتے۔ قرآن نے فرمایا ہے کہ منافقوں نے اپنی قسموں کو اپنی ڈھال بنا رکھا ہے۔ کژاں۔ کج فطرت جھوٹے زیادہ قسمیں کھاتے ہیں۔

[3] چوں ندارد۔ کج فطرت میں دینداری نہیں ہوتی لہٰذا وہ قسم توڑ ڈالتا ہے۔ دو چشم۔ یعنی وہ بد عہدوں کا انجام دیکھتے ہیں۔ پیغامِ خدا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ وَاللّٰہُ یَشْہَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ۔ خدا گواہی دیتا ہے کہ ضرور منافق جھوٹے ہیں۔

بازسوگندِ دگر خوردند قوم ۔۔۔ مُصحف اندر دست و برلب مُہرِ صوم
قوم نے پھر دوسری قسم کھائی ۔۔۔ ہاتھ میں قرآن منہ پر روزے کی مُہر

کہ بحقِ ایں کلامِ پاک و راست ۔۔۔ کہ بنائے مسجد از بہرِ خداست
کہ اس سچے اور پاک کلام کی قسم ۔۔۔ مسجد کی تعمیر خدا کے لئے ہے

اندریں جا ہیچ مکر و حیلہ نیست ۔۔۔ قصدِ ما زاں صدق و ذکر و یاربیست
اس میں کوئی مکر اور حیلہ نہیں ہے ۔۔۔ اُس سے ہمارا ارادہ سچائی اور ذکر اور یارب کہنا ہے

گفت پیغمبر کہ آوازِ خدا ۔۔۔ می رسد در گوشِ من ہمچوں صدا
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ خدا کی آواز ۔۔۔ میرے کان میں صدا کی طرح آتی ہے

مُہر بر گوشِ شما بنہاد حق ۔۔۔ تا بآوازِ خدا نارد سبق
اللہ (تعالیٰ) نے تمہارے کان پر مُہر لگا دی ہے ۔۔۔ تاکہ خدا کی آواز سے سبق نہ سیکھے

نک صریح آوازِ حق می آیدم ۔۔۔ ہمچو صاف از دُرد می پالایدم
اب میرے پاس خدا کی صاف آواز آتی ہے ۔۔۔ جو مصفّٰی کی طرح مجھے تلچھٹ سے صاف کردیتی ہے

چوں کلیم اللہ کز سوئے درخت ۔۔۔ بانگِ حق بشنید کاے مسعود بخت
جس طرح (موسیٰ) کلیم اللہ نے درخت کی جانب سے ۔۔۔ اللہ (تعالیٰ) کی آواز سُنی کہ اے نیک نصیب!

از درخت اِنّی اَنا اللہ می شنید ۔۔۔ با کلام انوار می آمد پدید
درخت سے "بیشک میں ہی خدا ہوں" سُنتے تھے ۔۔۔ کلام کے ساتھ انوار ظاہر ہو رہے تھے

چوں ز نورِ وحی وا می ماندند ۔۔۔ باز نو سوگندہا می خواندند
جب وہ (منافق) وحی کے نور سے عاجز آجاتے ۔۔۔ پھر نئی قسمیں کھانے لگتے

چوں خدا سوگند را خواندہ سپر ۔۔۔ کے نہد اسپر ز کف پیکارگر
جبکہ اللہ (تعالیٰ) نے قسم کو ڈھال قرار دیا ہے ۔۔۔ جنگجو ہاتھ سے ڈھال کب چھوڑتا ہے؟

باز پیغمبر بہ تکذیبِ صریح ۔۔۔ قَد کَذَبْتُم گفت باایشاں فصیح
پھر پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صاف جھٹلاتے ہوئے ۔۔۔ صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ تم جھوٹے ہو

اندیشیدنِ یکے از اصحاب بانکار کہ حضرتِ رسالت رسول چرا ستاری نمیکند

صحابہ میں سے ایک کا شبہ کے ساتھ سوچنا کہ حضرتِ رسالت رسول پردہ پوشی کیوں نہیں کرتے ہیں

---

۱ باز سوگند یعنی انھوں نے ہاتھ میں قرآن لیکر قسم کھائی اور یہ بھی کہا کہ ہم روزے دار ہیں۔ کہ بحق یعنی قرآن کی قسم کھا کر کہا کہ یہ مسجد خدا کے لئے بنائی ہے۔ یاربیست یعنی یارَبّ یارَبّ کہنا ہے۔ آوازِ خدا۔ یعنی لَا تَقُمْ فِیْہِ اَبَدًا یعنی اس مسجدِ ضرار میں کبھی قیام نہ کرنا۔ مُہر بر گوش قرآن پاک میں ہے خدا نے ان منافقین کے کانوں اور دلوں پر مُہریں لگا دی ہیں۔ صاف۔ صاف شدہ شراب۔

۲ کلیم اللہ۔ حضرت موسیٰ کو کوہِ طور پر ایک درخت سے آواز آئی تھی اِنّی اَنَا اللہُ۔ چوں ز نور۔ جب یہ دیکھتے کہ وحی کے نور کی وجہ سے آنحضور تکذیب پر مُصر ہیں تو دوبارہ قسمیں کھانے لگتے۔

۳ چوں خدا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِتَّخَذُوْٓا اَیْمَانَہُمْ جُنَّۃً۔ انھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا ہے۔ ڈھال کو جنگجو کسی حالت میں نہیں چھوڑتا ہے لہٰذا وہ بھی ناامیدی کے باوجود قسمیں کھا رہے تھے۔

تا یکے یارے ز یارانِ رسول ۔۔۔ در دلش اِنکار[1] آمد زاں نکول

رسول کے دوستوں میں سے ایک کے ۔۔۔ دل میں قسم کے نہ ماننے سے وسوسہ آیا

کاینچنیں پیرانِ باشیب و وقار ۔۔۔ می کنند شاں ایں پیمبر شرمسار

کہ ایسے بوڑھے اور باوقار لوگوں کو ۔۔۔ یہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) شرمندہ کر رہے ہیں

کو کرم کو ستر پوشی کو حیا ۔۔۔ صد ہزاراں عیب پوشند انبیاء

کرم کہاں ہے؟ پردہ پوشی کہاں ہے؟ حیا کہاں ہے؟ ۔۔۔ انبیاء تو لاکھوں عیب چھپاتے ہیں

باز[2] در دل زود استغفار کرد ۔۔۔ تا نگردد ز اعتراض او روئے زرد

پھر دل میں بہت جلد استغفار کی ۔۔۔ تاکہ وہ اعتراض (کرنے) سے (اللہ کے سامنے شرمندہ نہ ہو)

لیک آں نقشِ کجش از دل نرفت ۔۔۔ مہرِ بد از طبع بے حاصل نرفت

لیکن اُن کے دل سے وہ ٹیڑھا نقش نہ مٹا ۔۔۔ دل سے بُروں کی محبت بے نتیجہ رہی

شومیِ یاریِ اصحابِ نفاق ۔۔۔ کرد مومن را چو ایشاں زشت و عاق

منافقوں کی دوستی کی نحوست نے ۔۔۔ مومن کو اُن (منافقوں) کیطرح بُرا اور نافرمان بنادیا

باز می زارید کاے علّامِ سِر ۔۔۔ مر مرا مگذار بر کفراں مصر

انھوں نے پھر گریہ وزاری کی کہ اے بھیدوں کے جاننے والے! ۔۔۔ مجھے کفر پر مُصر نہ رکھ

دل بدستم نیست ہمچو دیدہ چشم ۔۔۔ ورنہ دل را سوزمے ایندم بخشم

آنکھ کی طرح دل میرے قبضہ میں نہیں ہے ۔۔۔ ورنہ غصہ میں میں اسی وقت دل کو پھونک دیتا

اندریں اندیشہ خوابش در ربود ۔۔۔ مسجدِ ایشانش پُر سرگیں نمود

اس فکر میں اُن کو نیند آگئی ۔۔۔ اُن کو اُن کی مسجد گوبر سے بُر نظر آئی

سنگہاش اندر حدث[3] جائے تباہ ۔۔۔ می دمید از سنگہا دودِ سیاہ

اُس کے پتھر ناپاکی میں بُری جگہ (تھے) ۔۔۔ اُس کے پتھروں سے کالا دُھواں اُٹھ رہا تھا

دود در حلقش شد و حلقش بخست ۔۔۔ از نہیبِ دودِ تلخ از خواب جست

دُھواں اُنکے حلق میں گُھسا اور اُنکے حلق کو خستہ کردیا ۔۔۔ کڑوے دھوئیں کے خوف سے وہ نیند سے بیدار ہوئے

در زماں در رو فتاد و می گریست ۔۔۔ کاے خدا اینہا نشانِ منکریست

فوراً چہرے کے بل گرے اور روتے تھے ۔۔۔ اے خدا یہ منکر ہونے کی علامتیں ہیں

خلم بہتر از چنیں حلم اے خدا ۔۔۔ کو کند از نورِ ایمانم جدا

اے خدا ایسی بُردباری سے غصہ بھلا ۔۔۔ جو کہ مجھے نورِ ایمان سے جدا کر رہا ہے

---

[1] اِنکار۔ شبہ، وسوسہ۔ نکول۔ قسم کھانے سے اِنکار کرنا یہاں قسم کو قبول نہ کرنا مُراد ہے۔ شیب۔ بڑھاپا۔ کو کرم۔ اُن صحابی نے آنحضور ﷺ کی جانب سے منافقوں کی تکذیب کو کرم اور ستر پوشی اور حیا کے خلاف سمجھا۔ روئے زرد۔ یعنی خدا کے سامنے شرمندگی نہ ہو۔ مہرِ بد۔ یعنی بُروں کی محبت جو اُن صحابی کے دل میں منافقوں کی محبت سے پیدا ہوئی۔ بے حاصل۔ بے نتیجہ یعنی یہ محبت اپنا رنگ لا کر رہی اور باوجود استغفار کے اُس وسوسہ کا ازالہ نہ ہوا۔ شومی۔ یہ محبت کا نتیجہ اور حاصل ہوا۔

[2] باز۔ وہ صحابی۔ کفراں یعنی آنحضور ﷺ سے متعلق وسوسہ۔ ہمچو نظر۔ انسان کا دل اور نظر قابو میں نہیں ہوتا ہے۔ خفت۔ اُن صحابی نے خواب میں دیکھا کہ وہ مسجدِ ضرار نجاست سے پُر ہے۔ سنگہاش۔ اُس مسجدِ ضرار کے پتھر حدث۔ پلیدی۔

[3] حلقش یعنی خواب دیکھنے والے صحابی کا حلق۔ نہیب۔ خوف۔ در زماں۔ چونکہ وہ صحابی سمجھے کہ یہ خواب اُنکے لئے تازیانہ ہے۔ خلم۔ ناک کی رینٹھ۔ سختی، نفرت یعنی آنحضور ﷺ نے جس غصہ کا اظہار کیا وہ بہتر تھا بنسبت اُس حلم کے جسکو میں نے اچھا سمجھا تھا اور اُسکو بہتر سمجھنے کی بدولت نورِ ایمان سے محروم ہو رہا ہوں۔

گر بکاوی کوشش اہلِ[1] مجاز
اگر تو نام کے مسلمانوں کی کوشش کی کھود کرید کریگا

تو بتو گندہ بُوَد ہمچوں پیاز
تو وہ پیاز کی طرح تہہ بہ تہہ بدبودار ہوگی

ہر یکے از یکدگر بے مغز تر
ہر (تہہ) دوسری سے زیادہ بے مغز ہوگی

صادقاں را یک ز دیگر نغز تر
سچّوں کی ایک (تہہ) دوسری سے زیادہ اچھی ہوگی

صد کمر بستہ بمکر آں قومِ سُست
اُس سُست قوم نے مکاری پر سَو طرح سے کمر باندھی تھی

از نفاق و زُرق و دینِ نادرست
نفاق اور جھوٹ اور غلط دین کی وجہ سے

صد کمر آں قوم بستہ بر قبا
وہ قوم سَو طرح سے، قبا پر کمر کسے ہوئی تھی

بہرِ ہدمِ مسجدِ اہلِ قبا
قبا والوں کی مسجد کو منہدم کرنے کے لئے

ہمچو آں اَصحابِ فیل اندر حَبَش
اُن ہاتھی والوں کی طرح جنھوں نے حبشہ میں

کعبہ کردند و حق آتش زد ش
کعبہ بنایا اور اللہ نے اُس میں آگ لگا دی

قصدِ خانہ کعبہ کردند ز انتقام
بدلہ لینے کے لئے اُنھوں نے خانہ کعبہ کا قصد کیا

حالِ شاں چوں شد فرو خواں ز کلام
اُن کا کیا حال ہوا؟ کلام اللہ میں پڑھ لے

مر سیہ رویانِ دیں را خود جہیز
دین کے رُوسیاہوں کا سامان

نیست الّا حیلت و مکر و ستیز
حیلہ اور مکر اور لڑائی کے سوا کچھ نہیں ہے

ہر صحابی[2] دید زاں مسجد عیاں
ہر صحابی نے اُس مسجد کو دیکھ لیا نمایاں

واقعہ، با شد یقیں شاں سرّ آں
واقعہ، یہاں تک کہ اُن کو اصلیت کا یقین آ گیا

واقعات ار باز گویم یک بیک
میں اگر ایک ایک کر کے واقعات بتاؤں

پس یقیں گردد صفا بر اہلِ شک
تو شکّی لوگوں کو صاف یقین ہو جائے

لیک می ترسم ز کشفِ رازِ شاں
لیکن اُن کا راز کھولنے سے میں ڈرتا ہوں

نازنینانند و زیبد ناز شاں
وہ نازوں کے پالے ہوئے ہیں اُنکو ناز کرنا زیب دیتا ہے

شرع[3] بے تقلید می پذرفتہ اند
اُنھوں نے شریعت کو بے تقلید قبول کیا ہے

بے محک آں نقد را بگرفتہ اند
بغیر کسوٹی کے اِس نقد کو لیا ہے

حکمتِ قرآں چو ضالہ مؤمن ست
قرآن کی حکمت چونکہ مؤمن کی گم شدہ چیز ہے

ہر کسے از ضالہ خود مُوقن ست
ہر شخص کو اپنی گمشدہ چیز پر (دیکھنے کے بعد) یقین آ جاتا ہے

---

[3] شرع۔ صحابہ اصلی مسلمان تھے نسلی نہ تھے۔ بے محک۔ ثبوت کی تصدیق اور احکام پر آنکھ بند کر کے عمل کرتے تھے۔ حکمتِ قرآن۔ قرآنی احکام اُن کے لئے اپنی گمشدہ چیز کی طرح تھے جس کو دیکھ کر انسان فوراً بغیر دلیل کے پہچان جاتا ہے۔

[1] اہلِ مجاز۔ وہ لوگ جو حقیقت سے محروم ہیں اُن کے اعمال کی ہر تہہ پیاز کے چھلکوں کی طرح بے مغز اور بدبودار ہوگی۔ صد کمر یعنی یہ منافقین مسجدِ قبا کو تباہ کرنے کی سَو سَو چالیں چل رہے تھے۔ قبا۔ قاف کے فتحہ کے ساتھ، مدینہ کے قریب وہ بستی ہے جس میں آنحضورؐ ہجرت کے بعد آ کر مقیم ہوئے تھے اور وہاں وہ مسجد تعمیر فرمائی تھی جس کو منافقین برباد کرنا چاہتے تھے۔ ہمچو۔ اُن منافقوں کا مسجدِ قبا کو برباد کرنے کا ارادہ اسی طرح کا تھا جیسا کہ ابرہہ کے لشکر نے خانہ کعبہ کو برباد کرنا چاہا تھا۔ کعبہ کردند۔ مکّی کعبہ کے بالمقابل یمن کے شہر صنعا میں ایک کعبہ بنایا گیا۔ حبشہ میں نہیں بنایا گیا تھا لیکن مولانا نے حبشہ کا ذکر اس لئے فرما دیا ہے کہ یمن اِس دور میں شاہِ حبشہ کے تحت تھا۔ آتش۔ حقیقتاً آگ نہیں بلکہ اُس فرضی کعبہ پر ایک شخص نے پاخانہ کر دیا تھا۔ کلام۔ سورۂ الم ترکیف میں سارا واقعہ منقول ہے۔

[2] ہر صحابی۔ جس طرح سے یہ صحابی آنحضورؐ کے اِس معاملہ میں مشکوک تھے بعض دوسرے صحابہ بھی مشکوک ہو گئے تھے اُن سب نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا۔ نازنینانند۔ صحابہ کی جماعت نازپروردہ تھی اِس طرح کا ناز اُن کو زیبا تھا۔

قصہ[1] آں شخص کہ اُشترِ ضالّہ خود را می جُست و نشاں می پرسید

اُس شخص کا قصہ جو اپنے گم شدہ اونٹ کو تلاش کرتا تھا اور پتہ پوچھتا تھا

اُشترے گم کردی و جستیش چُست
تو نے اونٹ گم کیا اور اُس کو چستی سے ڈھونڈا

چوں بیابی چوں ندانی کاں تُست
جب تو اُسے پا لیگا کیسے نہ سمجھے گا کہ وہ تیری ملکیت ہے

ضالّہ چہ بود ناقۂ گم کردہ
گم شدہ چیز کیا تھی، گم شدہ اونٹنی

از کفت بگریختہ در پردہ
جو تیرے ہاتھ سے نکل بھاگی، چھپ گئی

آمدہ در بار کردن کارواں
قافلہ لادنے کے لئے آیا

اُشترِ تو زاں میاں گشتہ نہاں
تیرا اونٹ اس دوران چھپ گیا

کارواں در بار کردن آمدہ
قافلہ لادنے کے لئے آیا

اُشترِ تو زاں میانہ گم شدہ
تیرا اونٹ اُس درمیان میں گم ہوگیا

می دوی ایں سو و آں سو خشک لب
تو خشک ہونٹوں کے ساتھ اِدھر اُدھر دوڑتا ہے

کارواں دور شد و نزدیک شب
قافلہ دور ہوگیا اور رات نزدیک ہے

رخت ماندہ بر زمیں در راہِ خوف
خوفناک راستہ میں سامان زمین پر پڑا ہے

تو پئے اُشتر رواں گشتہ بطوف
تو اونٹ کے پیچھے چکر کاٹ رہا ہے

کاے[2] مسلماناں کہ دیدست اُشترم
کہ اے مسلمانو! کسی نے وہ اونٹ دیکھا ہے

جستہ بیروں بامداد از آخرے
جو صبح کو بچڑے سے نکل بھاگا ہے

ہر کہ بر گوید نشان از اُشترم
جو میرے اونٹ کا پتہ بتائے گا

مژدگانی می دہم چندیں درم
میں اُس کو اتنے درہم انعام میں دونگا

باز می جوئی نشاں از ہر کسے
پھر تو ہر شخص سے پتہ پوچھتا ہے

ریشخندت می کنند زیں ہر خسے
اس پر ہر کمینہ تیری مذاق اُڑاتا ہے

کاشترے دیدیم می رفت ایں طرف
کہ میں نے ایک اونٹ دیکھا ہے جو اُدھر جا رہا تھا

اُشترے سُرخے بسوئے آں علف
ایک سُرخ اونٹ اُس چراگاہ کی جانب

آں[3] یکے گوید بُریدہ گوش بود
ایک کہتا ہے کہ کنکٹا تھا

واں دگر گوید جُلش منقوش بود
دوسرا کہتا ہے اُس کی جھول منقش تھی

آں یکے گوید شتر یک چشم بود
ایک کہتا ہے، اونٹ کانا تھا

واں دگر گوید ز گر بے پشم بود
دوسرا کہتا ہے خارش کی وجہ سے بے اُون تھا

---

[1] قصہ۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان اپنی گم شدہ چیز کو بلا تامّل پہچان جاتا ہے۔ آنِ تُست۔ تیری ملکیت ہے۔ ضالّہ۔ یہاں گم شدہ چیز اونٹ سمجھ لو۔ کارواں۔ یعنی وہ قافلہ جس میں تم شریک تھے۔ کارواں دور شد۔ وہ قافلہ چل دیا اور رات قریب آگئی۔ راہِ خوف۔ یعنی راستہ بھی خطرناک تھا جو اور پریشانی کا باعث تھا۔

[2] کاے مسلماناں۔ جس کا اونٹ گم ہوگیا تھا وہ مسلمانوں سے یہ کہتا تھا۔ آخر۔ جَو جس میں گھاس ڈال کر جانوروں کو کھلائی جاتی ہے۔ مژدگانی۔ انعام۔ ریشخند۔ مذاق اُڑانا۔ خس۔ کمینہ۔ علف۔ گھاس۔ یعنی چراگاہ۔

[3] آں یکے۔ لوگ اُس گمشدہ اونٹ کی مختلف علامتیں ظاہر کر رہے تھے۔ جُلش۔ اُس کی جھول۔ منقوش۔ کڑھی ہوئی۔ یک چشم۔ کانا۔ گر۔ خارش کا مرض۔ بے پشم۔ بغیر اُون۔

از برائے مژدگانی صد نشاں
انعام کے لئے سنو علامتیں
از گزافہ[1] ہر خسے کردہ بیاں
گپ شپ میں ہر کمینہ نے بتائیں

اے دل ایں اسرار را در گوش کن
اے دل! اِن رازوں کو سُن لے
قسمِ تو گر ہست زیں خوش نوش کن
اگر تیری قسمت میں ہے اس سے خوشگوار غذا حاصل کرلے

ہمچنانکہ ہر کسے در معرفت
جس طرح کہ ہر شخص خداشناسی میں
می کُند موصوفِ غیبی را صفت
غیبی موصوف کی صفتیں بیان کرتا ہے

متردِّد شدن درمیانِ مذاہبِ مختلفہ و بیروں شدن و مخلصی یافتن

مختلف مذاہبوں میں متردّد ہونا اور اُن سے باہر ہونا اور خلاصی پانا

فلسفی[2] از نوعِ دیگر کردہ شرح
فلسفی نے دوسرے طریقے پر شرح کی
باحثے مر گفت اُو را کردہ جرح
متکلم نے اُس کی بحث پر جرح کی

صوفیاں در ہر دو طعنہ می زنند
صوفی دونوں کو طعنے دیتے ہیں
باقیاں از زرق جائے می کنند
باقی مکاری سے مر رہے ہیں

ہر یکے زیں رہ ایں نشانہا زاں دہند
ہر ایک ایک طریقہ سے اسلئے علامتیں بتاتا ہے
تا گماں آید کہ ایشاں زاں رہ اند
تاکہ خیال ہوجائے کہ وہ اسی راہ کا ہے

ایں حقیقت داں نہ حق اند ایں ہمہ
یہ سمجھ لے کہ یہ سب حق نہیں ہیں
نے بکلی گمرہاں اند ایں رمہ
نہ یہ لوگ بالکلیہ گمراہ ہیں

زانکہ[3] بے حق باطلے ناید پدید
اس لئے کہ حق کے بغیر باطل واضح نہیں ہوتا ہے
قلب را ابلہ ببوئے زر خرید
بیوقوف کھوٹے کو کھرے کی اُمید پر خریدتا ہے

گر نبودے در جہاں نقدِ رواں
اگر دنیا میں صحیح سکّہ چالو نہ ہوتا
قلبہا را خرج کردن کے تواں
کھوٹوں کو کب صرف کیا جاسکتا؟

تا نباشد راست کے باشد دروغ
جب تک سچ نہ ہو جھوٹ کب ہوگا؟
آں دروغ از راست میگیرد فروغ
جھوٹ، سچ سے فروغ پاتا ہے

بر امیدِ راست کژ را می خرند
سیدھے کی اُمید پر ٹیڑھے کو خرید لیتے ہیں
زہر در قندے رود آنگہ خورند
زہر شکر میں ہوتا ہے تب کھا لیتے ہیں

گر نباشد گندمِ محبوب نوش
اگر لذیذ گیہوں نہ ہو
چہ برد گندم نمائے جو فروش
گندم نما جو فروش کیا حاصل کرے؟

---

[1] گزافہ۔ بکواس۔ اے دل۔ غرضیکہ رازیہی ہے کہ جس میں قبولِ حق کی استعداد ہوتی ہے وہی حق کو قبول کرتا ہے معرفت پہچان یعنی خدا کی پہچان۔ موصوفِ غیبی۔ وہ ذاتِ حق جو نظروں سے غائب ہے اور لوگ اُس کی صفات بیان کرتے ہیں

[2] فلسفی۔ صفاتِ باری کے معاملہ میں فلاسفہ کا قول ہے کہ ذاتِ باری ذاتِ خالص ہے اور صفات محض فرضی ہیں۔ باحث یعنی متکلم، متکلمین صفاتِ باری کے وجود کے قائل ہیں بعض صفات جیسا کہ ید، وجہ، وغیرہ میں تاویل کرتے ہیں۔ وآں دگر یعنی محقق صوفیا جو کل صفات کو ثابت مانتے ہیں اور کیفیت کی تفصیل نہیں کرتے ہیں۔ باقیاں یعنی جو عرفان کے محض مدعی ہیں اور حقیقت سے خالی ہیں یا یہ حقیقت۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اِن گروہوں کی نہ سب باتیں صحیح ہیں نہ سب باتیں غلط ہیں کچھ صحیح ہیں کچھ غلط ہیں۔

[3] زانکہ۔ ہر باطل کے ساتھ کچھ نہ کچھ حق ضرور ملا ہوا ہوتا ہے مولانا نے چند مثالیں اِس کی بیان فرمائی ہیں۔ مطلب کھوٹے سکے میں ملاوٹ کے ساتھ کچھ اصل ضرور ہوتی ہے۔ تا نباشد۔ جھوٹا آدمی بھی جھوٹ میں سچ ملا کر بات کرتا ہے۔ بر امید۔ اگر کجی کے ساتھ سیدھا پن نہ ہو تو کجی کا کوئی خریدار نہیں بن سکتا۔ زہر۔ زہر میں اگر شکر نہ ہو تو کوئی دھوکے میں زہر نہیں کھا سکتا ہے۔

پس مگو ایں جملہ دینہا[1] باطل اند
یہ نہ کہہ یہ سب دین باطل ہیں

باطلاں بر بُوئے حق دامِ دل اند
باطل، حق کی خوشبو کی وجہ سے دل کا جال ہیں

پس مگو جملہ خیال ست و ضلال
لہٰذا یہ نہ کہہ کہ سب وہم اور گمراہی ہے

بے حقیقت نیست در عالم خیال
دنیا میں وہم حقیقت کے بغیر نہیں ہوتا ہے

حق شبِ قدر ست در شبہا نہاں
حق، شبِ قدر ہے جو راتوں میں پوشیدہ ہے

تا کند جاں ہر شبے را امتحاں
تاکہ جان ہر رات کو آزمائے

نے ہمہ شبہا بود قدر اے جواں
اے نوجوان! سب راتیں شبِ قدر نہیں ہیں

نے ہمہ شبہا بود خالی ازاں
نہ سب راتیں اُس سے خالی ہیں

درمیانِ دلق پوشاں یک فقیر
گُدڑی پہننے والوں میں کوئی ایک فقیر ہے

امتحاں کُن وانکہ حق ست آں بگیر
آزمالے، جو حق ہے اُس کو اختیار کرلے

مومن کیس ممیّز کو کہ تا
سمجھدار مومن تمیز کرنے والا کہاں ہے؟ تاکہ

باز داند بادشہ را از گدا
شاہ کو گدا سے ممتاز کرلے

گر نہ معیوبات[2] باشد در جہاں
اگر دنیا میں عیب دار چیزیں نہ ہوں

تاجراں باشند جملہ ابلہاں
سب بے وقوف تاجر بن جائیں

پس بود کالہ شناسی سخت سہل
پھر تو سامان کو پہچاننا بہت آسان ہو

چونکہ عیبے نیست چہ نا اہل و اہل
جب کوئی عیب نہیں ہے پھر کیا اہل کیا نا اہل

ور ہمہ عیب ست دانش سود نیست
اگر سب عیب ہے تو عقل کا فائدہ نہیں ہے

چوں ہمہ چوب ست اینجا عود نیست
جب سب لکڑیاں ہیں تو اُس جگہ اگر ہے ہی نہیں

آنکہ گوید جملہ حق ست احمقی ست
جو یہ کہتا ہے کہ سب حق ہیں، بیوقوفی ہے

وانکہ گوید جملہ باطل او شقی ست
جو یہ کہے کہ سب باطل ہیں وہ بدبخت ہے

تاجرانِ انبیا کردند سود
انبیاء کے تاجروں نے فائدہ کمایا

تاجرانِ رنگ و بو کور و کبود
رنگ و بو کے تاجر، اندھے اور بہرے ہیں

می نماید[3] مار اندر چشمِ مال
تیری نگاہ میں سانپ مال نظر آتا ہے

ہر دو چشمِ خویش را نیکو بمال
اپنی دونوں آنکھوں کو خوب مَل لے

منگر اندر غبطۂ ایں بیع و سود
اس معاملہ اور فائدہ میں رشک کو ہیش نظر نہ رکھ

بنگر اندر خسرِ فرعون و ثمود
فرعون اور ثمود کے ٹوٹے کو دیکھ لے

لہ جملہ دینہا۔ یہی حال مذاہب کا ہے کہ اُس میں بھی حق و باطل ملا جلا ہے۔ پس مگو۔ ہر مذہب کی ہر بات کو باطل قرار نہیں دیا جاسکتا ہے۔ حق شبِ قدر۔ حق، باطل میں اسی طرح پوشیدہ ہوتا ہے جیسا کہ شبِ قدر دوسری راتوں میں۔ تا کند۔ پوشیدہ رکھنے میں یہ حکمت ہے کہ ہر شب میں اُس کی تلاش جاری رہے۔ درمیانِ دلق۔ بصورتِ فقراء میں بھی کوئی اللہ کا خاص بندہ ہوتا ہے۔ مومن کیس۔ عقلمند مومن کا کام یہ ہے کہ وہ اُن میں سے اُس کی جستجو کرلے۔

لہ گر نہ معیوبات۔ اگر سب سودے بے عیب ہوں تو ہر بیوقوف تاجر بن بیٹھے۔ ور ہمہ۔ اگر سب معیوب ہوں تو عقل بیکار ہے۔ اُس کا کام باقی نہیں رہتا ہے۔ احمقی۔ دن رات کو یکساں سمجھنے والا احمق ہے۔ شقی۔ سب کو باطل کہنا خود رائی پر مبنی ہے جو شقاوت ہے۔ تاجرانِ انبیاء۔ جو لوگ انبیاء کی ہدایت کے ماتحت اعمالِ حسنہ کا کاروبار کرتے ہیں وہ نفع میں ہیں۔ رنگ و بو یعنی دنیاوی نام ہے۔

لہ می نماید۔ دنیا دار سانپ یعنی دنیوی فوائد کو مال سمجھتا ہے۔ نیکو بمال۔ تاکہ صحیح نظر آنے لگے۔ منگر۔ دنیاوی نفع نقصان پر غبطہ نہ کر۔ فرعون اور ثمود نے دنیاوی نفع کو نفع سمجھا اُن کا حشر دیکھ لو۔

امتحاں کردن ہر چیزے تا ظاہر شود خیرے و شرّے کہ درویست

ہر چیز کی آزمائش کرنا تاکہ اُس میں جو بھلائی اور بُرائی ہے وہ ظاہر ہو جائے

اندریں گردوں مکرّر کُن نظر — زانکہ حق فرمود ثُمَّ ارْجِعْ بَصَر

اس آسمان پر مکرّر نظر ڈال — کیونکہ اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا ہے، پھر نگاہ لوٹا

یک نظر قانع مشو زیں سقفِ نور — بارہا بنگر ببیں ھَلْ مِنْ فُطُوْر

نور کی اس چھت پر ایک نگاہ پر قانع نہ بن — بار بار دیکھ، دیکھ کوئی شگاف ہے؟

چونکہ گفت ست کاندریں سقفِ نکو — بارہا بنگر جو مردِ عیب جُو

چونکہ اُس نے تجھ سے فرمایا ہے کہ اس اچھی چھت میں — عیب تلاش کرنے والے کی طرح بار بار دیکھ

پس زمینِ تیرہ را دانی کہ چند — دیدن و تمییز باید در پسند

تو تاریک زمین کے بارے میں سمجھ لے کہ کسقدر — دیکھنا اور تمیز کرنا پسندیدگی میں درکار ہے

تا بپالائیم صافاں را ز دُرد — چند باید عقل ما را رنج بُرد

تاکہ ہم صاف اخلاق کو تلچھٹ سے صاف کرلیں — ہماری عقل کو کتنی مرتبہ تکلیف اُٹھانی چاہیئے؟

امتحانہائے زمستان و خزاں — تابِ تابستاں بہارِ ہمچو جاں

جاڑوں اور خزاں کی آزمائشیں — گرمیوں کی گرمی، جان جیسی بہار

بادہا و ابرہا و برقہا — تا پدید آرد عوارض فرقہا

ہوائیں اور ابر اور بجلیاں زمین پر یہ ساری آزمائشیں (اسلئے ہیں) — تاکہ یہ عوارض فرقوں کو واضح کردیں

تا بروں آرد زمینِ خاک رنگ — ہر چہ اندر جیب دارد لعل و سنگ

تاکہ خاکی رنگ کی زمین نکال ڈالے — جو کچھ اُس کی جیب میں لعل اور پتھر ہیں

ہر چہ دزدیدست ایں خاکِ دُژم — از خزانہ حق و دریائے کرم

اس افسردہ خاک نے جو چُرایا ہے — اللہ (تعالیٰ) کے خزانے اور دریائے کرم سے

شحنۂ تقدیر گوید راست گو — آنچہ بُردی شرح دہ اے حیلہ جو

تقدیر کا کوتوال کہتا ہے، سچ بتادے — اے حیلہ جو! جو کچھ تو نے چُرایا ہے اُسکی تشریح کردے

تا میانِ قہر و لُطف آں خفیہا — ظاہر آید ز آتشِ خوف و رجا

تاکہ قہر اور مہر کے درمیان وہ پوشیدہ چیزیں — خوف اور امید کی آگ کی وجہ سے ظاہر ہوجائیں

امتحانات سے گذار کر چھپی چیزوں کا اقرار کرانا ایسا ہی ہے جیساکہ کوتوال مجرم سے کبھی نرم اور کبھی سخت برتاؤ کرتا ہے تاکہ وہ اقرار کرے اور راز بتادے۔

لہ امتحاں کردن چونکہ دُنیا میں نہ خیرِ محض ہے نہ شرِ محض لہٰذا ہر چیز پر غور کرلینا چاہیئے۔ حق فرمود۔ قرآن پاک میں ہے۔ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ پھر بار بار نظر کو لوٹا وہ کھسیانی ہوکر تھکی ماندی تیری طرف واپس ہوگی۔

لہ۲ ھَلْ مِنْ فُطُوْر۔ قرآن پاک میں ہے۔ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِنْ فُطُورٍ نظر کو لوٹا کیا تو کوئی شگاف دیکھتا ہے۔ چونکہ۔ جب اللہ (تعالیٰ) نے آسمان جیسی شفاف چیز پر بار بار نظر کرنے کا حکم دیا ہے تو تاریک زمین پر کتنی بار نظر ڈالنا اسکو پسند ہوگا۔ تا بپالائیم خارجی چیزوں میں غور و فکر کو ظاہر کرنے کے بعد مولانا فرماتے ہیں اپنے اخلاق میں سے اچھے بُرے میں تمیز کرنے کے لئے عقل پر بہت زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے۔

لہ۳ امتحانہائے: تکوینیات میں زمین پر یہ مختلف عوارض اس لئے طاری کئے ہیں تاکہ زمین میں مخفی چیزوں میں فرق واضح ہوجائے۔ تا بروں۔ ان ہی آزمائشوں کی وجہ سے زمین لعل و سنگ اُگلتی ہے اور لعل و سنگ کا امتیاز واضح ہو جاتا ہے۔ ہر چہ۔ لعل و سنگ وغیرہ سب زمین نے چھپا رکھے ہیں جو اللہ کے خزانوں کی چیزیں ہیں۔ راست گو یعنی زمین سے یہ امتحانات اقرار کرا لیتے ہیں۔ تا میاں۔ زمین کو گرم و سرد

آں بہاراں[۱] لطفِ شحنۂ کبریاست ۔۔۔ واں خزاں تخویف و تہدیدِ خداست

موسمِ بہار اللہ (تعالیٰ) کے کوتوال کی مہر ہے ۔۔۔ اور (موسم) خزاں اللہ تعالیٰ کی دھمکی اور ڈرانا ہے

واں زمستاں چار میخِ معنوی ۔۔۔ تا تو اے دزدِ خفی ظاہر شوی

جاڑا باطنی طریقہ پر چار میخ ہے ۔۔۔ تاکہ اے چھپے ہوئے چور تو ظاہر ہو جائے

پس مجاہد را زمانے بسطِ دل ۔۔۔ یک زمانے قبض و درد و غش و غل

تو مجاہدہ کرنے والے کیلئے کسی وقت دل کا انبساط ۔۔۔ کسی وقت انقباض اور درد اور کھوٹ اور کدورت

زانکہ ایں آب و گِل کابدانِ ماست ۔۔۔ منکر و دزدِ ضیائے جانہاست

اسلئے ہے کہ ہمارے بدن جو پانی اور مٹی کے ہیں ۔۔۔ ہماری روحوں نور کے منکر اور چور ہیں

حق تعالیٰ[۲] گرم و سرد و رنج و درد ۔۔۔ بر تنِ ما می نہد اے شیر مرد

اللہ تعالیٰ گرم اور سرد اور رنج اور درد ۔۔۔ اے بہادر! ہمارے جسم پر ڈالتا ہے

خوف و جوع و نقصِ اموال و بدن ۔۔۔ جملہ بہرِ نقدِ جاں ظاہر شدن

خوف اور بھوک اور جان و مال کا گھاٹا ۔۔۔ سب جان کا مال ظاہر ہونے کے لئے ہیں

ایں وعید و وعدہا انگیختست ۔۔۔ بہرِ ایں نیک و بدے کامیختست

یہ دھمکی اور وعدے پیدا کئے ہیں ۔۔۔ کیونکہ نیک اور بد کو ملا رکھا ہے

چونکہ حق و باطلے امیختند ۔۔۔ نقد و قلب اندر حُمداں ریختند

چونکہ حق اور باطل کی آمیزش کر دی ہے ۔۔۔ کھرے اور کھوٹے کو ایک تھیلے میں بھر دیا ہے

پس محک[۳] می بایدش بگزیدہ ۔۔۔ در حقائق امتحانہا دیدہ

تو ایک منتخب کسوٹی کی ضرورت ہے ۔۔۔ جو حقیقتوں میں آزمائی ہوئی ہو

تا شود فاروق ایں تزویرہا ۔۔۔ تا بود دستورِ ایں تدبیرہا

تاکہ وہ اِن مکاریوں میں فرق کرنیوالی بن جائے ۔۔۔ تاکہ وہ اِن تدبیروں کا وزیر اعظم بن جائے

شیر دہ اے مادرِ موسیٰ ورا ۔۔۔ واندر آب افگن میندیش از بلا

اے موسیٰ کی ماں! اُس کو دودھ پلا ۔۔۔ اور دریا میں ڈال دے، مصیبت کی فکر نہ کر

ہر کہ در روزِ الست آں شیر خورد ۔۔۔ ہمچو موسیٰ شیر را تمییز کرد

جس نے اَلَست کے دن وہ دودھ پی لیا ۔۔۔ اُس نے موسیٰؑ کی طرح دودھ کو پہچان لیا

خود بر توایں حکایت روشن ست ۔۔۔ کہ غرض نے ایں حکایت گفتن ست

خود تجھ پر یہ بات واضح ہے ۔۔۔ کہ مقصد کہانی سُنانا نہیں ہے

۱۔ بہاراں۔ زمین پر موسمِ بہار کا آنا یہ تو کوتوال کا مہر ہے۔ زمستاں۔ زمین کیلئے جاڑوں کا موسم چار میخ کی سزا ہے۔ چار میخ۔ شکنجہ میں مجرم کے چاروں ہاتھ پیر چار میخوں سے کس دیئے جاتے تھے۔ پس مجاہد۔ مجاہدہ کرنیوالے پر جو اچھی بُری حالتیں طاری ہوتی ہیں وہ بھی اسی لئے ہیں کہ جسم نے جو بمنزلہ زمین کے ہے روح کا نور چرا رکھا ہے۔

۲۔ حق تعالیٰ۔ انسانی جسم پر جو قدرت کی جانب سے مختلف سختیاں ہوتی ہیں وہ اسی لئے ہیں کہ اس نے روح کے نقد کو چرا رکھا ہے۔ جوع۔ بھوک۔ نقص اموال۔ مالوں کا نقصان۔ ایں وعید۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جنتوں اور نعمتوں کے وعدے اور انجام بد اور جہنم کی وعیدیں بھی اسی لئے ہیں تاکہ اچھے اور بُرے میں امتیاز ہو جائے۔ جرداں۔ چمڑے کا تھیلا۔

۳۔ پس محک۔ مولانا نے اچھے بُرے میں امتیاز کرنے کی عقل کے علاوہ یہ ترکیب بھی بتائی کہ تجربہ کار شیخ کے ذریعہ اس کام کی تکمیل کی جائے اور اُس کو اِن تدبیروں کا دستورِ اعظم بنایا جائے۔ شیر دہ۔ شیخ کو پہچاننے کے لئے فطرتِ سلیمہ کی ضرورت ہے۔ سلیم فطرت والا عہدِ الست سے اس ذوق سے واقف ہے جس کے پاس یہ ذوق ہوگا وہ اس کو فوراً پہچان لے گا۔ حضرت موسیٰؑ کی والدہ کو دودھ پلا کر اور صندوق میں بند کر کے دریائے نیل میں ڈالدینے کا حکم اسی لئے ہوا تھا کہ وہ اپنی ماں کے دودھ کے ذائقہ سے واقف ہو جائیں جب دودھ پلانے والیاں دودھ پلانے آئیں تو ماں کے دودھ کو پہچان لیں۔

گرتو برتمییزِ طفلت مُولعی — ایں زماں یا اُمِّ موسیٰ اِرضعی
اگر تو اپنے بچے کے تمیز کرنے کی خواہشمند ہے — اب اے موسیٰ کی ماں! دودھ پلا

تا بہ بیند طعمِ شیرِ مادرش — تا فرو ناید بہ دایہ بدسرش
تاکہ وہ اپنی ماں کے دودھ کا مزا سمجھ لے — تاکہ بُری دایہ کے سامنے اُس کا سر نہ جھکے

شرحِ فائدۂ حکایتِ آں شخصِ شتر جوئندہ
اونٹ تلاش کرنیوالے شخص کی حکایت کے فائدہ کی تشریح

اُشترے گم کردۂ اے مُعتمد — ہر کس از اشتر نشانت می دہد
اے معتمد! تو نے اونٹ گم کر دیا ہے — ہر شخص تجھے اونٹ کی نشانی بتا رہا ہے

تو نمی دانی کہ آں اشتر کجاست — لیک دانی کایں نشانہا با خطاست
تجھے معلوم نہیں کہ وہ اونٹ کہاں ہے — لیکن تو جانتا ہے کہ یہ نشانیاں غلط ہیں

واں کہ اشتر گم نہ کرد اُو از مِرے — ہمچو آں گم کردہ جوید اشترے
جس نے اونٹ گم نہیں کیا وہ جھگڑے کے لئے — اونٹ گم کرنیوالے کی طرح اونٹ ڈھونڈتا ہے

کہ بلے من ہم شتر گم کردہ ام — ہر کہ یابد اجرتش آوردہ ام
کہ ہاں میں نے بھی اونٹ گم کیا ہے — جو اُس کو پائے اُس کے لئے میں انعام لایا ہوں

تا در اشتر با تو انبازی کند — بہرِ طمعِ اشتر ایں بازی کند
تاکہ اونٹ میں تیرے ساتھ شریک ہو جائے — اونٹ کے لالچ میں یہ کھیل کھیلتا ہے

اُو نشانِ کژ نہ بشناسد ز راست — لیک گفتت آں مُقلِد را عصاست
وہ غلط علامت کو صحیح علامت سے جدا نہیں کر سکتا ہے — لیکن تیری گفتگو اُس مقلد کی لاٹھی ہے

ہر چرا گوئی خطا بود آں نشاں — اُو بتقلیدِ تو می گوید ہماں
جس کو تو کہتا ہے یہ علامت غلط ہے — وہ تیری تقلید میں وہی کہہ دیتا ہے

چوں نشانِ راست گویند و شبیہ — پس یقیں گردد ترا لاریب فیہ
جب وہ سچی علامت اور ملتی جلتی بتاتے ہیں — تو تجھے یقین آجاتا ہے کہ اُس میں کوئی شک نہیں ہے

آں شفائے جانِ رنجورت شود — مُظہرِ حسّ چو گنجورت شود
وہ (علامت) تیری فکرمند جاں کی شفا بنجاتی ہے — تیرے خزانچی جیسے حسّ کو ظاہر کرنیوالی بنجاتی ہے

بتانے والا جب اُس کی صحیح نشانیاں بتاتا ہے تو اُس کو یقین آجاتا ہے اور یہ نشانیاں اُس کی خوشی کا سبب بنجاتی ہیں اور اُس کے بیان کو بلاغِ مبین قرار دیتا ہے اور اُس کو اپنا پیشرو بناتا ہے۔

۵۱ گرتو۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے بچے میں بھی دودھوں کو امتیاز کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے تو اُسکو پہلے سے دودھ پلادے تاکہ وہ بروقت اور دودھوں سے تیرے دودھ کو ممتاز کرے اور شیخ کامل اور شیخ ناقص کو سمجھ سکے۔ اُشترے گم کردہ۔ تلاشِ حق میں جب انسان نکلتا ہے تو مختلف لوگوں سے اُس کو واسطہ پڑتا ہے بعض صحیح رہنمائی کرتے ہیں اور بعض غلط اگر انسان میں فطرتِ سلیمہ ہے اور اُس میں عہدِ الست کی بو ہے تو وہ اُن لوگوں کی صحیح اور غلط نشاندہی میں امتیاز کر لیتا ہے اور صحیح انسان کی دستگیری کرتا ہے۔

۵۲ اشتر گم نہ کرد بعض لوگوں میں حقیقی طلب نہیں ہوتی وُہ دیکھا دیکھی پیر کے ساتھ لگ جاتے ہیں اور تلاش کے مدعی بن جاتے ہیں اور طالب کے حقہ میں سے حصہ بٹانے کی فکر کرنے لگتے ہیں۔ ایں بازی۔ یعنی بغیر اونٹ کھوئے اونٹ کی تلاش کرنا۔

۵۳ او نشانِ کژ۔ اگر کوئی اُس کو اونٹ کی غلط نشاندہی کرتا ہے تو وہ غلط صحیح میں کوئی فرق نہیں کر سکتا ہے محض تمہاری باتوں کو اپنا سہارا بنا کر کسی نشانی کو غلط اور کسی نشانی کو صحیح ظاہر کرتا ہے۔ چوں نشانِ راست۔ جس کا اونٹ حقیقتاً گم ہوا ہو

رنگِ روئے و قوّتِ بازو شود
چہرے کی رونق اور بازو کی طاقت ہوجاتی ہے
خُلق[1] و خُلقِ یکتوات صد تو شود
تیرا اکہرا جسم اور اخلاق سَو گنا ہوجاتا ہے

چشمِ تو روشن شود پایت دوَاں
تیری آنکھ روشن ہوجاتی ہے تیرے پیر دوڑنے لگتے ہیں
جسمِ تو جاں گردد و جانت رواں
تیرا جسم روح (حیوانی) بنجاتا ہے اور تیری روح (حیوانی) روح (انسانی) بنجاتی ہے

پس بگوئی راست گفتی اے امین
پس تو کہتا ہے اے امانت دار! تونے سچ کہا
ایں نشانی ہا بلاغ آمد مبین
یہ علامتیں واضح پیغام ہیں

فِیہِ آیاتٌ ثِقاتٌ بیّناتٌ
اس میں روشن، معتبر علامتیں ہیں
ایں براتے باشد و قدرو نجات
یہ دستاویز ہیں اور قابلِ قدر ہیں اور ذریعۂ نجات ہیں

ایں نشاں چوں داد گوئی پیش رو
جب اُس نے یہ علامت بتادی تو کہیگا آگے چل
وقتِ آہنگ ست پیش آہنگ شو
(اب) چلنے کا وقت ہے آگے آگے چل

پیروی تو کنم اے راست گو
اے سچے! میں تیرے پیچھے چلوں گا
بوئے بُردی زاشترم بنما کہ کو
تونے میرے اونٹ کا سُراغ پایا، دکھا وہ کہاں ہے؟

پیشِ[2] آں کس کہ نہ صاحب اشتریست
اُس شخص کے لئے جو اونٹ کا مالک نہیں ہے
کو دریں جستِ شتر بہرِ مریست
جو اونٹ کی تلاش میں مقابلہ کے لئے (لگا) ہے

زیں نشانِ راست نفزودش یقیں
اس سچی علامت نے اُسکے یقین میں اضافہ نہیں کیا
جز ز عکسِ ناقہ جوئے راستیں
واقعی طور پر اونٹ تلاش کرنے والے کی نقل کے سوا

بوئے[3] بُرد از جدّ و گرمیہائے او
اُس کی کوشش اور اُس کی سرگرمیوں سے اسکو پتہ لگا
کہ گزافہ نیست ایں ہیہائے او
کہ اُس کا شوروغل خواہ مخواہ نہیں ہے

اندریں اشتر نبودش حق ولے
اس اونٹ میں اُس کا کوئی حق نہ تھا لیکن
اشترے گم کردہ است او ہم بلے
اُس نے بھی ایک اونٹ ضرور کھویا ہے

طمعِ ناقہ غیر روپوشش شدہ
دوسرے کے اونٹ کا لالچ اُسکے چہرہ کا پردہ بنگیا
آنچہ زو گم شد فراموشش شدہ
جو اُس کا کھویا گیا ہے اسکو اُس نے بھلا دیا ہے

ہر کجا او می دوَد ایں ہم دوَد
جدھر وہ بھاگتا ہے یہ بھی بھاگتا ہے
از طمع ہمدردِ صاحب می شود
لالچ سے مالک کا ہمدرد بنتا ہے

کاذبے با صادقے چوں شد رواں
ایک جھوٹا جب سچے کے ساتھ روانہ ہوتا ہے
آں دروغش راستی شد ناگہاں
اُس کا وہ جھوٹ خواہ مخواہ سچ ہوجاتا ہے

[1] خُلق و خُلق۔ یعنی اُس کی جسمانی اور روحانی طاقت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ راست گفتی۔ حقیقی طالب صحیح علامتیں بتانیوالے سے کہتا ہے۔ بلاغِ مبین۔ واضح پیام۔ برات۔ شاہی حکم، دستاویز۔ ایں نشاں۔ تونے جبکہ صحیح علامتیں بتادی ہیں تو اب میرے ساتھ چل کر اُس کو پکڑوادے۔

[2] پیشِ آں کس۔ جو اُس گمشدہ اونٹ کا مالک نہیں اور محض مقابلہ کیلئے تلاش کا مدعی بن گیا ہے اسکے لئے صحیح علامتیں بھی کوئی معنی نہیں رکھتی ہیں۔ جز ز عکس۔ یہ مدعی تو حقیقی طالب کی نقلیں اُتار رہا ہے۔

[3] بوئے برد۔ اس نقال کو طالب کی خوشی سے یہ محسوس ہوا کہ یہ حقیقی طالب تھا۔ اندریں اشتر۔ حقیقی طالب کا جو اونٹ تھا اُس نقال کا اُس میں کوئی حصّہ نہ تھا لیکن اس کا اونٹ بھی گم ہوا تھا۔ اُس اونٹ کے لالچ میں اُس نے اُس کو فراموش کر رکھا تھا۔ کاذبے۔ صحیح طالبوں کے ساتھ جب نقال لگتا ہے تو بسا اوقات اُس کو اپنی گمشدہ چیز بھی یاد آجاتی ہے اور وہ اُس کو حاصل کرلیتا ہے۔

اندراں[۱] صحرا کہ آں اشتر شتافت — اشتر خود نیز آں دیگر بیافت
جس جنگل میں وہ اونٹ بھاگا — اُس دوسرے نے اپنا اونٹ بھی پالیا

چوں بدیدش یاد آورد آنِ خویش — بے طمع شد زاشتر آں یار بیش
جب اُسنے اُس کو دیکھا تو اپنا اونٹ یاد آگیا — (اور) اُس دوست کے اونٹ سے بہت بے طمع ہوگیا

آں مُقلِد شُد محقق چوں بدید — اشتر خود را کہ آنجا می چرید
وہ مُقلد محقق بن گیا جب اُس نے دیکھا — اپنے اونٹ کو کہ اِس جگہ چر رہا ہے

اُو طلبگارِ شتر آں لحظہ گشت — می نجستش تا ندید او را بدشت
وہ اُسی لمحہ اونٹ کا طلبگار بن گیا — جب تک اُسکو جنگل میں نہ دیکھا تھا اُسکی جستجو میں نہ تھا

بعد ازاں تنہا روی آغاز کرد — چشم سوئے ناقہ خود باز کرد
اُس کے بعد اُس نے تنہا روی شروع کردی — اپنی اونٹنی کو نصب العین بنا لیا

گفت[۲] آں صادق مرا بگذاشتی — تا بہ اکنوں پاسِ من می داشتی
سچے نے اُس سے کہا تونے مجھے چھوڑ دیا — اب تک تو میرا ساتھ دے رہا تھا

گفت تا اکنوں فسوسی بودہ ام — وز طمع در چاپلوسی بودہ ام
اُس نے کہا اب تک میں بناوٹی تھا — لالچ سے خوشامد میں لگا تھا

ایں زماں ہمدردِ تو گشتم کہ من — در طلب از تو جدا گشتم بہ فن
اب میں تیرا ہمدرد ہوں کیونکہ میں — طلب میں مصلحتاً تجھ سے جدا ہوا ہوں

از تو می دُزدیدمے وصفِ شتر — جانِ من دید آنِ خود شُد چشم پُر
میں تجھ سے اونٹ کے اوصاف چھپاتا تھا — میں نے مطلوب پالیا میں سیر چشم ہوگیا

تا نیابیدم[۳] نہ بودم طالبش — مِس کنوں مغلوب شد زر غالبش
جب تک میں نے اسکو نہ پایا تھا میں اسکا طلبگار نہ تھا — تانبا اب مغلوب ہوگیا اُس پر سونا غالب آگیا

سیئاتم شد ہمہ طاعات شُکر — ہزل شُد فانی و جدّ اثبات شُکر
(خدا کا) شکر ہے میری بُرائیاں سب بھلائیاں بن گئیں — شکر ہے، مذاق ختم ہوگیا اور سنجیدگی آگئی

سیئاتم چوں وسیلت شُد بحق — پس مزن بر سیئاتم ہیچ دق
میری بُرائیاں چونکہ حق کا وسیلہ بن گئیں — تو میری بُرائیوں پر اعتراض نہ کر

مر ترا صدقِ تو طالب کردہ بود — مر مرا جد و طلب صدقے کشود
تجھے تیری سچائی نے طلبگار بنایا تھا — میرے لئے کوشش اور طلب نے سچائی واضح کردی

۱؎ اندراں صحرا۔ طالب حقیقی کو جس جگہ مطلوب ملا اُس نقّال کو بھی اُسکا فراموش شدہ مطلوب مل گیا۔ چوں بدیدش۔ نقّال میں اب اخلاص پیدا ہوگیا۔ اور اپنی گم شدہ چیز کے حصول کے درپے ہوگیا۔ آں لحظہ۔ طالبِ حقیقی تو فطری صلاحیت کی بناء پر کامیاب ہوا اور یہ اُس کی کامیابی کو دیکھ کر راہ پر لگا۔ بعد ازاں۔ پہلے اُس کی نقلی طلب تھی اب حقیقی طلب ہوگئی۔

۲؎ گفت۔ اب یہ مدعی بھی حقیقی طالب بنکر اپنے راستہ پر لگ گیا۔ فسوسی۔ استہزاء، مذاق، بناوٹ۔ وز طمع۔ یعنی تیرے اونٹ کے لالچ سے ہمدرد تو۔ اب میں حقیقی معنی میں پیر بھائی اور ہمدرد ہوں۔ جانِ من۔ جب میں نے اپنے حقیقی مطلوب کو سمجھ لیا تو تمہاری چیز سے استغنا پیدا ہوگیا۔

۳؎ تانیابیدم۔ جب تک مجھے اپنا مطلوب نظر نہ آیا تھا میں اُس کا حقیقی طالب نہ بنا تھا اب نقلی طلب ختم ہوگئی ہے اور حقیقی طلب غالب آگئی ہے۔ سیئاتم۔ میری نقالی جو ایک برائی تھی بھلائی میں تبدیل ہوگئی اور حقیقی طالب بن گیا ہوں۔ مرترا۔ تیری حقیقی طلب نے تجھے طالب بنایا تھا۔ میری نقالی نے مجھے حقیقی طلب تک پہنچا دیا۔

صدق[1] تو آورد در جستن ترا — جستنم آورد در صدقے مرا
تیری سچائی نے تجھے جستجو میں مبتلا کیا — میری جستجو نے مجھے سچائی میں پہنچا دیا

تخم[2] دولت در زمیں می کاشتم — سخرہ و بیکار می پنداشتم
میں نے نصیبے کا بیج زمین میں بویا تھا — (جس کو) میں مذاق اور بیکار سمجھ رہا تھا

آں نہ بُد بیکار کسبے بُد درست — ہر یکے دانہ کہ کِشتم صد برست
وہ بیکار نہ تھا صحیح محنت تھی — میں نے جو ایک دانہ بویا سٔو اُگے

دزد سوئے خانہ شد زیر[3] دست — چوں در آمد دید کاں خانہ خود ست
چور چھپ کر ایک گھر میں گیا — جب اندر پہنچا، دیکھا کہ وہ اسی کا گھر ہے

گرم[4] باش اے سرد تا گرمی رسد — با درشتی ساز تا نرمی رسد
اے افسردہ! سرگرم بن تاکہ جذبہ حاصل ہو — سختی جھیل، تاکہ راحت ملے

آں دو[5] اشتر نیست آں یک اشتر ست — تنگ آمد لفظ معنیٰ بس پرُ ست
وہ دو اونٹ نہیں ہیں، ایک اونٹ ہے — الفاظ تنگ ہیں، معنیٰ بہت زیادہ ہیں

لفظ در معنیٰ ہمیشہ نارساں — زاں ہمیبر گفت قَدْ کَلَّ اللِّسَان[6]
لفظ معنیٰ (کی ادائیگی) میں ہمیشہ کوتاہ ہیں — اسی لئے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا زبان عاجز آگئی

نطق اُصطرلاب[7] باشد در حساب — چہ قدر داند ز چرخ و آفتاب
حساب کرنے میں لفظ، اصطرلاب ہیں — وہ آسمان اور سورج کا اندازہ کیا جانے

خاصہ[8] چرخے کایں فلک زو پرۂ ایست — آفتاب از آفتابش ذرہ ایست
خصوصاً وہ آسمان کہ یہ آسمان اُسکا ایک تنکا ہے — (یہ) سورج اُس (الملک) کے سورج کا ایک ذرہ ہے

دربیانِ آنکہ در ہر نفسے فتنۂ مسجدِ ضرار ست

اِس بیان میں کہ ہر ایک نفس میں مسجدِ ضرار کا فتنہ (موجود) ہے

چوں پدید آمد کہ آں مسجد نبود — خانۂ حیلت بُد و دامِ جہود
جب ظاہر ہوگیا کہ وہ مسجد نہ تھی — مکّاری کا گھر اور یہودیوں کا جال تھا

---

[8] خاصہ۔ جبکہ نطق اور لفظ بمنزلہ اصطرلاب کے ہیں اور وہ آسمان کے جملہ حقائق کو نہیں بتا سکتا ہے تو اسی طرح الفاظ عالمِ غیب کے اِس آسمان اور سورج کی حقیقت واضح نہیں کرسکتے ہیں جس کے بالمقابل یہ آسمان اور سورج بے حقیقت ہیں۔ چوں۔ جب یہ بات کھل گئی کہ مسجدِ ضرار حقیقتاً مسجد نہیں ہے بلکہ یہود کا ایک جال اور دھوکا ہے تو آنحضورؐ نے اُس کو گروا کر کوڑی میں تبدیل کرا دیا۔

[1] صدق۔ تیری صادق طلب نے تجھے جستجو میں لگایا میری نقلی جستجو نے مجھے طالب صادق بنا دیا۔ تخم دولت۔ طلب اور جستجو تو تھی لیکن نقالی کی وجہ سے بیکار تھی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل نے اسکو کار آمد بنا دیا اور اسکے بہترین نتائج سامنے آگئے۔ زیر دست۔ مغلوب، مخفی، غلط کار بھی بسا اوقات صحیح مقصد حاصل کرلیتا ہے، ریاکاری کے بعد خلوص حاصل ہوجاتا ہے۔

[4] گرم باش۔ انسان کو جدّوجہد کرنی چاہیئے اور مصائب برداشت کرنے چاہئیں تب راحت ملے گی۔ آں دو اشتر۔ مدعی اور طالب کیلئے دو اونٹ بتائے گئے تھے۔ یہ تعبیر لفظوں کی کوتاہی تھی ورنہ دراصل ایک ہی اونٹ تھا یعنی آخر میں دونوں واصل بحق ہوئے اور ذاتِ حق واحد ہے۔ قَدْ کَلَّ اللِّسَان۔ کسی بزرگ کا مقولہ ہے۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ کَلَّ لِسَانُہٗ۔ جس نے اپنے خدا کو پہچان لیا اُس کی زبان گونگی ہوگئی یعنی ذات و اوصاف کے بیان کرنے سے الفاظ عاجز ہیں۔ اُصطرلاب۔ وہ آلہ جس سے آسمانوں اور ستاروں کے فاصلے ناپے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ آلہ آسمان کے تمام احوال اور آسمان و سورج کے تمام حقائق نہیں بتا سکتا ہے۔ اِسی طرح الفاظ کا حال ہے۔

پس نبی فرمود کانرا بر کنند — مطرحِ خاشاک و خاکستر کنند
تو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اُسکو اکھاڑ دیں — کوڑے اور مٹی کی کوڑی بنا دیں

صاحبِ[1] مسجد چو مسجد قلب بُود — دانہہا بر دام ریزی نیست جُود
مسجد والا مسجد کی طرح اُلٹا تھا — تو جال پر دانہ ڈالے، سخاوت نہیں ہے

گوشت کاندر شستِ تو ماہی رباست — آنچناں لقمہ نہ بخشش نہ سخاست
وہ گوشت جو تیرے کانٹے میں مچھلی کو اُچکنے والا ہے — ایسا لقمہ نہ بخشش ہے نہ سخاوت ہے

مسجدِ اہلِ قُبا کاں بُد جماد[2] — آنچہ کفوِ آں نہ بُد راہش نہ داد
قُبا والوں کی مسجد جو پتھر کی تھی — جو (مسجد) اُسکے ہم جنس نہ تھی اُسنے اُسکو راستہ نہ دیا

در جمادات ایں چنیں حیفے نہ رفت — زد دراں ناکفو میرِ داد نفت
جمادات میں (بھی) ایسا ظلم چالو نہ ہوا — اُس غیر جنس میں حاکمِ اعلیٰ نے تیل چھڑکوا دیا

پس حقائق راکہ اصلِ اصلہاست — داں کہ آنجا فرقہا و فصلہاست
تو وہ حقائق جو اصلوں کی اصل ہیں — سمجھ لے اُن میں بہت سے فرق اور امتیازات ہیں

نے[3] حیاتش چوں حیاتِ اُو بُود — نے مماتش چوں مماتِ اُو بُود
نہ اُس (مفضول) کی زندگی اُس (فاضل) جیسی ہوگی — نہ اُس (مفضول) کی موت اس (فاضل) کی موت کی طرح ہوگی

گورِ اُو ہرگز چو گورِ اُو مداں — خود چہ گویم حالِ فرقِ آنجہاں
اُس (مفضول) کی قبر کو اُس (فاضل) کی قبر کیطرح نہ سمجھ — اب میں اُس عالم (آخرت) کے فرق کی حالت کیا بتاؤں؟

بر محک زن کارِ خود اے مردِ کار — تا نسازی مسجدِ اہلِ ضرار
اے معروفِ عمل! اپنے عمل کو کسوٹی پر پرکھ لے — کہیں تو اہلِ ضرار کی مسجد بنا لے

بس براں مسجد کناں تسخر زدی — چوں نظر کردی تو خود زانساں بُدی
تو نے اُس مسجد کے بنانیوالوں کی بہت مذاق اڑائی — جب تو نے غور کیا تو خود ویسا تھا

حکایت ہندو کہ با یارانِ خود جنگ می کرد کہ بد کارید

اُس ہندوستانی کا قصہ جو اپنے ساتھیوں سے لڑ رہا تھا کہ تم بدکار ہو

وخبر نداشت کہ خود نیز بداں مُبتلاست

اور اُس کو خبر نہ تھی کہ خود اُس بُرائی میں مُبتلا ہے

[1] صاحبِ مسجد۔ یعنی ابو عامر راہب جس کے لفظی معنیٰ ہیں آباد کنندہ۔ قلب بود۔ وہ آباد کنندہ نہ تھا بلکہ اُس کا تباہ کنندہ تھا لہٰذا وہ برعکس نام نہند زنگی کافور۔ کا مصداق تھا۔ گوشت۔ صورت پر حکم نہیں لگتا بلکہ حقیقت پر حکم لگتا ہے۔ ابو عامر کی صورت تعمیر کی تھی لیکن حقیقتاً تخریب تھی، کانٹے میں مچھلی کی خوراک کی صورت لقمہ کی ہے لیکن حقیقت نہیں ہے لہٰذا اُس کو بخشش اور سخاوت نہیں کہا جا سکتا ہے۔

[2] بُد جماد۔ مسجد قبا پتھر کی بنی ہوئی تھی جس میں احساس نہیں ہوتا ہے لیکن اُس نے بھی غیر جنس یعنی مسجد ضرار کو گوارا نہ کیا جیسے ظلم یعنی مسجد ضرار مسجد قبا کے برابر کر دیجاتی نفت۔ آگ پکڑنے والا مادہ ہے۔ حقائق۔ یعنی جس طرح مسجد اور مسجد میں فرق ہے اسی طرح حقائق انسانیہ جو تمام حقائق کی اصل اور جڑ ہیں انمیں بہت فرق ہیں ایک انسان اور دوسرے انسان میں بہت بڑا فرق اور فصل ہے۔

[3] نے حیات۔ افضل اور مفضول کی نہ زندگی یکساں ہے نہ موت دنیا میں دونوں کی قبروں میں بھی بہت بڑا فرق ہے آخرت میں جو فرق ہوگا اس کا تو بیان ہی کیا ہو سکتا ہے۔ برمحک۔ انسان کو اپنے اعمال کو پرکھنا چاہیئے کہیں اُن میں چھپا ہوا حسد اور ریا کار فرما نہ ہو اور اُس کے عمل کی صورت مسجد ضرار کی سی صورت نہ ہو۔ بس۔ بسا اوقات انسان دوسروں کے انہی عیوب کی مذاق اُڑاتا ہے جو اُس میں خود چھپے ہوئے ہیں۔ اسی مضمون کو مولانا نے اِس حکایت سے واضح فرمایا ہے۔

چار ہندوؔ در یکے مسجد شدند — بہرِ طاعت راکع و ساجد شدند

چار ہندوستانی ایک مسجد میں پہنچے — عبادت کے لئے رکوع اور سجدے میں گئے

ہر یکے بر نیتے تکبیر کرد — در نماز آمد بہ مسکینی و درد

ہر ایک نے ایک نیت کر کے تکبیر کہی — مسکینی اور درد کے ساتھ نماز میں لگ گیا

مؤذن آمد زاں یکے لفظے بجَست — کاے مؤذن بانگ کردی وقت ہست

مؤذن آیا، انہیں سے ایک کی زبان سے یہ لفظ نکلا — اے مؤذن! تو نے اذان دیدی؟ وقت ہوگیا ہے؟

گفتؔ آں ہندوے دیگر از نیاز — ہے سخن گفتی و باطل شد نماز

دوسرے ہندوستانی نے لجاجت سے کہا — ہائے! تو نے بات کرلی اور نماز ٹوٹ گئی

آں سوم گفت آں دوم را کاے عمو — چہ زنی طعنہ بر او خود را بگو

تیسرے نے دوسرے سے کہا، اے چچا! — اُس کو کیا طعنہ دیتا ہے، خود کو دے

آں چہارم گفت حمد اللہ کہ من — در نیفتادم بچہ چوں ایں سہ تن

چوتھا بولا، خدا کا شکر ہے کہ میں — ان تینوں کی طرح میں کنوئیں میں نہیں گرا

پس نمازِ ہر چہاراں شد تباہ — عیب جویاں بیشتر گم کردہ راہ

تو چاروں کی نماز برباد ہوئی — عیب جو خود زیادہ گمراہ ہوئے

اے خنک جانے کہ عیبِ خویش دید — ہر کہ عیبے گفت آں بر خود گزید

قابلِ مبارکباد ہے وہ شخص جو اپنا عیب دیکھے — جو کوئی عیب بتائے، اپنے لئے تسلیم کرے

زانکہؔ نیمے اُو ز عیبستاں بُدست — واں دگر از وے ز غیبستاں بُدست

کیونکہ اس کا آدھا، عیبوں کی دنیا کا ہے — دوسرا (آدھا) عالمِ غیب کا ہے

چونکہ بر سر مر ترا صد ریش ہست — مرہمش بر خویش باید کار بست

چونکہ تیرے سر پر سَو زخم ہیں — ان کا مرہم اپنے اوپر لگانا چاہیئے

عیب کردن ریش را داروے اوست — چوں شکستہ گشت جائے ارحموا ست

زخم کو بُرا سمجھنا (ہی) اس کا علاج ہے — جب خاکسار بن گیا ارحموا کا محل ہے

گر ہماں عیبت نبود ایمن مباش — بو کہ آں عیب از تو گردد نیز فاش

اگر وہ عیب تجھ میں نہیں ہے تو بھی مطمئن نہ ہو — ہوسکتا ہے کہ وہ عیب تجھ میں ظاہر ہو جائے

لہ ہندو یعنی ہندوستانی مسلمان۔ طاعت یعنی نماز۔ تکبیر یعنی تکبیر تحریمہ۔ مؤذن۔ یعنی مؤذن آیا تو نماز کی حالت میں اس سے باتیں کرنے لگا۔ وقت ہست یعنی اذان کا وقت ہوگیا ہے۔

ٹہ گفت آں۔ دوسرے نمازی نے نماز کی حالت میں پہلے نمازی سے کہا تو نے نماز میں بات کرلی تیری نماز ٹوٹ گئی۔ سوم۔ تیسرے نے نماز کی حالت میں دوسرے سے کہا تو پہلے کو کیا طعنہ دیتا ہے تیری نماز خود ٹوٹ گئی۔ چہارم۔ چوتھا نماز کی حالت میں بولا خدا کا شکر ہے میں نے ان تینوں کی طرح اپنی نماز خراب نہیں کی۔ پس۔ ان چاروں میں سے ہر ایک دوسرے کا عیب ظاہر کر رہا تھا حالانکہ وہی عیب خود اس میں موجود تھا۔ اے خنک۔ وہ شخص قابلِ مبارکباد ہے جو دوسرے کی عیب جوئی نہ کرے اور اپنے عیب کو تسلیم کرے۔

سہ زانکہ نیمے۔ انسان کا آدھا حصہ جسم ہے اور آدھا حصہ روح ہے۔ جسم عالمِ خلق کی چیز ہے جو مفاسد سے پُر ہے لہٰذا ہر انسان کا عیب دار ہونا ممکن ہے لہٰذا اس کو اپنا عیب تسلیم کر لینا چاہیئے۔ چونکہ ہر انسان میں جب عیوب موجود ہیں تو اپنے عیوب کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیئے۔ عیب کردن ریش۔ اگر انسان

اپنے زخم کو بُرا سمجھتا ہے تو ضرور اسکے معالجہ میں لگے گا۔ اپنے عیب کو تسلیم کرنا، انکساری اختیار کرنا ہے جو رحمت کا سبب اور مقام ہے۔ اِرْحَمُوا تم رحم کرو یعنی شکستہ انسان پر خدا نے رحم کرنے کا حکم صادر فرما دیا ہے۔ گر ہماں۔ جو عیب تو دوسرے میں بتا رہا ہے اگر وہ تجھ میں نہیں ہے تو بھی تو اُس عیب کے بارے میں مطمئن نہ ہو شاید عیب جوئی میں وہی

لَا تَخَافُوا[1] از خدا نشنیدہٗ
تو نے خدا سے "نہ ڈرو" نہیں سُنا ہے
پس چہ خود را ایمن و خوش دیدہٗ
تو اپنے آپ کو مطمئن اور بھلا کیوں سمجھتا ہے؟

سالہا ابلیس نیکونام زیست
شیطان سالہا سال نامی سے جیا
گشت رُسوا ببیں کہ اُو را نام چیست
(پھر) رُسوا ہوا، دیکھ اُس کا کیا نام ہے؟

در جہاں معروف بُد عُلیائے اُو
جہاں میں اُس کی بلندی مشہور تھی
گشت معروفی بعکس اے وائے اُو
(اُس کی) شہرت برعکس ہو گئی اُس پر افسوس ہے

تا نہ ایمن تو معروفی مجو
جب تک تو مطمئن نہ ہو، شہرت نہ چاہ
پاک شو از خوف پس از امن گو
پہلے خوف سے پاک ہو جا، پھر امن کی بات کر

تا نروید[2] ریشِ تو اے خوش ذقن
اے خوبصورت تھوڑی والے! جبتک داڑھی نکل آئے
بر دگر سادہ زنخ طعنہ مزن
دوسرے صاف تھوڑی والے کو طعنہ نہ دے

ایں نگر کہ مبتلا شد جانِ اُو
یہ غور کر کہ اُس کی جان مبتلا ہوئی
در چہے افتاد تا شد پندِ تو
وہ کنویں میں گرا یہاں تک کہ تیرے لئے باعثِ نصیحت بنا

تو نیفتادی کہ باشی پندِ اُو
تو نہ گرا کہ اُس کے لئے (باعث) نصیحت ہوتا
زہر اُو نوشیدہ تو خور قندِ اُو
اُس نے زہر پیا ہے تو اُس کی شکر کھا

قصد کردنِ غُزان بکشتنِ یک مردے تا آں مردِ دیگر بترسد

عزّون کا ایک شخص کو قتل کرنے کا ارادہ کرنا تاکہ دوسرا ڈر جائے

آں غزانِ[3] تُرکِ خونریز آمدند
خونریز، تُرک غُز آئے
بہرِ یغما بر دِہے ناگہ زدند
لوٹ کے لئے اُنھوں نے اچانک ایک گاؤں پر حملہ کر دیا

دو کس از اعیانِ آں دہ یافتند
اُس شہر کے دو بڑے شخصوں کو اُنھوں نے پکڑ لیا
در ہلاکِ آں یکے بشتافتند
اُن میں سے ایک کو قتل کرنے کیلئے دوڑ پڑے

دست بستندش کہ قربانش کنند
اُس کے ہاتھ باندھ دیئے تاکہ اسکو ذبح کریں
گفت اے شاہان و ارکانِ بلند
اُس نے کہا اے شاہو اور بلند شخصیتو!

در چہِ مرگم چرا می افگنید
مجھے موت کے کنویں میں کیوں گراتے ہو؟
از چہ آخر تشنۂ خونِ منید
آخر میرے خون کے پیاسے کیوں ہو؟

چیست حکمت چہ غرض در کشتنم
میرے قتل کرنے میں کیا حکمت کیا غرض ہے؟
چوں چنیں درویشم و عُریاں تنم
جبکہ میں مُفلس اور ننگا ہوں

۱؎ لَا تَخَافُوا۔ کامل مومن کے لئے قرآن میں لَا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا، نہ تم ڈرو نہ خوف کھاؤ کی بشارت ہے لیکن وہ کامل مومن کے لئے ہے تو نے تو اپنے لئے نہیں سنی تو کیوں مطمئن بنتا ہے۔ سالہا شیطان معلم الملکوت تھا پھر ابلیس بنا تو انسان کو اپنے بارے میں مطمئن نہ ہونا چاہیے۔ دوسروں کی عیب جوئی نہ کیجائے اپنے عیوب کی نگرانی چاہیئے بعکس یعنی ذلت۔ تا نہ۔ زندگی میں تو نہ امن حاصل ہوگا نہ خوف سے رہائی ہوگی۔

۲؎ تا نروید بے ریش ہونا مردانگی کا عیب ہے تو جب تک اپنا عیب زائل نہ کرلو دوسرے کو طعنہ نہ دو۔ ایں نگر۔ دوسرے کے عیب سے تم عبرت حاصل کرو۔ تو نیفتادی۔ خدا کا شکر کر تو اسکے لئے باعثِ عبرت نہ بنا۔ زہر اُو نوشید یعنی وہ مبتلا ہے۔ قندِ اُو یعنی تو عبرت حاصل کر۔

۳؎ غزان۔ غز، ترکوں کی ایک قوم تھی جس کا پیشہ غارتگری تھا۔ یغما۔ لوٹ۔ دو کس یعنی اُس گاؤں کے دو بڑے آدمی پکڑ لئے۔ چیست۔ جبکہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے تو مجھے قتل کرنے سے کیا فائدہ ہے۔

گفت[۱] تا ہیبت بریں یارت زند ۔۔۔ تا بترسد اُو و زر پیدا کند

اُس نے کہا تاکہ تیرے اِس دوست پر ہیبت طاری ہو جائے ۔۔۔ تاکہ وہ ڈرے اور روپیہ بتا دے

گفت آخر اُو ز من مسکیں تر ست ۔۔۔ گفت قاصد کردہ آں او راز رست

اُس نے کہا وہ تو مجھ سے بھی زیادہ مسکین ہے ۔۔۔ اسنے کہا کہ قصداً (ایسا) کر رکھا ہے (ورنہ) وہ مالدار ہے

گفت چوں وہم ست ما ہر دو یکیم ۔۔۔ در مقامِ اِحتمال و در شکیم

اسنے کہا جبکہ یہ وہم ہے تو ہم دونوں یکساں ہیں ۔۔۔ دونوں احتمال کی جگہ اور مشکوک ہیں

خود وُرا بکُش اوّل اے شہاں ۔۔۔ تا بترسم من دہم زر را نشاں

اے شاہو! پہلے اُس کو قتل کر دو ۔۔۔ تاکہ میں ڈروں اور روپے کا پتہ بتا دوں

پس[۲] کرمہائے الٰہی بیں کہ ما ۔۔۔ آمدیم آخر زماں در انتہا

تو خدا کا کرم دیکھ کہ ہم ۔۔۔ آخری زمانے میں خاتمہ پر آئے

آخرینِ قرنہا پیش از قرون ۔۔۔ در حدیث ست آخرونَ السّابقون

آخری زمانے والے پہلے زمانہ والوں سے پہلے ہیں ۔۔۔ حدیث میں ہے (ہم) آخیر میں ہیں، پہلے ہیں

تا ہلاکِ قومِ نوحؑ و قومِ ہودؑ ۔۔۔ عارضِ رحمت بجانِ ما نمود

یہانتک کہ قومِ نوحؑ اور قومِ ہودؑ (عاد) کی ہلاکت نے ۔۔۔ رحمت کا بادل ہمیں دکھا دیا

کُشت ایشاں را کہ تا ترسم از و ۔۔۔ ور خود ایں برعکس کردے وائے تو

اُن کو برباد کیا تاکہ ہم اس سے ڈریں ۔۔۔ اگر وہ اسکے بالعکس کرتا، تیری تباہی تھی

در بیان حالِ خود پرستاں و ناشکراں در نعمتِ وجودِ انبیاء و اولیا

اُن لوگوں کی حالت کا بیان جو انبیاء اور اولیاء کے وجود کی نعمت کے ناشکر اور خود پرست ہیں

ہر چہ[۳] ز ایشاں گفت از عیب و گناہ ۔۔۔ وز دلِ چوں سنگ و ز جانِ سیاہ

اُن کے عیب اور گناہوں کا جو کچھ (اللہ نے ذکر) فرمایا ۔۔۔ اور اُن کے پتھر جیسے دل اور سیاہ باطن کا

وز سبکداریِ فرمانہائے اُو ۔۔۔ وز فراغت از غمِ فردائے اُو

اور اُس (اللہ تعالےٰ) کے احکام کی بے وقعتی کا ۔۔۔ اور اپنی قیامت کے غم سے بے فکری کا

وز ہوس وز عشقِ ایں دنیائے دُوں ۔۔۔ چوں زناں مر نفس را بودن زبوں

اور کمینی دنیا کے عشق اور ہوس کا ۔۔۔ اور عورتوں کی طرح نفس کے فرمانبردار ہونیکا

---

۱ گفت ۔ اُس ترک نے کہا تجھے اِس لئے قتل کرتا ہوں تاکہ دوسرا تجھ سے عبرت حاصل کرے اور اپنی نقدی نکالدے۔ قاصد ۔ یعنی اُس نے قصداً اپنے آپ کو مفلس بنا رکھا ہے ورنہ وہ مالدار ہے۔ چوں وہم ۔ یعنی اُس کی مالداری کا وہم ہے یقین تو نہیں ہے۔ یہ وہم مجھ پر بھی ہو سکتا ہے لہٰذا اُس معاملہ میں ہم دونوں یکساں ہیں لہٰذا اُس کو قتل کر "تاکہ میں عبرت حاصل کرلوں۔

۲ پس ۔ جب اِس قصہ سے بھی یہ ثابت ہو گیا کہ وہ خوش نصیب ہے جو دوسرے سے عبرت حاصل کرے تو یہ اللہ کا کرم ہے کہ اُمتِ محمدیہ کو اللہ تعالےٰ نے تمام اُمتوں کے بعد پیدا کیا تاکہ وہ پہلی اُمتوں کے فرمانوں سے عبرت حاصل کریں اور زیادہ نیکیاں کر سکیں چنانچہ حدیث شریف ہے نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یعنی ہم دنیا میں سب اُمتوں سے بعد میں پیدا ہوئے لیکن قیامت میں ہمیں سب پر سبقت حاصل ہوگی۔ تا ہلاک ۔ یعنی پہلی قوموں سے عبرت حاصل کرنا ہمارے لئے رحمت بن گیا۔ عارض ۔ بادل ۔ یعنی ان کے لئے بادل بصورتِ عذاب نمودار ہوا اور ہم پر ابرِ رحمت بنا۔ برعکس ۔ یعنی ہمیں اُن کے لئے باعث عبرت بنا دیتا۔

۳ ہر چہ یہاں سے چھٹے شعر سیر چشماں الخ تک مبتدا ہے

اور اُس کی خبر "از وعبرت نگرفتی" محذوف ہے۔ سبکداری ۔ بے وقعتی۔ وز ۔ یعنی قیامت کی فکر سے لاپرواہی۔ چوں زناں ۔ عورتیں اپنے نفس سے بہت مغلوب ہوتی ہیں۔

وان فرار از نکتہائے ناصحاں

اور نصیحت کرنیوالوں کے نکتوں سے بھاگنے کا

وان رمیدن از لقائے صالحاں

اور نیکوں کی ملاقات سے گریز کرنے کا

بادل و با اہلِ [1] دل بیگانگی

دل اور اہلِ دل سے اجنبیت کا

باشہاں تزویر و روبہ شانگی

اور بادشاہوں کے ساتھ مکاری اور بالاکیوں کا

سیر چشماں را گدا پنداشتن

اہلِ قناعت کو بھکاری سمجھنا

وز حسدشاں خفیہ دشمن داشتن

اور حسد کے سبب انھیں چھپا دشمن سمجھنا (اُنسے تونے عبرت پکڑی)

گر پذیرد چیز تو گوئی گدا ست

اگر وہ تیری عطا قبول کرے تو تو کہتا ہے گدا ہے

ورنہ گوئی مکر و تزویر و دغا ست

ورنہ تو کہتا ہے کہ مکر اور جھوٹ اور دغا بازی ہے

گر در آمیزد تو گوئی طامع ست

اگر وہ میل جول کرے تو تو کہتا ہے لالچی ہے

ورنہ گوئی در تکبر مولع ست

ورنہ تو کہتا ہے تکبر ... بر فریفتہ ہے

گر [2] تحمل کرد گوئی عاجز ست

اگر وہ تحمل کرے تو کہتا ہے عاجز ہے

ور غیور آمد تو گوئی گر بز ست

اگر غیرت مند ہے تو کہتا ہے غصہ ور ہے

یا منافق وار عذر آری کہ من

یا منافق کی طرح تو عذر کرتا ہے کہ میں

ماندہ ام در نفقۂ فرزند و زن

بچوں اور بیوی کے اخراجات میں پھنسا ہوں

نے مرا پروائے سر خاریدن ست

نہ مجھے سر کھجانے کی فرصت ہے

نے مرا پروائے دین ورزیدن ست

نہ میرے لئے دین میں لگنے کا موقع ہے

اے فلاں مارا بہمت یاد دار

اے فلاں! ہمیں (بھی) دعا میں یاد رکھئے

تا شویم از اولیا پایانِ کار

تاکہ انجام کار ہم بھی اولیاء میں سے ہو جائیں

این [3] سخن ہم نے ز درد و سوز گفت

یہ بات بھی درد اور سوز سے نہیں کہی

خوابناکے ہرزہ گفت و باز خفت

نیند کا ماتا بڑبڑایا اور پھر سو گیا

ہیچ چارہ نیست از قوتِ عیال

بال بچوں کی روزی سے کوئی چھٹکارا نہیں ہے

از بنِ دنداں کنم کسبِ حلال

بڑی محنت سے حلال روزی کماتا ہوں

چہ حلال اے گشتہ ز اہلِ ضلال

حلال کیا! تو گمراہوں میں سے ہو گیا ہے

غیرِ خونِ تو نمی بینم حلال

تیرے خون کے سوا میں کچھ حلال نہیں سمجھتا ہوں

از خدا چارہ استش و از قوت نے

خدا سے چھٹکارا ہے اور روزی سے نہیں ہے

چارہ است از دین و از طاغوت نے

دین سے چھٹکارا ہے، شیطان سے نہیں ہے

---

[1] اہلِ دل۔ باخدا لوگ۔ شہاں۔ یعنی اہلِ دنیا۔ سیر چشم۔ مستغنی۔ وز حسد۔ غرضیکہ ان قوموں کے یہ بُرے احوال اور اُن کا بُرا انجام تیرے سامنے ہے لیکن تونے اُن سے کوئی عبرت حاصل نہ کی۔ طامع۔ لالچی۔ مولع۔ فریفتہ۔

[2] گر تحمل۔ تیری حالت یہ ہے کہ اگر کوئی بزرگ لوگوں کی بُرائی پر برداشت سے کام لیتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ عاجز ہے کسی کا بگاڑ ہی کیا سکتا ہے اور اگر وہ ناگواری کا اظہار کرے تو اسکو مغلوب الغضب کہتا ہے۔ یا منافق۔ بزرگوں سے تو منافقانہ برتاؤ کرتا ہے دین کے کاموں میں نہ لگنے کی وجہ بال بچوں کی مصروفیت بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ سر کھجانے کی فرصت نہیں دین کے کاموں میں کیسے لگوں۔ اے فلاں۔ بغیر کچھ کئے بزرگوں سے باطنی توجہ کا خواستگار ہے تاکہ ولی بنجائے۔

[3] این سخن۔ یعنی دعا اور باطنی توجہ کی درخواست خوابناکے۔ تیری اس درخواست کی یہ مثال ہے جیسے کوئی نیند میں بڑبڑائے اور پھر سو جائے۔ ہیچ چارہ۔ مجبوری ظاہر کرتا ہے کہ بال بچوں کا پیٹ پالنے کیلئے محنت سے حلال روزی کمانے میں مصروف ہوں۔ غیر خون۔ ان صورتوں میں تو حلال روزی تو کیا کماتا تیرا خون بہانا ہی حلال ہوا اور تو واجب القتل ہے۔ از خدا۔

ایکہ[1] صبرت نیست از دنیائے دوں
اے وہ کہ تجھے کمینی دنیا کے بغیر صبر نہیں ہے
صبر چوں داری زِ نعمَ المٰاھِدُوْن
ہم اچھا فرش بچھانے والے ہیں کے بغیر تجھے کیسے صبر ملتا ہے؟

ایکہ صبرت نیست از ناز و نعیم
اے وہ کہ عیش و عشرت کے بغیر تجھے صبر نہیں ہے
صبر چوں داری ز اللہ کریم
اللہ کریم کے بغیر تجھے کیسے صبر ہے؟

ایکہ صبرت نیست از پاک و پلید
اے وہ کہ پاک ناپاک، کے بغیر تجھے صبر نہیں ہے
صبر چوں داری ازاں کت آفرید
جس نے تجھے پیدا کیا ہے اسکے بغیر تجھے کیسے صبر ہے؟

ایکہ صبرت نیست از آب سیاہ
اے وہ کہ تیرے لئے بغیر مکدر پانی کے صبر نہیں ہے
صبر چوں داری تو از چشمہ الٰہ
اللہ تعالےٰ کے چشمے کے بغیر تو کیسے صابر ہے؟

ایکہ صبرت نیست از فرزند و زن
اے وہ کہ تجھے بال بچوں کے بغیر صبر نہیں ہے
صبر چوں داری زِ حیّ ذو المِنَن
حیّ ذو المنن سے تو کیسے صبر کرتا ہے؟

اے کہ می[2] گوئی خدا بخشد ترا
اے وہ کہ تو کہتا ہے کہ خدا تجھے بخش دے گا
آں فریب غول میداں بر ترا
اُسکو چھلاوے کا فریب سمجھ، اُس سے نکل

کو خلیلے کو بروں آمد ز غار
کہاں ہے وہ خلیل کہ جو غار سے نکلا؟
گفت ہٰذا ربّ ہاں کو کردگار
کہا یہ خدا ہے، ہاں خدا کہاں ہے؟

من[3] نخواہم در دو عالم بنگریست
میں دونوں جہان کو نہ دیکھوں گا
تا ندانم کایں دو مجلس آنِ کیست
جب تک یہ نہ جان لوں کہ یہ دونوں مجلسیں کس کی ملکیت ہیں

بے تماشائے صفتہائے خدا
خدا کی صفات کو دیکھے بغیر
گر خورم ناں در گلو گیرد مرا
اگر میں روٹی کھاؤں تو میرے گلے میں پھنس جائے

چوں گوارد لقمہ بے دیدارِ او
اُسکے دیدار کے بغیر لقمہ کیسے گوارا ہو سکتا ہے؟
بے تماشائے گل و گلزارِ او
(اور) اُس کے گل و گلزار کے بغیر دیکھے

جز بامیدِ خدا زیں آب خور
اس دنیا میں اس کے وصل کی اُمید کے بغیر
کہ خورد یک لقمہ اِلّا گاو و خر
گاؤ اور خر کے سوا کون ایک لقمہ کھاتا ہے؟

آنکہ[4] کالانعام ہُد بل ہُم اَضَلّ
وہ کھاتے ہیں جو چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ اُنسے بھی گمراہ
گرچہ پُر مکرست آں گندہ بغل
اگرچہ وہ گندے بڑے چالاک ہیں

ابراہیم کا یہ حال تھا تو اُن لوگوں پر تعجب ہے جو خدا کی ذات و صفات کو پہچانے بغیر زندگی بسر کرتے ہیں جز بامید۔ خدا کی معرفت کے بغیر کھانا پینا جانوروں کا کام ہے۔ آنکہ۔ جو لوگ خدا کی معرفت کے بغیر زندگی گذارتے ہیں اُن کو قرآن پاک نے چوپایہ جیسا بلکہ اُنسے بھی زیادہ گمراہ قرار دیا ہے۔ گندہ بغل۔ وہ شخص جس کو بغل گندگی کی بیماری ہو۔

[1] ایکہ۔ دنیا داری میں بھاگا پھرتا ہے اور دین کے معاملہ میں بے عمل بنکر صابر بنا بیٹھا ہے۔ نِعمَ المٰاھِدُوْن۔ قرآن میں خدا نے اپنے بارے میں فرمایا ہے کہ ہم اچھا فرش بچھانے والے ہیں۔ از ناز و نعیم۔ دنیا کی لذتوں سے صابر نہیں ہے اُن کیلئے تگ و دو میں ہے اللہ کے معاملہ میں صبر ہے کوئی کاوش نہیں ہے۔ پاک و پلید۔ دنیا کی ہر اچھی بُری چیز کے لئے جد و جہد ہے اللہ جو خالق ہے اس سے بے نیازی ہے۔ حیّ ذُوالمِنَن۔ دونوں خدا کے نام ہیں۔

[2] می گوئی۔ بے عملی پر عذر کے طور پر کہا جاتا ہے اللہ غفور و رحیم ہے بخشدیگا مولانا فرماتے ہیں یہ شیطانی وسوسہ ہے، کو خلیلے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے غار میں سے نکلتے ہی جہاں اُنکی پرورش کی جا رہی تھی خدا کی جستجو شروع کر دی تھی ستارے کو دیکھ کر فرمایا کیا یہ خدا ہو سکتا ہے جب وہ غروب کر گیا تو فرمایا کہ غروب کر جانے والا ستارہ خدا نہیں ہو سکتا ہے تو بتاؤ خدا کہاں ہے۔

[3] من نخواہم حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا میں دونوں جہان میں کسی طرف نگاہ بھی نہ اٹھاؤنگا جب تک کہ خدا کو نہ پہچان جاؤں۔ بے تماشائی۔ پھر فرمایا خدا کی صفات کو دیکھے بغیر میں روٹی بھی نہ کھاؤں گا۔ چوں گوارد۔ مولانا فرماتے ہیں کہ جب حضرت

[1] مکرِ اُو سر زیر و اُو سر زیر شد
اُس کا مکر ذلیل، اور وہ خود ذلیل ہوگیا
روزگارش بُرد و روزش دیر شد
اُس کا زمانہ گذرا اُس کا وقت ضائع ہوا

فکرِ کاہش کُند شد عقلش خَرِف
اُسکی گھاس کی فکر سست پڑگئی اُس کی عقل کمزور ہوگئی
عمر شد چیزے ندارد چوں اَلِف
عمر ختم ہوگئی، الف کیطرح اسکے پاس کوئی بھلائی نہیں ہے

اُنچہ می گوید دریں اندیشہ ام
وہ جو یہ کہتا ہے فکرمند ہوں
ایں ہم از دستانِ ایں نفس ست ہم
یہ بھی اُس نفس کی مکّاری ہے

وانچہ می گوید غفور ست و رحیم
وہ جو یہ کہتا ہے (وہ) غفور اور رحیم ہے
نیست آں جُز حیلہ نفسِ لئیم
کمینے نفس کے حیلے کے علاوہ کچھ نہیں ہے

[2] اے زغم مُردہ کہ دست از ناں تہی ست
تو اس غم سے مرا جاتا ہے کہ ہاتھ میں روٹی نہیں ہے
چوں غفور ست و رحیم ایں ترس چیست
جب وہ غفور اور رحیم ہے تو یہ ڈر کیوں ہے؟

شکایت کردن پیرے پیش طبیب از رنجوریہا و جواب طبیب اُورا

ایک بوڑھے کا ایک طبیب سے بیماریوں کی شکایت کرنا اور طبیب کا اسکو جواب دینا

[3] گفت پیرے مر طبیبے را کہ من
ایک بوڑھے نے ایک طبیب سے کہا کہ میں
در زحیرم از دماغِ خویشتن
اپنے دماغ کے معاملہ میں بڑی مشکل میں ہوں

گفت از پیری ست آں ضعفِ دماغ
اُس (طبیب) نے کہا یہ دماغ کی کمزوری بڑھاپے کیوجہ سے ہے
گفت در چشمم ز ظلمت ہست داغ
اُس (بوڑھے) نے کہا میری آنکھوں میں اندھیرے کا داغ ہے

گفت از پیری ست اے شیخِ قدیم
اُس (طبیب) نے کہا اے بڑے میاں، بڑھاپے کیوجہ سے ہے
گفت پشتم درد می آرد عظیم
اُس (بوڑھے) نے کہا میری کمر میں بہت درد ہے

گفت از پیری ست اے شیخِ نزار
اُس (طبیب) نے کہا اے کمزور بوڑھے، بڑھاپے کیوجہ سے ہے
گفت ہر چہ می خورم نبوَد گوار
اُس بوڑھے نے کہا میں جو کھاتا ہوں وہ ہضم نہیں ہوتا ہے

گفت ضعفِ معدہ ہم از پیری ست
اُس (طبیب) نے کہا معدہ کی کمزوری بھی بڑھاپے کیوجہ سے ہے
گفت وقتِ دم مرا دم گیری ست
اُس (بوڑھے) نے کہا سانس لینے میں سانس رکتا ہے

گفت آرے انقطاعِ دم بود
اُس (طبیب) نے کہا ہاں سانس ٹوٹنے لگتا ہے
چوں رسد پیری دو صد علّت شود
جب بڑھاپا آجاتا ہے سینکڑوں بیماریاں آجاتی ہیں

گفت کم شد شہوتم یکبارگی
اُس (بوڑھے) نے کہا میری شہوت ایکدم سے کم ہوگئی ہے
گفت کز پیری ست ایں بیچارگی
اُس (طبیب) نے کہا یہ معذوری بھی بڑھاپے کی وجہ سے ہے

---

[1] مکرِ اُو۔ جس نے معرفت کے بغیر زندگی گذاری اگرچہ وہ کتنا ہی چالاک ہو لیکن اُسکی مکّاری اور زندگی سب تباہ ہے۔ فکرِ کاہش۔ یعنی اُس میں دنیا کی بھی عقل نہ رہی پوری زندگی ختم کردی۔ اور آخرت کا کوئی توشہ حاصل نہ کیا۔ چوں الف۔ الف کو خالی کہا جاتا ہے چونکہ اُس پر کوئی نقطہ نہیں لگتا ہے۔ انچہ می گوئید۔ دین کے کاموں میں نہ لگنے والے عموماً یہی کہا کرتے ہیں کہ فلاں کام سے فارغ ہوکر دین کے کاموں میں لگوں گا اور خدا غفور و رحیم اور نکتہ نواز ہے بلا عمل بھی بخشدیگا یہ سب نفس کے دھوکے ہیں۔

[2] اے زغم۔ اُسکی صفات کا بہانہ کرکے دین کا عمل تو چھوڑتا ہے لیکن اپنے پیٹ کی فکر میں مارا مارا پھرتا ہے وہاں اُس کی رزّاقیت پر بھروسہ کرکے ترکِ عمل کیوں نہیں کرتا؟

[3] گفت۔ اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ جب کسی کے نفس کی بُرائی ظاہر کی جاتی ہو تو نفس کو بہت بُرا لگتا ہے لہٰذا اِس مرض کا علاج ضروری ہے ورنہ لاعلاج ہوجائیگا۔ زحیر۔ پیچش، پیچیدگی۔ ظلمت۔ تاریکی۔ نزار۔ لاغر، کمزور۔ گوار۔ یعنی کھانا ہضم نہیں ہوتا ہے۔ دم گیری۔ سانس گھٹنا۔ انقطاع۔ ٹوٹنا، جدا ہونا۔ چوں رسد مشہور ہے "یک پیری و صد عیب"۔

شہوت۔ اشتہا۔ عورت کی خواہش

گفت پایم سست شد از رہ بماند
اُس (بوڑھے) نے کہا میرے پیر سُست ہوگئے ہیں چلنے سے عاجز
گفت کز پیری ست در کُنجت نشاند
اُس (طبیب) نے کہا یہ بڑھاپے کی وجہ سے جس نے تجھے گوشہ نشین بنا دیا ہے

گفت پشتم چوں کمانے شد دوتا
اُس (بوڑھے) نے کہا کہ میری کمر کمان کی طرح دوہری ہوگئی ہے
گفت کز پیری ست ایں رنج و عنا
اُس (طبیب) نے کہا یہ تکلیف اور مشقت بڑھاپے کی وجہ سے ہے

گفت تاریک ست چشمم اے حکیم
اُس (بوڑھے) نے کہا اے حکیم! میری آنکھوں میں دُھند ہے
گفت کز پیری ست اے پیر حلیم
اُس (طبیب) نے کہا اے بردبار بوڑھے بڑھاپے کی وجہ سے

گفت اے احمق بریں بر دوختی
اُس (بوڑھے) نے کہا اے بیوقوف تو اسی پر جم گیا
از طبیبی تو ہمیں آموختی
طبابت سے تو نے یہی سیکھا ہے

اے مُدمّغ عقلت ایں دانش نداد
اے بددماغ! تیری عقل نے تجھے یہ سمجھ نہیں دی
کہ خدا ہر درد را درماں نہاد
کہ خدا نے ہر درد کا علاج رکھا ہے

تو خرِ احمق ز اندک مایگی
تو کم علمی کی وجہ سے احمق گدھا ہے
بر زمیں ماندی ز کوتہ پایگی
تو کوتاہ قدمی کی وجہ سے زمین پر رہ گیا ہے

پس طبیبش گفت اے عمرِ تو شصت
تب طبیب نے اُس سے کہا اے ساٹھے!
ایں عضب وِیں خشم ہم از پیری ست
یہ غصہ اور غضب بھی بڑھاپے کی وجہ سے ہے

چوں ہمہ اجزا و اعضا شد نحیف
جب سب اجزا اور اعضاء کمزور ہوگئے ہیں
خویشتن داری و صبرت شد ضعیف
تیری قوت ضبط اور صبر بھی کمزور ہوگئی ہے

بر نتابد دو سخن زو ہے کُند
دو باتوں کی بھی برداشت نہیں کرتا اُن سے بلبلا اٹھتا ہے
تاب یک جرعہ ندارد قے کُند
ایک گھونٹ کی برداشت نہیں کرتا قے کر دیتا ہے

جُز مگر پیرے کہ از حق مست ست
بجز اس بوڑھے کے جو خدا کا مست ہے
در دَرونِ اُو حیاتِ طیّب ست
اُس کے باطن میں پاکیزہ زندگی ہے

از بروں پیر ست و در باطن صبی
باہر سے بظاہر بوڑھا ہے اور حقیقت میں بچہ ہے
خود کیانند آں ولی و آں نبی
وہ کون ہیں؟ وہ ولی اور نبی ہیں

گر نہ پیدا اند پیش نیک و بد
اگرچہ ہر نیک و بد کے سامنے کھلے ہوئے نہیں ہیں
چیست با ایشاں خساں را ایں حسد
(تو) کمینوں کو اُن سے یہ حسد کیوں ہے؟

ور نمی دانند شاں علم الیقیں
اگر وہ اُن کو یقینی طور پر نہیں جانتے ہیں
چیست ایں بغض و حیل سازی و کیں
تو یہ بغض اور حیلہ سازی و کینہ کیوں ہے؟

۱ے کُنج۔ گوشہ۔ دوتا۔ دوہری۔ عنا۔ مشقت۔ گفت تاریک۔ یعنی آنکھوں میں روشنی نہیں رہی حلیم۔ بُردبار۔ گفت۔ بوڑھے نے غصہ میں طبیب سے کہا بس تیرے پاس ہر بیماری کا ایک ہی جواب ہے اور طبابت میں تو نے صرف یہی سیکھا ہے۔

۲ے مُدمّغ۔ متکبر، بددماغ۔ ہر درد را۔ حدیث شریف میں ہے۔ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهٗ شِفَاءً یعنی خدا نے کوئی ایسی بیماری نہیں پیدا کی جس کے لئے علاج نہ پیدا کر دیا ہو۔ بر زمین یعنی نچلا مرتبہ۔

۳ے پس طبیبش۔ طبیب نے اُس بوڑھے سے کہا تیری ساٹھ کی عمر ہے جس میں آدمی سٹھیا جاتا ہے اور غصہ و غضب بڑھ جاتا ہے یہ بڑھاپے کا ہی اثر ہے، جوان میں قوت برداشت زیادہ ہوتی ہے۔ نحیف۔ لاغر، کمزور۔ خویشتن داری۔ اپنے آپ کو سنبھالے رکھنا۔ بر نتابد۔ بڑھاپے میں قوت برداشت کم ہو جاتی ہے۔ جز مگر۔ جن کو روحانی طاقت حاصل ہوتی ہے اُن پر بڑھاپے کے آثار نمایاں نہیں ہوتے ہیں۔ از بروں۔ اولیا اور انبیا کا جسم بوڑھا ہوتا ہے ہمت جوان رہتی ہے۔ گر نہ پیدا اند۔ ناقص لوگوں کا بغض و حسد کامل لوگوں کے کمال کی دلیل ہے۔

ور بدانندے[۱] جزائے رستخیز — چوں زندے خویش بر شمشیر تیز

اگر وہ قیامت کی سزا کو جانتے — تو اپنے آپ کو تیز تلوار سے کیوں بھڑاتے؟

بر تو می خندد مبیں او را چناں — صد قیامت در درونستش نہاں

وہ تیرے سامنے ہنستا ہے اُس کو ایسا نہ سمجھ — اُس کے باطن میں سو قیامتیں چھپی ہوئی ہیں

دوزخ[۲] و جنت ہمہ اجزائے اوست — ہر چہ اندیشی تو آں بالائے اوست

اُس کے اجزاء سب دوزخ و جنت ہیں — (اُس کے بارے میں) تو جو سوچے وہ اُس سے بلند ہے

ہر چہ اندیشی پذیرائے فناست — آنکہ در اندیشہ نیاید آں خداست

تو جو سوچے وہ فنا کو قبول کرنے والا ہے — جو قیاس میں نہ آئے وہ خدا ہے

بر درِ ایں خانہ گستاخی ز چیست — گر ہمی دانند کاندر خانہ کیست

اِس گھر کے دروازے پر گستاخی کیوں ہے؟ — اگر وہ جانتے ہیں کہ گھر میں کون ہے؟

ابلہاں تعظیمِ مسجد می کنند — در جفائے اہلِ دل جِد می کنند

بے وقوف مسجد کی تعظیم کرتے ہیں — اہلِ دل پر ظلم کے کوشاں ہیں

آں[۳] مجاز است ایں حقیقت اے خراں — نیست مسجد جز درونِ سرَوَراں

اے گدھو! وہ مجاز ہے یہ حقیقت ہے — بزرگوں کے دل کے علاوہ مسجد (اور کچھ) نہیں ہے

مسجدے کاں اندرونِ اولیاست — سجدہ گاہ جملہ است آنجا خداست

وہ مسجد جو اولیا کے باطن میں ہے — وہ سب کی سجدہ گاہ ہے، خدا اُس میں ہے

تا دلِ مردِ خدا نامد بہ درد — ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد

جب تک مردِ خدا کے دل کو تکلیف نہیں پہنچی — خدا نے کسی قوم کو رُسوا نہیں کیا

قصدِ جنگِ انبیا می داشتند — جسم دیدند آدمی پنداشتند

اُنھوں نے انبیاء سے لڑائی کا ارادہ کیا — اُنھوں نے (صرف) جسم دیکھا (صرف) آدمی سمجھا

در تو ہست اخلاقِ آں پیشینیاں — چوں نمی ترسی کہ باشی تو ہماں

تیرے اندر ان پہلی قوموں کے اخلاق ہیں — تو کیوں نہیں ڈرتا کہ تو بھی ویسا ہی ہو جائیگا

عادتِ آں ناسپاساں در تو رست — نایدت ہر بار دلو از چہ درست

تیرے اندر ان ناشکروں کی عادت پیدا ہو گئی ہے — ہر بار ڈول کنوئیں سے درست نہیں نکلتا ہے

صرف اولیاء کے جسم پر ہے اُنکی روح اُنکے پیشِ نظر نہیں ہے۔ در تو۔ ہر انسان میں ہلاک شدہ قوموں کے اخلاق موجود ہیں تو اُسکو ڈرنا چاہیئے کہ کہیں اُنکے ساتھ بھی وہ سلوک نہ ہو جو اُن قوموں کیساتھ ہوا۔ عادت۔ جبکہ ہلاک شدہ قوم کی عادتیں موجود ہیں تو مطمئن نہ ہونا چاہیئے اگر کسی وقت اُن پر گرفت نہیں ہوئی تو نہ سمجھنا چاہیئے کہ کبھی بھی گرفت نہ ہوگی۔

[۱] ور بدانندے۔ اگر حاسدین کو اپنی اُس سزا کا یقین ہو جائے جو قیامت میں اُن کو ملے گی تو وہ کبھی اولیا و انبیا پر حسد نہ کریں اور اُنکو برہنہ شمشیر سمجھیں اور اُن سے مڈبھیڑ نہ کریں۔ بر تو می خندد۔ بزرگوں کے ظاہری حلم سے دھوکے میں نہ پڑنا چاہیئے۔ انکا وجود منکرین کے قہر کا مظہر ہے۔

[۲] دوزخ۔ یعنی انبیا اور اولیا کے جسم کے اجزا اللہ کی دوزخ اور بہشت کے مظہر ہیں۔ ہر چہ۔ چونکہ اولیا اور انبیا اخلاقِ خداوندی حاصل کر چکے ہیں لہذا انکے مراتب تصور سے بالاتر ہیں۔ ہر چہ اندیشی۔ جو انسانی فکر میں سما جائے وہ فانی ہے وہ خدا نہیں ہو سکتا ہے خدا وہی ہے جو انسانی فکر و عقل سے بالاتر ہے۔ بر در۔ انبیا اور اولیا سے گستاخی کرنیوالے اگر یہ جان لیں کہ اُن کے باطن میں کون بس رہا ہے تو کبھی گستاخی کی جرأت نہ کریں۔ ابلہاں بیوقوف مسجد کی تعظیم تو کرتے ہیں اور بزرگوں کے دل کی تعظیم نہیں کرتے جو حقیقی مسجد اور خانۂ خدا ہے

[۳] آں۔ یعنی ظاہری مسجد۔ ایں۔ یعنی نبی اور ولی کا دل اصلی خانۂ خدا ہے۔ اندرونِ اولیا یعنی اولیاء اللہ کا دل۔ سجدہ گاہ۔ دل بدست آور کہ حج اکبر است از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است۔ تا دل۔ اولیا کے دل کو ستانا قوم کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے۔ جسم دیدند یعنی اُن معاندین کی نگاہ

آں نشانیہا ہمہ چوں در تو ہست
جبکہ وہ تمام علامتیں تیرے اندر ہیں

چوں توزا یشانی کجا خواہی برست
جب تو اُن میں سے ہے، کہاں بچ سکتا ہے؟

قصۂ[1] کودکے کہ در پیشِ تابُوتِ پدر می نالید و سخن جُوحی
ایک بچہ کا قصہ جو باپ کے جنازے کے آگے رو تا تھا اور شیخ چلی کی بات

کودکے در پیشِ تابُوتِ پدر
ایک بچہ باپ کے جنازے کے آگے

زار می نالید و بر می کوفت سر
بہت روتا تھا اور سر پیٹتا تھا

کاے پدر آخر کجایت می برند
اے ابا! آخر تجھے کہاں لے جا رہے ہیں؟

تا ترا در زیرِ خاکے آورند
تاکہ تجھے مٹی کے نیچے گاڑ دیں

می برندت خانۂ تنگ و زحیر[2]
تجھے تنگ و تکلیف دہ گھر میں لے جا رہے ہیں

نے درو قالی و نے در وے حصیر
نہ اُس میں قالین ہے نہ اُس میں بوریا ہے

نے چراغے در شب و نے روزناں
نہ رات میں چراغ ہے، نہ روشندان ہیں

نے درو بوئے طعام و نے نشاں
نہ اُس میں کھانے کی خوشبو ہے اور نہ پتہ

نے درش معمور و نے سقف و نہ بام
نہ اُس کا دروازہ درست ہے نہ چھت نہ بالاخانہ

نے درو بہرِ ضیائے ہیچ جام
نہ اُس میں روشنی کیلئے کوئی شیشہ کا روشندان ہے

نے درو از بہرِ مہماں آبِ چاہ
نہ اُس میں مہمان کے لئے کنوئیں کا پانی ہے

نے یکے ہمسایہ کو باشد پناہ
نہ کوئی ہمسایہ ہے جو سہارا ہو

جسمِ[3] تو کہ بوسہ گاہِ خلق بُود
تیرا بدن جو لوگوں کی بوسہ گاہ تھا

چوں شود در خانۂ کور و کبود
سیاہ رنگ گھر میں اُس کا کیا حال ہوگا؟

خانۂ بے زینہار و جائے تنگ
وہ بے پناہ گھر اور تنگ جگہ

کہ درو نے روی می ماند نہ رنگ
نہ اُس میں چہرہ باقی رہتا ہے نہ رنگ

زیں نسق اوصافِ خانہ می شمرد
اس طرح سے وہ گھر کے اوصاف گنتا تھا

وز دو دیدہ اشکِ خونی می فشرد
اور دونوں آنکھوں سے خون کے آنسو بہاتا تھا

گفت جوحی با پدر اے ارجمند
شیخ چلی نے باپ سے کہا، اے بزرگوار!

واللہ ایں را خانۂ ما می برند
خدا کی قسم اس کو ہمارے گھر لے جا رہے ہیں

گفت جوحی را پدر ابلہ مشو
شیخ چلی سے (اسکے) باپ نے کہا بیوقوف نہ بن

گفت اے بابا نشانیہا شنو
اُس نے کہا، اے ابا! علامتیں سن لے

---

[1] قصہ۔ پہلے یہ سمجھایا تھا کہ ہر انسان میں وہ خصلتیں موجود ہیں جو برباد شدہ قوموں میں تھیں لیکن وہ اس سے غافل ہے۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ رونے والا بچہ جو قبر کی خصوصیات بیان کر رہا تھا وہ شیخ چلی کے گھر میں موجود تھیں۔ جوحی۔ ایک فرضی شخصیت ہے جس کی طرف ہنسی مذاق کے قصے منسوب کر دیئے جاتے ہیں جیسا کہ ہندوستان میں شیخ چلی۔ تابوتِ پدر۔ باپ کا جنازہ۔ خاکے یعنی قبر کی مٹی۔

[2] زحیر۔ تکلیف، مشکل۔ قالی۔ قالین۔ حصیر۔ بوریا۔ معمور۔ آباد، درست۔ سقف۔ چھت۔ بام۔ بالاخانہ۔ جام۔ شیشہ کا روشندان۔

[3] جسمِ تو۔ تیرے جسم کو لوگ چومتے تھے۔ کور و کبود۔ تیرہ و تاریک۔ نسق۔ ترتیب۔ خانۂ ما می برند۔ رونے والے لڑکے نے جس قدر قبر کے اوصاف گنائے تھے وہ سب شیخ چلی کے گھر میں پائے جاتے تھے۔

ایں نشانیہا کہ گفت[۱] اُو یک بیک
یہ جو اُس نے تمام نشانیاں بتائی ہیں
خانۂ ماراست بے تزویر و شک
بے شک و شبہ ہمارے گھر کی ہیں

نے حصیر و نے چراغ و نے طعام
نہ بوریا اور نہ چراغ اور نہ کھانا
نے درش معمور و نے سقف و نہ بام
نہ اُس کا دروازہ درست نہ چھت اور نہ بالاخانہ

زیں نمط دارند در خود صد نشاں
اسیطرح (ہلاک شدہ قومیں) اپنے اندر سَو علامتیں رکھتی ہیں
لیک کے بینند آں را طاغیاں
لیکن سرکش انھیں کب دیکھتے ہیں

خانۂ آں دل کہ ماند بے ضیاء
اُس دل کا خانہ جو بے نور ہے
از شعاعِ آفتابِ کبریا
خدا کے آفتاب کی شعاعوں سے

تنگ و تاریک ست چوں جانِ یہود
وہ یہود کے باطن کیطرح تنگ و تاریک ہے
بے نوا از ذوقِ سُلطانِ وَدُود
محبت کرنیوالے شہنشاہ کے ذوق سے محروم

نے دراں دل تابِ نورِ آفتاب
اُس دل میں نہ تو سورج کی روشنی کی چمک ہے
نے کشادِ عرصہ و نے فتحِ باب
نہ صحن کی وسعت ہے اور نہ دروازہ کھلا ہے

گور خوشتر از چنیں دل مر ترا
تیرے لئے ایسے دل سے قبر بہتر ہے
آخر از گورِ دلِ خود بر تر آ
بالآخر اپنے دل کی قبر سے باہر نکل

یوسفِ[۲] وقتی و خورشیدِ سما
تو یوسفِ دوراں ہے اور آسمان کا سورج ہے
زیں چہ و زنداں بر آور و نما
اس کنوئیں اور قید خانہ سے نکل اور چہرہ دکھا

یونست در بطنِ ماہی پختہ شد
تیرا یونس مچھلی کے پیٹ میں پک رہا ہے
مَخلصش را نیست از تسبیح بُد
اُس کی نجات کے لئے تسبیح کے سوا چارہ نہیں ہے

گر نبودے اُو مُسبّحِ بطنِ نون
اگر وہ تسبیح خواں نہ بنتے، مچھلی کا پیٹ
حبس و زنداں اش بُدے تا یُبعثون
تو قیامت تک اُن کے لئے قید اور جیلخانہ ہوتا

اُو بہ تسبیح از تنِ ماہی بجَست
اُنھوں نے تسبیح کے ذریعہ مچھلی کے پیٹ سے نجات پائی
چیست تسبیح آیتِ روزِ الست
تسبیح کیا ہے؟ الست کے دن کی علامت

گر فراموشت[۳] شُد آں تسبیحِ جاں
تو اگر وہ روحانی تسبیح بھول گیا ہے
بشنو ایں تسبیحہائے ماہیاں
تو مچھلیوں کی یہ تسبیح سُن لے

۳؎ گر فراموشت شُد۔ اگر کسی انسان میں عہدِ الست کی فطرتِ سلیمہ باقی نہیں رہی ہے تو اولیاء اللہ سے اُس کو حاصل کرے۔ ماہیاں۔ یعنی اولیاء اللہ۔

۱؎ گفت۔ یعنی رونے والے لڑکے نے کہا۔ زیں نمط جس طرح شیخ علی نے قبر کی جملہ علامتوں کو اپنے گھر میں دیکھا اسیطرح ہلاک شدہ قوموں کی علامتیں ہر انسان میں موجود ہیں۔ طاغی۔ سرکش۔ خانۂ آں۔ جس دل میں خدا کا نور نہ ہو وہ اللہ (تعالیٰ) کی محبت سے بے ذوق ہے۔ اُس دل سے تو قبر کا گڑھا بہتر ہے۔ آخر از گور۔ اپنے دل کو اس گڑھے سے نکالنا خود انسان کا کام ہے۔

۲؎ یوسفِ وقتی۔ جس طرح عارضی طور سے حضرت یوسفؑ قیدخانہ میں چلے گئے تھے اور باہر نکلے تو بھی دل کو قیدخانہ سے باہر نکال۔ یونست یعنی تیری روح جو بمنزلہ یونسؑ کے ہے۔ بطنِ ماہی۔ یعنی جسدِ عنصری۔ تسبیح۔ حضرت یونسؑ نے نجات کیلئے تسبیح پڑھی تو مچھلی کے پیٹ سے باہر نکلے تو بھی تسبیح پڑھ۔ یُبعثون۔ حضرت یونسؑ کے قصہ میں ہے۔ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ۔ یعنی اگر وہ یونسؑ تسبیح پڑھنے والوں میں سے نہ ہوتے تو اُس دن تک اُس مچھلی کے پیٹ میں رہتے جبکہ لوگوں کا حشر ہوگا یعنی قیامت تک۔ آیتِ روزِ الست۔ ازل میں اللہ (تعالیٰ) نے روحوں سے اپنی ربوبیت کا اقرار لیا تھا تو انسان کی تسبیح اور خدا کیطرف فطری میلان اُس عہدِ الست کی علامت اور نشانی ہے۔

ہر کہ دید اللہ را اللٰہی ست || ہر کہ دید آں[1] بحر را او ماہی ست

جس نے اللہ تعالےٰ کو دیکھ لیا وہ اللہ والا ہے || جس نے اُس سمندر کو دیکھ لیا وہ مچھلی ہے

ایں جہاں دریاست تن ماہی و روح || یونسِ محجوب از نورِ صبوح

یہ دنیا سمندر ہے، جسم مچھلی اور روح || وہ یونسؑ ہے جو صبح کے نور سے محروم ہے

گر مسبّح شد تو از ماہی رہید || ورنہ در وے ہضم گشت و ناپدید

اگر تو تسبیح خواں بنگیا، مچھلی سے نجات پا گیا || ورنہ اُس میں ہضم اور ناپید ہو گیا

ماہیانِ[2] جاں درتنِ دریا پُر اند || تو نمی بینی کہ کوری اے نژند

اس دریا میں روحانی مچھلیاں بھری ہیں || اے بدحال! تو نہیں دیکھتا ہے کیونکہ تو اندھا ہے

بر تو خود را می زنند آں ماہیاں || چشم بکشا تا بہ بینی شاں عیاں

وہ مچھلیاں، تجھ سے ٹکرا رہی ہیں || آنکھ کھول! تاکہ تو اُن کو نمایاں دیکھ لے

ماہیاں را گر نمی بینی پدید || گوشِ تو تسبیحِ شاں آخر شنید

اگر تو مچھلیوں کو واضح طور پر نہیں دیکھتا ہے || آخر تیرے کان نے اُن کی تسبیح تو سنی ہے

ماہیانِ جملہ روح بے جسد || نے در ایشاں کبر و نے کین و حسد

وہ مچھلیاں بغیر جسم کے مجسّم روح ہیں || نہ اُن میں تکبر ہے، نہ کینہ، نہ حسد

صبر کردن جانِ تسبیحاتِ تست || صبر کن کانست تسبیحِ درست

تیری تسبیحوں کی روح صبر کرنا ہے || صبر کر وہ صحیح تسبیح ہے

ہیچ تسبیحے ندارد آں درج || صبر کن کالصّبرُ مفتاحُ الفرج

کوئی تسبیح وہ مرتبہ نہیں رکھتی ہے || صبر کر، صبر کشادگی کی کنجی ہے

صبر چوں پل صراط آں سو بہشت || ہست با ہر خوب یک لالا زشت

صبر پُل صراط کی طرح ہے اُس جانب بہشت ہے || ہر خوبصورت کے ساتھ ایک بدصورت غلام ہے

تا ز لالا[3] می گریزی وصل نیست || زاں کہ لالا را ز شاہد فصل نیست

جب تک تو غلام سے بھاگتا ہے وصل نہیں ہے || اسلئے کہ غلام کی محبوب سے جُدائی نہیں ہے

تو چہ دانی ذوقِ صبر اے شیشہ دل || خاصہ صبر از بہرِ آں نقشِ چگل

اے نازک دل! تو صبر کا ذائقہ کیا جانتا ہے؟ || خصوصاً اُس صبر کا جو چگل کے معشوق کیلئے ہے

مرد را ذوق از غزا و کرّ و فر || مر مخنّث را بود ذوق از ذکر

مرد کو جہاد اور شان و شوکت کا ذوق ہے || نامرد کو آلۂ تناسل کا ذوق ہے

---

[1] آں بحر۔ یعنی جس نے بحرِ وحدت کا مشاہدہ کر لیا وہ ماہی کہلائیگا۔ ایں جہاں دنیا کو سمندر اور جسم کو مچھلی اور روح کو یونسؑ سمجھو۔ گر مسبّح۔ جس طرح حضرت یونسؑ نے تسبیح کی برکت سے مچھلی کے پیٹ سے نجات پائی ورنہ قیامت تک اسمیں رہتے اسی طرح تم اپنی روح کو تسبیح کے ذریعہ جسم کی مچھلی سے نجات دلاؤ ورنہ مچھلی ہضم کریگی۔

[2] ماہیانِ جاں یعنی روحانی مچھلیاں اولیاء اللہ۔ بر تو۔ اولیاء اللہ خواہشمند ہیں کہ تو اُن سے فیض حاصل کرے۔ بے جسد یعنی تن پروری کے بغیر۔ صبر کردن یعنی مجاہدات پر صبر کرنا۔ صبر۔ جس طرح پلصراط سے گذر کر بہشت میں داخلہ ہوگا اسی طرح صبر سے کشادگی حاصل ہوگی۔ لالا۔ غلام۔

[3] تا ز لالا۔ صبر بدصورت غلام ہے اور کشادگی محبوب ہے، کشادگی حاصل کرنے کیلئے صبر کی تلخی برداشت کرنا ضروری ہے۔ تو چہ دانی۔ واصل بحق ہونے میں صبر کی دشواریوں سے اہل اللہ لذت حاصل کرتے ہیں۔ دوسرا اس صبر کی لذتوں سے واقف نہیں ہے۔ مرد را۔ صبر کی لذت مردِ خدا جانتا ہے جس طرح کہ مردِ میدان جنگ اور شان و شوکت کی لذت سمجھتا ہے۔ نامرد ان لذتوں سے واقف نہیں ہے اُس کی لذت تو عضو تناسل اور کھانے پینے تک محدود ہے۔

جُز ذکرِ نے دینِ اُو و ذکرِ اُو — سُوئے اسفل بُرد اُو را فکرِ اُو
اُس کا دین اور تسبیح آلۂ تناسل کے سوا کچھ نہیں ہے — اُس کا خیال اُس کو پستی کی طرف لے گیا

گر[1] بر آید تا فلک از وے مترس — کو بعشقِ سفل آموزید درس
اگر وہ آسمان تک چڑھ جائے اس کی پرستش نہ کر — اسلئے کہ اُس نے تو پستی کے عشق کا سبق سیکھا ہے

اُو بسوئے سِفل می راند فرس — گرچہ سوئے عُلو جُنباند جرس
وہ پستی کی طرف گھوڑا دوڑا رہا ہے — اگرچہ بلندی کی جانب گھنٹہ بجا رہا ہے

از علمہائے گدایاں ترس چیست — کاں علمہا لقمۂ ناں را رہی ست
بھیک منگوں کے جھنڈوں سے ڈرنا کیسا؟ — کیونکہ وہ جھنڈے روٹی کے ایک لقمہ کے غلام ہیں

ایں سخن ہا رانکو دریاب تو — ور نمی دانی شنو از باب تو
ان باتوں کو خوب سمجھ لے — اگر تو نہیں جانتا ہے تو اس سلسلہ کی بات سن لے

ترسیدنِ[2] کودکے ازاں شخصِ صاحب جُثّہ و گفتنِ آں شخص
ایک بچّہ کا ایک بھاری بھرکم انسان سے ڈرنا اور اُس شخص کا کہنا

کہ اے کودک مترس کہ من نامردم و مرد توئی
کہ اے بچّے تو نہ ڈر میں نامرد ہوں، تو مرد ہے

کُنگ زفتے کودکے را یافت فرد — زرد شد کودک ز بیمِ قصدِ مرد
ایک موٹے بھاری شخص نے ایک بچّہ کو تنہا پایا — بچّہ اُس مرد کے ارادہ کے ڈر سے زرد ہوگیا

گفت ایمن باش اے زیبائے من — کہ تو خواہی بُود بر بالائے من
اُس (موٹے) نے کہا مطمئن رہ اے میرے حسین! — کہ تو میرے اوپر ہوگا

من[3] اگر ہولم مُخنّث داں مرا — ہمچو اُشتر بر نشیں می راں مرا
میں اگرچہ ہولناک ہوں مجھے ہیجڑا سمجھ — اوپر بیٹھ، اونٹ کی طرح مجھے ہانک

صورتِ مرداں و معنٰی ایں چنیں — از بروں آدم دروں دیوِ لعیں
مردوں کی صورت، اور باطن ایسا — باہر سے آدمی اندر سے لعین شیطان

آں دُہل را مانی اے زفت چو عاد — کہ بر و آں شاخ را می کوفت باد
اے عاد کی طرح موٹے تو اُس ڈھول کی طرح ہے — کہ جس پر ہوا شاخ کو مار رہی تھی

روبہے اشکارِ خود را باد داد — بہرِ طبلے ہمچو خیکے پُر ز باد
لومڑی نے اپنا شکار برباد کر دیا — اُس ڈھول کی وجہ سے جو مشک کی طرح ہوا سے پُر تھا

---

[1] گر بر آید۔ اگر کوئی مردِ خدا نہیں ہے اور اس میدان کا مرد نہیں ہے تو اُس کا عروج عارضی ہے اُس پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے۔ از علمہائے۔ نامرد کا عروج تو ایسا ہی ہے جیسے فقیروں کے جھنڈے جو صرف روٹی مانگنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں، انھیں غازیوں کے جھنڈوں سے کوئی نسبت نہیں۔

[2] ترسیدن۔ نامرد کا ظاہری دکھاوا ناقابلِ اعتبار ہے وہ محض ہیجڑے کا تن و توش ہو۔ کُنگ۔ قوی ہیکل۔ ز بیمِ قصدِ مرد یعنی وہ لڑکا اُس موٹے ہیجڑے کے ارادہ سے ڈرا۔ کہ تو خواہی بود یعنی مرد تو ہے اور میرے اوپر ہوگا۔

[3] من اگر ہولم۔ میرا بھاری بھرکم بدن ہی خوفناک ہے ہمت اور بہادری سے خالی ہوں، تو میرے اوپر سوار ہو کر اونٹ کی طرح مجھے ہانک سکتا ہے۔ صورت۔ بہت سے انسان بظاہر بہادر معلوم ہوتے ہیں لیکن اندر سے بُزدل شیطان ہوتے ہیں۔ دُہل۔ ڈھول جو کہ تنو مند ہوتا ہے اور اندر سے خالی ہوتا ہے وہ درخت پر ایسی جگہ لٹکا ہوا تھا۔ جہاں ہوا اُس پر شاخ کی ضرب لگا دیتی تھی۔ تو روبہے کسی لومڑی نے اُس کو موٹا شکار سمجھ کر اپنا چھوٹا شکار بھی چھوڑ دیا۔ خیک۔ مشک۔

چون ندید اندر دُہل اُو فربہی | گفت خوکے[۱] بہ ازیں خیکے تہی
جب اس نے ڈھول کے اندر مٹاپا نہ دیکھا | بولی، اس خالی مشک سے تو سور بہتر ہے

روبہاں ترسند ز آوازِ دُہل | عاقلش چنداں زند کہ لاتقل
ڈھول کی آواز سے لومڑیاں ڈرتی ہیں | عقلمند اُس کو اتنا پیٹتا ہے، کہ کچھ نہ بول

قصۂ تیر اندازے و ترسیدنِ اُو از سوارے کہ در بیشہ می رفت

ایک تیر انداز کا قصہ اور اُس کا اُس سوار سے ڈرنا جو جنگل میں جا رہا تھا

یک سوارے با سلاح و بس مہیب | می شد اندر بیشہ بر اسپے نجیب
ایک ہتھیار بند سوار اور بہت ہیبتناک | ایک عمدہ گھوڑے پر جنگل میں جا رہا تھا

تیر اندازے بحکم اُو را بدید | پس ز خوف اُو کماں را بر کشید
ایک قدر انداز نے اُس کو دیکھا | اُس کے ڈر سے اُس نے کمان تانی

تا زند تیرے سوارش بانگ زد | من ضعیفم گرچہ زفتستم جسد
تاکہ اُس پر تیر چلادے سوار نے اُس کو پکارا | میں کمزور ہوں، اگرچہ میرا بدن موٹا ہے

ہاں وہاں منگر تو در زفتیِ من | کم کمم در وقتِ جنگ از پیرزن
خبردار خبردار! تو میرے مٹاپے کو نہ دیکھ | کیونکہ میں لڑائی میں بوڑھی عورت سے بھی بہت کم ہوں

گفت رو کہ نیک گفتی ورنہ نیش[۲] | بر تو می انداختم از ترسِ خویش
اُس نے کہا چلا جا، تو نے اچھا ہوا بتادیا ورنہ تیر | میں اپنے ڈر سے تجھ پر چلا دیتا

بے رجولیت چناں تیغے بمشت | بس کساں را کالتِ پیکار کشت
بغیر بہادری کے اسطرح سے ہاتھ میں تلوار | بہت سے لوگ ہیں جن کو جنگ کے ہتھیار نے مروایا

گر بپوشی[۳] تو سلاحِ رستماں | رفت جانت چوں نباشی مردِ آں
اگر تو رستموں کے ہتھیار باندھے | جب تو اُس کا اہل نہیں ہے تو تیری جان گئی

جاں سپر کن تیغ بگذار اے پسر | ہر کہ بے سر بود زیں شہ بُرد سر
اے بیٹا! جان کی ڈھال بنالے تلوار کو چھوڑ | جو بے سر تھا اُس نے اس شاہ سے سر کو بچالیا

آں سلاحت حیلہ و مکرِ تو است | ہم ز تو زائید و ہم جانِ تو خست
وہ تیرے ہتھیار تیرا حیلہ اور مکر ہیں | جو تجھ سے ہی پیدا ہوئے اور تیری ہی جان کو زخمی کر گیا

چوں نکردی ہیچ سودے زیں حیل | ترکِ حیلت کن کہ پیش آید دُوَل
جب تو نے ان حیلوں سے کوئی فائدہ نہ اُٹھایا | حیلے چھوڑ دے، تاکہ دولتیں سامنے آئیں

[۱] خوک۔ سور۔ فربہی۔ بدن کے فربہ اور ہمت کے کوتاہ شخص سے بے عقل لوگ ڈرتے ہیں۔ لاتقل یعنی اتنی پٹائی کرتے ہیں جو ناقابلِ بیان ہے۔ یہی صورت بنے ہوئے شیخوں کی ہے کہ عوام اُن کے دھوکے میں آجاتے ہیں۔ سلاح۔ ہتھیار۔ مہیب۔ ہیبتناک۔ بیشہ۔ جھاڑی، جنگل۔ نجیب۔ اصل گھوڑا۔ تیر انداز بحکم۔ حکمی طور پر نشانہ پر تیر مارنیوالا۔ من ضعیفم۔ یعنی میرا جسم ہی بھاری بھرکم ہے اندر کچھ نہیں ہے۔

[۲] نیش۔ تیر، ڈنک۔ ترس۔ خوف۔ رجولیت۔ مردانگی، بہادری۔ آلتِ پیکار۔ وہ جنگی ہتھیار جن کو استعمال کرنے کی ان میں صلاحیت نہ تھی لہٰذا مزوروں کیلئے ان کی ظاہری حالت ہی تباہی کا سبب بنے گی۔

[۳] گر بپوشی۔ اگر بزدل، میدان میں بہادری کے ہتھیار باندھ کر نہ آتا تو بچا رہتا۔ جاں سپر کن۔ دنیا داروں کے مقابلہ میں دنیا داری کے ہتھیار مکر و فریب سے مسلح نہ ہو نجات پا جاؤ گے۔ ہم ز تو۔ مکر و فریب کا ہتھیار خود انسان کا پیدا کردہ ہے اور خود اُسی کی ہلاکت کا باعث ہے

چوں یکے لحظہ نخوردی بر ز فن — ترکِ فن گوئی طلب ربُ المنن

جبکہ حیلے سے تونے ایک لمحہ کیلئے پھل نکھایا — حیلے چھوڑ دے، اللہ کو طلب کر

چوں مبارک نیست بر تو ایں علوم — خویشتن گولی کُن و بگذر ز شوم

جبکہ یہ فن تیرے لئے مبارک نہیں ہیں — اپنے آپ کو سادہ لوح بنالے اور بدبختی سے نکل جا

چوں ملائک گوئی لا علم لنا — یا الٰہی! غیر ما علمتنا

تو فرشتوں کیطرح کہدے ہمارے لئے علم نہیں ہے — اے خدا! سوائے اُس کے جو تونے سکھایا

حیلہ و مکر اندریں رہ سود نیست — ہر کہ شد مغرورِ عقل اُو کودنیست

اِس راستہ میں حیلہ اور مکر کا کوئی فائدہ نہیں ہے — جس نے عقل پر گھمنڈ کیا وہ بے وقوف ہے

یک حکایت بشنو اے صاحب قبول — در بیانِ جہل و عقلِ بو الفضول

اے صاحبِ قبول! ایک حکایت سُن لے — جہل اور فضول عقل کے بارے میں

قصۂ اعرابی و ریگ در جوال[2] کردن و ملامت کردن آں فیلسوف اورا

ایک بدو اور اس کے بورے میں ریت بھرنے کا قصہ اور ایک عقلمند کا اس کو ملامت کرنا

یک عرابی بار کردہ اُشترے — یک جوالے زفت از دانہ برے

ایک بدو اونٹ پر لادے ہوئے — گیہوں کے دانوں کا ایک موٹا بورا لئے جارہا تھا

یک جوالِ دیگرش از ریگ پُر — ہر دو را اُو بار کردہ بر شتر

دوسرا ایک بورا ریتے سے بھرا ہوا — دونوں کو اس نے اونٹ پر لادا

اُو نشستہ بر سرِ ہر دو جوال — یک حدیث انداز کرد اُو را سوال

وہ دونوں بوروں پر بیٹھ گیا — ایک سوال کرنے والے نے اس سے سوال کیا

از وطن[3] پرسید و آوردش بگفت — وندراں پرسش بسے دُرہا بسفت

اُس کا وطن پوچھا اور اسکو گویا کیا — اور اُس سوال میں بہت سے موتی پروئے

بعد ازاں گفتش کہ ایں ہر دو جوال — چیست آگندہ بگو مصدوقِ حال

اُس کے بعد اس سے کہا کہ ان دونوں بوروں میں — کیا بھرا ہوا ہے؟ سچ کہنا

گفت اندر یک جوالم گندم ست — در دگر ریگے نہ قوتِ مردم ست

اُس نے کہا میرے ایک بورے میں گیہوں ہیں — دوسرے میں ریتے، انسانوں کی خوراک نہیں ہے

گفت تو چوں بار کردی ایں رمال — گفت تا تنہا نماند آں جوال

اُس نے کہا تونے یہ ریت کیوں لادا ہے؟ — اُس نے کہا تاکہ یہ دوسرا بورا اکیلا نہ رہے

---

[1] چوں یکے لحظہ۔ انسان کی مکاری ایک منٹ کے لئے بھی انسان کے لئے مفید نہیں ہے۔ ربُ المنن اللہ تعالیٰ۔ ایں علوم یعنی دنیا طلبی کے مکر و فریب۔ گولی۔ بیوقوف۔ شوم۔ یعنی مکر و فریب۔ اندریں رہ۔ دین اور آخرت کے معاملہ میں محض عقل سے رہنمائی حاصل نہیں ہوسکتی ہے، بیکار عقل سے جہل بہتر ہے۔ آئندہ مولانا جو قصہ نقل فرما رہے ہیں اس کا خلاصہ یہی ہے۔

[2] جوال۔ بورا، گون جس میں سامان بھر کر چوپایوں پر لادا جاتا ہے۔ فیلسوف۔ حکیم، دانا۔ بُر۔ گیہوں۔ ریگ۔ ریت۔ حدیث انداز۔ بات کو شروع کرنے والا۔

[3] از وطن۔ یعنی اس بدو سے اس کا وطن دریافت کیا۔ آوردش بگفت۔ اس کو ہمکلام بنایا۔ وندراں یعنی یہ باتیں بہت بہتر انداز سے کیں۔ مصدوق۔ سچی بات کرنے والا۔ قوت۔ روزی، خوراک۔ رمال۔ ریت۔ تنہا نماند دو برابر کے بورے لادے جاتے ہیں تاکہ توازن قائم رہے۔

گفت[۱] نیم گندم آں تنگ را — در دگر ریز از پئے پاسنگ را

اُس نے کہا اُس بورے کے آدھے گیہوں — توازن کے لئے دوسرے بورے میں کر دے

تا سُبک گردد جُوال و ہم شتر — گفت شاباش اے حکیم و اہلِ حُر

تاکہ بورے اور اونٹ ہلکے ہو جائیں — اُس نے کہا اے دانا اور اہل اور شریف تجھے شاباش ہے

ایں چنیں فکرِ دقیق و رائِ خوب — تو چنیں عُریاں پیادہ در لُغوب

ایسی لطیف سمجھ اور بہتر رائے — تو ننگا اور پاپیادہ تھکن میں ہے

رحمش[۲] آمد بر حکیم و عزم کرد — کِش بر اشتر بر نشاند نیک مرد

دانا پر اُس کو ترس آگیا اور اُس نے ارادہ کر لیا — کہ وہ اُس بھلے آدمی کو اونٹ پر بٹھا لے

باز گفتش اے حکیمِ خوش سخن — شمّۂ از حالِ خود ہم شرح کُن

پھر اُس نے اُس سے کہا اے شیریں کلام دانا! — کچھ اپنی حالت کی تفصیل بھی بتا

اینچنیں عقل و کفایت کہ تراست — تو وزیری یا شہی بر گوئی راست

ایسی عقل اور لیاقت جو تجھے (حاصل) ہے — سچ بتا تو وزیر ہے یا بادشاہ ہے؟

گفت ایں ہر دو نیم از عامہ ام — بنگر اندر حال و اندر جامہ ام

اُس نے کہا میں دونوں نہیں ہوں، عوام میں سے ہوں — میری حالت اور میرا لباس دیکھ لے

گفت اُشتر چند داری چند گاو — گفت نے ایں و نہ آں ما را مکاو

اُس نے کہا تیرے پاس کتنے اونٹ اور کتنی گائیں ہیں — کہا نہ یہ ہے نہ وہ ہے ہمیں (زیادہ) نہ کرید

گفت رختت چیست بارے در دکاں — گفت ما را کو دکان و کو مکاں

اُس نے کہا ہاں تو تیری دکان میں کیا سامان ہے؟ — کہا ہماری دکان کہاں ہے اور ہمارا مکان کہاں ہے؟

نیست قوت و نے رخوت[۳] و نے قماش — نے متاع و نیست مطبخ نیست آش

نہ کھانا ہے اور نہ لباس اور نہ اسباب — نہ گذارا ہے اور نہ مطبخ، نہ دلیا

گفت پس از نقد پرسم نقد چند — کہ توئی تنہا رو و محبوب پند

اُس نے کہا تو میں نقد کے بارے میں، پوچھتا ہوں کتنا نقد ہے؟ — کیونکہ تو اکیلا چل رہا ہے اور پیاری نصیحت کرنیوالا ہے

کیمیائے مسِ عالم با تو است — عقل و دانش را گہر تو بر تو است

دنیا کے تانبے کی کیمیا تیرے پاس ہے — عقل اور سمجھ کے موتی تہ بر تہ ہیں

گنجہا بنہادہ باشی بر مکاں — نیست عاقل تر ز تو کس در جہاں

مکان پر تو نے خزانے جمع کر رکھے ہوں گے — تجھ سے زیادہ عقلمند دنیا میں کوئی نہیں ہے

---

[۱] گفت۔ اُس عقلمند نے کہا بجائے اِس کے کہ دوسرے بورے میں ریت بھر کر توازن قائم کیا جائے یہ کرے کہ اِس بورے کا آدھا گیہوں دوسرے بورے میں بھر لے توازن ہو جائیگا اور بوجھ بھی ہلکا ہو جائیگا۔ شاباش۔ بدّو کی عقل میں یہ ترکیب نہ آئی تھی بہت خوش ہوا اور اُس کی تعریف کرنے لگا۔ تو چنیں۔ پھر بدّو نے کہا اِس عقل و ذہانت کے باوجود تو ننگا اور پیادہ کیوں ہے۔ لغوب۔ تھکن۔

[۲] رحمش۔ بدّو کو اُس دانا پر ترس آیا۔ شمّہ۔ یعنی بدّو نے اُس سے کہا اپنے کچھ احوال سنا۔ کفایت۔ یعنی بڑے کاموں کو تنہا انجام دینے کی صلاحیت۔ وزیری۔ یعنی تو وزیر ہے یا بادشاہ ہے اِس عقل کیساتھ یہی قرینہ ہے۔ مکاو۔ کھود کرید نہ کر۔ رختت۔ یعنی اگر بادشاہ اور وزیر نہیں ہے تو تاجر ہوگا۔

[۳] رخوت۔ رخت کی جمع، لباس۔ آش۔ ہر پتلا کھانا، کھانا۔ کیمیا۔ یعنی عقل و دانش۔ گنجہا۔ تو نے اپنی عقل و دانش سے بہت کچھ کمایا ہوگا۔

گفت واللہ نیست یا وجہ العرب[1] — در ہمہ ملکم وجوہ قوت شب
اس سے کہا خدا کی قسم اے عرب کے سردار! نہیں ہے — میری ساری ملکیت میں رات کا گذارا

پا برہنہ تن برہنہ می روم — ہر کہ نانے می دہد آنجا روم
ننگے پیر، ننگے بدن گھومتا ہوں — جو روٹی دے دیتا ہے وہاں چلا جاتا ہوں

مر مرا زیں حکمت و فضل و ہنر — نیست حاصل جز خیال و درد سر
مجھے اس دانائی اور فضیلت اور ہنر سے — سوائے خیال اور درد سر کے کچھ حاصل نہیں ہے

پس عرب گفتش کہ شو دور از برم — تا نہ بارد شومیِ تو بر سرم
تو بدو نے اس سے کہا میرے پاس سے دور ہو — تاکہ تیری بدبختی میرے سر پر نہ برس پڑے

دور بر آں حکمتِ شومت ز من — نطقِ تو شوم ست بر اہلِ زمن
اپنی منحوس دانائی کو مجھ سے دور لے جا — زمانہ والوں پر تیری باتیں بھی بدبختی ہیں

یا تو آں[2] سو رو و من ایں سو روم — ور ترا رہ پیش من واپس شوم
یا تو اُدھر جا اور میں ادھر جاؤں — اور اگر تجھے آگے جانا ہے تو میں واپس مڑتا ہوں

یک جوالم گندم و دیگر ز ریگ — بہ بود زیں حیلہائے مُردہ ریگ
میرا ایک گیہوں کا بورا اور دوسرا ریت کا — ان ذلیل تدبیروں سے بہت اچھا ہے

کیں جوال گندم و ریگم یقیں — بہ بود زاں حکمتِ تو اے مہیں
کیونکہ میرے گیہوں اور ریت کا بورا یقیناً — اے ذلیل! تیری دانائی سے بہتر ہوگا

احمقی ام بس مبارک احمقی ست — کہ دلم با برگ و جانم متقی ست
میری بیوقوفی بہت مبارک بے وقوفی ہے — کہ میرا دل صاحب ساز و سامان ہے اور جان (مصیبتوں سے) محفوظ ہے

گر تو خواہی[3] ایں شقاوت کم شود — جہد کن تا از تو حکمت کم شود
اگر تو چاہتا ہے کہ یہ بدبختی کم ہو جائے — تو کوشش کر کہ تیری دانائی کم ہو جائے

حکمتے کز طبع زاید وز خیال — ق — حکمتے بے فیضِ نورِ ذوالجلال
وہ دانائی جو خیال اور طبیعت سے پیدا ہو — وہ دانائی جو اللہ تعالیٰ کے نور سے بے فیض ہو

حکمتِ دنیا فزاید ظن و شک — حکمتِ دینی برد فوقِ فلک
دنیا کی سمجھ ظن اور شک بڑھاتی ہے — دین کی سمجھ آسمان پر لے جاتی ہے

روبہانِ زیرکِ آخر زماں — بر فزودہ خویش بر پیشینیاں
آخری زمانہ کی چالاک لومڑیوں نے — اپنے آپ کو اگلوں سے بڑھا رکھا ہے

---

[1] وجہ العرب۔ عرب کے سردار۔ وجوہ۔ گذارے کا سامان۔ پا برہنہ۔ ننگے پیر اور ننگے بدن مارا مارا پھرتا ہوں جدھر روٹی کی اُمید ہوتی ہے اُدھر چلدیتا ہوں۔ تجربہ پہلو شومی۔ اس عقل کے ہوتے ہوئے اتنا افلاس بدبختی کی دلیل ہے۔ دور بر۔ دور لیجا۔

[2] یا تو آں سو۔ جدھر تو جائیگا میں اُدھر نہ جاؤں گا غرضیکہ تیرا ساتھ مجھے گوارا نہیں ہے۔ یک جوالم یعنی میری وہ بیوقوفی تیری اس عقلمندی سے بڑا بھاری بہتر ہے۔ مُردہ ریگ۔ ناکارہ۔ مہین۔ ذلیل۔ متقی یعنی مصائب سے بچنے والی۔

[3] گر تو خواہی۔ تیری عقل و دانائی ہی بدبختی کا سبب ہے تو اپنی دانائی کو کم کرلے تاکہ بدبختی کم ہو جائے۔ حکمتے۔ یعنی وہ چالاکی اور دانائی جو طبعزاد ہو اور اللہ کے نور سے بے فیض ہو وہی بدبختی کا سبب بنتی ہے۔ حکمتِ دینی۔ دین کی فطانت اور سمجھ انسان کے عروج کا سبب ہے۔ روبہان یعنی وہ فلاسفہ جو محض اپنے عقلی تخمینوں کی وجہ سے متقدمین کی تحمیق کرتے ہیں۔

روبہانِ زیرکِ صاحب کمال | بر فزودہ خویش را ز اصحابِ حال[1]
صاحبِ کمال، چالاک لومڑیوں نے | اصحابِ حال پر اپنے آپ کو بڑھا رکھا ہے

حیلہ آموزان[2] جگرہا سوختہ | حیلہا و مکرہا آموختہ
حیلہ بازوں نے، جگر جلا کر | حیلے اور مکر سیکھے ہیں

صبر و ایثار[3] و سخائے نفس و جود | باد دادہ کاں بود اکسیرِ سود
صبر اور ایثار اور نفس کی سخاوت اور بخشش | کو برباد کر دیا جو نفع کی اکسیر ہوتی ہے

فکر[4] آں باشد کہ بکشاید رہے | راہ آں باشد کہ پیش آید شہے
سمجھ تو وہ ہے جس سے راستہ کھلے | راستہ وہ ہے کہ کوئی شاہ سامنے آئے

شاہ[5] آں باشد کہ از خود شہ بود | نے بمخزنہا و لشکر شہ بود
شاہ وہ ہوتا ہے جو خود شاہ ہو | نہ کہ خزانوں اور لشکر کی وجہ سے شاہ ہو

تا بماند شاہئ او سرمدی | ہمچو عزّ و مُلکِ دینِ احمدی
تاکہ اُس کی شاہی ابدی رہے | جیسے دینِ احمدی کی بادشاہی اور عزت

تا قیامت نیست شرعش را زوال | گشتہ دور از مُلکِ او عینُ الکمال
قیامت تک اُن کی شریعت کو زوال نہیں ہے | نظرِ بد اُن کی سلطنت سے دور ہے

کراماتِ سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ بر لبِ دریا

دریا کے کنارے پر سلطان ابراہیم ابنِ ادہم رح کی کرامات

ہم ز ابراہیم ادہم[6] آمدست | کو ز راہے بر لبِ دریا نشست
ابراہیم (ابن) ادہم رح کے بارے میں منقول ہے | کہ وہ ایک راستہ پر ایک دریا کے کنارے بیٹھے تھے

دلق خود می دوخت آں سلطانِ جاں[7] | یک امیرے آمد آنجا ناگہاں
وہ روحانی بادشاہ اپنی گدڑی سی رہے تھے | اچانک اُس جگہ ایک سردار آگیا

آں امیر از بندگانِ شیخ بود | شیخ را بشناخت سجدہ کرد زود
وہ امیر شیخ کے غلاموں میں سے تھا | اُس نے شیخ کو پہچان لیا بہت جلد سجدہ کیا

شکلِ دیگر گشت خلق و خلقِ او | خیرہ شد در شیخ و اندر دلقِ او
اُس کی جسمانی اور اخلاقی حالت بدل گئی | شیخ اور اُن کی گدڑی کے بارے میں حیران ہو گیا

کو رہا کرد آنچناں مُلکِ شگرف | بر گزید ایں فقرِ بس باریک حرف
کہ اُنھوں نے ایسی عجیب سلطنت چھوڑ دی | اِس فقیری کو اختیار کر لیا جو بہت باریک حرف ہے

[1] اصحابِ حال۔ یہ لوگ حقائق کا مشاہدہ کرتے ہیں محض ظن و تخمین سے کام نہیں لیتے ہیں۔ [2] حیلہ آموزان۔ محض دنیا کمانیکے حیلے اور تدبیریں انھوں نے جگر سوزی سے حاصل کی ہیں۔ [3] صبر و ایثار۔ علومِ خداوندی سے اخلاقِ حسنہ پیدا ہوتے ہیں اور وہ اصل فائدہ ہیں جس کو انھوں نے برباد کر دیا ہے۔ [4] فکر۔ دنیوی معاش کی تدبیر اور فکر بےحقیقت ہے تدبیر اور فکر تو وہ ہے جس سے کسی شیخ کی طرف راہ نمودار ہو جو حقیقی شاہ ہے۔

[5] شاہ۔ دنیوی بادشاہ تو لشکر اور خزانہ کے ذریعہ شاہی کرتے ہیں شیخ وہ شاہ ہے جس کو اپنی شاہی کے لئے اِن چیزوں کی ضرورت نہیں۔ تا بماند۔ شیوخ کی شاہی لازوال ہے جیسا کہ دینِ احمدی کی عزت اور سلطنت لازوال ہے۔ گشتہ۔ انکو نظرِ بد نہیں لگ سکتی۔ کرامات۔ اِس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ شیوخ کی بادشاہت دنیاوی شاہوں سے بڑھکر ہے۔ ابراہیم۔ یعنی ادہم کے بیٹے ایک دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے اپنی پھٹی ہوئی گدڑی سی رہے تھے۔

[6] [7] سلطانِ جاں یعنی روحانی شاہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ۔ امیر۔ سردار۔ سجدہ کرد۔ تعظیمی سجدہ جس کا بادشاہوں کے یہاں طریقہ میں رواج تھا جو شرعی اعتبار سے ناجائز ہے۔ خیرہ شد۔ اس نے دیکھا پہلے حضرت ابراہیم کا شاہانہ ٹھاٹ باٹ دیکھا تھا تو اس حالت کو دیکھکر حیران ہوگیا باریک حرف یعنی تحریر میں ظاہری شان و شوکت نہیں ہوتی ہے اور اسپر عبور دشوار ہوتا ہے یہی حال فقر اور تصوف کا ہے۔

ترک کرد اُو مُلکِ ہفت [۱] اقلیم را
اُنھوں نے ساتوں اقلیم کی سلطنت کو چھوڑ دیا
می زند بر دَلق سُوزن چوں گدا
فقیروں کی طرح گدڑی پر سوئی چلا رہے ہیں

مُلکِ ہفت اقلیم ضائع می کُند
ساتوں اقلیم کی سلطنت کو برباد کر رہے ہیں
چوں گدا بر دلق سوزن می زند
فقیروں کی طرح گدڑی پر سوئی چلا رہے ہیں

شیخ واقف گشت از اندیشہ اش
اُس کے اِس خیال سے شیخ آگاہ ہو گئے
شیخ چوں شیر ست و دلہا بیشہ اش
شیخ شیر کی طرح ہے اور دل اُسکے جنگل ہیں

چوں رجا و خوف در دلہا رواں
دلوں میں امید اور ڈر کی طرح رواں ہے
نیست مخفی بروے اَسرارِ نہاں
اُس پر چھپے ہوئے راز پوشیدہ نہیں ہیں

دل نگہدارید اے بے حاصلاں
اے مفلسو! دل کی حفاظت رکھو
در حضورِ حضرتِ صاحب دلاں
اہلِ دل کی مجلس کی حاضری میں

پیشِ اہلِ تن ادب بر ظاہر ست
اہلِ ظاہر کے سامنے ظاہری ادب ضروری ہے
کہ خدا ز ایشاں نہاں را ساتر ست
کیونکہ خدا اُن سے رازوں کو پوشیدہ رکھنے والا ہے

پیشِ اہلِ دل ادب بر باطن ست
اہلِ دل کے سامنے باطنی ادب ضروری ہے
زانکہ دل شاں بر سَرائر فاطن ست
کیونکہ اُن کا دل باطنی احوال پر ٹکنے والا ہے

تو بعکسے [۲] پیشِ کوراں بہرِ جاہ
تو بالعکس اندھوں کے سامنے رُتبہ کی خاطر
با حضور آئی نشینی پائگاہ
حضورِ (دل) کے ساتھ آتا ہے اور اچھی جگہ بیٹھتا ہے

پیشِ بینایاں کُنی ترکِ ادب
بیناؤں کے سامنے تو ادب کو ترک کر دیتا ہے
نارِ شہوت را ازاں گشتی حطب
اِسی لئے تو شہوت کی آگ کا ایندھن بنا ہے

چوں [۳] نداری فطنت و نورِ ہُدیٰ
چونکہ تو سمجھ اور ہدایت کا نور نہیں رکھتا ہے
بہرِ کوراں روی را میزن جِلا
اندھوں کے لئے چہرے کو مانجھتا رہ

پیشِ بینایاں حدث بر روی مال
بیناؤں کے سامنے چہرے پر پلیدی مل لے
ناز کم کُن باچنیں گندیدہ حال
اِس گندی حالت پر فخر نہ کر

شیخ سوزن زود در دریا فگند
شیخ نے فوراً سوئی دریا میں پھینک دی
خواست سوزن را بآوازِ بلند
(پھر) زور سے سوئی مانگی

فخر نہیں ہے۔ ۴ شیخ۔ چونکہ اُس امیر نے روحانی شاہی کو کمتر سمجھا تھا لہٰذا اُسکی اصلاح کے لئے یہ کرامت دکھائی کہ اپنی سوئی اُس دریا میں پھینک دیں جس کے کنارے بیٹھے تھے اور پھر باآواز بلند اُس سوئی کو مانگا۔

[۱] ہفت اقلیم۔ حضرت ابراہیمؒ نے بہت بڑی سلطنت چھوڑ کر فقیری اختیار کی تھی۔ شیخ واقف گشت۔ بزرگانِ دین لوگوں کے قلبی وساوس کو تاڑ جاتے ہیں وہ بمنزلہ شیر کے ہیں اور لوگوں کے قلوب اُنکی کچھار ہیں۔ چوں۔ جس طرح اُمید و بیم قلب میں سرایت کرتے ہیں اِسی طرح شیوخ بھی لوگوں کے قلوب میں رواں دواں رہتے ہیں اور چھپے ہوئے وسوسوں کو جان جاتے ہیں۔ دل نگہدارید۔ بزرگوں کے سامنے جا کر دل میں بُرے وسوسے نہ لانے چاہئیں۔ بے حاصل۔ وہ شخص جس کو روحانی دولت نہیں ملی۔ اہلِ تن۔ جو اصحاب ظاہر ہیں اُنکے سامنے تو ظاہر کو مؤدب رکھنا ضروری ہے اہلِ باطن کے سامنے باطن کو مؤدب رکھنا ضروری ہے۔ فاطن۔ سمجھنے والا۔

[۲] تو بعکسے۔ لیکن عموماً لوگ اِسکے بالعکس معاملہ کرتے ہیں ظاہری شاہوں کے سامنے اخلاص سے جاتے ہیں اور بزرگوں کی مجلس میں فاسد خیالات لیکر جاتے ہیں۔ کوراں۔ یعنی باطن کے اندھے۔ بینایاں۔ وہ شیوخ جنکو باطنی بصیرت حاصل ہے۔ حطب۔ ایندھن۔

[۳] چوں نداری۔ اگر تو کور باطن ہے تو کور باطنوں کی مجلس میں مُنہ کو پُر رونق بنا کر جا۔ پیشِ بینایاں۔ اگر تو کور باطن ہے تو بزرگوں کے سامنے مُنہ پر اور گندگی لگا کر جا۔ ناز کم کُن۔ لیکن یہ تیری حالت تیرے لئے باعثِ

صد ہزاراں[۱] ماہیی اَللّٰہیی
لاکھوں خدائی مچھلیاں

سوزنِ زر بر لبِ ہر ماہیی
ہر مچھلی ہونٹوں میں سونے کی سوئی دبائے ہوئے

سوزنِ زرّیں دراں دندانِ او
سونے کی سوئی اُس کے دانتوں میں

کہ بگیر اے شیخ سوزنہائے ہُو
کہ اے شیخ! اللہ کی سوئیاں لے لے

سر برآوردند از دریائے حق
اللہ (تعالیٰ) کے دریا سے اُنھوں نے سَر اُبھارا

کہ بگیر اے شیخ سوزنہائے حق
کہ اے شیخ! اللہ کی سوئیاں لے لے

گفت الٰہی سوزنِ خود خواستم
اُس شیخ نے کہا اے میرے خدا میں نے اپنی سوئی مانگی ہے

وادہ از فضلت نشانِ راستم
اپنی مہربانی سے مجھے ٹھیک نشانی دکھا دے

ماہیئے دیگر برآمد در زماں
فوراً ایک دوسری مچھلی برآمد ہوئی

سوزنِ او را گرفتہ در دہاں
اُن کی سوئی مُنھ میں لئے ہوئے

رُو بدو کرد و بگفتش اے امیر
اُسکی طرف رُخ کیا اور کہا، اے سردار!

مُلکِ دل بہ یا چناں مُلکِ حقیر
دل کی بادشاہی اچھی ہے یا وہ حقیر سلطنت

ایں نشانِ ظاہرست ایں ہیچ نیست
یہ ظاہر کی نشانی ہے اور یہ کچھ نہیں ہے

باطنے جوی و بظاہر بر مایست
باطن کی جستجو کر اور ظاہر پر نہ ٹھہر

سُوئے[۲] شہر از باغ شاخے آورند
شہر کیجانب باغ سے ایک شاخ لاتے ہیں

باغ و بُستاں را کجا آنجا برند
باغ اور بُستاں کو وہاں کہاں لے جاتے ہیں

خاصہ باغے کاں فلک یک برگِ اوست
خصوصاً وہ باغ کہ یہ آسمان اُسکا ایک پتہ ہو

بلکہ آں مغزست وایں عالم چو پوست
بلکہ وہ گودا ہے اور یہ عالم چھلکے کی طرح ہو

بر نمیداری سُوئے آں باغ گام
اگر، تو اُس باغ کی طرف قدم نہیں اٹھاتا ہے

بُوئے افزوں جوی وکن دفعِ زکام
تو بڑھی ہوئی خوشبو کی جُستجو کر اور زکام کو دفع کر

تاکہ آں[۳] بُو جاذبِ جانت شود
تاکہ وہ خوشبو تیری روح کی کشش کا سبب بنجائے

تاکہ آں بُو نورِ چشمانت شود
تاکہ وہ خوشبو تیری آنکھوں کا نور بن جائے

تاکہ آں بُو سوئے بُستانت کشد
تاکہ وہ خوشبو تجھے باغ کی طرف کھینچے

وانماید مر ترا راہِ رَشد
تیرے لئے ہدایت کا راستہ نمودار کر دے

چشمِ نابینات را بینا کند
تیری اندھی آنکھوں کو بینا بنا دے

سینہ ات را سینۂ سینا کند
تیرے سینے کو (کوہ) سینا کا سینہ بنا دے

---

۱ صد ہزاراں۔ لاکھوں مچھلیاں سونے کی سوئیاں ہونٹوں میں دبائے دریا سے نمودار ہوگئیں۔ گفت۔ شیخ ابراہیمؒ نے فرمایا اے خدا میں تو صرف اپنی سوئی چاہتا ہوں وہ عطا کر کے اپنی مہر کی سچی نشانی ظاہر فرما دے۔ ماہیئے دیگر۔ ان مچھلیوں کے علاوہ ایک اور مچھلی نمودار ہوئی جس کے مُنہ میں شیخ کی سوئی تھی۔ رُو بدو کرد۔ تب شیخ ابراہیمؒ نے اُس سردار سے کہا۔ ایں۔ یعنی دنیوی شاہی۔ باطنے جو۔ یعنی روحانی شاہی کا طالب بن، ظاہری شاہی پر اکتفا نہ کر۔

۲ سُوئے شہر۔ دنیا کی مثال ایک شہر کی سی ہے اور عالَمِ غیب ایک باغ ہے جس کا تھوڑا سا حصہ اس دنیا میں دکھا دیا گیا ہے، باغ میں سے چند پھولدار شاخیں شہر میں لائی جاتی ہیں۔ خاصہ باغے۔ اس دنیا کا آسمان بھی اُس باغ کا ایک پتہ ہے۔ بلکہ۔ عالَمِ غیب مغز ہے اور عالَمِ شہود اُس کا چھلکا ہے۔ بر نمیداری۔ عالَمِ غیب کے باغ میں اگر قدم نہیں پہنچتا ہے تو اُس کی خوشبو حاصل کر لیجائے اور اس زکام کو دفع کیا جائے جو خواہشِ نفسانی کی وجہ سے قوّتِ شامّہ پر طاری ہوگیا ہے۔

۳ تاکہ آں بُو۔ جب عالَمِ غیب کی خوشبو سونگھے گا تو روح عالَمِ غیب کی طرف کھینچے گی اور وہ خوشبو آنکھوں کیلئے نورِ بصیرت بنجائیگی اور عالَمِ غیب کے لئے راہ نمودار ہو جائیگی۔

گفت۱ یوسفؑ ابنِ یعقوبؑ نبی
(حضرت) یعقوبؑ نبی کے بیٹے (حضرت) یوسفؑ نے فرمایا

بہرِ بُو اَلْقُوا عَلٰی وَجہِ اَبِی
خوشبو کے لئے میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو

بہرِ ایں بُو گفت احمدؐ در عظات
اسی خوشبو کیلئے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وعظوں میں فرمایا

دَائِمًا قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃ
ہمیشہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے

پنج۲ حِسّ در ہمدگر پیوستہ اند
پانچوں حواس ایک دوسرے سے جُڑے ہوئے ہیں

رُستہ ایں ہر پنج از اصلِ بُلند
ایک بلند جڑ سے یہ پانچوں اُگے ہیں

قُوتِ یک قُوّتِ باقی شود
ایک کی خوراک بقیہ کے لئے قوت بن جاتی ہے

مابقی را ہر یکے ساقی بُود
باقی میں سے ہر ایک کو سیراب کرنے والی ہوجاتی ہے

دیدنِ دیدہ فزاید عشق را
آنکھ کا دیکھنا عشق کو بڑھاتا ہے

عشق در دیدہ فزاید صدق را
عشق، آنکھوں میں صدق کو بڑھاتا ہے

صدق۳ بیداریِ ہر حِسّ می شود
صدق، ہر حس کی بیداری بن جاتا ہے

حِسّ ہا را ذوق مُونس می شود
حواس کے لئے ذوق، دوست بن جاتا ہے

آغاز منوّر شدنِ حواسِ عارف بنورِ غیب بین
غیب کو دیکھنے والے نور سے عارف کے حواس کے باقر ہونے کا آغاز

چوں یکے حِسّ در رَوِش بکشاد بند
جب ایک حس نے رفتار میں بندش کو کھول دیا

مابقی حِسّ ہا ہمہ مُبدَل شوند
باقی حواس سب بدل جاتے ہیں

چوں یکے حِسّ غیرِ محسُوسات دید
جب ایک حس نے غیر محسوس کو دیکھا

گشت غیبے بر ہمہ حِسّ ہا پدید
تو غیب ہر حس پر ظاہر ہو جاتا ہے

چوں ز جُو جست از گلہ یک گوسفند
جب ریوڑ میں سے ایک بکری نہر کو کود جائے

پس پیاپے جملہ زانسُو بر جہند
تو سب پے در پے اُس جانب کود جاتی ہیں

گوسفندانِ حواست را بران
تو اپنے حواس کی بکریوں کو ہانک

در چرا از اَخرَجَ المَرعیٰ چراں
اَخرَجَ المَرعیٰ کی چراگاہ میں چرا

ہوا تو اس سے دیگر جملہ حواس متاثر ہوجاتے ہیں اور انہیں وصلِ محبوب کا ذوق پیدا ہوجاتا ہے۔ چوں یکے حِس۔ جب ایک لطیفہ موانع کی قید سے آزاد ہوجاتا ہے تو بقیہ لطائف میں بھی تبدیلی آنے لگتی ہے۔ غیر محسوسات۔ ایک لطیفہ کو عالمِ غیب کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے تو بقیہ لطائف بھی عالمِ غیب کا ادراک شروع کردیتے ہیں۔ چوں ز جُو۔ ایک لطیفہ سے دوسرے لطائف کو آزادی حاصل کرنے کی مثال ہے کہ گلّہ میں سے ایک بکری اگر نہر میں کود جاتی ہے تو بقیہ بکریاں بھی نہر کود جاتی ہیں۔ گوسفنداں۔ سالک کو چاہیئے کہ اپنے لطائف کی بکریوں کو عالمِ غیب کی چراگاہ میں چرائے اور لطائف کیلئے اُس عالم سے اسرار و معارف کی غذا حاصل کرے۔ اَخرَجَ المَرعیٰ۔ اُس خدا نے چراگاہ پیدا فرمائی مولانا نے چراگاہ سے عالمِ غیب کی چراگاہ مراد لی ہے۔

۱ گفت یوسفؑ جبکہ حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ کے فراق میں روتے روتے نابینا ہوگئے تھے تو حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کے ذریعہ اپنی قمیص بھیجی تھی اور کہا تھا کہ اس کو حضرت یعقوبؑ کے چہرے پر ڈال دینا۔ مولانا فرماتے ہیں اس قمیص میں وہی عالمِ غیب کی خوشبو تھی جس کے اثر سے حضرت یعقوبؑ کی بینائی لوٹ آئی تھی۔ بہرِ ایں یہی عالمِ غیب کی خوشبو تھی جو آنحضورؐ کو نماز کی حالت میں محسوس ہوتی تھی جس کی وجہ سے آنحضورؐ نے فرمایا میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

۲ پنج حِس یعنی لطائف ستہ قلبؔ، روحؔ، نفسؔ، سرؔ، خفیؔ، اخفیٰؔ۔ چونکہ بعض صاحبان نے نفس کو روح کے تابع مانا ہے اسلئے اُن کو پانچ کہدیا ہے اگر سالک ایک لطیفے کو مصفّیٰ بنا لیتا ہے تو دوسرے لطائف بھی تصفیہ قبول کر لیتے ہیں اگر ایک کو غذا حاصل ہوتی ہے تو بقیہ لطائف کے لئے بھی وہ قوّت کا سبب بن جاتی ہے مثلاً لطیفہ قلب کو ذکر کی غذا حاصل ہوتی ہے تو یہ دوسرے لطائف کے لئے باعثِ تقویت ہے۔ دیدنِ دیدہ۔ ایک لطیفہ کے تاثر سے دوسرے لطائف کے تاثر ہونے کی مثال ہے۔ آنکھ متاثر ہوتی ہو تو اُس سے دل متاثر ہوجاتا ہو اور اسمیں کیفیتِ عشق پیدا ہو جاتی ہے جس سے صدق اور اخلاص پیدا ہوجاتا ہے۔

۳ صدق۔ عشق سے اخلاص پیدا

تا در آنجا سنبل و ریحاں چرند
تاکہ وہاں وہ سنبل و ریحان چریں
تا بہ گلزارِ حقائق[1] رہ برند
تاکہ حقیقتوں کے چمن کی طرف راستہ پائیں

ہر حسِ پیغمبرِ حسہا شود
تیری ہر حس (باقی) حواس کے لئے پیغامبر بن جائے
تا یکایک سوئے آں جنت رود
تاکہ فوراً اس جنت کی طرف چلی جائے

حس ہا با حسِ تو گویند راز
حواس تیری حس سے راز کہہ دیں گے
بے حقیقت بے زبان و بے مجاز
بغیر زبان اور بغیر حقیقت و مجاز کے

کیں حقیقت قابلِ تاویلہاست
کیونکہ یہ حقیقت تاویلوں کے قابل ہے
ویں توہم مایۂ تخییلہاست
اور یہ توہم خیالات کا سرمایہ ہے

آں حقیقت را کہ باشد از عیاں
وہ حقیقت جو مشاہدہ سے حاصل ہو
ہیچ تاویلے نگنجد در میاں
اس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہے

[2] چونکہ ہر حس بندۂ حسِ تو شد
جب ہر حس تیرے حس کی غلام ہو گئی
مر فلکہا را نباشد از تو بد
تو آسمانوں کے لئے بھی، تیرے سوا چارہ نہیں

[3] چونکہ دعویٰ میرود در ملکِ پوست
جب چھلکے کی ملکیت میں جھگڑا ہے
مغز آں را کہ بود قشر آنِ اوست
مغز جس کی ملکیت ہوگا، چھلکا اسی کی ملکیت ہوگا

چوں تنازع در فتد در تنگِ کاہ
جب گھاس کے گٹھر میں جھگڑا ہو
دانہ آنِ کیست آں را کن نگاہ
دانہ کس کا ہے اس کو دیکھ لے

پس فلک قشرست و نورِ روح مغز
تو آسمان چھلکا ہے اور روح کا نور مغز ہے
ایں پدید ست آں خفی زیں رو ملغز
یہ کھلا ہے وہ (نور روح) چھپا ہوا ہے اس سے لغزش نہ کھا

جسم ظاہر روح مخفی آمدست
جسم ظاہر ہے، روح چھپی ہوئی ہے
جسم ہمچوں آستیں جاں ہمچو دست
جسم آستین کی طرح ہے جان ہاتھ کی طرح ہے

باز عقل از روح مخفی تر بود
پھر عقل، روح سے زیادہ پوشیدہ ہے
حس بسوئے روح زوتر رہ برد
حس روح کی جانب جلد راہ یاب ہوتی ہے

جنبشے بینی بدانی زندہ است
تو حرکت کو دیکھتا ہے تو سمجھ جاتا ہے کہ وہ زندہ ہے
ایں ندانی کو ز عقل آگندہ است
تو نہیں جانتا کہ وہ عقلمند ہے

[1] حقائق۔ یعنی معرفتِ خداوندی کے حقائق۔ ہر حست۔ ہر لطیفہ دوسرے لطائف کے لئے معارف جنت کی پیغامبری کا کام دینے لگے۔ حس ہا۔ جب لطائف سے منسلک بنجاتے ہیں تو مریدین اور مسترشدین لطائف بغیر لفظی گفتگو کے جس میں حقیقت اور مجاز اور زبان کا استعمال نہیں ہوتا ہے شیخ کے لطائف سے اپنا راز کہہ دیتے ہیں کیں حقیقت۔ لفظی عبارت جسمیں حقیقت اور مجاز کا استعمال ہوتا ہے انمیں تو تاویل کی گنجائش ہوتی ہے لیکن لطائف کی باہمی گفتگو میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہوتی کیونکہ یہاں نفس الامر مشاہدہ ہوتا ہے۔

[2] چونکہ ہر حس جبکہ دوسروں کے حواس شیخ کے حواس کے تابع ہو گئے تو آسمان و زمین تک شیخ کے تابع ہو جائیں گے۔

[3] چونکہ دعویٰ۔ اگر چھلکے میں دو شخصوں کا نزاع ہو تو چھلکا اسی کی ملکیت قرار دیا جائے گا، مغز جس کی ملکیت میں ہے، آسمان کائنات کا چھلکا ہے تو جب کائنات کے قلوب کسی کے تابع ہوں تو لامحالہ آسمان بھی اسکے تابع ہوگا۔ چوں تنازع۔ یہ دوسری مثال ہے اگر بھوسے پر جھگڑا ہو تو بھوسا اسی کا قرار دیا جائیگا جو اسکے اندر کے دانوں کا مالک ہوگا۔ پس فلک۔ چھلکا گودے پر ہوتا ہے اور اس کو گھیرے ہوئے ہوتا ہے اور ظاہر ہوتا ہے مغز اسمیں چھپا ہوا ہوتا ہے دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ کی دلیل ہے جسم ظاہر۔ اب چند چیزوں سے ظہور اور خفا کی مثالیں دیتے ہیں اور مخفی کے مراتب کا ذکر فرماتے ہیں۔ جسم اور روح کی وہی نسبت ہے جیسے آستین اور ہاتھ کی۔ باز عقل۔ عقل اور روح کے مخفی ہونے میں فرق ہے عقل روح کے اعتبار سے زیادہ مخفی ہے اسی لئے حس دوسرے کی روح کو جلد پہچان جاتی ہے اور عقل کو دیر میں پہچانتی ہو جنبشے کسی جسم میں حرکت دیکھتے ہو تو فوراً سمجھ جاتے ہو کہ اسمیں روح ہو لیکن محض حرکت سے عقل کا پتہ نہیں لگا سکتے ہو۔

تاکہ[1] جنبشہائے موزوں سر کند | جنبشِ مس را بدانش زر کند
جب تک کہ وہ موزوں (اور مناسب) حرکتیں کرے | تانبے کو حرکت سے عقل کے ذریعہ سونا بنا دیتا ہے

زاں مناسب آمدن افعالِ دست | فہم آید مر ترا کہ عقل ہست
ہاتھ کے مناسب کاموں کی وجہ سے | تو سمجھتا ہے کہ عقل ہے

روحِ وحی از عقل پنہاں تر بود | زانکہ اُو غیبست و اُو زاں سر بود
وحی کی استعداد عقل سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے | اسلئے کہ وہ عالمِ غیب سے ہے وہاں سے ہی ظہور میں آئی ہے

عقلِ احمدؐ از کسے پنہاں نشد | روحِ وحیش مدرکِ ہر جاں نشد
احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل کسی سے پوشیدہ نہ ہوئی | اُن کی وحی کی استعداد ہر انسان کو محسوس نہ ہوئی

روحِ[2] وحیی را مناسبہاست نیز | در نیابد عقل کاں آمد عزیز
وحی کی استعداد کے بھی آثار ہیں | عقل اُن کو نہیں سمجھتی ہے چونکہ وہ نادر ہیں

گہ جنوں بیند گہے حیراں شود | زانکہ موقوفست تا اُو آں شود
(عقل) کبھی اُن آثار کو جنون سمجھتی ہے کبھی حیران ہوتی ہے | کیونکہ یہ اس بات پر موقوف ہے کہ (عقل) وہ (وحی کی استعداد) بنجائے

چوں مناسبہائے افعالِ خضرؑ | عقلِ موسیٰؑ بود در دیدش کدر
جیسا کہ حضرت خضرؑ کے افعال کی مناسبتیں | (حضرت) موسیٰؑ کی عقل اُن کو دیکھکر مکدر تھی

نامناسب می نمود افعالِ اُو | پیشِ موسیٰؑ چوں نبودش حالِ اُو
اُن (حضرت خضرؑ) کے افعال نامناسب نظر آئے | (حضرت) موسیٰؑ کیلئے چونکہ (موسیٰؑ) کی حالت اُن (خضرؑ) جیسی نہ تھی

عقلِ[3] موسیٰؑ چوں بود در غیب بند | عقلِ موشی خود کیست اے ارجمند
(حضرت) موسیٰؑ کی عقل جب اسرار میں عاجز ہو | چوہے جیسی عقل اے بزرگ! خود کیا ہے؟

علمِ تقلیدی بود بہر فروخت | چوں بیابد مشتری خوش بر فروخت
تقلیدی علم فروخت کرنے کے لئے ہوتا ہے | جب کوئی خریدار پاتا ہے چمک اُٹھتا ہے

مشتریٔ علمِ تحقیقی حق ست | دائما بازارِ اُو بارونق ست
تحقیقی علم کا خریدار خدا ہے | اُس کا بازار ہمیشہ بارونق ہے

لب ببستہ مست در بیع و شری | مشتری بیحد کہ اللہُ اشتریٰ
منہ بند کئے ہوئے خرید و فروخت میں لگا ہو | خریدار لامحدود (ذات) ہے کیونکہ اللہ نے خرید لیا ہے

درسِ آدمؑ را فرشتہ مشتری | محرمِ درسش نہ دیو و نے پری
(حضرت) آدمؑ کے درس کا فرشتہ خریدار ہے | اُسکے درس کا رازداں نہ شیطان ہے نہ پری ہے

---

[1] تاکہ۔ اگر اُنکے حرکات اور سکنات موزوں ہیں تب تمھیں یقین ہوگا کہ وہ صاحب عقل ہے۔ روحِ وحی۔ وحی کی قبولیت کی استعداد عقل سے بھی زیادہ مخفی ہے، ہر انسان نے آنحضورؐ کی عقل کو جان لیا اور اُنکو عقلمند کہا لیکن بہت سے انسان آپکی قبولِ وحی کی استعداد کو نہ پہچان سکے۔

[2] روحِ وحیی۔ وحی کی استعداد کے بھی کچھ آثار اور کچھ علامتیں ہیں لیکن چونکہ وہ نادر ہوتی ہیں اسلئے اُن کو عقل نہیں پہچانتی ہے۔ گہ جنوں۔ اُن آثار کو عقل جنون کا اثر سمجھتی ہے کبھی حیران ہوجاتی ہے اور یہ اس لئے کہ عقل کا اس استعداد کو سمجھنا اس بات پر موقوف ہے کہ دونوں میں پوری مناسبت پیدا ہوجائے۔ چوں مناسبہائے۔ حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضرؑ کے کاموں کو غیر موزوں قرار دیا اور اعتراض کیا۔

[3] عقلِ موسیٰؑ۔ اسرارِ غیبی کو سمجھنے میں جب حضرت موسیٰؑ جیسے عظیم پیغمبر کی عقل ناکارہ ثابت ہوئی تو چوہے جیسی عقل والے کب اُن کا ادراک کر سکتے ہیں۔ علمِ تقلیدی۔ سنا سنایا علم۔ علمِ تحقیقی۔ بذریعہ مشاہدہ اور ذاتی تجربہ سے حاصل ہو۔ لب ببند۔ تحقیقی علم والا خاموشی کے ساتھ اللہ کے ساتھ خرید و فروخت میں لگا رہتا ہے۔ اللہُ اشتریٰ قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ۔ خدا نے مومنین سے اُن کی جانیں اور مال جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے۔ درسِ آدم۔ ہر علم کا خریدار اُسکے مناسب ہوتا ہے۔ حضرت آدمؑ کے علوم کے خریدار فرشتے تھے دیو و پری نہ تھے۔

آدم[1] اَنْبِئْھُم بِاَسْمَا درس گو
(اے) آدم اُن کو اسما کی تعلیم کرو، کا درس دو
شرح کن اسرارِ حق را مُو بمُو
ایک ایک کر کے اللہ (تعالےٰ) کے اسرار کی شرح کرو

آنچناں کس را کہ کوتہ بین بُود
وہ شخص جو کوتاہ نظر ہو
در تلوّن غرق و بے تمکین بُود
تلوّن میں غرق اور بے ثبات ہو

مُوش گفتم زانکہ در خاکست جاش
میں نے اُسکو چوہا اسلئے کہا کہ اُس کا مقام مٹی میں ہے
خاک باشد موش را جائے معاش
چوہے کے رہنے کی جگہ مٹی ہوتی ہے

راہہا داند ولے در زیرِ خاک
راستے جانتا ہے لیکن مٹی کے نیچے کے
ہر طرف اُو خاک را کرد ست چاک
(اسلئے) ہر طرف مٹی میں سوراخ کر رکھے ہیں

نفس[2] موشے نیست الّا لقمہ رند
چوہے کا نفس صرف لقمہ اُڑانے والا ہے
قدرِ حاجت موش را عقلے دہند
ضرورت کے بقدر چوہے کو عقل دیدیتے ہیں

زانکہ بے حاجت خداوندِ عزیز
اس لئے کہ بلا ضرورت اللہ تعالےٰ
می نہ بخشد ہیچکس را ہیچ چیز
کسی کو کوئی چیز نہیں بخشتے ہیں

گر نبودے حاجتِ عالَم زمیں
اگر دنیا کو زمین کی ضرورت نہ ہوتی
نا فریدے ہیچ ربّ العالمیں
اللہ تعالےٰ کبھی پیدا نہ فرماتا

ویں زمینِ مُضطربِ محتاجِ کوہ
اور یہ ہلنے والی زمین پہاڑ کی محتاج
گر نبودے نا فریدے با شکوہ
اگر نہ ہوتی تو اُس پُر شکوہ (پہاڑ) کو پیدا نہ فرماتا

ور[3] نبودے حاجتِ افلاک ہم
اگر آسمانوں کی بھی ضرورت نہ ہوتی
ہفت گردوں نا فریدے از عدم
تو عدم سے سات آسمانوں کو پیدا نہ فرماتا

آفتاب و ماہ و ایں استارگاں
سورج اور چاند اور یہ ستارے
جُز بحاجت کے پدید آمد عیاں
ضرورت کے بغیر کب نمودار ہوئے؟

پس کمندِ ہستہا حاجت بُود
تو موجودات کی کمند ضرورت ہے
قدرِ حاجت مرد را آلت بُود
بقدرِ ضرورت انسان کے لئے سامان ہوتا ہے

پس چو حاجت شد کمندِ ہستہا
تو جب ضرورت موجودات کی کمند ہے
قدرِ حاجت میرسد از حق عطا
اللہ (تعالےٰ) کیجانب سے بقدرِ ضرورت عطا پہنچتی ہے

پس بیفزا حاجت اے محتاج زود
اے محتاج! حاجت کو جلد بڑھا
تا بجوشد از کرم دریائے جُود
تاکہ کرم سے عطا کا سمندر جوش مارے

---

[1] آدم۔ قرآن پاک میں ہے۔ یَا آدَمُ اَنْبِئْھُمْ بِاَسْمَائِھِمْ یعنی اے آدم اِن فرشتوں کو اسماء کی تعلیم دو۔ آنچناں کس۔ پہلے اشعار میں عقلی علوم والوں کی عقل کو چوہے کی عقل والا کہا تھا اب اُس کی وجہ بیان کرتے ہیں۔ تلوّن۔ رنگ بدلنا۔ بے تمکین۔ ناپائیدار۔ جاش۔ یعنی ان لوگوں کا تعلق عالمِ سفلی سے ہے۔ راہہا۔ چوہے کے علم کا تعلق زمین سے ہے۔

[2] نفسِ موشے۔ چوہے کو صرف خوراک کی ضرورت ہے لہٰذا اُس کو اتنی عقل عطا ہوئی ہے۔ زانکہ۔ بلا ضرورت کسی کو کوئی عطیہ نہیں ملتا۔ زمین۔ دنیا کو اگر زمین کی ضرورت نہ ہوتی زمین وجود میں نہ آتی۔ کوہ۔ اگر زمین کے ٹھہراؤ کیلئے پہاڑوں کی ضرورت نہ ہوتی تو وہ پیدا نہ ہوتے۔

[3] ور نبودے۔ اگر دنیا کو آسمانوں کی ضرورت نہ ہوتی تو وہ پیدا نہ کئے جاتے۔ آفتاب۔ سورج، چاند، ستارے سب ضرورت کے ماتحت پیدا فرمائے گئے ہیں۔ پس۔ یعنی اشیاء کا وجود ضرورت کی وجہ سے ہے جس قدر ضرورت ہوتی ہے اسی قدر ذرائع دیدیئے جاتے ہیں۔ پس بیفزا۔ اپنی احتیاج اور ضرورت کو بڑھا تاکہ دریائے کرم جوش میں آئے۔

ایں[1] گدایاں بر رہ و ہر مبتلا
یہ فقیر اور مصیبت زدہ، سرِ راہ

حاجتِ خود می نماید خلق را
اپنی حاجت لوگوں پر ظاہر کرتے ہیں

کوری و شلی و بیماری و درد
اندھاپن اور اپاہج پن اور بیماری اور تکلیف

تا ازیں حاجت بجنبد رحمِ مرد
تاکہ ان ضرورتوں کی وجہ سے انسانوں کا رحم حرکت میں آجائے

ہیچ گوید ناں دہید اے مردماں
کوئی کہتا ہے؟ اے لوگو! روٹی دے دو

کہ مرا مال ست و انبار ست و خواں
کیونکہ میرے پاس مال ہے اور سامان ہے اور خوانِ نعمت ہے

چشم ننہادہ ست حق در کور موش
چھچھوندر کو اللہ (تعالیٰ) نے آنکھیں نہیں دیں

زانکہ بے چشمے ربودن ہست خوش
اس لئے بغیر آنکھوں کے اس کا اچک لینا بھلا ہے

می تواند زیست بے چشم و بصر
وہ بغیر آنکھ اور بینائی کے جی سکتی ہے

فارغ ست از چشم او در خاکِ تر
وہ تر زمین میں آنکھوں سے بے نیاز ہے

جز بدزدی[2] او بروں ناید ز خاک
وہ چوری کرنے کے علاوہ زمین سے نہیں نکلتی ہے

تا کند خالق ازاں دزدیش پاک
تاکہ اللہ (تعالیٰ) اُس چورپن سے اُسے پاک کردے

بعد ازاں پر یابد و مرغے شود
اس کے بعد وہ پر حاصل کرلے اور پرندہ بنجائے

چوں ملائک جانبِ گردوں رود
فرشتوں کی طرح آسمان کی جانب جائے

ہر زماں در گلشنِ شکرِ خدا
ہر وقت اللہ (تعالیٰ) کے شکر کے گلشن میں

او بر آرد ہمچو بلبل صد نوا
وہ بلبل کی طرح سینکڑوں نغمے گائے

کاے رہانندہ مرا از وصفِ زشت
کہ اے مجھے برائی سے چھڑا دینے والے!

اے کنندہ دوزخے[3] را تو بہشت
اے دوزخ کو بہشت بنا دینے والے!

می نہی در پیہ نور و روشنی
تو چربی میں نور اور روشنی پیدا کردیتا ہے

استخواں را می دہی سمع اے غنی
اے بے نیاز! تو ہڈیوں کو سننے کی طاقت عنایت فرماتا ہے

چہ تعلق آں معانی را بہ جسم
اِن صفات کا جسم سے کیا تعلق؟

چہ تعلق فہمِ اشیا را باسم
ناموں سے اشیاء کو سمجھ جانے کا کیا علاقہ؟

لفظ چوں وکر ست معنی طائر ست
لفظ گھونسلے کی طرح ہیں، معنی پرندہ ہیں

جسم جوئے روحِ آبِ سائر ست
جسم نہر ہے، اور روح رواں پانی ہے

در روانی روئے آبِ جوئے فکر
فکر کی نہر کے پانی کی سطح، روانی میں

نیست بے خاشاک خوب و زشت ذکر
کوڑے اور اچھے برے خیال کے بغیر نہیں رہتی

[1] ایں گدایاں۔ دنیا کا یہی دستور ہے کہ فقیر جب تک اپنی مجبوری اور ضرورت کا اظہار نہیں کرتا ہے اسکو کوئی کچھ نہیں دیتا ہے۔ ہیچ گوید۔ فقیر کبھی یہ نہیں کہے گا کہ میں بہت مالدار ہوں لہٰذا مجھے روٹی کھلاؤ۔ کور موش۔ چھچھوندر کو آنکھ کی ضرورت نہ تھی لہٰذا اُس کو آنکھ عطا نہ ہوئی۔

[2] جز بدزدی۔ عالمِ ناسوت میں پھنسے ہوئے اگر ضرورت محسوس کریں تو خدا انکو نورِ بصیرت عطا کردے۔ بعد ازاں۔ جب انکو نورِ بصیرت حاصل ہوجائے تو انکی عالمِ لاہوت کی طرف پرواز ہونے لگے۔ ہر زماں۔ پھر اُن پر اسرارِ خداوندی کھلیں اور وہ بلبل کی طرح نغمہ سرائی کرنے لگیں۔ کاے۔ یہ اُن کے نغمے ہوں گے۔

[3] دوزخے۔ یعنی برے اعمال۔ بہشت۔ یعنی نیک اعمال۔ استخواں۔ کان کی ہڈی میں سننے کی قوت پیدا فرمادی۔ معانی۔ یعنی صفات بصر و سمع وغیرہ۔ باسم۔ جب کوئی نام پکارتے ہیں فوراً اُس سے کچھ سمجھ میں آ جاتا ہے۔ لفظ۔ اسم اور مسمّٰی میں باہمی تعلق اگر سمجھ میں آتا ہے تو صرف اسقدر جیسا کہ پرندہ کا تعلق گھونسلے سے۔ جسم اور روح کی نسبت اگر مفہوم ہوتی ہے تو صرف اسقدر جیسا کہ پانی اور نہر کی نسبت ہے لیکن اس تعلق اور نسبت کی حقیقت غیر معلوم ہے۔ در روانی یعنی روح کی قوتِ فکریہ میں ہمیشہ اچھے

اُو رواں۱ است و تو گوئی واقف ست
وہ جارہی ہے، تو کہتا ہے ٹھہری ہوئی ہے

او دوانست تو گوئی عاکف ست
وہ دوڑ رہی ہے اور تو کہتا ہے وہ کھڑی ہے

گر نہ بینی سیرِ آب از جا بجا
اگر پانی کی روانی ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں ہے

چیست بر روئے نو بنو خاشاکہا
تو کوڑا کرکٹ اُس پر نیا نیا کیوں ہے؟

ہست خاشاکِ نو صورتہائے فکر
فکر کی صورتیں نیا نیا کوڑا کرکٹ ہیں

نو بنو در میرسد اشکالِ بکر
نئی شکلیں تازہ بتازہ پیدا ہوتی ہیں

روئے آبِ جوئے فکر اندر روش
فکر کے نہر کے پانی کی سطح رفتار میں

نیست بے خاشاکِ محبوب و وحش
اچھے اور بُرے (خس خاشاک) کے بغیر نہیں ہے

قشر ہا۲ بر روئے ایں آبِ رواں
اس رواں پانی کی سطح پر، چھلکے

از ثمارِ باغِ غیبی شُد دواں
عالمِ غیب کے باغ کے پھلوں سے چل رہے ہیں

قشر ہا را مغز اندر باغ جُو
چھلکوں کا گودا، باغ میں تلاش کر

زانکہ آب از باغ می آید بجُو
اس لئے کہ پانی نہر میں باغ سے آرہا ہے

گر نہ بینی رفتنِ آبِ حیات
اگر تو زندگی کے پانی کا جاری ہونا نہیں دیکھتا ہے

بنگر اندر سیرِ ایں جوی نبات
اس نہر اور خس و خاشاک کی روانی پر غور کرلے

آب چوں انبُہ تر آید در گذر
نہر کا پانی جب کثرت سے گذرے

زو کُند قشرِ صُوَر زو تر گذر
اس میں صورتوں کے چھلکے تیزی سے گذر جاتے ہیں

چوں بغایت تیز شد ایں جُو رواں
جب یہ نہر بہت تیزی سے چلتی ہے

غم نہ پاید در ضمیرِ عارفاں
تو عارفوں کے دل میں غم نہیں ٹھہرتا ہے

چوں۳ بغایت ممتلی بود و شتاب
جب (وہ نہر) انتہائی بھری ہوئی اور تیز ہو

پس نگنجد اندرو الّا کہ آب
تو اُس میں پانی کے علاوہ کچھ نہیں ٹھہرتا ہے

طعنہ زدن بیگانہ بر شیخے و جواب گفتنِ مُریدِ شیخ آں بیگانہ را

ایک اجنبی شخص کا ایک شیخ پر طعنہ زنی کرنا اور شیخ کے ایک مُرید کا اُسکو جواب دینا

ابلہے یک شیخ را تہمت نہاد
ایک بیوقوف نے ایک شیخ پر تہمت رکھی

کو بدست و نیست بر راہِ رشاد
کہ وہ بُرا ہے اور راہِ ہدایت پر نہیں ہے

شاربِ خمر ست و سالوس و خبیث
شرابی ہے اور مکار ہے اور خبیث ہے

مر مُریداں را کجا باشد مُغیث
تو مُریدوں کا کیا دستگیر ہوگا؟

---

۱ اُو رواں است۔ روح کو پانی سے تشبیہ دی تھی تو جس طرح سطحِ آب ٹھہری ہوئی نظر آتی ہے حالانکہ وہ رواں ہے، اسیطرح سے روح ملاءِ اعلیٰ کی طرف سے رواں ہے لیکن اس کا احساس نہیں ہے۔ گر نہ بینی۔ سطحِ آب کی روانی نئے نئے خس و خاشاک کے گذرنے سے معلوم کی جاتی ہے۔ اسی طرح روح کی قوتِ فکریہ میں مختلف خیالات کے آنے سے اُس کی روانی معلوم کی جاسکتی ہے۔ روئے آب۔ روح کی قوتِ فکریہ کی سطح پر بھی اچھے بُرے خیالات کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔

۲ قشرہا۔ روح کی قوتِ فکریہ کی سطح پر جو چھلکے ہیں وہ غیبی پھلوں کے چھلکے ہیں اُن چھلکوں کا مغز غیبستان میں تلاش کرو وہاں سے ہی یہ پانی چلا ہے وہاں معارفِ غیبیہ کے مغز تجھے حاصل ہونگے۔ بنگر۔ لامحالہ اُس کا کوئی منبع ہے۔ چوں بغایت۔ عام عارفوں کی روح کی روانی تیز ہے اسی لئے اُس پر غم و غصّہ کے خس و خاشاک زیادہ دیر نہیں ٹھہرتے ہیں۔

۳ چوں بغایت۔ خاص عارفوں کی روح غم و غصّہ کو قبول ہی نہیں کرتی ہے۔ طعنہ زدن۔ اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ عارفین کاملین کی روح کسی معصیت کو قبول ہی نہیں کرتی ہے۔ ابلہے۔ معترض کے لئے بیوقوف تھا کہ وہ شیخ کے مقام فنا کو نہیں سمجھ سکا تھا۔ شارب۔

آں یکے گفتش ادب را ہوش دار
ایک شخص نے اُس سے کہا ادب کو ملحوظ رکھ
خورد[1] نہ بُود ایں چنیں ظن بر کبار
بڑوں پر ایسا گمان چھوٹا نہیں ہے

دُور از و و دُور از اوصافِ اُو
اُس سے اور اُس کے اوصاف سے بعید ہے
کہ ز سیلے تیرہ گردد صافِ اُو
کہ اُس کا صاف پانی بہاؤ کے پانی سے مکدر ہو جائے

ایں چنیں بُہتاں مَنہ بر اہلِ حق
اہلِ حق پر اس طرح کا جھوٹ نہ بول
کایں خیالِ تُست گرداں ورق
یہ تیرا (محض) خیال ہے ورق پلٹ دے

ایں نباشد ور بود اے مُرغِ خاک
اے خشکی کے پرندا یہ ایسا نہ ہوگا اور اگر ہو
بحرِ قلزم را ز مُردارے چہ باک
بحرِ قلزم کو ایک مُردار سے کیا خطرہ؟

نیست دُون القُلّتین و حوضِ خورد
دہ قُلّتین سے کم اور چھوٹی حوض نہیں ہے
کِش تواند قطرہ آب از کار بُرد
کہ اُسکو (گندے) پانی کا ایک قطرہ بیکار کر دے

ز آتش[2] ابراہیم را نبوَد زیاں
(حضرت) ابراہیمؑ کو آگ سے کوئی نقصان نہیں ہے
ہر کہ نمرودیست گو می ترس ازاں
جو نمرودی ہے کہہ دے وہ اُس سے ڈرے

نفسِ نمرود ست و عقل و جاں خلیلؑ
نفس نمرود ہے اور عقل اور جان خلیلؑ ہے
رُوح در عین ست و نفس اندر دلیل
روح (مشاہدہ) ذات میں ہے اور نفس دلیل میں ہے

ایں[3] دلیلِ راہ رہرو را بُوَد
مسافر کو رہبر کی ضرورت ہوتی ہے
کو بہر دم در بیاباں گُم شود
کیونکہ وہ ہر وقت جنگل میں گم ہو سکتا ہے

واصلاں را نیست جز چشم و چراغ
(اللہ تک) پہنچ جانیوالوں کیلئے صرف آنکھ اور چراغ کیفرورت ہے
از دلیلِ راہ شاں باشد فراغ
راہنما سے اُن کو بے نیازی ہوتی ہے

گر دلیلے گفت آں مردِ وصال
اگر وہ واصل شخص کوئی دلیل بیان کرتا ہے
گفت بہرِ فہمِ اصحابِ جدال
تو بحث کرنیوالوں کی عقل کیلئے بیان کرتا ہے

بہرِ طفلے نو پدر تی تی کند
نو عمر اپنے بچے کے لئے باپ تُتلاتا ہے
گرچہ عقلش ہندسہ گیتی کند
اگرچہ اُس کی عقل جہان کی پیائش کر ڈالے

ے ایں دلیل۔ راہنما اور دلیل راہرو کے لئے ضروری ہے جو مقصود تک پہنچ گئے وہ ان چیزوں سے بے نیاز ہو گئے ہیں۔ گر دلیل۔ عارفین جو واصل ہوتے ہیں وہ بھی کبھی استدلال سے کام لیتے ہیں تو وہ اُن کے اپنے لئے نہیں ہوتا بلکہ دوسروں کی تفہیم کیلئے اپنے مرتبہ سے گر کر استدلال سے کام لیتے ہیں۔ بہر طفلے۔ باپ کی زبان صاف ہوتی ہے لیکن بچے کی خاطر تُتلا کر بات کرنے لگتا ہے۔ بڑے سے بڑا عالم بچہ کو پڑھاتے وقت الف خالی با کے نیچے ایک نقطہ کہتا ہے تو وہ مبتدی کی خاطر کہتا ہے ورنہ اُس کا مقام اس سے بہت بلند ہے۔

ل خورد نہ بود۔ بڑوں پر تہمت دھرنا چھوٹی بات نہیں ہے۔ کز سیلے۔ عموماً بہاؤ کا پانی گدلا ہوتا ہے۔ ایں نباشد۔ تو نے جو بُرائیاں بیان کی ہیں وہ اُن میں نہ ہونگی اور اگر ہوں تو اُنکے لئے معصیت نہ سمجھی جائیگی کیونکہ روحانیت کے غلبہ کی وجہ سے اُس معصیت کو شرعی اعتبار سے اُن کے لئے معصیت نہ سمجھا جائیگا جیسا کہ بڑے دریا میں اگر مردار گر جائے تو شرعی اعتبار سے اُس دریا کو گندہ نہ قرار دیا جائیگا۔ القُلّتین۔ یعنی دو مٹکے پانی جو بارہ مشقال ہوتا ہے اگر اس مقدار میں پانی ہو تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک انہیں تھوڑی سی نجاست گرنے سے وہ ناپاک نہ ہوگا۔ اگر اس مقدار سے کم ہے تو نجس ہو جائے گا۔

ے ز آتش۔ مختلف مقامات پر اشیاء کے احکام اور آثار بدل جاتے ہیں جس طرح نجاست تھوڑے پانی کو نجس بنا سکا زیادہ کو نہ بنا سکا۔ آگ نے نمرود کو نقصان پہنچایا حضرت ابراہیمؑ کو نقصان نہ پہنچا سکی۔ نفس۔ نفس کی خواہش سے وہی فعل بمنزلہ آگ کے ہے اور بتقاضائے روح وہ گلزار ہے۔ روح در عین۔ روح اور نفس کے اعتبار سے احکام میں فرق ہے اور اُس کی وجہ یہ ہے کہ روح مشاہدۂ حق میں لگی ہے جس کو دلیل کی حاجت نہیں نفس اُس سے محروم ہے اور طالبِ دلیل ہے۔

کم نہ گردد فضلِ اُستاد از عُلو
اُستاد کی بزرگی بلندی سے کم نہیں ہو جاتی
گر الف چیزے ندارد گوید اُو
اگرچہ وہ جیسے الف خالی ہے

از پئے[1] تعلیم آں بستہ دہن
مُنہ نہ کھولنے والے بچہ کی تعلیم کے لئے
گوید اُو حُطّی و ہَوّز کلمن
وہ حُطّی اور ہوّز (اور) کلمن کہتا ہے

در زبانِ اُو بباید آمدن
اُس کی زبان میں آنا چاہیئے
از زبانِ خود بروں باید شدن
اپنی زبان سے نکل جانا چاہیئے

تا بیاموزد ز تو اُو علم و فن
تاکہ وہ تجھ سے علم اور فن سیکھ لے
جُملگی از خود بباید گم شدن
اپنے آپ سے گم ہو جانا چاہیئے

پس ہمہ خلقاں چو طفلانِ وِیند
لہٰذا تمام مخلوق اُس کے بچّے جیسے ہیں
لازم است ایں پیر را در وقتِ پند
نصیحت کے وقت یہ بات پیر کیلئے ضروری ہے

آں مُرید[2] شیخ بد گوینده را
شیخ کے مُرید نے بُرا کہنے والے کو
آں بکفر و گمرہی آگنده را
اُس کفر اور گمراہی سے بھرے ہوئے کو

گفت تو خود را مزن بر تیغِ تیز
کہا، تو اپنے آپ کو تیز تلوار سے نہ بھڑا
ہیں مکُن با شاہ با سُلطاں ستیز
خبردار! شاہ اور سلطان سے جھگڑا نہ کر

حوض با دریا اگر پہلو زند
حوض اگر دریا سے ٹکرائے گا
خویش را از بیخ ہستی بر کَند
اپنے وجود کو جڑ سے کھود دے گا

نیست بحرے کو کراں دارد کہ تا
وہ ایسا دریا نہیں ہے جس کا کنارا ہو تاکہ
تیره گردد اُو ز مُردارِ شما
تمہارے مُردار سے وہ گدلا ہو

کُفر را حدست و اندازه بداں
کفر کا ایک اندازہ اور حد ہے، سمجھ لے
شیخ و نورِ شیخ را نبود کراں
شیخ اور اُس کے نور کا کنارا نہیں ہے

پیشِ[3] بیحد ہر چہ محدود ست لاست
لامحدود کے سامنے محدود معدوم ہے
کُلّ شَیۡءٍ غَیۡرُ وَجۡہِ اللّٰہِ فناست
اللہ (تعالےٰ) کے سوا ہر چیز فنا ہونیوالی ہے

کُفر و ایماں نیست آنجائیکہ اوست
جس مقام پر وہ (شیخ) ہے وہاں کفر اور ایمان نہیں ہے
زانکہ اُو مغزست ایں دو رنگ و پوست
کیونکہ وہ مغز ہے اور یہ دونوں رنگ اور چھلکا ہیں

ایں فناہا پردۀ آں وجہ گشت
یہ فانی چیزیں اُس ذات کا پردہ بنگئی ہیں
چوں چراغ خفیہ اندر زیرِ طشت
جیسے کہ طشت کے نیچے چراغ چھپا ہوا ہو

[1] ازپئے تعلیم۔ بچے کو پڑھانے کے لئے حروف ابجد کا تلفظ کرتا ہے اور ابجد ہوز حطی کہتا ہے۔ در زبان۔ جو زبان وہ سمجھتا ہے اُسی لہجہ اور زبان میں اُس کو تعلیم دیتا ہے اپنے لہجہ اور زبان سے قطع نظر کر لیتا ہے پس ہمہ۔ شیخ کو بھی اپنے مریدوں کو اُنکی استعداد اور حالت کے مطابق تعلیم دینی چاہیئے۔

[2] آں مرید۔ اُس معترض سے کہا جو کفر اور گمراہی سے پُر تھا کہ شیخ کی مثال تیز تلوار اور شاہ کی ہے جس سے بھڑنا اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے نیست بحرے۔ چونکہ شیخ اخلاق خداوندی کے ساتھ متصف ہے لہٰذا وہ بھی لامحدود اور دریائے ناپیدا کنار ہے۔

[3] پیشِ بیحد جب شیخ لامحدود دریا ہے تو محدود کفر اُسکے اعتبار سے غیر موجود ہے خدا کے سوا سب کچھ فانی ہے۔ کفر و ایمان۔ یہ دونوں بندوں کے فعل ہیں اور مقامِ فنا میں پہنچ کر جبکہ ذاتِ باری سے وحدت ہوگئی تو اُس مقام پر کفر و ایمان اُسکی صفت نہیں بن سکتے، اِس شعر کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر وہ کفر کرے تو کفر کفر نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ اُس مقام پر کفر سے موصوف ہی نہیں ہو سکتا ہے۔ ایں فناہا۔ فانی چیزیں جو شیخ سے متعلق ہیں وہ اُس کی حقیقتِ غیر فانی کیلئے پردہ ہیں اسلئے عوام اُسکو نہیں سمجھ پاتے ہیں۔

پس سرِ[۱] ایں تن حجابِ آں سر ست — پیشِ آں سر ایں سرِ تن کافرست
تو اس جسم کا سر اس سر کا پردہ ہے — اس سر کے آگے جسم کا یہ سر کافر ہے

کیست کافر غافل از ایمانِ شیخ — کیست مُردہ بیخبر از جانِ شیخ
کافر کون ہے؟ شیخ کے ایمان سے غافل — مُردہ کون ہے؟ شیخ کی جان سے بیخبر

جاں نباشد جز خبر در آزموں — ہر کرا افزوں خبر جانش فزوں
آزمائش میں علم حاصل ہونیکے سوا کسی اور چیز جان (ثابت) نہیں ہوتی — جس کا علم بڑھا ہوا ہو اُس کی جان بڑھی ہوئی ہے

جانِ ما از جانِ حیواں بیشتر — از چہ زاں رُو کہ فزوں دارد خبر
ہماری جان حیوان کی جان سے بڑھی ہوئی ہے — کس وجہ سے؟ اس لئے کہ اُس کا علم بڑھا ہوا ہے

پس فزوں از جانِ ما جانِ مَلک — کو منزّہ شد ز حسِّ[۲] مشترک
ہماری جان سے فرشتہ کی جان بڑھی ہوئی ہے — کیونکہ وہ (انسان اور حیوان کی) مشترک حس سے پاک ہے

وز مَلک جانِ خداوندانِ دل — باشد افزوں تو تحیّر را بہل
اور فرشتے سے اہلِ دل کی جان — بڑھی ہوئی ہوگی، تو حیرانی چھوڑ دے

زاں سبب آدمؑ بود مسجودِ شاں — جانِ اُو افزوں ترست از بودِ شاں
اسی لئے آدمؑ اُن کے مسجود بنے — انکی جان اُن کی جانوں سے بہت بڑھی ہوئی ہے

ورنہ بہتر را سجودِ دُوں ترے — امر کردن ہیچ نبود در خورے
ورنہ اعلیٰ کو کمتر کے سجدہ کرنے کا — حکم دینا کسی طرح مناسب نہ تھا

کے پسندد عدل و لطفِ کردگار — کہ گلے سجدہ کند در پیشِ خار
اللہ تعالیٰ کا انصاف اور مہربانی کب پسند کرتی — کہ پھول کانٹے کے آگے سجدہ کرے

جاں[۳] چو افزوں شد گذشت از انتہا — شد مطیعش جانِ جملہ چیزہا
جان جب بڑھ گئی، انتہا سے گذر گئی — تمام چیزوں کی جانیں اُس کی فرمانبردار بنگئیں

مُرغ و ماہی و پری و آدمی — زانکہ اُو بیش ست ایشاں در کمی
پرند اور مچھلی اور پری اور آدمی — کیونکہ وہ بڑھا ہوا ہے، وہ کمی میں ہیں

ماہیاں سوزنگرِ دلقش شوند — سوزناں را رشتہا تابع بوند
مچھلیاں اسکی گدڑی کیلئے سوئیاں بنانیوالی بنجاتی ہیں — دھاگے سوئیوں کے تابع ہوتے ہیں

---

[۱] سرِ ایں تن۔ یعنی جسمانی سر اسکے حقیقی سر کو چھپائے ہوئے ہے ان دونوں میں اس قدر فرق ہے جیسا کہ مومن اور کافر میں، اسی لئے اس ظاہری پر تکفیر اور لعن وطعن ہوتا رہتا ہے۔ کیست مولانا نے چونکہ شیخ کے جسمانی سر کو کافر کہا اب اُس سے رجوع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کافر اور مُردہ تو حقیقتاً شیخ کا منکر ہے اور انکے اوصاف سے جاہل ہے۔ جاں نباشد علم جان کے لوازم میں سے ہے جبکہ وہ شیخ کے اوصاف سے جاہل ہے تو بے جان اور مُردہ ہے علم کی کثرت اور قلت سے جان کی قوت اور کمزوری کا پتہ چلتا ہے۔ جانِ ما۔ انسان کی جان حیوان کی جان سے زیادہ قوی ہے، چونکہ اُس کا علم بڑھا ہوا ہے۔ انسان کو کلیات اور جزئیات دونوں کا علم حاصل ہے حیوانات کا علم جزئیات تک محدود ہے۔

[۲] حسِ مشترک۔ یعنی جو ادراک اور حواس انسان اور حیوان میں مشترک ہیں فرشتہ اُن سے بالا تر ہے لہٰذا کثرتِ معلومات کی بنا پر وہ انسان سے افضل ہو اگرچہ دوسرے اعتبارات سے انسان افضل ہے۔ وز مَلک۔ اہل اللہ کی جان فرشتوں سے زیادہ قوی ہے اسی لئے آدمؑ ملائکہ کے مسجود بنے۔ ورنہ۔ اگر حضرت آدمؑ کی جان اور روح فرشتوں سے کم ہوتی تو افضل سے کمتر کو کیسے سجدہ کرایا جاتا۔ گلے۔ پھول کانٹے سے افضل ہو تو وہ کانٹے کا مسجود نہیں ہو سکتا ہے۔

[۳] جاں چوں۔ جب اہل اللہ کی جان سب جانوں سے قوی ہے تو دیگر جانداروں کی جانیں انکے تابع فرمان ہیں اسی لئے مچھلیاں حضرت ابراہیم ادہمؒ کی خادم بنگئیں اور انکی گدڑی سینے کیلئے سوئیاں لیکر نمودار ہوئیں۔

بقیہ قصہ ابراہیم ادہم قدس سرہٗ برلب دریا

دریا کے کنارے پر حضرت ابراہیم ابن ادہمؒ کے قصہ کا باقی

چون نفاذِ امرِ شیخ آں میر دید[1] — **ز آمدِ ماہی شدش وجدے پدید**
جب اُس سردار نے شیخ کے حکم کے جاری ہونے کو دیکھا — مچھلیوں کی آمد سے اُس پر وجد طاری ہوگیا

گفت آہ ماہی زپیراں آگہ ست — **شُہ تنے راکو لعینِ درگہ است**
اُس نے کہا افسوس! مچھلیاں پیروں سے واقف ہیں — اُس پر تُف ہے جو مردودِ بارگاہ ہے

ماہیاں از پیر آگہ ما بعید — **ما شقی زیں دولت و ایشاں سعید**
مچھلیاں پیر سے باخبر ہیں، ہم دور ہیں — ہم اِس دولت سے بدبخت ہیں وہ نیک بخت ہیں

سجدہ کرد و رفت گریان و خراب — **گشت دیوانہ زعشقِ فتحِ باب**
اُس نے سجدہ کیا اور بدحال روتا ہوا روانہ ہوگیا — (اور) دروازہ کھلنے کے عشق میں دیوانہ ہوگیا

پس تو اے ناشستہ رُو در چیستی — **در نزاع و در حسد با کیستی**
تو، اے گندہ رُو! تو کس خیال میں ہے؟ — کس سے جھگڑے اور حسد میں (مبتلا) ہے؟

با دُمِ شیرے تو بازی می کُنی — **بر ملائک تُرکتازی می کُنی**
تو شیر کی دُم سے کھیل رہا ہے — فرشتوں پر حملہ کر رہا ہے

بد چہ می گوئی تو خیرِ محض را[2] — **ہیں ترفع کم شمر ایں خفض را**
تو خالص خیر کو بُرا کیوں کہہ رہا ہے؟ — خبردار! اِس گراوٹ کو بڑائی نہ سمجھ

بد چہ باشد مسِّ محتاجِ مہاں — **شیخ کہ بُود کیمیائے بیکراں**
بد کیا ہوتا ہے؟ محتاج، ذلیل تانبہ — شیخ کیا ہوتا ہے؟ لامحدود کیمیا

مس اگر از کیمیا قابل نہ بُد — **کیمیا از مس ہرگز مس نہ شُد**
اگر تانبا، کیمیا کو قبول کرنے والا نہ تھا — تو کیمیا تانبے کی وجہ سے ہرگز تانبا نہ بنی

بد چہ باشد سرکشِ آتش عمل[3] — **شیخ کہ بُود عینِ دریائے ازل**
بد کیا ہوتا ہے؟ سرکش آتشیں عمل والا — شیخ کون ہوتا ہے؟ بعینہ ازلی دریا

بد کہ باشد ظالمِ ظلمت فزا — **شیخ کہ بُود عکسِ انوارِ خدا**
بد کون ہوتا ہے؟ تاریکی کو بڑھانیوالا ظالم — شیخ کون ہوتا ہے؟ خدا کے نوروں کا پرتو

بد چہ باشد آتشِ پُر دود و سوز — **شیخ آبِ کوثرے اندر تموز**
بد کیا ہوتا ہے؟ دُھویں اور سوزش سے بھری ہوئی آگ — شیخ ساون میں آبِ کوثر ہے

---

[1] چون نفاذ۔ جب اُس امیر نے مچھلیوں کو حضرت ابراہیمؒ کے تابع فرمان دیکھا اور دیکھا کہ ایک مچھلی اُن کی سوئی لائی تو اُس پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔ گفت۔ اُس سردار نے اپنی لاعلمی پر اظہارِ افسوس کیا کیونکہ اُس کے دل میں پہلے وسوسہ آچکا تھا اور شاہی چھوڑ کر فقر اختیار کرلینے پر متعجب تھا۔ فتح باب۔ چونکہ اُس پر اسرار کا دروازہ کھل گیا اُسکے عشق میں دیوانہ ہوگیا۔ پس۔ اب پھر شیخ پر معترض کو خطاب ہے۔ با دُمِ شیرے۔ شیر کی دُم سے کھیلنے والا یقیناً مارا جائیگا۔

[2] بد چہ می گوئی۔ اُس نے شیخ کو شرابی وغیرہ کہا تھا جو مجسّم نیکی تھے۔ ترفع۔ اپنے آپ کو بلند کرنا۔ خفض۔ پستی۔ بد چہ بود۔ بد تو وہ شخص ہے جو تانبے کی طرح ہے اور شیخ کا محتاج ہے جو کہ کیمیا کی طرح ہے۔ مس۔ اگر کوئی مُرید فیض نہ حاصل کرے تو اُس سے شیخ میں کوئی نقصان نہیں پیدا ہوتا، تانبا اگر کیمیا کا اثر نہ قبول کرے تو کیمیا میں کوئی خرابی نہیں آتی۔

[3] بد چہ باشد۔ جس کے جہنمی اعمال ہیں وہ بد ہے۔ شیخ ازلی دریا ہے۔ بد، ظالم اور ظلمت افزا ہے شیخ خدائی انوار کا پرتو ہے۔ تموز۔ ایک گرمی کا مہینہ ہے جو ہندی حساب سے تقریباً ساون میں آتا ہے۔

ا؎ دائم آتش را بترسانند ز آب
ہمیشہ آگ کو پانی سے ڈراتے ہیں

آب کے ترسید ہرگز ز التہاب
شعلہ زنی سے پانی کب ڈرا ہے؟

در رُخِ مہ عیب بینی می کُنی
تو چاند کے رُخ میں عیب بینی کر رہا ہے

در بہشتے خار چینی می کُنی
بہشت میں کانٹے چُن رہا ہے

۲؎ گر بہشت اندر روی اے خار جُو
اے کانٹے تلاش کرنیوالے! اگر تو بہشت میں جائیگا

ہیچ خار آنجا نیابی غیر تو
اپنے علاوہ تو اور کوئی کانٹا نہ پائے گا

می بپوشی آفتاب اندر گلے
تو سورج کو مٹی میں چھپاتا ہے

رخنہ می جوئی ز بدرِ کاملے
چودھویں رات کے چاند میں تو رخنہ تلاش کرتا ہے

آفتابے کہ بتابد در جہاں
وہ سورج جو عالم پر چمکتا ہے

بہر خفاشے کجا گردد نہاں
چمگادڑ کے لئے کہاں چھپ جائے؟

عیبہا از ردِ پیراں عیب شُد
عیب، پیروں کے رد کرنے سے عیب بنگئے

غیبہا از رشکِ پیراں غیب شُد
(اسرار) غیب پیروں کے رشک کیوجہ سے غیب بنگئے

بس ہُنر از ردِ آنہا عیب شُد
بہت سے ہنر ہیں جو انکی ناپسندیدگی کیوجہ سے عیب بنگئے

بس یقیں کز شکِ ایشاں ریب شُد
بہت سے یقین ہیں جو انکے شک کیوجہ سے مشکوک ہوگئے

۳؎ بارے از دوری ز خدمت یار باش
آخر کار خدمت سے دوری کی بجائے یار بنجا

در ندامت چابک و پُر کار باش
ندامت میں چُست اور کار آمد بن جا

تا ازاں راہت نسیمے می رسد
تاکہ اُس راستہ سے تیرے پاس نسیم پہنچ جائے

آبِ رحمت را چہ بندی از حسد
حسد کی وجہ سے رحمت کے پانی کو کیوں روکتا ہے؟

گرچہ دوری دور می جُنباں تو دُم
اگرچہ تو دور ہے، دور سے ہی دُم ہلا

حَیْثُمَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْہَکُمْ
تم جہاں بھی ہو اپنا چہرہ (اسکی طرف) پھیر لو

چوں خرے در گِل فتد از گامِ تیز
تیز روی کی وجہ سے جب کوئی گدھا کیچڑ میں پھنس جاتا ہے

دُم بدم جنبد برائے عزمِ خیز
اُٹھنے کے ارادے سے پے در پے حرکت کرتا ہے

جائے را ہموار نہ کُند بہرِ باش
رہنے کے لئے جگہ کو ہموار نہیں کرتا ہے

داند او کہ نیست آں جائے معاش
وہ جانتا ہے کہ وہ رہنے کی جگہ نہیں ہے

ا؎ دائم۔ بدمبکہ آگ ہے اور شیخ آب کرو تو آگ کو پانی سے نقصان پہنچتا ہے پانی کو آگ سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے۔ در رخ مہ۔ شیخ آفتاب ہے انہیں کوئی عیب نہیں ہے۔ بہشت میں کانٹے کی تلاش سعیِ لاحاصل ہے اسی طرح شیخ میں عیب تلاش کرنا عیب ہے۔

۲؎ گر بہشت۔ اگر کوئی بہشت میں کانٹا تلاش کرنے جائے تو خود اُس کا وجود کانٹا ہے اسی طرح شیخ میں عیب تلاش کرنیوالا خود عیب دار ہے۔ آفتاب۔ یعنی شیخ۔ گل۔ یعنی عیوب۔ بدرِ کامل یعنی شیخ۔ خفاش۔ چمگادڑ یعنی شیخ کا عیب جو۔ عیبہا۔ عیوب تھے عیوب اسی وجہ سے بنے ہیں کہ اُن کو شیوخ نے اپنے اندر پسند نہیں کیا ہے۔ غیبہا۔ اسرار غیبی اسی وجہ سے غیب ہیں کہ اُن کو شیوخ نے ظاہر کرنا گوارا نہیں کیا ہے۔ بس ہنر۔ جس ہنر کو شیوخ پسند نہ کریں وہ ہنر نہیں ہے۔ جس یقین کو شیوخ یقین نہ سمجھیں وہ شک ہے۔

۳؎ بارے۔ آخر کار۔ ندامت۔ یعنی اب تک دربارِ شیخ پہنچنے کی شرمندگی۔ آب رحمت حسد کی وجہ سے اُنکے فیضان سے محروم نہ بن۔ می جنباں تو دُم۔ تو دُم ہلا یعنی محبت کر حَیْثُمَا کُنْتُمْ۔ جس طرح سے قبلہ کا حکم ہے کہ دور سے بھی اُس طرف رُخ کرکے نماز پڑھی جاتی ہو اسی طرح پیر بھی قبلہ ہے اُس کی طرف دور سے بھی رُخ کرنے سے فیض حاصل ہو سکتا ہے۔ چوں خرے۔ گدھا دلدل میں پھنسنے کے بعد نکلنے کی مسلسل کوشش کرتا ہے اور اُس کو جائے رہائش نہیں سمجھتا تو اگر انسان دنیا داری کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے اُس کو نکلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

حسِّ[۱] تو از حسِّ خر کمتر بدست — کہ دلِ تو زیں وَحَلہا بر نجست

تیری حس گدھے کی حس سے بھی کم ہے — کہ تیرا دل ان کیچڑوں سے باہر نہ نکلا

در وَحَل تاویلِ رخصت می کنی — چوں نمی خواہی کزاں دل بر کَنی

تو کیچڑ میں پڑے رہنے کی اجازت کی دلیل تلاش کرتا ہے — چونکہ نہیں چاہتا کہ اس سے دل ہٹائے

کایں روا باشد مرا من مضطرم — حق نگیرد عاجزے را از کرم

کہ میرے لئے یہ جائز ہے، میں مجبور ہوں — اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے مجبور کی گرفت نہیں کیا کرتا

اے[۲] چو کفتاری گرفتارِ فجور — ایں گرفتن را نہ بینی از غرور

اے بدکاری میں مبتلا! تو بجو کی طرح ہے — دھوکے کی وجہ سے تو گرفتار ہونے کو نہیں دیکھتا ہے

می بگویند اندروں کفتار نیست — از بروں جوئید کاندر غار نیست

(شکاری) کہتے ہیں: بجو اندر نہیں ہے — باہر تلاش کرو، کیونکہ غار میں نہیں ہے

نیست در سوراخ کفتار اے پدر — رفت تازاں او بسوئے آبخور

اے ابا! بجو بھٹ میں نہیں ہے — وہ گھاٹ کی جانب دوڑ گیا ہے

ایں ہمی گویند و بندش می نہند — او ہمی گوید ز من کے آگہند

یہ کہتے ہیں اور اس کو پھانس لیتے ہیں — وہ بھی کہتا ہے کہ مجھ سے کہاں واقف ہیں؟

گر ز من آگاہ بودے ایں عدو — کے ندا کردے کہ ایں کفتار کو

اگر یہ دشمن مجھ سے آگاہ ہوتے — تو یہ کب کہتے کہ یہ بجو کہاں ہے؟

تا کہ بر بندند و بیرونش کنند — غافل آں کفتار ازیں ریشخند

تاکہ باندھ لیں اور اس کو باہر نکال لیں — بجو اس مذاق سے غافل ہے

دعویٰ[۳] کردنِ آں شخص کہ حق تعالیٰ مرا نہ گیرد بگناہ و جوابِ گفتنِ شعیبؑ اُو را

ایک شخص کا دعویٰ کرنا کہ خدا گناہ کی وجہ سے میری گرفت نہیں کرتا ہے اور حضرت شعیبؑ کا اس کو جواب دینا

آں یکے می گفت در عہدِ شعیبؑ — کہ خدا از من بسے دیدست عیب

(حضرت) شعیبؑ کے زمانہ میں ایک شخص کہتا تھا — کہ خدا نے میرے بہت سے عیب دیکھے ہیں

چند دید از من گناہ و جرمہا — وز کرم یزداں نمی گیرد مرا

اس نے میرے گناہ اور جرم بہت دیکھے ہیں — اور اللہ کرم سے مجھے نہیں پکڑتا ہے۔

---

۱ حسِّ تو۔ بدعمل اگر بداعمالی سے نجات پانے کی کوشش نہ کرے تو گدھے سے بدتر ہے۔ وحل۔ کیچڑ۔ در وحل۔ بعض بد اعمال اور کوتاہ عمل اپنی مجبوری کا اظہار کر کے اپنے آپ کو مُضطر قرار دیتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں کہ مجبور کو خدا معذور سمجھتا ہے یہ اُن کا نہایت غلط خیال ہے۔

۲ اے چو کفتاری۔ وہ گنہگار جس کا خیال ہے کہ اس کے گناہوں پر خدا اس کی گرفت نہیں کرتا ہے مولانا اس کو اس بجو سے تعبیر کرتے ہیں جو شکاریوں کے طرزِ عمل سے دھوکے میں ہے اور گرفتار ہو جاتا ہے۔ می بگویند مشہور ہے کہ شکاری بجو کے بھٹ پر کھڑے ہو کر آپس میں ایسی باتیں کرتے ہیں جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ بجو کو بھٹ سے باہر سمجھ رہے ہیں اور درحقیقت بجو کو دھوکا دینے کیلئے ایسی گفتگو کرتے ہیں، بجو ان کی گفتگو سے مطمئن ہو جاتا ہے اور گرفتار ہو جاتا ہے۔ رفت تازاں۔ یعنی بھاگتا ہوا پانی پینے گیا ہے۔ ریشخند۔ مذاق۔

۳ دعویٰ کردن۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ گنہگار گرفتار ہوتا ہے اور اس کو اپنی گرفتاری کا احساس نہیں ہوتا ہے۔

حق تعالیٰ[1] گفت در گوشِ شعیبؑ
اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیبؑ کے کان میں کہا
در جوابِ او فصیح از راہِ غیب
صاف صاف جواب غیب کے راستہ سے

کہ بگفتی چند کردم من گناہ
کہ تو یہ کہتا ہے کہ میں نے بہت گناہ کئے ہیں
وز کرم نگرفت در جرمم الٰہ
اور خدا نے کرم سے جرم میں مجھے نہیں پکڑا ہے

عکس می گوئی و مقلوب اے سفیہ
اے بیوقوف! تو الٹی اور بالعکس بات کہتا ہے
اے رہا کردہ رہ و بگرفتہ تیہ
اے گم کردہ راہ اور تیہ (کا راستہ) اختیار کئے ہوئے!

چند چندت گیرم و تو بے خبر
میں تیری بار بار گرفت کرتا ہوں اور تو بےخبر ہے
در سلاسل ماندۂ پا تا بہ سر
پیر سے سر تک تو زنجیروں میں ہے

زنگِ[2] تو بر توت اے دیگِ سیاہ
اے کالی دیگ! تیرے تہ بہ تہ زنگ نے
کرد سیمائے درونت را تباہ
تیرے باطن کی خصوصیتوں کو تباہ کر دیا ہے

بر دلت زنگار بر زنگارہا
تیرے دل پر زنگوں پر زنگ
جمع شد تا کور شد ز اسرارہا
جمع ہو گیا یہاں تک کہ وہ اسرار سے اندھا ہو گیا

گر زند آں دود بر دیگِ نوے
اگر نئی دیگ پر دھواں لگے
آں اثر بنماید ار باشد جوے
وہ اثر دکھاتا ہے خواہ جو کے برابر ہو

زانکہ ہر چیزے بضد پیدا شود
کیونکہ ہر چیز بالمقابل سے ظاہر ہوتی ہے
بر سفیدی آں سیہ رسوا شود
سفیدی پر سیاہ بدنام ہوتا ہے

چوں سیہ شد دیگ پس تاثیرِ دود
جب دیگ کالی ہو گئی تو دھوئیں کی تاثیر
بعد ازاں بر وے کہ بیند اے عنود
اے سرکش! اس کے بعد اس پر کون دیکھتا ہے؟

مردِ آہنگر[3] کہ او زنگی بود
جو لوہار حبشی ہو
دود را با روش ہمرنگی بود
دھواں اس کے چہرے کے ہم رنگ ہوتا ہے

مردِ رومی کو کند آہنگری
رومی جو لوہار کا کام کرتا ہے
رویش ابلق گردد از دود آوری
دھواں دینے سے اس کا چہرہ چتکبرا ہو جائیگا

پس نداند زود تاثیرِ گناہ
تو وہ گناہ کی تاثیر کو جلدی سے نہیں سمجھتا ہے
تا بنالد زود گوید اے الٰہ
تاکہ روئے (اور) جلد کہے اے خدا!

چوں کند اصرار و بد پیشہ کند
جب اصرار کرتا ہے اور برائی کو پیشہ بنا لیتا ہے
خاک اندر چشمِ اندیشہ کند
تو فکر کی آنکھ میں دھول جھونکتا ہے

---

[1] حق تعالیٰ - اللہ تعالیٰ نے بطور رومی اس کا جواب حضرت شعیبؑ سے فرمایا! عکس می گوئی یعنی تو واقعہ کے خلاف کہتا ہے گرفتار ہے اور کہتا ہے خدا میری گرفت نہیں کرتا ہے۔ رہ۔ یعنی راہِ ہدایت۔ تیہ۔ وہ جنگل تھا جس میں بنی اسرائیل نے راستہ گم کر دیا تھا اور چالیس برس اس میں چکر کاٹتے رہے یعنی گمراہی۔ سلاسل۔ سلسلہ کی جمع ہے، زنجیر۔

[2] زنگ۔ مسلسل گناہ کرنے والے کو اپنے گناہ کے اثر کا اور اس پر گرفت کا احساس نہیں رہتا اس کو چند مثالوں سے سمجھایا ہے۔ گر زند۔ نئی دیگ پر دھوئیں کا اثر نمایاں ہوتا ہے جس پر تہ بہ تہ دھواں جم چکا ہو وہاں اثر نمودار نہیں ہوتا۔

[3] مردِ آہنگر۔ اگر حبشی لوہار ہو تو اس کے چہرے کا رنگ خود کالا ہے دھوئیں کا اثر نمودار نہ ہوگا۔ رومی چونکہ گورا ہوتا ہے اس کے چہرے پر دھوئیں کے دھبے نمودار ہوں گے۔ پس نداند۔ جب اسکو گناہ کا احساس ہی نہیں رہتا تو وہ یا خدا یا خدا کہہ کر کہاں روئیگا۔ اصرار۔ جما رہنا۔ خاک۔ اب اس کو گناہ گناہ نظر نہیں آتا ہے۔

توبہ¹ نندیشد دگر شیریں شود — بر دلش آں جرم تا بیدیں شود

توبہ کی فکر نہیں کرتا ہے، پھر میٹھا بن جاتا ہے — اسکے دل پر وہ گناہ یہاں تک کہ وہ بیدین بنجاتا ہے

آں پشیمانی و یارب رفت ازو — شست بر آئینہ زنگ شصت تو

اُس سے وہ شرمندگی اور یارب (کہنا) جاتا رہا — ساٹھ تہ کا زنگ آئینہ پر بیٹھ گیا

آہنش را زنگہا خوردن گرفت — گوہرش را زنگ کم کردن گرفت

اُس کے لوہے کو زنگوں نے کھانا شروع کر دیا — اسکے جوہر کا رنگ کم کرنا شروع کر دیا

چوں نویسی کاغذِ اسپید بر — آں نبشتہ خواندہ آید در نظر

جب تو سفید کاغذ پر لکھے — وہ لکھا ہوا پڑھنے کے قابل نظر آتا ہے

چوں نویسی بر سرِ بنوشتہ خط — فہم ناید خواندنش گردد² غلط

جب تو لکھے ہوئے پر لکھے — سمجھ میں نہیں آتا ہے اُس کا پڑھنا غلط ہو جاتا ہے

کاں سیاہی بر سیاہی اوفتاد — ہر دو خط شد کور و معنی رو نداد

اسلئے کہ سیاہی سیاہی پر پڑی — دونوں خط اندھے ہو گئے اور معنی غائب ہو گئے

ور سوم بارہ نویسی بر سرش — پس سیہ کردی چو جانِ کافرش

اور اگر اُس پر تو تیسری بار لکھے — تو تُو نے کافر کی جان کی طرح اُسکو بالکل کالا کر دیا

پس چہ چارہ جز پناہِ چارہ گر — ناامیدی مس و اکسیرش نظر

تو چارہ گر کی پناہ کے سوا کیا چارہ ہے؟ — ناامیدی تانبا ہے اور اُس کی نظر اکسیر ہے

ناامیدیہا بہ پیشِ اُو نہید — تا ز دردِ بے دوا بیروں جہید

ناامیدیوں کو اُس کے سامنے رکھو — تاکہ لاعلاج درد سے نکل سکو

چوں³ شعیبؑ ایں نکتہا با وے بگفت — زاں دمِ جاں در دلِ او گل شگفت

جب (حضرت) شعیبؑ نے یہ نکتے اُس سے کہے — اُس روحانی پھونک سے اسکے دل میں پھول کھلا

جانِ اُو بشنید وحیِ آسماں — گفت اگر بگرفت ما را کو نشاں

اُس کی جان نے آسمانی وحی سُنی — بولا، اگر اُس نے ہمیں پکڑا ہے تو علامت کیا ہے؟

گفت یارب دفعِ من می گوید او — آں گرفتن را نشاں می جوید او

اُن (حضرت شعیبؑ) نے کہا اے خدا! وہ مجھ پر اعتراض کرتا ہے — اُس گرفت کی علامت چاہتا ہے

گفت ستارم نگویم رازہاش — جز یکے رمزے برائے ابتلاش

(اللہ نے) فرمایا میں پردہ پوش ہوں اُسکے راز نہیں بتاتا ہوں — سوائے ایک اشارے کے اُسکی آزمائش کیلئے

---

¹ توبہ۔ جب گناہ کے بارے میں گناہ کا تصور نہیں رہتا تو توبہ بھی نہیں کرتا ہے اور دین سے خارج ہو جاتا ہے۔ پشیمانی یعنی گناہ کرنے کی ندامت۔ شست۔ نشست کا مخفف ہے۔ آہنش۔ دل کے لوہے کو گناہوں کا زنگ کھانا شروع کر دیتا ہے اور دل کا گوہر بدرنگ ہو جاتا ہے۔ چوں نویسی۔ سفید کاغذ پر لکھو گے تو کتابت نظر نہ آئے گی لکھے پر لکھو گے تو کتابت کا اثر نہ معلوم ہوگا، یہی حال گناہ کا ہے۔ انسان شروع میں گناہ کرتا ہے تو گناہ کا اثر محسوس کرتا ہے۔ بار بار گناہ کرتا ہے تو اُس کا اثر نظر سے غائب ہو جاتا ہے۔

² گردد غلط۔ لکھے ہوئے پر لکھو گے تو پڑھ نہ سکو گے۔ ہر دو خط۔ پہلی اور اب کی تحریر نہ پڑھی جائیگی نہ اسکے معانی سمجھ میں آئیں گے۔ جانِ کافر۔ کافر کو گناہوں کا احساس بالکل نہیں رہتا ہے۔ پس چہ چارہ۔ ایسے معصیت کار کی حالت بڑی خطرناک ہو جاتی ہے لیکن پھر بھی مایوس نہ ہو اللہ کی نظرِ کرم اصلاح کر سکتی ہے۔ ناامیدیہا۔ اپنی مایوسیوں کو دربارِ خداوندی میں پیش کر کے اصلاحِ حال کی دعا کرے۔

³ چوں شعیبؑ۔ حضرت شعیبؑ پر جو وحی نازل ہوئی وہ اُس گنہگار نے سُنی تو اُسکے دل میں کچھ روشنی پیدا ہوئی۔ گفت لیکن پھر بھی گناہ پر خدا کی گرفت کی نشانی مانگنے لگا۔ ستّار۔ پردہ پوش۔ رمز۔ اشارہ۔ ابتلا۔ آزمائش۔

یک[1] نشان آنکہ می گیرم ورا — آنکہ طاعت دارد از صوم و دعا

اس کی علامت کہ میں اس کو پکڑتا ہوں ایک — یہ ہے کہ وہ روزے اور نماز کی عبادت کرتا ہے

وز نماز و از زکوٰۃ و غیر آں — لیک یک ذرّہ ندارد ذوقِ جاں

اور نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کی — لیکن روح کے ذوق کا ایک ذرہ نہیں رکھتا ہے

می کند طاعات و افعالِ سنی — لیک یک ذرّہ ندارد چاشنی

وہ عبادات اور اعلیٰ اعمال کرتا ہے — لیکن ایک ذرّہ لطف نہیں پاتا ہے

طاعتش نغز ست و معنی نغز نے — جوزہا بسیار و در وے مغز نے

اس کی (ظاہری) عبادت اچھی ہے اور روح کی (عبادت) اچھی نہیں ہے — اخروٹ بہت ہیں ان میں گری نہیں ہے

ذوق[2] باید تا دہد طاعات بر — مغز باید تا دہد دانہ شجر

ذوق چاہیے تاکہ عبادات پھل دیں — گری چاہیے تاکہ دانہ درخت اگائے

دانۂ بے مغز کے گردد نہال — صورتِ بیجاں نباشد جز خیال

بے گری کا دانہ کب پودا بنتا ہے؟ — بے جان تصویر سوائے خیال کے کچھ نہیں ہے

چوں شعیبؑ ایں نکتہا بر وے بخواند — از تفکر ہمچو خر در گل بماند

جب (حضرت) شعیبؑ نے یہ نکتے اس کو سنائے — سوچ میں دلدل میں پھنسے ہوئے گدھے کی طرح رہ گیا

بقیہ قصۂ طعنہ زدن آں مرد بیگانہ بر شیخ و جواب مرید اورا

اس بیگانے انسان کا شیخ پر طعنہ کرنے اور اس کو مرید کے جواب دینے کے قصہ کا بقیہ

آں خبیث از شیخ می لائید ژاژ — کژ نگر باشد ہمیشہ چشمِ کاژ

وہ خبیث شیخ کے بارے میں بیہودہ بکواس کر رہا تھا — بھینگے کی آنکھ ہمیشہ ٹیڑھا دیکھنے والی ہوتی ہے

کہ[3] منم بر حالِ زشتِ او گواہ — خمر خوار ست و بد و کارش تباہ

کہ میں اس کی بری حالت کا گواہ ہوں — شرابی ہے اور برا ہے اور اس کا کام برباد ہے

کہ منش دیدم میانِ مجلسے — او ز تقویٰ عاری ست و مفلسے

کہ میں نے اس کو ایک مجلس میں دیکھا ہے — وہ پرہیزگاری سے خالی اور مفلس ہے

ور کہ باور نیست خیز امشباں — تا بہ بینی فسقِ شیخت را عیاں

اگر یقین نہیں ہے تو آج رات کو اٹھ — تاکہ اپنے پیر کا فسق تو آنکھ سے دیکھ لے

شب ببردش بر سرِ یک روزنے — گفت بنگر فسق و عشرت کردنے

رات کو وہ اسے ایک روشندان پر لے گیا — بولا، دیکھ فسق اور مزے اڑانا

---

[1] یک نشان۔ گناہ پر گرفت کی ایک معمولی نشانی یہ ہے کہ گنہگار ہر طرح کی عبادت کرتا ہے لیکن ذوق اور لطفِ عبادت سے محروم رہتا ہے۔ سنی۔ بلند، روشن۔ چاشنی۔ لذت۔ طاعتش یعنی ظاہری عبادات تو ٹھیک ہیں لیکن وہ اس کے مغز اور روح سے محروم ہے اور اس کی عبادت ایسی ہے جیسے بے گری کا اخروٹ۔

[2] ذوق باید۔ جب تک ذوقِ عبادت حاصل نہ ہو جو بمنزلہ مغز کے ہے تو اس عبادت سے شجر و ثمر پیدا نہ ہوگا۔ نہال۔ پودا۔ صورتِ بے جان۔ بے جان تصویر۔ می لائید۔ بکواس کرتا تھا۔ ژاژ۔ بکواس۔ کاژ۔ بھینگا۔

[3] کہ منم۔ معترض نے کہا میں اس شیخ کی بد چلنی کا گواہ ہوں وہ شرابی اور برا ہے۔ مجلسے۔ یعنی شراب کی محفل۔ مفلس۔ یعنی نیکیوں سے خالی۔ ور کہ۔ اگر تجھے یقین نہیں ہے تو آج رات میرے ساتھ چل اور آنکھوں سے دیکھ لے۔ روزنے۔ یعنی اس مجلس کے ایک روشندان کے پاس جہاں شیخ شراب کی مجلس میں تھا۔

بنگر آں سالوسِ روز و فسقِ شب — روز ہمچوں مصطفیٰ شب بولہب
دیکھ دن کا وہ مکر اور رات کا فسق — دن میں مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرح رات میں ابولہب

روز عبد اللہ اُو را گشتہ نام — شب نعوذ باللہ و در دست جام
دن میں اُس کا نام اللہ کا (خاص) بندہ تھا — رات کو نعوذ باللہ اور ہاتھ میں (شراب کا) جام

دید شیشہ در کفِ آں پیر پُر — گفت شیخا مر ترا ہم ہست غر
اُس پیر کے ہاتھ میں بھرا ہوا شیشہ دیکھا — بولا، اے شیخ! تجھے بھی دھوکا لگا

تو نمی گفتی کہ در جامِ شراب — دیو می میزد بجد ہر دم شتاب
تو نے نہیں کہا ہے کہ شراب کے جام میں — شیطان کوشش کر کے ہر وقت جلد پیشاب کر دیتا ہے

گفت جامم را چناں پُر کردہ اند — کاندر و اندر نگنجد یک سپند
اُس (شیخ) نے کہا میرے جام کو انھوں نے اتنا بھر دیا ہے — کہ اُس کے اندر ایک کالا دانہ بھی نہیں سما سکتا ہے

بنگر ایں جا ہیچ گنجد ذرّہ — ایں سخن را کژ شنیدہ غرّہ
دیکھ اِس میں کوئی ذرہ سماتا ہے — بہکے ہوئے نے اُس کی بات کو ٹیڑھا سمجھا

جامِ ظاہر خمرِ ظاہر نیست ایں — دور دار ایں راز شیخ غیب بیں
یہ ظاہری جام، ظاہری شراب نہیں ہے — غیب بین شیخ کو اُس سے دُور رکھ

جامِ مے ہستیِ شیخ ست اے فلیو — کاندر و ناید رہ گنجد بولِ دیو
اے بیہودہ! جامِ شراب، شیخ کا وجود ہے — کہ اب اُس کے اندر شیطان کا پیشاب نہیں سما سکتا ہے

پُرّ و مالامال از نورِ حق ست — جامِ تن بشکست و نورِ مطلق ست
وہ اللہ (تعالیٰ) کے نُور سے پُر اور مالامال ہے — جسم کا جام شکستہ ہو گیا ہے اور وہ مطلق نور ہے

نورِ خورشید ار بیفتد بر حدث — اُو ہماں نور ست نپذیرد خبث
سورج کی شعاع اگر ناپاکی پر پڑے — وہ وہی نور ہے، نجاست کو قبول نہیں کرتی ہے

شیخ گفت ایں خود نہ جام ست و نہ مے — ہیں بزیر آ منکرا بنگر بوے
شیخ نے فرمایا یہ نہ جام ہے اور نہ شراب — خبردار! اے منکر نیچے آ اس کو دیکھ لے

آمد و دید انگبینِ خاص بود — کور شد آں دشمن کور و کبود
وہ آیا اور اُس نے دیکھا خالص شہد تھا — وہ اندھا، نیلا دشمن اندھا ہو گیا

بزیر آ۔ چونکہ یہ باتیں روشندان کے ذریعہ ہو رہی تھیں۔ دید۔ یعنی اُس کے ہاتھ میں شراب نہ تھی بلکہ خالص شہد تھا۔

لہ سالوس۔ روز۔ دن میں مکاری سے بزرگ بنا رہتا۔ فسقِ شب۔ یعنی رات کو فسق و فجور کرنا۔ ہمچوں۔ یعنی دن میں سنّتِ نبوی پر عمل ہے اور شب کو بولہبی میں مبتلا ہے۔ عبد اللہ۔ یعنی خدا کا نیک بندہ۔ نعوذ باللہ یعنی شیطان جس سے ہم پناہ چاہتے ہیں۔ غر۔ دھوکا، فریب۔ تو نمی گفتی۔ تو نے خود کہا تھا کہ شراب کے جام میں شیطان پیشاب کر دیتا ہے۔

لہ گفت۔ شیخ نے کہا کہ میرا جام اِس قدر پُر ہے کہ اُس میں شیطان کے پیشاب کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ سپند۔ حرمل، ایک دانہ ہے جس کی دھونی نظرِ بد کے دفعیہ کے لئے دی جاتی ہے۔ کژ شنیدہ۔ یعنی شیخ کی بات کا مطلب وہ صحیح نہ سمجھا۔ شیخ نے جام سے جامِ شراب مُراد نہ لیا تھا بلکہ جامِ مے سے مراد شیخ کا اپنا وجود تھا۔ فلیو۔ بوزن نشیب، احمق، بیہودہ۔ ایدر۔ بوزن دیگر، ایں جا، اکنوں۔

لہ پُر۔ پورا جسم نورِ حق سے پُر ہے اُسمیں شیطان کے اثرات کی گنجائش نہیں ہے۔ جامِ تن۔ بلکہ وہ تو اب مقامِ فنا میں ہے۔ نورِ خورشید۔ جبکہ شیخ نورِ مطلق ہے تو کوئی گندگی اور مقام اُسکو نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے سورج کا نور اگر گوڑی پر پڑے تو اُس سے وہ نجس ہوگا۔

گفت[1] پیر آں دم مُرید خویش را
اُس وقت پیر نے اپنے مُرید سے کہا
رَو برائے من بجو مے اے کیا
ارے میاں! جاؤ میرے لئے شراب تلاش کرو

کہ مرا رنج ست مُضطر گشتہ ام
کیونکہ میرے درد ہے میں مجبور ہوگیا ہوں
من ز رنج از مخمصہ بگذشتہ ام
میں درد کی وجہ سے بھوک (کی مجبوری) سے بڑھ گیا ہوں

در ضرورت ہست ہر مُردار پاک
مجبوری میں ہر مُردار پاک ہے
بر سرِ مُنکر ز لعنت باد خاک
مُنکر کے سَر پر لعنت کی خاک ہو

گِردِ خمخانہ بر آمد آں مُرید
وہ مُرید شراب خانہ کی جانب گیا
بہرِ شیخ از ہر خُمے او مے چشید
اُس نے شیخ کے لئے ہر مٹکے میں سے شراب چکھی

در ہمہ خُمخانہا اُو مے ندید
اُس نے تمام شراب خانوں میں شراب نہ دیکھی
گشتہ بُد پُر از عسل خُمِّ نبیذ
شراب کے مٹکے شہد سے بھر گئے تھے

گفت[2] اے رنداں چہ حالست ایں چہ کار
اُس نے کہا اے رندو! کیا حال ہے یہ کیا کام ہے؟
ہیچ خُمّے در نمی بینم عُقار
میں کسی مٹکے میں شراب نہیں دیکھتا ہوں

جملہ رنداں نزدِ آں شیخ آمدند
سب رند اُس شیخ کے پاس آئے
چشم گریاں دست بر سَر می زدند
روتے ہوئے سَروں کو پیٹتے تھے

در خرابات آمدی شیخِ اجل
(کہ) اے بزرگ شیخ! آپ شراب خانہ میں آئے
جملہ مَیہا از قدومت شُد عسل
آپ کی تشریف آوری سے تمام شرابیں شہد ہوگئیں

کردہ مے را تو مبدّل از حدث
آپ نے شراب کو ناپاکی سے تبدیل کردیا
جانِ ما را ہم بدل کُن از خبث
ہماری جان کو بھی ناپاکی سے تبدیل کردیجئے

گر شود[3] عالم پُر از خون مال مال
اگر عالم خون سے لبریز ہو جائے
کے خورد بندہ خدا اِلّا حلال
اللہ کا (مخلص) بندہ سوائے حلال کے کب کھاتا ہے؟

گفتنِ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا کہ آپ

کہ تو بے مصلّیٰ بہر جا کہ میروی نماز میکنی

بے مصلّے کے جہاں جاتے ہیں نماز پڑھ لیتے ہیں

عائشہؓ روزے بہ پیغمبر بہ گفت
ایک دن (حضرت) عائشہؓ نے پیغمبرؐ سے عرض کیا
یا رسول اللہ تو پیدا و نہفت
یا رسول اللہ آپ مجمع اور تنہائی میں

۱ گفت۔ شیخ نے اپنے مرید کی بدگمانی دُور کرنے کے لئے اُس سے کہا۔ کہ مرا رنج یعنی میری تکلیف بھوک کی تکلیف سے بھی بڑھ گئی اور میں مُضطر کے حکم میں ہوں جس کے لئے جان بچانے کیلئے حرام چیز کھا لینا جائز ہوجاتا ہے۔ مخمصہ۔ قرآن پاک میں فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ یعنی جو بھوک کی وجہ سے مجبور ہو جائے اور گناہ کی طرف اُس کا جھکاؤ نہ ہو اور وہ حرام کھالے تو اللہ غفور ورحیم ہے۔ مُنکر۔ یعنی جو اس جواز کا انکار کرے۔ پُر از عسل یعنی ہر مٹکا بجائے شراب کے شہد سے بھرا ہوا تھا۔

۲ گفت۔ مرید نے دوسرے شرابیوں سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے کسی مٹکے میں بھی شراب نہیں ہے۔ عُقار۔ شراب۔ جملہ رنداں۔ شیخ کی اس کرامت سے شرابی متاثر ہوگئے۔ خرابات۔ میخانہ۔ مبدّل از حدث۔ شراب ناپاک ہے شہد پاک ہے۔ خبث۔ یعنی گناہوں کی خباثت۔

۳ گر شود۔ اللہ اپنے نیک بندوں کیلئے حلال روزی کی بہرحال سبیل پیدا فرما دیتا ہے۔ آئندہ حکایت کا بھی یہی خلاصہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُمّت محمدیہ کیلئے ناپاک زمین کو بھی سکتا پاک بنا رہا ہے۔ بے مصلّیٰ یعنی زمین پر آپ کچھ

ہر کجا یابی نمازے می کُنی
جہاں موقع ملتا ہے نماز پڑھ لیتے ہیں
می رَوی دَر خانۂ ناپاک و دَنی[1]
آپ ہر ادنیٰ اور ناپاک گھر میں چلے جاتے ہیں

بے مصلّیٰ می گذاری تو نماز
بغیر مصلّے کے آپ نماز پڑھ لیتے ہیں
ہر کجا روئے زمیں بکشای راز
جہاں بھی روئے زمین ہو، راز بتائیے؟

گرچہ میدانی کہ ہر طفلِ پلید
اگرچہ آپ جانتے ہیں کہ ہر ناپاک بچہ
کردہ مُستعمل بہر جا کہ رسید
جہاں وہ جاتا ہے (زمین) کو مُستعمل کر دیتا ہے

گفت پیغمبرؐ کہ از بہرِ مِہاں
پیغمبر (صلّی اللہ علیہ وسلّم) نے فرمایا بڑے لوگوں کیلئے
حق نجس را پاک کرد ایں را بداں
اللہ (تعالیٰ) نے نجس کو پاک کر دیا ہے، اسکو سمجھ لے

سجدہ گاہم را ازاں رو لُطفِ حق
اِسلئے اللہ (تعالیٰ) کی مہربانی نے میری سجدہ گاہ کو
پاک گردانید تا ہفتم طبق
ساتوں طبقوں تک پاک کر دیا ہے

ہاں وہاں ترکِ حَسَد کُن با شہاں
۲ خبردار خبردار! شاہوں سے حَسَد کرنا چھوڑ دے
ورنہ ابلیسے شوی اندر جہاں
ورنہ تو دنیا میں شیطان ہو جائے گا

کو اگر زہرے خورد شہدے شود
کیونکہ وہ اگر زہر کھالے تو شہد بن جائیگا
تو اگر شہدے خوری زہرے بُود
تو اگر شہد کھائے، زہر ہوگا

کو بدل گشت و بدل شد کارِ او
کیونکہ وہ بدل گیا اور اُس کا کام بدل گیا
لُطف گشت و نور شد مر نارِ او
وہ محبت بن گیا، اُس کی آگ نور بن گئی ہے

قوّتِ حق بُود مر بابیل را
ابابیل میں اللہ کی طاقت تھی
ورنہ مُرغے چوں کُشد مر پیل را
ورنہ ایک پرندہ ہاتھی کو کیسے مار سکتا ہے؟

لشکرے را مُرغکے چندے شکست
بڑے لشکر کو چھوٹے پرندہ نے شکست دیدی
تا بدانی کاں صَلابت[3] از حق است
تاکہ تو سمجھ جائے کہ وہ سختی اللہ کی طرف سے تھی

گر ترا وسواس آید زیں قبیل
اگر تجھے اِس سلسلہ میں شک ہو
رَو بخواں تو سورۂ اصحابِ فیل
جا، تو اصحابِ فیل کی سورۃ پڑھ لے

ور کُنی با اُو مِرے و ہمسَری
اگر تو اُس سے جھگڑا اور برابری کرے گا
کافرم داں گر تو زیشاں سَر بَری
مجھے کافر سمجھ اگر تو اُن سے جیت جائے

کشیدن موش مہار اُشترے را و مُعجب شدن موش در خود
چوہے کا اُونٹ کی مہار کو کھینچنا اور چوہے کا گھمنڈ میں آجانا

---

۱ دنی۔ کمتر درجہ کا۔ گرچہ میدانی۔ عموماً بچے پیشاب پاخانہ سے گھر کی زمین کو ناپاک کر دیتے ہیں۔ مِہاں۔ بزرگ، بڑے لوگ۔ سجدہ گاہم۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا ساری زمین میرے لئے سجدہ گاہ اور باعثِ پاکی بنا دی گئی ہے۔ یعنی میں ہر جگہ نماز پڑھ سکتا ہوں۔ دیگر امتوں کو حکم تھا کہ وہ صرف عبادتخانوں میں عبادت کریں اور پانی نہ ہونیکی صورت میں زمین سے تیمم کر لینا تیرے لئے پاکی ہے۔

۲ کو اگر۔ خدا کا خاص بندہ اگر زہر بھی کھائے تو خدا اُس کی تاثیر بدل دیتا ہے اور وہ اُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّئَاتِہِمْ حَسَنَاتٍ کا مصداق ہوتا ہے۔ تو اگر۔ ایک گنہگار کا نماز روزہ بھی مردود ہو جاتا ہے۔ قوّتِ حق۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں اپنی صفت کا پرتو ڈالدیتا ہے ورنہ ابابیل جیسا پرندہ ابرہہ کے ہاتھیوں کو کیسے شکست دیدیتا۔

۳ صلابت۔ سختی۔ سورہ۔ سورۂ الفیل میں ابابیلوں کے ذریعہ ابرہہ کے ہاتھیوں کی ہلاکت کا ذکر ہے۔ ور کنی۔ بڑوں سے جھگڑا اور ہمسری کا دعویٰ کرنا ہلاکت کا سبب ہے۔ کشیدن۔ اس قصّہ کا خلاصہ یہ ہے کہ چوہے نے اپنے سے بڑے اونٹ سے ہمسری کی اور شرمندہ ہوا۔ مُعجب۔ متکبّر۔

موشکے در کف مہارِ اُشترے — در ربود و شُد رواں اُو از مرے[۱]
ایک حقیر چوہے نے ایک اونٹ کی مہار ہاتھ میں — لے لی، اور اکڑتا ہوا روانہ ہوا

شتر با چُستی کہ با اُو شد رواں — موش غرّہ شد کہ ہستم پہلواں
جب اونٹ تیزی سے اُس کے ساتھ چلا — چوہے کو گھمنڈ ہوگیا کہ میں پہلوان ہوں

بر شتر زد پرتوِ اندیشہ اش — گفت بنمایم ترا تو باش خوش
اُس کے خیال کا عکس اونٹ پر پڑا — اُس نے کہا تو خوش ہوجا میں تجھے دکھاؤں گا

تا بیامد بر لبِ جوئے بزرگ — کاندرو گشتے زبوں پیلِ سترگ
یہاں تک کہ وہ بڑی نہر کے کنارے پر پہنچا — جس میں بڑا ہاتھی بھی عاجز آجائے

موش آنجا ایستاد و خشک گشت — گفت اشتر اے رفیقِ کوہ و دشت
چوہا وہاں کھڑا ہوگیا اور خشک ہوگیا — اونٹ بولا، اے پہاڑ اور جنگل کے ساتھی!

ایں توقف چیست حیرانی چرا — پا بنہ مردانہ اندر جُو درآ
یہ ٹھہراؤ کیسا ہے؟ حیرانی کیوں ہے؟ — بہادری سے قدم بڑھا، نہر میں آجا

تو قلاووزی[۲] و پیش آہنگِ من — در میانِ رہ مباش و تن مزن
تو میرا رہبر اور پیش رو ہے — راستہ میں نہ رک اور چُپ نہ ہو

گفت ایں جوئے شگرف و عمیق — من ہمی ترسم ز غرقاب اے رفیق
(چوہا) بولا یہ نہر خوفناک اور گہری ہے — اے ساتھی! میں ڈوبنے سے ڈر رہا ہوں

گفت اُشتر تا ببینم حدِّ آب — پا درو بنہاد آں اشتر شتاب
اونٹ نے کہا (ٹھہر) تاکہ میں پانی کا اندازہ لگالوں — اونٹ نے فوراً پاؤں اندر رکھ دیا

گفت تا زانوست آب اے کور موش — از چہ حیراں گشتی و رفتی زہوش
(اونٹ) بولا اے اندھے چوہے! پانی ران تک ہے — تو کیوں حیران ہوگیا اور ہوش کھو بیٹھا

گفت[۳] مورِ تست مارا اژدہاست — کہ ز زانو تا بہ زانو فرقہاست
(چوہے نے) کہا تیرے لئے چیونٹی ہے ہمارے لئے اژدہا ہے — اِس لئے کہ ران اور ران میں بہت فرق ہے

گر ترا تا زانوست اے پُر ہنر — مر مرا صد گز گذشت از فرقِ سر
اے ہنرمند! اگر تیری ران تک ہے — تو میرے سر کی چندیا سے سَو گز اونچا ہے

گفت گستاخی مکُن بارِ دگر — تا نسوزد جسم و جانت زیں شرر
(اونٹ) بولا پھر گستاخی نہ کرنا — کہیں اِس چنگاری سے تیرا جسم اور جان جل جائے

---

۱ مرے۔ مقابلہ، جھگڑا۔ پہلواں۔ یعنی مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ اونٹ کو قابو میں کر رکھا ہے۔ اندیشہ۔ یعنی اونٹ کی ہمسری کا خیال۔ تا بیامد۔ ایسی نہر آگئی جس میں ہاتھی بھی نہ ٹھہر سکے۔ خشک گشت۔ یعنی نہر کے ڈر سے۔ توقف۔ ٹھہراؤ۔

۲ قلاووز۔ راہنما۔ تن مزن۔ خاموش نہ ہو۔ شگرف۔ عجیب و غریب، خوفناک۔ غرقاب۔ پانی میں ڈوبنا۔ حدِّ آب یعنی پانی کی گہرائی۔ کور موش۔ اندھا چوہا، چھچھوندر۔

۳ گفت۔ چوہے نے کہا کہ تیرے نزدیک معمولی اور چھوٹی چیز میرے لئے خطرناک اور بڑی ہے تیرے زانو اور میرے زانو میں بہت فرق ہے۔ فرقِ سر۔ سر کا وہ اگلا حصہ جس پر مانگ نکالی جاتی ہے۔ گستاخی۔ یعنی ہمسری کا دعویٰ۔ شرر۔ چنگاری۔

تو مرے با مثلِ خود موشاں بکن — **با شتر مر موش را نبوَد سخن**

تو اپنے جیسے چوہوں سے مقابلہ کر — چوہے کے لئے اونٹ سے بات مناسب نہیں ہے

گفت توبہ کردم از بہرِ خدا — **بگذراں زیں آبِ مُہلک مر مرا**

اُس (چوہے) نے کہا کہ میں نے توبہ کی، خدا کیلئے — اِس مہلک پانی سے مجھے پار کر دے

رحم آمد مر شتر را گفت ہیں — **بر جہ[1] و بر گردبانِ من نشیں**

اونٹ کو رحم آگیا، بولا، ہاں — کود اور میرے پالان پر بیٹھ جا

ایں گذشتن شُد مُسلّم مر مرا — **بگذرانم صد ہزاراں چوں ترا**

میرا پار کرنا یقینی ہے — تجھ جیسے لاکھوں کو پار کر دوں گا

چوں پیمبر نیستی پس رو براہ — **تا رسی از چاہ روزے سُوئے جاہ**

جب تو پیغمبر نہیں ہے تو راستہ طے کر — تاکہ کسی دن کنوئیں سے (نکل کر) تو مرتبہ پر پہنچ جائے

تو رعیّت باش چوں سلطاں نۂ — **تگ مراں چوں مردِ کشتیباں نۂ**

تو رعیّت بن جا جبکہ تو بادشاہ نہیں ہے — گہرائی میں (کشتی) نہ چلا، چونکہ تو ملّاح نہیں ہے

چوں نہ[2] کامل دُکاں تنہا مگیر — **دستِ خوش می باش تا گردی خمیر**

جب کہ تو ماہر نہیں ہے تنہا دُکان نہ کر — تابع بن جا تاکہ تو خمیر بن جائے

چونکہ آزادیت ناید بندہ باش — **ہیں مپوش اطلس برو در ژندہ باش**

جب تجھے آزاد رہنا نہیں آتا، غلام بن جا — خبردار! اطلس نہ پہن جا گدڑی میں رہ

اَنصِتُوا را گوش کُن خاموش باش — **چوں زبانِ حق نگشتی گوش باش**

"تم چپ رہو" کو سُن، چُپ رہ — جب تو اللہ کی زبان نہ بنا، کان بن جا

ور[3] بگوئی مُشکل اِستفسار گو — **با شہنشاہاں تو مسکیں وار گو**

تو اگر کوئی اشکال کرے تو پوچھنے کے طریقہ پر کر — شہنشاہوں سے مسکین کی طرح بات کر

ابتدائے کبر و کیں از شہوت ست — **راسخی شہوتت از عادت ست**

تکبّر اور کینہ کی ابتداء خواہشِ نفسانی سے ہے — خواہشِ نفسانی تیری کا جماؤ، عادت کی وجہ سے ہے

چوں ز عادت گشتہ محکم خوئے بد — **خشم آید بر کسے کت وا کَشد**

جب عادت کیوجہ سے بُری عادت پختہ ہو جائے — تجھے اُس پر غصہ آتا ہے جو تجھے ہٹائے

---

[1] برجہ۔ جہیدن بمعنی کودنا سے بنا ہے۔ گردباں۔ پالان، جھول۔ مسلّم۔ تسلیم شدہ، یقینی۔ چوں پیمبر۔ جب انسان میں صلاحیت نہ ہو تو صلاحیت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تو رعیّت باش۔ انسان کو اپنی حیثیت میں رہنا چاہیئے۔ تگ مراں۔ اگر کشتی بانی کی صلاحیت نہیں ہے تو کشتی کنارے کنارے لے جانی چاہیئے گہرائی میں نہ لے جانی چاہیئے۔

[2] چوں نہ۔ جب تک تجارت میں مہارت نہ ہو مستقل دکان نہ کرنی چاہیئے ورنہ نقصان ہوگا۔ دستِ خوش۔ تابع، مُطیع، عاجز۔ خمیر۔ آٹے میں جب خمیر اٹھ جاتا ہے تب روٹی پکانے کے قابل ہوتا ہے چونکہ۔ آزادانہ زندگی بسر کرنے کی صلاحیت نہ ہو تو غلام بنا رہنا چاہیئے۔ اطلس۔ مشہور ریشمیں کپڑا ہے۔ ژندہ۔ گدڑی، غرضیکہ جب تک کمال حاصل نہ ہو کسی شیخ کے تابع رہنا ضروری ہے۔ اَنصِتُوا قرآن پاک میں ہے جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو یعنی جب تک وعظ و تلقین کی صلاحیت نہ ہو خاموشی سے شیخ کی نصیحت سنتا رہے۔

[3] ور بگوئی۔ اگر کوئی اشکال پیش آئے تو معترضانہ سوال نہ کر بلکہ تعلیم حاصل کرنے کے طور پر دریافت کرے۔ ابتداء۔ انسان بزرگوں سے ہمسری تکبّر کی وجہ سے کرتا ہے یہ اور اس قسم کی بُرائیاں نفس کے تقاضے سے پیدا ہوتی ہیں اور جب انسان ان بُرائیوں کو بار بار کرتا ہے تو نفس کی اِس خواہش میں جماؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ خشم۔ اب اگر کوئی اُس بُرائی سے روکے تو غصہ آتا ہے۔

چونکہ تو گلخوار[1] گشتی ہر کہ او
چونکہ تو مٹی کھانے والا بن گیا ہے، جو بھی

واکشد از گِل ترا باشد عدو
تجھے مٹی سے ہٹاتا ہے دشمن ہوگا

بُت پرستاں چونکہ خُو با بُت کنند
بُت پرست چونکہ بتوں کی عادت ڈال لیتے ہیں

مانعانِ راہِ خود را دشمن اند
اپنے راہ سے ہٹانے والوں کے دشمن ہیں

چونکہ کرد ابلیس خُو با سروری
چونکہ شیطان سرداری کا عادی ہوگیا تھا

دید آدمؑ را بہ تحقیر از خری
گدھے پن سے اس نے آدمؑ کو حقارت سے دیکھا

کہ بہ از من سرورے دیگر بود
مجھ سے بہتر کوئی دوسرا سردار ہوگا؟

تا کہ او مسجودِ چوں من کس شود
تاکہ وہ مجھ جیسے کا مسجود بنے

سروری زہرست جز آں روح را
اس روح کے سوا کے لئے سرداری زہر ہے

کہ بود تریاقِ لانی ز ابتدا
جو شروع سے لان (پہاڑ) کا تریاق ہو

کوہ گر پُر مار شد باکے مدار
پہاڑ اگر سانپوں سے بھرا ہو، پروا نہ کر

کو بود اندر دروں تریاق زار
کیونکہ اس میں تریاق زار ہوتا ہے

سروری چوں شد دماغت را ندیم
سرداری جب تیرے دماغ کی ساتھی بن گئی

ہر کہ بشکستت شود خصمِ عظیم
جو تجھے شکست دے تیرا دشمن ہوگا

چوں[2] خلافِ خُوئے تو گوید کسے
جب کوئی تیری عادت کے خلاف بولے

کینہا خیزد ترا با او بسے
تجھ میں اس سے بہت سے کینے پیدا ہوں گے

کہ مرا از خُوئے من بر میکند
کہ وہ مجھے میری خصلت سے جدا کرتا ہے

خویش بر من میر و سرور میکند
اپنے آپ کو میرے اوپر امیر اور سردار بناتا ہے

چوں[3] نباشد خُوئے بد سرکش رو
اس میں جب کوئی بری عادت ظہور پذیر نہ ہو

کے فروزد از خلاف آتش درو
تو مخالفت کی آگ اس میں کیوں بھڑکے؟

چوں نباشد خُوئے بد محکم شدہ
جب اس میں بری عادت مستحکم نہ ہوئی ہو

کے شود اندر خلاف آتشکدہ
تو اختلاف میں آگ کی بھٹی کیوں ہو؟

با مخالف او مدارا می کند
وہ مخالف کی (بھی)، خاطر تواضع کرتا ہے

در دلِ او خویش را جا می کند
اس کے دل میں اپنی جگہ کر لیتا ہے

زانکہ خُوئے بد بگشتت استوار
کیونکہ تیری عادت بری مضبوط ہوگئی ہے

مور شہوت شد ز عادت ہمچو مار
نفسانی خواہش کی چیونٹی عادت کی وجہ سے سانپ ہوگئی ہے

---

[1] گلخوار، مٹی کھانے والا۔ چونکہ کرد۔ شیطان کو سرداری کی عادت پڑگئی تھی اس لئے حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کیا۔ سروری۔ سرداری۔ زہرست۔ حبِ جاہ نفس کا بہت بڑا رذیلہ ہے۔ تریاقِ لانی۔ لان پہاڑ کا تریاق جو زہر کے ازالہ میں بہت زود اثر ہوتا ہے۔ کوہ۔ اولیاء اللہ کے پاس تریاق ہے لہٰذا جاہ و رتبہ کا سانپ ان پر اثر نہیں کرتا ہے۔ ندیم۔ ہم مجلس، ساتھی خصمِ عظیم، بڑا دشمن۔

[2] چوں خلاف۔ جب کوئی کسی عادت کے خلاف اس کو نصیحت کرتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ نصیحت کرنے والا اپنی بڑائی اور سرداری جتاتا ہے۔

[3] چوں نباشد۔ اگر انسان میں بری عادت نہیں ہوتی ہے تو نصیحت سے اس کو ناگواری نہیں ہوتی ہے۔ محکم۔ مضبوط۔ مدارا۔ خاطر تواضع۔ زانکہ۔ غصہ کی وجہ یہی ہے کہ تیری بری عادت مستحکم ہوگئی ہے۔ مور یعنی ادنیٰ نفسانی خواہش۔ مار۔ یعنی مہلک نفسانی خواہش۔

مارِ شہوت[1] را بکُش در اِبتدا
نفسانی خواہش کے سانپ کو ابتدا ہی میں مار ڈال
ورنہ اینک گشتہ مارت اژدہا
ورنہ تیرا یہ سانپ اژدھا بن جائے گا

لیک ہر کس مُور بیند مارِ خویش
لیکن ہر شخص اپنے سانپ کو چیونٹی سمجھتا ہے
تو ز صاحبدل کُن اِستفسارِ خویش
تو اپنے بارے میں صاحبدل سے معلومات کرلے

زابتدا ایں مارِ شہوت را بکُش
نفسانی خواہش کے اس سانپ کو شروع میں مار ڈال
ورنہ اژدرہا شود اے تیز ہُش
ورنہ اے تیز ہوش! وہ اژدھا بنجائے گا

تا نہ شد[2] زر مس نداند مَن مِسم
جبتک تانبا سونا نہیں بنتا وہ نہیں سمجھتا کہ میں تانبا ہوں
تا نہ شد شہ دل نداند مُفلِسم
جبتک دل شاہ نہ بنجائے وہ نہیں جانتا کہ میں مُفلس ہوں

خدمتِ اکسیر کُن مِس وار تو
تو تانبے کی طرح اکسیر کی خدمت کر
جَور می کش اے دل از دلدار تو
اے دل! اپنے دلدار کی سختی برداشت کر

کیست دلدار اہلِ دل نیکو بداں
دلدار کون ہے؟ خوب سمجھ لے اہلِ دل (ہے)
کو چو روز و شب جہانست از جہاں
جو دن اور رات کی طرح دنیا سے گریزاں ہے

عیب کم گو بندۂ اللہ را
اللہ (تعالےٰ) کے (خاص) بندے کی عیب جوئی نہ کر
مُتّہم کم کُن بدزدی شاہ را
بادشاہ کو چوری کی تہمت نہ لگا

ورنہ[3] باشی ہیچ ہیچ از ہیچگاں
ورنہ تو ناچیزوں میں سے ناچیز تر بنجائے گا
پس روِ ہر دیو باشی مُتّہماں
اور ہر ذلیل شیطان کا پیرو بنجائے گا

کرامات آں درویش کہ در کشتی بدزدیش مُتّہم کردند

اس درویش کی کرامات جس پر کشتی میں چوری کرنے کی تہمت لگائی

بود درویشے درونِ کشتئے
ایک کشتی میں ایک درویش تھا
ساختہ از رختِ مردی پشتئے
جو مردانگی کے ساز و سامان کو سہارا بنائے ہوئے تھا

یاوہ شد ہمیانِ زر اُو خفتہ بود
اشرفیوں کی ایک ہمیانی گم ہوگئی، وہ سویا ہوا تھا
جملہ را جُستند اُو را ہم نمود
انھوں نے سب کی تلاشی لی اس (مالک) نے (اس کو) درویش بھی دکھایا

کیں فقیرِ خفتہ را جوئیم ہم
اس سوئے ہوئے فقیر کی بھی ہم تلاشی لیں
کرد بیدارش زغم صاحب درم
اشرفیوں والے نے غم کی وجہ سے اسکو بھی بیدار کیا

کاندریں کشتی چرمداں گم شدہ است
کہ اس کشتی میں چمڑے کی تھیلی گم ہوگئی ہے
جملہ را جُستیم نتوانی تو رست
ہم نے سب کی تلاشی لی ہے تو بھی، نہ چھوٹیگا

[1] مارِ شہوت۔ نفسانی خواہش کو ابتداءً دبا دینا چاہیئے ورنہ خطرناک صورت اختیار کرلیتی ہے۔ لیک۔ لیکن عیبدار اپنے عیب کو معمولی سمجھتا ہے۔ تو ز صاحبدل۔ کسی شیخ سے اس رذیلہ کا انجام دریافت کرلے۔

[2] تا نہ شد۔ جب انسان کا کوئی رذیلہ زائل ہوتا ہے تب وہ سمجھتا ہے کہ وہ رذیلہ کس قدر خطرناک تھا۔ تا نہ شد۔ ہر چیز ضد کے ذریعہ پہچانی جاتی ہے۔ خدمتِ اکسیر۔ جو شیخ تیری حقیقت بدل دے وہ اکسیر ہے تو اسکے لئے بمنزلہ تانبے کے ہے۔ روز و شب۔ دن رات کو دنیا سے گریزاں مانا جاتا ہے صاحبدل بھی دنیا سے گریزاں اور متنفر ہوتا ہے۔

[3] ورنہ۔ اگر تو اہل اللہ پر تہمت دھریگا تو حقیر ترین بن جائیگا، شیطان کا تابع ہو جائیگا۔ کرامات۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بزرگوں پر تہمت دھرنا ہلاکت کا سبب ہے۔ رختِ مردی۔ اس کا اعتماد و بھروسہ صبر و قناعت پر تھا۔ یاوہ۔ گم، ضائع۔ او را۔ یعنی مالک نے اس سوئے ہوئے فقیر کو بھی لوگوں کو دکھایا۔ صاحب درم۔ یعنی جسکی اشرفیاں گم ہوئی تھیں۔ چرمداں۔ چمڑے کی تھیلی یعنی ہمیانی۔ جملہ را جستیم۔ ہم نے سب کی جامہ تلاشی لی ہے۔

دلق بیروں کن برہنہ شو ز دلق — تا ز تو فارغ شود اوہام[1] خلق

گدڑی اُتار دے، گدڑی سے ننگا ہو جا — تاکہ لوگوں کے شکوک تجھ سے رفع ہوں

گفت یارب مر غلامت را خساں — متہم کردند فرماں در رساں

اُس (درویش) نے کہا اے خدا! تیرے غلام کو کمینوں نے — متہم کیا، حکم فرما دے

یا غیاثی عند کل کربۃ — یا معاذی عند کل شدۃ

اے ہر مصیبت میں میرے فریاد رس! — اے ہر مصیبت میں میری پناہ!

یا مجیبی عند کل دعوۃ — یا ملاذی عند کل محنۃ

اے ہر پکار پر میرے جواب دینے والے! — اے ہر مشقت میں میرے ملجا!

چوں بدرد آمد دل درویش زاں — سر بروں کردند ہر سو در زماں

جب اُس (تہمت) سے درویش کے دل کو تکلیف پہنچی — فوراً ہر جانب سے سر نکالا

ماہیان بے حد از دریا ژرف — در دہان ہر یکے درِّ شگرف

گہرے دریا سے بے حد مچھلیوں نے — ہر ایک کے منہ میں عجیب موتی

صد ہزاراں ماہی از دریائے پُر — در دہانِ ہر یکے دُرّے چہ دُر

بھرے دریا سے لاکھوں مچھلیوں نے — ہر ایک کے منہ میں موتی، کیسا اچھا موتی

ہر یکے[2] دُرّ خراجِ مملکتے — کز الٰہ ست ایں ندارد شرکتے

ہر ایک موتی ایک سلطنت کی آمدنی — کیونکہ وہ اللہ کی جانب سے ہے جو شرکت سے پاک ہے

دُر چند انداخت در کشتی و جست — مر ہوا را ساخت کرسی و نشست

چند موتی کشتی میں پھینکے اور جست لگائی — ہوا کو کرسی بنایا اور بیٹھ گیا

خوش مربع چوں شہاں بر تخت خویش — او فراز اوج و کشتی اش بہ پیش

اچھی چوکڑی لگا کر بادشاہوں کیطرح اپنے تخت پر — وہ بلندی کی اونچائی پر اور کشتی اسکے آگے

گفت[3] او کشتی شمارا حق مرا — تا نباشد با شما دزدِ گدا

اُس نے کہا وہ کشتی تمہاری ہے میرا خدا ہے — تاکہ تمہارے ساتھ چور فقیر نہ رہے

تا کرا باشد خسارت زیں فراق — من خوشم جفت حق و از خلق طاق

دیکھو اس جدائی سے کس کا نقصان ہو — میں اللہ کے ساتھ اور مخلوق سے علیحدہ خوش ہوں

نے مرا او تہمت دزدی نہد — نے مہارم را بغماز ے دہد

وہ نہ مجھ پر چوری کی تہمت لگاتا ہے — نہ میری نکیل چغلخور کے ہاتھ میں دیتا ہے

---

[1] اوہام خلق۔ لوگوں کو تیرے اوپر بھی چوری کا گمان ہے۔ فرماں در رساں۔ کوئی حکم جاری فرما دے۔ غیاث۔ مدد۔ کربۃ۔ مصیبت۔ معاذ۔ جائے پناہ۔ مجیب۔ جواب دینے والا۔ ملاذ۔ جائے پناہ۔ محنۃ۔ مشقت۔ چوں جب فقیر کے دل سے آہ نکلی تو دریا میں چاروں طرف سے مچھلیاں نمودار ہوئیں۔ ژرف۔ گہرا۔ دُر۔ موتی۔ شگرف۔ عجیب۔ دُرّے چہ دُر یعنی عجیب و غریب موتی۔

[2] ہر یکے۔ ہر مچھلی کے منہ میں ایسا بے مثل اور قیمتی موتی تھا جس کی قیمت ایک ملک کی آمدنی کی برابر تھی چونکہ وہ بے مثل اللہ کی جانب سے تھا اسلئے خود بھی بے مثل تھا۔ غرضیکہ درویش نے مچھلیوں سے چند موتی لے کر کشتی میں پھینک دیئے اور خود شاہوں کیطرح ہوا میں چوکڑی لگا کر بیٹھ گیا۔ مربع۔ چوکڑی مار کر بیٹھنا۔ فراز۔ اونچائی۔ اوج۔ بلندی۔

[3] گفت۔ ہوا میں معلق ہو کر اُس فقیر نے کہا میں تمہاری کشتی میں نہ بیٹھوں گا تاکہ تم مجھ چور فقیر کے ساتھ نہ رہو۔ تا کرا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جدائی تمہارے لئے مضر ہے یا میرے لئے اب میرا اور اللہ کا جوڑ ہو اور مخلوق سے میں علیحدہ ہوں۔ نے مرا۔ خدا نہ مجھ پر تہمت دھرتا ہے نہ مجھے رسوا کرتا ہے۔ غماز۔ چغلخور۔

بانگ کردند اہلِ کشتی کاے ہمام[1] — ازچہ دادندت چنیں عالی مقام
کشتی والے چیخے! اے بزرگ! — تجھے یہ بلند مقام کس وجہ سے دیا ہے؟

گفت از تہمت نہادن بر فقیر — وز حق آزاری پئے چیزے حقیر
اُس نے کہا، فقیر پر تہمت لگانیکی وجہ سے — اور معمولی چیز کے لئے اللہ کو ستانے کی وجہ سے

حاشَ لِلّٰہ بل ز تعظیمِ شہاں — کہ نبودم بر فقیراں بدگماں
خدا بچائے، بلکہ شاہوں کی تعظیم کرنے سے — کہ میں فقیروں پر بدگمان نہ تھا

آں[2] فقیرانِ لطیفِ خوش نفس — کز پئے تعظیمِ شاں آمد عبس
وہ پاکیزہ، اور نیک دم فقیر — جنکی تعظیم کیلئے سورۂ عبس نازل ہوئی ہے

آں فقیری بہرِ پیچا پیچ نیست — بل پئے آنکہ بجز حق ہیچ نیست
وہ فقیری اینچ پینچ کے لئے نہیں ہے — بلکہ اِسلئے ہے کہ خدا کے علاوہ کچھ نہیں ہے

مُتَّہم چوں دارم آنہارا کہ حق — کرد امینِ مخزنِ ہفتم طبق
میں اُن کو کیسے مُتَّہم بنا سکتا ہوں جبکہ اللہ نے — ساتوں طبقوں کے خزانے کا امین بنایا ہے

مُتَّہم نفس ست نے عقلِ شریف — مُتَّہم حس ست نے نورِ لطیف
مُتَّہم نفس ہے نہ کہ شریف عقل — مُتَّہم حس ہے نہ کہ پاکیزہ نور

نفسِ[3] سوفسطائی آمد میزنش — کش زدن سازد نہ حجت گفتنش
نفس سوفسطائی ہے اُسکی سرزنش کر — کیونکہ مارنا ہی اُسکے لائق ہے نہ اُس سے دلیل بیان کرنا

معجزہ بیند فروزد آں زماں — بعد ازاں گوید خیالے بود آں
معجزہ دیکھتا ہے، اُس وقت منور ہوجاتا ہے — اِس کے بعد کہہ دیتا ہے وہ خیال تھا

ور حقیقت بود آں دیدِ عجب — چوں مقیمِ چشم نامد روز و شب
اگر وہ عجیب نظارہ حقیقت تھا — تو دن رات آنکھ میں کیوں نہ ٹھہرا؟

ایں مقیمِ چشمِ پاکاں می بود — نے قرینِ چشمِ حیواں می شود
وہ پاکبازوں کی آنکھ میں ٹھہرتا ہے — حیوان کی آنکھ کا ساتھی نہیں بنتا ہے

ا۔ ہمام۔ سردار، بزرگ، عالی مقام۔ یہ کرامت کہ ہوا کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ گفت از تہمت۔ درویش نے طنزاً کہا۔ یہ مقام فقیروں پر تہمت دھرنے اور معمولی چیز پر اللہ کا دل دکھانے سے ملا ہے۔ حاشَ لِلّٰہ پہلی بات تو طنزاً کہی تھی اب کرامت کا صحیح سبب بتایا۔

۲۔ آں فقیراں جن فقراء کی تعظیم سے یہ مقام حاصل ہوا ہے وہ پاک نفس فقراء ہیں جن کی تعظیم میں سورۂ عبس نازل ہوئی جبکہ آنحضورؐ نے ایسے ہی ایک فقیر سے ذرا بے التفاتی کا معاملہ کیا تھا۔ عبس۔ آنحضورؐ سرداران قریش سے گفتگو فرما رہے تھے اِس اثناء میں عبداللہ بن ابن مکتوم رضؓ نابینا آگئے اور کچھ سوال کر بیٹھے۔ آنحضورؐ کو ناگوار گزرا اِس پر سورہ عبس نازل ہوئی جس میں اللہ تعالٰے نے آنحضورؐ پر اپنی ناگواری کا اظہار کیا۔ آں فقیری۔ اللہ والوں کی فقیری صرف تعلق مع اللہ کے لئے ہے لوگوں کو پھنسانے کیلئے۔ کرد امیں جب اللہ کے نزدیک امین ہیں تو اُن پر چوری کی تہمت کیسی۔ مُتَّہم۔ یہ بزرگ مجسّم عقل اور نور ہیں جو تہمت سے بری ہیں۔

۳۔ نفس۔ سوفسطائی فلاسفہ کا ایک فرقہ ہے جو اشیاء کی حقیقت کو نہیں مانتا ہے۔ اُن میں سے لاادریہ فرقہ ہے جو ہر دلیل کے بارے میں بھی یہ کہہ دیتا ہے کہ میں اِس کو نہیں جانتا اُن کے بارے میں متکلمین نے کہا کہ اُن کے لئے صرف پانچویں کتاب یعنی لاٹھی دلیل ہے جب پٹیں گے تو اِس حقیقت کے قایل ہو جائیں گے۔ معجزہ۔ یہ لوگ معجزہ کو بھی ایک حقیقت نہیں مانتے ہیں بلکہ محض ایک خیال سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر حقیقت ہوتا تو مستقل طور پر نظر آنا چاہیئے تھا حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی اگر حقیقتاً سانپ ہی تھی تو ہمیشہ سانپ نظر آتی، چاند اگر حقیقتاً شق ہوا تھا تو ہمیشہ پھٹا ہوا نظر آنا چاہیئے تھا۔ ایں مقیم۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اِن کی آنکھیں چونکہ ناپاک ہیں لہٰذا معجزہ جیسی پاک چیز اُنمیں نہیں ٹھہرتی ہے پاک نگاہوں میں وہ حقیقت ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ مور جیسا حسین پرندہ تاریک کنویں میں نہیں ٹھہر سکتا۔

کاں عجب نیں حس دارد عار و ننگ　　کے بود طاؤس اندر چاہِ تنگ

کیونکہ عجیب (نظارہ) اِس حس سے ذلّت اور خواری محسوس کرتا ہے　　مور، تنگ کنوئیں میں کب رہتا ہے؟

تا نگوئی[1] مر مرا بسیار گو　　من ز صد یک گویم و آں ہم چو مو

تو مجھے ہرگز باتیں بنانے والا مت کہہ　　میں سو میں سے ایک کہتا ہوں وہ (بھی) بال برابر

تشنیع صوفیاں پیشِ شیخ براں صوفی کہ بسیار می گوید و می خورد

صوفیوں کا ایک شیخ کے سامنے اُس صوفی کو طعنہ دینا کہ وہ بہت بولتا ہے اور بہت کھاتا ہے

صوفیاں بر صوفیے شنعت زدند　　پیشِ شیخ خانقاہے آمدند

صوفیوں نے ایک صوفی کی بُرائی کی　　(اور) ایک خانقاہ کے شیخ کے سامنے آئے

شیخ را گفتند دادِ جانِ ما　　تو ازیں صوفی بجُو اے پیشوا

شیخ سے کہا، ہمارا انصاف　　اِس صوفی سے کر دیجئے، اے پیشوا!

گفت آخر چہ گلہ است اے صوفیاں　　گفت ایں صوفی سہ خو[2] دارد گراں

اُس نے کہا، اے صوفیو! آخر کیا شکایت ہے؟　　ایک نے کہا، یہ صوفی تین بُری عادتیں رکھتا ہے

در سخن بسیار گو ہمچوں جرس　　در خورش افزوں خورد از بست کس

بات کرنے میں گھنٹے کی طرح بکواسی ہے　　کھانے میں بیس آدمیوں سے زیادہ کھا جاتا ہے

ور بخسپد ہست چوں اصحابِ کہف　　صوفیاں کردند پیشِ شیخ زحف

اگر سو جائے تو اصحابِ کہف کی طرح ہے　　صوفیوں نے شیخ کے سامنے تیزی دکھائی

شیخ رو آورد سوئے آں فقیر　　کہ ز ہر حالیکہ ہست اوساط گیر

شیخ نے اُس فقیر کی طرف رُخ کیا　　کہ ہر حالت میں اوسط اختیار کر

در خبر[3] خیرُ الامُورِ اَوساطُھا　　نافع آمد ز اعتدال اخلاطہا

حدیث شریف میں ہے کہ تمام باتوں میں بیچ کا درمیانی درجہ　　خلطوں کا اعتدال مفید ہے

گر یکے خلطے فزوں شد از عرض[4]　　در تنِ مردم پدید آید مرض

عارض کی وجہ سے اگر ایک خلط بڑھ جائے　　انسان کے بدن میں مرض پیدا ہو جاتا ہے

بر قرینِ خویش مفزا در صفت[5]　　کاں فراق آرد یقیں در عاقبت

صفت میں ساتھی سے نہ بڑھ　　کیونکہ یہ یقیناً انجام کار جُدائی پیدا کر دیتا ہے

نطقِ موسیٰ[6] بود باندازہ لیک　　ہم فزوں آمد ز گفتِ یارِ نیک

حضرت موسیٰؑ کی گفتگو اندازہ کے مطابق تھی لیکن　　نیک دوست کی گفت گو سے بڑھ گئی

---

[1] تا نگوئی۔ میری ناصحانہ تقریروں کی وجہ سے مجھ پر بسیار گوئی کا الزام نہ لگانا اس لئے کہ بسیار گوئی ایک پستی چیز ہے۔ میرے اعتبار سے یہ بسیار گوئی نہیں ہے میں تو سَو نصیحتوں میں بقدر ایک نصیحت کے بات کر رہا ہوں۔ تشنیع بُرائی سے منسوب کرنا۔ اس حکایت کا مقصد بھی یہ ہے کہ اُس درویش کی بسیار خوری اور بسیار گوئی اعتراض کرنیوالوں کی نسبت سے تھی خود اُسکے اعتبار سے نہ تھی۔ شنعت۔ عیب، طعنہ۔ داد۔ انصاف۔

[2] سہ خو۔ یعنی اس فقیر میں تین بُری عادتیں ہیں۔ زیادہ باتیں کرتا ہے، زیادہ کھاتا ہے، زیادہ سوتا ہے۔ اصحابِ کہف۔ یہ بزرگ غار میں صدیوں سے سو رہے ہیں۔ زحف۔ تیزی سے چلنا، حملہ کرنا۔ ہر حالیکہ۔ یعنی ہر معاملے میں درمیانی راہ اختیار کرنی چاہیئے۔

[3] در خبر۔ حدیث شریف ہے خَیرُ الاُمُورِ اَوسَاطُھَا یعنی ہر معاملہ میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیئے۔ اخلاطہا۔ بدن کی چاروں خلطیں سودا، صفرا، خون، بلغم اگر اعتدال پر رہتی ہیں تو صحت رہتی ہے ورنہ انسان مریض ہو جاتا ہے۔

[4] عرض یعنی کسی عارض کی وجہ سے۔

[5] در صفت یعنی جس طرح ساتھی کوئی کام کرے ویسا ہی تو کر اُس سے بڑھ کر نہ کر ورنہ اختلاف پیدا ہو جائیگا۔

[6] نطقِ موسیٰ۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کی باہمی گفتگو

آں فِرونی باخضرؑ آمد شقاق — گفت تو مُکثری ھٰذا فراق
وہ بڑھوتری (حضرت) خضرؑ سے جُدائی بنگئی — انھوں نے کہدیا تو زیادہ بات کرتا ہے اب جدائی ہے

موسیا بسیار گوئی درگذر[1] — چند گوئی رو وصال آمد بسر
اے موسیٰؑ! تم بہت بولتے ہو، معاف کرو — کتنا بولوگے؟ جاؤ، ساتھ ختم ہوا

موسیا بسیار گوئی خیز و رَو — ورنہ بامن گنگ باش و کور شو
اے موسیٰؑ! تم بہت بولتے ہو، اٹھو اور جاؤ — ورنہ میرے ساتھ گونگے اور اندھے بنو

ور نرفتی وز ستیزہ شستۂ — تو بمعنیٰ رفتہ و بگسستۂ
اگر تم نہ گئے، اور ضد سے بیٹھے رہے — تو تم باطنی طور پر چلے گئے ہو اور علیحدہ ہوگئے ہو

چوں حدث کردی تو ناگاہ در نماز — گویدت سوئے طہارت رَو بتاز
جب تم اتفاقاً نماز میں ناپاک ہوگئے — وہ نماز تم سے کہتی ہے پاکی کے لئے جاؤ، دوڑو

ور نرفتی خشک جُنباں می شوی — خود نمازت رفت بنشیں اے غوی
اگر تم نہ گئے تو خالی حرکت کرنے والے ہو — اے گمراہ! جب تیری نماز جاتی رہی بیٹھ جا

رَو بر آنہا[2] کہ ہم جُفت تواند — عاشقان و تشنۂ گفتِ تواند
اُن کے پاس جا، جو تیرے جوڑ کے ہیں — تمہاری باتوں کے عاشق اور پیاسے ہیں

پاسباں بر خوابناکاں بر فزود — ماہیاں را پاسباں حاجت نبود
پہرہ داری سوئے ہوؤں پر بخشش ہے — مچھلیوں کو پہرے دار کی ضرورت نہ تھی

جامہ پوشاں را نظر برگازر ست — جانِ عُریاں را تجلّی زیور ست
کپڑا پہننے والوں کی نظر دھوبی پر ہے — عُریاں جان کے لئے تجلّی زیور ہے

یا ز عُریاناں[3] بیک سُو باز رَو — یا چو ایشاں فارغ از تن جامہ شو
یا ننگوں سے علیحدہ ہوکر چل — یا ان کی طرح بدن کے کپڑے سے بے نیاز بن

ور نمی تانی کہ کل عُریاں شوی — جامہ کم کن تا رَہِ اوسط رَوی
اگر تو نہیں کرسکتا کہ بالکل ننگا ہو — تو کپڑے کم کردے تاکہ تو درمیانی راہ چلے

عُذر گفتن فقیر باآں شیخ خانقاہ

خانقاہ کے شیخ کے فقیر کا عُذر کرنا

پس فقیر آں شیخ را احوال گفت — عُذر را باآں غرامت کرد جُفت
پھر درویش نے اس شیخ سے احوال کہے — اس الزام کے ساتھ عذر کو ملایا

---

[1] درگذر۔ معاف کر، وصال۔ یعنی ساتھ رہنا۔ ورنہ۔ جو کچھ میں کہوں اسکے بارے میں سوال نہ کرو جو دیکھو اسپر اعتراض نہ کرو۔ شستۂ۔ نشستۂ کا مخفف ہے۔ بگسستۂ۔ یعنی میری مرضی کے بغیر ساتھ بھی رہوگے تو بھی باطنی طور پر مجھ سے علیحدہ ہوگئے ہو۔ چوں حدث۔ اگر نماز میں کوئی ناپاک ہوجائے اور وہ پھر رکوع سجدے کرتا رہے تو بیکار ہے محض اٹھک بیٹھک ہے نماز نہیں ہے۔

[2] رَو بر آنہا۔ جو تیری طرح بسیار گو ہوں اور تیری طرح بسیار گوئی کے عاشق و مشتاق ہوں انکے ساتھ رہ۔ پاسباں۔ جب افادہ اور استفادہ ختم ہوگیا تو حاضری محض پہرہ داری ہے جس کی اہل اللہ کو ضرورت نہیں پہرہ داری کی ضرورت سونیوالوں کو ہوتی ہے اہل اللہ ہر وقت بیدار رہتے ہیں۔ جامہ پوشاں۔ کپڑے پہننے والوں اور دھوبی کا جوڑ ہے ننگے اور دھوبی کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔

[3] یا ز عریاناں۔ یا تو تم بھی علائقِ دنیوی قطع کرکے اہل اللہ کی صحبت اختیار کرو ورنہ ان سے علیحدگی اختیار کرلو۔ ور نمی تانی۔ اگر بالکلیہ دنیا سے غیر متعلق نہیں ہوسکتے ہو تو تعلق کو کم کرو۔ غرامت۔ تاوان، الزام۔

هر سوالِ شیخ را داد اُو جواب — چوں جواباتِ[1] خضرؑ خوب و صواب
شیخ کے ہر سوال کا اُس نے جواب دیا — (حضرت) خضرؑ کے جیسے اچھے اور صحیح جواب

آں جواباتِ سوالاتِ کلیمؑ — کِش خضرؑ بنمود از ربِّ علیم
(حضرت موسیٰؑ) کلیم کے سوالوں کے جواب — جو اُن کو خدائے علیم کی جانب سے حضرت خضرؑ نے دیئے

گشت مشکلہاش حل و افزوں ز یاد — از پئے ہر مشکلش مفتاح داد
اُن کی مشکلیں حل ہو گئیں اور مزید (یہ کہ) — اُن کی ہر مشکل کی ایک کنجی دے دی

از خضرؑ درویش ہم میراث داشت — در جوابِ شیخ ہمت بر گماشت
درویش بھی (حضرت) خضرؑ کی میراث رکھتا تھا — شیخ کے جواب میں توجہ کی

گفت راہِ اوسط ار چہ حکمت ست — لیک اوسط نیز ہم با نسبت ست
(درویش نے) کہا درمیانی راہ اگرچہ دانائی ہے — لیکن (کسی چیز کا) اوسط ہونا بھی نسبتی ہے

آبِ جُو[2] نسبت با اُشتر ہست کم — لیک باشد موش را آں ہمچو یم
نہر کا پانی اونٹ کی نسبت سے کم ہے — لیکن چوہے کے لئے وہ سمندر کی طرح ہے

ہر کرا باشد وظیفہ چار ناں — دو خورد یا سہ خورد ہست اوسط آں
جس کی یومیہ خوراک چار روٹیاں ہوں — دو کھائے یا تین کھائے وہ اوسط ہے

ور خورد ہر چار دور از اوسط ست — اُو اسیرِ حرص مانندِ بط ست
اگر وہ چاروں کھائے اوسط سے دور ہے — وہ بطخ کی طرح حرص کا قیدی ہے

ہر کہ اُو را اشتہا دہ ناں بود — شش خورد میداں کہ اوسط آں بود
جس کی بھوک دس روٹی کی ہو — وہ چھ کھائے تو سمجھ لے کہ وہ اوسط ہے

چوں[3] مرا پنجاہ ناں ست اشتہے — مر ترا شش گردہ، ہمدستیم نے
جب مجھے پچاس روٹیوں کی بھوک ہے — تجھے چھ روٹیوں کی، ہم برابر ہیں؟ نہیں

تو بدہ رکعت نماز آئی ملول — من بپانصد در نہ آیم در نحول
تو دس رکعت نماز میں تھک جاتا ہے — میں پانچ سو سے بھی کمزور نہیں ہوتا

آں یکے تا کعبہ حافی می رود — ویں یکے تا مسجد از خود می شود
وہ ایک کعبہ تک ننگے پیر جاتا ہے — اور یہ ایک مسجد تک بے خود ہو جاتا ہے

---

[1] جواباتِ حضرؑ: حضرت خضرؑ نے حضرت موسیٰؑ کو تسلی بخش جواب دیئے تھے۔ آں جوابات۔ حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ کے سوالات کے جواب اللہ تعالٰی نے حضرت خضرؑ کی زبان سے دلائے۔ گشت۔ حضرت موسیٰؑ کو جس قدر اشکالات پیش آئے تھے وہ اُن کے لئے یادداشت سے بھی زیادہ حل ہو گئے اور اشکال کے کھولنے کی کنجی انکے ہاتھ آگئی۔ از خضرؑ۔ اُس درویش کو بھی جواب دہی کے میراث حضرت خضرؑ سے حاصل تھی۔ ہمت۔ باطنی توجہ۔ گفت۔ درویش نے جواب میں کہا بیشک درمیانی راہ دانائی کی بات ہے لیکن کسی چیز کا درمیانی ہونا نسبتی بات ہے ہر چیز کسی چیز کے اعتبار سے درمیانی ہے کسی چیز کے اعتبار سے کم ہے اور کسی چیز کے اعتبار سے زیادہ۔

[2] آبِ جو۔ پہلے قصہ میں نہر کا پانی اونٹ کے اعتبار سے کم تھا اور چوہے کے اعتبار سے بہت زیادہ تھا۔ ہر کرا۔ جس کی خوراک چار روٹیاں ہوں اگر وہ دو یا تین کھائے تو درمیانی بات ہے اور اگر چار کھائے تو اوسط اور درمیانی بات نہ ہوگی۔ بط۔ بطخ ہر وقت کھاتی ہے۔ ہر کہ۔ جس کی خوراک دس روٹیاں ہوں اگر وہ چھ کھائے تو اوسط اور درمیانی بات ہے۔

[3] چوں مرا۔ پچاس روٹیاں کھانے والا اور چھ روٹیوں کی خوراک والا برابر نہیں ہیں۔ تو بدہ رکعت۔ ایک شخص نماز کی دس رکعتوں میں تھک جاتا ہے۔ تو دس رکعتیں اُس کے اعتبار سے زیادہ ہیں ایک شخص پانچسو رکعتیں پڑھ کر بھی نہیں تھکتا اُسکے اعتبار سے یہ دس رکعتیں کم ہیں۔ آں یکے۔ ایک شخص کعبہ تک ننگے پیر آسانی جا سکتا ہے تو کعبہ تک ننگے پیر جانا اُسکے اعتبار سے افراط نہیں ہے دوسرا شخص جو محلّہ کی مسجد تک بھی ننگے پیر نہ جا سکے اُسکے اعتبار سے وہ افراط ہے۔

آں[1] یکے در پاکبازی جاں بداد — ویں دگر جاں کند تا یک ناں بداد
ایک نے پاکبازی میں جان دے دی — دوسرے کی جان نکلتی ہے یہاں تک کہ ایک روٹی دی

ایں وسط در با نہایت می رود — کہ مر او را اوّل و آخر بود
یہ وسط محدود چیزوں میں چلتا ہے — جن کا اوّل اور آخر ہو

اوّل و آخر بباید تا دراں — در تصور گنجد اوسط یا میاں
اوّل اور آخر چاہیئے تاکہ ان میں — اوسط یا بیچ متصور ہو سکے

بے نہایت چوں ندارد[2] دو طرف — کے بود او را میانہ منصرف
لا محدود چونکہ دونوں کنارے نہیں رکھتا ہے — تو اسکے لئے (افراط و تفریط کے) ہٹا ہوا درمیان کب ہو سکتا ہے

اوّل و آخر نشانش کس نداد — گفت لو کان لہ البحر مداد
اس کے اوّل اور آخر کا کسی نے پتہ نہیں دیا — فرمایا، خواہ اس کی روشنائی سمندر ہوں

ہفت دریا گر شود کلّی مدید[2] — نیست مر پایان شدن را ہیچ امید
پورے سات سمندر اگر روشنائی بنیں — ختم ہونے کی کوئی امید نہیں ہے

باغ و بیشہ گر بود یکسر قلم — زیں سخن ہرگز نگردد ہیچ کم
باغ اور جنگل اگر سب قلم بن جائیں — اس بات کا ہرگز کچھ کم نہ ہوگا

آں ہمہ حبر و قلم فانی شود — ویں حدیث بے عدد باقی بود
سب روشنائی اور قلم فنا ہو جائینگے — یہ اَن گنت بات باقی رہے گی

حالت من خواب را ماند گہے — خواب پندارد مر او را گمرہے
کبھی میری حالت نیند کی جیسی ہوتی ہے — اس کو گمراہ نیند سمجھتا ہے

چشم من خفتہ دلم بیدار داں — شکل[3] بیکار مرا برکار داں
میری آنکھ کو سویا ہوا، میرے دل کو بیدار سمجھ — میری بے کار صورت کو باکار سمجھ

گفت پیغمبر کہ عینای تنام — لاینام قلبی عن رب الانام
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں — میرا دل مخلوق کے پروردگار سے نہیں سوتا ہے

گفت پیغمبر کہ خسپد چشم من — لیک کے خسپد دلم اندر وسن
پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں — لیکن نیند میں میرا دل کب سوتا ہے؟

شروع کیا ہے — [3] شکل بیکار۔ یعنی جبکہ میں بظاہر سویا ہوا ہوں اُس وقت بھی دل یادِ خدا میں ہوتا ہے۔ گفت۔ حدیث شریف ہے۔ تنام عینای ولاینام قلبی میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا ہے۔ وسن۔ نیند۔

[1] آں یکے۔ ایک پاکباز کے لئے جان دینا آسان ہے بخیل کی روٹی دینے میں جان نکلتی ہے۔ ایں وسط۔ ابتک تو اس درویش نے یہ سمجھایا تھا کہ میری خوراک انکے اعتبار سے زیادہ ہے لیکن میرے اعتبار سے وہ وسط درجہ ہے اب گفتگو کے بارے میں جواب دیتا ہے کہ درمیان اُس چیز کا ہوتا ہے جس کی ابتدا اور انتہا ہو تو اُس چیز کا وسط اور درمیان متعین ہو سکتا ہے لیکن لامحدود اور لامتناہی کا وسط متعین نہیں کیا جا سکتا کلمہ اور کلام لامحدود ہے۔ لو کان البحر مدادا قرآن پاک میں ہے۔ قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا یعنی آپ کہہ دیجئے کہ میرے رب کے کلمات لکھنے کے لئے اگر سمندر روشنائی بنے تو سمندر ختم ہو جائیگا قبل اسکے کہ اللہ کے کلمات ختم ہوں۔ اگرچہ اُس جیسا اور سمندر مدد کیلئے لائیں یہ اللہ کے کلمات کے لئے آیت ہے لیکن مولانا نے اس سے مطلق کلمہ اور کلام مراد لیکر استدلال ذکر کر دیا ہے۔ [2] مدید۔ مداد کا املا ہے، روشنائی۔ باغ و بیشہ۔ تمام باغوں اور جنگلوں کی لکڑیوں کے قلم بنائے جائیں۔ حبر روشنائی۔ حدیث بے عدد۔ اللہ کے کلمات۔ حالت ما۔ اُس درویش نے اپنی نیند کے بارے میں اعتراض کا جواب

چشمِ تو[1] بیدار و دل رفتہ بخواب ۔۔ چشمِ من خفتہ دلم در فتحِ باب

تیری آنکھیں بیدار ہیں اور دل نیند میں ہے ۔۔ میری آنکھیں سوئی ہوئی ہیں میرا دل غیب میں مشغول ہے

مر دلم را پنج حسِّ دیگر ست ۔۔ حسِّ دل را ہر دو عالم منظر ست

میرے دل کے دوسرے پانچ حواس ہیں ۔۔ دل کے حس کیلئے دونوں عالم منظورِ نظر ہیں

تو[2] ز ضعفِ خود مکن در من نگاہ ۔۔ بر تو شب بر من ہماں شب چاشتگاہ

تو اپنی کمزوریوں سے مجھے نہ دیکھ ۔۔ تیرے لئے رات ہے، مجھ پر وہی رات صبح ہے

بر تو زنداں بر من آں زنداں چو باغ ۔۔ عینِ مشغولی مرا گشتہ فراغ

تیرے لئے قید خانہ ہے میرے لئے وہ قید خانہ باغ جیسا ہے ۔۔ تو بالکل مشغول ہے، مجھے فراغت حاصل ہے

پائے تو در گِل مرا گِل گشتہ گُل ۔۔ مر ترا ماتم مرا سور و دُہل

تیرا پیر کیچڑ میں ہے، میرے لئے کیچڑ پھول ہے ۔۔ تیرے لئے سوگ، میرے لئے خوشی اور ڈھول ہو

در زمینم با تو ساکن در محل ۔۔ می دوَم بر چرخِ ہفتم چوں زحل

میں زمین پر تیرے ساتھ ایک جگہ پر ہوں ۔۔ ساتویں آسمان پر زحل کی طرح دوڑتا ہوں

ہمنشینت من نیم سایہ من ست ۔۔ بر تر از اندیشہا پایہ من ست

میں تیرا ہم نشین نہیں ہوں، میرا سایہ ہے ۔۔ میرا مرتبہ خیالات سے بالاتر ہے

زانکہ من ز اندیشہا بگذشتہ ام ۔۔ خارجِ اندیشہ پویاں گشتہ ام

کیونکہ میں خیالات سے بالاتر ہو گیا ہوں ۔۔ میں خیال (کی حد) سے باہر دوڑتا ہوں

حاکمِ[3] اندیشہ ام محکوم نے ۔۔ زانکہ بنّا حاکم آمد بر بنے

میں خیال پر حاکم ہوں، محکوم نہیں ہوں ۔۔ کیونکہ بنانے والا عمارت پر حاکم ہوتا ہے

جملہ خلقاں سخرۂ اندیشہ اند ۔۔ زاں سبب خستہ دل و غم پیشہ اند

تمام مخلوق فکر کی محکوم ہے ۔۔ اس لئے دل شکستہ اور غمگین ہے

قاصداً خود را باندیشہ دہم ۔۔ چوں بخواہم از میانشاں بر جہم

میں قصداً اپنے آپ کو فکر کے سپرد کر دیتا ہوں ۔۔ جب چاہتا ہوں اُن کے درمیان سے کود جاتا ہوں

من چو مرغِ اوجم اندیشہ مگس ۔۔ کے بود بر من مگس را دسترس

میں بلندی کا پرندہ ہوں، فکر مکھی ہے ۔۔ مجھ پر مکھی کی دسترس کب ہو سکتی ہے؟

---

[1] چشمِ تو بیدار۔ درویش نے معترض سے کہا۔ فتحِ باب۔ یعنی اسرارِ الٰہی کے دروازہ کی کشادگی۔ مر دلم۔ حواسِ ظاہری کے علاوہ میرے دل کے بھی حواس ہیں۔ حواسِ ظاہری عالمِ دنیا کا ادراک کرتے ہیں دل کے حواس کا عالمِ آخرت منظر ہے۔ منظر۔ دیکھنے کی جگہ۔

[2] تو ز ضعف یعنی تو اپنی حالت پر مجھے قیاس نہ کر۔ تیرا دل خوابیدہ ہے میرا دل بیدار ہے تو تیری شب میری صبح ہے دنیاوی مشاغل تیرا قید خانہ ہیں میں اِس دنیا میں بھی باغ میں ہوں مشاغلِ دنیوی سے آزاد ہوں مشاغلِ دنیوی میں تو مشغول ہے میں اُن سے فارغ ہوں۔ پائے تو۔ تو دنیا میں پھنسا ہوا ہے اور یہی دنیا میرے توجہ الی الحق کا ذریعہ ہے تو یہ تیرے لئے سوگ میرے لئے خوشی اور خوشی کا ذریعہ ہے۔ دُہل ڈھول جو عموماً شادیوں میں بجایا جاتا ہے۔ در زمینم۔ میں دنیا میں رہتے ہوئے بھی عالمِ بالا کی سیر کرتا ہوں۔ سایہ من ست۔ میرا جسمِ ناسوتی تیرا ہم نشین ہے جو بمنزلہ سایہ کے ہے اور اصل روح ہے جو وحدت کی وجہ سے فکر و اندیشہ سے بالا تر ہے۔

[3] حاکمِ اندیشہ۔ مجھے اپنے خیالات پر پورا قابو ہے جس طرح بنانے والے کو عمارت پر قابو ہوتا ہے۔ جملہ خلقاں۔ عام لوگ اپنے خیالات کے تابع ہوتے ہیں اسی لئے غم و فکر میں مبتلا رہتے ہیں۔ قاصداً۔ اولیاء اللہ اپنے اوپر استغراق وغیرہ کی کیفیات طاری کرتے رہتے ہیں۔ من چو۔ بلند پرواز پرندہ پر مکھی نہیں بیٹھتی ہے۔

قاصدًا[1] زیر آیم از اوجِ بلند | تا شکستہ پایگاں بر من تنند
میں کبھی قصدًا بلند اونچائی سے نیچے آجاتا ہوں | تاکہ شکستہ پا لوگ میرے چاروں طرف جمع ہوجائیں

چوں ملالم گیرد از سفلی صفات | بر پرم ہمچوں طیور الصّافات
نچلی صفات سے جب میں ملول ہوجاتا ہوں | الصافات پرندوں کی طرح اوپر اڑ جاتا ہوں

پرِ من رستست ہم از ذاتِ خویش | بر نچفسانم دو پرِ من با سریش
میرے پر اپنی ذات سے اُگے ہیں | میں اپنے دونوں پر سریش سے نہیں چپکاتا ہوں

جعفرِ طیّار[2] را پر جاریہ ست | جعفرِ طرّار را پر عاریہ است
(حضرت) جعفرِ طیار رضی کے پر چالو ہیں | جعفرِ طرّار کے پر مانگے ہوئے ہیں

نزدِ آنکہ لم یذق دعویست ایں | نزدِ سکّانِ اُفق معنی ست ایں
جس نے مزا نہ چکھا ہو اُسکے لئے یہ باتیں محض) دعویٰ ہیں | اُفق کے رہنے والوں کے لئے یہ حقیقت ہے

لاف و دعویٰ باشد ایں پیشِ غُراب | دیگ تی و پُر یکے پیشِ ذُباب
کوّے کے سامنے یہ محض) دعویٰ اور ڈینگ ہے | مکھی کے لئے بھری اور خالی دیگ یکساں ہے

چونکہ در تو می شود لقمہ گہر | تن مزن چندانکہ بتوانی بخور
جب تجھ میں لقمہ موتی بن جائے | پہلو تہی نہ کر جتنا ممکن ہو کھا

شیخ[3] روزے بہرِ دفعِ سوئے ظن | در لگن قے کرد و پُر دُر شد لگن
ایک دن شیخ نے بدگمانی رفع کرنے کیلئے | سلپچی میں قے کردی اور سلپچی موتیوں سے بھر گئی

گوہرِ معقول را محسوس کرد | پیرِ بینا بہرِ کم عقلیِ مرد
عقلی موتیوں کو محسوس کر دیا | بینا پیر نے (اُس) شخص کی کم عقلی کی وجہ سے

چونکہ در معدہ شود پاکت پلید | قفل نہ بر حلق و پنہاں کن کلید
چونکہ معدہ میں تیرا پاک ناپاک بن جاتا ہے | حلق پر تالا لگالے اور کنجی کو چھپا دے

ہر کہ در وے لقمہ شد نورِ جلال | ہر چہ خواہد گو بخور او را حلال
جس میں لقمہ اللہ (تعالیٰ) کا نور بن جائے | کہہ دے وہ جو بھی چاہے کھائے اُس کیلئے حلال ہے

تی۔ تہی کا مخفف ہے چونکہ جبکہ لذیذ غذائیں شہوانی قوتوں کے اضافہ کا سبب بنیں تو حسبِ خواہش کھائی جاسکتی ہیں ۔۔۔۔ [3] شیخ روزے۔ یہی درویش جو اپنی بسیار خوری کی معذرت کر رہے تھے انہوں نے کھایا ہوا قے کرکے دکھایا۔ گوہرِ معقول۔ کھانے کا گوہر بننا اگرچہ حقیقتًا نہیں ہوتا بلکہ وہ اولیاء کے پیٹ میں پُر انوار بنتا ہے لیکن انھوں نے بطور کرامت معنوی موتی کو ظاہری موتی بھی کرکے دکھا دیا۔ چونکہ۔ عوام اور راہِ سلوک طے کرنے والوں کے معدے میں پاک چیز پہنچ کر بھی ناپاک بن جاتی ہے اس لئے اُن کو کم خوری چاہیئے۔

[1] قاصدًا۔ انبیاء اور اولیاءؑ اپنے مقام سے نزول اختیار کرلیتے ہیں تاکہ عوام اُن سے مستفید ہوسکیں۔ چوں ملالم۔ جب عوام کی سطح اختیار کرنے سے ملال پیدا ہوتا ہے تو پھر عروج اختیار کرلیتے ہیں۔ پرِ من۔ یہ میرا عروج میرا ذاتی ہے، مستعار نہیں ہے۔

[2] جعفرِ طیار۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی ہیں ۸ھ میں غزوۂ موتہ میں چند ہزار فوج کے ساتھ تین لاکھ فوج کا مقابلہ کرتے ہوئے دونوں بازو کٹ جانے کے بعد شہید ہوئے تو آنحضور نے بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو جنت میں دو بازو ایسے عنایت کردیئے ہیں جن کے ذریعہ وہ جہاں چاہتے ہیں اُڑ کر چلے جاتے ہیں اس بشارت کی وجہ سے اُن کا لقب "طیار" بہت اُڑنے والا" اور "ذوالجناحین" دو بازوؤں والا" پڑا۔ جعفرِ طرار۔ جیب تراش جعفر عرب کا بہت چالاک شخص تھا جس نے دو فرضی بازو لگا رکھے تھے۔ نزدِ۔ اسرار کی یہ باتیں اُن لوگوں کے نزدیک محض دعویٰ ہیں جو اس ذوق سے واقف نہیں۔ اصحابِ ذوق کیلئے یہ حقیقت ہیں۔ ایں۔ اسرار کا بیان۔ غراب۔ کوا جو چالاکی میں مشہور ہے۔ دیگ۔ مکھی کے لئے ایک ذرہ خوراک کافی ہے وہ دیگ کے پُر اور خالی ہونے کے فرق کو محسوس نہیں کرسکتی ہے۔

در¹ بیانِ صدقِ دعویٰ کہ محضِ معنیٰ بُود نزدیکِ صاحبِ حال و دُوری بیگانگاں

اُس دعوے کی سچائی کے بیان میں جو صاحبِ حال کے نزدیک حقیقت ہے اور بیگانوں کی اُس سے دُوری

گر تو ہستی آشنائے جانِ من — نیست دعویٰ گفتِ معنیٰ لانِ من
اگر تو میری جان سے واقف ہے — میری حقیقت آشنایانہ گفتگو دعویٰ نہیں ہے

گر بگویم نیم شب پیشِ تو اَم — ہیں مترس از شب کہ من خویشِ تو اَم
اگر میں آدھی رات میں کہوں میں تیرے سامنے ہوں — خبردار! رات (ہونے کی وجہ) سے نہ ڈر میں تیرا اپنا ہوں

ایں دُو² دعویٰ پیشِ تو معنیٰ بُود — چوں شناسی بانگِ خویشاوندِ خود
یہ دونوں دعوے تیرے لئے حقیقت ہونگے — جبکہ تو اپنوں کی آواز کو پہچانتا ہے

پیشی و خویشی دو دعویٰ بود لیک — ہر دُو معنیٰ بود پیشِ فہمِ نیک²
سامنے ہونا اور اپنا ہونا دو دعوے ہیں — دونوں دعوے اچھی سمجھ کیلئے حقیقت ہوں گے

قربِ آوازش گواہی می دہد — کایں دم از نزدیکِ یارے می جہد
آواز کا قرب گواہی دیتا ہے — کہ یہ آواز کسی دوست کے پاس سے آرہی ہے

لذتِ² آوازِ خویشاوند نیز — شُد گوا بر صدقِ آں خویشِ عزیز
اپنوں کی آواز کی لذت بھی — اُس اپنے پیارے کی سچائی پر گواہ بن گئی

باز بے الہامِ احمق کو زِ جہل — می نداند بانگِ بیگانہ زِ اہل
پھر الہام سے محروم احمق جو کہ نادانی سے — غیر کی آواز کو اپنے کی آواز سے نہیں پہچانتا ہے

پیشِ اُو دعویٰ بُود گفتارِ اُو — جہلِ اُو شُد مایۂ انکارِ اُو
اُس کے سامنے اُس کا دعویٰ (محض) گفتار ہوگی — اُس کا جہل اُس کے انکار کا سرمایہ ہوگا

پیشِ³ زیرک کاندرونش نورہاست — عینِ ایں آواز معنیٰ بُود راست
عقلمند کے سامنے جس کے اندر نور ہیں — بعینہ یہ آواز صحیح حقیقت ہوتی ہے

یا بتازی گفت یک تازی زباں — کہ ہمی دانم زبانِ تازیاں
یا کوئی عربی زباں داں عربی میں کہے — کہ میں عربوں کی زبان جانتا ہوں

عینِ تازی گفتنش معنیٰ بُود — گرچہ تازی گفتنش دعویٰ بُود
اُس کا عربی میں بولنا حقیقت ہوگی — اگرچہ اُس کا عربی میں کہنا دعویٰ ہے

---

۱ دربیان - اب چند مثالیں ایسی دیتے ہیں جن میں خود دعویٰ ہی دلیل ہوتا ہے اور وہ دعویٰ دلیل سے مستغنی ہوتا ہے۔ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

گر تو ہستی - اگر تو صاحبِ باطن ہے۔ دعویٰ یعنی جو دلیل کا محتاج ہو گفت معنیٰ لان - لان مخفف لانہ بمعنیٰ آشیانہ ہے معنیٰ لان یعنی لانۂ معنیٰ اور یہ مضاف و مضاف الیہ گفت کی صفت ہے۔ گر بگویم - یہ اسکی پہلی مثال ہے کہ بعض دعوے خود اپنی دلیل ہوتے ہیں کسی دوسری دلیل کے محتاج نہیں ہوتے۔ ایں دو دعویٰ یعنی سامنے ہونا اور رشتہ دار ہونا۔ فہم نیک۔ عقلِ سلیم ان دونوں دعووں کو حقیقت سمجھے گی اور ثبوت کی طالب نہ ہوگی۔

۲ لذت - رشتہ دار کی آواز کی لذت دعوے کی گواہ ہے۔ باز بے الہام - جو اللہ کی جانب سے الہام سے محروم ہیں وہ اپنے اور بیگانہ کی آواز میں امتیاز نہیں کر سکتے ہیں اُن کے سامنے کسی بزرگ کا کچھ کہنا بیکار ہے وہ اپنی نادانی سے فوراً انکار کر دیتے ہیں۔

۳ پیشِ زیرک - جو لوگ عقلمند ہیں اور اُن کو حق سے مناسبت ہے وہ فوراً بزرگوں کی بات پر یقین کر لیتے ہیں اور کسی دلیل کے بھی طالب نہیں ہوتے۔ یا بتازی - یہ دوسری مثال ہے کہ عربی داں کا عربی زبان میں دعویٰ خود دعویٰ اور دلیل ہے۔

یا نویسد[1] کاتبے بر کاغذے
یا کوئی کاتب کاغذ پر لکھے
کاتب و خط خوانم و من ابجدے
میں لکھنے والا ہوں اور خط پڑھ لیتا ہوں اور میں ابجد جانتا ہوں

ایں نوشتہ گرچہ خود دعویٰ بود
یہ لکھا ہوا اگرچہ دعوے ہے
ہم نوشتہ شاہدِ معنیٰ بود
لکھا ہوا ہی ثبوت کا گواہ بھی ہے

یا بگوید صوفئے دیدی تو دوش
یا کوئی صوفی کہے کہ تو نے کل رات دیکھا
درمیانِ خواب سجّادہ بدوش
خواب میں کندھے پر مصلیٰ ڈالے ہوئے

من بُدم آں و انچہ گفتم خواب در
وہ میں تھا اور جو میں نے خواب میں کہا
با تو اندر خواب در شرحِ نظر
تجھے نظر (وفکر) کی تشریح میں

گوش کن چوں حلقہ اندر گوش کن
یاد رکھ، بالے کی طرح کان میں ڈال لے
ایں سخن را پیشوائے ہوش کن
اس بات کو ہوش کا راہبر بنالے

چوں ترا یاد آید آں خواب ایں سخن
جب تجھے خواب یاد آئے گا، یہ بات
معجزہ نو باشد و رازِ کہن
نیا معجزہ ہوگی اور پرانا راز

گرچہ دعویٰ می نماید ایں ولے
اگرچہ یہ دعویٰ نظر آتا ہے، لیکن
جانِ صاحب واقعہ گوید بلے
صاحبِ واقعہ کا دل ہاں کہتا ہے

پس[2] چو حکمت ضالّۂ مومن بود
جبکہ دانائی کی بات مومن کی گم شدہ چیز ہوتی ہے
آں ز ہر کہ بشنود موقن شود
اسکو جس سے سنتا ہے یقین کرنیوالا ہوجاتا ہے

چونکہ خود را پیشِ او یابد فقط
جبکہ وہ اپنے آپ کو بالکل انکے سامنے پاتا ہے
کے بود شک چوں کند خود را غلط
شک کب ہوسکتا ہے؟ اپنے آپکو غلط کیسے بنا سکتا ہے؟

تشنہ را چوں بگوئی تو شتاب
جب تو پیاسے کو کہے، دوڑ
در قدح آبست و بستان زود آب
پیالے میں پانی ہے، جلد پانی لے لے

ہیچ گوید تشنہ کیں دعویست رَو
کبھی پیاسا کہتا ہے یہ دعویٰ ہے، جا
از برم اے مدّعی مہجور شو
اے مدعی! مجھ سے دور ہو

یا گواہ و حجتے بنما کہ ایں
یا (یہ کہتا ہے کہ) گواہ اور دلیل لا کہ یہ
جنسِ آبست و ازاں ماءِ معین
پانی کی جنس ہے اور شیریں پانی میں سے ہے

یا[3] بطفلِ شیر مادر بانگ زد
یا دودھ پیتے بچے کو ماں نے آواز دی ہو
کہ بیا من مادرم ہاں اے ولد
کہ اے بچے! آ میں (تیری) ماں ہوں

---

[1] یا نویسد۔ یہ تیسری مثال ہے اگر کوئی شخص کاغذ پر لکھے کہ میں حروفِ تہجی سے واقف ہوں اور لکھنا جانتا ہوں تو یہ دعویٰ بھی ہے اور خود دلیل بھی ہے۔ یا بگوید۔ یہ چوتھی مثال ہے اگر کوئی بزرگ کسی سے اُس کا رات کا دیکھا ہوا خواب بیان کردے اور یہ کہے کہ تم نے جو خواب میں ایک شخص دیکھا تھا اور اُس نے فلاں فلاں نصیحتیں کی تھیں وہ میں ہی تھا تو تم اسکے دعوے کو فوراً مان لوگے اور کبھی مزید دلیل کے طالب نہ بنوگے۔ رازِ کہن۔ یعنی جو خواب میں دیکھا تھا۔ صاحبِ واقعہ۔ یعنی جس نے خواب دیکھا تھا۔

[2] پس چو حکمت۔ حکمت و دانائی کی بات کو مومن کی گم شدہ چیز قرار دیا گیا ہے۔ اپنی چیز گم کرنیوالا جب گم شدہ چیز کو دیکھتا ہے فوراً پہچان لیتا ہے اُس کو کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ موقن۔ یقین کرنے والا۔ تشنہ۔ ایک مومن کے حکمت کو پہچان لینے کی مثال یہ ہے کہ اگر پیاسے سے کہا جائے کہ جلد آجا پیالے میں پانی ہے لے لے تو فوراً دوڑ پڑیگا کبھی دلیل کا طالب نہ ہوگا۔

[3] یا بطفل۔ اگر ماں اپنے دودھ پیتے بچے کو کہتی ہے کہ جلد آجا میں دودھ پلا دوں تو وہ بچہ فوراً اُس کا دعویٰ مان لیتا ہے اور کبھی دلیل کا طالب نہیں بنتا ہے۔

طفل گوید مادرا حجت بیار
(کیا) بچہ کہتا ہے کہ اے ماں! دلیل لا؟

تا کہ با شیرت بگیرم من قرار
تاکہ تیرے دودھ سے مجھے چین نصیب ہو

در دل[۱] ہر امتی کز حق مزہ است
جس امتی کے دل میں حق کا ذائقہ ہے

روی و آوازِ پیمبر معجزہ است
پیغمبر کا چہرہ اور آواز معجزہ ہے

چوں پیمبر از بروں بانگے زند
جب پیغمبر باہر سے پکارتا ہے

جانِ امت در دروں سجدہ کند
امت کی روح اندر سجدہ کرتی ہے

زانکہ جنس بانگِ او اندر جہاں
اس لئے کہ اس کی آواز کی مانند دنیا میں

از کسے نشنیدہ باشد گوشِ جاں
روح کے کان نے کسی کی آواز نہیں سنی

آں غریب[۲] از ذوقِ آوازِ غریب
وہ مسافر عجب آواز کے ذوق سے

در سجود آید بحق گردد قریب
سجدہ میں گر جاتا ہے اور اللہ (تعالیٰ) سے قریب ہو جاتا ہے

چوں کند سجدہ ز جان و دل غریب
جب مسافر دل و جان سے سجدہ کرتا ہے

از زبانِ حق شنید انّی قریب
اللہ (تعالیٰ) کی زبان سے سنتا ہے "بیشک میں قریب ہوں"

سجدہ کردنِ یحییٰ ؑ و مسیح ؑ یک دیگر را در شکمِ مادر
حضرت یحییٰ ؑ و حضرت مسیح ؑ کا ماں کے پیٹ میں ایک دوسرے کو سجدہ کرنا

مادرِ[۳] یحییٰ ؑ چو حامل بود از و
(حضرت) یحییٰ کی والدہ جب انسے حاملہ تھیں

بود با مریم نشستہ دو بدو
(حضرت) مریم ؑ کے روبرو بیٹھی تھیں

مادرِ یحییٰ ؑ بمریم ؑ در نہفت
(حضرت) یحییٰ ؑ کی والدہ نے حضرت مریم ؑ سے آہستہ سے

پیشتر از وضعِ حملِ خویش گفت
اپنے وضع حمل سے پہلے ــــ کہا

کہ یقیں دیدم درونِ تو شہے ست
کہ مجھے یقین ہے کہ آپ کے پیٹ میں ایک شاہ ہے

کہ اولوالعزم و رسول آگہے ست
جو کہ بڑے درجہ کا اور باخبر رسول ہے

چوں برابر اوفتادم با تو من
جب میں آپ کے برابر آئی

کرد سجدہ حملِ من اے ذوالفطن
اے عقلمند! میرے حمل نے سجدہ کیا

ایں جنیں مر آں جنیں را سجدہ کرد
پیٹ کے اس بچہ نے پیٹ کے اس بچہ کو سجدہ کیا

کز سجودش در تنم افتاد درد
جس کے سجدے سے میرے بدن میں درد ہوا

گفت مریم ؑ من درونِ خویش ہم
(حضرت) مریم ؑ نے کہا میں نے بھی اپنے پیٹ میں

سجدۂ دیدم ازیں طفلِ شکم
اس پیٹ کے بچہ کا سجدہ دیکھا

۱؎ در دل۔ جن لوگوں کے دل میں ذوقِ حق ہوتا ہے نبی کا چہرہ اور اس کی آواز ہی ان کے لئے معجزہ ہوتی ہے وہ معجزے کے کبھی طالب نہیں ہوتے ہیں۔ چوں پیمبر۔ نبی کی دعوت پر فوراً ان کی روح سر تسلیم خم کر دیتی ہے۔

۲؎ غریب یعنی دنیا کا مسافر، راہِ سلوک کا مسافر آوازِ غریب۔ یعنی نبی کی عجیب آواز۔ در سجود آید یعنی اطاعت کر لیتا ہے سر تسلیم خم کر دیتا ہے۔ انّی قریب۔ بیشک میں نزدیک ہوں قرآن پاک میں ہے جب ہمارے بندے تم سے ہمارے بارے میں دریافت کریں تو کہہ دو میں ان سے قریب ہوں۔

۳؎ مادرِ یحییٰ ؑ یعنی حضرت زکریا ؑ کی بیوی یہ حضرت یحییٰ ؑ کی ماں ہیں۔ مریم ؑ حضرت مسیح ؑ کی والدہ محترمہ۔ وضعِ حمل۔ بچہ جننا۔ درونِ تو۔ تیرے پیٹ میں۔ اولوالعزم۔ صاحبِ عزم و عزیمت پانچ بڑے رسول ہیں حضرت نوح ؑ، حضرت موسیٰ ؑ، حضرت ابراہیم ؑ، حضرت عیسیٰ ؑ، آنحضور ﷺ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ رسول آگاہ۔ یعنی صاحب کتاب رسول۔ ذوالفطن۔ دانائی والا۔ جنین۔ وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہو۔ کز سجودش پیٹ کے بچہ کی حرکت سے ماں کو تکلیف ہوتی ہے۔ گفت مریم ؑ حضرت مریم ؑ نے فرمایا کہ میرے پیٹ کے بچہ نے بھی تیرے پیٹ کے بچہ کو

اشکال آوردنِ نادانان بریں قصہ

نادانوں کا اس قصہ پر اشکال لانا

ابلہاں گویند ایں[1] افسانہ را — خط بکش زیرا دروغ ست و خطا

بے وقوف کہتے ہیں کہ اس قصہ پر — لکیر کھینچ دے، کیونکہ جھوٹ اور غلط ہے

زانکہ مریمؑ وقتِ وضعِ حملِ خویش — بود از بیگانہ دور و ہم زخویش

کیونکہ (حضرت) مریمؑ اپنے وضعِ حمل کے وقت — اپنوں سے بھی دور تھیں اور بیگانوں سے بھی

مریمؑ اندر حمل جفتِ کس نشد — از برونِ شہر اُو واپس نشد

(حضرت) مریمؑ حمل کے دوران کسی کے ساتھ نہ رہیں — وہ شہر کے باہر سے واپس نہ ہوئیں

از برونِ شہر آں شیریں فسوں — تا نشد فارغ نیامد خود دروں

وہ شیریں دم شہر کے باہر سے — جب تک فارغ نہ ہوئیں اندر نہیں آئیں

چوں[2] بزادش آنگہانش بر کنار — برگرفت و بُرد تا پیشِ تبار

جب اُن کو جن لیا، اُس وقت بغل میں — لیا اور خاندان کے سامنے لے گئیں

مادرِ یحییٰؑ کجا دیدش کہ تا — گوید اُو را ایں سخن در ماجرا

(حضرت) یحییٰؑ کی والدہ نے اُنکو کہاں دیکھا تاکہ — قصہ میں اُن سے یہ بات کہیں

جوابِ اشکال و بیانِ مقصود از قصہ

اشکال کا جواب اور قصہ کا مقصد

ایں بداند کانکہ اہلِ خاطر ست — غائبِ آفاق اُو را حاضر ست

اس کو وہ سمجھتا ہے جو صاحبِ دل ہے — غائب دنیا اُس کے سامنے حاضر ہے

پیشِ مریمؑ حاضر آید در نظر — مادرِ یحییٰؑ کہ دور ست از بصر

(حضرت) مریمؑ کے سامنے نگاہ میں حاضر ہے — (حضرت) یحییٰؑ کی والدہ جو دیکھنے میں دور ہیں

دیدہا[3] بستہ بہ بیند دوست را — چوں مشبک کردہ باشد پوست را

آنکھیں بند کیے ہوئے دوست کو دیکھ لیتا ہے — جبکہ کھال کو چھلنی کر دیا ہو

ور ندیدش نز برون و نز دروں — از حکایت گیر معنیٰ اے زبوں

اگر انھوں نے انھیں نہ ظاہری طور پر دیکھا نہ باطنی طور پر — اے عاجز! تو قصہ سے نتیجہ اخذ کرلے

نے چناں کافسانہا بشنیدہ — ہمچو شیں بر نقش اُو چسپیدہ

کیا ایسا نہیں ہے کہ تو نے قصے سُنے ہیں — (اور) شین کی طرح اُنکے نقش سے تو چپٹ گیا ہو

[1] ایں افسانہ یعنی دونوں حمل کے ایک دوسرے کو سجدہ کرنے کا قصہ۔ خط بکش۔ قلم پھیر دے۔ زانکہ۔ قرآن پاک میں حضرت مریمؑ کے قصہ میں ہے فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا "اسپر مریمؑ کو حمل رہ گیا وہ حمل لیکر کہیں الگ دُور کے مکان میں ہو بیٹھیں۔" یعنی حضرت مریمؑ کے حالتِ حمل میں اُنکے پاس کوئی دوسرا نہ تھا۔ واپس نہ شد۔ وہ شہر سے نکل کر چلی گئیں تھیں لہٰذا وہاں حضرت یحییٰؑ کی والدہ کہاں تھیں۔ شیریں فسوں حضرت مریمؑ۔

[2] چوں بزادش۔ قرآن پاک میں ہے فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ "وہ مریم اُس بچہ کو اُٹھا کر اپنی قوم کے پاس لائیں"۔ تبار۔ خاندان، قبیلہ۔ ایں بداند۔ اِس قصہ کو وہ سمجھ سکتا ہے جو ایسا صاحبِ دل ہو کر غائب از نظر چیزیں بھی اُسکے سامنے ہوں۔ پیشِ مریمؑ۔ ایک جواب ہے کہ دونوں میں باہمی رُوحانی طور پر گفتگو ہوئی ہو۔

[3] دیدہا بستہ۔ جن لوگوں نے مجاہدات کے ذریعہ اپنے بدن کو چھلنی بنا دیا ہو وہ آنکھیں بند کرکے دور کی چیز دیکھ لیتے ہیں۔ ور ندیدش۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر حضرت مریمؑ نے حضرت یحییٰؑ کی والدہ کو نہ ظاہری طور پر دیکھا اور نہ باطنی طور پر اور قصہ غلط بھی ہو تو نتیجہ جو صحیح ہے اُسپر عمل کرو یعنی اللہ کے نیک بندوں کی تعظیم کرو۔ نے چناں۔ تم سب افسانے سُنتے ہو جن کا نفس الامر میں وجود نہیں ہوتا لیکن دلچسپی سے اُنکو سنکر صحیح نتیجہ نکال لیتے ہو۔ ہمچو شیں۔ حرف شین لفظ نقش کیساتھ ایسا جُڑا ہوا ہے کہ اُسکی اُس سے علیحدگی ناممکن ہے۔

تا ہمی گفت آں کلیلہ بے زباں[۱] | چوں سخن نوشد ز دمنہ بے بیاں

حتّٰی کہ بے زباں اُس کلیلہ نے کہا | اس نے دمنہ سے بغیر کہے بات کیسے سن لی؟

ور بدانستند لحنِ ہم دگر | فہمِ اُو چوں کرد بے نطق ایں بشر

اگر آپس میں لہجہ جانتے تھے | بغیر گویائی کے یہ انسان کیسے سمجھا؟

درمیانِ[۲] شیر و گاو آں دمنہ چوں | شُد رسول و خواند بر ہر دو فسوں

شیر اور گائے کے درمیان وہ دمنہ کس طرح | قاصد بنا؟ اور دونوں پر منتر پڑھ دیا

چوں وزیرِ شیر شد گاوِ نبیل | چوں زعکسِ ماہ ترساں گشت پیل

موٹا بیل شیر کا وزیر کیسے بن گیا؟ | ہاتھی چاند کے عکس سے کیسے ڈر گیا؟

ایں کلیلہ دمنہ جملہ افتریست | ورنہ کے با زاغ لکلک را مِریست

یہ کلیلہ اور دمنہ سب جھوٹ ہے | ورنہ کوّے کا لقلق سے کیا اختلاف ہے؟

اے برادر قصّہ چوں پیمانہ ایست | اندرو معنیٰ مثالِ دانہ ایست

اے بھائی! قصّہ تو ایک پیمانہ ہے | اُس میں معنیٰ دانہ کی طرح ہے

دانہ معنیٰ بگیرد مردِ عقل | ننگرد پیمانہ را گر گشت نقل

عقلمند انسان معنیٰ کا دانہ لے لیتا ہے | پیمانہ کی طرف دھیان نہیں دیتا ہے اگرچہ وہ منتقل ہو جائے

دربیانِ[۳] ماجرائے شمع و پروانہ و گل و بلبل وغیرہ

شمع اور پروانہ اور گل و بلبل وغیرہ کے قصّے میں بیان

ماجرائے بلبل و گل گوش دار | گرچہ گفتے نیست آنجا آشکار

بلبل اور گل کا قصّہ سن | اگرچہ گفتگو یہاں بھی نمایاں نہیں ہے

ماجرائے شمع با پروانہ تو | بشنو و معنیٰ گزیں زافسانہ تو

شمع کا پروانے کے ساتھ قصّہ، تو | سن اور قصّہ سے نتیجہ نکال لے

گرچہ گفتے نیست سرِّ گفت ہست | ہیں ببالا پر مپر چوں جغد پست

اگرچہ بات چیت نہیں ہے گفتگو کی حقیقت ہے | خبردار! اونچا اُڑ چغد کی طرح نیچے نہ اُڑ

گفت در شطرنج کایں خانہ رخ است | گفت خانہ اش کجا آمد بدست

(کسی نے) شطرنج میں کہا کہ یہ رُخ کا گھر ہے | (دوسرے نے) کہا اُسکو گھر کہاں سے مل گیا؟

خانہ را بخرید یا میراث یافت | فرخ آنکس کو سوئے معنیٰ شتافت

اُس نے گھر خریدا یا میراث میں پایا | مبارک ہے وہ شخص جو معنیٰ کی طرف دوڑا

۱؎ کلیلہ و دمنہ۔ دو فرضی گیدڑوں کے نام ہیں جن کا باہمی مکالمہ وغیرہ اِس کتاب میں درج ہے اُسمیں مذکور ہے کہ کلیلہ نے بغیر زبان کے یہ کہا تو بتاؤ کہ دمنہ کی بات بغیر بتائے اُسنے کیسے سُن لی جو بغیر زبان کے جواب کی نوبت آئی اچھا وہ اگر آپس میں ایک دوسرے کی بات سمجھتے بھی تھے تو یہ انسان صاحب اُس کو کیسے سمجھ گئے جو نقل کر رہے ہیں۔

۲؎ درمیاں۔ اُسمیں لکھا ہے دمنہ، شیر اور بیل کے درمیان ایلچی بنا اور پھر اُس نے دونوں کو دھوکا دیدیا۔ چون وزیر۔ اُسمیں لکھا ہے کہ ایک بیل ایک شیر کا وزیر تھا اور ایک ہاتھی چاند کے عکس سے بدک گیا۔ ایں کلیلہ۔ غرضیکہ سارا کلیلہ دمنہ کا قصّہ جھوٹ ہے ورنہ کوّے اور لقلق کا کیا جھگڑا اے برادر۔ لیکن ان تمام قصّوں سے نتائج اخذ کرلیے جاتے ہیں لفظوں کی مثال پیمانہ کی سی ہے اور معنیٰ کی مثال غلّہ کی سی ہے مقصود غلّہ ہے نہ کہ پیمانہ۔

۳؎ دربیان۔ شمع و پروانہ اور گل و بلبل کے افسانے بھی اسی قبیل سے ہیں کہ اُن سے مقصود معنیٰ اور نتائج کا اخذ کرنا ہے۔ گرچہ گفتے۔ گل و بلبل کی آپس میں کبھی باتیں نہیں ہوئیں۔ گرچہ۔ ان خبردار ہیں اگرچہ گفتگو اور کلام نہیں ہوتا لیکن مقصدِ کلام جو نتیجہ ہے وہ حاصل ہے گفت در شطرنج۔ لفظی کج بحثی کی مثال ہے رُخ۔

گفت[1] نحوی زید عمرواً قد ضرب
(نحوی نے کہا زید نے عمرو کو مارا
گفت چونش کرد بے جرمے ادب
(شاگرد نے) کہا اُسکو بے خطا کیوں سزا دی؟

عمرو را جرمش چہ بُد کاں زید خام
عمرو کی کیا خطا تھی! کہ اُس نالائق زید نے
بے گناہ اُو را بزد ہمچوں غلام
اُس کو بے قصور غلام کی طرح پیٹا

گفت ایں پیمانۂ معنیٰ بُود
(نحوی نے) کہا یہ (لفظ) معنیٰ کا پیمانہ ہوتے ہیں
گیر معنیٰ را کہ پیمانہ است رد
معنیٰ کو لے کیونکہ پیمانہ واپس ہوجاتا ہے

زید و عمرو از بہرِ اعراب است و ساز
زید اور عمرو اعراب (بتانے) کیلئے اور (جملہ) بنانے کیلئے ہیں
گر دروغ ست آں تو با اعراب ساز
اگر وہ جھوٹ بھی ہے تو اعراب کو سمجھ لے

گفت نے من آں ندانم عمرو را
(شاگرد نے) کہا میں یہ نہیں جانتا، عمرو کو
زید چوں زد بے گناہ و بے خطا
زید نے بلا قصور اور بلا خطا کیوں مارا!؟

گفت از لاچار و لاغے بر کشود
(نحوی نے) اس سے مجبوراً مذاق شروع کردی
عمرو یک واوے فزوں دزدید بود
عمرو نے ایک واؤ زیادہ چُرا لی تھی

زید واقف گشت دُزدش را بزد
زید کو پتہ چل گیا اُس نے اپنے چور کو مارا
چونکہ از حد بُرد او را حد سزد
چونکہ وہ حد سے بڑھ گیا تھا اِس کیلئے سزا مناسب تھی

پذیرا[2] آمدنِ سخنِ باطل در دلِ باطلاں
باطل بات کا باطل لوگوں کے دل میں اُتر جانا

گفت اینک راست پذرفتم بجاں
(شاگرد نے) کہا اب ٹھیک ہے میں نے دل سے مان لیا
کژ نماید راست در پیشِ کژاں
ٹیڑھی بات ٹیڑھوں کو سیدھی نظر آتی ہے

گر بگوئی احولے را مہ یکے ست
اگر تو بھینگے سے کہے کہ چاند ایک ہے
گویدت نے دوست وہ حد شکے ست
وہ کہے گا نہیں اے دوست! ایک ہونے میں شبہ ہے

ور بر و خندد کسے گوید دو است
اور اگر اُس سے کوئی مذاق کرے اور کہے کہ (چاند) دو ہیں
راست دارد ایں سزائے بدخواست
سچ سمجھ لے گا، بدخصلت کی سزا یہی ہے

بر[3] دروغاں جمع می آید دروغ
جھوٹوں کے لئے جھوٹ جمع ہوجاتا ہے
لِلْخَبِيثَاتِ الْخَبِيثُونَ زد فروغ
خبیث لوگ خبیث عورتوں کیلئے ہیں، واضح ہے

دل فراخاں را بود دستِ فراخ
فراخدلوں کا ہاتھ فراخ ہوتا ہے
چشم کوراں را عثارِ سنگلاخ
اندھوں کے لئے سنگلاخ میں ٹھوکریں ہیں

---

[1] گفت نحوی۔ قَدْ ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْروًا نحو میں عام طور پر جملہ کی مثال اور فاعل پر پیش اور مفعول پر زبر آنے کی یہ مثال دی جاتی ہے۔ عمروًا اور عُمرؔ میں فرق کیلئے عمرو میں ایک واؤ زیادہ لکھی جاتی ہے، مثال کا اصل مقصد سمجھنے کی بجائے یہ سوالات کرنا الفاظی کج بحثی ہے گفت ایں۔ اُستاد نے سمجھایا کہ مثال کا اصل مقصد سمجھ لے۔ گر دروغ ست۔ اگر زید نے عمرو کو نہیں مارا اور یہ جھوٹ بھی ہے تو تجھے اِس سے کیا بحث تو اصل مقصد سمجھ لے۔ گفت نے۔ شاگرد اصل بات سمجھنے کو تیار نہیں ہوا اور پھر بھی دریافت کرنے لگا کہ زید نے عمرو کو کیوں مارا۔ لاغ۔ مذاق۔ عمرو۔ انمیں جو واؤ زیادہ لکھی جاتی ہے وہ اُسنے چرالی تھی اسلئے اسکو مارا ہے۔ حد۔ سزا۔

[2] پذیرا۔ غلط آدمیوں کو غلط باتیں پسند آتی ہیں۔ کژ۔ کج۔ کژاں۔ کج ہیں۔ اگر بگوئی۔ بھینگا چاند کے ایک ہونے کو تسلیم نہ کرے گا چاند کا دو ہونا جو غلط ہے اُسکو تسلیم کرلے گا۔

[3] بر دروغاں یعنی جھوٹے جھوٹ کو فوراً تسلیم کرلیتے ہیں۔ دل فراخاں۔ وسیع القلب لوگ۔ عثار۔ لڑکھڑانا، پھسلنا۔ سنگلاخ۔ پتھریلی زمین۔

هر کہ او جنسِ دروغ ست اے پسر — راست پیشِ او نباشد معتبر
اے بیٹا! جو جھوٹ کا ہم جنس ہے — سچ اُس کے لئے معتبر نہیں ہوتا ہے

ہر کرا دندانِ صدقے رستہ شد — از دروغ و از خباثت رستہ شد
جس کے سچائی کے دانت نکل آئے ہیں — وہ جھوٹ اور خباثت سے آزاد ہو گیا

جُستنِ[1] آں درخت کہ ہر کہ میوہ آں خورد ہرگز نمیرد
اُس درخت کی تلاش کرنا کہ جو بھی اُس کا میوہ کھالے گا کبھی نہیں مرے گا

گفت دانائے برائے داستاں — کہ درختے ہست در ہندوستاں
ایک عقلمند نے داستان کے طور پر کہا — کہ ہندوستان میں ایک ایسا درخت ہے

ہر کسے کز میوہ او خورد و برد — نے شود او پیر و نے ہرگز بمرد
کہ جس کسی نے اُس کا میوہ کھایا اور حاصل کر لیا — نہ وہ بوڑھا ہوا اور نہ وہ کبھی مرا

بادشاہے ایں شنید از صادقے — بر درخت و میوہ اش شد عاشقے
ایک بادشاہ نے ایک سچے آدمی سے یہ سُن لیا — درخت اور اُس کے میوے کا عاشق ہو گیا

قاصدِ دانا ز دیوانِ ادب — سوئے ہندستاں رواں کرد از طلب
ادب کے دفتر میں سے ایک عقلمند قاصد — تلاش کے لئے ہندوستان روانہ کیا

سالہا می گشت آں قاصد از و[2] — گردِ ہندستاں برائے جستجو
اُس کا وہ قاصد سالوں گھومتا پھرا — تلاش کے لئے ہندوستان کے چاروں طرف

شہر شہر از بہر ایں مطلوب گشت — نے جزیرہ ماند نے کوہ و نہ دشت
اس مقصد کے لئے شہر شہر گھوما — نہ کوئی جزیرہ بچا، نہ پہاڑ، نہ جنگل

ہر کرا پُرسید کردش ریشخند — کایں کہ جوید جز مگر مجنونِ بند
اُس نے جس سے پوچھا اُسنے اُسکی مذاق اُڑائی — کہ یہ (درخت) پاگلخانہ کے لائق مجنوں کے سوا کون تلاش کریگا

بس کساں صفعش زدند اندر مزاح — بس کساں گفتند کاے صاحب فلاح
بہت سوں نے مذاق میں اس کے چانٹے اُڑائے — بہت سوں نے کہا اے نیک بخت!

جستجوئے چوں تو زیرک سینہ صاف — کے تہی ماند کجا باشد گزاف
تجھ جیسے صاف دل ذہین کی تلاش — کب خالی جائیگی! کہاں بیکار ہوگی؟

ویں[3] مراعاتش یکے صفعِ دگر — ویں ز صفعِ آشکارا سخت تر
اِس کے ساتھ یہ ہمدردی ایک دوسرا — چپت تھا، کھلے ہوئے چپت سے زیادہ سخت تھا

---

[1] جُستن۔ اِس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ظاہر بیں لفظوں سے رغبت رکھتا ہے معانی کی طرف دھیان نہیں دیتا ہے۔ گفت۔ ایک عقلمند نے یہ کہا کہ ہندوستان میں ایک ایسا درخت ہے کہ جو اس کا میوہ کھالے وہ نہ کبھی بوڑھا ہوتا ہے نہ مرتا ہے۔ بادشاہے۔ بادشاہ نے اِس بیان کے لفظوں کی طرف توجہ کی اور یہ سمجھا کہ حقیقتاً کوئی ایسا درخت ہے جس سے مستقل جوانی اور زندگی حاصل ہوجاتی ہے اور اُس کی تلاش میں ایک صاحب کو روانہ کر دیا۔

[2] از و۔ یعنی بادشاہ کا قاصد۔ جستجو۔ یعنی درخت کی تلاش میں۔ ریشخند۔ مذاق، دل لگی۔ مجنونِ بند۔ وہ پاگل جو قید خانہ میں بند کر دینے کے قابل ہو۔ صفع۔ چپت، طمانچہ۔ مزاح۔ مذاق۔ گزاف۔ فضول۔

[3] ویں مراعاتش۔ اِس طرح کی غلط ہمدردی اُس کیلئے چپت بازی سے بھی زیادہ تکلیف دہ تھی۔

می ستودندش تسخر[1] کاے بزرگ ۔۔۔ در فلاں اقلیم بس ہول و سترگ
مذاق میں اُس کی تعریف کرتے کہ اے بزرگ! ۔۔۔ فلاں علاقہ میں بہت ہولناک اور عظیم الشان

ق
در فلاں بیشہ درختے ہست سبز ۔۔۔ بس بلند و پہن و ہر شاخیش گبز
فلاں جنگل میں ایک ہرا درخت ہے ۔۔۔ جو بہت اونچا اور گھنا ہے اور اُس کی ہر شاخ موٹی ہے

قاصدِ شہ بستہ در جُستن کمر ۔۔۔ می شنید از ہر کسے نوعِ دگر
بادشاہ کا قاصد جستجو میں کمر بستہ تھا ۔۔۔ (لیکن) ہر ایک سے ایک نئی بات سُنتا تھا

بس سیاحت کرد آنجا سالہا ۔۔۔ می فرستادش شہنشہ مالہا
وہ وہاں سالوں سفر کرتا رہا ۔۔۔ بادشاہ اُس کو بہت مال بھیجتا رہا

چوں بسے دید اندراں غربت تعب ۔۔۔ عاجز آمد آخر الامر از طلب
جب اُس نے مسافرت میں بہت مشقتیں دیکھیں ۔۔۔ انجام کار تلاش کرنے سے عاجز آگیا

ہیچ از مقصود[2] اثر پیدا نشد ۔۔۔ زاں غرض غیرِ خبر پیدا نشد
مقصود کا کوئی نشان نہ ظاہر ہوا ۔۔۔ اِس مقصد کا سوائے باتوں کے کچھ پتہ نہ چلا

رشتۂ امید اُو بگسستہ شد ۔۔۔ جستۂ اُو عاقبت ناجستہ شد
اُس کی امید کا سلسلہ ٹوٹ گیا ۔۔۔ انجام کار اُس کا (قابلِ) جستجو ناقابلِ جستجو ہو گیا

کرد عزمِ بازگشتن سوئے شاہ ۔۔۔ اشک می بارید و می برید راہ
اُس نے بادشاہ کی جانب واپسی کا پختہ ارادہ کر لیا ۔۔۔ آنسو بہاتا تھا اور راستہ طے کرتا تھا

شرح کردنِ شیخ سِرِّ آں درخت را با آں طالبِ مُقلِّد

اُس مقلد طلبگار کے لئے شیخ کا اُس درخت کے راز کی تشریح کرنا

بود شیخے عالمے قطبے کریم ۔۔۔ اندراں منزل کہ آئس[3] شد ندیم
ایک شیخ عالم، قطب شریف (رہتا) تھا ۔۔۔ اُس پڑاؤ پر، جہاں مایوس ہم مجلس ہوا

گفت من نومید پیشِ او روم ۔۔۔ ز آستانِ او براہ اندر شوم
بولا میں مایوس اُس کے سامنے جاؤں ۔۔۔ (شاید) اُس کے آستانہ سے راستہ چلنے لگوں

تا دعائے او بود ہمراہِ من ۔۔۔ چونکہ نومیدم من از دلخواہِ من
تاکہ اس کی دعا میرا ساتھی بنے ۔۔۔ چونکہ میں مقصود سے مایوس ہو گیا ہوں

رفت پیشِ شیخ با چشمِ پُر آب ۔۔۔ اشک می بارید مانندِ سحاب
آنسو بھری آنکھوں سے شیخ کے سامنے گیا ۔۔۔ ابر کی طرح آنسو برساتا تھا

---

[1] تسخر۔ تمسخر۔ ہول یعنی ہولناک۔ سترگ۔ بڑا عظیم الشان۔ گبز۔ موٹا۔ نوعِ دگر یعنی ہر شخص سے جداگانہ قسم کی بات سنتا تھا۔ سیاحت۔ سفر سیر۔ مالہا۔ یعنی اخراجات کے لئے بادشاہ روپیہ پیسہ بھیجتا رہتا تھا۔ غربت۔ مسافرت۔ تعب۔ تھکن، تکلیف۔

[2] مقصود یعنی درخت۔ غرض یعنی درخت۔ غیرِ خبر۔ یعنی باتوں کے سوا۔ جستۂ او۔ یعنی جس درخت کو ڈھونڈنے نکلا تھا وہ ناقابلِ جستجو ثابت ہوا ہے۔ عزم۔ پختہ ارادہ۔ طالبِ مقلد۔ یعنی وہ قاصد۔ قطبے۔ یعنی وہ شیخ قطبِ وقت تھا۔

[3] آئس۔ مایوس شخص۔ ندیم۔ شریکِ مجلس۔ براہ یعنی اس راستہ پر پڑ جاؤں جو درخت تک پہنچا دے۔ دلخواہ۔ مقصد۔

گفت شیخا وقتِ رحمت رافت[1] است — نا اُمیدم وقتِ لطف ایں ساعت است

کہا، اے شیخ! رحم و مہربانی کا وقت ہے — میں مایوس ہوں مہربانی کا یہ وقت ہے

گفت وے اگو کز چہ نومید یستت — چیست مطلوبِ تو رُو با کیستت

(شیخ نے) کہا صاف بتا تیری ناامیدی کس چیز سے ہے؟ — تیرا مقصود کیا ہے؟ کس کی طرف متوجہ ہے؟

گفت شاہنشاہ کردم اختیار — از برائے جُستنِ یک شاخسار

اُس نے کہا بادشاہ نے مجھے چُنا — ایک درخت کی تلاش کے لئے

کہ درختے ہست نادر در جہات — میوہ اُو مایہ آبِ حیات

کہ اطراف میں ایک ایسا درخت ہے — جس کا پھل آبِ حیات کا سرمایہ ہے

سالہا جُستم ندیدم زو نشاں — جُز کہ طنز و تسخرِ ایں سر خوشاں

میں نے سالوں تلاش کیا، اُس کا نشان نہ دیکھا — سوائے اُن مستوں کے طنز اور مذاق کے

شیخ خندید و بگفتش اے سلیم — ایں درختِ علم باشد در علیم

شیخ ہنسا اور اُس سے کہا اے بھولے! — یہ درخت علم کا ہے عالِم کے اندر

بس[2] بلند و بس شگرف و بس بسیط — آبِ حیوانے ز دریائے مُحیط

جو بہت بلند اور بہت عجیب اور بہت پھیلا ہوا ہے — محیط سمندر کا، آبِ حیات ہے

تو بصورت رفتہ اے بے خبر — زاں ز شاخِ معنیٔ بے بار و بر

اے غافل! تو صورت کے پیچھے چل پڑا — اسی لئے (تو) معنیٰ کی شاخ سے بے میوہ اور پھل ہے

گہ درختش نام شُد گہ آفتاب — گاہ بحرش نام گشت و گہ سحاب

کبھی اُس کا نام درخت بنا کبھی سورج — کبھی اُس کا نام سمندر رہا اور کبھی ابر

آں یکے[3] کش صد ہزار آثار خاست — کمتریں آثارِ او عمرِ بقاست

وہ ایک (ایسا عمل) ہے جس سے لاکھوں نتیجے پیدا ہوئے — اُس کا کم درجہ کا نتیجہ ابدی زندگی ہے

گرچہ فرد ست او اثر دارد ہزار — آں یکے را نام شاید بے شمار

اگرچہ وہ ایک ہے ہزاروں نتیجے رکھتا ہے — اُس ایک کے بے شمار نام مناسب ہیں

آں یکے شخصے ترا باشد پدر — در حقِ شخصے دگر باشد پسر

وہ ایک شخص جو تیرا باپ ہے — دوسرے شخص کے اعتبار سے وہ بیٹا ہے

آثار لاکھوں ہیں۔ انہیں سے ایک یہ بھی ہے کہ اُسکے ذریعہ سے ابدی زندگی حاصل ہوتی ہے لہٰذا وہ آبِ حیات بھی ہے۔

[3] آں یکے انسانوں میں ایک شخص کو مختلف حیثیتوں سے مختلف ناموں سے تعبیر کیا جاتا ہو وہی ایک انسان باپ بھی ہے اور بیٹا بھی چچا بھی ہے اور ماموں بھی ہے ایک کے اعتبار سے دشمن اور قہر ہی ہو دوسرے کے اعتبار سے نیک اور مہربان ہے۔

[1] رافت۔ مہربانی۔ لطف۔ مہربانی شفقت۔ وا گو۔ صاف بتا۔ اختیار۔ پسند کرنا، چُننا۔ شاخسار۔ درخت۔ جہات۔ اطراف۔ آبِ حیات۔ وہ پانی جس کو پی کر ابدی زندگی حاصل ہو جائے۔ سر خوشاں۔ مست و بیخود لوگ۔ سلیم۔ بھولا انسان۔ علم باشد۔ علم کے اپنے اوصاف کے اعتبار سے بہت سے نام ہیں چونکہ علم کے سایہ میں انسان راحت سے زندگی گذارتا ہے لہٰذا اُس کو درخت سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں تو اُس درخت سے علم مُراد ہے۔

[2] بس بلند۔ وہ علم کا درخت عظیم الشان ہے اور علم باری اُس کا سرچشمہ ہے۔ اور وہ آبِ حیات ہے۔ دریائے محیط یعنی علم باری۔ تو بصورت۔ تو نے درخت کے ظاہری اور لغوی معنی مراد لئے ہیں اسی لئے تو معنیٰ کی شاخ سے محروم ہے۔ گہ درخت۔ چونکہ لوگ علم کے ثمرات سے فائدہ اُٹھاتے ہیں لہٰذا اُس کو درخت سے تعبیر کر دیا جاتا ہے۔ گہ آفتاب۔ علم کو آفتاب بھی کہہ دیا جاتا ہے چونکہ لوگ اُس کی روشنی سے مستفید ہوتے ہیں۔ گہ سمندر۔ چونکہ علم ایک بے پایاں چیز ہے اُس کو سمندر سے بھی تعبیر کر دیا جاتا ہے۔ گہ سحاب۔ چونکہ علم بھی شادابی اور سر سبزی کا سبب ہے، لہٰذا اُس کو سحاب کہہ دیا جاتا ہے۔ آں یکے۔ علم ایک ہے لیکن اُس سے نتائج اور

در حقِ دیگر بُود قہر و عدو — در حقِ دیگر بُود لطف و نکو
ایک کے حق میں وہ ظلم اور دشمنی ہے — دوسرے کے حق میں وہ مہربانی اور بھلائی ہے

در حقِ دیگر بُود اُو عمّ و خال — در حقِ دیگر بُود ہیچ و خیال
ایک کے حق میں وہ چچا اور ماموں ہے — دوسرے کے حق میں وہ ناچیز اور خیال ہے

صد ہزاران نام و اُو یک آدمی — صاحبِ ہر وصفش از وصفے عمی[1]
وہ ایک شخص ہے اور لاکھوں نام ہیں — اُس کا ہر ایک وصف جاننے والا دوسرے وصف سے بے خبر ہے

ہر کہ جوید نام گر صاحب ثقہ ست — ہمچو تو نومید و اندر تفرقہ ست
جو نام کا جویاں ہو اگرچہ بھروسے کا ہو — تیری طرح ناامید اور پریشانی میں ہے

تو چہ بر چسپی بریں نامِ درخت — تا بمانی تلخ کام و شور بخت
تو اس درخت کے نام پر کیوں چپکتا ہے — خبردار! تو ناکام اور بدنصیب رہے گا

صورتِ ظاہر چہ جوئی اے جواں — رَو معانی را طلب اے پہلواں
اے جوان! تو ظاہری صورت کو کیا تلاش کرتا ہے؟ — اے بہادر! جا معانی کو طلب کر

صورتِ ظاہر بُود چوں قشر و پوست — معنیٔ اندر وے چو مغز اے یار و دوست
ظاہری صورت چھلکے اور پوست کی طرح ہے — اے یار اور دوست! اُس میں معنیٰ گودے کی طرح ہے

در گذر[2] از نام و بنگر در صفات — تا صفاتت رہ نماید سوئے ذات
نام سے ترقی کر اور صفات کو دیکھ — تاکہ صفات، ذات تک تیری رہنمائی کریں

گم شوی در ذات و آسائی ز خود — چشمِ تو یکرنگ بیند نیک و بد
پھر، تو ذات میں گم ہو جائیگا اور خودی سے نجات پائیگا — تیری آنکھ اچھے بُرے کو یکساں دیکھے گی

اختلافِ خلق از نام اُوفتاد — چون بمعنیٰ رفت آرام اُوفتاد
مخلوق میں نام سے جھگڑا پڑا — وہ جب معنیٰ کی طرف گئی راحت مل گئی

اندریں معنیٰ مثالِ خوش شنو — تا نمانی تو اسامی را گرو
معنیٰ کے سلسلہ میں ایک اچھی مثال سن لے — تاکہ تو ناموں کا پابند نہ رہے

بیانِ[3] منازعت کردنِ چہار کس جہت انگور با ہمدگر

انگور کے معاملہ میں چار شخصوں کا آپس میں جھگڑنے کا بیان کیونکہ

بعلّت آنکہ زبانِ یکدیگر را نمی دانستند

وہ ایک دوسرے کی زبان نہیں سمجھتے تھے

[1] از وصفے عمی۔ یعنی ہر شخص ایک وصف سے واقف ہے اور دوسرے وصف سے ناواقف ہے تبرک صرف نام کے درپے ہونے والا خواہ کتنا ہی بھلا ہو وہ حصولِ مقصد میں ناکام اور مایوس ہوتا ہے۔ تو چہ بر چسپی تے تاسدے کہا درخت کے لفظ کو نہ چپٹ۔ صورتِ ظاہر درخت کے لفظ کا بظاہر وہی مفہوم ہے جو قاصد سمجھا تھا۔ معنیٰ اندر وے۔ اسکی مراد یہ ہے کہ وہ چیز جس کے ثمرات انسان کو حاصل ہوں۔

[2] در گذر۔ جبکہ معانی کے مقابلے میں اسمار کی کوئی وقعت نہیں ہے تو اسمار میں نہ اُلجھ بلکہ صفات کی طرف ترقی کر جو اُن اسمار کے معانی ہیں اور اُن سے تو ذات تک پہنچ جائیگا جو صفات کی حقیقت ہے۔ گم شوی۔ ذات میں گم ہو کر تن پروری سے نجات پا جائیگا اور وحدت کے غلبہ کی وجہ سے تیری آنکھ کے نزدیک نیک و بد میں یکرنگی پیدا ہو جائیگی۔ اختلاف۔ اسمار کا اختلاف مختلف حیثیتوں کے اختلاف کی وجہ سے ہے تو اسمار کے پابند اپنے اسی اختلاف میں سرگرداں ہیں اُن کی حقیقت تک رسائی نہیں ہے۔

[3] بیان۔ اِس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظوں کے پابند محض لفظی اختلاف کی وجہ سے باہمی اختلاف کرتے ہیں اگر حقیقت تک پہنچ جائیں تو وحدت پیدا ہو جائے۔

چار کس را داد مردے یک درم — ہر یکے[1] از شہرے افتادہ بہم

ایک شخص نے چار آدمیوں کو ایک درہم دیا — ہر ایک، ایک شہر سے آپس میں مل گئے تھے

پارسی و ترک و رومی و عرب — جملہ باہم در نزاع و در غضب

ایرانی اور ترکی اور رومی اور عربی — سب آپس میں لڑائی اور غصہ میں تھے

پارسی گفتا کہ ایں را چوں کنم — ہیں بیا تا ایں بانگوری دہم

ایرانی نے کہا کہ اس کا کیا کروں؟ — ہاں، آ تاکہ میں انگور والے کو دیدوں

آں یکے دیگر عرب بُد گفت لا — من عنب خواہم نہ انگور اے دغا

ایک دوسرا عرب تھا، اس نے کہا نہیں — اے دغا باز! میں عنب چاہتا ہوں نہ کہ انگور

آں یکے ترکی بُد او گفت اے گوزم — من نمی خواہم عنب خواہم اُزم

ایک ترکی تھا اس نے کہا، اے احمق! — میں عنب کی خواہش نہیں رکھتا میں اوزم چاہتا ہوں

آں یکے رومی بگفت ایں قیل را — ترک کن خواہیم استافیل را

اس ایک رومی نے کہا، اس بات کو — چھوڑ، ہم استافیل چاہتے ہیں

در تنازع آں نفر جنگی شدند — کہ ز سرِّ نامہا غافل بُدند

وہ جماعت جھگڑے میں جنگ باز بن گئی — کیونکہ وہ ناموں کے معنٰی سے ناواقف تھے

مشت بر ہم می زدند از ابلہی — پُر بُدند از جہل و از دانش تہی

حماقت سے مکّے بازی کرنے لگے — وہ نادانی سے بھرے تھے اور عقل سے خالی تھے

صاحبِ[2] سرّے عزیزے صد زباں — گر بُدے آنجا بدادے صلح شاں

معنی کو سمجھنے والا، بزرگ، صدہا زبانیں جاننے والا — اگر وہاں ہوتا تو ان میں صلح کرا دیتا

پس بگفتے او کہ من زیں یک درم — آرزوئے جملہ تاں را می خرم

وہ کہہ دیتا کہ میں اس ایک درہم سے — تم سب کی تمنا خرید دیتا ہوں

چونکہ بسپارید دل را بے دغل — ایں درم تاں می کند چندیں عمل

جب بغیر کھوٹ کے دل کو تم (میرے سپرد کر دو گے) — تمہارا یہ درہم اتنے کام کر دے گا

یک[3] درم تاں می شود چار المراد — چار دشمن می شود یک ز اتحاد

خلاصہ یہ ہے کہ تمہارا ایک درہم چار بنجائیگا — اتحاد سے چار دشمن ایک ہو جائیں گے

گفتِ ہر یک تاں دہد جنگ و فراق — گفتِ من آرد شما را اتفاق

تم میں سے ہر ایک کی بات لڑائی اور جدائی کرا رہی ہے — میری گفتگو تم میں اتفاق پیدا کر دے گی

---

[1] ہر یکے۔ اسی وجہ سے ان کی زبانیں مختلف تھیں۔ بانگوری دہم۔ یعنی ہم انگور فروش سے انگور خرید لیں اور سب ملکر کھالیں۔ آں یکے۔ عرب نے لا کہا جس کے معنی انکار کے ہیں یعنی میں انگور نہیں خریدوں گا، عنب خریدوں گا جس کے معنی وہی ہیں جو انگور کے ہیں۔ گوزم۔ احمق۔ اوزم۔ یعنی میں عنب نہ خریدوں گا میں اوزم خریدونگا جس کے معنی وہی ہیں جو عنب کے ہیں۔ قیل۔ قول، بات۔ استافیل۔ انگور۔ سرّ نامہا۔ یعنی ان ناموں کی حقیقت سے ناواقف تھے۔

[2] صاحب سرّ۔ جو ان الفاظ کے معنی اور سینکڑوں زبانوں سے واقف ہو۔ آرزوئے سب جھگڑا کرنے والوں کی آرزو ایک ہی چیز تھی۔

[3] یک درم۔ یعنی اس ایک درہم سے چاروں کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ گفت ہر یک۔ چونکہ تم لوگ محض لفظوں اور ناموں میں پھنسے ہو تو تمہاری گفتگو اختلاف کا سبب ہے۔

پس شما خاموش باشید اَنصِتُوا[1] — تا زبان تان می شوم در گفتگو
پس تم خاموش ہو جاؤ، چپ رہو — تاکہ میں بات چیت میں تمہاری زبان بن جاؤں

گر سخن تان می نماید یک نمط — در اثر مایہ نزاع ست و سخط
اگرچہ تمہاری بات ایک طرح کی نظر آتی ہے — نتیجہ میں غصہ اور جھگڑے کا سرمایہ ہے

گر سخن تان در توافق موثق ست — در اثر مایہ نزاع و تفرق ست
اگرچہ تمہاری بات باہمی موافقت میں قابل بھروسہ ہے — نتیجہ میں جھگڑے اور تفرقہ کا سرمایہ ہے

گرمیِ عاریتی ندہد اثر — گرمیِ خاصیتی دارد ہنر
عارضی گرمی اثر نہیں کرتی ہے — اصلی گرمی ہنر رکھتی ہے

سرکہ را گر گرم کردی ز آتش آں — چوں خوری سردی فزاید بیگماں
اگر تو سرکہ کو آگ سے گرم کردیگا — تو جب کھائے گا وہ یقیناً سردی بڑھائیگا

زانکہ گرمیِ او دہلیزی ست — طبع اصلش سردی ست و تیزی ست
اس لئے کہ اس کی گرمی عارضی ہے — اس کی اصلی طبیعت سردی اور تیزی ہے

ور بود یخ بستہ دوشاب اے پسر — چوں خوری گرمی فزاید در جگر
اے بیٹا! اگر انگور کا شیرہ جما ہوا برف ہو — جب تو کھائے گا وہ جگر میں گرمی بڑھائیگا

پس ریائے شیخ[2] بہ ز اخلاص ما — کز بصیرت باشد آں ویں از عمیٰ
تو شیخ کی ریاکاری ہمارے اخلاص سے بہتر ہے — کیونکہ وہ بصیرت سے ہے اور یہ اندھے پن سے ہے

وز حدیث شیخ جمعیت رسد — تفرقہ آرد دم اہلِ حسد
شیخ کی بات سے اتفاق حاصل ہوتا ہے — اہل حسد کی بات تفرقہ پیدا کرتی ہے

چوں[3] سلیمان کز پئے حضرت بتاخت — او زبانِ جملہ مرغاں را شناخت
جبکہ سلیمانؑ (اللہ کے) دربار کی طرف دوڑے — تو انہوں نے تمام پرندوں کی زبان سیکھ لی

در زمانِ عدلش آہو با پلنگ — انس بگرفت و بروں آمد ز جنگ
ان کے انصاف کے دور میں ہرن تیندوے سے — مانوس ہوگیا اور لڑائی سے برطرف ہوگیا

شد کبوتر ایمن از چنگال باز — گوسفند از گرگ ناورد احتراز
کبوتر، باز کے پنجے سے محفوظ ہوگیا — بکری نے بھیڑئیے سے بچاؤ نہ کیا

او میانجی شد میانِ دشمناں — اتحادے شد میانِ پرزناں
وہ دشمنوں میں ثالث بن گئے — پرندوں میں اتحاد ہوگیا

---

[1] اَنصِتُوا۔ تم چپ رہو۔ تا زبان تان۔ یعنی وہ زبان جو تم جانتے ہو۔ گر سخن تان یعنی انگور، عنب، اوزم، استافیل سب کے معنی ایک ہیں۔ گرمی۔ ان چاروں شخصوں میں عارضی اتحاد تھا جو صرف ایک معمولی سی بات پر ختم ہوگیا اسی طرح گرمی اور سردی جو اصلی ہے وہ حقیقی اثر رکھتی ہو عارضی گرمی اور سردی کی کوئی تاثیر نہیں ہے۔ سرکہ سرد ہے اگر آگ پر گرم کرلیا جائے تو یہ عارضی گرمی مؤثر نہ ہوگی۔ دہلیزی۔ باہری، عارضی۔ دوشاب۔ انگور کے شیرے کی تاثیر گرم ہے اسکی عارضی ٹھنڈک مؤثر نہیں ہے۔

[2] پس۔ شیخ کی ریاکاری بھی اصولِ شریعت کے مطابق ہوتی ہے اور انہیں حقیقت اور اصلیت ہوتی ہے عوام کا اخلاص بھی حقیقت سے دور ہے لہٰذا وہ موثر نہیں ہے۔ حدیثِ شیخ۔ چونکہ شیخ حقیقت سے واقف ہوتا ہے لہٰذا اس کی بات موجبِ اتحاد ہے۔ مختلف المزاج مریدوں کو ایک لڑی میں منسلک کردیتا ہے۔

[3] چوں سلیمانؑ۔ حضرت سلیمانؑ حقیقت سے باخبر تھے تمام جانوروں میں اتحاد کا سبب بنگئے تھے۔ آہو و پلنگ چیتے اور ہرن کی دشمنی مشہور ہے لیکن وہ وہ متحد ہوگئے تھے۔ شد کبوتر۔ باز کبوتر کا دشمن ہے لیکن ان کے دور میں دونوں متحد ہوگئے تھے۔ او میانجی۔ حضرت سلیمانؑ سب مختلف مزاج والے پرندوں میں صلح اور اتحاد ہو گیا تھا

تو چو مُورے بہرِ دانہ میدوی — ہیں سلیماںؑ جُو چہ می باشی غوی

تو چیونٹی کی طرح دانہ کے لئے دوڑتا ہے — خبردار! سلیمانؑ کی جستجو کر کیوں گمراہ بنتا ہے؟

دانہ جُو را دانہ اش دامے شود — واں سلیمانؑ جُوی را ہر دُو بُوَد

دانہ کی تلاش کرنے والے کیلئے اُسکا دانہ جال بنجاتا ہے — اور سلیمانؑ کی تلاش کرنیوالے کیلئے دونوں حاصل ہوتے ہیں

مُرغِ جانہا را دریں آخر زماں — نیست شاں از ہمد گر یکدم اماں

اِس آخری زمانہ میں جانوں کے پرندے — انکو ایک دوسرے سے تھوڑی دیر کا بھی امن حاصل نہیں

ہم سلیمانؑ ہست اندر دورِ ما — کو دہد صلح و نماند جورِ ما

ہمارے زمانے میں بھی سلیمانؑ موجود ہے — جو صلح کرا سکتا ہے اور ہمارے ظلم باقی نہ رہیں گے

قولِ اِن مِّن اُمَّۃٍ را یاد گیر — تا بہ اِلَّا وَخَلَا فِیْھَا نَذِیْر

اِن مِّن اُمَّۃٍ کا قول یاد کرلے — اِلَّا وَخَلَا فِیْھَا نَذِیْر تک

گفت خود خالی نبودست اُمّتے — از خلیفہ حق و صاحب ہمتے

(اللہ نے) فرمایا کوئی اُمت خالی نہ ہوگی — صاحبِ باطن اور اللہ کے خلیفہ سے

مُرغِ جانہا را چناں یکدل کند — کز صفا شاں بیغش و بیغل کند

وہ جانوں کے پرندوں کو ایسا ایک دِل بنا دیگا — کہ صفائی کی وجہ سے انکو بے کھوٹ اور بے کینہ کردیگا

مُشفقاں گردند ہمچوں والدہ — مُسلموں را گفت نفسٌ واحدہ

وہ ماں کی طرح مُشفق بن جائیں گے — (اللہ نے) مسلمانوں کو ایک جان فرمایا ہے

نفسِ واحد از رسولِ حق شدند — ورنہ ہر یک دشمنِ مطلق بُدند

رسولِ حق کی وجہ سے ایک جان ہوگئے — ورنہ ہر ایک مطلقاً دشمن تھا

اتحادِ خالی از شرک و دوئی — باشد از توحیدِ بے ما و توئی

وہ اتحاد جو شرکت اور دوئی سے خالی ہو — ما و تو سے خالی، وحدت سے ہوتا ہے

برخاستنِ مخالفت و عداوت از میانِ انصار برکتِ

انصار کے درمیان سے مخالفت اور دشمنی کا ختم ہوجانا

وجودِ پیغمبرِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی برکت سے

دو قبیلہ کاوس و خزرج نام داشت — یک ز دیگر جانِ خون آشام داشت

دو قبیلے جن کا اوس و خزرج نام تھا — ایک دوسرے کیلئے خون پینے والی جان رکھتا تھا

---

١ سلیماں جو یعنی کسی شیخ کو تلاش کر جو اپنے وقت کا سلیمان ہو۔ دانہ جو چیونٹی کی طرح جو صرف دانہ جوئی کریگا جال میں پھنسے گا سلیمان کو تلاش کریگا تو دونوں جہان کی دولت ملیگی مرغ جانہا۔ آخری زمانہ شقاق اور اختلاف کا دور ہے اس میں سلیمان جیسے شیخ کی زیادہ ضرورت ہے۔

٢ ہم سلیماں سلیمان صفت بزرگ ہر دور میں موجود ہیں۔ قول۔ قرآن پاک میں اِن مِّن اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْر۔ کوئی ایسی اُمت نہیں ہے جس میں کوئی ڈرانیوالا نہ گزرا ہو لہٰذا ہر دور میں کوئی نہ کوئی نبوت کی صفات کا حامل ضرور ہوگا۔ مرغ جانہا۔ اگر اُس کی دستگیری کرلی جائے تو وہ دلوں کو صاف کرکے سب کو یکدل بنادے گا۔

٣ مُشفقاں یعنی وہ لوگ اُن بزرگ کی وجہ سے ماں کی طرح ایک دوسرے پر شفیق بنگئے۔ آنحضورؐ نے مسلمانوں کو ایک جان فرمایا ہے۔ اتصال۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے اَلْمُؤْمِنُوْنَ کَرَجُلٍ وَّاحِدٍ یعنی سب مسلمان بمنزلہ ایک جان کے ہیں۔ ورنہ اوس اور خزرج کی لڑائیاں مشہور ہیں۔ اتحاد۔ وہ اتحاد جس میں باہمی شرکت اور دوئی کی بُو نہ ہو وہ تب حاصل ہوتا ہے جب من و تو کا جھگڑا نہ رہے اور خالص وحدت ہوجائے۔ انصار۔ اوس خزرج کے مسلمانوں کا اسلام کے بعد انصار لقب بنگیا۔ دو قبیلہ۔

[illegible]

کینہائے کہنہ شاں از مصطفیٰؐ — **محو شد در نورِ اسلام و صفا**
آنحضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وجہ سے انکے پرانے کینے — اسلام کے نور اور صفائی میں محو ہوگئے

اوّلاً[1] اخواں شدند آں دشمناں — **ہمچو اعدادِ عنب در بوستاں**
پہلے تو وہ دشمن بھائی بنے — جیسا کہ باغ میں انگور کے دانے

وز دمِ اَلْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ بہ بند — **در شکستند و تنِ واحد شدند**
(پھر) اَلْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ سے (ترقی کرکے) بندش — توڑ ڈالی اور ایک جسم ہوگئے

صورتِ[2] انگورہا اخواں بود — **چوں فشردی شیرۂ واحد شود**
انگوروں کی صورت بھائی بھائی کی ہوتی ہے — جب تونے انہیں نچوڑا ایک شیرہ بنگیا

غورہ و انگور ضدانند و لیک — **چونکہ غورہ پختہ شد شد یارِ نیک**
کچا انگور اور پکا، انگور ایک دوسرے کی ضد ہیں — جب کچا انگور پک گیا اچھا دوست بنگیا

غورہ کو سنگ بست و خام ماند — **در ازل حق کافرِ اصلیش خواند**
کچا انگور جو خشک ہوگیا اور کچا رہ گیا — اللہ تعالیٰ نے اس کو ازل میں اصلی کافر قرار دیا

نے اخی نے نفسِ واحد باشد او — **در شقاوت نحس و ملحد باشد او**
وہ نہ بھائی اور ایک جان بنتا ہے — وہ نحوست اور بدبختی میں کافر رہتا ہے

گر بگویم[3] آنچہ او دارد نہاں — **فتنۂ افہام خیزد در جہاں**
اگر میں بتا دوں جو اس میں پوشیدہ ہے — دنیا میں عقلوں کے لئے وہ فتنہ بن جائے

سرِّ گبرِ کور نامذکور بہ — **دودِ دوزخ از ارم مہجور بہ**
اندھے کافر کا راز مذکور نہ ہونا بہتر ہے — دوزخ کا دھواں (باغ) ارم سے دور ہی بہتر ہے

غورہائے نیک کایشاں قابل اند — **از دمِ اہلِ دل آخر یک دل اند**
اچھے کچے انگور جن میں صلاحیت ہے — اہلِ دل کے دم سے آخر ایک دل ہوجاتے ہیں

سوئے انگوری ہمی رانند تیز — **تا دوئی برخیزد و کین و ستیز**
وہ انگور بننے کی طرف تیزی سے چلتے ہیں — تاکہ دوئی اور کینہ اور جھگڑا ختم ہوجائے

پس در انگوری ہمی درند پوست — **تا یکے گردند و وحدت وصفِ اوست**
پس انگور بن جانے پر وہ چھلکا پھاڑ دیتے ہیں — تاکہ ایک ہوجائیں اور وحدت اسی کی صفت ہے

---

[1] اوّلاً۔ یعنی ابتداءً آنحضورؐ کی برکت سے بھائی بھائی بنگئے۔ ہمچو اعدادِ عنب۔ انگوروں میں باہمی یکسانیت تو ہوتی ہے لیکن تشخص ہر ایک کا علیحدہ ہوتا ہے اسی طرح ابتداءً انصار میں یکسانیت پیدا ہوئی لیکن ہر ایک کا تشخص باقی رہا۔ وزدم۔ یعنی ابتداءً بھائی بندی کی یکسانیت ہوئی پھر اس سے ترقی کرکے وہ یکجان ہوگئے اور ہر ایک نے اپنا تشخص بھی ختم کردیا اور انگور کے شیرے کی طرح ہوگئے۔

[2] صورت۔ یعنی شروع میں وہ انگوروں کی طرح یکساں بنے جب انگوروں کو نچوڑ دیا جائے تو پھر یکجان شیرہ بن جاتا ہے وہ بھی ترقی کرکے یکجان ہوگئے۔ غورہ۔ کچا انگور۔ کچے اور پکے انگور میں یکسانیت نہیں ہوتی پکنے کے بعد سب یکساں ہو جاتے ہیں۔ سنگ بست۔ یعنی کچا ہی رہا اور اس میں پختگی کی صلاحیت نہ رہی۔ کافرِ اصلی جیسے عبداللہ بن ابی اور ابوجہل وغیرہ یہ نہ بھائی بنے اور نہ مسلمانوں سے متحد ہوئے۔

[3] گر بگویم۔ کافرِ ازلی کے کفر کا اظہار مصلحتِ شریعت کے خلاف ہے یہ چھپا رہنا ہی بہتر ہے کہ کون کافرِ ازلی ہے اور کون مومنِ ازلی۔ سرِّ گبرِ کور۔ کور یہ باطن کافر کے باطن کے احوال بھی مسلمانوں کو سنانا بہتر نہیں ہیں وہ دھواں ہے اور مسلمان باغِ ارم ہیں۔ باغ سے دھویں کا دور رہنا بہتر ہے۔ غورہائے نیک۔ وہ لوگ جن میں استعداد اور صلاحیت ہوتی ہے اہلِ دل کی صحبت میں یکجان ہوجاتے ہیں۔ سوئے انگوری۔ انگور بہت جلد مومنین کے ساتھ یکسانیت حاصل ہوجاتی ہے۔ پس در انگوری۔ یکسانیت کے بعد پھر ان کی مومنین سے وحدتِ تامہ ہوجاتی ہے۔

دوست دشمن گردد ایرا ہم دو است[1]
دوست دشمن بن جاتا ہے کیونکہ وہ دو ہیں

ہیچ یک با خویش جنگے در نہ بست
کسی نے اپنے ساتھ لڑائی برپا نہیں کی ہے

آفریں بر عشق کلِ اوستاد
عشق کو شاباش ہے جو کامل استاد ہے

صد ہزاراں ذرّہ را داد اتحاد
جس نے لاکھوں ذرّوں کو اتحاد عطا کر دیا

ہمچو خاکِ مُفترق در رہگذر
جیسا کہ راستہ کی متفرق مٹی

یک سبُوشاں کرد دستِ کوزہ گر
کمہار کے ہاتھ نے اس کو ایک گھڑا بنا دیا

کاتّحاد جسمہائے ماء و طین
پانی اور مٹی کے جسموں کا اتحاد

ہست ناقص جاں نمی ماند بدیں
ناقص ہے جان اس کے مشابہ نہیں ہے

گر نظائر[2] گویم اینجا در مثال
اگر اس جگہ میں مثالیں بتانے لگوں

فہم را ترسم کہ آرد اختلال
میں ڈرتا ہوں کہ وہ سمجھ میں خلل ڈال دیں گی

ہم سلیماں ہست اکنوں لیک ما
سلیمان اب بھی ہے، لیکن ہم

از نشاط دُور بینی در عمیٰ
تمناؤں کی مستی کی وجہ سے اندھے پن میں ہیں

دُور بینی کور دارد مرد را
(دنیاوی) دور بینی انسان کو اندھا کر دیتی ہے

ہمچو خُفتہ در سرا کور از سرا
جیسا کہ مکان میں سویا ہوا مکان سے اندھا ہے

میکند از مشرق و مغرب گذر
وہ مشرق اور مغرب سے بھی گزر جاتا ہے

وز رفیق و ہمنشینش بے خبر
اور اپنے ساتھی اور ہمنشین سے بے خبر ہوتا ہے

مُولعیم[3] اندر سخنہائے دقیق
ہم (دنیا کی) باریک باتوں پر فریفتہ ہیں

در گرِہ ہا باز کردن ما عشیق
اُن کی گرہ کشائی کے عاشق ہیں

تا گرہ بندیم و بکُشائیم ما
تاکہ ہم گرہ لگائیں اور کھولیں

در شکال و در جواب آئیں فزا
اشکال اور جواب میں قواعد کو بڑھانے والی بنجائیں

ہمچو مُرغے کو کشاید بند و دام
اُس پرندکی طرح جو کبھی، جال کی گرہ کھولتا ہے

گاہ بندد تا شود در فن تمام
کبھی لگاتا ہے تاکہ فن میں ماہر ہو جائے

اُو بُود محروم از صحرا و مرج
وہ جنگل اور چراگاہ سے محروم رہتا ہے

عمر اُو اندر گرہ کاری خرج
اُس کی عمر گرہ بندی میں خرچ ہو جاتی ہے

خود زبون اُو نگردد ہیچ دام
کوئی جال اُس سے مغلوب نہیں ہوتا ہے

لیک پرش در شکست افتد مدام
لیکن اُس کے پر ہمیشہ کے لئے شکستہ ہو جاتے ہیں

[1] دوست دشمن۔ جب تک من و تو ہے تو باہمی اختلاف و نزاع کا امکان ہے اسلئے دوست دشمن بنجاتا ہے لیکن وحدت کے بعد نزاع کا امکان ختم ہوجاتا ہے اسلئے کہ کوئی شخص اپنے آپ سے دشمنی نہیں کرتا ہے۔ آفریں بر عشق۔ عشق متحد الوجود بنا دینے میں کامل استاد ہے۔ ہمچو۔ عشق ذرّوں کو ایسا ہی جوڑ دیتا ہے جیسا کہ کمہار مختلف اجزاء کو ملا کر گھڑا بنا دیتا ہے۔ اتحاد جسمہا۔ کمہار اور ذرّوں سے ملکر گھڑا بنجانے کی مثال ناقص ہے۔ جانوں کا اتحاد اس سے بہت بڑھا ہوا ہے۔

[2] گر نظائر۔ مومنین کے روحوں کے اتحاد کی مختلف مثالیں اگر سناؤں تو تھک جاؤگے۔ دور بینی یعنی دنیاوی معاملات میں گہری سوچ بچار نے ہمیں اندھا بنا رکھا ہے۔ ورنہ ہر دور میں سلیمان صفت بزرگ موجود ہیں۔ می کند۔ دنیاوی تفکر میں انسان ایسا محو ہوجاتا ہے کہ اسکو آس پاس کی خبر نہیں ہوتی۔

[3] مولعیم۔ ہم دنیاوی اُلجھاؤ کو سلجھانے کے عاشق ہیں اور اُس میں سوال و جواب کیلئے قواعد تراشتے ہیں۔ ہمچو مرغے۔ دنیاوی دھندوں کی گرہ کشائی میں ہم اُس پرند کی طرح ہیں جو جال کی گرہ کھولنے اور باندھنے میں مہارت پیدا کر رہا ہو وہ لامحالہ زمین کی سیر سے محروم رہیگا اور پوری عمر اسی کام پر صرف کرویگا۔ خود زبوں۔ جال کی گرہوں میں مہارت پیدا کرنیوالا پرند خود اپنے پر تباہ کرلیگا جال تو اسکے قابو میں نہ آئیگا اِسلیے دنیا کے دھندوں کو سلجھانیوالا اپنے آپکو تباہ کریگا دنیا اسکے قابو میں نہ آئیگی۔

باگرہ کم کوش تا بال و پرت — نگسلد یک یک ازیں کر و فرت

گرہ میں کم مصروف ہو تاکہ تیرے بال و پر — اس ادھیڑ بن سے ایک ایک کر کے ٹوٹ جائیں

صد ہزاراں مرغ پرہاشاں شکست — واں کمیں گاہِ عوارض را نہ بست

لاکھوں پرندوں کے پَر ٹوٹ گئے — (لیکن) وہ حوادث کے مورچے کو بند نہ کر سکے

حالِ ایشاں از نبی خواں اے حریص — نقبوا فیہا ببیں ھل من محیص

اے حریص! ان کی حالت قرآن میں پڑھ لے — غور کر، انھوں نے زمین میں نقب لگائے، کہیں چھٹکارا ہے

از نزاعِ ترک و رومی و عرب — حل نشد اشکالِ انگور و عنب

ترکی اور رومی اور عربی کی لڑائی سے — انگور اور عنب کا اشکال حل نہ ہوا

تا سلیمانِ لسینِ معنوی — در نیاید بر نخیزد ایں دوئی

جب تک حقیقت پسند زبان دان سلیمان — نہیں آتا، یہ دوئی نہیں اٹھتی

جملہ مرغانِ منازع بازوار — بشنوید ایں طبلِ بازِ شہریار

سب جھگڑنے والے پرندو! باز کی طرح — بادشاہ کی واپسی کے نقارے کو سن لو

زاختلافِ خویش سوئے اتحاد — ہیں ز ہر جانب رواں گردید شاد

اپنا اختلاف چھوڑ کر اتحاد کی جانب — خبردار! ہر جانب سے خوشی سے روانہ ہو جاؤ

حیث ما کنتم فولوا وجوھکم — نحوہ ھذا الذی لم ینھکم

تم جہاں بھی ہو اپنا رُخ موڑ لو — اُس کی جانب، یہ وہ ہے جس سے اُس نے تمہیں نہیں روکا

کور مرغانیم و بس ناساختیم — کاں سلیماں را دمے نشناختیم

ہم اندھے پرندے ہیں اور بہت انگھڑ — کہ ہم نے تھوڑی دیر کے لئے بھی سلیمان کو نہ پہچانا

ہمچو جغداں دشمنِ بازاں شدیم — لاجرم واماندہ ویراں شدیم

ہم چغدوں کی طرح بازوں کے دشمن بن گئے — لامحالہ پسماندہ اور تباہ ہو گئے

می کنیم از غایتِ جہل و عمی — قصدِ آزارِ عزیزانِ خدا

انتہائی نادانی اور اندھے پن کی وجہ سے ہم کرتے ہیں — اللہ (تعالیٰ) کے پیاروں کو ستانے کا ارادہ

جملہ مرغاں کز سلیماںؑ روشن اند — پرّ و بالِ بے گنہ کے بر کنند

وہ تمام پرندے جو سلیمانؑ کی وجہ سے روشن (دل) ہیں — وہ بے قصور کے بال و پر کب نوچتے ہیں؟

بلکہ سوئے عاجزاں چینہ کشند — بے خلاف و کینہ آں مرغاں خوش اند

بلکہ وہ عاجزوں کی طرف چینہ (دانہ) پہنچاتے ہیں — وہ پرندے بغیر اختلاف اور کینے کے خوش ہیں

---

۱ صد ہزاراں۔ بڑے بڑے دنیاداروں کے ساتھ دنیا نے غداری کی ہے۔ از نبی۔ قرآن پاک میں ہے وَکَمْ اَھْلَکْنَا قَبْلَھُمْ مِنْ قَرْنٍ ھُمْ اَشَدُّ مِنْھُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِی الْبِلَادِ، ھَلْ مِنْ مَّحِیْصٍ۔ "اور اُن سے پہلے ہم نے کتنی امتیں ہلاک کر دیں جو کہ اُن سے بل بوتے میں بڑھ کر تھیں انھوں نے شہروں کو چھان مار کر کہیں بچاؤ کی جگہ ہے" یعنی وہ ہلاک ہو گئے۔ از نزاع۔ ان چاروں شخصوں کی لڑائی معاملہ کو حل نہ کر سکی تھی۔

۲ تا سلیماں۔ مردے ز غیب بروں آید و کارے بکند۔ یا امام مہدی مراد ہیں۔ لسین بوزن امین زبان داں۔ طبل باز۔ وہ نقارہ جو باز کو واپس بلانے کیلئے بجایا جاتا ہے۔ زاختلاف۔ رسم و رواج کے اختلافات کو ترک کر کے متحد ہو جاؤ۔ حیث ما کنتم۔ مسلمانوں کو حکم ہے جہاں کہیں بھی ہوں وہ نماز میں قبلہ رُخ ہو جائیں مولانا فرماتے ہیں سب کو متوجہ الی الحق ہو جانا چاہئے یہی چیز اتحاد پیدا کر دے گی۔

۳ کور مرغانیم۔ بزرگانِ دین سلیمان وقت ہیں ہم اتنے اندھے ہیں کہ انکو نہیں دیکھ رہے ہیں۔ ہمچو جغداں۔ چغدوں کی باز سے دشمنی کا قصہ مولانا پہلے بیان کر چکے ہیں۔ بازاں۔ وہ بزرگ جو طائرانِ قدس ہوں۔ عزیزاں۔ یعنی خاصانِ خدا۔ جملہ مرغاں۔ بزرگوں سے تربیت یافتہ لوگ

[illegible]

ہُدہُدِ ایشاں پئے تقدیس را [1]
ان (ہیں) کا ہُدہُد تقدیس کے لئے
مے کُشاید راہِ صد بلقیس را
سینکڑوں بلقیس کی راہ کھول دیتا ہے

زاغِ ایشاں گر بصورت زاغ بود
ان کا کوّا اگرچہ بظاہر کوّا تھا
بازِ ہمّت آمد و مازاغ بود
ارادہ کا باز ثابت ہوا اور مازاغ بن گیا

لکلکِ ایشاں کہ لکلک می زند
ان کا لقلق جو لک لک کہتا ہے
آتشِ توحید در شک می زند
وہ شک میں توحید کی آگ لگاتا ہے

واں کبوتر شاں ز بازاں نشکہد
ان کا کبوتر بھی بازوں سے نہیں ڈرتا ہے
باز سر پیشِ کبوتر شاں نہد
باز اُن کے کبوتر کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے

بلبلِ ایشاں کہ حالت آرد اُو [2]
ان کی بلبل جو کہ وجد کرتی ہے
در درونِ خویش گلشن دارد اُو
وہ اپنے اندر چمن رکھتی ہے

طوطیِ ایشاں ز قند آزاد بود
ان کا طوطی بھی قند سے آزاد تھا
کز دروں قندِ اَبد رُویش نمود
کیونکہ اس میں ابدی قند رونما ہو گئی تھی

پائے طاؤسانِ ایشاں در نظر
اُن کے موروں کے پیر (بھی) نگاہ میں
بہتر از طاؤسِ پرّانِ دگر
دوسروں کے موروں جیسے پَروالوں سے بہتر ہیں

کبکِ ایشاں خندہ بر شاہیں زند
ان کی چکور شاہین کی مذاق اُڑاتی ہے
در تعلق راہِ علیین زند
تعلق (مع اللہ) میں علیین کا راستا اختیار کرتی ہے

منطق الطیرانِ خاقانی صداست [3]
خاقانی کی "منطق الطیر" ایک آواز ہے
منطق الطیرِ سُلیمانی کجاست
وہ سلیمانی منطق الطیر کہاں ہے؟

تو چہ دانی بانگِ مرغاں را ہمے
تو پرندوں کی آواز کو کیا جانے؟
چوں ندیدستی سُلیماں را دمے
جبکہ تو نے ایک لمحہ کیلئے (بھی) سلیمان کو نہیں دیکھا ہے

پرِّ آں مرغے کہ بانگش مطرب ست
اُس پرند کا پر جس کی آواز مست کرنیوالی ہے
از برونِ مشرق و وز مغرب ست
وہ مشرق و مغرب سے باہر ہے

---

[1] ہدہد۔ چونکہ شیخ وقت کو سلیمانِ وقت قرار دیا لہٰذا اس کے مُریدین کو ان پرندوں سے تعبیر کیا ہے جو حضرت سلیمانؑ کے جلو میں رہتے تھے۔ تقدیس یعنی سبوحٌ قدوسٌ کا وظیفہ پڑھنا حضرت سلیمانؑ کی ہدہد حضرت بلقیس کے لئے راہنما بنی تھی۔ مازاغ۔ قرآن پاک میں آنحضورؐ کے بارے میں ہے مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی یعنی کی نظر نہ کسی طرف کو بھکی اور نہ آگے بڑھی یعنی دیدار میں مصروف رہی۔ لکلک۔ لقلق پرند کے بولنے کی آواز لک لک ہے تو گویا وہ لَکَ الْحَمْدُ لَکَ الثَّنَاءُ "اے پروردگار! تیرے لئے تعریف ہے تیرے لئے ثنا ہے" کہتا ہے اور توحید کے گن گاتا ہے۔ واں کبوتر مریدین اور مجازین میں سے جو سکنت میں کبوتر ہیں دنیا کے سرکش ان کے سامنے سرنگوں ہوتے ہیں۔ نشکہد۔ مضارع منفی ہے شکوہیدن۔ شان شوکت دکھانا، ڈرنا۔

[2] بلبل۔ انکی بلبل اپنے اندر گلشن دیکھ کر وجد کرتی ہے۔ طوطی۔ طوطی کو شکر کھلائی جاتی ہے اُن بزرگوں کی طوطی کو ظاہری قند کی ضرورت نہیں ان کے باطن خود قند سے معمور ہیں۔ پائے طاؤساں۔ مور کا پیر بدصورتی میں اور اس کا پر حسن میں مشہور ہے یعنی اس شیخ کے مُریدوں کے بظاہر نازیبا افعال دوسروں کے زیبا افعال سے زیادہ قابلِ قدر ہیں۔ کبک۔ چکور کا قہقہہ اور رفتار ضربُ المثل ہیں۔

[3] منطق الطیر۔ پرندوں کی بولی۔ افضل الدین خاقانی شاعر نے ایک مشہور قصیدہ لکھا ہے جس میں پرندوں کی زبانی گفتگو کی ہے حضرت سلیمانؑ کو بھی منطق الطیر حاصل تھی۔ تو چہ دانی۔ جب تم اہل اللہ سے نہیں ملے تو ان کے متعلقین کے کمالات کو کیا سمجھ سکتے ہو۔ پرِ آں مرغے۔ اُن مریدین اور متوسلین کا تعلق عالمِ بالا سے ہے۔

ہر یکے[1] آہنگش ز کرسی تا ثرے … و ز ثریٰ تا عرش در کر و فرے

اس کا ہر ارادہ کرسی سے زمین تک ہے … اور زمین سے عرش تک شان و شوکت میں ہو

مرغ کو بے ایں سلیماں می رود … عاشق ظلمت چو خفاشے بود

وہ پرند جو اس سلیمان کے بغیر چلتا ہے … وہ چمگادڑ کی طرح اندھیرے کا عاشق ہوتا ہے

با سلیماں خو کن اے خفاش رد … تا کہ در ظلمت نمانی تا ابد

اے مردود چمگادڑ! سلیمان کی عادت ڈالی … تاکہ ہمیشہ تک کے لئے اندھیرے میں نہ رہے

یک گزے رہ کہ بداں سو میروی … ہمچو گز قطب مساحت می شوی

اگر تو اس کی جانب ایک گز چلے گا … تو گز کی طرح پیمائش کا مدار بن جائیگا

وانکہ لنگ و لوک آں سو می جہی … از ہمہ لنگی و لوکی می رہی

اور جو تو لنگڑا اور لولا اس طرف چل رہا ہے … (اس) تمام لنگڑے اور لولے پن سے نجات پا جائیگا

قصۂ بط بچگاں کہ مرغ خانگی پروردشاں

بطخ کے اُن بچوں کا قصہ جن کو گھریلو مرغ نے پالا

تخم بطی[2] گرچہ مرغ خانہ ات … کرد زیر پر چو دایہ تربیت

تو بطخ کا انڈا ہے اگرچہ تجھے گھریلو مرغ نے … پروں کے نیچے دایہ کی طرح پالا ہے

مادر تو بط آں دریا بدست … دایہ ات خاکی بد و خشکی پرست

تیری ماں تو اس دریا کی بطخ تھی … تیری دایہ خاکی اور خشکی پرست تھی

میل دریا کہ دل تو اندرست … آں طبیعت جانت را از مادرست

دریا کی طرف جھکاؤ جو تیرے دل میں ہے … تیری جان کا وہ مزاج ماں کی جانب سے ہے

میل خشکی مر ترا زیں دایہ است … دایہ را بگذار کو بد رایہ است

خشکی کی طرف میلان اُس دایہ کی وجہ سے ہے … دایہ کو چھوڑ کر وہ غلط راہ والی ہے

دایہ را بگذار در خشک و بر اں … اندر آ در بحر معنیٰ چوں بطاں

دایہ کو خشکی پر چھوڑ دے اور دور کر … بطخوں کی طرح حقیقت کے سمندر میں آجا

گر ترا[3] دایہ بترساند ز آب … تو مترس و سوئے دریا راں شتاب

اگر تجھے دایہ پانی سے ڈرائے … تو نہ ڈر اور دریا کی جانب جلد (سواری) ہانکدے

تو بطے بر خشک و بر تر زندہ … نے چو مرغ خانہ خانہ کندہ

تو ایسی بطخ ہے کہ خشکی اور تری پر تو زندہ ہے … نہ کہ گھر کے مرغ کی طرح تو نے گھر کو کریدا ہے

---

[1] ہر یکے۔ یعنی اسکی پرواز زمین سے آسمان تک ہے۔ مرغ۔ یعنی وہ لوگ جو نہ کسی نبی کے پیرو ہیں نہ کسی شیخ سے متعلق ہوں وہ نور خداوندی سے محروم رہتے ہیں۔ رد۔ مردود۔ یک گزے رہ۔ شیخ کی زیر تربیت تھوڑا مجاہدہ بھی بہت زیادہ مفید ہوتا ہے۔ وانکہ۔ جس قدر عیب شیخ کے پاس لیکر جائیگا سب سے نجات مل جائیگی۔ لنگ۔ لنگڑا۔ لوک۔ گھٹنوں کے بل چلنے والا۔

[2] تخم بطی۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر استعداد ہوتی ہے تو تھوڑی سی محنت سے مقصد حاصل ہوجاتا ہے، بطخ کا وہ بچہ جو مرغی کے نیچے نکلا اور پلا ہوا اسمیں سمندر میں تیرنے کی استعداد موجود ہے ذرا سی محنت سے تیرنا سیکھ سکتا ہے اسی طرح سے روح جو ملاءِ اعلیٰ کی چیز ہے اگرچہ اس کی پرورش خاکی جسم کے زیر اثر ہورہی ہے معمولی محنت سے ملاءِ اعلیٰ کی طرف پرواز کرنے لگتی ہے۔ تخم بط۔ بطخ کا انڈا۔ مرغ خانہ۔ گھریلو مرغی۔ دایہ یعنی گھریلو مرغی۔ میل دریا۔ بطخ، دریائی چیز ہے۔ زمین دایہ۔ گھریلو مرغی جو خشکی پر رہتی ہے۔

[3] گر ترا۔ جسم انسانی غرض سے مانع بنتا ہے۔ تو بطے۔ انسان جسم اور روح کا مجموعہ ہے جسم خاکی چیز ہے اور روح بحر وحدت سے متعلق ہے۔

تو ز کَرَّمْنَا[۵۱] بَنِی آدم شہی — ہم بخشکی ہم بدریا پا نہی

تو کَرَّمْنَا بَنِی آدم کی وجہ سے شاہ ہے — خشکی میں بھی اور دریا میں بھی قدم دھرتا ہے

کہ حَمَلْنَاهُمْ عَلَى الْبَحْرِ بجاں — از حَمَلْنَاهُمْ عَلَى الْبَرِّ پیش راں

تو روح کی وجہ سے حَمَلْنَاهُمْ عَلَى الْبَحْرِ کا مصداق ہے — حَمَلْنَاهُمْ عَلَى الْبَرِّ سے آگے چل

مر ملائک[۵۲] را سوئے بَر راہ نیست — جنسِ حیواں ہم ز بحر آگاہ نیست

فرشتوں کا خشکی کی طرف راستہ نہیں ہے — حیوان کی جنس بھی سمندر سے آگاہ نہیں ہے

تو بہ تن حیواں بجانے از ملک — تا روی ہم بر زمیں ہم بر فلک

تو جسم کے اعتبار سے حیوان اور روح کے اعتبار فرشتوں میں سے ہے — تاکہ تو زمین پر بھی چلے اور آسمان پر بھی

تا بظاہر[۵۳] مِثْلُكُمْ باشد بشر — با دلِ يُوحَىٰ إِلَيَّ دیدہ ور

یہاں تک کہ بظاہر تم جیسا بشر ہوتا ہے — (لیکن) یوحیٰ الیّ کے دل کے اعتبار سے صاحبِ بصیرت ہے

قالبِ خاکی فتادہ بر زمیں — روحِ او گرداں براں چرخِ بریں

(اس کا) خاکی جسم زمین پر ہے — اس کی روح بلند و بالا آسمان پر گردش کرتی ہے

ما ہمہ[۵۴] مرغابیانیم اے غلام — بحر میداند زبانِ ما تمام

اے لڑکے! ہم سب پانی کے پرندے ہیں — سمندر ہماری سب زبان سمجھتا ہے

پس سلیماں بحر آمد ما چو طیر — در سلیماں تا ابد داریم سیر

سلیمان سمندر ہے اور ہم پرندوں کی طرح ہیں — ہمیشہ سلیمان میں ہمارا مطالعہ ہے

با سلیماں[۵۵] پائے در دریا بنہ — تا چو داؤدؑ آب سازد صد زرہ

سلیمان کے ساتھ دریا میں قدم رکھ — تاکہ پانی (حضرت) داؤدؑ کی طرح سینکڑوں زرہیں بنا دے

آں سلیماں پیشِ جملہ حاضر ست — لیک غیرت چشم بند و ساحر ست

وہ سلیمان سب کے سامنے موجود ہے — لیکن غیرت آنکھ کی پٹی اور جادوگر ہے

تا ز جہل و خوابناکی و فضول — او بہ پیشِ ما و ما از وے ملول

یہاں تک کہ نادانی اور غنودگی اور بیہودگی کی وجہ سے — ہم اس سے گھبراتے ہیں اور وہ ہمارے سامنے ہے

---

[۵۱] کَرَّمْنَا۔ قرآنِ پاک میں ہے۔ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ "ہم نے بنی آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا" مولانا نے یہاں بحر سے بحرِ وحدت مراد لیا ہے مقصد یہ ہے کہ انسان کو مادی زندگی سے گذر کر حَمَلْنَاهُمْ عَلَى الْبَحْرِ والی زندگی حاصل کرنی چاہیئے اور اسکو بحرِ وحدت کی سیر کرنی چاہیئے۔

[۵۲] مر ملائک۔ ملائکہ کا دنیاوی زندگی سے تعلق نہیں ہے حیواں۔ حیوانات کا عالمِ آخرت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو۔ انسان میں حیوانیت بھی ہے اور ملکوتیت بھی لہٰذا اس کا دونوں عالم سے تعلق ہے۔

[۵۳] تا بظاہر۔ قرآنِ پاک میں ہے قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ۔ آنحضورؐ کو خطاب ہے کہ آپ کہہ دیجئے کہ میں تم جیسا بشر ہوں میری طرف وحی آتی ہے تو جس طرح آنحضورؐ کا جسم عالمِ دنیا سے متعلق ہے اور دل کا تعلق عالمِ بالا سے ہے اسی طرح شیخِ وقت کا تعلق دونوں عالم سے ہے۔

[۵۴] ما ہمہ۔ ہماری اور شیخ کی وہی نسبت ہے جو مرغاب اور دریا کی۔ بحر یعنی اضافی بحر جو کہ شیخ ہے وہ ہماری سب باتیں سمجھ لیتا ہے سلیمانؑ۔ شیخ بمنزلہ بحر کے ہے اور ہم اُس سلیمان کے پرند ہیں۔

[۵۵] باسلیماں۔ دریائے معرفت میں جب شیخ کی طرح گھسو گے تو تمہاری حفاظت کے لئے سینکڑوں زرہیں تیار ہو جائیں گی جو ہمیں اس راہ کے خطرات سے محفوظ رکھیں گی۔ دریا میں پیر رکھنے سے لہریں بصورتِ زرہ پیدا ہوتی ہیں۔ آں سلیماں۔ شیخِ وقت موجود ہے لیکن تو اپنی بڑائی کی وجہ سے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینا غیرت کے خلاف سمجھتا ہے اس لئے تجھے وہ نظر نہیں آتا ہے۔

تشنہ[1] را درد سر آرد بانگ رعد — چوں نداند کو گشاید ابر سعد
کڑک کی آواز پیاسے کے سر میں درد پیدا کرتی ہے — جبکہ وہ نہیں جانتا کہ وہ مبارک ابر کو کھولدیگی

چشم او ماندست در جوئے رواں — بے خبر از ذوق آب آسماں
اس کی آنکھ جاری نہر پر جمی ہوئی ہے — وہ آسمان کے پانی کے ذوق سے بے خبر ہے

مرکب ہمت سوئے اسباب راند — از مسبب لاجرم محروم ماند
اس نے توجہ کی سواری آسمان کیجانب دوڑادی — لامحالہ سبب پیدا کرنیوالے سے محروم ہوگیا

آنکہ[2] بیند او مسبب را عیاں — کے نہد دل بر سببہائے جہاں
جو شخص سبب پیدا کرنے والے کو کھلا دیکھتا ہے — وہ دنیا کے اسباب سے کب دل لگاتا ہے؟

از مسبب یابد اندر یک صباح — از نجات و از فلاح و از نجاح
وہ سبب پیدا کرنیوالے کیجانب سے ایک صبح کو پاجاتا ہے — نجات اور فلاح اور کامیابی

آنچہ در صد سال مثبت حیلہ مند — دہ یکے زاں گنج حاصل ناورند
وہ جو کچھ کہ تدبیر کرنیوالے کی مٹھی میں سو سال میں نہ آیا — اس خزانہ کا دسواں حصہ حاصل نہیں کرسکتے ہیں

حیران شدن حاجیاں در کرامات آں زاہد کہ در بادیہ بر ریگ گرم نشستہ

حاجیوں کا اس درویش کی کرامات میں حیران ہونا جو کہ صحرا میں گرم ریت پر بیٹھا ہوا تھا

زاہدے بُد درمیان بادیہ — در عبادت غرق چوں عبادیہ
صحرا میں ایک زاہد تھا — عبادان کے رہنے والوں کی طرح عبادت میں غرق

حاجیاں[3] آنجا رسیدند از بلاد — دیدہ شاں بر زاہد خشک اوفتاد
حاجی (مختلف) شہروں سے اسکے پاس پہنچے — ان کی نظر لاغر زاہد پر پڑی

جائے زاہد خشک بود او تر مزاج — از سموم بادیہ بودش علاج
زاہد کی جگہ خشک تھی وہ خوش مزاج تھا — صحرا کی لُو اس کا علاج تھی

حاجیاں حیراں شدند از وحدتش — واں سلامت درمیان آفتش
حاجی اس کی تنہائی سے حیران ہوگئے — اور اس کی مصیبت کے درمیان سلامتی سے

در نماز استادہ بُد بر روئے ریگ — ریگ کز تفش بجوشد آب دیگ
وہ ریت پر نماز میں کھڑا تھا — ایسا ریت جس کی گرمی سے دیگ کا پانی اُبلنے لگے

---

[1] تشنہ را۔ اگر انسان کو انجام کی بھلائی پر یقین ہو تو اس کے لئے مقصد کے حصول کی تکالیف آسان ہوجاتی ہیں۔ چشم او انسان اپنی غفلت کی وجہ سے ادنیٰ مطلوب میں لگا رہتا ہے اور اعلیٰ مقصد سے غفلت برتتا ہے۔ مرکب۔ جو لوگ اسباب دنیوی کو ہی سب کچھ سمجھ لیتے ہیں وہ ان اسباب کے پیدا کرنے والے خدا سے غافل رہتے ہیں۔

[2] آنکہ۔ جس شخص کو حضرت حق کا مشاہدہ حاصل ہے اور وہ مسبب الاسباب کو دیکھ رہا ہے، اسباب اسکی نگاہ میں ہیچ ہوجاتے ہیں۔ از مسبب۔ جو لوگ مسبب الاسباب سے تعلق پیدا کرلیتے ہیں وہ تھوڑی سی دیر میں وہ کچھ حاصل کرلیتے ہیں جو اسباب اختیار کرنیوالا سو سال میں بھی حاصل نہیں کرپاتا ہے۔ حیراں شدن۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ بلا اسباب بھی اللہ تعالیٰ بہت بہت کچھ عطا فرمادیتا ہے۔ بادیہ۔ صحرا، جنگل۔ عبادیہ۔ عبادان کی طرف منسوب مانا جائے جو ایک نہایت گرم مقام ہے یعنی عبادان کے رہنے والے یا منسوب بسوئے عبادت۔

[3] حاجیاں۔ وہ صحرا ان حاجیوں کا رہگذر تھا۔ زاہد خشک وہ عبادت گذار جو ذوق عبادت سے محروم ہو لیکن یہاں یہ معنی مراد نہیں اسلئے ہم نے لاغر کا ترجمہ کیا ہے۔ تر مزاج۔ خوش مزاج۔ سموم۔ گرم زہریلی ہوا، لُو یعنی لُو اس کے مرض کا سبب نہ تھی بلکہ صحت کا سبب تھی۔ حیراں شدند۔ اس قدر مہلک صحرا میں اس کا صحیح و سلامت رہنا باعث حیرت بنا۔ آب دیگ۔ یعنی ریت اس قدر گرم تھا کہ اس کی گرمی پانی کو کھولادے۔

گفتی[1] سرمست در سبزہ و گل ست — یا سوارہ بر بُراق و دُلدُل ست
تو یہ کہے گا کہ وہ مست سبزے اور پھول میں ہو — یا بُراق اور دُلدُل پر سوار ہے

یا کہ پایش بر حریر و حلہاست — یا سموم اُورا بہ از بادِ صباست
یا اس کے پیر ریشمیں کپڑے اور لباس پر ہیں — یا اس کے لئے لُو پُروا ہوا سے زیادہ مفید ہے

ایستادہ تازہ رُوی اندر نماز — با خضوع و با خشوع و بر نیاز
تازہ رُو نماز میں کھڑا ہوا — خشوع و خضوع کیساتھ اور عاجزی سے بھرا ہوا

ق

با حبیبِ خویشتن می گفت راز — ماندہ بود استادہ در فکرِ دراز
وہ اپنے دوست سے راز کہہ رہا تھا — لمبے استغراق میں کھڑا رہ گیا تھا

پس بماندند آں جماعت با نیاز — تا شود درویش فارغ از نماز
تو وہ گروہ نیازمندی کے ساتھ کھڑا ہو گیا — تاکہ درویش نماز سے فارغ ہو جائے

چوں ز استغراق باز آمد فقیر — زاں جماعت زندۂ روشن ضمیر
جب درویش استغراق سے نکلا — اس جماعت میں سے ایک روشن ضمیر نے

دید[2] کابش می چکید از دست و رُو — جامہ اش تر بود از آثارِ وضو
دیکھا کہ اسکے ہاتھوں اور چہرے سے پانی ٹپک رہا ہے — اس کے کپڑے وضو کے اثر سے بھیگے ہوئے تھے

پس بپرسیدش کہ آب از کجاست — دست را برداشت کز سوئے سماست
تو اس نے اس سے پوچھا کہ تجھے پانی کہاں سے مِلا — اس نے ہاتھ اُٹھایا کہ آسمان سے

گفت ہر گاہے کہ خواہی می رسد — بے ز چاہ و بے ز حَبلٍ مِن مَسَد
اس نے کہا جب بھی تو چاہتا ہے مل جاتا ہے — بغیر کنویں اور بغیر مونج کی رسّی کے

مشکلِ ما حل کن اے سلطانِ دیں — تا[3] بہ بخشد حالِ تو ما را یقیں
اے دین کے بادشاہ! ہماری مشکل حل کر دے — تاکہ تیری حالت ہمیں یقین عطا فرمائے

وانما سِرّے ز اسرار بما — تا ببُریم از میاں زنّارہا
اپنے رازوں میں سے ایک راز ہم پر کھول دے — تاکہ ہم کمر سے جنیو توڑ ڈالیں

چشم را بکشود سوئے آسماں — کہ اجابت کُن دعای حاجیاں
اس نے آسمان کی جانب آنکھ اُٹھائی — کہ حاجیوں کی دُعا قبول فرمائے

رزق جوئی را ز بالا خُو گرم — چوں ز بالا بر کشودستی درم
میں (عالمِ) بالا سے رزق کی تلاش کا عادی ہوں — چونکہ تونے میرے لئے (عالمِ) بالا کا دروازہ کھول دیا ہے

---

[1] گفتی۔ اس قدر تکلیف دہ مقام پر وہ عبادت میں اس قدر خوش تھا جیسا کہ کوئی سبزہ و گل میں مسرور ہو یا دُلدُل اور بُراق کی سواری میں مسرور ہو۔ یا کہ۔ یعنی گرم ریت اس کے لئے ریشمیں کپڑا تھا۔ حریر۔ ریشمی کپڑا۔ حلہا۔ قیمتی لباس۔ بادِ صبا۔ پُروا ہوا ٹھنڈی اور خوشگوار ہوتی ہے۔ راز۔ نماز کی حالت کو مناجات یعنی اللہ کے ساتھ سرگوشی کہا گیا ہے۔ استغراق۔ وہ کیفیت ہوتی ہے جس میں بزرگ ماسوا اللہ سے غافل ہوتا ہے۔ ضمیر۔ قلب۔

[2] دید۔ یعنی وضو کا پانی ہاتھوں اور چہرے سے ٹپک رہا تھا اور کپڑوں پر بھی وضو کے پانی کا اثر تھا۔ سما۔ آسمان۔ حَبلٌ مِن مَسَد۔ کھجور کے پتّے کے ریشے کی رسّی اور مونج کی رسّی۔

[3] تا بہ بخشد۔ یعنی آپ کی کرامات دیکھ کر ہمارے یقین کے مراتب میں اضافہ ہو جائے۔ زنّارہا۔ یعنی شکوک و شبہات۔ اجابت۔ قبولیت۔ بالا۔ عالمِ بالا۔

اے نمودہ تو مکاں[1] از لامکاں — فِی السَّمَاءِ رِزْقُکُمْ کردہ عیاں

اے وہ! کہ تو نے مکان (والے) کو لامکان دکھا دیا ہے — "فی السماء رزقکم" کا تو نے مشاہدہ کرا دیا ہے

درمیانِ ایں مُناجات ابرِ خوش — زود پیدا شد چو پیلِ آبکش

اس دعا کے دوران ایک گہرا ابر — پانی بھرنے والے ہاتھی جیسا بہت جلد رونما ہو گیا

ہمچو آب از مشک باریدن گرفت — در گوو در غارہا مسکن گرفت

اُسنے مشک کے پانی کی طرح برسنا شروع کر دیا — جو گڑھوں اور غاروں میں ٹھہر گیا

ابر[2] می بارید چوں مشک اشکہا — حاجیاں جملہ کشادہ مشکہا

ابر مشک کی طرح آنسو برسا رہا تھا — سب حاجیوں نے مشکیں کھول رکھی تھیں

یک عجائب در بیاباں وانمود — ابر چوں مشکے دہن را بر کشود

جنگل میں ایک عجیب کرشمہ ظاہر ہوا — بادل نے مشک کی طرح دہانہ کھول دیا

یک جماعت زاں عجائب کارہا — می بریدند از میاں زُنّارہا

ایک جماعت ان عجیب معاملوں کی وجہ سے — کمر سے جنیئو کاٹ رہی تھی

قومِ دیگر را یقیں در ازدیاد — زیں عجب[3] واللّٰہُ اَعْلَمُ بِالرَّشَاد

دوسرے لوگوں کے یقین میں زیادتی ہو رہی تھی — اس تعجب خیز واقعہ کی وجہ سے اور خدا ہدایت کے معاملہ کو زیادہ جانتا ہے

قومِ دیگر ناپذیرا تُرش و خام — ناقصانِ سرمدی تَمَّ الْکَلَام

کچھ لوگ متاثر نہ ہونیوالے کھٹے اور کچے تھے — (یہ) ابدی ناقص تھے بات ختم ہوئی

ختم شد

---

[1] مکاں۔ یعنی وہ مخلوق جو مکانی ہے۔ لامکاں۔ عالمِ بالا جو مکانیت سے منزہ ہے۔ وفِی السَّمَاءِ رِزْقُکُمْ۔ قرآن پاک میں ہے "اور آسمانوں میں ہے تمہارا رزق"۔ مناجات۔ سرگوشی، دعا۔ گو۔ گڑھا۔ مسکن۔ ٹھہرنے کی جگہ۔

[2] ابر۔ جو ابر نمودار ہوا اس نے اس طرح برسنا شروع کیا جس طرح پانی مشک سے گرتا ہے۔ زنارہا۔ یعنی ان لوگوں کے شکوک و شبہات زائل ہو گئے۔

[3] عجب۔ یعنی بارش کی کرامات۔ ناقصانِ سرمدی۔ جو ازلی ناقص تھے اور ان میں حق کو قبول کرنے کی صلاحیت نہ تھی۔

فہرستِ مضامینِ مثنویِ مولانائے روم رحمۃ اللہ علیہ دفتر ۲ دوم

تمام شد

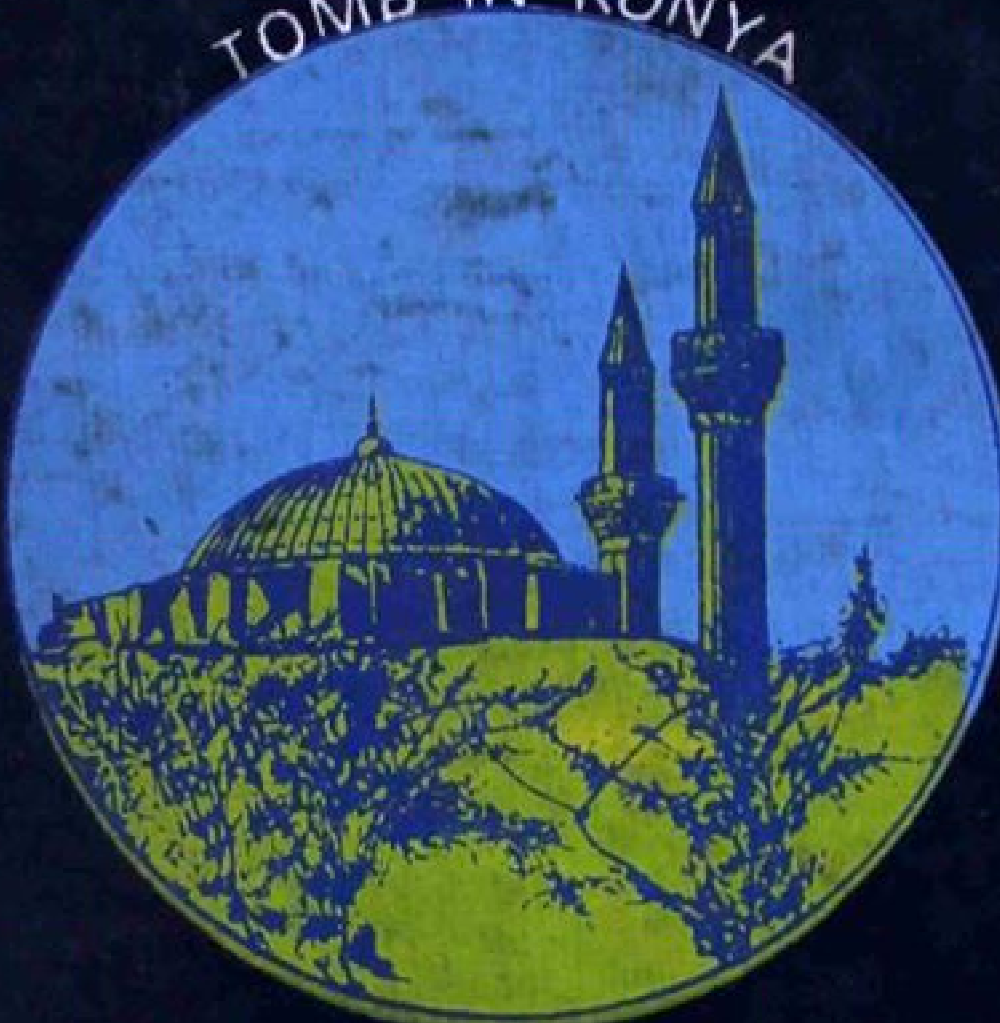
MATHNAWI RUMI

TRANSLATED BY
QAZI SAJJAD HUSAIN

PRINCIPAL
MADRESA-E-ALIA
FATEHPURI, DELHI

Published by:
SABRANG
KITAB GHAR
Delhi-6

TOMB IN KONYA



MATHNAWI RUMI

TRANSLATED BY
QAZI SAJJAD HUSAIN

Published by.
SABRANG KITAB GHAR
Delhi-6